UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232383

UNIVERSAL
LIBRARY

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ

الحمد للہ کہ اس زمان سعادت اقتران سنہ ۱۲۸۳ ھجری نبوی مین

خزینۃ الاسرار

ترجمہ

مجالس الابرار

حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولنا مولوی محمد قطب الدین صاحب دہلوی کمال الصحیح

مطبع مصطفائی مین محمد حسن خان کی اہتمام سے چھپا

٢ ١٥٢٦٩ ٤٥

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالی مہربان کی

الحمد لله الذی رفع اقدار العلماء بمقدار معرفة کتابه المحکم ثم هدی المحدثین بمصابیح

سب تعریف ہی اوس خدا کی ہے کہ بلند کیں قدر دین علما رکی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوط ہی پھر ہدایت کیا محدثون کو ساتھ چراغون

المصباح من شبه الظلم وجعل علم الکتب کالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واصبغ

روشن کی یعنی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لی کہ آگی گذری امتون مین اور پہنچای

علیهم سوابغ النعم بعرفانه بمصابیح السنة والعرفان المقدم واعزهم فی الدارین

اونکو پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کی چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی سی اعدا اونکو دین ودنیا مین عزت دی

واکرم واحترم علی العلمین فی سابق القدم بالقرآن الاحکم فقال الذین یجتنبون

اور اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچتے ہین

کبائر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من یعلم الحکم فیمن اخر وقدم احمده حمد عاجز

بڑی گناہون سی اور بیحیائی کی کاموں سی مگر کچھ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکھاتا ہی حکمتین پہلون اور پچھلون کو مین اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کسی

شکر ما اولاه من عظیم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا

کہ شکرگذاری کری اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبده ورسوله الاکرم المبعوث الی جمیع الامم نسئل الله ان یختم لی کتاب العلل بها اذا ختم صلی

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بھیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم اللہ سی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل کی کتاب اس گواہی پر ہم ختم کرین رحمہ

الله تعالی علیه وعلی اله وصحبه وسلم الذین هم اولو الفضل والحکم ما عید الله احمد واحرم هد

نازل کری اللہ تعالی اوسپر اوآوسکی آل پر اور اوسکی یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جنکے اللہ کی ہند کی ہو جو محمود ہی اور حرمت والا ہی

المکتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحدیث المعظم وبعض الحسان المفخم من کتاب مصابیح

کتاب لکھی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب مصابیح

الظلم دافع الهم والالم جمعته لبعض اخوان الاخرة مع ضم ما وجدته فی الکتب المعتبرة

الظلم مین سی دور کرنیوالی ہم اور الم کی یعنی اسکو واسطے بعضی بھائیون اخروی کی اور اور مضمون معتبر کتابون مین سی ملا کر جمع کیا

من التفسیر والحدیث والفقه والکلام وتصوف الخیرة وابین ما فیه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کردون کا اوسمین صحیح اعتقادات

الصحیحة واعمال الاخرة واحترز مما فیه من استمداد القبور وغیره من فعل الکفرة واهل

اور عمل آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل ضلالت کی

الضلا

الضلالة المضلة الفجرة لما رايت كثيرا من الناس في هذا الزمان جعلوا بعض القبور
جو گمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب مین نی اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکھا کہ اونہون نی بعضی قبرون کو
كالاوثان يصلون عندها ويدنون القربان ويصدر منهم افعال واقوال لا تليق باهل
بت بنالیا ہی کہ وان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جو ایمان والون کو
الايمان فاردت ان ابين ما ورد به الشرع في هذا الشان حتى يتميز الحق من الباطل عند
سزاوار نہین اسلیی مین نی یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہوجاوی
من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول
اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچی کا اور جنت مین
في دار الجنان والله الهادي وعليه التكلان ولما بال ما فيه من التكرار لما وقع في
جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہوگیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا
نصيحة الابرار وتنبيه ما فيه من الاحوال الذي يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفال
بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کردینگا جنکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتے ہین
وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائف البدع ومقامع الاشرار ورتبته
اور اسکا نام مین نی مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائف البدع ومقامع الاشرار رکہا اور ترتیب اسکو
على مائة مجلس المجلس الاول في تمثيل من يذكر به ومن لا يذكره بالحي والميت وفي بيان
سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخص کی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا سا تہہ زندہ اور مردی کی اور بیان
معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثاني في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه
معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین
المجلس الثالث في بيان فضيلة الايمان ومن امن المجلس الرابع في لزوم محبة النبي صلى
تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی
الله عليه وسلم زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس في لزوم الايمان
اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگونسی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی
بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس في بيان من
سانتہ اوسپیغمبر کی کہ لایا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہین جایز ہی مخالفت اوسمین چہٹی مجلس بیچ بیان اوسکی
رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان المجلس
کہ راضی ہوا اللہ کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس
السابع في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا عند البعض
بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اوپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی سا تہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک
المجلس الثامن في بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالف
مجلس اٹہوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اوسکا مخالف
المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر
نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ لای حضرت اوسکو اور بیچ تحقیق کلمی ی مجلس دسوین

فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم وبین المجاهد والمهاجر المجلس الحادی عشر

بیچ بیان فرق کی درمیان مؤمن اور مسلم کی اور درمیان مجاہد اور مہاجر کی مجلس گیارہوین

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعته

بیچ بیان افضل ذکر اور افضل دعا کی مجلس بارہوین بیچ بیان بڑی سعادتمند لوگون کی قیامت کی دن

النبی صلی الله علیه وسلم یوم القیمة المجلس الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سی ہی مجلس تیرہوین بیان مین اسکی کہ خالص توحید

سبب لحرمة النار المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القیمة المجلس

سبب ہوتی ہی حرام ہوتی آگ جہنم کی مجلس چودہوین بیچ بیان ایمان نجات دینی والی کی روز قیامت کی مجلس

الخامس عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام وفیه تفصیل المجلس السادس عشر

پندرہوین بیان مین اسکی کہ ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہی لیاقت واستعداد ایمان پر اور اسمین تفصیل ہی مجلس سولہوین

فی تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیره المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز

بیچ تحقیق نیکبخت اور بدبخت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کی مجلس سترہوین بیچ بیان نہ جایز ہونی

الصلوة عند القبور والاستمداد من اهلها واتخاذ السرج والشموع علیها المجلس الثامن عشر

نماز کی پاس قبرون کی اور نہ جایز ہونی مدد مانگنی کی مردونسی اور نہ جایز ہونی چراغ اور شمع روشن کرنی قبرون پر مجلس اٹھارہوین

فی اقسام البدع واحکامها وغیرها من الامور المهمة المجلس التاسع عشر فی بیان بدعیة

بیچ قسمون بدعتون کی اور احکام اوکیکی اور سوا انکی امور ضروریہ سی مجلس انیسوین بیچ بیان بدعت ہونی

صلوة النوافل بالجماعة کالرغائب وغیرها المجلس العشرون فی بیان فضائل الحج المبرور وبیان

نماز نفل کی جماعت سی مانند صلوۃ رغائب وغیرہ کی مجلس بیسوین بیچ بیان فضیلتون حج مقبول کی اور بیچ بیان

البدعة فیه المجلس الحادی والعشرون فی بیان فضائل الزکوة وغوائل ترکها المجلس الثانی والعشرون

بدعت کی حج مین مجلس اکیسوین بیچ بیان فضائل زکوۃ کی اور خرابیون ترک اوسکی مجلس بائیسوین

فی بیان فضائل الصوم مطلقا المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان المجلس

بیچ بیان فضائل مطلق روزہ کی مجلس تیئیسوین بیچ بیان فضیلت روزی شعبان کی مجلس

الرابع والعشرون فی بیان فضیلة احیاء لیلة البراة علی وجه السنة والاحتراز عن البدعة المکروهة

چوبیسوین بیچ بیان فضیلت جاگنی رہنی کی شب براۃ مین بطریق سنت کی اور پرہیز کرنی کی بدعت مکروہہ سی

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رویة هلال رمضان وکراهة صوم یوم الشک

مجلس پچیسوین بیچ لازم ہونی تلاش رویت چاند رمضان کی اور کراہت روزی یوم شک کی

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان ورعایة حقه وتعظیم شانه المجلس

مجلس چھبیسوین بیچ بیان فضیلت رمضان کی اور اوسکی حق کی رعایت مین اور تعظیم شان مین مجلس

السابع والعشرون فی بیان کیفیة النیة وما یفسد الصوم وما لا یفسد وما یلزم به الکفارة

ستاسیوین بیچ بیان کیفیت نیت روزہکی اور اوسچیزکی کہ توڑتی ہی روزی کو اور جو نہین توڑتی اوسکو اور جو مستلزم ہی کفارہ کو

وما لا یلزم المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التزاویح وفضیلتها المجلس التاسع والعشرون

اور جو نہین مستلزم مجلس اٹھائیسوین بیچ بیان کیفیت تراویح کی اور فضیلت تراویح کی مجلس انتیسوین

فی بیان فضیلة تاخیر السحور وتعجیل الافطار وغیرہ المجلس الثلثون وفی بیان عائلة من
بیچ بیان فضیلت تاخیر سحری کی اور جلدی کرنی افطار کی اور غیر اوسکی مجلس تیسوین بیچ بیان گناہ اوسکی

یصر یوما من رمضان فیما یجب فیه الکفارة المجلس الحادی والثلثون فی بیان سنیة
فطار کری ایکدن رمضان مین اوس حال مین کہ واجب ہوا اوسپین کفارہ ۵ مجلس اکیسوین بیچ بیان سنت ہونی

الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیه وفضیلتها المجلس الثانی والثلثون فی بیان صفة
اعتکاف کی اور طلب کرنی اوسمین اور فضیلت اوسکیلی مجلس بتیسوین بیچ بیان صفت

الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیه المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة
فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتون کی عید مین مجلس تینتیسوین بیچ بیان فضیلت

صوم شوال وعدم جواز التشاءم به المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلة
روزون شوال کی ۵ اور یہہ کہ شوال کو منحوس سمجھنا جایز نہین ہی مجلس چونتیسوین بیچ بیان فضیلت

ایام العشر الاول من ذی الحجة المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیله هرقة
اول دہہ بقرہ عید کی مجلس پینتیسوین بیچ بیان فضیلت بیان

دم القربان فی ایام النحر ونوعه وکیفیة ذبحه المجلس السادس والثلثون فی بیان
خون قربانی کی ایام قربانی مین اور بیان اقسام قربانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چھتیسوین بیچ بیان

فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة
فضیلت مہینی خدا کی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشورا کی مجلس سینتیسوین بیچ بیان فضیلت

یوم عاشوراء وبیان مایفعل فیه من البدع المکروهة المجلس الثامن والثلثون
روز عاشورا کی اور بیان اون بدعات مکروہات کا جو اوسمین کیجاتی ہین مجلس اڑتیسوین

فی بیان عدم سرایة المرض وعدم جواز الطیرة وعدم وجود الغول المجلس التاسع والثلثون
بیچ بیان نہ لگ جانی بیماری کسیکی کسیکو اور نہ جایز ہونی شگون بد کی اور نہ ہونی جنون کی مجلس انتالیسوین

وذم الطیرة والفال المذموم واقسامهما ومدح فال المسنون وانواعه المجلس الاربعون
شگون اور فال بد کی بیان مین اور اوسکی اقسام مین اور فال مسنون کی مدح اور اوسکی اقسام مین چالیسوین مجلس

فی بیان استحسان التاتی فی عمل الدنیا دون عمل الاخرة المجلس الحادی والاربعون فی
بیان مین خوبی درنگ کرنی کی دنیا کی کاروبار مین سوا عمل آخرت کی اکتالیسوین مجلس

بیان سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعوات المجلس الثانی والاربعون
بیان مین سبب بلاؤن کی اوترنی کا اور بیان مین سبب اوسکی دفع کی جو توبہ اور دعا ہی بیالیسوین مجلس

فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء وبعد النزول المجلس الثالث والاربعون
اس بیان مین کہ دعا روک دیتی ہی بلا کو اوترنی وقت اور بعد اوترنی کی تینتالیسوین مجلس

فی بیان مسنونیة الصلوة عند ظهور الایة المخوفة والاشتغال بالامور المدافعة المجلس
اس بیان مین کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہونا ایسی امرین جو روک ای

الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف وظهور الامور المخوفة المجلس الخمس
چوالیسوین مجلس بیان مین نماز سورج گہن اور چاند گہن کی اور ظہور امور خوفناک کی پینتالیسوین

والاربعون فی بیان مسنونیة صلوٰة الاستسقاء عند امساك المطر المجلس السادس
مجلس بیان مین مسنون ہونی نماز استسقار کی جب مینہ نہ برسی چھیالیسوین مجلس

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن وتجویده ولحن الجلی والخفی المجلس
اس بیان مین کہ واجب ہی سکھانا فرایض اور قرآن کا اور اوسکی تجوید یعنی ادای حروف مین اور بیان مین خطا کے شبہ اور ظاہر

السابع والاربعون فی بیان جواز التغنی فی القرآن وعدمه وغیره المجلس الثامن
ستاوین مجلس اس بیان مین کہ جایز ہی خوش آوازی قرآن مین اور جو کہ جایز نہین اور سوای اسکی اٹھاوین مجلس

والاربعون فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب تقدیر الاذان المجلس التاسع والاربعون
بیان مین فضیلت مؤذن کی اور بیان مین سبب تقرر اذان کی انچاسوین مجلس

فی بیان فضیلة الجمعة وفی تفضیل یومها علی سائر الایام المجلس الخمسون فی بیان المصافحة
بیان مین فضیلت جمعہ کی اور افضلیت اوس دن کی تمام دنون پر پچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین

وبیان کیفیتها وفوائدها وبدعیتها فی غیر محلها المجلس الحادی والخمسون فی بیان
اور بیان اوسکی کیفیت کا اور فوایدکا اور اوسکی بدعت ہونیکا بی محل اکیاون مجلس بیان مین

فرضیة الصلوٰة بالکتاب والسنة واجماع الامة وفی الوعید فی حق تارکها المجلس الثانی والخمسون
فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی اور سزا مین اوسکی چھوڑنیوالی کی حق مین باون مجلس

فی بیان فرضیة الصلوٰة المفروضة وارکانها تفصیلا المجلس الثالث والخمسون
بیان مین فرضیت نماز فرض کی اور اوسکی ارکان کی تفصیل وار ترپن مجلس

فی بیان فضیلة الصلوات الخمس وکونها کفارة للذنوب المجلس الرابع والخمسون
بیان مین فضیلت پانچون نمازکی اور اونکی کفارہ ہونی مین گناہون سی چون مجلس

فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة
جماعت کی فضیلت کی بیان مین اور اوسکی تارک کی باب مین جو وعید صادر ہوا پچپن مجلس نماز

الجنازة وکیفیتها المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه
جنازہ اور اوسکی کیفیت کی بیان مین چھپن مجلس بیان مین آنحضرت علیہ السلام کی قول کی کہ جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم
لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت مین داخل ہوگا ستاون مجلس زیارت قبور کی جواز اور عدم

جوازها المجلس الثامن والخمسون فی بیان فوائد ذکر الموت ولزوم الاستعداد له
جواز مین اٹھاون مجلس موت یاد کرنی کی فایدون مین اور مستعد رہنا اوسکی لیے

المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماهیة الطاعون وعدم التقدم علیه وعدم
اونسٹھ مجلس طاعون کی حقیقت کی بیان مین کہ نہ اوسکے اوپر جاوی اور نہ

الفرار منه المجلس الستون فی بیان فضیلة الصبر فی موضع الطاعون وعدم جواز
وانسی بہاگی ساٹھون صبر کی فضیلت کی بیان مین جہان طاعون نازل ہوا ہو اور اوسکی

الدعاء لرفعه المجلس الحادی والستون فی بیان فضیلة الصبر عند البلایا والمصائب
رفع کی واسطی دعا کرنی مین اکسٹھون مجلس فضیلت صبر کی بیان مین بروقت بلا اور مصیبتون کی

وفضیلة

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام
اور فضیلت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنی کی اوسوقت باسٹھوین مجلس بیان مین تحقیق اس حدیث کی

اعتنم خمسا قبل خمس الحديث وما يتفرع عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
غنیمت جانو پانچ کو پہلی پانچ سی آخرتک اور اسکی تفریعات تریسٹھوین مجلس بیان مین حساب

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد
بندہ کی قیامت کی دلن اور جو مناقشہ ہوگا حساب مین چوسٹھوین مجلس بیان مین حساب بندہ کی

نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك المجلس الخامس والستون في بيان حثّ الامة
اپنی ذات سی پہلی اس سی کہ اوسی حساب لیا جاوی اور مناقشہ ہو کہ ہلاک ہو جاوی پیسٹھوین مجلس مین بیان رغبت دلانی امت کا

على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلثة المجلس السادس والستون
توبہ پر اور فرض واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینون معانی کا چیاسٹھوین مجلس مین

في بيان قوله عليه الصلوٰة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر المجلس السابع و
بیان قول علیہ السلام کا کہ اللہ توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جبتک نزع کو نہ پہنچی سڑسٹھوین مجلس مین

الستون في بيان حال الكيس وحال الاحمق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة
بیان حال دانا اور احمق اڑسٹھوین مجلس مین بیان

التقوى وحسن الخلق وحقيقتهما المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب
تقوی اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونون کی حقیقت اوسٹھوین مجلس مین بیان اسکا کہ تلاش

كسب الحلال وانّه اطيب من المكاسب واقبح منها المجلس السبعون
حلال پیشہ کی لازم ہی اور کونسا پیشہ اچھا ہی اور کونسا برا ہی ستروین مجلس

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية
مین بیان احتکار کی حرمت کا اور جو جو احکام شرعی اس سی متعلق ہین

المجلس الحادي والسبعون في بيان اىّ تاجر يحشر يوم
اکہترین مجلس اس بیان مین کہ کونسا تاجر

القيمة فاجرا واىّ صادقا المجلس الثاني والسبعون
قیامت کو فاجر محشور ہوگا اور کونسا صادق بہترین مجلس

في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
اماده کرنی مین تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال

وافعاله المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا
وافعال مین مجلس تہترین بیان مین سود کی حقیقت

واحكام غوائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه
اور اوسکی نقصان کی مجلس چہترین بیان مین حقیقت بیع سلم اور اوسکی احکام کی

وغيره من انواع العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال الحرام والوعيد
اور سوا اسکی انواع عقود مجلس پچہترین اس بیان مین کہ سوال حرام ہی اور اوسکین سزا موعود ہی

فيه وفي اى موضع يجوز المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك
اور کس مقام پر جایز ہی مجلس چہترون بیان مین حقون غلامون کی
على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون في بيان حرمة اللواطة
مالک پر اور سواے اسکی جو احکام ہین ستترون مجلس بیان مین حرام ہونی لواطت کی
وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة شرب الخمر وبيان عقوبتها
اور اوسکی عذاب کی اور سواے اسکی مجلس اٹھترون شراب کی حرمت اور اوسکی عذاب
وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم
اور جملہ ممنوعات کی بیان مین مجلس اناسی غلول کی حرام ہونی کی بیان مین اور یہہ کہ تقسیم کرنا
بين الغانمين المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ
غنیمت کرنیوالون مین ضرور ہی مجلس اسی فتنون کی ظہور کی بیان مین اور جو مخالف شرع ہی اور کسطرح کیا جاوی اوسوقت
المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء واخذه بالرشوة وحكومته
مجلس اکاسی بیان مین احکام قضا یعنی قاضی ہونی کی اور اوسکو لینا رشوت دیکر اور حکم کرنا
بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون في بيان من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز
جھوٹی گواہونسی مجلس بیاسی بیان مین اوس شخص کی جسکو وعظ کرنا جایز ہی اور جسکو نہین جایز
وما يتفرع عليه المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله تعالى يبعث لهذه الامة
اور اوسکی تفریعات مجلس تراسی بیان مین یہہ بات کی کہ اللہ تعالی ہر اوٹھاتا ہی اوس امت کی لیے
على راس كل سنة من يجدد الدين المجلس الرابع والثمانون
ہر سو برس کی شروع پر مجلس چوراسی اوس شخصکو کہ تازہ کری دین کو
في بيان كيفية السلام وافضلية من بدأ به المجلس الخامس والثمانون
بیان مین کیفیت سلام کی مجلس پچاسی اور بڑائی پہلی سلام کرنیوالی کی
في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون
بیان مین ترک کرنی کسی مسلمان بھائی کی تین روز سی زیادہ مجلس چھیاسی
في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس المجلس السابع والثمانون
ذراسی کی بیان مین بدگمانی سی اور وہ غیر کی حال کی تلاش مجلس ستاسی
في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون
اس بیان مین کہ ممنوع ہی مصاحبت اور کہانا فاسق کی ساتھہ مجلس اٹھاسی
في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله
اس بیان مین کہ افضل اعمال ہی محبت خدا کی راہ مین اور بغض خدا کی راہ مین
المجلس التاسع والثمانون في بيان لزوم متابعة
اس بیان مین کہ لازم ہی متابعت مجلس نواسی
الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة المجلس التسعون
رسول علیہ السلام کی امر ونہی مین اور نہین جایز ہی مخالفت مجلس نوے

فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه وماهیتها المجلس الحادی والتسعون فی بیان
رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مجلس اکانوین اس بیان مین

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المؤاخذة
کہ شیطان پھرتا ہی انسان مین بجای خون کی مجلس بانوین اس بیان مین کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسة مالم تعمل بها او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمة
نہین جبتک اوسپر عمل نکری یا مونہ سی نکہی مجلس تراتوین اس بیان مین کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن آدم وللملك لمة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود
بنی آدم کی ساتہہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چوراتوین اس بیان مین کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہوجاویگا

غریبا کما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة
غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچاتوین بیان مین نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن مین ہونی

صاحبها المجلس السادس والتسعون فی بیان نهی من اکل مافیه رائحة کریهة من دخول المسجد
صحیح وفارغ کی مجلس چھیانوین اس بیان مین کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس مین بدبو ہووی تو مسجد مین نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترك مالا یعنیه من القول والفعل المجلس الثامن
مجلس ستانوین اس بیان مین کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانوین

والتسعون فی بیان الوصیة فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
بیچ بیان وصیت کی عورتون کی حق مین اور اونکی ساتہہ گذران کی حالت مجلس ننانوین

فی بیان تحقیق قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخره المجلس المائة فی بیان لزوم
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق مین کہ استوصوا الخ مجلس سو مین اس بیان مین کہ لازم ہی

رعایة حق الزوج علی زوجته وبیان الوعید عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثیل من
حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربه ومن لا یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول
کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتہہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی حال اوس شخصکا کہ یکی یاد کرتا ہی اور اوس شخصکا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع
مصابیح کی صحاح مین ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہہرایا باوجودیکہ

کونه حیا فالمراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان
وہ زندہ ہی ہوتا ہی اصلی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ یہہ

الذکر یجلی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الا
ذکر ذاکرین کا دلون کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی اوسکی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کردیتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لایق بنادیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب
اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوتی اور خدا کی

له المعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق
معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہوتا ہی
ليس الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سی علاقہ رکھتی ہی اعضا یا نور وغیرہ
جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال
اعضا سی کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضاء دل کی تابع اور خدمت گذار ہیں جس طرح اعضا سی اسطور کار لیتا ہی جیسی بادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی
السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن
جیسی مولی غلاموں کو اور دل کو طمانیت صرف یاد الٰہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یاد رہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہین
القلوب وافضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل
اور سب سی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الٰہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضرور ہی کہ اس ذکر مین
بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه
مشغول رہی تا کہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی
ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکھی جسی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹہیک ہوجاوی اور
به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا يبين انوار
بدعتوں کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی مین مکدر رہتا ہی تو اوسمین طاعت کی روشنی نہیں چمکتی
الطاعات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة
اور اوسپر یہ بھی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بھی سیکھ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح ہوں
والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية
اور نہین تو بڑی کام کر بیٹھنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹہیک دریافت کرنی طریقون کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت ہین
توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية
داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونو مین ذلیل کر چھوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبھی فریب مین آکر نادانی سی خیالات نفسانی
والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل مین وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق مین طرح طرح کی
الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جسمین اوسکا اعتقاد
على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہوجاوی اور بدعتیون کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جسمین
به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حسي لبعض الاشياء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کی صحیح اور درست ہوجاوین تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی
من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اعانة الشيطان كما حكي كثير من ذلك عن بعض الكفرة
خلاف عادات مین سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دیکھی سی ہوجاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضی کفار

للرياضتين فيظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية

ریاضت مشق کی مشہور ہیں پھر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل میں وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت

اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات

جیسئی کہ کشف اور امر خارق کبھی کبھی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بھی ہوجاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہیں

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية

باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہیں پھر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت یعنی اونکو کپڑا صاف کردیتا ہی

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى

کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لکھی ہیں اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة

اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچھہ معجزہ اور کرامت ہی ہی خصوصیت نہیں ہی

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي او اعتقادي يحكم بكونها

بلکہ بعضی وقت استدراج بھی ہوتا ہی پھر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہوی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه

استدراج ہی سمجھا جاویگا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتھہ سی ہو جسکی نیک کردار ی ظاہر ہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء

اور یہہ پچھلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتھہ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر

جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتھہ پر ہوتی ہیں

على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير

اشقیا کی بھی ہاتھہ پر ہوجاتی ہیں سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزيد مجاهدته في عباداته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع

اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہاویگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہیں

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام

تو اوسکو اور بھی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخر کو اسلام کی رسّی اوسکی گردن میں سی نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر

حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بناویگا اسلئی بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا قالا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا

کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس میں ہی احکام شرعی کی موافق رکھی اور اوسکو یہہ جایز نہیں ہی کہ کبھی بھی کسی وقت کوئی عمل

للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن

احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدنسی علاقہ رکھتی ہیں

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل

اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکھتی ہیں اور یہہ دونو قسمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر یجب فیه الترک فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہروہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی
فیه الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
وہ لفظی تکلم شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور
البیت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سواے اسکی اور فرائض اور واجبات
ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدنسی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری
والغیبة والنمیمة والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سواے اسکی
المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق نوبہ اور اخلاص
والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سواے اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین
ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترك الکبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سواے اسکی
من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة
اور بد خوئیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکمون مین سی
عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یکون من اهل الولایة والکرامة وبعض الناس فی هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس
الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام واکثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین
زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دوبار چلہ کرچکی
یدّعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگون کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہین
واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میان یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر
حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یکون الا برفض العلم الظاهر وانکم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہر کی نہین ملتی تم
الکتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فایدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی ہمت سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہمپر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو
الی مطالعة الکتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام ننهی عنه فالمنام هی
کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه لیس بحرام

سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتے ہیں اب جسکو تم حرام بتاتی ہو ہمکو اوس کی خواب میں منع نہیں کیا سو ہمنے جان لیا کہ یہہ حرام نہیں ہی

ونحذر ذلك من الترهات التی کلها الحاد وضلال اذ فیه ازدراء للملة الحنیفیة والشریعة

اور اسیطرح کی خرافات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہیں بچتی ہیں کیونکہ اسمیں ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبویة وعدم الاعتماد علی الکتاب والسنة واجماع الامة فالواجب علی کل من سمع

کی صفات ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاویل الباطلة الانکار علی قائله والجزم ببطلان کلامه بلاشك ولاتردد

کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھی

ولا توقف والا فهو یکون من جملتهم ویحکم علیه بالزندقة فانهم لما کانوا فی الاعتقاد

اور نہیں تو وہ بھی اوسی گروہ میں داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة کان بینهم وبین الشیطان مناسبة فبینهم فی بعض الازمان اشیاء

اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہوگیا پھر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچھ تجلی وغیرہ دکھادیتا ہی

من الانوار وغیرها فیغترون بها ویظنون انهم محسنون وعند الله مکرمون ولا یعلمون

پس یہہ قوم دھوکہا کہا کر یہہ خیال کرتی ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہیں اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہیں اور خبر نہیں

ان الشیطان لا یزال یحسن لاهل الخلوة وارباب الریاضة ان یعملوا بحواجسهم ورؤیهم

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر میں یوں پکا دیتا ہی کہ اپنی خواہشات اور خوابوں کی موافق

من غیر تحکیم الشرع فیها فیقولون القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی یکون خواطره

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کریں پھر یہہ کہتی ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سی محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم کید العدو فیهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانیة

بچی ہوئی ہوتی ہیں اور یہہ اونکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دھوکا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہیں رحمانی

وشیطانیة ونفسانیة فلو بلغ الانسان ما بلغ من الریاضة والمجاهدة فمعه شیطانه

اور شیطانی اور نفسانی پھر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری ہر شیطان

ونفسه لا یفارقانه الی الموت والشیطان یجری منه مجری الدم والعصمة لیست

اور نفس اوسکی ساتھہ ہی رہتی ہیں مرتی دم تک جدا نہیں ہوتی اور شیطان اوسمیں ایسی پھرتا ہی جیسی بدن میں خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذین هم وسائط بین الله تعالی وبین خلقه فی تبلیغ امره ونهیه ووعده

انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطے ہیں واسطے پہنچادینی اوسکا اور نہی اور جزا

ووعیده ومن عداهم لیس بمعصوم ومن ظن انه یستغنی عما جاء به الرسول بما یلقی

اور سزا اور سوا انبیا کی کوئی معصوم نہیں ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجھکو احکام نبوی کی کچھہ حاجت نہیں مجھکو وہ ہی کافی ہی

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا لان ما یلقی فی القلب یحتمل ان یکون من

جو دلمیں خطرات آتی ہیں سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئے کہ دلمیں جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

الملك او الشیطان فلا عبرة به ولا التفات الیه حتی یعرض علی ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اوسپر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابلی ہوسکی

ویشهد له بالموافقة اذ لیس کل ما یراه الانسان فی النوم والیقظة صحیحا بل قد تکون بعضه
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی
من الخواطر النفسانیة وبعضه من الوساوس الشیطانیة وبعضه من الله تعالی بالهام
خطرات نفسانی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ
ملك الرؤیا فلابد من التمیز بین هذه الثلثة لیعلم ان ما یراه من ای نوع هو فاذا تعین
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہوجاوی
انه من الله تعالی فلابد من عالم یعلم المراد منه فان المراد منه ان کان ظاهرا لایحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجہی کیونکہ اوسی مراد اگر ظاہر ہی تو
الی التاویل بل انما یحتاج الی التنبیه وان کان غیر ظاهر یحتاج الی التاویل فیاول بتاویل
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی
صحیح کما ان الکتاب والسنة لاشبهة فی کونهما من الله تعالی ورسوله لکن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اوسکی مراد
قد یکون ظاهرا فلا یحتاج الی التاویل وقد یکون غیر ظاهر فیحتاج الی التاویل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
العلماء بان الهام وکذلك الرؤیا فی المنام لیس شیء منهما من اسباب المعرفة بالاحکام
علماء صاف کہہ چکے ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی
خصوصا اذا خالف کل منهما کتاب الله وسنة رسوله علیه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنت رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر
بن الخطاب رضی الله عنه مع کونه سید الملهمین والمحدثین کان اذا وقع فی قلبه الخواطر لایلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ
الیها ولا یحکم بها ولا یعمل بها حتی یعرضها علی الکتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قدیری
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکر لیتی اور یہہ جہال جب
احدهما ادنی شیء فیحکم فیه خواطره علی الکتاب والسنة ولا یلتفت الیهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسی پر اپنی خطرات کو پرکہتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق
علماء الطریقة قد تمسکوا بالکتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومکاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو اسی تول کر پورا کرتی تہی
فما وجدوه غیر موزون بهذین المیزانین وغیر ثابت بهذین الشاهدین لم یعتبروه ولم یلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب وسنت مین کم پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبا نہین
الیه قال ابو سلیمان الدارانی ربما یقع فی قلبی نکتة من نکت القوم فلا اقبلها الا باشاهدین عدلین
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین ایک نکتہ اس قوم کی نکات مین سی اگر میرے دلین آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل
من الکتاب والسنة وقال ابو سعید الخراز کل باطن یخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین ملتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الکبیر

الکبیر من لم یزن افعالہ واقوالہ واحوالہ بمیزان الکتاب والسنۃ ولم یتہم خواطرہ فلا تعدہ
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بچا نہ جانی تو اوسکو
فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی تربع
مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو اسکو وہ اوہر ہیں
فی الہواء او مشی علی الماء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی حفظ
پانیمیں یا پانی پر پہرتا ہو تو بھی اوسکی فریب میں نہ آؤ جبتک جیسا نچا لو کہ امر اور نہی اور حفظ
الحدود واداء احکام الشریعۃ وقال الجنید البغدادی الطرق الی اللہ تعالی بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی راہ کی اتنی ہیں جتنی نفوس
الخلائق وکلہا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انہ افتی بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید نی حلاج کا قتل
لاجل ما صدر عنہ من قولہ انا الحق فانظروا یا ایہا العاقل الطالب للحق ان ہؤلاء الکرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تھا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکھ تو کہ ان تمام بزرگوں نی با
کونہم عظماء مشائخ الطریقۃ وکبراء ارباب الحقیقۃ قد تمسکوا بالشریعۃ ولم یخالفوہا
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات میں
فی شئ اصلا فعلی ہذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعۃ فی جمیع اقوالہ
اصلا مخالفت نہیں کی پس اوسکی لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سی تمسک
وافعالہ واحوالہ ولا یخالفہا فی شئ اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان المؤثر النافع من الذکر ہو الذکر
کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کریں لیکن یہہ بہی سمجھہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی ہو
علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذہول القلب وہو قلیل الجدوی لان الذکر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فایدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
اولا واخرا ولہ یوجب الانس والحب واخرہ یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوجاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس
والحب لان الذاکر فی ابتداء امرہ یکون متکلفا فی صرف قلبہ عن الوساوس الی ذکر اللہ
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسون سی ہٹاکر ذکر کی طرف لگاتا ہی
فان وفق للمداومۃ انس بہ وانغرس فی قلبہ حب المذکور وصار مضطرا الی کثرۃ ذکرہ
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہوجاتا ہی اور اوسکی دلمیں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار سہ ہوجاتا ہی
بحیث لا یصبر عنہ لان من احب شیئا اکثر ذکرہ ومن اکثر ذکر شئ ولو تکلفا یقع فی
ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شئ کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو
قلبہ حبہ والحاصل ان اول الذکر یکون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب لہ ثم
اوسکی دلمیں محبوب ہوجاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتداء میں ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہوجاتا ہی کہ
یمتنع الصبر عنہ فبصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل الذاکر الانس بذکر اللہ تعالی
اوس سی صبر دشوار ہوجاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہوجاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الہی سی محبت ہوجاتی ہی

ینقطع عن غیر اللہ ویجد کمال فائدتہ بعد الموت لانہ یفارق ماسوی اللہ تعالی عند الموت
تو غیر اللہ سی الگ ہوجاتا ہی اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرتی دم تمام ماسوی اللہ سی الگ ہوجاتا ہی

ولا یبقی معہ فی القبر اھل ولا مال وانما یبقی معہ فیہ ذکر اللہ تعالی فان کان قد انس بہ
اور اوسکی ساتھ گور مین نہ اہل ہوتا ہی اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی سو اگر یہہ ذاکر اوسی مانوس تہا

یتمتع بہ ویتلذذ بانقطاع العوائق الصارفۃ عنہ لان ضرورات الحاجات کانت تصدہ
تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سی باز رکہتی تہی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار یہ ذکر اللہ سی باز رکہتی تہی

عن ذکر اللہ تعالی ولا یبقی بعد الموت عائق فکانہ خلی بینہ وبین محبوبہ وتخلص من
اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہین رہتا اب گویا کہ اوسکو محبوب کی ساتھ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذی کان فیہ ممنوعا عما یہ انسہ ویہذا الانس یتلذذ العبد بعد الموت الی ان
قید سی چہوٹ گیا جسمین اپنی محبوب سی روکا جاتا تہا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا اوٹہا کر آخر

ینزل فی جوار اللہ تعالی ویترقی من الذکر الی اللقاء ذلا مقصود لہ بقولہ لا الہ الا اللہ
جوار الہی مین جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑہ کر نوبت دیدار کی چلتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا الہ الا اللہ کی ذکر سی

سوی اللہ تعالی اذ کل مقصود معبود وکل معبود الہٌ وبالملازمۃ علی ذکر لا الہ الا اللہ
سوائی اللہ تعالی کی اور کچہ نہین ہی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا الہ الا اللہ کی دائمی ذکر سی

ینتفی جمیع المعبودات الباطلۃ ولذلک فضل علی سائر الاذکار وذکر المطلق فی بعض
تمام باطل معبود جاتی رہتی ہین اسہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت مین مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع وفی بعضہا مقیدا بالصدق والاخلاص کما روی عن زید بن ارقم انہ علیہ الصلوۃ و
اور بعضی روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم راوی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ ومعنی الاخلاص مساعدۃ الحال
سلم نی فرمایا جسنی لا الہ الا اللہ اخلاص سی کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا الہ الا اللہ بلسانہ ولم یساعد حالہ لمقالہ لا یکون فیہ شیء من
قول سی پہر جسنی لا الہ الا اللہ زبانسی تو کہا اور اوسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمین زندہ ہی

الاخلاص فیکون امرہ فی مشیۃ اللہ تعالی ولا یؤمن فی حقہ الخطر المجلس الثانی
اخلاص نہین ہی اوسکا معاملہ مشیت الہی مین ہی اندیشہ سی صاف نہین ہی دوسری مجلس

فی بیان فضیلۃ الذکر من کل اعمال البر وبیان اقسامہ قال رسول
ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان مین فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاہا عند ملیککم وارفعہا فی درجاتکم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہو تو بتادون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخیر لکم من انفاق الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم تضربوا اعناقہم
اور تمہاری خواہش بہتر سونا چاندی اللہ باٹنی سی اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کرکی تم اونکی سر کاٹو

ویضربوا اعناقکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال ذکر اللہ ہذا الحدیث من حسان المصابیح
اور وہ تمہاری سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواہ ابو الدرداء وانما کان ذکر اللہ تعالی من سائر العبادات ارفع وخیرا من انفاق الذہب
ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر اللہ تمام عبادات سی بہتر اور سونا
والفضۃ وملاقات العدو والمقاتلۃ معہم لان سائر العبادات وسیلۃ الی ذکر اللہ تعالی
چاندی باٹنی اور جہاد سی محشر اسلئی ہی کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہین اور اصل ہین
وذکر اللہ تعالی ہو المطلوب الاعلی والمقصود الاقصی الا انہ ینقسم الی قسمین احدہما
اعلی مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہی لیکن اسکی دو قسم ہین ایک تو
ذکر باللسان والآخر ذکر بالجنان اما الذکر باللسان فہو ذکر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان
ذکر زبانسی اور دوسرا ذکر دل سی پہر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتی ہین کانون سی سنی جاتی ہین
یحصل بالحرف والصوت واما الذکر بالجنان فہو غیر ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان
حروف اور آواز سی مرکب ہوتی ہین اور دلی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتی ہین اور نہ کانون سی سنا جاتا ہی
بل ہو فکر وملاحظۃ القلب وہو اعلی مراتب الذکر ولا یبعد ان یکون المراد بالذکر ہہنا ہذا
بلکہ وہ فکر اور دلکی سوچہہ ہی اور یہہ ہی ذکر اعلی مرتبہ کا ہی اور کیا بعید ہی کہ مراد ذکر سی اسی حدیث مین یہہ ہی
الذکر القلبی الفکری لانہ ہو الذی لہ ہذہ الفضیلۃ الزائدۃ علی بذل المال والنفس لما
دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینی پر یہہ ہی ذکر فایق ہی اسواسطی
جاء فی الخبر تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ وہو لا یحصل الا بمداومۃ العبد
کہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بہتری اور ذکر کا یہہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہی
علی الذکر باللسان مع حضور القلب حتی یتمکن الذکر فی قلبہ ویستولی علیہ بحیث یحتاج
کہ ذاکر ذکر حضور دل سی بلا ناغہ کرتا رہی تاکہ ذکر اوسکی دل مین جگہہ پکڑ جاوی اور اوسپر اتنا غالب ہوجاوی کہ دلکو ذکر کی ضرورت
فی صرفہ عنہ الی غیرہ الی تکلف کما کان فی ابتدائہ یحتاج فی قراءہ فیہ الی تکلف لکن حصول
طرف پھیرنی مین تکلف کرنا پڑی جیسا کہ ابتداء حال مین ذکر کی طرف دل لگانی کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تہا لیکن ذکر دل مین
فیہ بہذا الوجہ موقوف علی معرفۃ اللہ تعالی لان من لا یعرف اللہ تعالی کیف یمکن
ایسا قرار پکڑنا معرفت الہی پر موقوف ہی کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہین پہچانتا تو اوسکا ذکر
ذکرہ بقلبہ ولسانہ وطریق معرفۃ اللہ تعالی من وجہین احدہما طریق اہل النظر
دل اور زبانسی کب کریگا اور طریق معرفت الہی کا دو وجہ پر ہی ایک طریق مناظرہ
والاستدلال وثانیہما طریق اہل الریاضۃ والمجاہدۃ فالسالکون طریق اہل النظر و
اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور
الاستدلال ان التزموا ملۃ من ملل الانبیاء فہم المتکلمون والا فہم الحکماء المشاءون
برہان والی اگر کسی دین کی سماوی دینون مین سی معتقد ہین تو وہ متکلم کہلاتی ہین اور نہین تو حکماء مشائی ہین
وہم قوم من الفلاسفۃ اختاروا طریق ارسطو وامثالہ من البحث والبرہان ولم یکونوا
یہہ مشائی فلاسفہ مین سی ایک قوم ہی جنہون نی ارسطو کی وضع پر بحث وبرہان اختیار کر رکہی ہی یہہ لوگ
من اہل الایمان والسالکون طریق اہل الریاضۃ والمجاہدۃ ان وافقوا فی ریاضتہم
صاحب ایمان نہین ہین اور ریاضت اور مجاہدہ والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

ومجاهدتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والافهم الحكماء الاشراقيون وهم
اور مجاہدہ کرتی ہیں تو وہ صوفی باشرع ہیں نہیں تو حکماء اشراقی ہیں اشراقی یہی
قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من
ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نے طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہ لوگ بھی
اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين
صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کی موافق ہر یک طریقہ میں دو طرح کے لوگ ہیں سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی
احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئے کہ معرفت الٰہی
ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں
وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہیں
وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة
اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی ابدا دسی کا حاصل کرنا اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا
العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة
اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو
حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعينه
یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نے کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہیں دی کہ تقوی
على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
اور استقامت پر ایسی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرماوی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کریں سو
به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة
محققان اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہیں ہوجاتی ہیں جسکی تحقیق ہیچھے گذری ہیں
مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا وانا طبها
اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کرکی اونکی ساتھہ
مسبباتها وجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة
مسببات متعلق کردیتا ہی اور عادت یون جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہوتی ساتھہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتھہ ہی
ذلك الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى
ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نے صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی پر متعلق کردیا ہی
الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة
کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کریں پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی
اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا
کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچھہ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج بھی ہوتا ہی

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده بحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق
پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی صالح کی ہاتھ پر
للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق
پیدا ہوتی ہی جسکا نیکو ہونا ظاہر ہووی اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق
للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء
عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی التقیا سی ہوتی ہین
تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلك علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدة وعبادة
اشقیا ایسی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
وما یظهر من ذلك علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده
اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا
ولا یزال الشیطان یقویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام
اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام
والحلال والحرام وهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او یرتع فی الهواء فلا
اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور سہیلی ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا ہوا مین چار زانو بیٹھی تو
تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان
بہی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک دیکھو اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسیسی اوسی عرض کیا کہ فلان
یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله
ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بھر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بھی وہ ملعون ہی
فعلی هذا کل من یظهر فیه شیء من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه
اس بیان کی موافق جس شخص ہی کچھ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کرنا نہین چاہئی کیونکہ
لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها
خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ یہہ
فیه بمقتضی الریاضة اواراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی
بباعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہی
علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فتخاطبهم
اور امر باطل کو حق کی صورت مین بتا دیتا ہی بعضی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت مین کر باتین کرتا ہی
ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء
وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص
فی الاسلام المختار ابن ابی عبید الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث
مختار ابن عبید اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین
الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل ان عمر وابن عباس ان المختار یزعم
ثابت ہوتی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انه ینزل علیه فقال لا صدق قال الله تعالی ان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم لیجادلوکم
کہ مجھ پر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان رلین ڈالتی ہیں اپنی دوستوں کی کہ تمسی جھگڑا کریں

وقال الله تعالی هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم وکثیر ممن ینسب
اور فرمایا اللہ تعالی نی بتاؤں تمکو کسپر اوترتی ہیں شیاطین اوترتی ہیں ہر جھوٹی گنہگار پر اور بہت لوگ

الی الاسلام فی الظاهر وهو بری منه فی الباطن یکون له نصیب من هذه الاحوال الشیطانیة
ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام سی بی بہرہ ہیں کہ انکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں سی

بحسب مولاته للشیطان ومعاداته للرحمن ویصیر فتنة بین الانام وبعضهم وان کانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہیں اور بعضی شخص اگرچہ

صدقین فی معاملتهم وکان لهم عبادة واجتهاد فی العمل لکنهم لقلة علمهم بحقائق الایمان
اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ علی جاکرتی ہیں لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہیں

وعدم تمیزهم ما هو من احوال الشیطان وامور الرحمن یلتبس علیهم الامر ویقعون فی شبهة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال میں پھنسکر

الشیطان ویدعون کشفا ینا قض العقل والشرع ویقولون قد ثبت عندنا فی الکشف
ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہیں کہ ہمکو کشف میں وہ امر ثابت ہوا ہی

ما ینا قض صریح العقل والشرع وهم قوم لا یتعمدون الکذب لکن یخیل الیهم اشیاء یتفق
جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہیں جو عمداً جھوٹہ نہیں بولتی پر انکی خیالات میں وہ چیزیں آتی ہیں

وجودها فی الخارج ویظنونها من کرامات الصالحین ولا یعرفون انها من تلبیسات الشیاطین
جو خارج میں نادر الوجود ہیں گاہی گاہی ہوتی ہیں اوسکو صلحا کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہہ نہیں سمجھتی کہ یہہ شیطانوں کی دغابازیاں ہیں

فان کثیرا من الناس یظنون انهم من اولیاء الله تعالی وهم لیسوا من اولیاء الله تعالی بل هم
بیشک اکثر لوگ یون گمان کرلیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ

من اولیاء الشیطان فان اولیاء الله تعالی هم الذین وصفهم الله تعالی فی کتابه وقال الا ان
شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون وقال فی ایة اخری ان
اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہادین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں

اولیاءه الا المتقون فبین سبحانه وتعالی فی هاتین الایتین ان اولیاءه هم المتقون ولیس
دوست اوسکی سوای پرہیزگاروں کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونو آیتوں میں بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہیں اور

لهم فی الظاهر من الامور المباحة شیء یتمیزون به عن الناس فلا یتمیزون بلباس دون لباس
ظاہر میں مباح چیزوں میں سی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس سی فرق کرکر اور لوگونسی الگ پہچان لیں نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جسکو لباس کر

اذ کان کل منهما مباحا بل یوجدون فی جمیع اصناف امة محمد فلذالم یکونوا من اهل البدعة
مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیا امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بدعتی

واهل الفجور ولیس من شرط الولی ان یکون معصوما بحیث لا یغلط ولا یخطأ ولهذا لا یجوز
اور بدکار نہوں اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ اوسکی کہین نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسلیئی اوسکو پیر جایز نہیں

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراد الهاما او خطابا من الحق یا یجب
کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہوا اوسپر عتماد کرنا کیا کرنا چاہیے
علیه ان یعرض ذلك کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله
واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری
وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب
اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہو تو اوسپر توقف کری یہ احکام اوپر اس باب میں اکثر لوگ غلطی کیا جاتی ہیں
یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول
بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہہ اعتقاد کریتی ہیں کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب
یُسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلك الشخص ویخالفون ما
مسلم ہی اگرچہ قرآن وحدیث سی مخالف ہوا کری یہہ اوس شخصکی تو مطیع ہوجاتی ہیں اور
بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجرهم
رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہیں جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہوچکی ہی یہہ اوسکو
مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلك الشخص ولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الکفر والطغیان
رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کھینچ لیجاتی ہی اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی ہوجاتی ہی
ویکونون ممن الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع
یہہ وہی لوگ ہوجاتی ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کھاویگا گنہگار اپنی ہاتھہ کیطرح میں نی پکڑی ہوتی
الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان
رسول کی ساتھہ راہ ای خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جب کہ مجھہ تک آچکی اور ہی
الشیطان للانسان خذولا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا
شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی ٹھہرایا
احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام ما عبدوهم
اپنی عالمون اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا نصاری عبادت تو نہیں کرتی
فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احداً فیما لم یأذن به الله تعالی فقد عبده
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب میں فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخصنی برخلاف حکم الٰہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی
واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلك لمن یظن انه ولی وان الولی
اور اوسکو ارباب بنایا سو اب جسنی شرع نبی کا کچھہ بھی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کری گا
لا یخالف فی شیء مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعدة هؤلاء فی ذلك انهم یرون
خلاف نہیں ہوسکتا شیطان بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات
قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شیء من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی
کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکھنی ہیں جیسی ہوا میں اوڑنا یا
علی الماء او یخبرهم بحال غائبهم وبما سُرق لهم او غیر ذلك ویستدلون بهذه الامور علی ولایته
پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتوں سی اونکو ولی سمجھہ کر

ولا یجوز ان مخالفتہ مع ان تلک الامور وامثالہا قد توجد فی شخص لا یطہر الطہارۃ الشرعیۃ
اونکی مخالفت جایز نہیں جانتے باوجودیکہ ایسی ایسی باتیں کبھی ایسی شخص سی ہوجاتی ہیں جسکو استنجا کرنیکا شعور نہیں ہوتا

ولا ینظف النظافۃ الدینیۃ وقد روی انہ علیہ السلام قال ان اللہ نظیف یحب النظافۃ
اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اور حال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اخر انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وذلک الشخص
اور ایکدوسری روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضا ولا یصلی الصلوۃ المکتوبۃ بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشرا للکلاب
نہ تو نہاتا ہی اور نہ کبھی منہہ دہوئی اور نہ کبھی فرض نماز ادا کری بلکہ نجاست مین لتھڑا ہوا اور کتون مین ملا جلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسۃ التی یحبہا الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما
اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیۃ ھو العارف باللہ وصفاتہ المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی
مضمون کتبِ عقائد کے وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مداومی عبادت کری اور گناہون

والمحرمات المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب
اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین لتھڑا رہا کتون مین ملا جلا رہی

ولا التارک للصلوۃ وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورۃ العاری عن
اور نہ نماز اور نہ عبادت اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دھڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء اللہ تعالی والمتشبہین بہم من اولیاء الشیطن وقع
نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیا شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامۃ وولایۃ ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبہہا من
اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجہ لیا ہی اور اولیا کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشیطانیۃ ولا بد من فرق بینہما لئلا یقع الناس فی البلاء وہوان کرامات الاولیاء
شیطانی احوال مین فرق نہین سمجہا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیا کی کرامت

سببہا الایمان والتقوی علی ما فہم من قولہ تعالی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
ایمان اور پرہیزگاری ایسی ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اوپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذین امنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیۃ فسببہا ارتکاب ما نہی اللہ تعالی ورسولہ
جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبہ الشیطان من امور التی فیہا الشرک او الظلم او فعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فہی من احوال الشیطانیۃ لا من الکرامات الرحمانیۃ فان اولیاء اللہ تعالی ہم المؤمنون
فحش ہوتہا ہی نہو تو وہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیا تو مؤمن

المتقون العارفون باللہ المقتدون برسولہ فیفعلون ما امر وینتہون عما زجر ولہم کرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار ہوتی ہین انہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

کراماتهم حجة فی الدین حیث یکون حصولها ببرکة اتباع رسول رب العلمین وهی فی الحقیقة
یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت میں
یکون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی
الجن والشیاطین کما حصلت لکثیر ممن حکیت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صیاد
ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی
الذی ظهر فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبیّ
جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی
علیه الصلوة والسلام فی امره حتی تبین له انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکهان والکهان یکون
صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی
لاحدهم قرین من الجن یخبره بکثیر من المغیبات مما یسترقه من السمع مع خلط الصدق بالکذب
کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچھ سچ کچھ جہوٹ ملاکر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی
ومنهم الاسود بن العنسیّ الذی ادعی النبوة وکان له من الجن من یخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب
قابله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اعانت علیه امراته
مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کردین آخر اوسکی جورو کو
حین تبین لها کفره فقتلوه ومنهم مسیلمة الکذاب الذی کان معه من الجن من یخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمۃ الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو
المخفیات ویعینه علی بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملک
جنا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہوکر
بن مروان وادعی النبوة وکان شیطانه یخرج رجله من القید ویمنع السلاحان یفذفیه وکان
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانو مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور
یری الناس شخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی الملئکة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسکه
ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو
المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیه الرمح فقال له عبد الملک انک لم تسم الله تعالی
مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخصنی اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہہ کر نہ ماری
فسمی الله تعالی فطعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المذکورین من یحمله شیطانه عشیة عرفة الی
پہر اوسنی بسم اللہ پڑہہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو
عرفات ولا یحج الحج الشرعی الذی امر الله ورسوله به حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیها
عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطرح رضا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا
ولا یقف بمزدلفة ولا یطوف بالبیت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الجمار بل یقف بشیابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا نوقف کر کر

یرجع من لیلته وهو بصیر کمن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنهم من یستغیث بالمخلوق
اوسی شب مین جسکر چلا آتا اوسکا حال ایسا ہتا جیسی کوئی جمعہ مین تو جاوی پر نماز بی وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہین جو مخلوق سی
سواء کان المخلوق حیا او میتا او مسلما او غیر مسلم ویتصور الشیطان بصورته ویقضی
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہین پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کر دیتا ہی
حاجة من یستغیث به فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به ولیس کما ظن بل انما هو
اے مسلمانو تمکو اس شبہ مین ڈالتا ہی کہ یہہ وہ شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تہی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
الشیطان اضله لما اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرته فانه اذا عاهم
شیطان گمراہ کر نیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بہکاتا ہی پہر شیطان جب اونکی
علی مقاصدهم فهو یضرهم اضعاف ما ینفعهم فان من کان منتسبا الی الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہوکر
بمن یحسن به الظن من شیوخ المسلمین یجئ الیه الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان
اپنی پیر مسلم معتقد فہیسی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
کثیرا ما یجئ علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یتمثل بصورة رسول رب العلمین ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ
الشیخ المستغاث به ان کان ممن له علم لا یخبره الشیطان باقوال اصحابه المستغیثین به
پیر جسنی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کر نیوالی کا حال بیان نہین کرتا
وان کان ممن لا علم له یخبره باقوالهم وینقل الیهم کلامه فیظن اولئك الجهلة ان الشیخ سمع
اور اگر علمی نہین ہوتا ہی تو اوسکی حال کہدیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدیون سمجہتی ہین کہ ہماری پیر نی اونسی
اصواتهم وکلامهم مع بعد المسافة ولیس کذلك بل انما هو بتوسط الشیطان وقد روی عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
بعض المشائخ الذین قد جری لهم مثل ذلك بصورة المکاشفة والمخاطبة انه قال یری لی شیئ کالزجاج
بعضے مشایخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چیز جیسی
مثل الماء او الزجاج ویمثل لی فیه ما یطلب منی من الاخبار فاخبر الناس به وهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہوجاتی ہی سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور
یصل الی کلام من یستغیث بی من اصحابی فاجیبه فیصل الیه جوابی وکثیر من هذه
مرید استغیث کی بات مجہتک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہوجاتا ہی ایسی ایسی
الخوارق یحصل لکثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الکتاب والسنة ولا یعملون بهما فان
خوارق اکثر مشایخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہین اور نہ اون پر عمل کرتی ہین پہر اونسی قوی تر
الشیطان کثیرا ما یلعب بالناس ویریهم الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمن کان بصیرا بالحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلایان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقایق ایمان سی
الایمان وخبیرا بشرائع الاسلام یعلم انه من مکر الشیطان ویستعیذ بالله تعالی منه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم یکن من اهل المعرفة والیقین یغتر به ویکون من الهالکین واعظم ما یقوی به

اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جن باتوں سی یہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشیطانیة سماع الغناء اذ هو سماع المشرکین الذین قال الله تعالی فی حقهم وما

راسخ ہو جاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور

کان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة قال ابن عباس وغیره من السلف التصدیة

اونکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہین تصدیہ کی معنی

التصفیق بالید والمکاء الصفیر وکان هذا مما اتخذه المشرکون عبادة فمن یؤثر سماع

تالی بجانی اور مکاء کی معنی سیٹی ہی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس جسی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة کونه من اولیاء الشیطان لا من اولیاء الرحمن اذ لم یجتمع النبی

تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

علیه السلام واصحابه علی استماع الغناء قط بل جمیع الصحابة والتابعین وسائر ائمة

وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحاب اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدین لم یجعلوا هذا طریقا الی الله تعالی ولم یعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من

دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹہرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ

البدعة والمنکرات حتی قال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل فمن

بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دل کی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پیدا کرتا ہی پس جو

کان من اهل المعرفة التی هی کمال الولایة یعرف ان للشیطان فیه نصیبا وافرا ومن کان من

اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة ابعد یکون فیه نصیب الشیطان اکثر فانه بمنزلة الخمر یؤثر فی النفوس اکثر من

معرفت سی دور ہی اوسمین اور ہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لیۓ شراب سی زیادہ

تاثیر الخمر ولهذا اذا قوی سکر اهله ینزل الیهم الشیطان ویتکلم علی السنة بعضهم ویجعل

تاثیر کرتا ہی اسلیئی غنا سکر جسکو نشہ مین مست ہو جاتی ہین تو اونپر شیطان آچڑہتا ہی بعضی کی زبان سی بولتی لگتا ہی اور اسکو

بعضهم فی الهواء ویظن الجهال ان هذا من کرامات الاولیاء ولیس کذلک بل انما هو من

اوپر مین اوٹھائی پہرتا ہی جاہل سمجھتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی

الاحوال الشیطانیة ولذلک اذا قرئ هناک ما یطرد الشیطان مثل آیة الکرسی وغیرها

حالات ہین اسلیئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بھاگ جاتا ہی جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ

ینصرف عنه فیسقط کما جری ذلک لغیر واحد فان التوحید یطرد الشیطان حتی حکی ان بعضهم

تو شیطان بھاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بھگا دیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو

حمل فی الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بها درجة الرجل کان

اوپر مین اوٹھا لیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہو جاتا ہی

کثیر من الصالحین یفر منها ویستغفر الله ویتوب الیه کما یستغفر من الذنوب ویتوب

تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی الیسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہ سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد کان تعرض علی بعضهم فیسال زوالها والمشائخ کلهم کانوا ینفرون المریدین السالکین

اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اوسنے عالی کہ یہہ امر موقوف ہوجاوی اور تمام مشایخ اپنی مریدوں کو ان خوارق سی

غایة التنفیر من المیل الیها فان السالک القاصد لرویة الاشیاء وحصول الخوارق واقع فی

کمال نفرت دلاتی رہی ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکھتا ہی وہ

شبکة الشیطان فالاولی له ان یخلص نفسه من المیل الیها انکل طائر تحتها بل اذا وقعت

شیطان کی جال مین پہنستا ہی پس لایم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حالت

له بلا طلب منه یخاف علیه الاستدراج ولهذا قال بعض الکبار اذا دخل سالك فی بستان

بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعض بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طیور الشجار ذلك البستان بالسنة فصیحة السلام علیك یا ولی الله فان لم یلتفط

درختون کی درختون پر سی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی اللہ پہر وہ اوسکو مکرمۃ سمجھی

انه مکر به فقد مکر ولم یشعر وهذا التنفیر من المشائخ عند ظنهم انها کرامات فکیف اذا تعین کونها

تو فی خبر فریب مین آگیا اور مشایخ کی یہہ روک ٹوک اسلئے تہی کہ اسکو کرامات جانتے ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشیاطین وکثیر من الناس لا یعرفون انها من الجن والشیاطین بل یظنون انها من کرامات الصالحین فیفتتنون بها ویکونون

کہ جن اور شیاطین کی طرف ہی پہر تو کیسی روک نہوگی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتے کہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ مین پہنستے ہین اور

من الخاسرین ولا یعلمون الکرامة الحقیقیة انما هو حصول الاستقامة والوصول الی کمالها

وبال اوٹھاتے ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پہنچ اکرنا ہی

ومرجعها الی امرین صحة الایمان بالله تعالی واتباع ما جاء به من رسوله ظاهرا وباطنا فاذا وجب

اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی اللہ پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر اور باطن سی سو آدمی کو لازم ہی

علی العبد ان لا یحرص الا علیهما ولا یکون له همة الا فی الوصول الیهما واما الکرامة بمعنی ظهور امر

کہ سوای ان دو چیز کی اور کچہ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پہنچ اکرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هی حیض الرجال ولیس من یحصل له شئ منها اقل مرتبة ممن یحصل له شئ

سو اوسکا کچہ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہووہ ہرگز مرتبہ مین کمتر نہین ہوتا اوسی کہ جسکو

من هما فضل واولی انه لا یحتاج الیها الا مرکان ضعیف الیقین فانه اذا حصل له شئ منها یقوی یقینه واما من کان

بلکہ وہ ہی شخص افضل اور اولی ہوتا ہی سو ہی کہ امور خارق کا وہ ہی محتاج ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تاکہ اوسسی اوسکا یقین قوی ہوجاوی اور جو شخص

کامل الیقین فلا یلتفت الیها لاستغنائه عنها ولذلك کانت الخوارق فی التابعین اکثر مما کانت

کامل یقین والی ہین اوسکو اودہر توجہ نہین ہوتی اوسکو کیا حاجت ہی اسہی طبقہ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوی تہی

فی الصحابة المجلس الثالث فی فضیلة الایمان ومن امن مطلقا قال رسول الله

صحابہ تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین فرمایا رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم ان اهل الجنة یتراءون اهل الغرف من فوقهم کما تتراءون الکوکب الدری

صلی اللہ علیہ وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آوینگی غرفہ والی اوپرسی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر فی الافق من المشرق والمغرب لتفاضل ما بینهم قالوا یا رسول الله تلك منازل الانبیاء لا یبلغها

انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہوجاوی کسی کی جزا دینہین ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ درجی سوای انبیا کی اور کوئی پا سکتا ہی

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کیوں نہیں قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواہ ابوسعید ومعناہ ان اھل الجنۃ ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعۃ العالیۃ من
حدیثوں میں ہی ابوسعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکھینگی بلند مرتبہ والوں کو
فوقھم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضیئۃ الباقی فی الافق من جھۃ المشرق او المغرب بعد انتشار
اوپر سی جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح کہل جاتی ہی
الصبح لتزائد درجاتھم علی غیرھم فانہ علیہ الصلوۃ والسلام لما بین مراتبھم بھذا الوجہ قال
بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا
الحاضرون من الصحابۃ یا رسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغھا غیرھم فاجاب بان
تو صحابہ نی جو وہان موجود تھی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤں کی ہونگی جنکو اور کوئی نہیں پاسکتا سو جواب دیا
تلک المنازل یبلغھا رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لا یجاب النفی وانما قررت
یہہ اون لوگوں کی مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کردیتا ہی اور قسم اسواسطی
بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارۃ الی ان الواصلین
یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تھی کہ مؤمنوں کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمیں یہہ اشارہ ہی کہ
الی منازل الانبیاء ھم المؤمنون من ھذہ الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منھم لا من
انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسہی امت میں پائی جاتی ہی جو
غیرھم ثم علم من ھذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ھذہ الامۃ مرکب من
پہلی گذرگئی اوسمی نہیں ہوئی اسسی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی
جزءین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
دوجزسی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری
لوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من
اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اوسکو
الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرۃ بنی ادم من مبدا خلقتھم بمقتضی قولہ تعم
سزاوار ہیں اور علم وجود الٰہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع میں ابتدا پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی بیضمون آس
فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لکنہ تعالی قد ارشدھم الی وجودہ بایات منھا قولہ تعالی ان فی خلق
یہہ ترا شل اللہ کی جسپر تراشا لوگوں کو پر تو بھی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق
السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت وقولہ تعالی افرایتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن
آسمانوں اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلنی آنا البتہ نشانیاں ہیں اور ایک یہہ بھلا دیکھو جو پانی ٹپکاتی ہو اسکو تم اوسکو بناتی ہو یا ہم
الخالقون وقولہ تعالی افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرءیتم
بنانیوالی ہیں اور یہہ بھلا دیکھو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کرنیوالی اور یہہ بھلا دیکھو تو
الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم
پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہیں اوتارنیوالی اور یہہ بھلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹھایا

شجرتها امر نحن المنشئون وغیرها من الایات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل
اوسکا درخت یا ہم ہیں اوتجا نیوالی اورسوا انکی اورہبت آیتیں ہیں جو وجود الہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جوشخص ان آیات کی
مضمون هذه الایات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموت والارض وما فیهما من عجائب المخلوقات
مضمون ہیں یعنی آسمان اورزمین کی پیدایش اورجوجو اسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں غوراورتامل کریگا وہ خود بخود یقین کریگا
یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شئ منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد
کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اورمدبری بی پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کرکرا ورتدبیر کرے اورتمام شئے آدمی کیا سمجھ سکیگا
جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله وانما کفر
یہہ ہی اعتقاد رکھتے ہیں چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اورجوتو پوچھا انکو کسنی بنائی آسمان اورزمین تو کہینگے اللہ نی پھر
من کفر بالاشراک ولذلک کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا الٰه الا الله لا
جولوگ کافر ہوگئی ہیں وہ شرک کی شامت سی ہیں اسلیئے تمام انبیا علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تھی تاکہ لا الہ الا اللہ کی قائل ہوجاں
الی ان یقول للعالم له فاذن فی فطرة الانسان ودلالة ایات القران ما یغنی عن اقامة البرهان
یہہ نہیں سکھاتی تھی کہ یہہ کہو کہ عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اوردلالت آیات قرآنی فی وجود الہی پر برہان قایم کرنی کی کچھہ ضرورت نہیں رکھی
لی علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعا
لیکن علما نی تو یہی واسطے اثبات وجود الہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہیں کہ دلیل وجود الہی کی یہہ ہی
حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها
حدوث عالم کا ہی یہہ حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہیں جو بذات خود قایم ہیں
والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفک عنها وکل منهما
اوراعراض سی مراد صفتیں ہیں جو اپنی ذات میں آپ قایم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ سی اوراجسام کو لازم ہیں کبھی الگ نہیں ہوتی اورہمیشہ
حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
حادث ہیں اعراض میں سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اوراجالا بعد اندھیری کی
والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکر واما الاجرام
اورسیاہی بعد سفیدی کی اورمعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اوراجسام کی
فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبھی خالی نہیں ہوتی درجو شئے حوادث سی خالی نہو وی وہ بھی حادث ہوتی ہی اوراجسام کا حوادث سی خالی ہونا
الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبدیهة ولا اضطرار فلا یحتاج فیه
یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اورسکون سی خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین پھر تکرار اورتامل کی حاجت نہیں
الی تامل وافکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا
کیونکہ جو شخص ایسا جسم خیال کریگا کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اورجہالت کی پشت پر سوار
والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما التعاقب والتقضاء کل منهما عند وجود الاخر وذلک
اورحرکت اورسکون دونو حادث ہیں انکی حدوث پر انکا آگی پیچھی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اورجب ایک پیدا ہوتا ہی تو اور سرا فنا ہوجاتا ہی
مشاهد فی بعض الاجرام وعالم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من
یعنی حرکت سی سکون اورسکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہی اورجہان نہیں ہی تو یہہ کہہ سکتی ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان

اور ہر متحرک باعتبار بجوئز عقل کی ساکن ہوسکتا ہی اب نو پیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق بھی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا كان قديما

قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہو گا تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة

اور ازل مین ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل مین ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم

جسکا ابتدا نہو یا یا جاوی موجود ہون جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات و غیرہ مین قائل ہوئی ہین فلاسفہ اور جو انکے مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قديم بذاته وصفاته

اونکی تابع ہین اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہین کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات مین

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم

سواے حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہین اور کلی قدیم ہین یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم

السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من

سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سو اونہون یہہ کہتی ہین کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة

صور اور اعراض جزئی سب حادث ہین اور کلی نوعی قدیم ہین پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا نزاع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث

اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها

جسکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها حوادث مرتبة

تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگی جسکا

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة

ابتدا نہین پھر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکین گی تو نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہین آویگی اسواسطے کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك

یومیہ مثلاً آج کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتین گذر لین اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لین

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله

اور اسطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اوسکی ماقبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان

لحاظ کری اور اسہی طرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها

کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه
پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اشیا کا جو حوادث سی خالی نہیں ہین قدیم اور ازلی ہونا بھی باطل ہی پھر جب اون اشیا کا

قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کونه حادثا ثبت کون العالم بجمیع اجزائه من
قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پھر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء

السمٰوٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی محدث یخرجه من العدم الی الوجود وذلك
آسمان اور جو جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ

المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیما
پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہوگا

بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها
بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وکلاهما محالان ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم
اور پیدا ہونا محال ہین اور اگر واحد نہو ہی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو اونمین جھگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم ہی

ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہوویگا کیونکہ

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یقتضی
ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یقتضی
اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ بغیر جانی بوجھی ایجاد کرنا کسی شی کا محال ہی اور یہہ تینون صفات بدون حیات کی نہین ہوسکتین تقاضی

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده
اسلی کہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وکونه قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا
اور قدم اور وحدت پر کہ ان چارون صفات سی موصوف ہی اسلیئے بعضی اہل نظر اس سی موثر پر استدلال جاری کرکر

بالاثر علی المؤثر ما رایت شیئا الا ورایت الله بعده فان کل ذرة من ذرات الکائنات من حیث حدوثها
یہہ کہتی ہین کہ جبسی کسی چیز کو دیکھا فورا اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا
موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتی ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون
قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجھتی ہین

ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا
اور وہ نہین سنتی جو سمجھ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتتشارك فیه البهائم الانسان
آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہی جسی سوا آواز کی کچھ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہایم بھی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر شیء تشارک فیہ البہائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاتہ تعالی بالعقل الا
اسلئے کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمیں بہایم اور انسان یکسان ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان بروز عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی
ما دل علیہ افعالہ فما لم یدل علیہ افعالہ کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی
جسپر اسکے افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات
تارۃ بالعقل وتارۃ بالنقل اما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمال اذ ضدہا
کبھی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبھی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اول صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی ضدین
صفات نقصان وانصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب
نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس
اتصافہ تعالی بتلک الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان قد
اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ
ورد بثبوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی ہذہ المسئلۃ اولی من دلیل العقل
انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی
لان تلک الصفات لا تتوقف علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی
کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات
لم یکن معلوما لأحد حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم
کیونکہ معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو
ان یتصف باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالنسبۃ الینا ولا یلزم من کون الشیء کمالا بالنسبۃ
انکی ضدین لازم آدینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال الیہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور کہ بیچون
الینا کما لا یکون کمالا فی حقہ تعالی الا تری ان اللذۃ والالم معلومان لنا کمالا بالنسبۃ الینا ممتنعان
ذات الٰہی کی بی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین
علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی ہذا یلزم فی اثبات تلک الصفات لہ تعالی التمسک
کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز
بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوۃ کل واحد منہم بالمعجزۃ القائمۃ مقام قولہ تعالی صدق عبدی
انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ لان المعجزۃ تصدیق فعلی من اللہ تعالی
جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب مین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی
لرسولہ لکونہا فعلا من افعالہ خارقا للعادۃ منزلۃ منزلۃ صریح القول فی تصدیق رسولہ فی دعوی
رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئے کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی
الرسالۃ فانہ تعالی لما خلق امرا خارقا للعادۃ علی یدہ عند ادعائہ الرسالۃ صار کانہ قال صدق
تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا
رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ قال العلماء مثال ذلک ان رجلا
میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بھیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
پہراس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخصنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین بادشاہ ہی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك
اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچہ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو اگر جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنیکا تعاق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من آمن بالله وصدق المرسلین
تواتر سی سنی والون کو علم بہ یہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کرکر

اذا الرادان یکون من اهل الغرف لابد له ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیات لان الایمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل عُرف مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لابد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہیین

الصالح الیه کما یدل علیه ایات القرآن من جملتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون فدلت الایة
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اور وہ چہروکون مین بیٹہی ہین خاطر جمعی سی

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالی واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فکون کل منهما یشتغل الانسان عن الله تعالی لا یقرب احدا الی الله تعالی الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحا ءمؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ مین خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطواری پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی

باقتضائهم باذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفا
جو ان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنة ۱ منون من جمیع المکاره بما عملوا من الصالحات ییسرنا الله تعالی بلطفه وکرمه المجلس الرابع
اعمال صالحہ کی سبب غرفات مین تمام مکروہات سی بچی رہینگی الٰہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہا مجلس

فی لزوم محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیہو باپ اور اور اولاد

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن نہین ہوویگا کوئی تم مین سی جبتک کہ ہون مین اوسکو محبوب تر

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ھھنا

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگون سی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد استحکمہ

الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیۃ لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان

محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسانکی کچھہ پکڑ نہین ہی

لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ھو ایثار ما یقضی

خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہوسکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل برجحانہ ویستند علی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر

عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی

عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ

اور اوسکی طبیعت کچھہ بری لگتی ہی پھر بھی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجھکر کہ میری صحت اسمی مین ہی خواہش کرکے پیتا ہی

فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینہی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بھلائی ہی

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وھذا مما لا یحصل الایمان الا بہ

پھر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکھکر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا

کان الایمان وان کان فی اللغۃ بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعۃ بمعنی التصدیق مقیدا

اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی

بامر مخصوص وھو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدھما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم

یکن فیہ شک فھو یقین وعلی ھذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت

مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچھہ تفاوت نہین

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام

ہی پھر جس شخصکی دلمین ذرہ بھر بھی شک ہو دی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یکون مؤمنا البتۃ بل لا بد فیہ من یقین ھذا المعنی لیحصل لہ المحبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی

ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو ہی جسکی سانہہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

بالبال فی حکم الیقین فی کونہ ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من ھذا القبیل وتحقیقہ علی
قایم مقام یقین کا ہٹراکر حقیقی ایمان کا حکم دیتے ہین کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہی اور اس مقام کی تحقیق
ماذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق لہ اربع مقامات الاول استواء
موافق بیان امام غزالی کی احیا مین یہہ ہی کہ نفس کا میلان تصدیق مین چار درجہ پر ہوتا ہی اول یہہ کہ
الطرفین عندک کما اذا سالت عن شخص مجھول الحال عندک ھل یعاقب فی الاخرۃ املا
تیری راے مین دونو جانب برابر ہون جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہین جانتا تجسی پوچہین بتا اوسکو آخرت مین عذاب ہوگا یا نہین
فانک لاتمیل الی الحکم علیہ بشئ من نفی واثبات بل یستوی عندک امکان الامرین ویعبر
اب تو یعنے کچہہ نہین کہہ سکتا نہ انکار اور نہ اثبات بلکہ تیری عندیہ مین دونو امر ممکن ہین ایسی حالت کو
عنہ بالشک والثانی رجحان احد الامرین عندک مع التشعر بامکان نقیضہ امکانا لایمنع
شک کہتے ہین دوسرا درجہ یہہ ہی کہ تیری راے مین ایک جانب کا غلبہ ہو پراوسکی ساتہہ دوسری جانب بہی ایسی ممکن معلوم ہوجس سی جانب
ترجیح الاول کما اذا سئلت عن شخص تعرفہ بالصلاح انہ ان مات علی ھذا الحال ھل یعاقب
اول کا غلبہ فوت ہوجاوی جیسی تجہسی ایسی شخص کا حال پوچہین جسکو تو پرہیزگار جانتا ہی کہ اگر یہہ شخص اسہی حال پر مرا تو بتا اوسکو آخرت مین عذاب ہوگا
فی الاخرۃ املا فانک تمیل الی انہ لایعاقب اکثر من میلک الی عفائہ لظہور علامات صلاحہ
یا نہین اب تیری راے ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عندیہ مین صلاح کی نشانیان ظاہر ہین
عندک ومع ھذا یجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنہ وھذا التجویز غیر دافع لرجحانہ و
تو ہی یہہ شک ہوتا ہی کہ کوئی بات اسکی دلمین ایسی پوشیدہ ہو جسی عذاب ہوجاوی لیکن یہہ شک اوسکی غلبہ کو نہین اوٹہاتا
یسمی جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وھما والثالث میلک الی الحکم بشئ بحیث یغلب علیک
ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہین اور جانب مغلوب کو وہم تیرا یہہ درجہ ہی کہ تجکو کسی شی کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض
ذلک الحکم ولا یخطر ببالک نقیضہ ولو خطر لنا بت عن قبولہ لکن لیس ذلک الحکم عن معرفۃ
تیری دلمین ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی بہی تو اوسکو تو نہ مانی لیکن یہہ یقین معرفت حقیقی سی نہو
محققۃ بل عن مجرد السماع ویسمی ھذا اعتقادا مقارنا للیقین وھو اعتقاد العوام فی اکثر عبادات
بلکہ صرف سنی سنای سی پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہی یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات مین
کلھا اذا رسخ فی نفوسھم بمجرد السماع حتی ان کل حدیث یثق بصحۃ مذھبہ واصابۃ امامہ ولو
ایسا ہی ہوتا ہی جب کہ سنتی سنتی اونکی دلمین بیٹہہ جاتا ہی چنانچہ ہر ہیک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صاحب پر ہونا یقینی جانتا ہی اگر
ذکر لہ امکان خطأ امامہ یفزع عن قبولہ لکنہ لو احسن التامل لاتسعت نفسہ الی قبولہ والرابع
کوئی کہی کہ امام سی بہی غلطی ہوسکتی ہی تو لڑنگ بہاگ جاوی کہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کرین تو البتہ انکا دل قبول کرسکتا ہی چوتہا درجہ یہہ ہی
میلک الی الحکم بشئ علی طریق الجزم الذی لایوجد معہ الشک ولا یتصور فیہ التشکیک فکل
کہ تو کسی شی کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اوسکی ساتہہ شک باقی اور کسیکی شک دلانی کا بہی تصور نہ ہی پس جو
علم علی ھذا الوجہ یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشک فکل علم
علم اس درجہ کا ہوتا ہی اوسکو یقین کہتے ہین کیونکہ یقینی کہنی کی یہ ہی شرط ہی کہ شک اصلا باقی نہو پس جس علم مین
انتفی عنہ الشک فھو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسۃ او بغریزۃ العقل
شک نہوگا وہ ہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسے علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

کالعلم باستحالة حدوث حادث بلاسبب او بالتواتر کالعلم بوجود مکة او بالتجربة کالعلم بکون
جیسے علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سی جیسی علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمایش سی جیسی علم
المطبوخ مسهلا او بالدلیل کالعلم بوجود شئ قدیم کما اذا قیل لك هل فی الوجود شئ قدیم یمکنك
مطبوخ کی دست آور ہونیکا یا دلیل سی جیسی علم ایکہ ذات قدیم کی موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجھسی پوچھین کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجھسی فوراً حکم کردینا
الحکم به بداهة لان القدیم لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یمکن الحکم بوجوده بالحس ولا ضروریا مثل
کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہین کہ اوسکو دیکھکر کہدی ان موجود ہی اور نہ ایسی بدیہی ہی جیسی
کون الواحد نصفا لاثنین حتی یمکن الحکم بوجوده بالضرورة بل حتی غریزة العقل ان یتوقف عن
ایک کو دوکا آدھا جانتی ہین تاکہ اس بداہت سی اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہہ ہی ہی کہ
الحکم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من یحکم بوجوده بالسماع حکما جزما ویستمر علیه وهذا
ازروی بداہت کی حکم کرنیمین توقف کری پھر بعضی شخص توصرف سنکر یقین بالزم کر لیتی ہین اور اوسہی پر قایم رہتی ہین اور اوسکا
هو الاعتقاد وهو حال جمیع العوام ومن الناس من یحکم بوجوده بالبرهان مثل ان یقول لولم یکن
اعتقاد کہتی ہین اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد مین ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان سی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہین اسطور پر کہ اگر
فی الوجود قدیم بل کانت الموجودات کلها حادثة لکان حدوثها بلاسبب وهو محال والمؤدی الی
موجودات مین کوئی ذات قدیم نہوی بلکہ تمام موجودات حادث ہوتین تو وہ حادث بی سبب پیدا ہونگی یہہ امر محال ہی اور جسسی بات سی محال
المحال محال بیانه ان الحوادث لا یتصور وجوده بنفسه بل یحتاج فی وجوده الی غیره وهو ظاهر
یعنی ہم اتنی دیر ہی خیال رہتا ہی اسکی تفصیل یہہ ہی کہ حادث خیال مین نہین آتا کہ خود بخود پیدا ہوجاوی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی
ولکن لا یتصور ایجاده لغیره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود فی الحادث یلزم ان لا یوجد شئ من
اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہین کیونکہ پہلے وہ آپ تو پیدا ہو لی پس موجود تب آگر سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہوں
الموجودات اصلا فبالضرورة یلزم ان یحکم العقل بوجود شئ قدیم موصوف بالقدرة والارادة و
اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور
العلم والحیوة حتی یتأتی منه احداث المحدثات کلها لانه لو لم یکن فیه تلك الصفات لکان
علیم اور حی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہوسکی کیونکہ اوسمین اگر یہہ صفات نہونگی تو
عاجزا عن ایجاد شئ من الکائنات لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ من الاشیاء یتوقف
کائنات مین سی ایک شی بھی پیدا نہ کرسکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین
علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ من غیر العلم به
بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوتا اور ارادہ کسی شی کا بدون علم اوس شی کی نہین ہوتا کیونکہ قصد کسی شی کی پیدا کرنیکا بلی جانی بوجھی
محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم
محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہوسکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا
من السمٰوٰت وما فیها ومن الارض ومن علیها دلیلا قطعیا علی وجود شئ قدیم موصوف بهذه الصفات
ساری آسمان اور جو اونمین ہی اور زمین اور جو اوسپر ہی یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس مین یہہ
الاربع وهو الله سبحانه تعالی ولهذا کان بعض اهل الیقین یقولون استدللا لا بالاثر علی المؤثر اما ینا
چارون صفتین ہی اور وہ ہی اللہ سبحانہ تعالی اسہی لئی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہوئی کہتی ہین کہ ہمنی

شیئا الا رایتہ اللہ بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات العالم لکونہا حادثۃ مفتقرۃ الی من یحدثہا لا تزال
جب کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ یہان حال سی

تنطق بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لہا موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم و
یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یکانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم

الحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من الصفات یسمع کلامہا السامعون ولا یسمعہ الذین ہم عن السمع لمعزولون
حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اوسکی یہہ کلام سمجھی والی سب سنتی ہین وہ لوگ نہین سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہین

والمراد من السمع الباطن الذی یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاہر
اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی

الذی لا یسمع بہ الا الاصوات وتشارک فیہ البہائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارک فیہ البہائم
جسی سوای آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بہی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوسکی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون

الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاتہ تعالی الا ما یدل علیہ افعالہ واما ما لا یدل
حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر

علیہ افعالہ کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارۃ بالعقل وتارۃ بالنقل اما وجہ
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبہی نقلی دلیل سی

الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمال واضدادہا صفات نقصان
عقل دلیل اوسکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین

واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی
اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اللہ تعالی کا

بتلک الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد صرح بثبوتہا
ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل اوسکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین

لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی ہذہ المسئلۃ اولی من دلیل العقل لان تلک
اب اوسکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ لم یکن معلوما
صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الہی کیسے معلوم نہین ہی

للبشر حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف
تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقین صفات کمال ہین انکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی

باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالاضافۃ الینا ولا یلزم من کون الشیء بالاضافۃ الینا
اور یہہ صفتین ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا

کمالا ان یکون فی حقہ تعالی کما لا ترای ان اللذۃ والالم مع کونہما بالاضافۃ الینا کمالا ممتنعان
کہ اللہ کی واسطی بہی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین

علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلم ہذا یلزم فی اثبات تلک الصفات لہ تعالی
اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی لیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو میرا بندہ
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله
جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچے ہین برابر ہی کہ وہ پہنچانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق
لرسوله لکونها فعلا من فعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
ہوتی ہی اسلئے کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا اصاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی
فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتہہ پر برو قت دعوی رسالت کی پیدا کیا
صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرمایا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی
قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس الملك بحضرة جماعة وقال انا رسول هذا الملك لیعتنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمکو
الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فمثال ایة صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لیؤ اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین
من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات فنفعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹہا بیٹہا
فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی وسفید
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اوہ بادشاہی
للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہوکہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر سنت اوسکو سی
بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو یہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ نی کہ اونکی سچائی کا دیکہنی والون کو
شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت
اور تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہونی کا کچہہ خیال نہو
الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دلکی لگاؤ اور مخالفت مین اوسہی کا تصرف ہو
علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف
الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ کم ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین
فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

علی قلبه ویستغرق همه بالاستعداد له ولا یغادر فیه متسعا لغیره کما هو شان من یخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری مین ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل مین کسی چیز کی اصلا گنجایش نہین رہتی یہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی
النار ویرجو الدخول فی دار القرار فعلی هذا یلزم للعاقل ان یصرف العنایة الی تحصیل الیقین بالمعنیین جمیعا
ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو
وهما نفی الشك عن النفس اولا ثم تسلیط الیقین علیها ثانیا لکن ینبغی ان یعلم ان نفی الشك
یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجھنا چاہئی کہ شک کا رفع ہونا
وتسلیط الیقین لا یحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومحاربه وهی المعلومات التی جاء بها النبی
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور بھگانون کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ
علیه وسلم الصلوة والسلام من عند الله تعالی فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الایمان ان انتفی
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر
عن قلبه امکان الشك فهو موقن بالمعنی الاول وان غلب علی قلبه فهو موقن بالمعنی الثانی وبه
اوسکی دل مین یہ احتمال شک ہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا
یحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهی فان من غلب علی قلبه ان من یعمل مثقال
اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر یہ اوسکو یہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر
ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره ویتیقن ان نسبة الطاعات الی الثواب کنسبة الطعام
بھلائی کی وہ دیکھیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکھیگا اور اوسکو پہر مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا
الی الشبع لا شك انه کما یحرص علی تحصیل الطعام للشبع ویحفظ قلیله وکثیره کذلك یحرص علی
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی
تحصیل الطاعات للثواب ویحفظ قلیلها وکثیرها ومن تحقق ان نسبة المعاصی الی العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہ ثابت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی
کنسبة السموم الی الهلاك لا شك انه کما یجتنب عن قلیل السم وکثیره خوفا عن الهلاك کذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی
یجتنب عن قلیل الذنوب وکثیرها وکبیرها وصغیرها خوفا من العقاب فان سبب ارتکاب المعاصی
نافرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی
والفجور لیس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما فی المعاصی من المضرة حقیقة العلم لا یوثرها الا فی
اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہہ نہین ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہین اختیار
ان من علم من طعام لذیذ انه مسموم لا یقدم علی تناوله فیعلم من هذا ان الایمان الحقیقی هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہوگا کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا وہ کہ حقیقی ایمان
الایمان الذی یحمل صاحبه علی فعل ما ینفعه فی الاخرة وعلی ترك ما یضر فیها فاذا لم یفعل ما ینفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسنی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نلاوی
فیها ولم یترك ما یضره فیها لا یکون ایمانه حقیقیا بل لسانیا او قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقة لا یترك
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی یا دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کانه یریها لا یسلك طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن یجتنب حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ نہیں چلیگا چہ جای کہ اوسکی وصول میں کوشش کریگا ایسا حقیقی مؤمن جنت کا
حتی کانه یریها لا یترك طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه
گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب میں کبھی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمیں جانتا ہی

المجلس الخامس

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسر الله من الاعمال ما یوافق رضاه
جب امور دنیاوی میں مضر باتونسی کیسا اجتناب اور مفید باتون میں کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالی ہمیرہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہیں پانچوں مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز

ایمان کی لازم ہونی میں اون احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہیں اور اونکی مخالفت

المخالفة فیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی

جایز نہیں فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمدؐ کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة ولیس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بل امة
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ مت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی بلکہ

کون الیهودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام اہل ملل مذاہب والی بہی داخل ہیں

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهل کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئے کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اهل النار بترك الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلك فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی

ان کل من لیسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث
کہتی ہیں ہر ایک احکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہہ احکام خدا کی طرفسی لائی ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ٹہر چکی ہیں ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کی سمجہلی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر میں اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسے صانع کا وجود

وجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة فان كل واحد منها وان كان فی نفسه یتوقف

اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال ان مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر میں

معرفته علی الاستدلال علیه اما بدلیل العقل کوجود الباری تعالی وصفاته او بدلیل النقل

استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

کوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة لکن کونه من دینه علیه الصلوة والسلام

جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر یک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین

معلوم بالضرورة لکل احد من غیر احتیاج فی معرفته الی الاستدلال علیه بدلیل ویکفی

اوسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام

الاجمال فیما یلاحظ اجمالا ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلا حتی ان من لم یصدق بوجوب

عمل لحاظ کئے جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السوال عنها وبحرمة الخمر عند السوال عنها لایکون مؤمنا بل یکون کافرا لکون

نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

کل منهما مما علم بالتواتر انه من دینه علیه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان

یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

یکون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه یکون مؤمنا

اور اپنی زبان سی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم یعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قیل له الصلوات الخمس فی کل یوم ولیلة فرض علیك فان

اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پہر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہررات دن مین پانچ نمازین تجھہ پر فرض ہین پہر اگر

صدقها وقبلها یکون ثابتا علی ایمانه وان انکرها ولم یقبلها یکون خارجا عن الایمان کذلك

اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدلیل قطعی من الکتاب والسنة واجماع الامة وان اشکل

اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر

علیه مسئلة من مسائل الایمان یجب علیه فی الحال ان یعتقد علی الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالی

کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجملا یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان یقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالی وهذا القدر یکفی الی ان یجد عالما یعلم مسائل

حق ہی مین نی قبول کیا اور جو بات اسکی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد بیچکے کفایت کرتا ہی اوسکو کوئی عالم دینی مسائل کا سیکھنے

الایمان فیسأله عما اشکل علیه ولا یجوز له تاخیر الطلب لقوله تعالی فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اور سیکھنا وی پہر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اور جایز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکھنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو

ولا یکون معذورا بالتوقف فما اشکل علیه بل یکون کافرا بالتوقف ان کان ما اشکل علیه من ضروریات

اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو عمدا توقف کرنی سی کافر ہوجاویگا

الدین لان التوقف فی المؤمن به یمنع التصدیق فیکون کفرا مثلا من اشکل علیه وحدانیة الله تعالی

کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت

اوقدرته علی شئ اوعلمه بکل شئ من الکلیات والجزءیات اوحشر الاجساد اوحدوث العالم
یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اوجزءیات پر یا ابدان کی پیدایش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین
ونحو ذلک فقال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول
یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پھر یہہ قلیل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانتا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہی گا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی
اجمالا لکن ان لم یسل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب اولم یطلب اصلا
لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی کوئی کہکر پوچھا یا کبھی بھی نہ پوچھا تو بھی تسلیم
لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترک السوال و
اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور
الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشا بین المؤمنین فالحاصل
تلاش کی کافر ہوجاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین ہی مین انکو ہر یک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی
ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا اومتعددا اولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہوجاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی
ان یقول فی الحال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسوال بلا توقف
کہ فورا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پھر اوسپر ترت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی
ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب او ترکه ولم یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون
اتنا کہ اگر اوسنی اس تلاش کو ٹال کہا یا چھوڑدیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہو گا بلکہ کافر ہوگا
کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة اوفی الجنة اوفی النار اوفی المیزان اوفی الحساب اوفی الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط
اوفی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد اوفی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا
یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی
لان التوقف والتردد بنا فی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ
اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر فلیل
یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اوس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی
انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو مین تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اونسی تصدیق کی نہ معنی پوچھی
افتقار الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله
بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچھ تفصیل کی
بعض التفصیل حین جاءه جبریل علیه السلام علی صورة رجل غریب لم یعرف فسال عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی
جب کہ جبریل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ
عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث
ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوة والسلام بین فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم

سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس پر وہی یہ کہ اسکی معنوں کو وہ خوب جانتے ہیں

ثم قال هذا جبریل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق لبین نقله

پھر آپ نے فرمایا یہہ جبریل تھا تمکو دین سکھانے آیا تھا پس اگر ایمان کی معنی سوای تصدیق کی اور کچھہ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

کما تبین نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم

جیسی منقول معنی صلوة اور زکوة وغیرہ کی مشہور ہوئی اور نہیں تو یہہ ارشاد اوس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجھتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار

اور وہ لوگ بغیر پوچھی کیوں کر مان لیتے اب ظاہر ہو گیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کے لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیت

متعلقه بعدما اريد به التصديق بالمعنى اللغوى وهو ما يعبر عنه فى الفارسية بگرويدن وفى التركية

متعلقات کی ہی معتبر ہی جسکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

بانانمق ثم التصديق من ضرورته المعرفة واليقين فعل هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد

بانانمق کہتے ہیں پہر تصدیق میں معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکی موافق رسول کی تصدیق ثابت ہو گی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة

جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہو لی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہی کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة اظهره على يد رسوله عند دعائه الرسالة تصديقا له فانه تعالى

ایک فعل ہی افعال الٰہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوے رسالت کی تصدیق کی واسطے ظاہر کرتا ہی اور اللہ تعالی

یأبى اظهار المعجزة على يد صار كاذبا فيقال صدقت رسولى فى كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله

یہہ معجزہ رسول کی ہاتھہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہی میرا رسول سچا ہی تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچاوی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سكوته وقد مثل العلماء بشخص قام فى مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى

یا سکوت سے علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہی کہ مثلاً ایک شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقى انى اطلب من

تمہاری حق میں فلانا فلانا حکم دیا ہی پہر اوس جماعت نے اوسی صداقت کی سند طلب کی اوسنی کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہی کہ میں بادشاہ کی خلاف

الملك ان يخالف عادته يقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلما شك ان

کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنی سی تین بار اوٹھی اور بیٹھی پہر بادشاہ نے اوسکی کہنی سی ویسا ہی کیا تو بیشک

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فى كل ما يبلغ عنى وهذا يفيد العلم الضرورى

بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی اوسنی یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سی بیان کرتا ہی سب سچ ہی اسی اوسکی صداقت کا یہہ ہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا تواتر هنا

اوسکو جنہوں نے بادشاہ سی یہہ حرکت دیکھی اور جس شخص نے نہیں دیکھا اوسکو اور لوگوں سنی سنی حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول عليه الصلوة والسلام فى افادة معجزته العلم الضرورى بصدقه

یہہ مثال رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ معجزہ دیکھنی والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہی

لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر وقد وصل الينا بالتواتر

اور جو نہ دیکھی گیا اوسکو تواتر سی سنکر حاصل ہوگا اور یہہ تو تواتر سی یہہ خبر آچکی ہی

انه علیه الصلوٰة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلك مجری الشمس فی الظهور فوجب

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہی

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات

پس ہمارے اوپر انکی تصدیق تمام احکام تکلیفی مین جو خدا کی طرف سے لائے ہین واجب ہی اور وہ احکام پہ ہین واجبات کا واجب

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه اموالاخرة التی اول

اور مندوبات کا مندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انمین امور اخروی ہین جسکی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة

منزلون مین سے پہلی منزل قبر ہی اور اوسمین مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن ہی جنت کی باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال

یا گڑہا ہی دوزخ مین کا پہر وہ انسی قیامت کی دن محشر کی میدان مین جانا پہر نامۂ اعمال کا دینا جسمین تمام عمل بندہ وقت کی لکھی ہوئی

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب

ہوگی پہر کسیکو دہنی ہاتھ مین دیا جاویگا اور کسیکو بائین ہاتھ مین یا پس پشت سی پہر حساب کا ہونا پہر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت

ترازو کھڑی کرنی اعمال تولنی کی لئی پہر جسکی نیکیان بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہونگی وہ تو اچھی چین مین ہی اور جسکی نیکیان کمتر

حسناته وثقلت سیاته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فمنهم بعضهم

اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوسکا ٹھکانا گڑہا ہی پہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیون کی چلنی کی لئی پہر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی

مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑتی گھوڑے کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسال الله تعالی

اور کوئی کھسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ مین گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیرون اور طوق مین قید کرینگی آہ ہم کو

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ما ذکرنا ان تصدیق الرسول علیه الصلوٰة والسلام لم یتحقق

ان تمام ہولون سی محفوظ رکھیو اس تمام تقریر سی ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلك المعجزة

بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سی جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہین ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صدق پر اس علم پر موقوف ہی کہ یہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا

ایک فعل ہی افعال الٰہی سی اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سی اس علم پر موقوف ہی کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد نقع

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده

قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہی کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الٰہی سی تو بیشک اوسکا عمل مین آنا وجود الٰہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس

اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حواس کی وسیلہ سی حاصل ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم

تو محسوس نہین ہی جو حواس کی وسیلہ سی معلوم ہو جاوی اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہی کہ جیسا ہم دو کو ایک سی بڑہتی جانتی ہین تا کہ بداہت سی

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان
معلوم ہوجاوی اس بجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی جناچہ روایت ہی

اعرابيا سُئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير واثار الاقدام
کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الٰہی ثابت ہوجاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پاؤں کا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا
چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پھر کیا برجوں والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سبيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة لبقتلوه فبينما هو قاعد في المسجد يوما
امام ابوحنیفہ دہریوں کی حق مین مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اوسکی قتل کی لئی فرصت کی تاک مین رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد مین بیٹہی تہی

وحدة اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهتوا بقتله فقال لهم اجيبوني عن مسئلة ثم افعلوا
ناگاہ دہریوں کا غول ننگی تلوارین کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون في رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال
سو کہا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينهما تجري مستوية
کہ دریا کی اندر موجون کا طباچہ اور مختلف ہواؤن کا صدمہ اوسپر پڑتا ہتا بروہ کشتی

من غير ملاح يجريها او مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال
بدون ملاح کی جو نہ بہری اوسکی خبرداری کری برابر بی کہٹکے چلی جاتی ہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہوسکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله سفينة اذا لم يجز في العقل ان تجري مستوية من غير ملاح
امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها
جو نہ بہری جا چلی برابر سیدہی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
اطراف وسیع کنارے الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغدوا تشيعوهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع
سب کی سب رووئی اور بولی آپ سچ فرمائی ہین اور اپنی تروا ہین میان کرلین اور توبہ کرکر اوکی سامنی مسلمان ہوگئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت
حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر بہی کیا ہی بولا ان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان بہی دیکہی ہین بولا ہان

يوما رياح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
ایکروز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی مین ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك ولا على السفينة
اور مین موجون مین غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا کیا یہہ بہی بچا لیگا پہر جب تیسری باتہہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام کنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال فمن کنت ترجوها فسکت الرجل فقال لجعفر
یا پر یہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کسکی تہی اب وہ زندیق چپ ہورہا پہر امام جعفر نے فرمایا
ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلک الوقت من غیر شعور لک به وهو الذی انجاک من الغرق فلما
وہ ہی خدا جسکی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتا اور اوسہی نے تجکو ڈوبنی سی بچایا جب
سمع ذلک الرجل هذا الکلام منه قبل یده فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة
اوس شخص نے یہہ بات سنی دل سی مان اوسکا اور اوسکی ساعتی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق
الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی
قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض فمن ترکه یکون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسلیی دی ہی
لیستدل به علی وجوده تعالی وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و
کہ وجود الہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور
الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فان لم یفعل
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نبخشی
الله له فانه وان کان عاقبته الجنة لکن یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی کل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی
ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج
کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ ہن تقلید سی
من التقلید ویکون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفکر فی خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو
السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بالحجة
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو
احدٌ بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچہہ بتادیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخصکی ایمان مین علماء اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوی ہین اور
معجزات النبی علیه الصلوٰة والسلام وتفکروا فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو
فی صحة ایمانهم لکونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر والمجادلة
اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور

المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان قال رسول

المخصوم ودفع شبهاتهم
بدین کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اوسکا شبہ رفع کرنا یہہ شرط نہین ہی چھٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہوا اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایمان کا مزہ چکھا جس نے خوشی سے مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ہیں

الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون

حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں کہ جسکی دل میں طمانیت یعنی خدا کی

اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد

ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرے رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکری اور رسالت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منھا لا

صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کر کر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سی کسی ایک سے بھی

یوجد فیہ الایمان کان لا ایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ

راضی نہوگا اوسمیں ایمان کا پتا نہیں کیونکہ شریعت میں ایمانسی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا

وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ

اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹھہرانا نہ اعلم صداقت کا مراد نہیں ہی نہ اوسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری

الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونھم عالمین بصدقہ

وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تھی

کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اٰتیناھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقولہ

چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق میں نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جسکو ہمنی کتاب وہ جانتی ہیں اوسکو جیسی جانتی ہیں بیٹا اپنے

النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال

اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلوم کا اور مان لینا انکا اور مخالفت چھوڑکر اور اسی پر عمل

علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر

کرنا ہی اور یہہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق

بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق

ذلک علی ما ذکرہ الامام التوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم

موافق تقریر امام توسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبت اکو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور

وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا او نفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم او لا والاول ھو

اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل میں اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں

ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضروریۃ امر او برھان فھو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر

یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونوں صورت میں یہہ حکم علم ہی اور حکوم معرفت اور یقین بھی کہتی

سبب بل بتقلید محض فھو اعتقاد والثانی ان کان راجحا علی مقابلہ فھو ظن

ہیں اگر دلیل حاصل نہیں ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اوسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب

وان کان مرجوحا فھو وھم وان کان مساویا فھو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ

اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی پس ایمان اگر ان تین پچھلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہیں

لغیر الجزم وهی الظن والوهم والشك فالاجماع علی بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمی الجزم وهو
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دو قسم ہی یعنی بداہت یا برہان حاصل ہو
العلم والمعرفة فالاجماع علی صحته فالقسم الثانی من القسم الجزم وهو الاعتقاد فیقسم الی قسمین احدهما مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا صحیحا کاعتقاد
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی
عامة المؤمنین المقلدین لائمة الدین والثانی غیر مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا فاسدا وجهلا مرکبا
عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین
کاعتقاد کافة الکفرین المقلدین لائمتهم الکفر فالفاسد اجمعوا علی کفر صاحبه وکونه مخلدا فی النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشوا اون کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
واختلفوا فی الاعتقاد الصحیح الذی یحصل بمحض التقلید والصحیح ان صاحبه یکون مؤمنا لکنه یکون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
عاصیا بترك النظر والاستدلال فیبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب
نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالی کی مشیت میں ہی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت میں داخل کری
وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتعلم کل مسئلة من
اور چاہی گنہگاری کی موافق عذاب دی پہر جنت میں داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا
مسائل عقائد الایمان بالدلیل واجب حتی یکون فی دینه علی بصیرة لان العقائد الحاصلة بالتقلید
یعنی ہر ہر مسئلہ کی دلیل سی سیکھی تاکہ پکی دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین
یخشی علی صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصمیم علی العقائد من غیر تحصیلها بالدلائل
اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچھ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا ہوجاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہ پیش آوی
لا یامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنی شبهة وعلی تقدیر ان یقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچے اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابل ہین
بالتصمیم اللسانی فانی یقعه والقلب الذی هو محل الایمان متحیر یقول لا ادری فیدخل فی زمرة
تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالیں کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل ہوا
المنافقین الذین یقولون بافواههم مالیس فی قلوبهم ولذلك قیل النفاق نوعان احدهما نفاق یعرفه
جو منہہ سی ایسی باتین بناکر کہتی ہین جو اوسکی دل مین نہین ہوتی اسہی لئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یظهرون الاسلام بین الناس ویضمرون الکفر فی قلوبهم کنفاق الذین
اپنی دل مین سمجھتا ہی یہہ نفاق اون شخصونکا ہی جو ظاہر مین اوگون کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دل مین کفر چھپا رکھتی ہین جیسی نفاق اونکا
کانوا فی عهد النبی علیه الصلوة والسلام ومن فی معناهم من الزنادقة والملاحدة والثانی نفاق لا یعرفه
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یولدون بین المؤمنین فیسمعون منهم کلمات الایمان فیقولون
منافق دل مین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر دوستی ایمان کی باتین سن سنکر جیسی سنی
مثل ما سمعوا اتباعا وتقلیدا حتی انهم لو ولدوا بین الیهود او النصاری لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
ویسی ہی تقلید کرلی لگی اتناکہ اگر انکا یہودیا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اوسلہیا ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعا وتقليدا من غير ان يلاحظوا من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امر به
یہہ لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سی پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکا امر
وما نهيهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا فى القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل ہمیکو ہمیں پہنچائی پہر وہ اون لوگون مین ہین کہ جب مر کر قبر مین جاوینگی
وسالهم منكر ونكير لا ندرى سمعنا الناس يقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملكان فى القبر ينطقون
اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہین جانتی ہم تو جو اور لوگونسی سنتی تہی وہ ہی ہم بہی کہتی تہی کیونکہ اونکی پاس گور مین جب دو فرشتی آوینگی
بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان كان الانسان فى ذلك المحل لا يترك كما فى الدنيا ان يتكلم بما ليس فى
تو بی کم و کاست وہی بولی اونہین گی جو دنیا مین تہا اسلئی کہ انسان گور مین ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا مین تہا کہ زبان پر کچہہ اور دل مین کچہہ
قلبه بل ان كان عالما بالحق ينطق به وان كان شاكا فيه غير عالم به يقول لا ادرى كما كان يقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر شک تہا تو کہیگا مین نہین جانتا جیسیکہ جیتی جی دل مین کہتا تہا
فى حال حيوته لا ادرى وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى منادٍ من كان يعبد
مین نہین جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا
شيئا فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القمر اتبعه ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتون کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت
وفيهم منافقوهم والمراد بالمنافقين فى هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام فى منازلهم سرّا وظهر للناس
معہ اپنی منافقون کی باقی رہ جاوینگی منافق سی مراد اسحدیث مین وہ لوگ نہین ہین جو اپنی گہر وںکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانون کی
الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فى الدنيا فهبوا فى جهنم معها بل المراد بهم
سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتون کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتون کو پوجتی ہی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ مین جاوینگی بلکہ منافق سی مراد
الذين كان الريب فى قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير ممن كان
وہ لوگ ہین جنکی دلین تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اونکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ مین اکثر ایسی شخص
فى شكل العلماء فى هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه فى درجة المعرفة واليقين مع انه لم تتيقن معانه
جو علماء کی صورت مین ہین اپنی حال سی خبردار نہین ہین وہ یہہ سمجہتی ہین کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہوراہی اور اصل مین ایسا نہی
ولو بدرجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتى الايمان من غير ان يعرف معناهما ولا ان يميّز بين
اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلد دونو کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنون سی واقف نہین ہین اور نہ اللہ مین
الله ورسوله لان اكثر الناس فى هذا الزمان ليسوا فى درجة الاعتقاد التقليدى الصحيح المطابق بل هم
اور اونکو رسول مین تمیز کرتی ہین کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہین ہی بلکہ اونکو
فى درجة الاعتقاد التقليدى الفاسد الغير المطابق لما فى نفس الامر وذلك الا نادر اس العلماء الراسخين
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکی علم راسخ تہا
فى العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجلة الذين يتمولون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی اور رجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئی شیطانی جال پہیلا کر دین کی مسلمانون پر
بنصب حبائل الشياطين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يكون فى آخر الزمان دجالون كذابون
رہزنی کرتی ہین چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہونگی

یا تونکم

یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ
ایسی حدیثین روایت کرینگی کہ نہ تمنے سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سونہ تم دور رہو انسے اور دور کرو اونکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ میں مبتلا کردین
علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان
اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکار اور فریب باز
یزیّ العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکھاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین
الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون
اور اصل میں جھوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکھاوینگی اور نئی باطل
لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی
احکام تمہاری الٹی گرہ دینگی سو اونسی بچجاو اونکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ میں نہ پہنسادین اس
ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات
بضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کیواسطے جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا
وھو لا یشعر بھا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنہم بقولہ یَوْمَ یَقُولُ
اور اوس زمرہ میں داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی
الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَیْنَھُمْ بِسُوْرٍ لَّہٗ بَابٌ بَاطِنُہٗ فِیْہِ الرَّحْمَۃُ وَظَاھِرُہٗ مِنْ قِبَلِہِ الْعَذَابُ
منافق مرد اور عورتین ایمان والون کو ٹھہرو ہم بھی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ ہی کہینگی کیونکہ یہہ
مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنۃ ونورہم بین ایدیھم وبایمانہم کما قال
پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین کہوڑون پر سوار کہ دوڑی جنت میں لیجاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ تعالی
یوم نری المؤمنین والمؤمنات یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل
جسدن تو دیکھی ایمان والی مرد اور عورتون کو دوڑی چلی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور میں کونسی کہتا ہی
المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون
نورسی مراد روشنی ہی جسسی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو
نورھم علی قدر اعمالھم فمنہم من یؤتی نورہ کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناھم
اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضون کو ہمارہ کہجور کی درخت کی اور بعضون کو بمقدار قد آدم اور ادنی درجہ کی
نورا من یکون نورہ علی ابہام رجلہ ینطفیء تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی
نور ہین یہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹھی پر روشنی ہوگی کبھی چمکتی کبھی بجھی ہوئی اونکو کہتا ہی نورسی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی
فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالٰھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فالانور
پھر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الٰہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو
فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الآلات البدنیۃ والقوی
قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوی
الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کی ہون گی اور نور نہین ہوگا پھر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القیمۃ مقدار ما اکتسبہ فی الدنیا من المعارف الیقینیۃ ومن لم یکتسب فی الدنیا شیئا من المعارف
جتنی اسنی دنیا میں یقینی معارف حاصل کرونگی اور جسنی دینی معارف میں سی کچھ حاصل نکیا ہوگا
الدینیۃ تبقی یوم القیمۃ فی ظلمۃ تلا نور علی ما روی عن ابی امامۃ انہ قال یغشی الناس یوم القیمۃ
تو وہ قیامت کی دن اندھیری میں پڑیگا چنانچہ ابو امامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہیں قیامت کی روز لوگوں کو
ظلمۃ شدیدۃ ثم یقسم النور بینہم فیعطی کل مؤمن نورہ بقدر عملہ باللہ تعالی وعملہ لہ ویترک
تاریک اندھیرا ڈھانپ لیگا پھر اونمیں نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الہیہ کی نور ملیگا اور جو اللہ کی علم میں ہوگا اور
الکافر والمنافق فی ظلمۃ لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینہما وبین المؤمنین بان یضرب بینہم
کافر اور منافق تاریک اندھیری میں رہجاوینگی کچھ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ میں
سور دون جسر جہنم وفی الآیۃ السابقۃ اشارۃ الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیہا ہم الشاکون
ایک دیوار جسر جہنم سی ورای فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت میں یہاں شارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد میں گرفتار ہے تعالی
المرتابون الذین یصلون فی المساجد ویدخلون مع اہل الایمان فی مداخل الاسلام ولذلک قال اللہ
اور مسجدون میں نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والون کی اسلامی مکانات میں آتی جاتی تہی اسلیئے اللہ تعالی فرماتا ہی
ینادونہم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء
پہر اونکو پکاریگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتھہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بھلا دیا آپ کو اور راہ دیکھتی رہی اور وہ ہوی میں پڑی اور جھکی امیدون پہ آخر آگیا
امر اللہ وغرکم باللہ الغرور فدلت الآیۃ علی انہم لم یعبدوا صنما بل کانوا مع المؤمنین لکن لم یکونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکادیا اللہ کی نام سی غرور نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہیں تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہون نی
عاصرفین بما وجب علیہم معرفتہ حتی جاءہم امر اللہ الذی ہو الموت فقال لہم یوم القیمۃ فالیوم
جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الہی حاصل نکی آخر حکم الہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن کہیگا حکم ہوگا سو آج
لا یؤخذ منکم فدیۃ ولا من الذین کفروا ماوکم النار ہی مولکم وبئس المصیر فاذا کان کذلک ینبغی
تمسی نہین قبول فدیہ اور نہ کافرونسی تمہارا ٹہکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو
للمؤمن المقلد ان لا یفتر ویستدل بقوۃ تصمیمہ وکثرۃ عبادتہ انہ علی الحق لترجمہ النقض علیہ
مقلد مؤمن کو لایق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ میں حق پر ہون کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا
بتصمیم الیہود والنصاری علی اباطیلہم تقلیدا لآبائہم الضالین المضلین فان تصمیم المقلد علی کون
کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹی باتون پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہین اس لیئے کہ مقلد کی تصمیم کسی
شیء حقا وعدم رجوعہ عنہ ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونہ فی دینہ علی بصیرۃ لان جزمہ
شی کی حقیقت پر اور اوسی نہ ٹلنا اگرچہ آرہ سی چیرا جاوی یہہ دلالت نہین کرتی کہ وہ اپنی دین مین بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم
وتصمیمہ علی کون شیء حقا لیس من حیث معرفتہ بکونہ حقا بل من حیث نشاتہ بین قوم یدینون
اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینی حقیت کی نہین ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قومین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو
بہ وللنشاۃ والمخالطۃ اثر عظیم فی تصمیم کون شیء حقا سواء کان حقا اولم یکن الا تری ان مثل ہذا
اور پیدایش اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت مین بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہویا ناحق دیکھو ایسی ایسی
التصمیم یوجد عامۃ من ذوی الجہل المرکب کالیہود والنصاری ولہذا قال بعض العلماء من جزم فی
تصمیم تمام جہل مرکبون مین ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسلیئے بعضی علما کہتی ہین جو شخص

قلبه بكون شئ حقا ولم يدر ان لذلك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له فى دينه بصيرة
اپنی دلمین کسی شی کو حق یقین کرلی اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کرین تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہین ہی
اذ لا ملازمة بين الجزم الاعتقادى وكون ما جزم به حقا واذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین مین اور اوس شی کی حقیقت مین کوئی علاقہ نہین ہی جب اون دونو مین علاقہ نہوا تو پھر اوسپر واجب ہی کہ
ياتى بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون فى دينه على
اون دونون مین علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہین تاکہ اوسکو دین کی
بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى
بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بغیر نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہین ہوتی کیونکہ عادت الٰہی یون جاری ہی
ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفى فى
کہ دلایل سی ہو اگر یہہ تمیز بداہت سی ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کرلیا کرتی اور تکلف کو
خروج المكلف من التقليد الدليل الجملى الذى يحصل له به فى الجملة العلم والطمانينة بعقائد
تقلید سی پاک ہونی مین مجمل دلیل بھی کافی ہی جسی کچھہ علم اور طمانیت عقاید ایمان مین حاصل ہوجاوی
الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادرى سمعت الناس يقولون قولا ففلته ولا يشترط القدرة على
اتنا کہ اپنی دل مین یون نہ کہی کہ مین نہین جانتا لوگون کی جوات سین سنتا رہا وہی مین بھی کہتا رہا اور یہہ شرط نہین ہی کہ اوس دلیل کو
ترتيبه على الوجه الذى يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدعة
علماء کی طور پر موافق قواعد منطقی کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیون کی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو
ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان
اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ اگر اوسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پھر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو
يعبر عما فى ضميره من ذلك الدليل الجملى ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من
دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کرین رد کیا کری کیونکہ اکثر
العلماء يعجزون عن التعبير عما فى ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل
علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پھر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی
ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو فى مرتبة المعرفة ام فى مرتبة التقليد
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابھی مرتبہ تقلید مین ہون اور آیا مین اپنی عقاید مین
وهل هو مصيب فى عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة
صواب پر ہون یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت
التقليد ليميز احدهما عن الاخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هى الجزم الموافق لما عند الله تعالى
دریافت کری تاکہ ایک کو دوسرے سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونو مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الٰہی کی
بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی
سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان
برابر ہی کہ موافق علم الٰہی کی ہوتا ہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغیر خاصة سواء کان حقا او باطلا
کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتین الحقیقتین ثم نظر الی ضمیره ایهما حاصل له فیه فانه یعرف ما هو الحاصل له منهما
اب جو شخص ان دونو حقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلمین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونومین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان کان الحاصل له منهما هو التقلید لا المعرفة یجب علیه اولا اقامة البرهان لتحصیل المعرفة
پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت پیدا ہو

فی عقائد الایمان وثانیا البحث عن العقائد الصحیحة حتی یعلم هل کان مصیبا فی عقائده ام
عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہین

لم لکن فان وجد نفسه علی الصواب فیها یشکر الله تعالی علی هذه النعمة العظیمة التی لا یکافیها
پھر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہین ہی شکر اللہ تعالی کا ادا کری

من متاع الدنیا وان لم یجدها علی الصواب فیها یفترض علیه ان یسعی فی تصحیح اعتقاده بالبرهان
اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتی یحصل له النجاة من عذاب النار والدخول فی دار القرار یسر نا الله تعالی بفضله المجلس السابع
تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الٰہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر ساتوین مجلس

فی بیان مؤمن به وبیان لزوم الایمان به اجمالا علی الاصح وتفصیلا
اون چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہئی اور اون پر ایمان اجمالا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبریل علیه السلام حین جاءه علی
بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سی فرمایا جب اوکی پاس

صورة رجل غریب وسئله عن الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم
ایک مرد اجنبی کی صورت مین آی اور پوچہا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خیره وشره هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن الخطاب وهو
دن پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدین وما یصح الاعتقاد علیه فان الاصل فی الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہئی سب مذکور ہین اسنے اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذکرت الملئکة وما عطف علیه لیتوصل الی معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضیها العقول
ملائکہ کا جو سو معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پالیتی ہین

السلیمة لکونها ثابتة فی فطرة بنی ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضی قوله تعالی فطرة الله التی
اسلئی کہ بنی آدم کی اصل فطرت مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالی کی نزاش اللہ کی جسپر

فطر الناس علیها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبیل الیها الا بتوفیق من الله تعالی
کہ پیدا کیا آدمیون کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الٰہی کی

بواسطة الانبیاء الذین وصل الیهم علم ذلک بارسال الرسل من الملئکة بانزال الکتب فلذلک
بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتون کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسلئی یہہ

دخل جمیع ذلك فی مفهوم الایمان وذکر کله فی هذه الحدیث فلابد للطالب معناه من الاستکشاف
یہ سب ایمان کی مفہوم میں داخل ہیں اور اس حدیث میں سب مذکور ہیں سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضرور ہی کہ حقیقت
عن حقیقة معنی الایمان بهذه الاشیاء الستة المذکورة فیه لیکون فی دینه علی بصیرة
ایمان کی تہ کو ان چھوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین میں بصیرت ہو
الاول مما یجب الایمان به الایمان بالله تعالی والمراد من الایمان به تعالی العلم بوجوده وقدمه وکونه
اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اسکا موجود اور قدیم اور
واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات لکن العلم
واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی
بوجوده لایمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یمکن العلم بوجوده
وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہیں آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی وسیلہ سی
بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم وجوده بالضرورة
معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہت خود بخود آجاوی
بل انما یعلم وجوده تعالی بالدلیل وذلك الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا یحتاج الی محدث
بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالیکا محتاج ہوکر
یدل علی ان له محدثا وذلك المحدث لابد ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
دلالت کرتا ہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا ضرور قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا علیم
والحیوة لانه لولم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما
اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو پہروہ خود محدث کا محتاج ہوویگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور پہہ دونو
محال ولولم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم
محال ہین اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہوں تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوکی جس سی عالم کا وجود نہوسکی
ولولم یکن متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شی ہی پیدا نہ کرسکی اسلئی
لایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ
کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی مین بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا
یقتضی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث
بدون علم اوس شی کا نہین ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جانی بوجھی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون
یقتضی الحیوة لکونها شرطا فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا
حیات کی نہین ہوسکتین اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی
علی وجوده تعالی وقدمه وکونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا یعرف من صفاته تعالی
اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اوسکی صفات
الا العقل الا ما یتوقف علیه افعاله واما ما لا یتوقف علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فیجوز ان
عقل سی وہی معلوم ہوسکتی ہین جنپر اسکی افعال موقوف ہین اور جن پر افعال موقوف نہین جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جایز ہی

یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی
کہ انکی ثبوت پر کبھی عقلی دلیل قایم کرین اور کبھی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو بہہ ہی
بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال
کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی
وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه
اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اسی کو لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور
الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها
نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی
له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها
اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لیئے کہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین
افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم
تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو
انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها
کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی کمال کی ہین اللہ کا موصوف ہونا ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہو گا تو انکی اضداد پیدا ہونگی
وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة الینا کمالا ان یکون
اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا کہ
فی حقه تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان به الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بها العلم
اللہ کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی
بوجودها لکن لا سبیل الی اثبات وجودها بدلیل العقل بل هو مما انعقد علیه الاجماع ونطق به
کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہونا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور
الکتاب والسنة فان ظاهر الکتاب والسنة یدل علی وجودهم وکونهم اجساما لطیفة نورانیة
کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتے موجود ہین لطیف اور نورانی جسم
کاملة فی العلم قادرة علی الافعال الشاقة وعلی التشکل باشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة
علم مین کامل دشوار سی دشوار کام کرسکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین
ولا الانوثة تشاهدهم الطاعات ومسکنهم السموات وهم رسل الله علی انبیائه وامناؤه علی وحیه
اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اللہ کی طرف سی انبیا کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین
فمن ثبت تعیینه باسمه کجبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان به تفصیلا ومن
اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور
لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والثالث مما یجب الایمان به الایمان بالکتب والمراد من الایمان
جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی
بها العلم بکونها کلام الله تعالی انزل علی انبیائه وجملتها مائة واربعة کتب انزل منها علی آدم علیه السلام
کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلی شیث علیه السلام خمسون صحیفة وعلی ادریس ثلثون صحیفة وعلی ابراهیم
دس صحیفے نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر
علیه السلام عشر صحائف وعلی موسی علیه السلام التوراة وعلی داود علیه السلام الزبور وعلی
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور
عیسی علیه السلام الانجیل وعلی محمد علیه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعینه باسمه یجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سی ثابت ہی
الایمان به تفصیلا ومالم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والرابع مما یجب الایمان به الایمان
تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جسکی تعیین نام سی نہین ہی اوسپر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہی
بالرسل والمراد من الایمان بهم العلم بکونهم صادقین فیما اخبروا به عن الله فانه تعالی بعثهم
رسول ہین اور مراد رسولون پر ایمان لانی سی یہہ ہی کہ یقین کری کہ وہ اپنی خبرون مین جو خدا کی طرف سی لائی ہین سچی ہین بیشک اونکو اللہ تعالی نی
الی عباده لیبلغوهم امره ونهیه ووعده ووعیده وایدهم بالمعجزات الدالة علی صدقهم اولهم
اپنی بندون کی پاس پہنچا دین تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچادین اور معجزات سی اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہین سب
آدم علیه السلام واٰخرهم محمد علیه الصلوة والسلام ولم یبین فی القران عددهم کم هم بل المذکور
آدم علیہ السلام ہین اور سب سی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مین اونکی گنتی نہین ہی کتنی ہین بلکہ قرآن مین
فیه منهم باسمه العلم علی ما ذکره بعض المفسرین ثمانیة وعشرون وهم آدم وادریس ونوح وهود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہی وہ یہہ ہین آدم اور ادریس اور نوح اور ہود
وصالح وابراهیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وهرون وشعیب وزکریا
اور صالح اور ابراهیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا
ویحیی وعیسی وداود وسلیمٰن والیاس والیسع وذا الکفل وایوب ویونس ومحمد وذو القرنین وعزیر
اور یحیی اور عیسی اور داود اور سلیمٰن اور الیاس اور الیسع اور ذا الکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر
ولقمٰن علی القول بنبوة هذه الثلثة الاخیرة صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینون کی نبوت کی جو آخر مین ہین رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی
العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانه ونسائه وخدمه اسماء الانبیاء الذین ذکرهم الله تعالی فی
علماء کہتی ہین کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچون اور عورتون اور غلامون کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نی
کتبه حتی یؤمنوا بهم ویصدقوا بجمیعهم ولا یظنوا ان الواجب علیهم الایمان بمحمد علیه الصلوة والسلام
اپنی کتاب مین کیا ہی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لاوین اور سب کی تصدیق کرین اور یہہ خیال نہ کرین کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی
فقط لاغیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمه فی القران اولم یذکر واجب علی المکلف فمن
اور کافی نہین کیونکہ ایمان تمام انبیا پر لانا قرآن مین اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہی پھر جسکی
ثبت تعیینه باسمه یجب الایمان به تفصیلا ومن لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والخامس
تعیین نام سی ہوگئی ہی اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہین اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچوین شی
مما یجب الایمان به الایمان بالیوم الاخر والمراد من الایمان به العلم بما یکون فیه من احوال
جسپر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی مراد ہی یقین کرنا اون حالات

1026 P

الاخرة التی اول منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر وهما ملکان
اخروی کا چواوس روز گذریگی جسکی منزلون مین سی پہلی منزل قبری اور اوسمین زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتے
مهیبان یُقعدان العبد فی قبره ویسالانه عن ربه وعن دینه وعن نبیه ویقولان له من
ہیبت ناک صورت قبر مین مردہ کو بیٹھاکر اوس سی پوچھتے ہین پروردگارکو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگے کون ہی
ربك وما دینك ومن نبیك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وُفق الی الجواب یکون قبره
تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور انکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سوجسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور
روضة من ریاض الجنة ومن لم یوفق الی الجواب یکون قبره حفرة من حفر
ایک چمن ہی بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخیون کا
النار ثم اذا بعثر الناس من قبورهم الی الموقف قاموا فیه
پہر جب بنی آدم کو قبرون مین سی اوٹھاکر موقف مین لیجائین گی اوروہ اوسمیکہہ کھڑی رہینگی
ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب یؤمر بالکتب التی کتبتها الکرام الکاتبون لان
جسقدر مرضی اللہ کی ہوگی ننگی پانو ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا اوکو کرام کاتبین نی لکہہ رکہی ہین اسلئی
الناس اذا بعثوا من قبورهم لا یکونون ذاکرین لاعمالهم فیوتون کتبهم لیقفوا علی اعمالهم فمنهم من
کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبرون مین سی اوٹہائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچہہ یاد نہونگی اسواسطی اونکو نامۂ اعمال دی جاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاوین
یؤتی کتابه بیمینه وهو من السعداء لان اخذ الکتب بالیمین علامة دخول الجنة وعدم الخلود
نامۂ اعمال داہنی ہاتہہ مین دیجینگی وہ نوسعید ہونگی کیونکہ نامۂ اعمال کا داہنی ہاتہہ مین لینا بہشت مین جانی کی اوردوزخ مین ہمیشہ کو
فی النار وهم منهم من یؤتی کتابه بشماله ومن وراء ظهره وهو من الاشقیاء فاذا وقف الناس
رہنی کی نشانی اونکو بعضون کو نامۂ اعمال بائین ہاتہہ مین دیجینگی یا پس پشت کی طرف سی اوروہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی اپنی جگہون سی کہڑے
علی اعمالهم یحاسبون بها فاذا انقضی الحساب ینصب المیزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
ہوجاوینگی تو پہر اونسی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کیجاوی گی اسلئی کہ حساب سی
یعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملون مین سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد مین سی معاف ہوا
السیئة وما هو المواخذ بها وبالوزن یطلع علی ما یتوجه الیه من الثواب والعقاب ویعلم مقدار
اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کس عمل پہ ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ
ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السیئة ولذلك یکون
ثواب کا اعمال نیک مین سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد مین سی قابل داروگیر کا اسہی لئی
بعد الحساب نصب المیزان وقد ورد فی الخبر ان احدی کفتیه من نور واخری من ظلمة فالکفة
میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث مین مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ پس
المنیرة للحسنات والکفة المظلمة للسیات والناس فی الاخرة علی ما قال علماءنا ثلثة اصناف
روشن پلڑا واسطی نیکیون کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیون کی اور بنی آدم آخرت مین موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی
کفار ومتقون ومخلطون اما الکفار فیوضع کفرهم فی الکفة المظلمة فلا یوجد لهم حسنة حتی
نری کفار یہ اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی مین رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع فی الکفة الاخری فتبقی فارغة فترفع لفراغها وخلوها عن الخیر فیامر الله تعالی بهم الی
پلڑی مین رکہا جاوی ناچارہ خالی رہ جاویگا پہر اوہہ کپڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا
النار واما المتقون فهم الذین لا کبائر لهم فتوضع حسناتهم فی الکفة النیرة وصغائرهم ان کانت
اوکی جتی مین دروغکا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اوکی حسنات روشن پلڑہ مین رکہی جانینگی اور اوکی گناہ صغیرہ اگر
لهم الصغائر فی الکفة الاخری فلا یجعل الله تعالی لتلك الصغائر وزنا وتثقل الکفة النیرة حتی
بالغرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکا پی وزن کردیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاوی گا
لا تبرح من مکانه وترفع الکفة المظلمة امر تفاع الفارغ الخالی واما المخلطون ومم الذین ارتکبوا
کہ اپنی جگہ سی نہین اٹہریگا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتی رہی
الکبائر ولم یتوبوا عنها فتوضع حسناتهم فی الکفة النیرة وسیاتهم فی الکفة المظلمة فیکون
اور توبہ نکی سو اوکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اوکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین ۱۱۵
لکبائرهم ثقل فمن کانت حسناته اثقل ولو بصوابة یدخل الجنة ومن کانت سیاتهم اثقل و
اونکی کبایر مین یوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی اگرچہ لیکہ کی برابر وہ بہشت مین جاوینگی اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی
لو بصوابة یدخل النار الا ان یعفو الله تعالی لان مذهب اهل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات
اگرچہ لیکہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا اللہ معاف فرماوی کیونکہ مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ بندہ اگر عبادات
کامثال الجبال ثم کانت له مخالفة واحدة فهو فی مشیة الله تعالی ان شاء یعاقبه علیها ثم
پہاڑ کی برابر ہوا کری پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو تو وہ مشیت الٰہی مین ہی اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر
یعطیه ثواب طاعاته وان شاء یغفرها له ولا یعاقبه علیها هذا اذا کانت الکبائر فیما بینه وبین
اوسکو ثواب عبادات کا عطا کریں اور اگر چاہی معاف کردی اور کچہ عذاب نکرے یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الٰہی ہون
الله تعالی واما اذا کانت علیه تبعات وکانت له حسنات کثیرة فبقدر جزاء التبعات ینقص
اور اگر اوسکی ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثیرہ بہی ہون تو ہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی
من ثواب حسناته فاذا لم یبق له حسنة لکثرة ما علیه من التبعات یحمل علیه من اوزار من ظلمه
ثواب حسنات کا کہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نہ بچیگا بسبب کثرت حقوق عباد کی تو اوسپر مظلوم کا بوجہہ ڈالا جاویگا
ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا وله خصم واحد بنصف دانق لا یدخل
پہر سب کی بدلہ عذاب کیا جیگا کہتے ہین اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیون کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدہی دانق کا تو وہ بہشت مین
الجنة حتی یرضی خصمه وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة تعطی للخصم ذکر القشیری
نہین جاسکتا بدون راضی کئے مدعی کی اور کہتے ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازون کا پہر اوس مدعی کو دیدیگی قشیری نی
فی التجار اذا تقرر هذا فالصفتان الاولان هما المذکوران فی القرآن لانه تعالی لم یذکر فی ایات الوزن
تجرید مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہر چکی تو دونو پہلی قسمین وہ ہی قرآن مین مذکور ہین اسلئے کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا وزن کی آیتون مین
الا من ثقلت موازینه ومن خفت موازینه وقطع لمن ثقلت موازینه بکونه من المفلحین
سواء اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی اور ظاہر کردیا جسکی وزن بوجہل ہون کہ سعادت مند وہین ہی
وفی العیشة الراضیة ولمن خفت موازینه بخلوده فی النار بعدان وصفه بالکفر وبقی الذین
اور آرام پسندیدہ مین ہی اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

یوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة

خلطوا عملا صالحا واخر سيئا نبيهم النبي عليه السلام حيث ذكر انفا ثم ينصب الصراط على جهنم
جنہوں نے ۔ اعمال نیک اور بد کو ملا یا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ابھی ذکر آچکا پھر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء يكون طرفه الاول في ارض القيمة وطرفه الاخر في ارض الجنة وارض القيمة تكون
بعضی علماء یہہ کہتے ہین کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان مین ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین مین ہوگا اور قیامت کا میدان

على النار ويكون اجتماع الخلائق باسرهم عليها وتفور النار حتى تعلو من جوانبها وتحيط باهل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انہوہ تمام خلقت کا اوسی جگہہ ہوگا اور جوش مین آویگی آگ اتنا کہ اوپر جاویگی ہرطرف سی اور گھیر لیگی اہل محشر کو

حتى لا يبقى للجنة طريق الا الصراط فلا يكون الذهاب الى الجنة الا على الصراط وقد ورد في الحديث
اتنا کہ جنت مین جانیکا کوئی راستہ نہ رہیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت مین جانیکی نہوگی سوائے طریہ کو اور حدیث مین آیا ہی

انه ادق من الشعر واحد من السيف ويجوزه الناس بقدر اعمالهم يجوز بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضے ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدوا وبعضهم يمشي مشيا حتى يكون اخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیز رو کہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہونگی اور بعضی چیٹی ہوئی جاتی ہونگی الیسا کہ سب سی پچھلا

من يجوزه يحبو حبوا فيقول يارب ابطأت بي فيقول الرب تعالى انما ابطأ بك عملك في بعضهم
جاویگا کہسٹا ہوا یہہ عرض کریگا یارب تو نی مجکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا مین نی تجکو دیر نہین لگائی تجکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

يجر رجلاه ويتعلق يداه وبعضهم يسقط على وجهه الى جهة النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل
اپنی پانو کھینچتی ہونگی دونو ہاتہون سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑینگی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ويقولون له اما بهيت عن كسب الاوزار لما حذرت من عذاب النار فتفكر يا مسكين اذا
اور طوق مین جکڑینگے اور اوسی کہینگے کیا تجکو کسینے منع نہین کیا تہا اعمال بد سی کیا تجکو ڈرایا نہین تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کرلی اومسکین جب

نظرت الى جهنم وانت على الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك على ظهرك والخلائق بين يديك
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہون کا تیری کمر پہ اور تمام خلق تیری سامنی

كيف ينزلون ويتكبون فتعلو رجلهم وتسفل رءوسهم الى جهة النار وما يكون في اليوم الاخر من احوال الاخرة
کیونکر اوترینگی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آوینگی

الشرب من الحوض فان لكل نبي حوضا يشرب منه مع امته وحوض نبينا عليه الصلوة والسلام اكبر
حوض مین سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمین سی پانی پیوینگی اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا

من غيره متسع الجوانب والزوايا مقدار مسيرة شهر كما روى عن عبد الله عمرو بن العاص انه عليه
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضي مسيرة شهر وزواياه سواء وماءه ابيض من اللبن واحلى من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائم ہین اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ريحه اطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء من يشرب منه فلا يظمأ ابدا فقد دل هذا الحديث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستارون کی جسنی اوسمین سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث یہہ دلالت کرتی ہی

على ان من شرب منه لا يعذب بالعطش ابدا لكن يزاد عنه من بدل وغير لما روى عن سهل بن
کہ جسنی اوسمین سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہوویگا لیکن ہٹادی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسی کی روایت ہی سہل بن

سعد انه علیه الصلوة والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علی لیشرب ومن شرب لا یظمأ ابدا
سعد سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہوگا

لیردن علیّ اقوام اعرفهم ویعرفونني ثم یحال بیني وبینهم فاقول انهم مني فیقال لا تدری ما احدثوا
البتہ آوینگی مجھہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھی پہچانینگی پھر میری اور اونکی بیچ میں حائل ہوجائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں نیا فتنی

بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غیّر بعدي فانه علیه السلام انما یعرف امته في ذلك الیوم لورودهم
بعد آپ کی پھر میں کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آویگی اپکی پاس

علیه غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفة انه علیه السلام قال حوضي هو اشد بیاضا
ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی

من الثلج واحلی من العسل وانیته اکثر من عدد النجوم واني لاصد الناس عنه کما یصد الرجل ابل
برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستارونکی گنتی سی اور میں البتہ روکونگا کو غیر لوگون کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا یا رسول الله انعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم
غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہان تمہاری چہرہ ایسی ہوینگی جو کسیکی تمام امتون میں سی نہوگی

ترد ون علیّ غرا محجلین من اثر الوضوء فهذه الاحادیث قد دلت علی کون الحوض بوم القیمة حقا لکن
ثم میری پاس آوگی ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی ان حدیثون سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فیه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل المیزان او بعده فقال بعضهم انه یکون بعد الصراط
اختلاف اسمین ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور یا وہ میزان سی پہلی ہیں یا پیچہی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو کان في الموقف لما دخل النار من شرب منه لانه علیه السلام قال من شرب منه لا یظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگروہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اسکا پیوسو کبھی نہ پیاسا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو اوسمین سی پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الایمان فمتی یکون
بیشک یہہ ثابت ہی کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پھر اوسمین سی نکالینگی بسبب ایمان کی پھر اونکو پیاکب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انه یکون في الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
اور یہہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہہ ہی ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس یخرجون من قبورهم عطاشا فذلك یقتضي ان یکون الحوض قبلهما وقد روی البخاري عن
کہ بنی آدم قبرون میں سی پیاسی نکلینگی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونو سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل
ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایکوقت میں حوض پر کھڑا ہونگا چاپچک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جسمین میں اونکو پہچانونگا تو

من بیني وبینهم فقال لهم هلم فقلت الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
میری اور اونکی بیچمین ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچھونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا کہ انکا کیا حال ہی کہیگا یہہ لوگ پھر گئی تہی بعد آپ کی

علی ادبارهم قهقرے ثم ازمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بیني وبینهم فقال لهم هلم فقلت
پیر پشت اولٹی پانون پھر چاپچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جسمین اونکو پہچانونگا یہہ ایک شخص بیچمین میری اور اونکی ہوجاویگا وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچھونگا

الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا علی ادبارهم فلا اری یخلص منهم الا مثل
کہ کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہہ پھر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھی کہ بچیگا اونمین سی مگر مانند

هل النعم یعنی ان من بینهم منهم قلیل قلة النعم الضالة علی ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال
گم گشتہ اونٹ کی مراد یہہ ہی کہ جو بچین گی اونہین سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہمل ساتہہ زیر الارشیم کی ہامل کی جمع ہی اور اوسکی صفت ہوگی

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته أدل دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کر کر کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اسکی اور بڑی قوی دلیل ہی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط مدود علی جهنم یجاز علیه فمن جاز به یسلم من النار فلا یکون
کہ حوض موقف مین صراط سی پہلی ہوگی اسلئے کہ صراط دوزخ کی اوپہ بچہایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاویگی پہر جو شخص اوسپر سی گذر گیا تو دوزخ سی بچ گیا

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعی الیها وکذا حیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہر وہ کب ہٹ کر آویگا حوض پہر پہر کیونکر ہو سکتا ہی کہ اوسکو حوض پہ بلاوین اور ایسی ہی حوضین اور نبیون کی موقف ہی مین ہون گی اسلئے کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالی هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده
روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالی کی آیا اوجگہہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ مین

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالی سبعین الف ملک بایدیهم
بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیون کی حوضون پہ پانی پیوین گی اور اللہ تعالی ستر ہزار فرشتی بہیجیگا اوسکی ہاتہون مین

عصیّ من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاٹہیان ہونگی کہ کفار کو نبیون کی حوضون پر سی ہٹا دینگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حوض تمام نبیون کی

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل
موقف مین ہونگی اسی لازم آتا ہی کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی موقف مین ہو اور یہہ جو کہتی ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالی
دوزخ مین جاتا جو شخص اوسمین سی پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض مین سی پیوی گا اہل کبیرہ مین سی اگر وہ دوزخ مین داخل ہوگا مشیت الہی

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اوسکی پیٹ کو نہ جلاویگی اور وہ لوگ ہین جنہون نی دین کو بدلا اور بدعتین پیدا کین جو شریعت ہوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یتعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہی اور اعتقاد مین نہین ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگی حوض سی ایک وقت پہر پیوین گی اوس حوض سی

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد مین ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونمین اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون
سوا کافر کی کوئی نہین ہی اور بیشک یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہون گی ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتی ہونگی اور

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والملعنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم علی ما
کفر چہپاتی ہونگی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کر نیوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور اونکی مدد گار اسلئے

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجکو خدا کی پناہ اون امیر ون سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیس منی ولست منه
جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جہوٹی باتون کو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہو کر مدد گار بنا نہ وہ میرا اور نہ مین اوسکا

ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابهم ولم یصدقهم فی کذبهم ولم یعنهم علی ظلمهم فهو منی وانا منه

اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی اور نہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور میں اوسکا

ویرد علی الحوض بیسر نا الله تعالی الورود علیه والنجاة من النار والسادس مما یجب الایمان به الایمان

وہ ہی حوض پر آویگا الٰہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چھٹی شی جسپر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی

بالقدر والمراد من الایمان به العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام

اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم مین گذرتی ہین نیک اور بد اور فایدہ اور نقصان اور اسلام

والکفر والطاعة والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحرکات والسکنات بقضاء

اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہہ سب حکم

الله تعالی وقدره فعلی هذا کان الظاهر ان یذکر الایمان بالقضاء ایضا وانما لم یذکر لکون الایمان

الٰہی سی اور اوسکی اندازہ سی ہین اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بہی ذکر کرنا مناسب تہا پہر جو ذکر نہین کیا تو اس لئی کہ ایمان

بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدر

تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ مین مجملا اور قدر

تفصیل القضاء السابق بایجاد تلک الموجودات فی المواد الخارجیة واحدا بعد واحد وقیل القضاء

تفصیل اسہی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اوسی موجودات کی مادہ خارجی مین ایک کی بعد ایک آگی پیچی اور بعضی کہتی ہین قضا نام

هو الارادة الازلیة والعنایة الالهیة المقتضیة لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر یتعلق

ارادہ قدیم کا اور خواہش الٰہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا

تلک الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف علم

اوسہی ارادہ کا تمام اشیاء سی اونکی وقتون پر جو اونکی لئی مقرر ہو چکی ہین امام فخر الدین رازی سورۂ یوسف کی تفسیر مین کہتی ہین سمجہ لی

ان الانسان مامور بان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه مامور غالبا بان یحذر من الاشیاء المهلکة

کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم مین رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جاکہ بچتا رہی ہلاک چیزون سی

والاغذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انه مع ذلک ینبغی له

اور ایسی غذا اون سی جو ضرر کرین اسطرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کرکر منفعت کی شیا حاصل اور مضر چیزون کو دفع کری پہر تو بہی انسان کو لایق یہہ ہی

ان یکون جازما بانه لا یصل الیه الا ما قدر الله له ولا یحصل له الا ما اراده الله له فقول یعقوب

کہ یہہ یقین کری کہ مجہکو وہی ملیگا جو اللہ نی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجہکو کبہی نہین حاصل ہوگا سوا اوسکی جو اللہ نی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب

النبی علیه السلام لبنیه لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الی رعایة

علیہ السلام کا جو اپنی بیٹون سی فرمایا تہا تم سب ایکی دروازہ مین سی نہ جانا اور الگ الگ دروازون سی جانا اشارہ ہی واسطی

الاسباب المعتبرة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من الله من شیء اشارة الی التوحید المحض

استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم مین معتبر ہین اور قول اونکا اور مین نہین بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خالص توحید کی

وعدم الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سؤالا وهو ان الله تعالی

اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نی احیا کی کتاب الشکر مین یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالی نی

قد امرنا ان نعمل له والا فنحن مذمومون ومعاقبون علی العصیان مع کون الکل من الله تعالی

بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی اطاعت کرین اور نہین تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہین نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہوسکتا ہی

وليس لبنا شئ فكيف نُذَمُّ وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعيد من الله تعالى سبب لحصول
ہماری اختیار میں کچھ نہیں ہی پہلا کہو ہمکو کیوں سرزنش ہی اور کیوں عذاب ہوتا ہی پھر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی
الاعتقاد فينا وحصول الاعتقاد سبب لهيجان الخوف وهيجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی جھوٹتی ہی اور
الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چھوٹنی سی قرب الہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی
فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يسبق
پھر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہوجاتی ہین آخر کو وہ یہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کھینچ لیجاتا ہی اور جسکو
له السعادة يكون بعيدا عن سماع كلام الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنی اور نہ کلام رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب یہ جسی کچھہ نہ سنا تو بیعلم رہا
واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جب بی علم ہوا تو پھر کیا خوف ہوگا اور جب کچھہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چھوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت
وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين المجلس الثامن في بيان
اور اوسکی ہوا ہوس دلین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹھیکانا ہی مجلس آٹھوین بیان مین
من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام
اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون
والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا
اور مخالفون مین سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخصکی جو منکر ہوا
ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح
منکرون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہانا نا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی
المصابيح رواه ابوهريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابى هو الكافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین
فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کری گا احکام کا جو مین اللہ کی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی
او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا
اصلا بل يبقى في النار ابدا الاباد ويحتمل ان يكون المراد بالامة امة الاجابة فعلى هذا فالابى هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہی گا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو
العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
گنہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا مجھہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا
وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما امن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل بیقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه
اور میری شریعت کی پرتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی
ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہراوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری
الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
الجنة منزله وماواه ومن تمادی فی عیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق
جنت اوسی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپا رہا اپنی کجی اور نافرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا
هواه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قال الله تعالی فاما من طغی واثر الحیوة الدنیا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسیکی لئی سزاوار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو
الجحیم هی الماوی واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی وروی عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاہوسی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی
ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل
ابوہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یارسول اللہ فرمایا جسنی
الله بطاعة الله ومن لم یترك له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل
قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچی پڑا رہا اور اللہ سی آرزو کی کہ
علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوٰة والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی
الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالی
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہلی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر علی العین آئی تو اللہ کا شکر بجا لاوی
وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتاسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری
لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی
فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره
یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور اپنی خواہش حاصل کرنیمین کوشش کری اور وہ تقصیر یہہ ہی کہ
فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر وهی ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزوئین مانگتا ہی پس یہہ غرور یہہ ہی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کیا پہر
قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یدخل
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابوہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مرکر

الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
پچتاوی نہیں عرض کیا پچتاوا کیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچتاویگا کہ میںنے کیوں نہیں زیادہ عمل کیا اور اگر
مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل متعة
بدکار ہی تو پچتاویگا کیوں نہیں باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر
الاخرة قبل ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك حین قریب تعاین ذلك الیوم فتندم
اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پھر تجھکو اوس روز حاصل کرنی کی کچھ طاقت نرہیگی تو ابہی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا پھر
علی فات من عمرك ولا ینفعك الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بایها الولد انی رایت
غفلت مین عمر برباد کی ہوی پچھتاوا اوس سی کچھ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایہا الولد جسکا نام ہی کہتی ہین مینی
فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع فی شفیر القبر یسئله تعالی
انجیل مین دیکہا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکہکر قبر کی کنارہ پر رکہکر کہین اللہ تعالی اپنی عظمت سی
بعظمته اربعین سؤلا اوله یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظرك
چالیس سوال پوچہتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو
ساعة فانه ینظر فی قلبك کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصممت
ایک دم پاکیزہ کیونکہ اللہ تعالی ہر روز تیری دلکی طرف دیکہتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اور دل کی واسطی اور تو کہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی
لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لو یبك العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه
سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نرووی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر
فی تعبیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلك الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان
تو اوسکو لایق ہی کہ مرتی دم تنک اسہی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلی کہی ہی کہ
العاقل اذا ملك جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لا محالة فاذا ضاعت
عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتہہ آجاتا ہی اور پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا رہتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر
منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاؤه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه
بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ متردد رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا
جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلك الی سعادة الابد ویبعدك
ایک نفیس جوہری جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھکو سعادت ابدی مین پہنچادی اور
من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا
شقاوت دائمی سی بچادی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی خسارہ مین پڑی
مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصیة
مبتلا ہوا پہر اگر تو نی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہوکر تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا
فذلك لجهلك فمصیبتك لجهلك اعظم من کل مصیبة تکن الجهل مصیبة لا یعرف صاحبه
تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو
کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس بنام فاذا ماتوا انتبهوا
مصیبت نہین سمجہتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہوکر نہین سمجہنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگینگی

فعند ذلك ينكشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الاخرة ينقسمون الى اربعة
اوسوقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجا ئیگی بیشک بنی آدم آخرت میں کئی قسم پر ہونگے
اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم
پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچی وی وہ لوگ ہین جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی سوکسی جیکو معلوم نہین جو چھپا رہا ہی اونکی واسطے
مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي
شنڈک انکہون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سے بطور حکایت کی فرماتی ہین میں نی اپنی نیک کاربندون کی واسطے
الصالحين ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم
وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وی وہ لوگ ہین
الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الاخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه
جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی
وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به
اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی ازبسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی
كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بنار الفراق
تو اس سعادت سی دور رہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹہ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹہ مین رہا ہلاک ہوویگا جدائی کی آگ مین
ونار جهنم ابد الآباد والقسم الثالث فيه قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصروا في العمل
اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسرے قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگے وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار
بمقتضاه فان رأس الايمان التوحيد وهو نفي الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته
ایمان کی تہا کو تاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات
وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا
اور افعال مین اور عالم مین جو کچہ ظاہر ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی سوای اوسکی اور کوئی نہین ہی اس تقریر کی لحاظ سے
كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله
جو شخص زبانسی کہتا ہی لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین
ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته
اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کی سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت
ولا اعبد الا اياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه
اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوا اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو بنالیا اب وہ شخص فقط زبانسی
فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه
توحید کا قایل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کار مین بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی
ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح في كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن
اگرچہ چہوٹی سی کار مین وہ سیدہی رستہ سی بہیرا ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسہلیئے کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر
ذلك في غالب الامر قال الله تعالى وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فمكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما
قایم نہین رہتی اللہ تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر نگذری پس یقینًا اگ سب کی گذرگاہ ہی

الشك فيمن ينجو منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان آخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف

شک اسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثون مین ایسا آیا ہی جستی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچھی دوزخ مین سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلی گا

سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة

اور بعضی اومین سی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہریگی ایک لحظہ سی

وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد

سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی

واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب

اور رہا حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا

الاخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد

اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ

هذا في القرآن قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا

اسکی قرآن مین ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دیا جاویگا ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی

ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب

جو کیا اور قول اللہ تعالی کا سو جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سوا اسکی جو اور کتاب مجید مین

الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان

اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کئی کا ہی پس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا

واحسن جميع الفرايض التي هي الاركان الخمسة للاسلام بالتيان كلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة

اور تمام فرایض اچہی طرح ادا کئی یعنی پانچون رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوہ ادا کرتا رہا

وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصر عليها

اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی دہٹہ جانی کی کوئی عمل مین

وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بعضى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد او من

اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا

انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب برجح حسناته على سياته

کئی طرح کی ہون تو قریب یہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیون پر غلبہ ہو گیا

اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن

اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتارڈ التی ہین بیچ اونکی صغیرہ گناہونکو

سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر

سوا اونکی کبیرہ گناہون کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتارڈ التا ہی صغیرون کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی بڑی عصیون سی

ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب

جونکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو

وكل هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر

اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ ارام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترک بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
اور ادا سی تمام فرایض ادا کی اور جسنی کچھ کبیرہ گناہ بھی کئی اور کوئی فرض بھی ادا نکیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل بلتحق ممن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول
حالت نزع سی پہلی توبہ اونہین شامل ہی جسنی کوئی گناہ نہین کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دھویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی

کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی
جیسی میلا نہین ہوا اور اگر توبہ نہین کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له بسوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الآباد وان لم یختم له سوء الخاتمة
اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشکو دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المنافقة فی الحساب ویکون
بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور

کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث
افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب
تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوجائیگا جسکو

الیمین وفی الخبر ان آخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشر اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد
اعمال نامہ اہنی ہاتھ ملیگا اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچھی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی

ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه
کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہین ہی جو صرف زبانسی لا الہ الا اللہ کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو

بعالم الملک والشهادة فلا ینفع النطق به لانه فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی
عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی ہی صرف اسی عالم مین فایدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہی گی اور ہاتھ

الغانمین عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق
غنیمت کرنیوالون کا اسکا مال سی الگ رہی گا اور گردن اور مال تو زندگی بھر ہی پہر جبکہ گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچھ کام نہ آویگا

فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وترک المنهیات ولا یتاتی ذلک الا بغلبة الیقین
توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ بوت حاصل نہین ہوتی

علی القلب بعد نفی الشک عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة
جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دلین سی نجاتا رہی کیونکہ جبکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بھلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکھیگا اور جو ذرہ بہر برائی کرویگا

شرا یره لا شک ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترک الذنوب والسیات
سو دیکھیگا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چھوٹی اور بڑی کی محافظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیان کو چھوڑیگا

ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا
اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر

التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید
مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار واخر من یخرج
برابر دانہ رائی اور ذرہ کی یہ ہر جسکی دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سے پہلی دوزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سے پچھی دوزخ کی
منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر
اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ میں بسبب حق العباد کی جاویگی اور حدیث اثر میں آیا ہی
ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لوسلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہونگی اگر وہ سب اوسکی ملی بچی رہتیں تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی
اصحاب المظالم فکان قد سب هذا وضرب هذا واخذ مال هذا فیقتص من حسناته
مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چھین لیا تہا اب اون سبکا بدلہ اوسکی حسنات میں سی
حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة بارب هذا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی
آخر اوسکی پاس کچھہ نہ رہیگا نہیں بچیگا پہر فرشتے کہینگے یا الٰہی اوسکی حسنات تو ہو لیئی اور مدعی بہت موجود ہیں اللہ تعالی فرماویگا
اقوام من سیاتهم علی سیاته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره یطرق القصاص
اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہول دو اور جیسی ظالم غیر کی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی
فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذا تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جبطالم کی حسنات مظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملجاتی ہیں جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی
علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی
تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی
یکون الحساب علیکم غدا هونا ونعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اور دن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نہ رہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی
ینظر المرء فی حواله هل علیه شئ من حقوق الله تعالی وحقوق الناس اما له فیقضی ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجہہ پر کوئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض
الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له ببدنه ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
الٰہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیروی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہو ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطرح کہ اوسکی حق میں بدگمانی کی
ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شئ علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر
اور اونکا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہو اور بہشت میں جی
حساب یسرنا الله بفضله المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه
حساب چلاجا الٰہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کردی نویں مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم
وسلم کی تمام احکام میں جو لای ہیں اور اسمیں تحقیق ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہیں ہوگا کوئی تم میں سی
حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناہ ان احدکم لا یبلغ درجۃ کمال الایمان حتی یخالف ھواہ ویتبع الحق ولا یسلط ھواہ علی الحق

اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نہ کرے

بل یکون الحق الذی جئت بہ مسلطا علی الھوی فان من یعمل ھوی نفسہ لا یرید نفسہ شیئا الا

بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا

یرتکبہ ویخالف مولاہ ویجعل ھواہ الھہ لنفسہ کانہ یعبدہ ولھذا قال النبی علیہ السلام ما عُبِدَ تحت

سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیگا گویا بیڑا وسکی پرستش کرتا ہی اسلیئے فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نے نہین پوجا گیا آسمان کی

السماء الہ ابغض الی اللہ تعالی من الھوی وفی روایۃ ان ابغض الہ عُبد فی الارض عند اللہ تعالی

تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہواسی اور ایک روایت مین یہہ ہی ہیکہ بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی

ھو الھوی وفی الحقیقۃ ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لا یعبد الصنم وانما یعبد ھواہ لکون

ہواہی اور حقیقت مین جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا

نفسہ مائلۃ الی دین ابائہ فیتبع ذلک المیل الذی یعبر عنہ بالھوی اذ من عادۃ اھل الھوی ان یستحسنوا

دل باپ دادون کی دین پر جہکا ہوا ہی سو یہہ شخص اوسہی کو ہوا کہتا ہی اسلیئے کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی

کلما یوافق ھواھم وان کان جاھلا بالکل شر وبال وان یستقبحوا کل ما یخالف ھواھم وان کان جالبا کل خیر

موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آخری اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی

ونوال فالسعید من یخالف ھواہ ویطیع مولاہ والشقی من یتبع ھواہ ویخالف مولاہ ویکون ھالکا

اور نجوی ہو پس نیکبخت وہ ہی ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کی خلاف کرکر ہلاک ہوا

لان من یتبع ھواہ یفعل ما یضرہ ویھلک حالا ومالا وھو لا یشعر او یشعر لکن لخفۃ عقلہ یرجح

اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر اور دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ نہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر ہیچ قدری کی

اللذۃ الحاضرۃ التی لا بقاء لھا علی العقوبات العظیمۃ التی لا نھایۃ لھا ویظن لعمی بصیرتہ وغایۃ جھلہ

حال کی لذت کو جسکو اصل قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جسکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور یہہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی

انہ ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک الا حق انہ یخرج من الدنیا ویری انہ لم یظفر بشیء من اللذائذ

کہ مین نی خوب عیش اٹہائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا

اصلا الا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاخرۃ بل اتبع ھواہ فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنہ تزول

نہ تو دنیا ہی مین مزا اوٹہایا اور نہ آخرت مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا

ولذائذ الاخرۃ لیس لہ الیہ الوصول فیبقی فی حسرۃ وندامۃ حین لا ینفعہ الندم وقد قال ابن عباس

اور آخرت کا عیش کہبی میسر نہوگا ایسرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین

ما ذکر اللہ الھوی فی القرآن الا ذمہ فانہ تعالی قال بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بغیر علم وقال وان

کہ اللہ تعالی نی قرآنمین جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی ہی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بےانصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ

کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم وقال ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ فعلم من

بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوستی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی

ھذہ الایات ان اتباع الھوی لا یکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلا بد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزہ عن

ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بےتجربگی امر حق کی ہوتا ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ما ذکر اللہ الھوی فی القرآن الا ذمہ

ای بصفۃ ما ذم

الباطل ویعمل بالحق ویختاره علی الباطل لان من لم یعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار علیه
اوسکی تمیز حاصل کری پھر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو نہ پہچانی پر غیر حق کو
غیره فهو مغضوب علیه ومن عرفه واتبعه فهو منعم علیه وقد امرنا الله تعالی ان نسئله فی کل یوم
پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو اللہ کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہ دعا مانگا کریں ہر
ولیلة مرات عدیدة ان یهدینا صراط الذین انعم علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ویبین فی
رات میں کئی کئی بار کہ دکھا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہون کا اور
ضمنه ان اهل السعادة هم الذین عرفوا الحق واتبعوه وکانوا مهتدین وان اهل الشقاوة هم الذین
اسہی کی ضمن میں بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ پہت پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہون نی
لم یعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وکانوا ضالین او عرفوه وخالفوه ولم یتبعوه بل اتبعوا غیره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی ماری حق سی خارج ہوگئی گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور
کانوا مغضوبا علیهم وقد ثبت فی الحدیث ان المغضوب علیهم الیهود وان الضالین النصری وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیہم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی
سمی الیهود بالمغضوب والنصری بالضالین مع کون کل واحد منهما ضالا ومغضوبا علیهم لکون
کہ یہود مغضوب علیہم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ سی
کل واحد منهما مختصا بما غلب علیه من الجهل والعناد فان الیهود کانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوگئی
والنصری کانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفیان بن عیینة من فسد من علمائنا
اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئے سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہمین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی
ففیه شبه من الیهود لان الیهود عرفوا الحق ولم یتبعوه بل عدلوا عنه وکانوا مغضوبا علیهم
تو وہ یہود یونسی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پھر قابل غضب الہی کی ہوگئی
ومن فسد من عبادنا ففیه شبه من النصاری لان النصاری لم یعرفوا الحق بل جهلوه وکانوا
اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیون سی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی
ضالین فانه تعالی جعل العبادة سببا للثواب والمعصیة سببا للعقاب فمن یرجو الثواب ویخاف
آخر گمراہ ہوئی بیشک اللہ نی عبادة کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پھر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور
العذاب لابد له ان یعرف العبادة والمعصیة لیشتغل بالاولی ویصل الی الثواب ویحترز عن الثانیة
عذاب سی ڈرے تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادة کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی بہتیرا کرکر
وینجو من العذاب وان لم یعرفهما ولم یفرق بینهما یضع احدهما مقام الاخری فیکون من الخاسرین
عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کرسکیگا ایکو دوسری کی جگہہ برت لیگا پھر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا
وذلک لان فی قلب الانسان قوتین قوة العلم وقوة الارادة وهما لا یتعطلان ابدا ولا یحصل
اور یہہ بات اسلئے کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبھی بیکار نہین ہوتی اور ان بدون
عمل الا بهما سواء کان خیرا او شرا لان من یفعل شیئا سواء کان خیرا او شرا لا یفعله ما لم یرده
کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئے کہ جو شخص کچھہ کار کرتا ہی برابر ہی کہ بھلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا یرید به ما لو یعلمه فکمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتین قوتین فیما ینفعه وفی الدارین
اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہوسکتا سو تمام خوبی اور بھلائی آدمی کی ان دونو قوتوں کو دارین کی منفعت میں استعمال کرنیسی ہی
ویعینه فی نیل الدولتین فلابد له من استعمال قوة العلم فی ادراك الحق وتمیزه عن الباطل
اور ان دونو دولتوں کی حصول میں مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی میں استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری
واستعمال قوة الارادة فی طلب الحق وایثاره علی الباطل لانه اذا لم یستعمل قوته العلمیة فی معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش میں استعمال کرکر حق کو باطل پہ اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں استعمال نکریگا
الحق وادراکه فلاجرم انه یستعملها فی معرفة الباطل وما یلیق به واذا لم یستعمل قوته الارادیة
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو جو اوسی متعلق ہیں استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو
فی طلب الحق والعمل به فلاشك انه یستعملها فی طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق میں اور حق کی عمل میں نہیں صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل میں صرف کریگا پھر آدمی کی خلقی عادت ہی
علی معرفة صانعه ویقتضی طبعه عبادة خالقه والتقرب الیه بحکم الفطرة التی فطر الناس
کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیوں کی پیدایش ہی
علیها لکن لا عبرة بالمعرفة الجبلیة والعبادة الطبیعیة لانها تکون علی مقتضی النفس متابعة
پر عادت کی موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور طبیعی عبادت کی پھر اصل نہیں کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت
هواها فلا یخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو ایسمیں طرفی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادة وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کری
الا تری ان ابلیس کان فی طبعه السجود لربه حتی عبد الله تعالی فیما یروی ثمانین الف سنة
کیا تجکو معلوم نہیں ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی
وانتظم بکثرة عبادته فی سلك الملئکة المقربین ثم لما امر بالسجود علی خلاف طبعه ابی واستکبر وکان
اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہوگیا تہا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور
من الکافرین فان من یتبع طبعه وهواه فانه لا یفعل شیئا من المعروفات الا ما یوافق هواه ولا یترك
کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات میں سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور
شیئا من المنکرات الا ما یخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق هواه
منکرات میں سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر میں سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی ہوی کی موافق ہو
ولم یترك من الباطل الا ما یخالف هواه لا یصل اجرا عامل من الحق ولا ینجو من وزر ما ترك من الباطل
اور باطل میں سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پہ عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی
بل یکون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسبابا یجب علی المؤمن
بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہیں مومن آدمی پہ واجب ہی
ان یحترز عنها منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزهد والصلاح فان مرکان له فساد
کہ اونسی بچتا رہی اونمیں سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی
فی اعتقاده مع کونه قاطعا متیقنا به له غیر ظان انه اخطأ فیه قد ینکشف له فی حال سکرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہیں ہی کہ میں اسباب میں خطا کیا ہوں پھر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل

کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل ہتا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق ہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین

لا اصل له ان لم يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد

اسکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہیتا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سببا لزوال بقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذه الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل

سب اعتقاد زائل ہو جاینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسی کا اوسکا تدارک اور تلافی کر کر اصل

الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم

ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی

وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وقال في اية اخرى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا

اور ظاہر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتا دین تمکو کن کی کئی بہت اکارت کام

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فان كل من اعتقد

جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بنا تی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برحق اعتقاد

شيئا على خلاف ما هو عليه اما نظرا برايه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع في هذا الخطر ولا

یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہہ سی یا کسیسی ویسی ہی شخص سی سنکر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور

يدفعه الزهد والصلاح وانما يدفعه الاعتقاد الصحيح المطابق لكتاب الله تعالى وسنة رسوله

زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدينية لا يعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار على المعاصي فان الله اصرار

اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور انہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہون پہر اڑجانا بیشک جو شخص

على المعاصي يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان

اڑ جاتا ہی تو اوسکی دلین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اوسکو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي

رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اوسکو رغبت گناہون کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به قبل التوبة

بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها ويصير حجابا بينه وبين ربه وسببا

کوئی شہوت شہوات مین سی اور کوئی گناہ گناہون مین سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوکا دل اوسی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسکین اور اوسکی رب کین پردہ ہوجاتا ہی

لشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر والذي لم يرتكب ذنبا اصلا

آخر مین وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا ہی

او ارتكب وتاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما الذي ارتكب ذنوبا كثيرة حتى كانت اكثر مطاعاته

اگر گناہ تو کیا پر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی

ولو يتب عنها بل كان مصرا عليها فهذا الخطر في حقه عظيم جدا اذ قد يكون غلبة الالف بها

اور توبہ نہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا اندیشہ ہی اسلئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سببا لان یتمثل فی قلبه صورتها ویقع منه میل الیها ویقبض روحه علیها فیکون سببا لسوء
اوسکی دلمین گناہ کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اور اسی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی
خاتمته ویعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لا شك انه یری فی منامه من الاحوال التی الغالب
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجھ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکھا کرتا ہی جو عمر بھر محبوب ہوتی ہین
عمره حتی ان الذی قضی عمره فی العلم یری من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذی قضی عمره
انتا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو علم اور علما سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر
فی الخیاطة یری من الاحوال المتعلقة بالخیاطة والخیاط اذا لا یظهر فی حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو درزی گری ہی متعلق ہین یعنی گز قیچی اسلئے کہ نیند مین وہ سوجتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان کان فوق النوم لکن سکراته وما یتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اور موت اگرچہ نیند سی بکہیت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی
الغشیة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصی یقتضی تذکرها عند الموت وعودها فی القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہی اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کریاد آئین
وتمثلها فیه ومیل النفس الیها وان قبض روحه فی تلك الحالة یختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی
الاستقامة فان کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج مما کان علیه فی ابتدائه یکون
کہ استقامت سی تجاوز کرجا بسته جو شخص پہلی تو سیدہا راہ پر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ بھی خاتمہ بد کا
سببا لسوء خاتمته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتون کا سردار اور اوانکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
حتی قیل لم یبق فی سبع سمٰوٰت وسبع ارضین موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود
انتا کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ کی خالی نہین ہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
لادم ابی واستکبر وکان من الکفرین وکبلعام بن باعورا الذی اتٰه الله ایاته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی
الی الدنیا واتباع هواه وکان من الغاوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطان اکفر فلما کفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جرءۃ منکر ہوا
قال انی بری منك انی اخاف الله رب العلمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب تمام جہانون کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین بہی اوسکی مانند ہون
ولم یقنعه ذلك کما قال الله تعالی فکان عاقبتهما انهما فی النار خالدین فیها وذلك جزٰؤا الظٰلمین ومنها ضعف الایمان فان من
اگرچہ اسی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونو مین آگ مین سدا رہینگے اوسمین ہمیشہ رہنا یہی سزا ہی ظالمون کی اور دوسرا سبب مین سی یہہ ہی کہ ایمان مین سستی آجانی
فاذا ضعف ضعف حب الله تعالی فیبقی حب الدنیا فی قلبه ویستولی علیه بحیث لا یبقی فیه موضع لحب الله
ہی اگر ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت آہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہوجائیگی کہ محبت الہی کی ایک ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی
الا من حیث حدیث النفس بحیث لا یظهر له اثر فی مخالفة النفس ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی
ہان اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ کسی موقعہ مین اثر کرسکی

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیات فیتراکم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رغبت پر پس حرص شہوات میں کھپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پھر دل پر تیرہ سیاہی گناہوں کی

علی القلب فلا تزال تطفئ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت

چڑھتی جاوی گی پھر جسقدر اوسمیں نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجھتا چلا جاویگا پھر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه

حب الٰہی تین اور یہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجھسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت کو پھر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتالم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی

تو چھوڑی نہیں جاتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں کہیں حب الٰہی کی بعض نہ پیدا ہوجاوی

بدل الحب ینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه

اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض تہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطرة یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون

تو اوسکا خاتمہ بدہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم

اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه یستغرقه

تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چھا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صورت پکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه

کہ غیر کی لئی کچھہ گنجایش نہ رہی پھر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری

کیطرف متوجہ رہی گا اور اوسمیں اور اوسکی رب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه انکا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہیں ہوسکتا اور مرتی سی اعضا جسمانی سب باطل اور انکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ بھی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگا تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سوا حسرت اور ندامت کی کچھہ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر

تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمیں سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہونسی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرفه فکره الیه

اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکھنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بھی دلمیں اثر کرکر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی

پھر عبادات پر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہیں ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہیں رکھتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پھر جسنی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھکو ملیں

الیہ والی غیرہ لیس لامنہ تعالی لاجرم یحبہ فاذا احبہ یسعی فی تحصیل مرضاتہ بالاحتراز
یا اور دل کو مبین سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پھر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا
عن الافعال القبیحۃ والاشتغال بالاعمال الحسنۃ فعلم من ھذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بد سی پرہیز کریگا اور نیک عمال مین مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اتنی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی
معرفۃ اللہ تعالی حتی یثمر المعرفۃ المحبۃ اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا یحبا اللہ تعالی و
اللہ تعالی کے معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت مین اور
محبا للقائہ فان من احب لقاء اللہ تعالی احب اللہ لقاءہ ومن قدم علی محبوبہ یعظم سرورہ
اوسکی ملاقات کی شوق مین جدا ہو اسلئے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی
بقدر محبتہ لا محب الدنیا لانہ یفارقھا ومن یفارق محبوبہ یشتد المہ وعذابہ فھما کان
تو اوسکی بقدر محبت کی حضرت ہوتی ہی دنیا کی محبت مین جان ندی اسلئے کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک
الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فھذا رجل جمیع محابہ فی الدنیا والدنیا
دلپر محبت اولاد اور مال اور گھر بار کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا مین ہین اور دنیا ہی
جنتہ فموتہ خروج من الجنۃ وحیلولۃ بینہ وبین محبوبہ ولا یخفی الم من یحال بینہ وبین
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبون سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی
محبوبہ واما اذا لم یکن لہ محبوب سوی اللہ تعالی فالدنیا سجنہ فموتہ خروج من السجن ولقی
اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق مین دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی
محبوبہ فھذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موتہ من الفرح والالم فضلا عما اعدہ
ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکر جانی والون کو حاصل ہونیوالا ہی پھر آگی کیا کہنا ہی جو
اللہ تعالی من النعیم المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوۃ الدنیا و
اللہ تعالی نی صلحا کی واسطی ہمیش والی اور دنیا کی زندگی پسند کرنیوالون کی واسطی جو
رضوا بھا ولم یستعدوا للقاء اللہ تعالی وحکی ان سلیمان بن عبد الملک لما دخل
اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب وردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہین کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ
المدینۃ حاجا قال ھل بھا رجل ادرک عدۃ من الصحابۃ قالوا نعم ابو حازم فارسل الیہ فلما اتاہ
مدینہ شریف مین آیا تو پوچھا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی
قال یا ابا حازم ما لنا نکرہ الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرۃ فتکرھون الخروج من
تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیون بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑ کی ہی سو تم آبادی سی اوجاڑ مین
العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند اللہ تعالی غدا قال اعرض عملک
جانا برا سمجھتی ہو کہا تو نی سچ کہا پھر پوچھا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو
علی کتاب اللہ تعالی قال فاین اجدہ قال فی قولہ تعالی ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم قال
قرآن کی مطابق کر کی معلوم کرلی پوچھا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت مین بیشک نیک لوگ عیش مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین پوچھا
فاین رحمت اللہ قال ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی اللہ تعالی
پھر رحمت اللہ کی کہانا ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والون سی پوچھا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غر فاقال اما المحسن فکالغائب الذی یقدم علی اهله واما المسئ فکالابق یقدم علی مولاه فبکی
جواب دیا نیکی والا تو جیسے بچھڑا ہوا اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسی غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پھر سلیمان
سلیمٰن حتی علا صوته واشتد بکاؤه ثم قال اوصنی قال ایاك ان یراك الله حیث نهاك
رو پڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پھر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچتا رہ کہ جسکو اللہ دیکھی ایسی جگہ جہانسی منع کیا ہی
ویفقدك حیث امرك المجلس العاشر فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم
اور نہ دیکھی جس جگہہ امر فرمایا ہی دسویں مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین
وبین المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن من امنه الناس
اور مجاہد اور مہاجر مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن وہ ہی جسکی ہانہ سی لوگ
علی دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہانہ سی سلامتی رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو
فی طاعة الله تعالی والمهاجر من ترك الخطایا والذنوب هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه
اللہ تعالی کی فرمان برداری مین اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہون کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی
فضالة بن عبید ومعناه ان المؤمن لیس من یدعی الایمان فقط بل المؤمن الکامل فی ایمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہین ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی
هو الذی ظهر امانته واستقامته بحیث یکون الناس منه امینا لا یخافونه علی سفك دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہو دی کہ خلق اللہ اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا
واخذ اموالهم ظلما والمسلم لیس من یتکلم بکلمتی الشهادة فقط بل المسلم الکامل فی اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہین ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی بڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین
هو الذی لا یؤذی احدا من المسلمین لا بلسانه بالشتم والغیبة والنمیمة والبهتان ولا بیده بالضرب
وہ ہی جو کسیکو مسلمانون مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبانسی گالی گلوزدی کرکر اور غیبت کرکر اور سخن چینی کرکر اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہانہ سی مار کر
والقتل واخذ ماله بغیر حق وانما خص الید واللسان بالذکر من بین سائر الاعضاء مع الایذاء
یا قتل سی اور ناحق مال چھین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہانہ اور زبان کو کس لئی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا
کما یکون بهما یکون بغیرهما من الاعضاء کالعین والاذن والرجل اذ نظر الی بیت الغیر او استمع
جیسی زبان اور ہانہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بھی ہوتی ہی جیسا زبان اور ہانہ کی جیسی آنکھہ اور کان اور پانو جب جھانکی یا کان لگا کر سنی
قولا مما لا یرضاه اودخل ملکه بغیر اذنه لان اکثر الایذاء یحصل بهما واما الجمع بینهما فلان
کسکی بابت پر اوسکی بی مرضی یا جاگہی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہین اور دونو سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی
کف الید یحتمل ان یکون لسبب الضعف وعدم القدرة واضم الیه کف اللسان یتعین
کہ ہانہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہین ہی اور جیبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا
ان کف الید کان للاسلام والمجاهد لیس من یقاتل الکفار فقط بل المجاهد الکامل من یقاتل
کہ ہانہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہین ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کرکری
نفسه ویحملها علی طاعة الله تعالی ویمنعها عن معصیته تعالی لان نفس الانسان اشد عداوة
اللہ تعالی کی فرمان برداری پر لگاوی اور اللہ کی نافرمانی سی اوسکو روک دی اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الكفار لكون الكفار فى بعد مكان منه لا يتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الا حينا

دشمن ہوتا ہی اسلئی کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی

بعد حين واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخيرات والطاعات وتحمله على

رہیہہ نفس سو تو ہمہ وقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصى وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو

گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعيد يشهد لهذا قوله يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار فانه تعالى امر المؤمنين

یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافرون سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنون کو

ان يبتدوا بقتال الكفار الذين كانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فليقاتلوا الابعد والمهاجر

یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفارسی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفارسی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفارسی لڑین اور مہاجر

ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع على الهجرة بعد فتح مكة بل الهجرة

وہ ہی نہین ہی جو گھر چھوڑکر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقية الى يوم القيمة لانها انتقال من الكفر الى الايمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن

قیامت تک ہوتی رہی گی اسلوسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چھوڑکر ایمان حاصل کرنا اور کافرون کی ملک سی مسلمانون کی ملک مین جانا اور

السيات الى الحسنات وهذه الاشياء باقية ما دام التكليف باقيا فالمهاجر الكامل هو الذى

گن ہون کو چھوڑکر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الٰہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو

يترك جميع ما نهى الله تعالى من المعاصى ويشتغل بما امر الله تعالى من محاسن الاعمال كما جاء

تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

فى حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهى الله تعالى عنه فانه عليه الصلوة

ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کا جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بين فى هذا الحديث ان الهجرة الكاملة التامة هى هجران الفواحش والمنكرات والجد فى

وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت تو فواحش اور منکرات کی چھوڑنی اور

الطاعات والعبادات لكن ينبغى ان يعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة على صحة الاعتقاد

طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجھنا ضرور چاہئی کہ طاعات اور عبادات کبھی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو

لان الايمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم يعرف ما الايمان والهداية لا يعرف ما الكفر والضلالة

اسلوسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی

فتارة تجرى على لسانه كلمة التوحيد على طريق الاعتياد لا بالعلم والاعتقاد وتارة ينلفظ

پھر تو کبھی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبھی کلمہ

بالفاظ الكفر ويدخل فى حيز الارتداد ومن كان فى الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقى الف سنة

کفر کا بک دیگا جسکی وجہ سی مرتد ہوجاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

فى الصوم والصلوة لن ينفعه ذلك الاعتقاد يوم العرض الاكبر ومصيره الى النار ومن زعم انه مسلم

روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچھہ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم فذر ما هو فرض عین علیه من عقائد الایمان لا یوجد فیه من الایمان الا
پھر سستی کری سیکھنی مین عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی
مجرد الدعوی وهذا النوع من الایمان انما یظهر فائدته فی الدنیا حیث لا یؤخذ منه الجزیة کما
ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی مین ہوجاتا ہی اسلئی کہ اوسی خراج نہین لیا جاویگا جیسی
تؤخذ من الکفار لکن یتعذر له الوصول فی العقبی الی درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتیان بکلمتی
اور کفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلحاء کا آخرت مین ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑہ کر
الشهادة وتقریر الفاظ الایمان علی طریق العادة وعدّ نفسه من المؤمنین من غیر فهم معناها
اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپکو مؤمنین مین شمار کرکر بدون سمجھنی معنون کی
لا یصیر مؤمنا بینه وبین الله تعالی حتی یصدق بقلبه جمیع شرائعه وینقاد فی جمیع احکامه
خدا کی علم مین مؤمن نہین ہوسکتا یہان تک کہ اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہووی
ولا یتشکک ولا یتردد فی شیء منها ولوجود هذا التصدیق والانقیاد فی القلب علامات منها ان
اور کسی بات مین اصلا شک اور تردد نہ آوی اور بہت نشانیان ہین کہ جسی یہہ تصدیق اور انقیاد دل مین موجود معلوم ہو ایک یہہ ہی
لا یفرغ عن امر دینه بل یسعی فی اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا یشق علی قلبه
کہ دین کی معاملہ سی نکما ہوکر نہ بیٹہی بلکہ دین کی درستی مین کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہہ ہی کہ اوسکی دلپر دشوار گذری
اذا خبر عن شیء من امر دینه ولا یتهاون به ولا یتکبر عنه بل یقبله ویطیعه وان کان ذلک لامر
جب امور دینی مین سی کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نہ سمجھی اور اوی گردن کشی نکری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیا ہی
فی غایة الصعوبة والمخبر فی غایة الحقارة ومنها ان لا یکون له هواه امیرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل وخوار ہو اور ایک یہہ نشانی ہی کہ اوسکی ہوا نفسانی حاکم نہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی بمطلب
لا یاخذ من الشرع شیئا الا ما یوافق هواه بل یجب ان یکون له الشرع امیرا وهواه اسیرا له فلا یاخذ
کہ شرعی احکام مین سی وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا ہوس مقید ہو یہہ
من هواه ومراده شیئا الا بازن الشرع وان کان فیه نقصان المال والجاه والعرض کما اخبر به النبی
اپنی خواہش مین سی بدون اجازت شرع کی کچہہ اختیار نہ کرسکی اگرچہ اسمین مال اور مرتبہ کا نقصان ہوجا اور عزت بکڑ جاوی چنانچہ نبی صلی اللہ
علیه السلام وقال لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد فی العبد تلک العلامات
علیہ وسلم نی خبر دی ہی فرمایا کہ کوئی تم مین سی مؤمن نہوگا جبتک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہوجاوی جب آدمی مین یہہ علامات موجود ہو جاوین
کان مؤمنا حقا وهذا هو الایمان المنجی من العذاب الابدی لکن بشرط التحفظ من جمیع ما یهدم هذا
تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابد سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بچا رکہی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو
التصدیق وبنا فیه مما یجری علی قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما یوجب الکفر فان الایمان لا یزول الا
بگاڑ دین اور کہو دین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی ہین جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہین گم ہوتا
بالکفر والکفر ثلثة انواع النوع الاول کفر جهلی وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہہ ہی نہ سننا اور توجہ نکرنی اور غور اور فکر نہ کرنا
فی الآیات والدلائل مثل کفر العوام فان اکثرهم لا یعرفون ما وجب علیهم معرفته من عقائد الایمان
آیات مین اور دلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکہ اکثر عوام یہہ بہی نہین جانتی کہ اونپر کون سی عقاید ایمانی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ینطق بکلمتی الشهادة لکن لا یعرف معناهما ولا یمیز بین الله تعالی ورسوله والنوع الثانی
بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنی نہین جانتی اور اللہ مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتی دوسری قسم کفر
کفر جحودی وسببه اما الاستکبار مثل کفر فرعون وملائه او خوف زوال الریاسة وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امراو کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری میسر نہونی کا
الیها مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعییر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکمی وهو الذی
جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابوطالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی
جعله الشرع من علامات التکذیب کشد الزنار وسجود الصنم او کان عن استخفاف ما یجب تعظیمه
جسکو شرع نے نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی
کالقاء المصحف فی المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدین او عن استحلال ما حرم
نعوذ باللہ جیسی مصحف کو ڈالدینا اور علم اور علماء اور امور دینی کا ٹہٹہا کرنا یا حرام لعینہ کو جنکی
لعینه وثبت حرمته بدلیل قطعی کالزنا وشرب الخمر ومن فعل شیئا من ذلك یحبط جمیع اعماله من
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجہنا جیسے زنا اور شراب کا پینا اور جسنے اس مذکورات مین سی کوی سا کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی
الدینیة فیلزم تجدید النکاح وتکرار الحج ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغیرة
ہین پہرنئی سرسی نکاح کرنا چاہئی اور حج پہر ادا کرنا چاہی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہونسی
کانت او کبیرة فلا یخرج المؤمن بفعلها من الایمان بل یکون فاسقا لکن یخاف علیه اهر عظیم
صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتے دم بڑا اندیشہ ہی
عند النزع ان کان مصرا علیها ولم یتب عنها لما روی انه علیه السلام قال المعاصی تزید الکفر
اگر وہ شخص گناہ پر جما رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گناہ کفر کی ایجی ہوتی ہین
فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغیرة کانت
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہونسی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہونسی صغیرہ ہون
او کبیرة واجبة علی الفور اما وجوبها فلقوله تعالی وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالی
یا کبیرہ فی الفور نزت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگی سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سی
یَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا فانه تعالی قدم فی هاتین الآیتین الامر بالتوبة والامر للوجوب
ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالی نی ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطے وجوب کی ہوتا ہی
فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلانه لا یلزم بالتاخیر الا اصرار المحرم الذی یؤدی الی الهلاك
سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا نزت واجب ہونا اسلئی ہی تاکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہوجاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی
لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك المسوفون والمسوفون من یقول سوف اتوب وفی حدیث
اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہین جو یہہ کہا کری ابتہ توبہ کرونگا اور
اخر انه علیه الصلوة والسلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطا وار ہین اور خطا واروں مین سی اچہی وہ ہین جو بہت توبہ کرتی ہین پس مؤمن کو
ان یداوم علی التوبة لیکون من التوابین فانه تعالی دعا عباده المؤمنین بعدما اذنبوا الی التوبة
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب مین داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور اونکو مؤمن کہکر پکار رہی پہر بیان فرمایا جزا اونکی ملی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری
سيئاتكم ويدخلكم جنت تجرى من تحتها الانهر وقال فى اية اخرى والذين اذا فعلوا فاحشة
برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی نہرین اور فرمایا ایک اور آیت مین اور وہ لوگ جب کرینگے بیحیائی کہہ کہلا گناہ
او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما
یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑ جاوین اپنی
فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجرى من تحتها الانهر خالدين
کئی پر جانتے ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین
فيها ونعم اجر العاملين ثم اخبر انه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحب
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالون کی پہر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہون کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتے ہین
التوابين ويحب المتطهرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستھرائی والی جب یہہ ہوا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن
لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب فى
توبہ کی چار شرطین ہین اگر ایک بہی شرط جاتی رہی تو توبہ کا پتا نہین پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہون کی کرنی پر
الماضى والثانى ترك المعصية فى الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها فى الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ مین دوسری فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پہر کبہی ایسی حرکت نکرون گا چوتہی
ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع
یہہ کہ یہون امر اللہ تعالی کی خوف سی ہون کسی اور سبب سی نہون کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا ہی
وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہین ہی اور جو ثواب تائب کی واسطے مقرر ہی یہہ نہین پاویگا اور ایسی
من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مقال
جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی
بالندم لما روى ان عليا رأى رجلا قد فرغ من صلاته وقال سريعا اللهم انى استغفرك واتوب اليك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نے ایککو دیکہا کہ اوسنی نماز سی فارغ ہوتی جلدی سی یہہ کہا الٰہی مین تجھسی بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون
فقال على ياهذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نے کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
البصرى انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبى هذا قوله فى زمانه فكيف فى هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتے ہین یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ مین ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی
الذى يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة فى يده يزعم انه يستغفر
کہ ہم دیکہتے ہین انسان کو کہ حرص کا ماما ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہین آتا اور تسبیح ہاتہہ مین لیی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا
منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روى انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على
اب یہہ جہوٹا چہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب کالمستهزی بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا

گویا اپنی رب سی ہنسی کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانسی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبھی نا فرمانی نکرون گا

فاذا فعل ذلك یغفر الله ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی

جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوسکی خطا بخشدیتا ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اللہ کا فرون کی حق مین

فی حق اهل الکفر قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی

یہہ فرماتا ہی تو کہدے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہوا اونکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجھتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو

وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین کی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسپر رحمت کرتا ہی

وفی حدیث اٰخر انه علیه الصلوٰة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اللہ تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بکونه من نبأ ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله

کہ اپنی تئین خطاوار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوی پر اور برائی کا ئی ہوی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسا کرت نکرون گا

یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و

تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا سی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الٰہی

بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار

دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق اللہ کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یدرج من مکانه حتی یغفر له ذنبه

زبانسی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبھی نکرون گا جب ایسی توبہ کر چکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی

الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك

ہان اگر اوسکی ذمہ کچھہ فرائض الٰہی مین سی بھی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ

فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ایصالها

بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس

الی مستحقها فان لم یوجد ولا یلزم تصدقها عنهم بنیه ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها

پہنچاوی اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہی کہ اونکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اللہ تعالی یہہ امانت قیامت کی دن

الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر

انکی مستحق کو پہنچاوی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل

کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوم مومن اور مومن عورتون کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا

کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه المجلس الحادی عشر

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ جابر

سب ذکروں میں سے بہتر ہی لا الہ الا اللہ اور سب دعاؤں میں سے بہتر ہی الحمد للہ یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہی جابر کی روایت سے

وانما جعل فیہ الحمد للہ من افضل الدعاء لان الدعاء عبارۃ عن ذکر العبد ربہ وسوالہ عنہ فضلہ

اور الحمد للہ سب دعاؤں سے افضل اسلئے ٹھہری کہ دعا اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنی رب کو یاد کرکر اوس سے فضل کا سوال کرے

ففی الحمد للہ ھذا المعنی موجود اذ فیہ ذکر الربوبیۃ والعبودیۃ لانہ راس الشکر والعمد فیہ لقولہم الحمد للہ راس الشکر ما شکر اللہ عبد لا یحمدہ

سو الحمد للہ میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلب ہی اسلئے کہ الحمد للہ اصل ہی شکر میں اور عمدہ ہی اسلئے فرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والشکر یستلزم المزید لقولہ تعالی لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ فمن قال الحمد للہ یصبر کانہ سئلہ عنہ

اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہی اسواسطے اللہ تعالی کی آگر حق مانوگی تو اور دون گا تمکو پھر جسنے الحمد للہ کہا گویا اوسنے اللہ تعالی سے

تعالی زیادۃ فضلہ بعد الثناء علیہ واما کون لا الہ الا اللہ من افضل الاذکار فلان فیہ معنی لا یوجد

ثناء کر فضل کی ترقی طلب کی اور لا الہ الا اللہ جو تمام ذکروں میں افضل ہی تو اسلئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں

فی ذکر غیرہ وبمعرفۃ ذلک المعنی یحصل للمکلف جمیع ما یجب علیہ معرفتہ فی حقہ تعالی وذلک المعنی

جو اور ذکر وں میں نہیں پائی جاتی اوان معنوں کی دریافت کرنی سی مکلف کو حاصل ہوجاتی ہیں جو جو واجب ہی دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی

اثبات الالوھیۃ لہ تعالی ونفیھا عما عداہ ویندرج فی معنی الالوھیۃ جمیع ما یجب علی المکلف معرفتہ

ربوبیت کا ثابت کرنا واسواسطے اللہ تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا اللہ سی اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہی

مما یجب فی حقہ تعالی وما یستحیل علیہ وما یجوز لہ لان الالوھیۃ تشتمل علی معنیین احدھما

اوصاف الٰہی سی جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں اللہ تعالی کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤہ تعالی عن جمیع ما سواہ والثانی افتقار جمیع ما عداہ الیہ تعالی فعلی ھذا یکون معنی کلمۃ

اللہ کا بی نیاز ہونا تمام اپنے ماسوا سی اور دوسری تمام ماسوا کا محتاج ہونا اللہ تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحید لا مستغنی عن جمیع ما سواہ ولا مفتقر الیہ جمیع ما عداہ الا اللہ تعالی اما استغناؤہ

توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا اپنی سی اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنی کا سوا اللہ تعالی کی اللہ تعالی کی بی نیازی

عن جمیع ما سواہ فیوجب لہ تعالی الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب لہ تعالی ھذہ الصفات

تمام ماسوا سی جو ہی استی واجب ہوا کہ اللہ تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر اللہ تعالی کو بضرورت ثابت نہ ہوا وین

لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شیء عن ھذہ الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث مفتقر

تو پھر بلاشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتون میں سی جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الی محدث وکذا یوجب لہ تعالی التنزہ عن النقائص ویدخل فی التنزہ عن النقصان وجوب السمع و

ہوتا ہی اور ایسی ہی واجب ہوا اللہ تعالی کا بری ہونا نقصان سی اور نقصان سی بری ہونی میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والکلام اذ لو لم یجب لہ تعالی ھذہ الصفات لکان متصفا بالنقائص ومحتاجا الی من یدفع

بصر اور کلام کا اسلئے کہ اللہ تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جائینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنہ تلک النقائص وکذا یوجب لہ تعالی التنزہ عن الاغراض فی افعالہ واحکامہ اذ لو لم یجب

نقصان کو دور کردی اور اللہ تعالی واجب ہوا پاک ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام میں اسلیے کہ اگر واجب نہو

لہ تعالی التنزہ عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل بہ غرضہ وکذا یوجب لہ تعالی ان لا یجب

اللہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شی کا جس سی اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالی کی ذمہ پر کچھہ واجب ہونا

علیه فعل شیٔ من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شیٔ منهما لکان محتاجا الی ذلک الشیٔ
کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئے کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچہ ان دونو میں سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شی کا

لیکمل به اذ کل یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فیوجب له تعالی
تاکہ اوسکی کامل بن جاوی اسواسطے کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہین اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا

القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیٔ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چارون صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہون تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی

من الممکنات وکذا یوجب له الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه غیره فی
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بہی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتہہ ایک اور اللہ سواے اوسکی ہو

الالوهیة لو یفتقر الیه شیٔ من الممکنات لزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی
تو پہر کوئی شی ممکنات میں سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ دونو کی کمزوری لازم آویگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی

حدوث العالم باسره اذ لو کان شیٔ منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه یوخذ عنه
اوسکی محتاج ہوئین تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم میں سی کچہہ بہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بہی

ایضا ان لا یؤثر شیٔ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیٔ من المخلوقات تاثیر فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سی کسی امر میں کچہہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات میں سی کسی شی کو کچہہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا

الیه فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله تعالی ولا واجب
بلکہ کچہہ بیانہ ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ پڑہتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہین سواے اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب

القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات
اور قدیم اور باقی سواے اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدایش پر سواے اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا

الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شیٔ من
سواے اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانون سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام مین سواے اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شی میں

المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد
مخلوقات میں سی سواے اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہین اور جو جو اوسکی حق مین محال ہین اور جو جو جایز ہین

ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ومعرفة الله تعالی
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنون کو سمجہنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی

لیست ضروریة حتی یحصل بالبداهة کمعرفة کون الواحد نصف الاثنین بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہین ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جاننی مین بلکہ استدلال سی

بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہو سکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہین پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فمن ترکه یکون اثما لانه اعطی الانسان نعمة العقل فیستدل به علی وجوده
موجود ہی آسمانون اور زمین مین پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسہی واسطے عطا کی ہی کہ اوسکی زور سی ثابت کرے

وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة
اسکا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون اثما فیبقی فی مشیة الله تعالی

پہر اگر اسسی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الہی مین رہی گا

ان شاء یعفر عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة

چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید

اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجہنا کلمۂ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی

التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها

جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری ہین کہ سمجہنا معنون کا لازم ہی

والا لا ینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریك اللسان

اور نہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی

بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب

جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الہی کی دل مین متیقن ہون

معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة

اور معرفت الہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی

للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من

بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کرلی

یتطرق بها ما ینفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من

کہ پڑہنی والا کیا وصف نفی کیا جاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا جاہی اللہ تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد

افراد حقیقة الا اله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی

معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی کہ وہ ذات الہی ہی اور معنی

الا اله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق

اللہ کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك

آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الہی کو اور وہ

الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا

دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی

اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہنوی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا

محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما

پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین

التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان

روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ من الاشیاء

عالم مین سی ہر ہر ذرہ کی ایجاد سی عاجز ہونگا اسلئی کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تاثیر قدرت کی کسی شی مین اوس شئ کی ارادہ کرنی پر

یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ

موقوف ہی اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہین ہوسکتا اس لیکہ ارادہ کسی شئ کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها

بدون علم اوس شی کی محال ہی اور یہہ تینون صفتین کب ہوسکتی ہین بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی

فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه

اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزا مین سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ

قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا کان

قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چارون صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی اوسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہی اسہیلی

بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا رأینا الله تعالی بعده فان

بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی شئ کو دیکہا تو اوسکی ساتہہ ہی اللہ تعالی کو دیکہا بیشک

کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاجا الی من یوجده ویربیه لا یزال یتکلم بلسان الحال فیه

ہر ہر ذرہ عالم کی اجزا کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمین نہ حرف ہین

ولا صوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع کلامه

اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تیز والی

السامعون ولا یسمعه الذین یسمع عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع

اوسکی کلام سنتی ہین اور بی تمیز جنکی سمجہہ بیکار ہی نہین سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی

به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارك

جسمین حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہین ہی جسی سوا آواز کی کچہہ نہ سنے ہو اور چوپایہ

فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من

اور انسان اوسمین شریک ہین کیونکہ اوس شئ مین کیا خوبی ہی جسمین چوپایہ اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی مکلف

صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله وما لا یتوقف علیه افعاله تعالی کالسمع والبصر

صفات الہی مین سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہین اور جن صفات پر افعال موقوف نہین ہین جیسی سمع اور بصر

والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو

اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبہی تو استدلال عقلی کرتی ہین اور کبہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہی

انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه

کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور اونکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان

بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہی کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة

شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا اوسکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ مین دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتری عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاے
له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کما یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بھی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا
لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وهاذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچھ لازم نہین ہی
من کون الشیء بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ بہ نسبت ذات الٰہی کی بھی کمالیہ ہو کیا تجھکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ
بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسلوسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ
تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور
امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہوچکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی
کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ
فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لئی رسالت کی دعوی مین
فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی ادا کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی
رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك یعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہوکر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجھکو تمہاری پاس فلانا فلانا کام دیکر بہیجا ہی
من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال ایة صدقی أنی اطلب من الملك ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ کی کہتا ہون کہ
یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سی تین دفعہ کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی یہہ وہ بادشاہ کیکی ہی یہہ کریگا تو بیشک
ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری اوسکی علم
الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
ہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص نہ دیکہیگا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر ولا ریب ان ھذا المثال مطابق لحال الرسل علیھم الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معجزتھم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی
الضروری بصدقھم لمن شاھدھا ولمن لم یشاھدھا بل وصل الیہ خبرھا بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہوچکا
صدقھم بدلالۃ المعجزۃ وجب تصدیقھم فی کل ما جاء وابہ من عند اللہ تعالی وافضلھم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیاہین افضل
نبینا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانہ تعالی قد بعثہ الی اھل الارض کافۃ لیبلغھم امرہ ونھیہ ووعدہ
اور سرتر نبی اور صاحب ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بھیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا
ووعیدہ وایدہ بمعجزات کثیرۃ لا حصر لھا یصدقوہ فوجب علیھم تصدیقہ فی کل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تاکہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین
وطاعتہ فی کل ما امر والانتھاء عن کل ما زجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعہ فیما امر ولم ینتہ
اور واجب ہی اطاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور اطاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نہ رہوی
عما زجر یکون من الذین قال اللہ فیھم فی القران العظیم الذی ھو افضل معجزاتہ اولئک کالانعام
منع کی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ
بل ھم اضل فانہ تعالی شبھھم بالبھایم فی کون مشاعرھم متوجھۃ الی اسباب الدنیا ومقصورۃ
بلکہ اوسسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ اونکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر
علیھا وعدم التفکر فیما یفرع اذانھم من الایات القرانیۃ والاحادیث النبویۃ وعدم الالتفات بھا
ٹہرگئین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو حسنی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی م اور اصلا اوسپر توجہ نہین ہی
بل جعلھم اضل منھا لانھا تدرک ما من شانھا ان تدرک من المنافع والمضار وتجتھد غایۃ جھدھا
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین
فی جلب ما ینفعھا وسلب ما یضرھا وتنقاد لصاحبھا وتمیز من یحسن الیھا ممن یسیئ الیھا وھؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتھہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی
لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتھدون غایۃ جھدھم فی جلب ما یضرھم
ایسی نہین ہین اسلئے کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکب ہر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین
وسلب ما ینفعھم ولا ینقادون لربھم وخالقھم ورازقھم ولا یعرفون احسانہ الیھم ویقدمون علی
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجھتی کہ اون پر اونسی کیا کیا احسان کرہا اور عذاب
العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعیم المقیم ویکونون من الذین قال تعالی فیھم یعلمون ظاھرا
درد ناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر پور
من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون یعنی انھم یعلمون ظاھرا حقیرا خسیسا من الدنیا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکھتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین
وھو ما یشاھدونہ من زخارفھا وملاذھا وسائر احوالھا الموافقۃ لشھواتھم الملائمۃ لاھواھم
وہ یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور تازوت اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہوا وہوس کی مطابق ہین

وهم غفلون عن الاخرة التی هی المطلب الاعلی والمقصد الاقصی ولا یخطرون ببالهم ولا یتفکرون
اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلمین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی
من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی
وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلك العلم لا یحصل الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فیها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین
والاستدلال بتغیرها علی حدوثها واحتیاجها الی موجد قدیم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
الارادة والعلم والحیوة وهم قصروا النظر علی الظواهر الحسیة کالبهائم ولم یتفکروا فی عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
صنعه لیستدلوا بها علی وجوده وقدرته وارادته وعلمه وحیوته فیعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پھر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی
من امور الاخرة امور ممکنة یلزم وقوعها وعند وقوعها یکون المکلف فیها بحکم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
وفسادها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر نسال الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
الابرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة
صلحاء کی دوزخی شکری ہمراہ بدکاروں کی یا رہم ہوں مجلس اس بیان مین کہ بڑا سعادتمند آدمی
النبی صلی الله علیه وسلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسعد الناس بشفاعتی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا سعادت مند آدمی میری شفاعت سی
یوم القیمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی الصلوۃ یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی
وقریب منه ما روی عن زید بن ارقم انه علیه السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه علیه
اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم کی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک
الصلوة والسلام قد شرط لنیل ما وعد فی هذین الحدیثین ان یکون فیمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جو ان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص
والاخلاص ومعنی الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم یساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پھر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق
حاله لمقاله لا یکون فیه شئ من الخلوص والاخلاص وانما یکون فیه من الخلوص والاخلاص
مقال سی ہوا نہ اخلاص اور خلوص کچھ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله علی الطاعات وان لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی
کہ اوسکو یہہ قول گناہونسی باز رکہی اور طاعات کی رغبت دلائی اور اگر اوسکو گناہونسی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا یکون فیہ الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون ھذا القول فیہ عاریۃ یستردمنہ

تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پھر چھن نہ جاوی

لان من لم یکن فیہ الا اصل الایمان وھو مقصر فی الاعمال ومصر علی الذنوب قریب من ان

کیونکہ جس شخص مین سوای اصل ایمان کی کچھ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرۃ ایمانہ اذا صادمتہ الریاح العاصفۃ التی ھی الوساوس الشیطانیۃ المحرکۃ لھا لان

درخت ایمان کا جڑ سی اوکھڑجاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسے شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کل ایمان لم یثبت فی القلب اصلہ ولم ینتشر فی الاعضاء فروعہ ولم یظھر فیھا ثمرۃ لا تثبت

جسکا ایمان کی جڑ دلمین خوب نہین بیٹھی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو ابہی کچھ پہل لگا ہی

عند ظھور ملک الموت ویخاف علیہ الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعہ

تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہیں رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹھتی ہی اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظھر ثمرہ فیھا اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ

اعضا کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا رہی تاکہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعہ ویظھر ثمرہ فھذا امر لا یظھر الا عند الخاتمۃ واصل ذلک علی ما ثبت

اور ثابت ہوکر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وہی خاتمہ سی معلوم نہین ہوسکتا اور اصل اوسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیۃ ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکۃ الراسخۃ فی النفس فمن اصر علی

علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرتی نفس مین خوب کامل ہوجاتا ہی پھر جو شخص گناہون پر

الذنوب یحصل فی قلبہ الفھا وجمیع ما الفہ الانسان فی عمرہ یعود ذکرہ عند موتہ فان کان

اصرار کرتا ہی اوسکی دلمین محبت گناہون کی پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پھر اگر اس شخصکو

میلہ الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضرہ عند الموت ذکر الطاعات وان کان میلہ الی المعاصی

رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضرہ عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحہ عند غلبۃ شھوۃ من الشھوات

زیادہ تہی تو پھر موت کی وقت گئے وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہونون مین سی

او معصیۃ من المعاصی فیتقید قلبہ بھا وتصیر سببا لسوء خاتمتہ فاما الذی غلبت ذنوبہ

یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہوجاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاتہ ولم یتب عنھا بل کان مصرا علیھا وقلبہ فرحا بھا فھذا الخطر فی حقہ

اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبۃ الالف سببا لان یمثل صورۃ معصیۃ فی قلبہ وتمیل الیھا نفسہ

بڑا اندیشہ ہی اسلیئے کہ بعضی وقت مارے غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دلمین پیدا ہوجاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیھا روحہ فذلک ھو سوء الخاتمۃ واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن

اور وہین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہہی ہی اور جس شخصنی کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پھر

تاب وھو بعید عن ھذا الخطر فعلی ھذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا الہ الا اللہ اداء ما وجب

توبہ کرلی سو وہ اسی اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا الہ الا اللہ کہتی ہین واجب ہی کہ جو جو طاعات

علیه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السیئات لان کثیرا من الناس یقولون
اوکی نسبت واجب ہی اوراپنی زبان کو اور تمام اعضاکو گناہونسی بچاوین اسلوسطی کہ اکثرلوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہین
هذا القول ثم یترع عنهم فی اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبیثة ویخرجون من الدنیا بغیر ایمان
پہراونسی آخر عمرمین بسبب خبیث عملون کی چھوٹ جاتاہی اوردنیاسی بی ایمان مرتی ہین
وای مصیبة اعظم من هذا ان یکون اسم الرجل فی جمیع عمره فی الدنیا من المؤمنین ثم یموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کانام دنیامین تو عمربہر مسلمانون مین درج رہا پہر جب مرا
ویکون اسمه فی الاخرة من الکفرین لیس الحسرة علی الذی یخرج من الکنیسة ویدخل فی جهنم وانما
تو آخرت مین اوسکا نام کافرون مین درج ہوا افسوس کچہ اوسکی حال پر نہین ہی جو بتخانہسی نکل کر دوزخ مین گری
الحسرة علی الذی یخرج من المسجد ویطرح فی جهنم بسبب اعماله الخبیثة فان الناس فی الایمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد مین سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم مین جا دی بنی آدم باعتبار ایمان کی
علی ضربین منهم من یکون له الایمان عاریة یسترد منه ومنهم من یکون له الایمان عطاء
دوقسم کی ہین بعضی ایسی ہین کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چین جاویگا اور بعضی ایسی ہین کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی
لا یسترد منه والعلامة فی ذلك ان الذی یمنعه الایمان من الذنوب ویحمله علی الطاعات
پہر ہرگز نہین چہینی گا اورنشان اسمین یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اورطاعت کی رغبت دیتا ہی
فالایمان له عطاء لا یسترد منه والذی لا یمنعه الایمان من الذنوب ولا یحمله علی الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہین چہینا جاویگا اورجسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہین روکتا اورنہ طاعات پر رغبت دیتا ہی
فالایمان له عاریة یسترد منه لان ایمانه لو کان صحیحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله علی
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چین جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اورخالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اورطاعت کی رغبت
الطاعات فلما لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی الطاعات علم ان قلبه الذی هو محل الایمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اورنہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی
مریض فان القلب قد یمرض ویشتد مرضه لکن لا یعرف صاحبه لغلبة الهوی علیه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبھی بیمار ہی مین سخت مبتلا ہوجاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا ہوس کی معلوم نہین ہوتا بلکہ بعضی وقت
یموت قلبه وهو لا یشعر بموته وعلامة ذلك ان لا یؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا کان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہین ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلین گناہ کی زخم سی الم نہین ہوتا کیونکہ دل جیتک
فیه حیوة یتألم بقدر حیوته من جراحات الذنوب وقد یشعر بمرضه صاحبه لکن لا یتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی زندگی ہوتی ہی گناہون کی زخمون سا الم پیدا ہوتا ہی اورکبھی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر
مرارة الدواء ولا یصبر علیها فیؤثر بقاء الالم علی مشقة الدواء فان دواءه فی مخالفة هواه وذلك
دوا کی تلخی برداشت نہین کرتا اور اسپر صبر نہین کرتا ہی پہر وہ الم رہتی رہتی دوا کی مشقت مین اثر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا ہوس کی مخالفت ہی اور یہہ
اصعب شیء علی النفس ولیس لها شیء انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکے حق مین اس سی زیادہ کچہ مفید نہین ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہین تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو اسی کی مخالفت
فذلك دواءك وقال ایضا ترك الهوی مفتاح الجنة لقوله تعالی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بھی کہا ہی کہ ہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى فالسعيد من يخالف هويه ويطيع مولاه والشقي

اور روکا جی کو چاہ سے سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی ہی جو اپنی ہوا ہوس کی مخالفت کرکے اپنی صاحب کی اطاعت کرے اور بدبخت

من يتبع هويه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضي الى الهلاك

وہ ہی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی لگادے اور اپنی صاحب کی مخالفت کرے بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں مین سی ہمیشہ کی واسطے مار ڈالتا ہی

الابدى يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك فهذه

جسمین نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف

دنیا فانے مین اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہرون سی اور تمام ہلاکتون سی بچتا رہی سو جبکو ہلاک

من الهلاك الابدى اولى ان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم الدين فان

ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور تر واجب ہی کہ ہر وقت گناہونسی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق مین زہر ہین پیشک آن زہرونسی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها

یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت ہوجاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمرین اوسکی سوین حصہ کو نہین ملتی

اذ ليس لمدتها اخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم

کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہین ہی اور اوسمین نعمتین دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہونی مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب في روح الايمان ولا ينفع بعده

پس جلدی کرو جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہون کا زہر ایمان کی روح مین اثر کری پہر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من

پہر اوسکی اور نہ علاج طبیبون کا اور نہ نصیحت کرنیوالون کی اور نہ وعظ واعظون کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہوجائیگا کہ یہہ

الكفرين ويدخل تحت عموم قوله تعالى انا جعلنا في اعناقهم اغلالا وهي الى الاذقان فهم مقمحون

کافر ہی اور اس قول عام کی تلی داخل ہوجاگا جسمین اوسکی گردنون مین طوق سودہ ہین ٹھوڑیون تک پہر اوسکی سر اُٹھا ہی مین

ولا يعترك لفظ الايمان وتقول المراد به الكفرون اذ قد جاء في الحديث ان الزاني لا يزني وهو مؤمن

اور ایمان کی لفظ سی کہمنڈہ مین نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت مین مراد کافر ہین اسلواسطی کہ حدیث مین یہہ آیا ہی نہیں بیشک زانی زنا کری اور مومن ہی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام مراده نفي الايمان الذي هو العلم بالله وملئكته وكتبه ورسله

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو علم ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتون کا اور اوسکی کتابون کا اور اوسکی رسولون کا سبب ہوجاتا ہی

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل المراد نفي الايمان الذي هو العلم بكون الزنا و

کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہون کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا لمقته فالمحجوب عن هذا الايمان الذي هو فرع

تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہین اور باعث بلا کی کا ہین وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سيحجب في الخاتمة عن الايمان الذي هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصي للمطيع ان

تو کہا بعضہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بہی محجوب ہوجاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ مین بہی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن

ویسا ہی مؤمن ہون جیسا تو مؤمن ہی جیسا کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا مین بہی ویسا ہی درخت ہون جیسا تو درخت ہی پہر صنوبر نی

ما قالت شجرة الصنوبر لها فی الجواب انك ستعرفین حالك اذا عصفت ریاح الخریف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیاں خزاں کی چلینگی اور
انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ینکشف غرورك بمجرد مشارکتك ایای فی
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوینگی تب تیرا یہہ کہنڈ کھل جاویگا کہ نام میں تو ہی میرا شریک ہی
اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فکذا العاصی سیعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی پہ تجھکو خبر ہی نہیں کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہیں سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی
ریاح الاجل وظهرت سکرات الموت فعند ذلك ینکشف غروره بمجرد مشارکته للمطیع فی
آندہی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
اسم المؤمن مع الغفلة عن اسباب ثبات الایمان وهذا امر یظهر عند الخاتمة حتی قال بعض
مؤمن کہلاتا ہی بیخبری میں کہ ایمان کن اسباب سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی انتا کہ بعضی
العارفین اذا ظهر ملك الموت للعبد یعلم ذلك العبد انه لم یبق من عمره شئ فیرد وله حینئذ
عارف کہتی ہیں جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھ باقی نہیں رہی اب اوسکو اسقدر
من الحسرة والندامة مالو کانت له من الدنیا بجملتها لکان یبذلها لیضم الی عمره ساعة حتی
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی کہ اگر اوسکی قبضہ میں تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر میں ایک گھڑی زیادہ ہوجا
یتدارك تفریطه ولا یجد الی ذلك سبیلا فیتجرع غصة الیاس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا حوض کردی سو اوسکا کوئی سبیل نہوسکیگا سو خوف کی گھونٹ گلہ پکڑتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا
علی تضییع العمر فی ما یضره ولا ینفعه فیجعل روحه یتقرغر فیغلق عنه باب التوبة فیبقی فی
عمر بیکار کھوکر ایسی کاروبار میں جو ضرر پہنچاوین اور کچھ فائدہ نہ دین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی میں آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف
الحسرة والندامة ولذلك قیل ولیست التوبة للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدهم
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسہیلئی کہا گیا ہی اور اوسکی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں بری کام جبتک سامنی آئی ایسی کیسکو
الموت قال انی تبت الان ولیست التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من
موت کہنی لگا میں نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہیں بُرا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہیں
قریب والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصیة بان یندم علیها ویحوا ثرها بحسنة یردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹاوی نیکوئی سی کہ اوسکی ساتھہ ہی عمل کری
ان یتراکم ظلمتها علی القلب فلا یقبل المحو ولذلك قال النبی علیه الصلوة والسلام اتبع السیئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پہ پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاگئی اسہیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام کی برائی کی پیچھے
الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه یبنی لا تؤخر التوبة فان الموت تاتی بغتة فمن ترك المبادرة
نیکوئی کر کہ وہ نیکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ میں دیر نکرنا کیونکہ موت چاپچک آجاتی ہی سو جسنی جلد ایسی توبہ نکی
الی التوبة بالتسویف قد یعاجله الموت فلا یجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد فی الخبر
اور دیر کرتا رہا کبھی جلد ایسی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ توبہ کری اسہیلئی حدیث میں آیا ہی
عن ابن عباس انه علیه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوفون یعنی دیر کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ہان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذى لم يفوض اليه ولعله لا يبقى وان بقى فانه كما لا يقدر على ترك
اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہی کیونکہ وہ کام کی بنیاد ایسی بقا پر رکھتا ہی جو کہ اسکی سپرد نہیں ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی بھی رہا تو شاید جیسا کہ گناہ سے اب نہیں چھوڑ سکتا
الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك فى الحال ليس لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تنقلب
یعنی توبہ نہیں کرتا کل بھی نہیں چھوڑ سکی کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا تو شہوت قوا وس سی جدا نہیں ہوگی
بل تتضاعف وتتأكد بالاعتياد فليست الشهوة التى أكدها الانسان بالاعتياد كالشهوة التى لم يؤكدها
بلکہ بڑھتی جاوی گی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نی خوب عادت کرلی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی
وعن هذا قيل هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة فى
اسہی لئی کہتی ہین کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہ لوگ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو نظیرون مین فرق ہی اور یہہ نہین سمجھتی کہ دن تمام ایک سی ہین
كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدا فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شئ من المنهيات
شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو
لان من عصى الله تعالى فى شئ منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظالمين لقوله تعالى ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون
کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالی کی کسی بات مین اور ترت توبہ نہین کرتا تو وہ ظالم ہی واسطے ارشاد الٰہی کی اور جو توبہ نہین کرتا وہ ہی لوگ ہین ظالم
والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد
اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزون سی علم اور حال اور قصد
اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنى
علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت مین بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ مین روکدیتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی
الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
شرمندہ کی کا یہہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجھی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق
بالحال والاستقبال والماضى اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملابس به واداء كل فرض
زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر توبہ کیحال سی تعلق یہہ لگاوی ہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جسمین مبتلا ہی اور ادا کری ہر فرض کو
هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى الاخر
جو اوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعتون مین مصروف ہی اور منہیات سی بچتا ہی
العمر واما تعلقه بالماضى فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات تماما ترك
اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ تمام قصورون کا عوض کری جو زمانہ ماضی مین گذری ہی اور طریقہ تدارک کا یہہ ہی کہ طاعتون مین غور کرکر دیکھی کہ کیا کیا
منها والى المعاصى فعل منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاذا قضى ما عليه
ہو ترک ہوئین اور معاصی مین تامل کری کہ کیا کیا عمل آپہر اگر اسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اوسکا تدارک قضا کرکر کردی پہر جب تمام فرایض
من الفرائض والواجبات ينظر فى معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفى فيه الندم بالقلب
اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکی تو اپنی معاصی مین غور کری معاصی مین جو جو صرف حق اللہ ہین تو اوسمین فقط دلسی ہی شرمندہ ہوتا
والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه رده اليه
اور استغفار باللسان کی استغفار کرنی کافی ہی اس عزم سا کہ پہر کبھی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد مین سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق ادا کردی اور جو
ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية يستحل منه وان لم يجعل فى حل فهى
اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ معاف کریگا تو اوسپر وبال آویگا

علیہ مظلمتہ فعلیہ ان یحسن الیہ ویسعی فی مہماتہ حتی یستقیل بہ قلبہ الیہ ویجعلہ فی

اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتھہ بھلائی بیش آوی اور اوسکی کارو بار میں کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجا اور معاف

حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ علیہ الصلوۃ والسلام قال

کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا وعلی بغض من اساء الیہا فکل من نفر قلبہ بسیئۃ

عادت ہی دلوں کی کہ اپنی محسن کی دوست خیر خواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پھر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی

یطیب قلبہ بحسنۃ فاذا طاب قلبہ بکثرۃ الاحسان الیہ والسعی فی مہماتہ یؤمل ان یجعلہ

تو بھلائی سی خوش ہوجاگا پھر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار میں ساعی دیکھکر خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانہ الیہ وسعیہ فی مہماتہ من جملۃ حسناتہ التی یمکن

معاف کردی اور اگر وہ نمانی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بھلائیان اوسکی ساتھہ اور اسکی کوشش اوسکی کاروبار میں یہہ بھی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی

ان یجبرہا جنایتہ یوم القیمۃ فینبغی ان یکون قد رسعیہ فی فرحہ وسرور قلبہ بالاحسان الیہ

کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی

والسعی فی مہماتہ کقدر سعیہ فی ایذائہ حتی اذا قاوم احدہما الاخر وزاد علیہ یاخذ ذلک منہ

اور کاروبار مین سعی کرنی سی آسانی محنت اوپٹاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیوین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ بڑہ جاوے کہ وہ اپنا اوس سی

عوضا یوم القیمۃ وان غاب صاحب الحق اوہات وعجز الظالم عن الاستحلال منہ فی الحقوق الغیر

قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہوگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کرا سکتا حقوق غیر مالیہ کو

المالیۃ او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیہ من الحقوق المالیۃ یجب علیہ ان

یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی ثواب اسپر یہہ واجب ہی

یکثر ما قدر علیہ من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمہ من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر

کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوقات فانہ اذا فعل کذلک یرجی من فضل اللہ تعالی وکرمہ ان یرضی خصمہ یوم القیمۃ لما روی

جب اسن ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ وہ رحیم ہی

عن ابی ہریرۃ انہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس اذ ضحک حتی بدت ثنایاہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہی ہوی تہی چانچک اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر آنی لگی

فقیل لہ مم تضحک یا رسول اللہ قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزۃ فقال احدہما

کیسی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من ہذا فقال اللہ تعالی اعط اخاک مظلمتہ فقال یا رب لم تبق من

یا الٰہی میرا بدلہ اس سی لی دی اللہ تعالی نی فرمایا کہ اپنی بھائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الٰہی میری حسنات مین سی

حسناتی شیء فقال اللہ تعالی ما تصنع باخیک لم تبق من حسناتہ شیء فقال یا رب فلیحمل

تو کچھہ نہین بچا پھر اللہ تعالی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بھائی کی ساتھہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچھہ باقی نہین رہا پھر عرض کیا الٰہی تو سچا گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم

اوسپر رکہدی پھر بہہ پڑین دونو آنکہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

یحتاج الناس فیه الی ان یحمل عنهم اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

یہ حاجت ہوگی آہ میدان کو کہ اوسکی گناہ اوسپر چھاوین پھر فرمایا کہ پھر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تھا اپنی آنکھہ اوٹھاکر

الی الجنان فیرفع بصره فیری من الخیر والنعمة ما یحبه فیقول لمن هذا یا رب فیقول لمن یعطینی

بہشت کی طرف تو دیکھہ پھر وہ اپنی آنکھہ اوٹھاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکھیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچھیگا یارب یہہ کسکی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فیقول من بیدك ثمنه فیقول انت فیقول بما یا رب فیقول بعفوك عن اخیك فیقول قد عفوت عنه یا رب

وہ عرض کریگا اسکی ثمن کی کسکو قدرت ہی فرماویگا مجکو عرض معاف کرنی کی اپنی بھائی سی پھر وہ عرض کریگا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا

فیقول الله تعالی خذ بید اخیك فادخله الجنة هذا اذا لم یکن صاحب الحق کافرا واما اذا

پھر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بھائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

کان کافرا یکون الامر مشکلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا یوجد طریق

مدعی کافر ہوگا تو پھر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکی کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن الیه ولا لتحمیل اثم الکفر علی المؤمن ولا یرجی منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پر ڈال سکتی ہین اور معافی کی بھی کافر سی امید نہین ہی

فیکون خصومته اشد وکذا اذا کان الحق للبهائم بان ضربها بغیر ذنب اوضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب اوحملها فوق طاقتها اولم یتعاهد علفها وماءها تکون خصومتها یوم القیمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بھی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فیحمل عنها ذنبها ولیست اهلا لاخذ الحسنات فتعین العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطاوار ہوتی ہین کہ اوسکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اس لایق ہی کہ حسنات ہو سکو دیدین پھر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیرہوین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دل سی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جوکوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمه الله علی النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه معاذ بن جبل وظاهره یقتضی

حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا یدخل النار کل من یاتی بکلمتی الشهادة وان لم یمتثل بالاوامر ولم ینته عن النواهی ولیس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور نہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

کذلك لان معناه ان کل من یشهد بوحدانیة الله تعالی وبرسالة رسوله ویجری علی موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهی حرمه الله تعالی علی النار یشیر الی هذا المعنی

شہادت کی رستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قوله علیه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا کانت عن صمیم القلب

احدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

بتوجه العبد الی طلب رضی مولاه باهتمال الاوامر واجتناب النواهی واذا لم یتمثل بالاوامر ولم
تو آدمی اپنی مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجالاکر اور منع سی بازرہ کر اور اگر اوسکی نہ حکم پر عمل کیا اور نہ
ینته عن النواهی یکون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہیں ہی اسلئے کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی
والاعضاء شهود علی ما یدعیه الانسان باللسان فمن ادعی بلسانه الایمان اذا استعمل
اور ہاتھ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کریا اور وہ اپنی ارکان کو
ارکانه علی ما یقتضیه الایمان یکون صادقا فی دعواه ویثبت ما ادعاه واذا لم یستعمل ارکانه
ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر اوسی اپنی ارکان ایمان کی
علی ما یقتضیه الایمان لا یکون صادقا فی دعواه ولا یثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما یجری
مطابق استعمال نکی تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین
علی اللسان قد لا یکون عن قلب واعتقاد وان کان صادقا فی الواقع کقول المنافقین لرسول الله
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم نشهد انک لرسول الله فان قولهم هذا کان صدقا فی الواقع بدلیل قوله
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
والله یعلم انک لرسوله لکن لما لم یکن عن قلب واعتقاد کذبهم الله تعالی فقال والله یشهد ان
اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تھی تو اللہ تعالی اونکو جھٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی
المنافقین لکاذبون وسبب ذلک ان الشهادة علی ما ذکر فی الصحاح خبر قاطع وهذا شرط فی
کہ منافق بیشک جھوٹھی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسمیلئی گواہون مین
الشاهد ان یشهد بشیء ثابت عنده بیقین کما قال النبی علیه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جبکہ شیٔ اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجھکو آفتاب کی مثال
الشمس فاشهد فمن شهد بشیء غیر ثابت عنده بیقین یکون کذبا وان کان صدقا فی الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پھر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینًا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جھوٹھ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو
ولذلک اعتبر فی الحدیث کونه صدقا ناشیا عن مرکزه ومنبعه الذی هو القلب لیظهر
اسہی واسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر
اثره فی الاعضاء فعلی هذا کل من ینطق بکلمتی الشهادة یدعی حصول علم الیقین عنده
اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑہتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجھکو اونکی معنی یقینًا معلوم ہین
بمعناهما واذا لم یکن عنده العلم بمعناهما لا یکون صادقا فی دعواه ولا یتحقق ما ادعاه فکیف
اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہون تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پھر
یکون مؤمنا فان النطق بهما من غیر فهم معناهما لا یکفی فی حصول حقیقة الایمان
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئے کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبھی حاصل نہین ہوتی
بل لا بد فی حصول حقیقة الایمان ان یکون النطق بهما مع فهم معناهما لان جمیع ما یجب
بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی کی اونکی معنی سمجھکر زبان سی پڑہی اسلئے کہ مکلف پر جو جو عقاید

علی المکلف معرفته من عقائد الایمان و فی حقه تعالی وحق رسله متدرجا فیها من الکلیة الاولی

کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی ہیں بہ نسبت ذات الٰہی کو یہ نسبت رسولوں کی یعنی کرنا واجب ہی تمام ان کلیات میں داخل ہی اولی

منهما مرکبة من نفی واثبات والذی نفی عن غیره تعالی واثبت له تعالی علی طریق الحصر انما هو

کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر اللہ سی سلب اور واسطی اللہ تعالی کی ثابت کی گئی ہی حصر کر کر وہ الوہیت ہی

الالوهیة وهی تشتمل علی معنیین احدهما استغناؤه تعالی عن جمیع ماسواه والثانی افتقار جمیع ماعداه

اور الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو اللہ کی بیناری تمام ماسوٰی سی دوسری حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا

الیه تعالی فعلی هذا یکون معنی قولنا لا الٰه الا الله لا مستغنی عن جمیع ماسواه ولا مفتقر الیه جمیع

اللہ تعالی کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہ ہیں نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام

ماعداه الا الله تعالی اما استغناؤه تعالی عن جمیع ماسواه فیوجب له تعالی الوجود والقدم و

ماسوا کا سوا اللہ تعالی کی بی نیازی اللہ تعالی کی تمام ماسوا سی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالی کی وجود اور قدم اور

البقاء اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شئ من هذه

بقا کو اسلئی کہ اگر نہ واجب ہوں واسطی اللہ تعالی کی یہہ صفتیں تو پھر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان

الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث یحتاج الی محدث وکذا یوجب له تعالی التنزه عن النقائص

صفات میں سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہوجاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالی کا تمام نقصانوں سی

ویدخل فی التنزه عن النقایص وجوب السمع والبصر الکلام اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان متصفا بالنقائص

اور نقصان ہی پاک ہونی میں یہہ ہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطی کہ اگر یہہ صفات نہوں گی تو پھر اوسمیں نقصان پایا جاویگا

ومحتاجا الی من یدفع عنه تلک النقائص وکذا یوجب له تعالی التنزه عن الاغراض فی افعاله واحکامه

اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جسی وہ نقایص رفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام میں

اذ لو لم یجب له تعالی التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل به غرضه وکذا یوجب له تعالی

اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا غرضوں سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جسی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

ان لا یجب علیه فعل شئ من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شئ منهما لکان محتاجا الی ذلک

کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہووی اللہ تعالی پر کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا

الشئ لیتکمل به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ماعداه الیه تعالی فیوجب له تعالی

تا کہ کامل ہوجاوی اسلئی کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسوا کے محتاج الیہ ہونی سی واجب ہوجاتی ہی واسطی اللہ تعالی کی

القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شئ

قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہوں واسطی اللہ کی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سی ہر شئی کی

من الکائنات وکذا یوجب له تعالی الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه ثان

پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی وحدانیت اسلئی کہ اگر اللہ تعالی واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھ ایک اور دوسرا

فی الالوهیة لم یفتقر الیه شئ من الکائنات للزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ماعداه الیه تعالی

الوہیت میں شریک ہو تو پھر تمام کائنات میں سی کوئی شئ اوسکی محتاج نہو گی اسلئی کہ دونو عاجز ہوجانگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف اللہ تعالی کی

حدوث العالم باسره اذ لو کان شئ منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر محتاج الیه تعالی

کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئ عالم میں سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

وبوجه منه ایضا ان لا یؤثر شیئ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیئ من المخلوقات تاثیر

اسی سے ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات مین سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچھا ثر نہین ہی کیونکہ مخلوقات مین سی اگر کسی چیز مین اثر ہوتا

فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه تعالی فعلی هذا کل من یقول لا اله

تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا اللہ تعالی کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ

الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی

کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوی نہین واجب الوجود سوای اللہ کی اور نہ کوئی قدم اور بقاوالا سوای اللہ کی اور نہ کوئی تام

ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص

ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اللہ کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بیحد متناہی کا سوای اللہ کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانون سی

ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شیئ من المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس

اور نہ پاک غرضون سی افعال اور احکام مین سوای اللہ کی اور نہ کوئی مخلوقات مین اثر کرنیوالا سوای اللہ کی اور اسی قیاس پر

کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة

جو جو صفات اللہ تعالی کی لئی واجب ہین یا اوسکی نسبت محال ہین اور جایز ہین اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کی معنون کا

التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی

معرفت الٰہی پر موقوف ہی اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ ذات الٰہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الٰہی

لیست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له

کسی بشر کو معلوم نہین ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لئی واجب ہین اور جو اوسپر محال ہین اور جو جایز ہین

لیعلم الموحد عند التکلم بها ما ینفی عن غیره تعالی وما یثبت له تعالی فالمنفی فیها کل فرد من

تاکہ موحد کو کلمہ پڑہتی ہوئی معلوم ہووی کہ کونسی صفت کو غیر اللہ سی سلب کری اور کیا کیا اللہ تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ مین ہر فرد ہی

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی

افراد حقیقة اوسکی ہی سوی اللہ تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت مین سی یعنی اللہ تعالی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق

اللہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہین باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہین

علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وعلی کونه خاصا بذات الله

پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص ذات پاک الٰہی کی

وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث

اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان

ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرة اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ

حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان

حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ

اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة

ایک سی زیادہ ہون تو اونمین آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جسسی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعلم

والعلم والحیوۃ لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان لایجاد اثر القدرۃ وتاثیر القدرۃ فی شئ
اور علیم اور حی نہو تو سراسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ نہ پیدا کرسکیگا اسلئے کہ ایجاد وقدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئ میں
من الاشیاء یتوقف علی ارادۃ ذلک الشئ وارادۃ ذلک الشئ تتوقف علی العلم بہ لان القصد الی
اسشیاء سی بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ ارادہ کسی شئ کی
ایجاد شئ مع عدم العلم بہ محال والاتصاف بھذہ الصفات الثلث یتوقف علی الحیوۃ لکونھا
پیدا کرنیکا بلی جانی بوجھی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انمیں شرط ہی
شرطا فیھا فعلی ھذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرۃ من ذراتہ دلیلا قطعیا علی وجودہ تعالی
اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات میں سی یقینی دلیل ہی وجود الٰہی
وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بھذہ الصفات الاربع المذکورۃ وعلی استحالۃ اضدادھا ولھذا
اور قدم یہ کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدیں محال ہیں اسی لئے
کان بعض اھل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رایتا شیئا الا رایتا اللہ بعدہ فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتے ہیں ہمنی جب کسی شئ کو دیکھا بعد اوسکی اللہ کو دیکھا بیشک
کل ذرۃ من ذرات العالم من حیث حدوثھا واحتیاجھا الی من یوجدھا لا تزال تتکلم بکلام لا حرف
ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہی
فیہ ولا صوت ان لھا موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ یسمع
اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی
کلامھا السامعون ولا یسمعہ الذین ھم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی
اونکی کلام کو سمجھ والی سب سنتی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسکی
یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لان السمع الظاھر الذی لا یسمع بہ غیر الاصوات
وہ کلام سنی جاتی جسمیں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جس سی صرف آواز سنی جاوی
وتشارک فیہ البھایم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارک فیہ البھائم الانسان والحاصل ان الانسان
اور اوسمیں بہایم بھی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اوس چیز میں کیا خوبی ہی جسمیں آدمی اور چوپایہ یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان
لا یعرف من صفاتہ تعالی بالعقل الا ما دل علیہ افعالہ تعالی فما لم یدل علیہ افعالہ تعالی
صفات الٰہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی
کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتھا لہ تعالی تارۃ بالعقل وتارۃ بالنقل اما وجہ
جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی
الاستدلال علی ثبوتھا لہ تعالی بالعقل فھو انھا صفات کمال واضدادھا صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور انکی ضدیں صفتیں نقصان کی
واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی
اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا
بتلک الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتھا لہ تعالی بالنقل فھو ان الشرع قد صرح بثبوتھا
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی

له تعالی فوجب العلم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك
واسطے اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطے اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئے
الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن
کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کہ
معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها لزم
معلوم نہیں تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی ئی صفات کمالیہ ہیں ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف
ان یتصف باضدادها بل کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة
نہ ہوا کی ضدیں پائی جاویں بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور ہماری حق میں کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہیں آتا
الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا
کہ اللہ تعالی کی واسطے بھی کمالیہ ہوں کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں اللہ تعالی کی نسبت کر کر محال ہیں
فی حقه تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الکلمة الاولی من کلمتی الشهادة
کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلمون میں سی
تضمنت الاقسام الثلثة التی یجب علی المکلف معرفتها فی حقه تعالی وهی ما یجب فی حقه تعالی
تینون قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطے اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطے اللہ تعالی کی
وما یستحیل علیه وما یجوز له والمراد بما یجب فی حقه تعالی صفاته الثبوتیة وبما یستحیل
اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد
علیه صفاته السلبیة وبما یجوز له صفاته الفعلیة واما الکلمة الثانیة فقد حکم فیها بکون
صفات سلبیہ ہیں اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہہ حکم ہی کہ
محمد صلی الله علیه وسلم رسولا من عند الله ولا بد فی معرفة ذلك من دلیل وذلك الدلیل ظهور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی پہنچی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطے کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا
المعجزة علی یده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لانها فعل
معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطے اپنی رسول کی اسلئے کہ وہ معجزہ اپنی طرف
من افعاله تعالی خارق للعادة قائم مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة فانه
ہی اللہ تعالی کی افعال ہیں سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطے تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اللہ تعالی نی
لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله حین ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی فی کل
جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی
ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام
جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علما کہتی ہیں اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص
فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی
منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم من
اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخصنی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہو

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیٹھ جاوی پھر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی پھر ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ویفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہہ شخص سچ کہتا ہی جو چیز میری طرف سی بیان کرتا ہی اوس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکھیگا

الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول

اور اوسکو جو نہین دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

علیه السلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل

کہ معجزہ سی یہہ یہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکھتا بلکہ

الیه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما کانت تصدیقا فعلیا من الله تعالی لرسولنا محمد صلی الله علیه

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پھر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطے ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان یکون تصدیقا فعلیا منه تعالی لغیره من الانبیاء لانهم فی معناه فیجب فی حق جمیعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعل ہو اللہ کی طرف سی واسطے اور انبیاء کی ہی کیونکہ وہ بھی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبلیغ ما امر وتبلیغه للخلق ویستحیل فی حقهم اضداد هذه الصفات وهی الکذب

صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطے خلق کی واجب ہی اور اوسکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جھوٹہ

والخیانة وکتمان شئ مما امر وتبلیغه للخلق ویجوز فی حقهم من الاعراض البشریة ما لا یؤدی الی نقص فیما بلغهم

اور خیانت اور چھپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطے خلق کی اور جایز ہی اوسکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچھ عیب نہ لگتا ہو

کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الکذب علیهم فلانه تعالی یصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اوسکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اوسپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اوسکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صریح القول فلو لم یجب لهم الصدق بل جاز علیهم الکذب لجاز علی الله تعالی لان تصدیق

مقام صاف ارشاد کی ہی پھر اگر صدق واجب نہو بلکہ اوسپر کذب جایز ہو تو پھر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الکاذب کذب والکذب علی الله تعالی محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم

جھوٹی کی تصدیق بھی جھوٹہ ہی ہوتا ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اوسکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اوسپر اسواسطے ہی

لو خانوا فیما بلغوه شیئا مما هو محرم او مکروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالی امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہوجاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم والله تعالی لا یامر بما هو محرم او مکروه فلو علم منهم خیانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہوتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالی عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مکروه فلا یقع منهم

خلقت کو کبھی اوسکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اوسکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا پس وہ نہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الی نفس الفعل واما بالنظر الیهم فلکی ان افعالهم دائرة

کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار عمل کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اوسکی افعال محصور ہین

بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقع منهم کما یقع من غیرهم بمقتضی الشهوات بل انما یقع منهم

درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بھی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوات کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنیة صالحة یصیر بها طاعة واقل ذلك قصد التعلیم لغیرهم اذا ثبت هذا یجب علی کل مؤمن
نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سے وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اور کم سے کم بارادۂ تعلیم غیروں کی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی

ان یکون علی حذر عظیم ووجل شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان یصغی باذنه لهوی ویلتفت
کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سے کہ سنی اپنی کانوں سی اور توجہ کری

بعقله الی خرائف یفتلها فی حقهم خذلة المورخین ویتبعهم فی بعضها بعض الجهلة من المفسرین
اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلوں کی جو بعضی مورخ نابکار اونکی حال میں بیان کرتی ہیں اور اونکی ساتھہ بعضی جاہل مفسر بہی ہوگئی ہیں

فانهم لقلة تحصیلهم وعدم تحقیقهم ربما یفترون فی ذلك بظواهر من الکتاب والسنة وهذا
یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس باب میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتی ہیں اسہیئے

قیل التمسك فی معرفة الله تعالی ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الکتاب والسنة اصل من اصول
کہتی ہیں کہ تمسک کرنی معرفت الہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی

الکفر قال الامام السنوسی وکذلك تلقی هذا العلم من مجرد الکتب والمشائخ المصحفین والمتفقهین
امام سنوسی کہتی ہیں اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور مشایخ تصحیف کار اور فقہاء

بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ لهم واستحالة الکتمان علیهم فلانهم لو کتموا شیئا مما امروا تبلیغه لکان للناس
بی تحقیق کی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چھپانا کسی امر کا اسلئے ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چھپالیں تو عوام ہی امور ہوگی

مامورین بالاقتداء بهم فی کتمان بعض ما امروا تبلیغه من العلم النافع لمن اضطر الیه وکیف یتصور
اونکی پیروی کی وارباب چھپالینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی ہمی بات حاجتمند ہی اور کیسے خیال میں آسکتا ہی

ذلك فان الکتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ
کیونکہ چھپانا حرام ہی اور چھپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچھہ ہمی اوتارا

الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگوں کی واسطے کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینی والی

واما جواز الاعراض البشریة فی حقهم فلانها لا تضر فی رسالتهم وعلو منزلتهم بل هی مما تزید فی
اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق میں اسلئے ہی کہ اسمیں کچھہ خلل نہیں ہی رسالت کا ضرر اور بلند منزلت میں کچھہ خلل نہیں ہی بلکہ اسمیں اور ہی مرتبہ بڑہ جاتا ہی

مراتبهم باعتبار تعظیم اجرهم من جهة ما یقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالی کان قادرا علی
باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی

ایصاله الیهم ذلك الثواب العظیم بلا مشقة تلحقهم لکن بعظیم حکمته اختار ان یوصل الیهم
کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت رونما ہونیکی عنایت کری پر اپنی حکمت کامل سے یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا یعتقدوا فیهم الالوهیة وفیها ایضا اعظم
وہ ثواب بعد عارض ہونی اول عوارض کی عنایت کری واسطے رحمت کی ضعیف عقلوں پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدا ہیکا نہ کرلیں اور اسمیں بہی

دلیل علی صدقهم وکونهم مبعوثین من عند الله تعالی وکون ما ظهرت علی ایدیهم من الخوارق مخلوقة
اونکی صداقت پہہ اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پہہ پیدا ہوتی ہیں

لله تعالی من غیر ان یکون لهم قدرة علی اختراعها اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعها لدفعوا عن انفسهم
وہ سب خدا کی پیدا کئی ہوتی ہیں انبیاء کو کچھہ دخل نہیں ہی کہ پیدا کرلیں اسلئے کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ما هو یسیر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیة الخلق ونحو ذلك وفیها ایضا فائدة
آسان کا رہیلی رفع کردیتی بیماری بھوکہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذا خلق کی اور مانند اسکی اور اسمیں یہہ بڑا فایدہ ہی
عظیمة وهی تشریع الاحکام للخلق المتعلقة بها کما عرف احکام السهو فی الصلوة من سهوه علیه السلام
کہ خلقت کی واسطے وی احکام جو عوارض سی متعلق ہین جایز ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہوگئی
وکیفیة اداء الصلوة فی حال المرض والخوف من فعله علیه الصلوة والسلام وهیئة اکل الطعام و
اور کیفیت نماز پڑہنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور
شرب الماء ونحوه من اکله وشربه علیه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان کلمتی الشهادة
پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین
مع اختصارهما متضمنتان لجمیع ما یجب علی المکلف معرفته فی حقه تعالی وحق رسله من عقائد
باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر واجب معرفت الہی اور معرفت رسل کی عقاید
الایمان وذلك جعلهما الشرع دلیلا علی ما فی القلب من عقائد الایمان حتی لا یقبل من احد
ایمانی مین سی واجب ہی سب داخل ہی اسہی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دلیل ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی
الایمان الا بهما فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یستحضر معناهما ثم یشتغل بذکرهما صباحا ومساء حتی
بدون ان کلمون کی اسکی مرافق کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پہر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک
یمتزج معناهما بلحمه ودمه یسرنا الله المداومة علی ذکرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی مع فہم معانی کی اور نہ ہمارا گناہی اوپر طاعت کی
الا بالله العلی العظیم المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القیمة
سوا اللہ تعالی بہ بزرگ اور بزرگ کی چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا اپنیدار کو
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذلك
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پہر مرجاوی اوسی اعتقاد پہ
الا دخل الجنة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوذر وظاهره یقتضی ان یدخل الجنة
داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ
کل من یاتی بکلمة الاولی من کلمتی الایمان وان لم یات بالکلمة الثانیة منهما ولیس کذلك لانه
جو شخص پہلا کلمہ دونو کلمون ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین یون نہین ہی کہ جو کہ رسول
علیه السلام وان لم یذکر فیه احدی کلمتی الایمان لکنها مراده لان قول من یقول لا اله الا الله لا یستلزم
صلی اللہ علیہ وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا اسواسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچہ لازم نہین ہی
دخول الجنة ما لم یضم الیه قوله محمد رسول الله اذ لا یتم الایمان الا بهما ثم انه علیه الصلوة والسلام
کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلمون کی پورا نہین ہوتا پہر رسول علیہ السلام نی
اشار بقوله ثم مات علی ذلك الی لزوم الثبات علی الایمان الی الموت لان من لم یثبت علی الایمان بل
اشارہ کی اس لفظ سی پہر اوسی پر مری پہر ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہیگا بلکہ
مات علی الکفر لا ینفعه ایمانه الذی کان قبل ذلك وانما ینفعه الایمان الذی یکون ثابتا الی الموت
وہ کفر پر مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہ فایدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فایدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حیث یکون سببا لدخول الجنة وان کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها فان مرجیات علی الایمان
وہ ہی سبب ہوتا ہی واسطے دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بھی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی
مع کونه مصرا علی الذنوب غیر تائب عنها یکون فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله
اگرچہ وہ شخص گناہون پر جمارہا اور گناہونسی توبہ بھی نکی وہ خدا کی مرضی مین ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کرکر
الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنوبه ثم یدخل الجنة ولو بعد حین لکن ینبغی ان یعلم
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی گناہون کی برابر سزا دیکر پھر جنت مین داخل کری اگرچہ دہر کی بعد اب لایق ہی یہہ سمجھنا
ان کلمتی الایمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابد ان
کہ دونو کلمہ ایمان مین چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلی ضرور ہوا
یکون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غیر معرفة معناهما لا یکفی فی حصول
کہ ان کلمون کا پڑہنا انکی معانی سمجھکر کہو تا چاہیئی کیونکہ انکی پڑہی سی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہین ہی
حقیقة الایمان لان الایمان مبناه علی هذه الارکان الاربعة فاذا لم یتحقق العلم بما تضمنته
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چارون رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اوسکی مضمون کا
لا یکون لهما طائل ولا محصول اذ لیست فضیلة هاتین الکلمتین بانزاء تحریك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلمون مین کچہہ زبان ہلانی کی بزرگی نہین ہی جبتک دل مین
غیر حصول معناهما فی القلب بل فضیلتهما بانزاء هذه المعرفة التی هی حقیقة الایمان فعلی هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق
یجب علی کل مؤمن ان یعتنی ببثهما فی معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آوی انکی معنی دریافت کرلی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا
فی الدنیا والاخرة وقد نص العلماء علی لزوم معرفة معناهما والا لا ینفع بهما مجرد تلفظهما فی الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہین اور علماء صاف کہہ چکی ہین کہ سمجہنا انکی معنون کا ہر ضرور ہی نہین تو انکا زبانسی پڑہنا دائمی آگ سی
من الخلود فی النار فان کثیرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ینطق بکلمتی الایمان ویصلی ویصوم
نجات دینی مین کچہہ فائدہ نہ دیگا کیونکہ اکثر پیشوایان دین سی یوچہا گیا ایسی شخص کی حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی
ویفعل انواعا من العبادات لکن بظقه وعباداته لیس علی الایمان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتین کرتا ہی پہر اوسکا پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل
علی حسب ما یری الناس یفعلون ویقولون حتی انه ینطق بکلمتی الایمان لکن لا یفهم منهما معنی ولا
ویسی ہی عمل مین لاتا ہی جیسی اور لوگون کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر اونکی معنی نہین سمجہتا اور نہ
یدری معنی الاله ولا معنی الرسول ولا ما انفی ولا ما اثبت وربما یتوهم ان الرسول نظیر الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا
ینتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل یصدق علیه حقیقة الایمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو صورتی ظاہر مین اقوال اور افعال عمل مین آتی ہین اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی
فیما بینه وبین الله تعالی امر لا فاجابوا جمیعا بان مثل هذا الشخص لیس له من الاسلام نصیب
خدا کی نزدیک یا نہین سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام مین سی کچہہ نصیب نہین ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ما ذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکروه
اگرچہ اوسی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی حد میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غایة الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی
حق میں ذکر کیا ہی سب ظاہری یعنی نہایت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناها ثم ینطق
اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہی اور جنت میں داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کر کر انکی معنی دریافت کرے پیہ معنی سمجھکر

بهما مع فهم معناها لیوجد فیه اقرار بالسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان
زبانسی پڑہی تاکہ اوسمیں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله
پس پہلا کلمہ ان دونو میں سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود
سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی اسکی واجب الوجود القطعی

المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی
سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینی

یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك الدلیل وجود العالم فانه لکونه
دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اوروہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان یکون واحدا قدیما متصفا
حادث اور موجد کا محتاج ہو کر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہوں تو بیشک اوکی آپسمیں روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما
جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان
محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شئی نہ پیدا کر سکی اسلئے

الایجاد اثر القدرة وتابع القدرة فی شئ من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ تقتضی
کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شئی کا یا جانی بوجھی

العلم به لان القصد الی ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی
نہیں ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شئی کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سی بدون

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی
حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر

وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون
اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چار اوپر صفات مذکورہ سی اسیلئے اہل توحید بعضی

استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا رأینا اللہ بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات العالم من حیث
اثر سی مؤثر پر استدلال کر کر یہہ کہتی ہیں ہمنی جب کسی شی کو دیکھا تو دیکھا ہمنی اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سی
حدوثها وافتقارها الی من یوجدها لا تزال تنطق بلسان لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادث اور موجد کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہیں جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد
قدیما منصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیرة وسایر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام ستودہ صفتون والا اونکی یہہ کلام سمجھ والی سب سنتی ہیں
ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف
وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سمجھ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی ہیں جسمین نہ حرف ہون
ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یجاوز الا صوت وتشارك فیه البهائم الانسان والحاصل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی جو سوا آواز کی نہ سن سکی اور اوسمین چوپایہ اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی
ان المکلف لا یعرف من صفات الله تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر
کہ مرد مکلف عقل سی صفات الٰہیہ مین سی وہ ہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال نہین دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر
والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی
اور کلام اونکی ثبوت پر کبھی عقلا استدلال کرتی ہین اور کبھی نقلی پہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالی کی
بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الکمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور اونکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی
صفات نقصان سی واجب ہی موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہی [illegible]
بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی موقین کرنا اونکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین
اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی
عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلئی کہ افعال الٰہیہ ان صفات پر موقوف نہین ہین تاکہ اون افعال سی اونکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
وذاته تعالی لم یکن معلوما للبشر حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف
اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہین ہی جس سی معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی کمالیہ صفات ضرور موصوف ہو ناچاہئی ایسا کہ اگر یہہ صفات نہ ہونگی
بها یلزم ان یتصف باضدادها بل کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
تو اونکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق مین کمالیہ ہین اور یہہ کچھ لازم نہین ہی کہ جو صفت
الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما بالنسبة الینا کمالا ممتنعا فی
ہماری حق مین کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی کمالیہ ہو کیون نہین سمجھتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین بہ نسبت باری تعالی کی محال
حقه تعالی لکونهما من عوارض الاجسام هذا تحقیق الکلمة الاولی من کلمتی الایمان واما الکلمة الثانیة
ہین کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہین یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ
من هاتین الکلمتین فقد حکم فیها بکون محمد رسولا من عند الله تعالی ولا بد فی اثبات ذلك من دلیل
ان دو کلموں مین سی اوسمین یہہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہین اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکے بھی ثبوت کی کوئی دلیل چاہئی

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالی کی طرف سی اوسکے رسول کی

لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی مین

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا گویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی

رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی

رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار مین کھڑا ہوکر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی

فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی عرض کرتا ہون کہ اپنی عادت کی خلاف

من سريره ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پر سی اٹھکر ہو جا اور بیٹھ جاوی بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی

قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني وهذا مفيد للعلم الضروري يصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچھ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو

الفعل من الملك او لم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر وكاريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکہا اور کسینی نہ دیکہا بلکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سی اس باب مین

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ کسینی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکہا اور کسینی نہ دیکہا

بل بلغه خبرها بالتواتر فعلى هذا كل من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناها بما ذكر من الدلائل يحصل
بلکہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجہکر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی

له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچاوی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطے کہ ایمان

يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه كجعله في فانوس ودوس وس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکہدینا اور شیطانی

الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس
وسوسی اور نہ بہات ایسی ہین جیسی تند آندہیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دلمین روشن کرکر اوسکی محافظت کی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکہا

الطاعات بابتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
ماموارت پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندہی

التي هي الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجمر يوضع على المخنيق
وسوسہ شیطانی کی بجہہ بجہادی اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہین یار بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی بہتر جو گویہہ مین رکہکر

فیضرب به حائط الطاعات ویحصل فیه ثلمة ویدخل منه ریح الهوی وتطفی سراج الایمان فان

طاعات کی دیوار میں ماریگا اور اسمیں سوراخ پیدا ہوجا ویگا اور دلسوختہ سی ہوا ہوس کی باد اندر جھاکر ایمان کا چراغ بجھادی بیشک

زوال الایمان لایکون الا لمن کان له فساد فی قلبه واصرار علی المعاصی یدل علی ذلك قوله علیه السلام

ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دلمیں کچھ فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہ حدیث دلالت کرتی ہی

المعاصی برید الکفر فان الاصرار علی الصغائر یفضی الی الکبائر والاستمرار علیها یؤدی الی الکفر یشیر الی هذا

کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہیں کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجاتا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پر اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سے اسلام ہوتا ہی

قوله تعالی فی حق الیهود وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

جو یہود کی حق میں وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کمالائی غصہ اللہ کا یہہ اوسپر کردی

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ فانه

تھا نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیوں کا ناحق یہہ اسلئے کہ بی حکم تھا اور حد پر خوشتی تھی اللہ تعالی فی

تعالی بیّن فی هذه الایة ان العصیان والعدوان جرهم الی الکفر وقتل الانبیاء وحکایة مثل ذلك فی

اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کھینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

کتابه لطف منه بنبیه وامته لیسمعوه ویحترزوا عنه فانه علیه السلام لما کان خیر الخلق وافضلهم

اپنی کتاب میں اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی چال سی بچتی رہیں کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہیں

کان امته خیر الامم وافضلهم فلا ینبغی لمن کان من خیر الامم وانتسب الی خیر الخلق ان یرضی لنفسه

تو اونکی امت بھی تمام امتونسی بہتر اور افضل ہی ہرگز لایق نہیں ہی کہ کوئی شخص افضل امت میں سی ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر بہرہ وپسند کری

ان یکون من شر الناس بارتکاب المعاصی بل ینبغی له ان یسعی فی اصلاح نفسه بالایمان والعمل

کہ تمام لوگونمیں بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لایق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عملی سی درست کری

الصالح حتی یکون من خیر الناس کما قال الله تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ

تاکہ اچھی لوگونمیں داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بھلی کام وہی لوگ

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وقال النبی علیه السلام خیر الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره

بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیونسی اچھا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہوں اور بد آدمیونمیں وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیرکم من یرجی خیره ویؤمن شره وشرکم من لا یرجی

اور اعمال بد ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم میں سی بہتر وہ ہی جس سی بھلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم میں سی بدتر وہی

خیره ولا یؤمن شره وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من ترکه الناس

جسسی بھلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیوں میں اللہ کی نزدیک مرتبہ میں وہ ہی جسکو چھوڑدیں لوگ

اتقاء شره وفی روایة اتقاء فحشه وروی ان اعمال الامة تعرض علی نبیها فی البرزخ فلیستحی العبد ان

بدی سی بچنی کو اور ایک روایت میں بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ میں پیش ہوتی ہیں سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

یعرض علی نبیه من عمله ما نهاه عنه وقیل من اذنب ذنبا فجمیع الخلائق من الانس والدواب والوحوش

کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہیں جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

والطیور والدز خصماؤه یوم القیمة لانه تعالی بمنع المطر بشوم المعصیة فیتضرر بذلك اهل البر و

اور پرندہ اور جینوٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئے کہ اللہ تعالی مینہہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئے تمام خشکی اور

الخ

لبحر جمیعا فعلی المؤمن ان یحترز عن جمیع المعاصی یسیرنا اللہ الاحتراز عنہا المجلس الخامس
تری والون کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہی کہ تمام گناہوسی پر ہیز کرتا رہی الٰہی ہمیں آسان کر یجیا گناہوسی پندرہوین مجلس
عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اس بیان مین کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ ویمجسانہ کما تنتج البھیمۃ
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پھر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہین اور نصرانی کر دیتی ہین اور مجوسی کر دیتی ہین جیسی چوپایہ پورا بچا
بھیمۃ جمعاء ھل تجدون فیھا من جدعاء حتی تکونوا انتم تجدعونہا ثم قال فطرۃ اللہ التی فطر
جنتا ہی آیا اسمین کوئی کان ناک کٹا ہی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتے ہو پھر فرمایا وہ ہی تراش اللہ کی
الناس علیہا ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوھریرۃ ومعناہ ان کل مولود من البشر لا یولد الا
جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ ہر بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر
علی الجبلۃ السلیمۃ والھیئۃ المستعدۃ لمعرفۃ اللہ تعالی والتمیز بین الحق والباطل بما رکب فیہ من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الٰہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل مین کہتا ہو بزور اوس عقل
العقل القویم والوضع المستقیم ولو لم یعترضہ من الخارج آفۃ من فساد التربیۃ وتقلید الابوین و
درست اور وضع راست کی جو اوسمین پیدا کی ہی اگر اوسکو پیش آتا اوپر سی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور
الا نھماک فی الشھوات وتحوذلک من الافات لصرف فطرتہ الی ما نصب لمعرفۃ اللہ تعالی من الدلائل
کھپ جانا ہوا ہوس مین وہ ابتدا اسکی اور آفتین تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی مین واسطی معرفت الٰہی کی صرف کرتا
واستدل بھا علی وجودہ وقدمہ وکونہ واحدا منصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ وسائر ما
اور استدلال کرتا اللہ تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی
یلیق بہ من الصفات لکن یصدہ عن ذلک کلہ کثیر من الافات کما ان البھیمۃ تولد سویۃ الاطراف سلیمۃ من
جو اوسکو سزا وار ہین پر اوسکو روک دیتی ہین یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتھ پانو سی سالم پیدا ہوتا ہی
الجدع الذی ھو قطع الانف والاذن والشفۃ فلو لم یتعرض الناس لھا بالکی وقطع شئ مما ذکر لبقیت سلیمۃ
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچھ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچھا بھلا چنگا
کما کانت فانہ علیہ السلام شبہ ولادۃ الطفل علی الفطرۃ السلیمۃ بولادۃ البھیمۃ سلیمۃ غیر ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تھا پھر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدائش کو اوپر طبیعت درست کی شابہ فرمایا ہی ساتھہ پیدائش پوری بچہ چوپایہ کی آتا ہی فرق ہی کہ مراد
بالسلامۃ فی البھیمۃ سلامتہا عن العیوب الظاھرۃ وفی الطفل سلامۃ عن العیوب المعنویۃ المانعۃ عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ مین سلامتی ظاہر کی عیبون سی ہی اور آدمی کی بچہ مین مراد سلامتی معنوی عیبون سی ہی جو معرفت الٰہی سی روک دین
معرفۃ اللہ تعالی وقبول امرہ ونھیہ ثم انہ علیہ السلام بعد ما بین ان الناس کلھم یولدون علی الفطرۃ
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکہین پھر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہین
التی ھی الاستعداد القابل لمعرفۃ اللہ تعالی والتمیز بین الحق والباطل بما رکب فیھم من العقول حتی ھم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کرنیوالی حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو اوسکی اندر رکہی گئی ہی اوسکو کیسی رغبت دی
علیھا فقال علی طریق الاقتباس فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا فانہ فی قوۃ ان یقال الزم فطرۃ اللہ
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیون کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑ

التی هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل فعلی هذا کان الواجب علی کل

فطرت اللہ کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہو

مکلف ان لا یضیع تلك الفطرة بل ینبغی له ان یستعملها فی تحصیل معرفة الله تعالی والتمیز بین الحق

مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی مین اور تمیز کرنیمین درمیان حق

والباطل ولیس المراد بمعرفة الله تعالی معرفة ذاته تعالی لان ذاته تعالی لیست معلومة للبشر بل المراد

اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہین ہی اسلیی کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہین ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبیة وثبوتیة اما السلبیة فتنزیهه تعالی عن جمیع ما لا یلیق

معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہین سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالی کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوسین لایق نہین ہی

به مما یشعر بالاحتیاج والنقصان واما الثبوتیة فهی قسمان القسم الاول الصفات التی یتوقف علیها افعاله

لایق نہین ہین جن صفات کہ مبنی احتیاج مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہین پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہین یعنی قدرت

وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة والقسم الثانی الصفات التی لا یتوقف علیها افعاله وهی السمع والبصر

اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہین جن پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین یعنی سمع اور بصر

والکلام وتحقیق ذلك انه تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده

اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی ذات محسوس نہین ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکہہ کر معلوم کرلین اور نہ اوسکا وجود بدیہی ہی

ضروریا کالعلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجوده بالضرورة بل انما یعلم وجوده بالدلیل

جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدہا جانتی ہین تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکا وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلك الدلیل حدوث العالم وبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة

اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہین یا اعراض ہین اعیان سی مراد اجسام ہین جو اپنی آپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ینفك عنها وکل

بی سہاری قایم ہین اور اعراض سی مراد وہ صفات ہین جو اپنی ذات مین بی سہاری قایم نہین ہوتی بلکہ اجسام کی ساتہہ قایم ہوتی ہین اجسام کی ساتہہ رہتی ہین

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة

یہہ دونو حادث ہین اعراض مین سی بعضون کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی ضدادها ذکروا اما

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضون کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اوسکی ضدون مین اور

الاجرام فدلیل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم

اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرك بالبدیهة والاضطرار

اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلیی ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہین ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا یحتاج فیه الی تأمل وافتکار والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء

اسمین کچہہ تامل اور فکر کی حاجت نہین ہی اور حرکت اور سکون دونو حادث ہین انکا حدوث انکی آگی پیچہی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

کل منهما عند وجود الاخر وذلك مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلك فما من ساکن الا

ایک گذر جانا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام مین تو نظر آتا ہی اور جن اجسام مین یہہ مشاہدہ نہین ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرك الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث

عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون میں سی اب پیدا ہوگیا وہ حادث ہی

بطریانه والسابق حادث اذ لو کان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا ینخلو عن الحوادث حادثا

کہ اب پیدا ہوا اور پہلا ہی حادث ہوگا اسواسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبھی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئے حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم

کہ اگر وہ حادث نہو تو ہمیشہ قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاك واشخاص

کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جسکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحیوانات وغیرهما فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم

حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا

علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی

وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا

اوس سی پہلی حرکت ہی لی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلک قمر کی نیچی اسمیں یہہ قول ہی

ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا

کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو کچھ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة

سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈے سی اور جو کہتی ہی سو بیج سی اسہی طور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و

پس انکی قول پہ لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جسکا ابتدا نکلی اسلئے کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی لی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاك واشخاص الحیوانات

اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرهما حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث

حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکیں گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود ہوا نہیں

الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلك الحرکة التی قبلها وجودها

آوینگی اسلئے کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بھی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر

حرکات کی نہیں ہو سکتی اسہی طور کہینچا جا اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کریگا حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا تنقضی الی نهایة حتی تجد طریقا

پہر تو خیال کریگا اوس سی پہلی کو اور اسہی طرح ترتیب سی تو کہی تو انتہا کو نہیں پہنچیگا تاکہ طریقہ پیدا ہو

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت

اس حادث موجود کا تہا آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدائش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فیبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها فیبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث

پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اجسام کا جو حوادث سی خالی نہیں ہین

قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کونه حادثا

قدیم اور ازل مین ثابت ہونا بھی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل مین ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا

لثبت کون العالم بجمیع اجزائه من السمٰوٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی

تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم مع تمام اجزا کے آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالیکا محتاج ہی

محدث یخرجه من العدم الی وجود وذلك المحدث یلزم ان یكون قدیما واحدا متصفا بالقدرة

کہ اوسکو عدم سی بیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت

والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یكن قدیما بل كان حادثا لكان محتاجا الی محدث فیلزم الدور

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہین ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا

او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها وكلاهما محال ولو لم یكن واحدا بل كان اكثر من واحد

یا تسلسل جسمین وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو

لوقع بینهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم یكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة

تو بیشک اون دونو نہین روک لوگ واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر واحد نہو قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو

لكان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء

تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کچھہ پیدا نکر سکی اسلئی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین

یقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یقتضی العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم

بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتا اور ارادہ اوس شی کا بدون علم اوس شی کا نہین ہوسکتا اسلئی کہ قصد کسی شی کا ایجاد کا بی سمجھی بوجھی

به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی الحیوة لكونها شرطا فیها فعلی هذا یكون وجود

نہین ہوسکتا اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہوسکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود

العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وكونه قدیما واحدا متصفا

عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت

بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رایتا شیئا

اور چاروں صفتون کی اتصاف پر اسھی لئی بعضی صاحب نظر اثر سی مؤثر پر استدلال کر کر یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جو کوئی شی دیکھی

الا رایتا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها وافتقارها الی من یوجدها

اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم مین سی باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سی

لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة

یہہ کلام کرتا ہی جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی

والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع كلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع

اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اوسکی لایق ہین اونکی کلام سنی والی سب سنتی ہین وہ ہی نہین سنتی جنکی سماعت بیکار ہی

المعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به كلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی

اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارک فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارک فیه البهائم
ظاہری مرد نہیں ہی جس سی سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اسمین جانور اور انسان برابر ہین اس لئی کہ اوس شی مین کیا خوبی ہی جسمین جانور
الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فالذی
اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی مین سی بزور عقل وہ ہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر
علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارتهم بالنقل
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی
اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطے اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان ہین
واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا
بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطے اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شریع سی آنکا وجود واسطے اللہ تعالی کی ثابت ہی
فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اقوی من دلیل العقل لان تلک الصفات
سو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطے اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر
لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد
افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین ہی
حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها حتی لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها
تاکہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطے اللہ کے کمالیہ ہین موصوف ہونا ضرور چاہئی اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد ہی موصوف ہوگا
وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة الینا کمالا ان یکون
اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچھ لازم نہین ہی کہ جو شی ہماری حق مین کمالیہ ہو
فی حقه تعالی کما لا ترای ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان علی الله تعالی
وہ بہ نسبت ذات باری کی ہی کمالیہ ہو کیا تجھی نظر نہین آتا کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین پر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہین
لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک بالنقل
اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہین اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی
عن الانبیاء الذین ثبتت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی فی
انبیاء سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی
کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کیطرف سی فعلی تصدیق ہی
لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی
فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید عند ادعائه الرسالة صار کانه
واسطی رسالت کی دعوی مین بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتھہ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علمنا

یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسکی مثال موافق

ذکرہ العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم

بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کھڑا ہو کر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجکو تمہاری پاس

بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من

فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہی

الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ریب

کہتا ہو کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کھڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کری تو بیشک

ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی

یصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك

اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کچہہ شک

ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری

کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ

یصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم

دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا

یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز

تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہی اونپر محال ہی اور جو اونپر

لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضدادها وهذه

جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی

الصفات دهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی

یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین

الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم

نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ

قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما

انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز ہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر ہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور

وجوب الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه

اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسلواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر

لکنا ماموربن باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله

تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ اللہ تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت مین پس اگر اللہ تعالی کی علم مین

منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلك انه تعالی عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام او مکروه

اونسی خیانت ہوسکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا یقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الی نفس الفعل و ما بالنظر الیهم فالحق
سو اونکی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی
ان افعالهم دائرة بین الوجوب و الندب لا غیر لان المباح لا یقع منهم کما یقع من غیرهم بمقتضی الشهوة
کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچھ نہین اسلئے کہ انمیا سی مباح بھی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی
بل انما یقع منهم بنیة صالحة یصیر بها عبادة و اقل ذلك قصد التعلیم لغیرهم اذا ثبت هذا
ہوتا ہی بلکہ ولسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تاکہ وہ عبادت ہوجاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی
فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حذر عظیم و وجل شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان
تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہو بوجہ اس سبب سی
یصغی باذنه و یلتفت بذهنه الی خرائف یقفها فی حقم کذبة المورخین و یتبعهم فی بعضها بعض
کہ سنی کان لگاکر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حقین جھوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر
الجهلة من المفسرین فانه لقلة تحصیلهم و عدم تحقیقهم ربما یفترون فی ذلك بظاهر من الكتاب
بھی اونکی تابع ہوگئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹھی ہین
و السنة و لهذا قیل التمسك فی عقائد الایمان بمجرد ظواهر الكتب و السنة من غیر تفصیل
اسہی لئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقاید ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی
بین ما یستحیل ظاهره منهما و بین ما لا یستحیل فلا خفاء فی كونه اصلا من اصول الكفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت مین وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی
و البدعة قال الامام السنوسی و كذا تلقی هذا العلم من مجرد الكتب و المشائخ المصحفین و المتفقهین
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابونسی اور فقہا سی بی تحقیق
بلا تحقیق و اما وجوب التبلیغ فی حقهم و استحالة الكتمان علیهم فلانهم لو كتموا شیئا مما امروا بتبلیغه
اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چھپانی کا اسلئے واجب ہی کہ اگر انبیا علیہم السلام چھپا لیتے کچھ ہی امر معروف مین سی
لكان الناس ما مورین باتباعهم فی كتمان ما امروا بتبلیغه من العلم النافع لمن اضطر الیه و كیف یتصور
تو امت کو بھی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چھپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم مفید ہو حاجت مند کو اور کر یقصور مین امکان ہی
ذلك و الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ
حال یہہ کہ چھپانا حرام ہی چھپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چھپاتی ہین جو کچھ ہمنی اوتارا صاف حکم
وَ الْهُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ و اما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور
الاعراض البشریة لهم فلانها لا تضر فی رسالتهم و علو منزلتهم بل هی مما یزید فی مراتبهم باعتبار تعظیم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت
اجرهم من جهة ما یقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالی كان قادرا علی ایصاله الیهم ذلك الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب
العظیم بلا مشقة یلحقهم لكن تعظیم حكمته اختار ان یوصل الیهم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمی سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقا بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیهم الالوهیة وفیها ایضا اعظم دلیل علی صدقهم وکونهم
واسطی نرمی کی ضعیف عقلون پر تاکہ انبیا کو معبود نہ سمجھ لیں اور اسمین بھی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی
مبعوثین من عند الله تعالی وکون ما ظهرت علی ایدیهم من الخوارق مخلوقة لله تعالی من غیر
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتھ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کی پیدا کئی ہوئی ہین
ان یکون لهم قدرة علی اختراعها اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو یسیر
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچھ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو البتہ اپنی جان پر سی اوس سی آسان کو دور کردیتی
منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیة الخلق ونحو ذلك وفیها ایضا فائدة عظیمة
یعنی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی بڑا فائدہ ہی
وهی تشریع الاحکام المتعلقة بها کما عرف فی شرائعنا احکام السهو فی الصلوة من سهو
وہ جاری ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی
نبینا علیه السلام فی الصلوة وکیفیة اداء الصلوة فی حال المرض والخوف من فعله علیه السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی
وهیئة اکل الطعام وشرب الماء ونحو ذلك من اکله وشربه المجلس السادس عشر فی
اور وضع کھانا کھانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کھانی اور پینی سی سولوین مجلس
تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیره قال رسول الله صلی الله علیه
نیکبخت اور بدبخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرنی مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان العبد لیعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ویعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار
وسلم بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی
وانما الاعمال بالخواتیم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه سهل بن سعد ولیس فیه دلالة
اعمال خاتمہ پر معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اسحدیث مین عمل
علی ترك العمل بل فیه حث للعبد علی مواظبة الطاعات واجتناب السیات فی کل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گرنا ہونسی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت
اوقات العمر خوفا من ان یکون ذلك الوقت اخر عمره وفیه ایضا زجر له عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ سبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بھی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی
لانه لا یدری ماذا یصیبه فی العاقبة اذ رب شخص یعمل عمل اهل الجنة من الایمان والطاعات وفی
اسلئی کہ اوسی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور
تقدیر الله تعالی انه من اهل النار فیتحول فی اخر عمره من الایمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الٰہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہوجاویگا پھر
علی الکفر والمعاصی فیدخل النار ورب شخص یعمل عمل اهل النار من الکفر والمعاصی وفی تقدیر الله تعالی
کفر اور معاصی پر مر کر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الٰہی مین
انه من اهل الجنة فیتحول فی اخر عمره من الکفر والمعاصی الی الایمان والطاعات فیموت علی الایمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہوجاویگا پس ایمان اور طاعات پر مر کر

فیدخل الجنة فذلك قال النبی علیه السلام انما الاعمال بالخواتیم یعنی ان اعمال العبد
جنت میں داخل ہوگا اسی لئی فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہیں مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی

متعلقة فی السعادة والشقاوة باخر العمر وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اعملوا فکل
سعادت اور شقاوت میں آخر عمر سی متعلق ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہریک کو وہ ہی عمل

میسر لما خلق له اما من کان من اهل السعادة فسییسر لعمل اهل السعادة واما من کان من اهل
آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسییسر لعمل اهل الشقاوة فانه علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان کل احد
بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهیاء ومرتفق للذی خلق لاجله من الخیر والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة یجری الله تعالی
سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

علی یدیه اعمال اهل الجنة ویسیرها علیه حتی یموت ویدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار
اوسکی ہاتہہ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر کر جنت میں چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

یجری الله علی یدیه اعمال اهل النار ویسیرها علیه حتی یموت ویدخل النار فالعمل دلیل یغلب الظن
تو اللہ اوسکی ہاتہہ پر دوزخیونسی عمل پیدا کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر کر دوزخ میں چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اسکی دلیل ہی

ان الشخص من ای الصنفین یکون ومن هذا کان الواجب علی ان لا یکون خالیا عن العمل الصالح
کہ آدمی دونو قسم میں سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر میں سی نیک عمل سی خالی نرہا کری

فی وقت من الاوقات لانه لا یدری متی یاتیه الموت اذ لیس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم فی الظن
کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی کہ اوسکو

لمن رزقه الله تعالی الفهم والیقضة من نوم الغفلة والتفکر فی امر الخاتمة واسال الله ان یجعلنا
شخص ہین جسکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت

فی خیر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالی عند الموت کما قال الله تعالی ان الذین
اچھی وقت بشارت کی ساتہہ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنکو

قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم
کہا رب ہمارا اللہ ہی پھر اسہی پر ٹہری رہی اوں پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

توعدون فانه تعالی بین فی هذه الایة ان الذین اقروا بربوبیته واعترفوا بوحدانیته ثم استقاموا
وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پھر وہ اوسی اقرار

علی ذلك لا قرار والاعتراف الی الموت باتیان جمیع المامورات واجتناب جمیع المنهیات اذ لا یتحقق
اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجالاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل یحصل الاعوجاج بترك شئ من المامورات وارتکاب شئ من المنهیات
استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجاتی ہی ماموارت کی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل علیهم الملئکة من جهته تعالی عند الموت بالبشارات التی هی قولهم الا تخافوا ولا تحزنوا
تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التی وعدکم الله تعالی بها علی لسان نبیکم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان کنتم صدقین
اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالی نے تمہی وعدہ کیا تھا تمہاری نبی کی زبان پر اور اوسکی دشمنوں کی حق میں یہہ فرمایا تو مناؤ موت کو اگر تم سچی ہو
ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم والله علیم بالظالمین فبین سبحانه وتعالی فی هذه الایة
اور کبھی نہ منا وینگی مرنا اسلیئے کہ آگی بھیج چکی ہین اونکی ہاتہہ اور اللہ کو خوب معلوم ہین گنہگار اللہ تعالی نے اس آیت مین یہہ بیان فرمایا
ان الصادقین فی اقرارهم لکونهم مستعدین للموت یتمنونه ولا یفرون منه لکون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہین موت کی سامان جو کرتی رہی ہین تو موت کو مناتی ہین اور اوس سی بہاگتی نہین اسلیئے کہ اونکی عمل نیک ہین اور
الظالمون فلعدم کونهم مستعدین للموت لا یتمنونه بل یفرون منه لکون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہین کرتی رہی تو موت کو نہین مناتی بلکہ اوس سی بہاگتی ہین کیونکہ اونکی عمل بد ہین کیونکہ عمل بد
وان لم یخرج المؤمن عن الایمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا یکون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو با لفعل نہین کردیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسلیئے کہ بد خاتمہ اوسی کا ہوتا ہی
الا لمن کان له فساد فی الاعتقاد او اصرار علی المعاصی او عدول عن الاستقامة او ضعف فی الایمان
جسکی اعتقاد مین فساد ہوتا ہی اور گناہون پر اڑا رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی
اما الفساد فی الاعتقاد فان یکون فی قلبه شیء من انواع الشرک فان انواع الشرک ستة احدها
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دلین کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمین چہہ ہین ایک شرک
استقلال وهو اثبات الهین مستقلین کشرک الثنویة فانهم قالوا بحدوث فی العالم خیرا کثیرا وشرا
با استقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ ہم عالم مین بہلائی بہت دیکہتی ہین اور برائی ہی
کثیرا والواحد لا یکون خیرا وشریرا بالضرورة فلابد ان یکون لکل منهما فاعل علی حدة ثم انهم
بہت دیکہتی ہین اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہین ہوسکتا لیس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی
انقسموا قسمین القسم الاول المانویة والدیصانیة فانهم قالوا فاعل الخیر النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوئین پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ اگلا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثانی المجوس فانهم قالوا فاعل الخیر یزدان وفاعل الشر اهرمن یعنون به الشیطان ثم اختلفوا فان
قسم مجوس ہین یہہ ہی کہتی ہین فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق مین اختلف کیا ہی
اهرمن قدیم کیزدان او حادث منه والثانی من انواع الشرک شرک تبعیض وهو جعل الاله مرکبا
یا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا
من الهة کشرک النصاری فانهم اثبتوا الاقانیم الثلثة التی هی الوجود والعلم والحیوة وحکموا
کئی اللہ سی جیسی شرک نصاری کا نصاری کی تین اصل ثابت کئی ہین وجود اور علم اور حیات پہر ان تینون پر
علیها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مرکبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلثة
یہہ حکم کیا ہی کہ تینون خدا ہین اور یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ اللہ جوہر فرد ان تینون سی مرکب ہی اور کہتی ہین کہ مجموعہ ان تینون کا ملکر
اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلک غیر معقول العاقل والثالث من انواع
اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہراین اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہین ہی تیسرے قسم شرک کی
الشرک شرک تقریب وهو عبادة غیر الله تعالی لیقرب الی الله تعالی کشرک المتقدمی عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالی کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستون کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولی العظیم علی ما هم علیه من غایة الدناة ونهایة الحقارة سوء
انکی خیال مین جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دنائت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری
ادب عظیم یقربوا الیه بعبادة من هو اعلی منهم عنده کالملئکة والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلئے قرب الٰہی کی واسطے پوجنا اون چیزونکا شروع کیا جو اونکی خیال مین بہتر تھی جیسے فرشتے اور سورج اور چاند اور ستارہ اور
النار ونحوها ثم انهم لما راوا غیبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پھر انہون نے جب دیکھا کہ جنکی ہم عبادت کرتے ہین وہ ہماری سامنے سے غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالئے جسکے ذریعے اونکا معبود انکی
عنهم من معبودا تهم واشتغلوا بعبادتها ونیتهم فی ذلك ان یتقربوا الی ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنے لگتے اور غرض اونکی اس سے یہہ تھی کہ نزدیک ہوجاوین اوس سے جسکا بت بنایا ہی
وقصدهم من جمیع ذلك ان یتقربوا الی المولی العظیم لکن تلاعب الشیطان بعقولهم واوقفهم
اور اس سب سے یہہ مراد تھی کہ مولی بزرگ سے قریب ہوجاوین پر شیطان نے اونکی عقلون کو کھلونا بناکر
فی الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقلید وهو عبادة غیر الله تعالی تقلید اللغیر کشرك
گمراہ کردیا اور چوتھی قسم شرک کی شرک تقلیدی ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اوروں کو دیکھکر جیسی شرک
متاخری عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلین بعبادتها قلدوهم فیها
پچھلی بت پرستون کا انہون نے اپنی باپ دادون کو جو بت پوجتی دیکھا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی
وقالوا انا وجدنا اٰبآءنا علی امة وانا علی اثرهم مقتدون وهم کاباءهم فی ضلل مبین والخامس
اور کہنے لگی ہمنے پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدمون پر چلتے ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین
من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثیر للاسباب العادیة کشرك الفلاسفة والطما یعین
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سببی ہوا فق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیعیون کا
ومن تبعهم علی ذلك من جهة المؤمنین فانهم لما راوا ارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الری
اور جو اونکی ساتھہ ہین اس باب مین اسلامیون مین سی انہون نے جب دیکھا کہ ربط شکم سیری کا کھانا کھانی سی اور ربط تازگی کا
بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ینحصر وهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو
بجهلهم ان تلك الاشیاء هی المؤثرة فیها ارتبط وجوده معها اما بطبعها وبقوة وضعها الله فیها وهو
اپنی جہالت سی یہہ سمجھی کہ یہہ ہی چیزین مستقل تاثیر رکھتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نے اونمین پیدا کی ہی
غلط وسبب غلطهم قیاسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذی شاهدوه انما هو تاثر شئ
سب غلط ہی اور سبب غلط کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکھتے ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا
عند شئ وهذا هو حظ الحس واما تاثیره فیه فلا یدرك بالحس بل انما یدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر جو اسمین ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چھٹی قسم
انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغیر الله تعالی کشرك المرائین فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطے غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکاروں کا جب یہہ ریاکار کوئی مامور بہ
من واجب ومندوب وعند ترکهم المنهی عنه من محرم ومکروه لیس مقصودهم طلب رضاء الله تعا
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین جب کسی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضا مندی خدا تعالی کی نہین ہوتی

بل مقصودهم مجرد نیل مدح من بعض عبیده او حب منه له او ریاسة من عنده او ظفر
بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچھ مال حاصل کرنا
من قبله او صرف مذمة یخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعیم الجنان
یا دور کرنا بدنامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حوردن اور محلون اور نعمتون بہشت کی
والسلامة من النیران والسبب الحامل لهم علی ذلك نسیانهم توحیده تعالی حتی توهموا مکان
اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سب فسادنیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بھول جاتی ہین یہان تک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ
حصول نفع او ضر من غیره تعالی وتوهموا کون المخلوق قادرین علی النفع والضر حتی راعوهم
نفع اور ضرر سواء اللہ تعالی کی اور سی بہی ہوسکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ مخلوقات کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ
فی طاعتهم وتوهموا کون طاعتهم موثرة فی استجلاب نفع او دفع ضر فی الدنیا والاخرة
اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی
ولیس کذلك بل لو انهم احضروا فی ذهنهم انفراده تعالی بخلق جمیع الکائنات بلا واسطة
اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکہتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی
وعدم تاثیر لکل ما سواه فی اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لکانوا لا یقصدون بطاعتهم
اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچھہ تاثیر نہین ہی اور اسی مین اونکی طاعت بہی داخل ہی تو کبھی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی
التی وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالی ثم لطمعوا عند ها فیما وعد به الله تعالی من
سواء اطاعت امر الہی کی کچھ غرض نرکہتی پہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالی نی وعدہ فرمایا ہی
الخیر معها بمحض فضله من غیر وجوب ولا استحقاق وحکم الاربعة الاولی التی هی شرك
نعمت کا اوسکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک
استقلال وشرك تبعیض وشرك تقریب وشرك تقلید الکفر بالاجماع وحکم السادس الذی هو
استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چھٹے قسم کا
شرك الاغراض المعصیة بالاجماع وحکم الخامس الذی هو شرك الاسباب التفصیل
جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب ہی اس تفصیل پر ہی
وهو ان اهل الشرك فی اعتقادهم التاثیر لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من یعتقد ان تلك
کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی مسببات مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ
الاسباب تؤثر بطبعها وحقیقتها فی الاشیاء التی تقارنها ولا خلاف فی کفر من یعتقد هذا ومنهم
تاثیر ان اسباب کی جن اشیاء سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والون کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی
من یعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقیقتها بل بقوة اودعها الله فیها ولو نزعها منها
یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو
لا تؤثر قد تبعهم فی هذا الاعتقاد کثیر من عامة المؤمنین ولا خلاف فی بدعة من یعتقد هذا
تو اثر نہ کرتی ہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اوسکی شامل ہین ایسی اعتقاد والون کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی
وانما الخلاف فی کفره فمن کان فیه شئ من هذه المذکورات ولم یسع فی ازالته عن نفسه واصلاح
خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہوان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نکری

اوپر کی سب کا ذکر ہی

مسئلہ

شانه یختم له بالسوء وان کان مع کمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ینفعه
اور کا خاتمہ بہ ہوگا اگرچہ کمال زہد ہو وصلاح رکھتا ہو اسوسطی کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فایدہ دیگا
اذا کان مع الاعتقاد الصحیح الموافق لکتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم یکن مع الاعتقاد
کہ جب ساتھ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد
الصحیح الموافق لها بل کان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لها فلا ینفعه واما الاصرار علی المعاصی
صحیح کی نہو جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف ہو تو فایدہ نہ دیگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی
فبان یحصل فی قلبه الفها فان جمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
کہ اوسکا دل مین معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بھر مین جو جو محبوب رکھتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہین پھر اگر
میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند موته ذکر الطاعات وان کان میله الی
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت
المعاصی اکثر یکون اکثر ما یحضره عند موته ذکر المعاصی فربما یغلب علیه حین نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال مین
قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر حجابا بینه وبین
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوت سی یا کوئی گناہ گناہون مین سی دل پر غالب آجاتا ہی پھر اوسکا دل اوسی مین اُلجھا رہتا ہی اور وہ اوسمین اور اوسکی
ربه وسببا لشقاوته فی آخر حیاته لقوله علیه السلام المعاصی بریدالکفر واما الذی لم یرتکب
رب مین حایل ہوکر آخر وقت مین شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کا پیغامی ہوتی ہین اور جسنی اصلا کوئی گناہ
ذنبا اصلا او ارتکب لکن تاب فهو بعید عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہین کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کرلی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا
فبان یظهر فیه الاعوجاج فان من کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج عما کان
اور جسمین اوصاف پیدا ہوجاوی کہ سیدھی چلی پیدا ہوجاوی وہ شخص جو ابتدا مین مستقیم تھا پھر اپنی حال سی بدل گیا اور جس اوصاف پر
علیه فی ابتدائه یکون امره فی عاقبته وشومها تمته وشوم عاقبته کابلیس الذی کان فی ابتداء امره رئیس
ابتدا مین تھا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی بلیس کہ ابتدا مین فرشتون کا سردار
الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة حتی قیل لم یبق فی سبع سموت وسبع ارضین
اور انکا استاد اور عبادت مین بڑا ساعی تھا یہان تک کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور زمین مین
موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم الغرور بالسجود لادم الذی علیه السلام ابی واستکبر وکان من
کہین بالشت بھر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہین رہی تھی پھر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تھا
الکافرین وکبلعام بن باعور الذی اتاه الله تعالی ایاته فانسلخ منها بخلوده الی الدنیا واتباع هواه و
منکرون مین کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان عنایت کین پر وہ اوسی الگ ہوگیا دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی خواہش کی
کان من الغرین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطن اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف
گراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہوجا جب وہ منکر ہوا تو کہا مین تجھسی الگ ہون مجکو اندیشہ ہی
الله رب العلمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا مینے شیطان نی اوسکو کفر پر انگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کی کہ اوسکی عذاب مین شریک ہوجاون

ولم ینفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما فی النار خالدين فيها وذلك جزاء
اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پھر آخر دونو ہین آگ مین سدا رہینگے اور یہی اوسکی سزا
الظلمين واما الضعف فی الايمان فبان يكون حب الله تعالى فی قلبه ضعيفا فان من كان فی
کنہگار وںکی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمین ضعیف ہو جب اسکی
ايمانه ضعف يستولی على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقی فيه لحب الله تعالى شئ الا من حيث
ایمان مین سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت استقدر چھا جاتی ہی کہ اوسمین محبت الہی کی کچھ گنجایش نہین رہتی مگر یہہ ہی کچھ
حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر فی مخالفة الهوى ولا يؤثر فی الكف عن المعاصی ولا فی الحث
جیسی وہی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت مین اوسکا کچھ اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی کی رکنی مین ہو اور نہ کچھ اثر
على الطاعات فيهملك فی الشهوات وارتكاب السيئات فيتراكم ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال
عبادت کی رغبت مین ہو سو شہوات اور بدیون کی کرنہین ڈوبا رہتا ہی اور تابکی گن سہکی نہ برسنے اوسکی دل پر چڑھ جاتی ہی اور ہمیشہ
تطفی ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهی
نور ایمان کا جو اوسمین ہوتا ہی بجہتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا
محبوبة له وجها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى
اوسکی محبوبہ بنی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تہی کہ اوسکا چھوڑنا نہین چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹھاتا ہی سمجھتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سی ہی اور اسکا ڈر
عليه ان يحصل فی قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان انفق خروج روحه فی تلك اللحظة
یہہ ہی کہ اوسکی دلمین خدا کی طرف سی محبت کی جگہ کینہ پیدا ہوجاوی اگر اتفاقاً اوسی حالت مین جان نکل گئی
يختم له بالسوء ويهلك هلاكا ابديا والسبب المفضی الى هذه الورطة حب الدنيا والركون
تو اوسکا خاتمہ برہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ
اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذی
اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہوجاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمین
عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح
اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سی دور کری پہر اپنا عقیدہ
اعتقاده ان يحترز عن المعاصی عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات
درست کرکر گناہ ہو نسی پرہیز کری کہ نہ گناہون کی طرف خیال کری اور نہ گنہگارون کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کری
التی هی ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان ما لا يعرف
کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہین ہوسکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطے کہ آدمی ناداستہ چیز کو محبوب نہین کرسکتا
وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يجب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والی
محبوب اوہی کو رکہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص جرکو پہنچا یگا اوصاف سی جو اوسکو واجب ہین اور یہہ سمجہی کہ جتنی نعمتین مجکو اور اورونکو حاصل ہین
غيره ليس الا منه تعالى لا جرم يحبه فاذا احبه يسعى فی تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات
سب اللہ ہی کی طرف سی ہین تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی مین کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا
سخطه فيكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده بيرنا الله تعالى
پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت مین جانی کی لایق اوسکی وعدہ کی موافق ہوجاویگا خدا ہمکو آسان کیجہ

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوٰۃ عند القبور والاستمداد

ستروین مجلس اس بیان مین کہ قبرون مین نماز پڑھنا کرنی جایز نہین اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اھلھا واتخاذ السروج والشموع علیھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور قبرون پر روشنی کرنی وہ چراغ جلانی جایز نہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ھذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہون نی اپنی نبیون کی قبرین مسجدین بنالین یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

الصلوٰۃ والسلام علیہ ورواہ ام المؤمنین عائشۃ وسبب دعائہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الیھود والنصاری باللعنۃ انھم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیھا انبیاءھم اما نظرا منھم بان السجود لقبورھم تعظیم لھم وھذا شرک

نماز پڑھتی تھی ایسی مکانون مین جہان انکی انبیا مدفون تھی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور تعظیم ظاہر شرک ہی

جلی وھذا قال النبی علیہ السلام اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اوظنا منھم بان التوجہ الی قبورھم

اسہیلی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الہی میری قبر کو بت نہ کیجیو کہ اوسکی پرستش ہو اگری یا اس خیال سی کہ وہ سمجھتی تھی کہ قبرون کی طرف

حالۃ الصلوٰۃ اعظم وقعا عند اللہ تعالی لاشتمالہ علی امرین عبادۃ لہ تعالی وتعظیم انبیائہ اھ

متوجہ ہونا وقت نماز کی اللہ تعالی کی بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمین دو بات ہین خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

ھذا شرک خفی وھذا نھی النبی علیہ السلام امتہ عن الصلوٰۃ فی المقابر احترازا عن مشابھتھم

یہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسی لئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبرون مین نماز پڑھنی سی منع کیا کہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہین

بھم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد فلا تتخذوا

اگرچہ نیت دونون کی الگ الگ ہی اوغیرہا جو امتین تمسی پہلی تھین وہ اپنی انبیا کی قبرون کو مسجدین بناتی تھین تم قبرون کو

القبور مساجد انی انھاکم عن ذلک قال بعض المحققین والصلوٰۃ فی المواضع المتبرکۃ من مقابر

مسجد نہ بنالینا تحقیق اس حرکت سی منع کرتا ہون بعضی محقق کہتی ہین کہ نماز پڑھنی متبرک مکان مین جہان صلحا کی

الصالحین داخلۃ فی ھذا النھی لاسیما اذا کان الباعث علیھا تعظیم ھؤلاء لما فی ذلک من الشرک

قبرین ہون اسی نہی کی تابع داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ اون صلحا کی تعظیم کی واسطی پڑی اسلئی کہ اس نماز مین شرک

الخفی فان مبتدأ عبادۃ الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیہ السلام من جھۃ عکوفھم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت مین ہی تہا کہ وہ لوگ قبرون پہ بیٹہی رہتی تھی

کما اخبر اللہ تعالی فی کتابہ بقولہ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہی کہ نوح نی اپنی رب سی اہون نی میرا کہا نہ مانا اور وہ ایسی کا جسکو اوسکی مال اور اولاد ی

اِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ

اور بڑا نقصان ہی اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چھوڑیو اپنی ٹہاکرون کو اور نہ چھوڑیو ودکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو

وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیرہ من السلف کان ھؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیہ السلام

اور نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہین کہ یہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تھی حضرت نوح علیہ السلام کی امت مین

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورھم ثم صوروا تماثیلھم ثم طال علیھم الامد فعبدوھم وھذا ھو ابتداء

جب یہ مرگئی تو لوگ اونکی قبرون پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ اونکی صورتون کی بت بنالی پہر مدت گذر گئی تو اونہی کو پوجنی لگی اور یہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في اغاثته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها نهى الشارع

بت پرستی کی جاری ہوگیا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استاد سے نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سے شارع نے قبروں کو مسجد بنانے

اتخاذ القبور مساجد التي اوقعت كثيرا من الناس ما في الشرك الاكبر اوفيما دونه من الشرك فان الشرك

سے منع فرمایا ہی اسپی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا ہی بیشک شرک

بالقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا تجد كثيرا

صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسی واسطے ہم بہت

من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون

لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ قبروں پر جاکر رو تی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دلونسی ایسی عبادت کرتی ہیں

مثلها في بيوت الله تعالى ولا في وقت السحر ويرجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لديها ما

کہ ویسی مسجدوں میں کبھی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھکر اور دعا مانگکر اتنی

لا يرجون في المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهى النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في

امید رکھتی ہیں کہ نہیں رکھتی مسجدوں میں پیہ ہی واسطے یہ فساد کا قطع کرنیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا

المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلي بصلوته فيها بركة البقعة كما نهى عن الصلوة وقت طلوع

اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہکا مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع

الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فنهى

آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک لوگ آفتاب کو پوجتی ہیں سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی

امته عن الصلوة فيها وان لم يقصدوا ما قصده المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة

یعنی امت کو ان وقتوں میں نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی سی

تبركا بالصلوة في تلك البقعة فهذا غير المجادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداع

برکت اوسجگہ کی حاصل کیا چاہی تو یہہ واہی رسول کی عین مخالفت ہی اور اپنی طرف سی برخلاف نیا دین

دين لم يأذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستتار والاتباع لا تتلقى بالاهواء والاستحسان

احداث کرنا ہی جسکا اللہ نی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہواہوس اور بدعت پر نہیں

فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبيهم ان الصلوة عند المقبرة منهى عنها لان فتنة

بیشک سب مسلمانوں نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطے کہ فساد

الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع

شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت بت پرستوں کی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع

الشمس وحين غروبها ووحين استوائها فانه عليه السلام انما نهى عن تلك المفسدة سدا للذريعة

آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابر ہونی کی یعنی زوال پر کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطے مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہی

التشبيه التي لا تكاد تخطر ببال المصلي فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك

جسکا خطرہ ہی مصلی کی دل میں نہیں گذرتا اس وسیلہ سی کیونکر مخالفت ہوگئی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی

بدعاء الموتى وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المساجد

کہ اونکو موت کہکر پکارتی ہی اور انسی حاجتیں طلب کرتی اور یہہ اعتقاد کرتی کہ نماز کی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغیر ذلک مما ھو معاندۃ ظاھرۃ للہ تعالی ولرسولہ قال ابن القیم فی اغاثۃ من جمع بین سنۃ

اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ میں کہتا ہی جو شخص جمع کرکر کہی درمیان طرق

رسول اللہ علیہ السلام فی القبور وما امر بہ ونھی عنہ وما کان علیہ الصحابۃ والتابعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں کی باب میں اور حوالم فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا

وبین ما کان علیہ اکثر الناس الیوم ای احدھما مضاد للاخر ومناقض لہ بحیث لا یجتمعان ابدا فانہ

اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہیں تو ایک کو دوسرا لیکا برخلاف اور اوٹھا پاوگیا ایسا کہ ہرگز کبھی جمع نہیں ہوسکتی کیونکہ بسبب

علیہ السلام نھی عن الصلوۃ عندھا وھم یخالفون ویصلون عندھا ونھی عن اتخاذ المساجد

علیہ السلام نے قبروں کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبروں کی پاس نماز پڑہتی ہیں اور قبروں پر مسجدیں بنانی سی منع فرمایا

علیھا وھم یخالفونہ ویبنون علیھا مساجد ویسمونھا مشاھد ونھی عن ایقاد السرج علیھا وھم

اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدیں بناتی ہیں اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہیں اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

یخالفون ویوقدون علیھا القنادیل والشموع بل یقفون لذلک اوقافا ونھی عن تجصیصھا والبناء

خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلیں اور شمعیں جلاتی ہیں بلکہ اوسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کردیتی ہیں اور منع فرمایا چونہ گچ کری سی اور عمارت بنانی

علیھا وھم یخالفونہ ویجصصونھا ویعقدون علیھا القباب ونھی عن الکتابۃ علیھا وھم

اور یہہ خلاف کرکر قبروں پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہیں اور منع فرمایا قبروں کی اوپر لکہنی سی اور یہہ

یخالفونہ ویکتبون علیھا الالواح ویکتبون علیھا القرآن وغیرہ ونھی عن الزیادۃ علیھا غیر ترابھا

اوسکی برخلاف اوپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائیں شعر لکہتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں میں زیادہ اوپری مٹی مت بڑہاؤ

وھم یخالفونہ ویزیدونہ علیھا سوی التراب الاجر والاحجار والجص ونھی عن اتخاذھا عیدا و

اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹیں اور چونہ زیادہ کرتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں کو عید مت بناؤ

ھم یخالفونہ ویتخذونھا عیدا ویجتمعون لھا کما یجتمعون للعید او اکثر والحاصل انھم مناقضون

اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہیں جیسی عید میں جمع ہوتی ہیں یا اوس سی بی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہ لوگ بالکل

لما امر بہ النبی علیہ السلام ونھی عنہ ویحادون لما جاء بہ وقد ال الامر بھؤلاء الضالین المضلین

نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی بچتے ہیں اور خلاف کرتی ہیں اونکی احکام سی اب یہہ چال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الی ان شرعوا للمقبور حجا ووضعوا لہ مناسک حتی صنف بعض غلاتھم فی ذلک کتابا وسماہ مناسک

کہ قبروں کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقی مقرر کئی ہیں یہانتک کہ بعضی کٹوتوں نے اس باب میں کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاھد تشبیھا منہ للقبور بالبیت الحرام وھو لا یخفی ان ھذا مفارقۃ لدین الاسلام ودخول

حج المشاہد کہا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستوں کی

فی دین عباد الاصنام وانظر الی ما بین ما شرعہ النبی علیہ السلام فی القبور من النھی عما تقدم ذکرہ

دین میں داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی باب میں کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبین ما شرعہ ھؤلاء وما قصدوہ من التباین العظیم ولا ریب ان فی ذلک من الفساد ما یعجز

اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہیں کتنا بڑا فرق ہی اور بالاشبہ اسمیں اتنی فساد ہیں

الانسان عن حصرہ ومنھا تعظیمھا الموقع فی الافتتان بھا ومنھا تفضیلھا علی المساجد التی ھی

کہ انسان گنت ہوا نہکتا ہی ایک یہہ کہ قبروں کی اتنی تعظیم کرنی جس سی لوگ فتنہ میں پڑیں ایک یہہ کہ قبروں کی فضیلت مسجدوں پر ہی جو

خیر البقاع واحبها الی الله فانهم اذا قصدوا القبور یقصدونها مع التعظیم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانوں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کی محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہیں تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف
ورقة القلب وغیر ذلك مما لا یفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہیں ایسی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا اور کو مساجد میں نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ کہ قبروں پر
المساجد والسرج علیها ومنها العکوف عندها وتعلیق الستور علیها واتخاذ السدنة لها حتی
مسجدیں بناتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چلہ کشی کرتی ہیں اور قبروں پر غلاف چڑھاتی ہیں اور مجاور بٹھاتی ہیں یہاں تک
ان عبادها یرجحون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدانتها افضل من
کہ گورپرست قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنها التمسح بها ولمسها ومنها زیارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سے بہتر ہی اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکی مجاوروں کی منتیں مانتی ہیں اور ایک یہ کہ قبر پر جانا واسطے نماز کی اور انکی گرد پھر کر قبر پر آنا
وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹھا کر منہ پر ملنی اور ارواح مردوں کو پکارنا اور انہی سے مدد مانگنی
وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدیون وتفریج الکربات وغیر ذلك من
اور انہی سے نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوا اسکی
الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم ولیس شیء منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتیں طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی تھی اور ان میں سی کوئی بات جایز نہیں نزدیک کسی امام
المسلمین اذ لم یفعل شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین
اہل اسلام کی اسلئے کہ ان میں سی رسول رب العالمین نی کچھ نہیں کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین میں سی اور نہ کسی امام دین نی
ومن المحال ان یکون شیء منها مشروعا وعملا صالحا ویصرف عنه القرون الثلثة التی شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہد اوس سی خالی گذر جاویں جن عہدوں کی صدق
فیهم النبی علیه السلام بالصدق والعدل ویظفر به الخلوف الذین شهد فیهم النبی علیه السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاویں جنکی لئی نبی علیہ السلام نی
بالکذب والفسق فمن کان فی شك من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الارض ان یاتی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمیں کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لی آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی
عن احد منهم بنقل صحیح او ضعیف انهم کانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها ویحیح
کسی ایک کی اونمیں سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تھی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جاکر دعائیں مانگتی اور قبر والوں کو چیختی تھی
بها فضلا ان یصلوا عندها او سئلوا حوائجهم منها کلا لا یمکنهم ذلك بل انما یمکنهم ان یاتوا بکثیر
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑہیں یا اونسی اپنی حاجتیں مانگیں ہرگز یہہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہہ ہو سکتا ہی کہ اکثر
من ذلك عن الخلوف التی خلفت من بعدهم ثم کلما تاخر الزمان وطال العهد کان ذلك اکثر حتی
ان امورات کی سند متاخرین سی لاسکیں جو اونکی پیچھی پیدا ہوی ہیں پھر جتنا زمانہ پیچھے ہٹتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بھی بڑھتی گئی یہاں تک
وجدت من ذلك عدة مصنفات لیس فیها عن النبی علیه السلام ولا عن خلفائه الراشدین ولا عن
کہ چند کتابیں ایسی ملیں کہ جنمیں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

الصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها
اور نہ اور صحابہ سی اور تابعین سی ایک ہی حرف نہین بلکہ اونمین اسکی برخلاف بہت حدیثین مرفوع ہین جنمین کی
قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر فلا تقولوا هجرا اى فحشا
ایک یہہ حدیث ہی کہ مینے تمکو منع کیا تہا قبرون کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ
واى فحش اعظم من الشرك عندها فكونوا مما الاثار من الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبرون کی پاس باعتبار اقوال و فعل کی اور اثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہین منجملہ اونکی
ما فى صحيح البخارى ان عمر بن الخطاب راى انس بن مالك يصلى عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری مین ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتی ہین عمر نی کہا کہ قبر ہی قبر ہی ابن
القيم فى اغاثته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهاهم عنه نبيهم من الصلوة عند
قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ مین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبرون مین نماز پڑہنی سی منع فرمایا تہا
القبور وفعل الانسان لا يدل على اعتقاده جوازه اذ يحتمل ان لم يره او لم يعلمه انه قبر او ذهل عنه
اور انکی نماز پڑہنی سی یہہ نہین ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہان قبر ہی یا خیال نرا ہو
فلما نبههم عمر تنبهوا ومنها اتخاذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم
جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبرون کو عید بناتی ہین جیسی اہل کتاب کی مشرکون نی اپنی انبیاء
وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبى عليه
اور صلحاء کی قبرون کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشترک زیارت کی واسطی جمع ہوکر لغو اور خوشی مین مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ
السلام امته عن ذلك كما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبرى عيدا فصلوا
السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی وایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنالینا میری واسطی درود
على فان صلوتكم تبلغنى حيث كنتم فان قبره عليه السلام مع كونه سيد القبور افضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسی پڑہوگی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبرونسی بہتر اور افضل ہی
على وجه الارض اذا وقع النهى عن اتخاذه عيدا فقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهى ثم انه عليه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبرین چاہی کسی کی ہوا کری واسطی ممانعت کی ایق تر ہی پہر پیغمبر علیہ
السلام اشار بقوله فصلوا على فان صلوتكم تبلغنى حيث كنتم الى آخر ما ينال منه من امته من
السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر بیشک درود تمہاری مجکو پہنچتی ہی جہانسی پڑہوگی یہ غرایا کہ امت کی طرف سی
الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذه
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہون یا دور ہون پہر کیا حاجت ہی کہ اپکی قبر کو
عيدا لان فى اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها
عید بناوین اسواسطی کہ قبرون کو عید بناتی ہین وہ فساد ہین جسکو خدا کی سواء کوئی نہین جانتا بیشک کہ گورپرست جو قبرون کو
عيدا اذا رأوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكشفون رءوسهم ويضعون جباههم على الارض
عید بناتی ہین جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہین تو سواری پر سی پیادہ ہوجاتی ہین اور ننگی سر ہوکر سجدہ مین گر پڑتی ہین
ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر
اور زمین چومتی ہین پہر جب پاس جاتی ہین تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہین پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہین

طائفین به تشبیها له بالبیت الحرام الذی جعله تعالی مبارکا وهدی للانام ثم یلثمون
قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جسکو اللہ تعالی نے برکت والا اور خلقت کی لئے ہدایت بنایا ہی پھر

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخدودهم
بوسہ دینا اور چومنا سنہ وغیرہ کرتی ہین جیسی حاجی مسجد الحرام مین کرتی ہین پھر وہانکی مٹی اپنی چہروں اور گالون کو لگاتی ہین

ثم یکملون مناسک حجهم القبر بالحلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون
پھر تمام اوراب حج قبر کی سر منڈا کر اور بال کٹوا کر پوری کرتی ہین پھر اوس بت پر قربانیان ذبح کرتی ہین پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم ومعاریق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من
اوسکی نمازین اوراداب حج اور قربانیان اور رونا وگانا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجات ویسئل من تفریج الکربات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات
مانگنی اور سوالات کشایش محبتون کی اور غنی کرنا فاقہ کشون کا اور درگذر کرنی صاحب بصیعت اور بلیات سی

الله تعالی بل للشیطان فان الشیطن لبنی ادم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن
واسطے اللہ تعالی کی نہین ہین بلکہ یہی شیطان کی ہی بیشک شیطان بنی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر وفسی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التی هی رجس من عمل
سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطے بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یاایها
شیطان کا اور اللہ تعالی نے حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه
ایمان والو بیشک ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو اوسسی بچتی رہو

لعلکم تفلحون فالانصاب جمع نصب بضمتین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
شاید تمہارا بھلا ہو النصاب بضمتین جمع ہی سیاہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتھہ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك کله ومحوه
واسطے عبادت کی سوا اللہ تعالی کی درخت ہو یا پہتر یا قبر یا سوا اوسکی سمجھا کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یاتون الشجرة التی بویع تحتها النبی علیه السلام ارسل الیها
جیسی حضرت عمر نی جب سنا کہ لوگ مرد درخت آتی جاتی ہین اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی تو آدمی بھیجکر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التی بایع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و
کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تھی اور

ذکر الله تعالی فی القرآن حیث قال لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة
اللہ تعالی اوسکو قرآن مین ذکر کرتا ہی مشک اللہ خوش ہوا ایمان والونسی جب وہ تجھہ سی اوس درخت کی نیچی

فما ذا یکون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة
پس کیا حکم ہونا چاہئی واسطے اوس درخت کی اِن انصاب کا جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه علیه السلام هدم مسجد الضرار ففی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم
اور اس سی بڑھکر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروا دیا اسمین دلیل ہی واسطے گرا دینی اوسکی کہ بڑا فساد ہو

فسادا منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكمه لا سلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض
اوسکی جسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدیں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اس پر ہے کہ ڈھا دیا جاوے زمین سے برابر کر دیں
وكذا القباب التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل
اور ایسی ہی گنبد اور برج کہ قبروں پر بنائی گئی ہیں سبکا ڈھا دینا واجب ہی اسواسطے کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو
بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته وظهر بالهدم ولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى المسلمين
عمارت کہ بنیاد سبکی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا بہتر ہی بہ نسبت مسجد ضرار کی اسواسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر مسجد
على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدمها نهى عنه رسول الله صلى الله
منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبروں پر مسجدیں بناوین پس واجب ہوا جلد بسبی متاسب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی
ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول
اور اوسکی پر انیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیجاوین اسواسطے کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ
الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر وهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر
علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسہی واسطے علما کہتی ہین کہ منت ماننی
للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
قبروں پر روشنی کی اور تیل تی کی اور مانند اسکی جایز نہین ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جایز نہین بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی
ولا ان يوقف عليها شيء من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوشي
اور نہ وقف کیجاوی قبروں کی واسطی کچہ انہین سی بیشک یہہ وقف صحیح نہین اور نہ ثابت رکہنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابوبکر طرطوسی کہتی ہین
انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو جہانکہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کرکی آتی ہین اور صحت اور شفا اوسکی وسیلہ سی امید کرتی ہین
قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهي ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
اور اوسپر میخین گاڑتی ہین اور چیتھڑا باندہتی ہین پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکون کا درخت تہا
يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخاري في صحيحه عن ابي واقد الليثي
اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا کر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی چنانچہ بخاری اپنی صحیح مین ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی
انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة
کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم نئی نئی مسلمان تہی اور مشرکون کا ایک درخت سدر کا تہا
يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله
اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تہی اوسکا نام ذات انواط تہا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ
اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبي صلى الله عليه وسلم الله اكبر هذا كما قال بنو اسراءيل اجعل لنا الها كما لهم
ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کر دیجیے جیسا انکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ بڑا ہی یہہ ایسا قول ہی جیسا بنی اسرائیل نے کہا تہا ہماری واسطی معبود کوئی
الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الا
جیسے انکی معبود ہین پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کروگے تم سنتون انکی جو تمسے پہلی گذری پس جب مقرر کرنا یہہ درخت کا لٹکانی ہتیار کی اور جا بجا تبرک کی ہتیار کی اور جا بجا تبرک کی
والعكوف حولها اتخاذ الهة مع الله تعالى صراحة لا يعبدونها ولا يستلمونها شيئا فما الظن بغيرها مما يقصده الناس
کی ساتہہ اللہ تعالے کی باوجودیکہ یہہ اوس درخت کو پوجتی نہی اور نہ اوسکو چھوتی نہی اور نہ اوسپر عبادت مانگتی تہی سو اور درختون کا کیا حال کرنا ہی جسکا قصد کرتے ہین

من شجر او حجر او قبر و یعظمونه و یرجون منه الشفاء و یقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر

درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہیں اور امید شفا کی رکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ درخت یا یہہ پتھر یا یہہ قبر

یقبل المنذر الذی هو عبادة و قربة و یتمسحون بذلك النصب و یستلمونه و لقد انكر السلف التمسح بحجر المقام الذی

منتیں قبول کرتی ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہیں اور اوکو ہاتہہ یا لپ سی چومتی ہیں اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم

امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الازرقی عن قتادة فی قوله تعالى وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ

کی پتہر پر جسکا اللہ تعالی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بناؤ جیسا کہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر میں اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مصلى فان الناس امروا ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يمسحوه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل لا

نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہیں یہہ حکم نہیں ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملیں بلکہ علما کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی اور

الحجر الاسود واما الركن اليمانی فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان فی كل حين وزمان ينصب لهم فتنة

حجر اسود کی اور رکن یمانی میں صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اوسکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر سی لوگ

معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنا يعبد من دون الله تعالى ثم يوحی الى اوليائه ان من نهى عن عبادته

تعظیم کرتی ہوں نصب کیا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای اللہ تعالی کی پہر کہور پرستوں کی دلمیں یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گہور پرستی سی

وعن اتخاذه عيدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعى الجاهلون فی قتله وعقوبته ويكفرونه

اور گہور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بیحرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتی ہیں اور اوکو کافر کہتی ہیں

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالى ورسوله ونهى عما نهى الله تعالى ورسوله عنه والذی اوقع عباد القبور فی

اور سوا اسکی اوکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اوکی رسول نی فرمایا اور اوسی سی منع کیا جو اللہ اور اوکی رسول نی منع فرمایا اور گہور پرستوں کی فتنہ میں

الافتتان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب

پڑنی کی کئی سببہیں ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته

شرک کی جیسا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہیں جب اوکو شیطان پکارتا ہی گہور دن کی فتنہ کی طرف اور اوکا اتنا علم نہیں جس سی شیطانی دسوسہ کو باطل کریں

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكذوبة

تو اوکو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹی بہت حدیثیں

وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشياه عباد الاصنام من المقابرية وهی تناقض ما جاء به

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں نی وضع کی ہیں اوکا مضمون سراسر دین سی

من دينه كحديث اذا تحيرتم فی الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا اعيتكم الامور فعليكم

خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تنگ ہو جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بحجر لنفعه وامثال هذا الاحاديث التی هی مناقضة

اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم میں سی نیک اعتقاد کری پہتر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اوسکی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہیں

لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاسلام من المقابرية وراحت على الجهال والضلال والله تعالى

یہہ سب بت پرستوں بت پرستوں کی مانند نی وضع کین ہیں اور جہال اہل ضلال کو اچہی آگین اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بالقبر

یعنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بہیجا ہی جو پہتروں اور درختوں کو پوجا کرین کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بل طريق ومنها حكايات حكيت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلانی فی شدة فخلص

اور یہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی سی نجات پائی

منها وفلان نزل به ضر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضره وفلان دعاه فی حاجة ففضيت حاجته

اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی

وعند السدنة والمقابرية بشئ من ذلك يطول ذكره وهم من اكذب خلق الله على الاحياء والاموات و

اور مجاوروں اور گور پرستوں کی پاس ایسی بہت قصے ہیں جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑھی جہوٹی ہیں زندوں پر بھی اور مردوں پر بھی اور

النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضروراتها لاسيما من كان مضطرا ينشبث بكل سبب وان كان

طبایع انسانی واسطی ادائی حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر جہہ اہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ

فيه كراهة ما فاذا سمع احدان قبر فلان تريا ق مجرب يميل اليه فيذهب فيه ويدعوا عنده بخرقة وزلة و

کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا یہہ وہان جا ویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور

انكسار فيجيب الله تعالى دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لا لاجل القبر فانه لو دعا كذلك فی الحانة

انکسار سی پس اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دلمیں خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی نہ کہ قبر کی جہت سی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر یہ شخص اسی طور کہان

والحمامة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبر تاثيرا فی اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب دعوة

یا حمام یا بازار میں دعا کرتا تو یہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا

المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاءه يكون راضيا عنه ولا محبا له ولا راضيا لفعله

قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی

فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسر الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضاه

جیسکہ اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو

وسيد عليه بلطفه وكرمه المجلس الثامن عشر فی اقسام البدع واحكامها قال رسول الله صلى الله

اپنی لطف اور کرم سی اظہار دین مجلس بدعتوں کی اقسام اور اوسکی احکام بیان فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة

یہہ بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اللہ کی ہی اور اچھی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں میں بدتر نو پیدا نئی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں ہی اور ہر محدث بدعت ہی

وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر وفی حديث اخر رواه عرباض بن سارية

اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی

انه عليه السلام قال من يعش منكم بعدی فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتی وسنة الخلفاء

کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہی گا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکھی گا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اور یہہ میری سنت اور سنت خلفاء

الراشدين المهديين من بعده تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ اياكم ومحدثات الامور فان كل محدث

راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتوں سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئیں نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث

بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة فی هذين الحديثين البدعة السيئة التی ليس لها من

بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں میں مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل

الكتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التی يكون على

اور سند کتاب اور سنت سی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضمون سی سمجھی جاوی بدعت حسنہ اور نہیں ہی جسکی

اصل وسندہ ظاہر او خفی فلم لا یکون ضلالۃ بل ھی قد تکون مباحۃ کاستعمال المخیط والموطنۃ
اصل اور سند ظاہر یا خفی کیونکہ ہی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبھی مباح ہوتی ہی جیسی سلائی چینی آٹی کا اور چھلنی پہر کر

علی اکل الخطۃ والشبع منہ وقد تکون مستحبۃ کبناء المنارۃ وتصنیف الکتب وقد تکون
روٹی گیہوں کی ہمیشہ کھانی اور کبھی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابین تصنیف کرنی اور کبھی واجب ہوتی ہی

واجبۃ کنظم الدلائل لرد شبہ الملاحدۃ والفرق الضالۃ کان البدعۃ لھا معنیان احدھما لغوی
جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطے دفع کرنی شبہات ملحدون اور گمراہ فرقون کی اسلئے کہ بدعت کی دو معنی ہین ایک تو معنی لغوی عام ہین

عام وھو الحدث مطلق سواء کان من العادات او من العبادات والثانی شرعی خاص وھو الزیادۃ فی
یعنی حدث مطلق برابر ہی کہ عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہین یعنی دین مین کچھ بڑہانا

الدین او النقصان منہ یعد الصحابۃ بغیر اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صریحا ولا اشارۃ
دین مین سی کچھ کہٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہنہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ العام

فانھا فی الحدیثین وان کانت عامۃ تشتمل جمیع المحدثات لکن عمومھا لیس بحسب معناھا اللغوی
پس یہ بدعت دونو حدیثون مین اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنون کی مقصود نہین ہی

بل عمومھا بحسب معناھا الشرعی الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر علی بعض الاعتقادات
بلکہ عموم باعتبار معنون شرعی خاص کی مراد ہی پہر یہ عادات کو بالکل شامل نہین ہی بلکہ بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانہ علیہ السلام لم یبعث لتعلیم امر الدنیا وانما بعث لتعلیم امر الدین یدل علیہ
اور بعضی صورتین عبادات کی داخل ہین کیونکہ نبی علیہ السلام واسطے تعلیم امر دنیا کی نہین آئی وہ صرف واسطے تعلیم امر دین کی آئی ہین اس حدیث سی

قولہ علیہ السلام انتم اعلم بامور دنیاکم اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا بہ ثم البدعۃ فی الاعتقاد
سمجہا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کام پر جب مین تمکو دین کی بات بتایا کرون تو لیلیا کرو پہر بدعتین اعتقاد کی

بعضھا کفر وبعضھا لیس بکفر کبدعۃ الخوارج کلھم من کل کبیرۃ حتی القتل والزنا ولیس فوقھا الا الکفر والبدعۃ فی
بعضی کفر ہین اور بعضی کفر نہین ہین مگر تمام کبیرہ سی سخت ہین یہان تک کہ قتل اور زنا سی بہی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر پیکا ہی اور بدعت

العبادۃ وان کانت دونھا لکن فعلھا عصیان وضلال لا سیما اذا صادمت سنۃ موکدۃ واما البدعۃ
عبادت مین اگرچہ اوس سی کمتر ہی پیرو سکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

فی العادۃ فلیس فی فعلھا عصیان وضلال بل ترکھا اولی فترکھا اولی اذا تقرر ھذا فالمنارۃ تعد
عادات کی اسکی کرنین کچھ نافرمانی اور گمراہی نہین ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا بہی ترک اولی ہی جب یہہ ثابت ہو چکی تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوۃ وتصنیف الکتب عون للتعلیم والتبلیغ ونظم الدلائل لرد شبہۃ الملاحدۃ
واسطے خبر دینی وقت نماز کی اور کتابون کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطے تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطے دفع شبہات ملحدون

والفرق الضالۃ ھی عن المنکر وذب عن الدین فکل منھا مأذون فیہ بل مأمور بہ لان البدعۃ الغیر السیئۃ
اور گمراہ فرقون کی بازر کہنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر یک انہین سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئے کہ بدعت حسنہ

ما لم یحتج الیہ الا دائل نظرا لاحتجاج الیہ الا واخر ورأوہ حسنا علی سبیل الاجماع بلا خلاف ونزاع
وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت ہوی پیر متاخرون کی حاجت ہوئی اور سبکو بلا خلاف ونزاع پسند آی وبعد

وعند ھذا یستقر ارادۃ لا توجد تلک البدعۃ الغیر السیئۃ فی العبادات البدنیۃ المحضۃ کالصوم والصلوۃ
تو اس کی بہی پیروی حسنہ عبادات خالص بدنیہ مین نہین پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظائف کلها منها بل لا تکون البدعة فیها الا سیئة لان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفے کی تمام عبادتوں میں بدعتیں سیئہ ہی ہوتی ہیں بلکہ انمیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہے اسلئے کہ نہونا کسی کا کا قرن اول میں

لیس لا لعدم الحاجة الیه او لوجود مانع منه او لعدم التنبیه له او للتکاسل عنه او لکراهة وعدم مشروعیة
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بے خبری کی یا ناری کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی کی

والاولان منتفیان فی العبادات البدنیة المحضة لان الحاجة الی التقرب الی الله تعالی بالعبادة لا تنقطع
زد تو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ میں نہیں ہوسکتی اسلئے کہ حاجت قربت الٰہی کی عبادت سی منقطع نہیں ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم یکن منها مانع وکذا عدم التنبه لها والتکاسل عنها منتف ایضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام اور غلبۂ اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہیں تہا اور ایسی ہی بے خبری اور کاہلی بہی نہیں ہوسکتی

اذ لا یجوز ان یظن ذلک للنبی علیه السلام وجمیع اصحابه فلم یبق الا کونها بدعة مکروهة غیر مشروعة
اسواسطے کہ کہاں جایز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی پہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کونسی

وهذا المعنی اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب وفیهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رض کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انمیں ایک شخص

یقول کبروا الله کذا وکذا وسبحوا الله کذا وکذا واحمدوا الله کذا وکذا فیفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا تہا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ ابن مسعود اونکی پاس آئی پہر کہ

ما یقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذی لا اله غیره لقد جئتم بدعة ظلماء او لقد
جو کہتی تہی کہڑی ہو کر کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں پس قسم ہی اللہ کی جو نہیں معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو تباہ سیاہ یا

فقتم علی اصحاب محمد علیه السلام علما یعنی ان ما جئتم به اما ان یکون بدعة ظلماء او انکم تدارکتم
تم فائق ہوگئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم میں مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

علی الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له او لتکاسلهم عنه فغلبتموهم من حیث العلم بطریق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہہ نہ آئی اونکی بے خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم میں تم اونسی غالب ہوگئی

والثانی منتف فتعین الاول وهو کونه بدعة ظلماء وهکذا یقال بکل من اتی فی العبادة البدنیة المحضة
اور دوسری بات نہیں ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیئہ مقرر ہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہر یک کی حق میں ہر باب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تکن فی زمن الصحابة اذ لو کان وصف العبادة فی الفعل المبتدع یقتضی کونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت میں نہیں تہا اسواسطے کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کرے

لما وجد فی العبادات ما هو بدعة مکروهة وقد وجد فیها البدعة المکروهة علی ما صرح العلماء
تو عبادات میں بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات میں بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نے

فی نصائیفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فیها ومثل التضلیة والترضیة والتامین فی اثناء الخطبة
اپنی تصانیف میں صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمیں جماعت اور جیسی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہنی میں

وانواع النغمات الواقعة فیها وفی الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذکر امام الجنازة وقدام العرس
اور اقسام ترنم جو خطبہ میں اور آذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتی ہیں اور ذکر پکار کر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

فی الطرقات وغیر ذلک من البدع المنکرة الواقعة فی العبادات ولیس لاحد ان یقول انها لیست من قبیل
راستہ میں اور سوا اسکی اور کبہی بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحدثة

اور مکروہ نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزیں نو احداث

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة

بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت ہیں اونکی رسم نہ تھی

اذ يقال له ماثبت حسنة بالادلة الشرعية الصحيحة فهو ما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في

اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص

دو نو حدیثون مین اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام مین سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی

فمن يدعي ثبوت حسن العبادة المحدثة وكونها مخصصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون

اسپر جو شخص عبادات نو احداث کی حسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتاوی اس عام مین سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصصا لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا

تخصیص کی ہووی اسواسطی کہ چلن اکثر شہرون کا اور اقوال زاہدون اور عابدون کی اس قابل نہین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب و

ہوسکین اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم

سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والون سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہین ہین وہ عوام لوگون مین

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت عليه السنة

داخل ہین اونکی بات کا اس باب مین اعتبار نہین ہان اگر اونکی کلام اصول اور کتابون معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع معا ان في كتاب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ

اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ مین بھی اسکے اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہین جو راہ ڈالی ہی اونکو واسطے

الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يثبت

اونکی واسطے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نی پھر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطے تقرب الہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی

الله تعالى فقد شرع في الدين مالم يأذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبودا كما قال

اللہ تعالی کی تو اوسنی اپنے مین ایسا بنایا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہین دیا پھر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ

الله تعالى في حق اهل الكتاب اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فقال عدي بن حاتم

اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق مین کہا ہی ٹھہرائی ہین اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چھوڑکر پس عدی بن حاتم نی

للنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم يأذن به الله تعالى

نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہون نی عبادت تو انہین کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر مین بدون حکم اللہ تعالی کی

فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و

تو اوسنی گویا عبادت کی وہ اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتین عبادات بدنیہ خالص مین سیئہ ہی ہوتی ہی اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه

بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ مین تمیز نہین کرتی وہ یہہ سمجھہ بیٹھتی ہین کہ جو بات اونکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباعہم یحسنون السیئة من الحسنة فقد خبطوا خبط العشواء لا یفرقون بین الواجب
وہ ہی حسن ہی پھر وہ سیئہ کو بھی حسن تصور کرتی ہیں سو وہ رستہ چلی جیسے اندھی اونٹنی کہ اپنی چلنی میں مہلک رستہ
والمهلكة والجادة المنجية وعلى هذا فقس الضابط فى هذا ان يقال الناس لا يحدثون شيئا الا انهم يحدثون
اور صاف رستہ بچانے والا نہیں بچاتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ بولو کہ ہیں کہ نئی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک اوسمیں کچھ مصلحت
مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يحدثوه فما يراه الناس مصلحة ينظر فى السبب فان كان
نہیں دیکھتی کیونکہ اگر اوسمیں کچھ برائی سمجھیں تو کیوں پیدا کریں پھر جس امر میں وہ لوگ مصلحت دیکھتی ہیں اوسکی باعث میں تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ
السبب امرا قد حدث بعد النبى صلى الله عليه وسلم فى يجوز احداثه ما تدعو الحاجة اليه كنظم
سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی ثواب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطے جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا
الدلائل فان السبب الداعى اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا فى عهده عليه السلام
دلائل کا جیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقوں کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ میں نہیں تھی
لم يحتج اليه وان كان المقتضى لفعله موجودا فى عصره عليه السلام لكن ترك لعارض نزال بموته
تو دلائل کی بھی حاجت نہیں تھی اور اگر سبب مقتضی اوس امر احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد میں موجود تھا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تھا کہ اوسکا عارضہ جاتا رہا
فكذلك يجوز احداثه كجمع القران فان المانع منه فى حياته عليه السلام كون الوحى لا يزال ينزل
تو بھی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بنا ناغہ وحی آتی تھی پھر اللہ تعالی السلام
فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضى لفعله فى عهده عليه
جو چاہی تھا سو بدل دیتا تھا پھر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جسمیں امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی
موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى
موجود تھا اور مانع اوسکا نہیں تھا اور تو بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی
اذ لو كان فيه مصلحة لفعله او حث عليه ولما لم يفعله عليه السلام ولم يحث عليه
اسواسطی کہ اگر ایسی امر میں کچھ خوبے ہوتی تو بیشک اوسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی
علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان فى العيدين فانه لما احدثه
تو معلوم ہوا کہ اسمیں کچھ خوبے نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیح ہی جیسی عیدین میں اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب
بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته لقيل
بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کرکر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پھر اگر وہ ہی اذان بدعت ہوکر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی جواب
هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة ويدخل فى العموم
کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اوسکی خلقت کو عبادت کی واسطے بلاتی ہین پھر ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی
التى من جملتها قوله تعالى واذكروا الله ذكرا كثيرا وقوله تعالى ومن احسن قولا ممن دعا الى الله
کہ انہیں سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنے بلایا اللہ کی طرف
لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعله عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام
لیکن یہہ جواب کسیسی نہیں دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کا کہ جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا بھی اوس کا کہ جسکو پیغمبر
مع وجود المقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان فى الجمعة
اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العیدین کان ترک الاذان فیها سنة ولیس لاحد ان یزیده ویقول هذا زیادة العمل الصالح
اور عیدین میں نہ فرمایا تو عیدین میں اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسیکو طاقت نہیں کہ اسکو زیادہ کا قائل ہو کر یہہ کہوی یہہ عمل صالح کی افزائش ہی
لایضر زیادته اذ یقال له هکذا تغیرت ادیان الرسل وتبدلت شرایعهم فان الزیادة فی الدین
ایسی زیادتی کا کیا ڈر ہی اسواسطے کہ اسکا یہہ جواب ہی کہ اسیطرح رسولوں کی دین متغیر ہوگئی اور اونکی شریعتیں متبدل ہوگئیں بیشک دین میں اگر بڑھانا جایز ہو
لوجاز ت لجاز ان یصلی الفجر اربع رکعات والظهر ست رکعات ویقال هذا زیادة عمل صالح لا یضر
تو البتہ جایز ہوتا کہ صبح کی فرض نماز میں چار رکعتیں اور ظہر کی فرض میں چھہ رکعتیں پڑہا کریں اور کہا کریں یہہ عمل صالح کی زیادتی ہی
زیادته لکن لیس لاحد ان یقول ذلك لان مایبدیه المبتدع من المصلحة والفضیلة ان کان ثابتا
اسمیں کیا نقصان ہی لیکن یہہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا اسواسطے کہ جس امر کو بدعتی نیک اور افضل جانتا ہی اگر وہ امر
فی عصره علیه السلام ومع هذا لو یفعله علیه السلام فیکون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پیغمبر علیہ السلام کی وقت میں ثابت نہا اور پھر بھی اوسکو نہیں کیا تو ایسی کام کا چھوڑنا ہی سنت ہی ہر عموم
علی کل عموم وقیاس فمن عمل به مع اعتقاده انه غیر مشروع فی الدین یکون فاسقا غیر مبتدع وان
اور قیاس سی سابق ہی پس جو شخص ایسی امر کو عمل میں لاوی دین کی اندر نا جایز اعتقاد کر کر تو وہ فاسق غیر مبتدع ہی اور اگر
عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدین یکون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فکل
عمل میں لاوی دین کی اندر جایز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا اسواسطے کہ فسق بدعت سی عام ہی پس جو
بدعة فسق من غیر عکس وکذلك قیل البدعة شر من الفسق فان من یفعل البدعة فهو ینقض
بدعت ہی وہ فسق ہی بدون عکس کی یعنی بعضی فسق بدعت نہیں ہیں اور ایسی ہی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سی بدتر ہی کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل میں لاتا ہی تو وہ رسول
یفعل وان کان فی زعمه انه یعظمه بالبدعة حیث یزعم انها خیر من السنة واولی بالصواب
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نقض کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان میں اوس بدعت سی تعظیم سمجھتا ہی کیونکہ اونکا قول ہی کہ یہہ امر سنت سی بہتر ہی اور صواب میں اولی ہی
فیکون مشاقا لله ولرسوله لاستحسانه ماکرهه الشرع ونهی عنه وهو الاحداث فی الدین وانه تعالی
پس وہ مقابلہ کرتا ہی اللہ اور اوسکی رسول کا اسواسطے کہ نیک جانتا ہی جسکو شرع نی مکروہ ٹہرایا اور اوس سی منع فرمایا اور یہہ ہی دین میں بدعت نکالنا اور بیشک اللہ تعالی
قد شرع لعباده من العبادات مافیه کفایة لهم واکمل دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبر به فی کتابه الکریم
اپنی بندوں کی واسطے ایسی عبادات مقرر کر چکا ہی جسمیں اونکی تئی کفایت ہی اور دین کامل کر چکا اور اپنی نعمت پوری دی چکا چنانچہ اسکی خبر اپنی کتاب کریم میں
وقال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فالزیادة علی الکمال نقصان واختلال
دی ہی فرمایا آج میں پورا دی چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا میں تمپر احسان اپنا پس کامل کی اوپر اور بڑہانا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہی
بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر فی الاصول ان حسن الافعال وقبحها عندالهل الحق انما یعرفا بالشرع
جیسی چہٹی اونگلی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزدیک بہلائے اور برائی صرف شرع سی معلوم ہوتی ہی
لا بالعقل فکل فعل امر به فی الشرع فهو حسن وکل فعل نهی عنه فی الشرع فهو قبیح وقال الامام الغزالی فی
عقل سی نہیں معلوم ہوتی پس جسکام کا شرع نی حکم فرمایا ہی وہ ہی نیک ہی اور جس کام سی شرع میں منع کیا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی
کتاب الاربعین فی اصول الدین ایاك ان تتصرف بعقلك ونقول کل ماکان خیرا ونافعا فهو افضل
کتاب اربعین فی اصول الدین میں کہتی ہیں اس سی بچتی رہنا کہ تو عقل کی پیروی کر کر کہنی لگی جو امر خیر اور نفع رسان ہی وہ ہی افضل ہی
وکل ماکان اکثر کان انفع فان عقلك لا یهتدی الی اسرار الامور الالهیة وانما یتعقلها قوة النبی علیه السلام
اور جو امر اکثر ہوتا ہی وہ نفع رسان ہوتا ہی کیونکہ تیری عقل نہیں جا سکتی ہی طرف بھید امور الٰہی کی اوس بھید کو صرف قوت نبی علیہ السلام کی رسائی ہی

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس وما ورد فيه كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها
تجھکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہیں معلوم ہوتی دیکھا نہیں کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی یا این ہمہ

فی جمیع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر
تمام اجزا نہار مین ممانعت ہی اور تجھکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہ سب ملکر تخمیناً

ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل
تہائی دن ہوتا ہی اور احیا مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ یہ تجربہ کو دخل ہی

اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع في الاخرة مع ان التجربة غير منطرق اليها وانما يكون ذلك لورجع
ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو اودہر کوئی راہ نہین ہی یہ حال جب معلوم ہوسکتا ہی اگر

الينا بعض الاموات واخبرونا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه
ہماری پاس کوئی مردہ چلا آوی وہ اگر ہمکو بتاوی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہوسکتا

وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد
صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی

فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علي اني اعلم ان
سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کریگا پھر علی نی فرمایا مین جانتا ہون کہ

الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام وبحث عليه فيكون صلاتك عشا
اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرین یا اوسکو امر وہ نہین یہہ تیری نماز عبث ہی

والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بحق القضاء لنبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد
اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالی تجھکو عذاب دی سبب قضا کرنی نبی علیہ السلام کی اور صاحب ہدایہ کہتی ہین مکروہ ہین نفلین پڑہنی بعد

الفجر اكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم
طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسلام سی کہ نبی علیہ السلام نی ان سی زیادہ نہین پڑہی باوجود حریص ہونی نماز کی اب دیکھہ نبی علیہ السلام کی

فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين الواجب
نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادات کہ واجب

والبدعة يأتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم وداب السنة
اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچمین مشکوک ہو تو ترک کریگا اسلیئے کہ بدعت کا چھوڑنا

غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا
کچھ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب کی سی بڑا ضرر ہی جس جگہ کہا ہی اگر

شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك
شک واقع ہو نماز مین کہ پڑہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پھر شک ہوا

لا شئ فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية و
تو اوسمین کچھہ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت اور دوسری رکعت مین قرات نہ کریگا

الرابعة فتعين الاوليين للقراءة في الفرض واجب وقد امر بتركه حتى احتمل وقوع النفل بعد العصر
چوتھی مین قرات نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرات کی فرض مین واجب ہی حکم ہوا اوسکی ترک کا اس احتیاط کی لیی یعنی واجب عصر کی اعادہ

وهو بدعة مکروهة وروی عن سفیان الثوری انه کان یقول البدعة احب الی ابلیس من کل
کہ یہہ بدعت مکروہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتے تہے کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی
المعاصی لان المعاصی یتاب عنها والبدعة لا یتاب عنها وسبب ذلک ان صاحب المعاصی یعلم
اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہوسکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی
بکونه مرتکب المعاصی فیرجی له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فیعتقد انه فی طاعة وعبادة
کہ میں بڑا خطاوار ہون تو دی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہون اور طاعت میں ہون
ولا یتوب ولا یستغفر لهذا ما حکی عن ابلیس انه قال قصمت ظهر بنی آدم بالمعاصی والاوزار وقصموا
توبہہ شخص نہ تو توبہ کرتا ہی نہ استغفار اور ابلیس ننگا حکایت ہی کہ کہتا ہی میںنی پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہون سی اور بنی آدم نی
ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع
میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سو میںنی اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہین کہ اوس سی نہ استغفار کرین اور نہ توبہ کرین اور وہ بدعتین ہین
فی صورة العبادة فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم کراهة ما اعتادوه
عبادت کی ابلیس ہین اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگون کی کہ استدلال کرتی ہین بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی
من البدعة بحدیث شایع بینهم وهو ما راٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راٰه المسلمون
اس حدیث سی جو اونمین مشہور ہی یہہ کہ جسکو مسلمان نیک جانین تو وہ اللہ کی نزدیک بہی نیک ہی اور جسکو مسلمان
قبیحا فهو عند الله قبیح وهل یصح هذا الاستدلال منهم ام لا یصح فالجواب علی ما ذکره بعض الفضلاء
برا جانین سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح نہین ہی یا صحیح نہین پس اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلاء کی
ان هذا الاستدلال لا یصح والحدیث حجة علیهم لا لهم لانه بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود
یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہین ہی اور یہہ حدیث اونکی حق مین مفید نہین کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر
رواه احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابو نعیم هکذا ان الله تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار
روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابونعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندون کی دلون کو پہر پسند کیا
محمدا فبعثه بسرسالته ثم نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اوسکو اپنے رسالت پر پہر دیکہا بندون کی دلون کو پہر پسند کیا اونکی لئی اصحاب پہر اوسکو مقرر کیا دین کی مدد گار اور اپنی نبی کی وزیر
فما راٰه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راٰه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح وکلا شک ان
پس جس چیز کو دیکہین مؤمن حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہین اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک
اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان الحدیث ح یکون مخالفا لقوله علیه السلام ستفترق امتی
لام مسلمین کی لفظ مین مطلق جنس کی لئی نہین ہی اسلئی کہ یہہ حدیث ب اس حدیث سی مخالف ہوجاوی گی قریب ہی کہ میری امت مین
علی ثلث وسبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة لان کلا من فرق الامة مسلم یری مذهبه حسنا
تہتر فرقی ہوجاوین گی وہ سب دوزخی ہین سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہین اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہین اس سی یہہ لازم آتا ہی
ان لا یکون فرقة منها فی النار وکذا بعض المسلمین یری شیئا حسنا وبعضهم یراه قبیحا فیلزم ان لا یتمیز
کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہین اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہین اب یہہ لازم آتا ہی کہ
الحسن من القبیح بل هو ما للعهد والمعهود ما ذکر فی قوله فاختار له اصحابا فیکون المراد بالمسلمین
حسن اور قبیح مین تمیز نرہی بلکہ وہ لام یا تو واسطی عہد کی ہی اور معہود مراد وہ لوگ ہین جو اس قول مین مذکور ہین پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد المسلمین سی

الصحابة فقط اولاستغراق خصائص الجنس فیراد بالمسلمین اهل الاجتهاد الذین هم الکاملون فی صفة

صحابہ ہیں فقط یا لام واسطی استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین سے اجتہاد والی علماء ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں

الاسلام صرفا للمطلق الی الکامل لان المطلق عند عدم القرینة ینصرف الی الفرد الکامل وهو المجتهد

واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئے کہ جب مطلق قرینہ سے خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہیں مجتہد ہی

فیکون المعنی ما راٰه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راٰه الصحابة او اهل الاجتهاد

اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سووہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد

قبیح فهو عند الله قبیح ویجوز ان یکون للاستغراق الحقیقی فیکون المعنی ما راٰه جمیع المسلمین حسنا

قبیح سمجھیں سووہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بھی ہوسکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جس بات کو تمام مسلمان حسن جانی

فهو عند الله حسن وما راٰه جمیع المسلمین قبیحا فهو عند الله قبیح وما اختلف فیه فالعبرة للقرون

سووہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو تمام مسلمان قبیح جانی سووہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جسبات میں اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون کا ہوگا

المشهود لهم بالخیر لا للقرون المشهود لهم بالکذب وعدم الاعتماد فی قوله علیه السلام خیر القرون قرنی

جسکی حق میں شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق میں شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث میں سب قرنوں میں بہتر میرا قرن ہی

الذی بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشوا الکذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم وکاذیب

جسمیں میں مبعوث ہوئی ہوں پہر جو اسی متصل ہیں پہر جو اسی متصل ہیں پہر ان کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد نہ افعال کا اور بی شک

ان الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبیحا فهو عند الله

صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اللہ کی نزدیک بی

قبیح ومثل قوله علیه السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة فان المراد بالامة فی هذا الحدیث اهل الاجماع

قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہیں متفق ہوگی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی سحدیث میں وہ اہل اجماع ہیں

الذی هو بکل مجتهد لیس فیه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق یورث التهمة ویسقط العدالة وصاحب

جنمیں ہر ایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمیں نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور

البدعة یدعو الناس الی البدعة ولا یکون من الامة علی الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل

بدعتی لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہیں ہی اسواسطی کہ امت مطلق سی مراد اہل

السنة والجماعة وهم الذین طریقتهم طریق النبی علیه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال

سنت والجماعت ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہیں ہیں

کما قال النبی علیه السلام امتی من استن بسنتی ویصح ان یراد بامتی جمیع الامة بناء علی ان الاضافة

چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہیں میری امت میں وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہوسکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت

کالام قد تکون للاستغراق فیکون المعنی لا یجتمع جمیع امتی فی زمان من الازمنة علی الضلالة کما

مانند لام کی کبھی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہوجاوینگی نہیں متفق ہوگی میری تمام امت کبھی کسی زمانہ میں گمراہی پر جیسی

اذا اجتمع الیهود والنصاری بعد نبیهم علی الضلالة فیکون هذا الحدیث موافقا لقوله علیه السلام

یہود اور نصاری اپنے اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہیں پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی

لا یزال طائفة من امتی قائمین بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله اذا تقرر

ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہان تک کہ آجاوی کی قیامت جب یہہ ثابت

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات
تو اس زمانہ مین ہر ہر مسلمان پر واجب ہی کہ پہیز کرتا رہی فریب مین آنی اور توجہ سی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوايد التي استانس بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها و
اور خواص سی اپنی دین کو بچاوی جن سی انس رکہتا ہی اور اونہین پرورش پائی ہی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی آدمی کم بچتا ہی اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي الفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم
اسمین برحق کم ظاہر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ قریش نی فوایدہی کی ماری جسمین اونکی دل لگی ہوئی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سی انکار کیا

ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام
کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تہی اسہی سبب سی وہ کافر ہوی اور طاغی ٹہری یہان تک کہ نبی علیہ السلام کی حق مین کہا سو کہا

ما قالوا لسبب ما تربوا عليه وتشوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول ايا كم وما يحدث من البدع
واسطے اونکی امر کی جسمین پرورش پائی تہی اور جو ان ہوئی تہی اسہی لئی ابن مسعود کہا کرتی تہی بچو تو احداث بدعات سی

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان
کیونکہ دین دلون کی اندر سی ایک ہی دفعہ نہین جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته به انه
تمہاری دلونسی نکلجاویگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ کہمنڈ مین نہ آوی کہ استدلال کرنی لگی قوت تصمیم کی کسی چیز پر اور کثرت عبادت تا کہ

على الحق فان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق في دينه
مین حق پر ہون کیونکہ اوسکی تصمیم اور باز آنا اوس چیز سی اگر چیرہ ٹکڑہ ٹکڑہ کیا جاوی پر ان کی حقیت پر دلالت نہین کرتا

لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث ذاته بين قوم يدينون به وهو
اسواسطے کہ اسکا جزم اور تصمیم اوس چیز پر حقیت کی جہت سی نہین ہی بلکہ اس جہت سی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوی کہ دین سی جانتی ہین اور

للنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يحصل
پیدایش اور صحبت کو اشیاء کی حقیت اور بطلان مین بڑا اثر ہوتا ہی کیا معلوم نہین ویسی تصمیم تہم

عامة عن ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم فالحذر الحذر من هذا السم القاتل
جہل مرکبون مین پائی جاتی ہی جیسی یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی مثل ہین اوس بچو بچو اس زہر قاتل سی

وكن مدلا الى الحق مستيقظ الخاطر تحترك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل واعمله
اور متوجہ ہو حق کی طرف واسطے خلاصی اپنی جان کی اتباع کی فبض اور بدعت کی چھوڑنی سی بیشک اتباع سنت کا آدمی کی واسطے

المرء في هذا الزمان لشيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي
اس زمانہ مین تمام اعمال کی بہتر اسواسطے کہ مدت دراز سی عمل بدعت برخلاف سنت پھیل رہا ہی سو تجھکو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سی بہت ہی

من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي
بچنا رہی اگرچہ اوس بدعت پر بہت خلقت نی اتفاق کیا ہو سو اونکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہین فریب نہ کہانا تجھکو بلکہ تجھکو

لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم
یہہ ہی تاہین ہی کہ اونکی حالت اور اعمال کی تلاش مین رہی کیونکہ سب مین بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی ہی جو اونسی زیادہ مشابہت رکھتا ہو

واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع وقد رجع في الحديث
اور طریقہ مین سی زیادہ واقف ہو اسواسطے کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی اور وہ ہی اصل ہین شریعت کی نقل ہین صاحب شرع سی اور حدیث مین آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف
کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑی تو لازم پکڑو انبوہ کثیر کو اور اس سے مراد لازمہ کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہی اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف
له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن
کثیر ہو اسواسطے کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ ہو اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور فضیل بن عیاض نے
عياض معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال
یہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچھ نقصان نہیں ہی کوتاہی چلنے والوں کی اور بچتا رہ گمراہی کی رستہ سے اور فریب مت کھا تا ہلاک ہونیوالوں کی کثرت سے اور
بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رأيك جميع الخليقة وقال ابن
بعض متقدمین نے کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہی اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پھر کچھ پرواہ نہیں ہی اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نے
مسعود انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسيأتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف كثيرة
کہا ہی تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو جلدی کرتا ہی کاموں میں اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ میں بہتر سب سے ثابت رہنے والا توقف کرنیوالا ہی بسبب کثرت
الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجمهور فيما هم فيه وخاض
شبہات کی امام غزالی کہتے ہیں البتہ سچ کہا ہی اسواسطے کہ جو اس زمانہ میں قایم نہ رہا اور انبوہ کی سی حسپر وہ لگی ہوئی ہی اور لگ گیا
فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و
باتیں بنانی لگا تو ہلاک ہوگا جیسے وہ ہلاک ہوئی کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور درستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور
المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحرازه من الآفات والعاهات التي تأتي عليه من البدع والمحدثات
بھوکہ کی مشقت اور ٹھانی سی نہیں ہی بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سے بچانی میں ہی جو اوسپر بدعتیں اور نئی نئی مقدمات کر لاتی ہی
فانها لكثرتها وشيوعها صارت كأنها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيالينا
البتہ یہہ بدعتیں اس کثرت سے پھیلی ہیں کہ گویا دین کا تمہہ اور نشان ہوگئیں یا ایسی کہ گویا ہمارے اوپر فرض ہیں ہائے
كنا ناشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجي من التوبة ولا استغفار ولكنا اخذناها طاعة
یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل میں لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسے توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنے تو بدعات کو طاعت
وعبادة وجعلناها دينا فنقول انا مقتفين في ذلك اثار من سمى او غلط او غفل من بعض من تقدمنا
اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہی اسی باب میں ہمنے پیروی متقدمین میں سے اون لوگوں کی کی ہی جنہوں نے کہا ہی یا غلطی کہا ہی یا غفلت کی
وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير
اور ہمنے اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرا لیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کرے یا برا بتاوے
في قلوبنا نقول له هذا جائز نذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سمى او غلط
عزت ہی تو اوسکو یہہ جواب دینگے صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہی اور اوسکی کا نام لیکر بینگے جو ہم سے پہلی ہو چکا ہی یا غلطی کہا ہی
او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل
یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض ایسا ہی کہ ہمارے دل میں اوسکی عزت نہیں تو ہمسے وہ دہنکار سنیگا کہ نہ اوسکی گمان میں نہ دلمیں خیال تھا یہہ سب بسبب ہماری جہل
المركب فينا لانا لو رأينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق ومالت
مرکب ہونی کی ہی اسواسطے کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونی کو جانتے سو البتہ ہم جواب اوس شخص کا جسنے ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتے اور اوس شخص کی بات کو
من سمى او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقال الانسان في دينه الا هو معصوم وهو صاحب الشريعة
جس نے سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین میں حجت قایم کر اسواسطے کہ جایز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں مقتدا ہو سوائے معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت ہی

او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر وهم القرون الثلثة الذین اقتضت حکمة الشارع ان
یا جسکی حق میں صاحب شریعت نے شہادت خیر کر دی ہو اور وہ تینوں قرن ہیں جنمیں سی موافق اقتضا حکمت شارع کی
یختص کل قرن منهم بفضیلة فالقرن الاول خصهم الله بمزیة لا سبیل لاحد ان یلحقهم فیها فانه
ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمیں کوئی اونکی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ
تعالی خصهم لرویة نبیه ومشاهدة نزول القران علیه ولهم حفظه حتی لا یکون حرف واحد منه
تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہان تک کہ اوسمیں سی ایک حرف
ضایعا فجمعوه ویسروه لمن بعدهم فحفظوا احادیث نبیهم فی صدورهم واثبتوها علی ما ینبغی فحصل لهم
ضایع نہیں ہوا اور اوسکو جمع کر کر پیچھلون پر آسان کیا پھر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلون میں اور ثابت رکھا جانکہ باید وشاید سواد اونکی واسطی
فی اقامة هذا الدین حظ کثیر لا یمکن الاحاطة به ولا یصل احد الیه فجزاهم الله تعالی عن امة نبیهم
اس دین کی قایم رکھنی میں بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہیں پاسکتا اوسکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی
خیر جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما کان من الاحادیث ومسائل الدین متفرقا وانقلوا الاحکام
اچھی جزا عنایت کری پھر اونکی بعد تابعین پیدا کئی اونھون نی تمام حدیثین اور دینی مسائل متفرق جمع کئی اور احکام دین
والتفسیر من الصحابة حتی کان احدهم یرتحل فی طلب الحدیث الواحد والمسئلة الواحدة مسیرة
اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہان تک کہ بعضا واسطی ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی
شهر او شهرین وضبطوا امر الشریعة اتم ضبط فحصل لهم فی اقامة هذا الدین ایضا فضل کثیر ثم عقبهم
ایک یک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بھی دین کی قایم کرنی مین بڑی فضیلت حاصل ہوئی پھر اونکی بعد
تابعو التابعین الذین ظهر فیهم الفقهاء المرجوع الیهم فی النوازل فوجدوا القران مجموعا میسرا و
تابعینکی تابع پیدا ہوئی جنمین فقہا ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاوین اونکو قرآن جمع کر دیا آسانی سی پہنچ آیا اور
وجدوا الاحادیث قد احرزت وضبطت فتفقهوا فی القران والاحادیث علی مقتضی قواعد
احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سو اونھون نی احکام موافق اقتضا قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی
الشریعة واستنبطوا منهما احکاما علی مقتضی الاصول وعینوا وجوه الدلالات ویسروها علی الناس
استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اوسکو اور لوگون پر آسان کر دیا
وانتظم الحال واستقر دین الامة المحمدیة بسببهم فحصل لهم فی اقامة هذا الدین خصوصیة
اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا اس صاحبون کو بھی اس دین کی قایمت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی
ایضا فلما مضوا سبیلهم اتی من بعدهم فلم یجدوا وظیفة یقوم بها بل وجدوا امرا علی اکمل الحالات
جب یہہ لوگ بھی گذر چکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی مین لگین بلکہ انکو دین کا کامل تر حالات پر ملا
فلم یبق له الا ان یحفظ ما استنبطوه ویبنوه ولا یحصل له خیرا الا باتباعهم وتقلیدهم وبقائه فی
انکا اتباع ہی کا رہی کہ جو پہیل لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہین اوسکو باید اور محفوظ رکہین انکی حق مین بہتر یہہ ہی کہ اونکی رستہ پر چلین اور انکی مقلد اور اونکی
میزانهم فان ظاهرهم فقه غیر فقههم فهو مردود علیه الا ان یکون ما لم یقم بیانه فی زمانهم لا بالفعل و
وضع پر قایم رہین اگر کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کرین تو سب مردود ہی ہان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ مین نہین ہوا نہ فعل سی اور
لا بالقول فحینئذ له ان ینظر فیه علی مقتضی قواعدهم فی الاحکام الثابت عنهم فاذا کان علی مقتضی
نہ قول سی اب یہہ چاہئی کہ اوس حکم مین اونکی قواعد کی موافق جو احکام مین ثابت کر گئی ہین غور اور تامل کرین پھر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم یقبل عنه ولا فلا لان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلک بدلیل

قاعدہ اول یہ کہ اصل کی موافق ہو تو مقبول اور مخالف ہو تو نہیں تو ہر ایسی بدعت کو مستحسن کہتا ہی پھر اوسپر ایک دلیل دیتا ہی

خارج عن اصولهم فذلک غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن لم یجوز

اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اوسکی مقبول نہیں ہی اسواسطے کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن کان مجتهدا قد لا لمن کان مقلدا لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق

مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت دراز سی نہیں ہی تو نظر بقہ

معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء لمن کان قادرا علی استخراجه

مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی لئی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوق به فی علمه وعمله لمن لم یکن قادرا علی استخراجه فلا یجوز العمل بکل کتاب

یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہہ ایسی کی واسطی ہو جو قدرت استخراج کی نرکھتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہیں ہی

اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا بقول کل عالم

اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة

اسواسطے کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہو گیا ہی پس مرد مستور الحال بھی فاسق کی مثال ہی پس ضرور ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهی ان المسئلة الفقهیة اذا نقلت

موجود ہو پھر یہان ایک قاعدہ ٹھہرا ہوا ہی اوسکی دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ینبغی ان ینظر فیها فان کان ماخذها معلوما مشهورا من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع

تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پھر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فیها لاحد وان لم یکن ماخذها معلوما بل کانت اجتهادیة فان کان ناقلها مجتهدا یلزم علی من

کچہہ خلاف نہیں ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہیں ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پھر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

کان مقلدا ان یتبعه ولا یلزم علیه ان یطلب منه دلیلا لان کلام المجتهد دلیل له وان لم یکن

کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہی اسلئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل کان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه یلزم الاتباع فیها ایضا

اوسکا ناقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہی پھر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل بھی ثابت کردی تو اوسمین بھی اتباع لازم ہی

وان لم ینقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بین فیها دلیلا اشر عیا

اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پھر اگر اوسمین قوی دلیل شرعی

فلا کلام فیها حینئذ وان لم یبین ان کان کلامه موافقا للاصول والکتب المعتبرة ولم یکن فیها خلاف

بیان کی ہی تو اوسمین اب بھی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بھی نہین ہی

یجوز العمل بها لکن ینبغی للعامل بها ان لا یقف فی مقام تقلیده بل یطلب منه دلیلا علی ما نقل وان کان

تو اوسپر بھی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوسی دلیل طلب کری اور اگر

کلامه مخالفا للاصول والکتب المعتبرة فلا یلتفت الیه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم

اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہیں ہی اسواسطے کہ علماء صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت نہ معلوم ہو

صحتہ لا یصح اثباتہ لان من لم یعلم بطلانہ فضلا عما علم بطلانہ المجلس التاسع عشر فی
اسکا اتباع صحیح نہیں ہی اگرچہ بطلان بھی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بیان بدعیۃ صلوۃ النوافل بالجماعۃ کالرغائب وغیرھا قال رسول اللہ صلی
ہی بیان میں نفلین جماعت سی کرنی بدعت ہی جیسی صلوۃ رغایب وغیرہ فرمایا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فی خطبۃ یوم النحر فی حجۃ الوداع ان الزمان قد استدار کھیئۃ یوم خلق السموات
اللہ علیہ وسلم یوم النحر حجۃ الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوس ہیئت پر پھیگیا کہ جس پر پیدا کیا اللہ نے آسمانون

والارض السنۃ اثنا عشر شھرا منھا اربعۃ حرم ثلث متوالیات ذو القعدۃ وذو الحجۃ والمحرم ورجب
اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی مین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی درپی ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب

مضر الذی بین جمادی وشعبان ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوبکرۃ ومعناہ ان الزمان
مضر والا کہیلا ہی جو در میان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوبکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذی انقسم الی الشھور والاعوام عاد الی ما کان علیہ ورجعت السنۃ الی اصل الحساب الذی اختارہ
جسکی بیسنی اور جسکو اللہ نے مقرر کیا ہین جیسی کہ اصل مین تھا پھیر ہوگیا اور سال بھی اوسہی اصلی حساب پر ہوگیا جو اللہ تعالی نی اختیار کیا ہی

اللہ تعالی یوم خلق السموات والارض وعاد الحج الی ذی الحجۃ بعدما کان اھل الجاھلیۃ ازالوہ من محلہ
جسدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بھی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی سرکا دیا تہا

بالنسیء الذی احدثوہ وھو النسیء الذی ذکرہ اللہ تعالی فی کتابہ وقال انما النسیء زیادۃ فی الکفر
نسی کا بنا طریقہ نحال کر یہہ وہ نسی ہی جسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑا ہی کفر مین

ومعناہ تاخیر تحریم شھر الی شھر اخر فانھم فی الجاھلیۃ کانوا یعظمون الاشھر الحرم وراثۃ من ابراھیم
اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت مین اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کی جہدسی

واسمعیل علیہما السلام وکانوا یحرمون فیھا القتال حتی احدثوا النسیء فغیروا التحریم لانھم یسیب کون
کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسی کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ لڑنا گزران

عامۃ معاشھم من الغارۃ کانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شھر حرام وھم فی حرب کان یشق علیھم
اور معاش اونکی لوٹ پر تہی اس لیئے بڑی لڑائی اور لشکری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا

ترک الحرب فیحلونہ ویحرمون مکانہ شھرا اخر حتی رفضوا خصوص الاشھر واعتبروا مجرد العدد وربما
پہر اوس مہینہ کو حلال کر لیتی تہی اور اوسکے بجاے اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا فی عدد شھور السنۃ وجعلوھا ثلثۃ عشر واربعۃ عشر یتسعلھم الوقت ولذلک ورد التصییر
گنتی برس دن کی مہینون کی بڑہا کر ایک برس کو تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہوجاے اسہی واسطے حدیث مین کہولکر

علی العدد فی الحدیث فانہ علیہ السلام بین فیہ ان السنۃ اثنا عشر شھرا وانھا فی شرعہ مقدر
گنتی کو بیان کیا پس ہی علیہ السلام نی فرمایا کہ برس دن بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع مین اندازہ

بسیر القمر لا بسیر الشمس کما یفعلہ اھل الکتاب ومن ھذا الاشھر القمریۃ اربعۃ حرم ثلث منھا متوالیات
چاند کی رفتار کا ہی آفتاب کی رفتار کا نہیں جیسی اہل کتاب کرتی ہین اور انہین قمری مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی در پی ہین

وھی ذو القعدۃ وذو الحجۃ والمحرم وواحد فرد وھو رجب وانما اضیف الی مضر فی الحدیث لان قبیلتہ
یعنی خالی اور مفرد مہینہ اور وہ ایک اکیلا ہی یعنی مہریم روزہ اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لیئے نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تھا اسہیلی اوسکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گذرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین ہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو

السلام العلماء في بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي عليه
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها ما ثبت في
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبرفا اور اوسکی پہلا بچہ جو اوٹنی جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لاصنامهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیت جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
ابتداء اسلام مین پہر بہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرۃ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت کی تہی بعضا اونمین سی رجب مین روزہ رکہنا اور عتیرہ ذبح کرنا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی

باتخاذه موسما وعيدا وروى عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
کہ گو یا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہہرالین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہہرچکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونسی سوا ہین

فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سواوںکا عید اور موسم ٹہہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی

اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی ہی اور عیدین مکانی ہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اوسکی زمانی عید کی

عید الفطر وعید النحر وایام التشریق ومن اعیادهم المکانیة الکعبة وعرفات والمنی والمزدلفة
عید الفطر اور بقر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور انکی مکانی عید کی بدلہ کعب اور عرفات اور منی اور مزدلفہ ٹھہرادیا
ولیس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماکن مکان الا وفیه لله تعالی وظیفة من وظائف
اور ان موسمون میں سی کوئی موسم اور نہ ان مکانون میں کوئی ایسا مکان کہ جسمیں وظیفۂ الٰہی اور وظیفۂ طاعت مقرر نہو
طاعاته یتقرب بها الیه ولطیفة من لطائف نفحاته یصیب بها من یشاء من عباده بفضله و
کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالی کی اور لطیفہ نہو لطایف خوشبوی دیوی جسکو چاہی اپنی بندون میں سی اپنی فضل اور
رحمته فالسعید من اغتنم هذه المواسم والاماکن وتقرب فیها الی مولاه بما شرع فیها من وظائف
رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسمون اور مکانون کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولا سی بوسیلہ ان وظیفون
الطاعات حتی یصیبه نفحة من تلک النفحات ویا من بها من عذاب النار وما فیها من النفحات و
طاعات کی جو ان موسم اور مکانون میں شروع ہوئی ہین یہان تک کہ ایک لپٹ اوس خوشبو کی حاصل ہو اور اوسکی سبب سی آگ کی عذاب سی اور جو اوسکی اندر صدمات ہین بچی اور
اما الصوم فیه فمقدور ورد فیه احادیث من جملتها ما رواه البیهقی فی شعب الایمان عن انس انه علیه السلام
رجب مین روزہ کی بہت حدیثین آئی ہین اونمین سی ایک وہ حدیث ہی جو بیہقی نی شعب الایمان مین انس سی روایت کی ہی کہ آپ نی فرمایا
قال فی الجنة نهر یقال لها رجب اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل من صام یوما من رجب
جنت کی اندر ایک نہر ہی اوسکا نام رجب ہی دودھ سی زیادہ سپید اور شہد سی زیادہ شیرین جو شخص ایک روزہ رجب مین کسی دن روزہ رکھیگا
سقاه الله تعالی من ذلک النهر هذا فی صیام بعضه واما صیام کله فلم یصح فیه بخصوصه شئ
اوسکو اللہ تعالی اوس نہر مین سی پانی پلاویگا یہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزون کی اور روزی تمام کا مل مہینی کی سو خاص رجب کی باب مین کوئی سند
عن النبی علیه السلام ولا عن اصحابه وانما ورد فی صیام الاشهر الحرم کلها ورجب احدها فیلزم ان لا ینهی
نبی علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت نہین ہی اور سند ہی تو تمام اشہر الحرام کی باب مین ہی اونمین کا ایک رجب بہی ہی اب لازم یہہ ہی کہ رجب کی
عن صومه وقد روی عن ابی قلابة انه قال فی الجنة قصر لصوام رجب قال البیهقی ابو قلابة من
روزہ سی ممانعت نکیجاوی اور ابی قلابہ سی روایت ہی کہ کہتی تہی جنت مین ایک محل ہی جسکی روزی داروں کی لئی بیہقی کہتا ہی ابو قلابہ
کبار التابعین لا یقول مثله الا عن بلاغ عمن فوقه ممن سمع عن النبی علیه السلام نعم قد روی عن
بڑا عمدہ تابعی ہی ایسا شخص ایسی بات یون سی اپنی سی عمدہ سی کہ اوسنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہو نہین کہہ سکتا ہی ہان ابن عباس سی روایت ہی
ابن عباس انه کره ان یصام رجب کله وکرهه امام احمد ایضا وقال یفطر منه یوما او یومین وحکی
کہ وہ مکروہ جانتی تہے کہ تمام رجب کی روزہ رکہی جاوین اور مکروہ جانتی ہین امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حکایت ہی
عن الحسن وابن عباس لکن تزول کراهة صومه بان یصوم معه شهرا خر وقد قال الماوردی فی الاقناع
امام حسن اور ابن عباس سی لیکن جاتی رہتی ہی کراہت روزہ کی رجب کی روزون کی اسطور کہ اوسکی ساتہہ ایک اور مہینی کی روزی رکہلی اور الماوردی اقناع مین کہتا ہی
یستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فیه فلم یثبت فیه صلوة مخصوصة یختص به فعلی هذا
کہ مستحب ہین روزی رجب اور شعبان کی اور نماز ماہ رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہین ہوئی ہی جو رجب ہی سی خصوصیت رکہتی ہو اس بیان کی موافق
ینبغی لمن کان له دیانة واذعانا ان لا یلتفت الی ما اکب علیه الناس فی هذا الزمان ولا یغتر بشیوعه
سزاوار ہی اوسکو جسکا دین اور یقین وہا ہی کہ متوجہ نہو وی اوس نماز پر کہ اوندہی پڑی ہین اوسپر تمام لوگ اس زمانہ مین اور نہو اوسکی مین نہ آجاوی

فی دار الاسلام وکثرة وقوعه فی البلاد العظام من صلوة الرغائب فی لیلة الجمعة الاولی منه
دار الاسلام مین مشہور ہوتی سی اور بڑی بڑی شہرون کی اندر عمل کرتی سی یعنی صلوة الرغائب جو رجب مین پہلی جمعہ کی شب مین پڑہتی ہین

للمروی انه علیه الصلوة والسلام قال وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة

اسواسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بچتی رہو نئی نئی باتونسی کیونکہ ہر محدث یعنی نوایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی

وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة فکل

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نے فرمایا سب کامون مین بدتر نوایجاد ہین اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذین الحدیثین یدل علی کون تلک الصلوة فی هذه اللیلة بدعة وضلالة لکونها من محدثات

یہہ دونو حدیثین دلالت کرتی ہین کہ یہہ نماز اس رات مین بدعت اور گمراہی ہی اسواسطے کہ نوایجاد ہی

الامور لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین ولا فی عهد الائمة المجتهدین بل حدثت بعد

نہ صحابہ کی عہد مین ہی اور نہ تابعین کی زمانہ مین اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت مین بلکہ ہجرت نبوی کی

المائة الرابعة من الهجرة النبویة ولذلک لم یعرفها المتقدمون ولم یتکلموا فیها وقد ذهل العلماء من اعیان

چوتھی صدی کی بعد پیدا ہوئی ہی اسلیئے متقدمین اسکو نہین جانتی تہی اور نہ اسمین کچہہ کلام کی ہی اور عمدہ علماء

المتاخرین وصرحوا بانه بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات وقالوا الاحادیث الواردة فیها موضوعة

متاخرین نی اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بدعت قبیحہ ہی اسمین کئی منکرات ہین اور کہا ہی کہ تمام حدیثین اس باب کی وضعی ہین

والمتهم بوضعها ابن جهضم وبعد هذا التصریح لا اعتداد بکونها مذکورة فی بعض الکتب والرسائل لانا نعرف

اور انکا واضع ابن جہضم کو کہتی ہین اور جب علماء یہہ تصریح کر چکی تو پہر اسکا کیا اعتبار ہی کہ بعضی کتابون اور رسالون مین مذکور ہی اسواسطے کہ ہمکو

الدین وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فیه فترک الصلوة فی هذه اللیلة

دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سی معلوم ہواہی کیونکہ عقل اسباب مین مستقل نہین ہی پس یہہ نماز اس رات مین

لم یصلها النبی علیه السلام ولا احد من الصحابة ولم یحث علیها فلا یحصل فیها الثواب بل یکون فعلها

نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی پڑہی اور نہ کسی نی اصحاب مین سی اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمین ثواب نہین حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑہنا

عبثا یخشی منه العقاب کما قال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الحمانة اراد

عبث ہوگا اسمین اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح مین کہتا ہی کہ ایک شخص نی عید کی دن عید گاہ مین

ان یصلی قبل صلوة العید فنهاه علی فقال الرجل یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوة

(۱۲) دیگا نہ عبد الفطر سی پہلی نماز پڑہنی کا ارادہ کیا سواسکو حضرت علی نی منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب

فقال علی وانی اعلم ان الله تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم او یحث علیه

پس علی نی کہا مین یہہ خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین نہ لاوین یا اوسکی تعلیم نہ کریں

فیکون صلاتک عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبک به ویخالفتک لرسوله وقال ابن همام ما

اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی اشاید کہ اللہ تعالی اس نماز پر تجہکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر یعنی رسول سی ابن الہمام کہتا ہی جو عبادات

تردد من العبادات بین الواجب والبدعة یاتی به احتیاطا وما تردد بین السنة والبدعة یترکه لان ترک

مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کی تو اوسکو احتیاط کی اوادا کری اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تو اوسکو ترک کری اسواسطے کہ

البدعة لازم وادا السنة غیر لازم فترک الصلوة مما تردد بین حادون السنة والبدعة فتعین ترکها ولا

بدعت کا ترک ضروری ہی اور ادا سنت کا ضروری نہین ہی اب یہہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہی درمیان مین کمتر کی سنت سی اور بدعت مین تو اسکو چہوڑنا ہی

یحل احد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فیها بدعة ایضا اذا دنی مرتبتها ان یکون نافلة وقد صرح

چاہیئے کسیکو اسکا پڑہنا حلال نہین ہی نہ اکیلی اور نہ جماعت سی اسواسطے کہ اسمین جماعت بھی بدعت ہی اسلیئے کہ ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ نفل نہو اور کتب معتبرہ مین

فی الکتب المعتبرة کالکافی وغیرہ ان الفقہاء اتفقوا علی کراھة الجماعة فی النوافل ماعدا التراویح والکسوف والخسوف

جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوای تراویح اور صلوة کسوف اور خسوف

والاستسقاء اذا کان سری الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی بان

اور استسقار کی نفلوں کی جماعت مکروہ ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاویں اور کہتے ہیں کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا

یجتمع جماعة فوق الثلثة ویقتدی بواحد واما لو اقتدی واحد او اثنان بواحد لا یکرہ وفی الثلثة اختلاف و

کہ تین سی زیادہ جمع ہوکر ایک امام کریں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہی اور تین مقتدی ہوں تو اسمیں اختلاف ہی

فی الاربعة یکرہ اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیہ الجماعة کالمکتوبات والجمعة و

اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول میں ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازوں میں جماعت جایز ہی جیسی فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ

العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل وفی غیرھا عیب ونقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلک الصلوة

اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہہ ادا کامل ہی اور انسی سوا اور نماز میں جماعت سی عیب اور ناقص ہیں جیسی چھٹی انگلی اور یہہ نماز

لیست منہا فتکون الجماعة فیہا حسنا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مکروہ ومعصیة والنذر

اون نمازوں میں داخل نہیں ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلیئے کہ نفلیں جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی

بالمعصیة لا یجوز ولا یلزم الوفاء بہ لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انہ علیہ السلام قال من نذر

گناہ کی جایز نہیں ہی اور اوسکا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہی اوسواسطے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی اطاعت

ان یطیع اللہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصی اللہ فلا یعصہ فھذا الحدیث یدل علی ان النذر انما یجب الوفاء بہ اذا

الٰہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ

کان فی طاعة اللہ تعالی والمراد بطاعة اللہ ھھنا ما لیس بواجب ولا معصیة لان النذر مفہوم الشرع ایجاب

طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسباب میں وہ ہی جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اوسواسطے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کرلینا

المباح فلا ینعقد فی الواجب ولا فی المعصیة بل ان وقع فی المعصیة یحرم الوفاء بہ ویلزم الکفارة کما فی الیمین

مباح کا پس امر واجب اور گناہ میں نذر ذمہ پر نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم میں

لان حکمہ حکم الیمین عند کثیر من العلماء منہم ابو حنیفة واصحابہ وحجتہم ما روی عن عایشة انہ

اوسواسطے کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور اوکی یارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی

علیہ السلام قال لا نذر فی معصیة وکفارتہ کفارة یمین وفی حدیث اخر رواہ ابن عباس انہ علیہ السلام

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہیں ہی نذر معصیت میں اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث میں ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال من نذر نذرا فی معصیة فکفارتہ کفارة یمین فان قیل صلوة التسبیح اصلھا ثابت عن النبی علیہ

جسنی کہ کوئی منت مانی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوة التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی

فھل یجوز اداؤھا بالجماعة بعد النذر فی ھذہ اللیلة قالجواب ان الجماعة فی النوافل لما کانت مکروھة کراھة تحریم

پس اسکا بھی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات میں جایز ہی یا نہیں اسکا جواب یہہ ہی جب نفلوں میں جماعت مکروہ تحریمی ٹہری

لکونھا بدعة کان النذر بھا مکروھا ایضا فلا یجوز ارتکابہ لا سیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق

بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بھی مکروہ ہی ثواب اسطور پر ادا کرنا جایز نہیں ہی خاص ایسی حال میں کہ وقت بھی خاص کرلیا ہو بلکہ خلق کی ذمہ

اتباع الحق وان لم یدر کوا ما فیہ من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم یفھموا ما فیھا من المفاسد

اتباع حق کا واجب ہی اگرچہ اوسکی خوبیوں سی واقف نہوں اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجھتی ہوں

فان مفاسدها کثیرة من جملتها ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی
کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین جنمین ایک یہ ہی کہ ہر بدعت جو کسی مخصوص دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی
لا بد ان یکون من یعمل به معتقدا ان ذلك الیوم افضل من سائر الایام والعمل فیه افضل من العمل فی سائر
ضرور لوگ عمل کرینگے یہ عقیدہ ہوگا کہ یہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسمین عمل جو اور دنون مین سو افضل ہی
الایام وان تلك اللیلة افضل من سائر اللیالی والعمل فیها افضل من العمل فی سائر اللیالی ولذلك هذا الاعتقاد وقلبه لما اقدم علی تخصیص
اور یہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسوجہ سی کہ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کبھی روزہ رکھنا
ذلك الیوم بصیام وتلك اللیلة بقیام فانه لان النبی علیه السلام نهی عن تخصیص بعض الایام برخص فی ذلك اذا لم یکن علی وجه التخصیص
کرتا اور کیون اس رات کا جاگنا خاص کر اسلئے کہ مع کیا ہی جبکہ یہ عقیدہ نہ ہو کہ اسمین عبادت کا اور اسلئے خاص کرنا ہی اور اگر کبھی مخصوص کی ممانعت
کما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال لا تخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا
جو کہ حدیث مین روایت ہی ابوہریرہ ہی سی کہ فرمایا ہی علیہ السلام نے کہ جمعہ کی رات کو اوراتون مین سی تم خاص نہ کرو
یوم الجمعة بصوم من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومه احدکم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصیص
روز جمعہ کو اور دنون کی روزہ کی تمام دنون مین سی مخصوص نہ کرو مگر یہ کہ جو دن جمعہ کی وہ روزہ جسکو کہ تم رکھتے ہو اس سی معلوم ہوا کہ فساد سی پیدا ہوتا ہی خاص کر
مالا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فیما نحن فیه لان الناس انما یخصون تلك اللیلة
جسی وقت کہ شرع مین کچھ خصوصیت نہین ہی اور یہ ہی خصوصیت جس کا ہم مین ہے بحث ہی مین موجود ہی کیونکہ لوگ اس رات کو
یفعلونه فیها لاعتقادهم ان فیها یفضل فضیلة زائدة علی ما یفعلونه فی غیرها فلو لم یکن فیه فضل معتد
اسی اعتقاد کی خاطر اس رات مین کرتے ہین اور اگر اسمین کوئی فضیلت ہی اور سمجھتے ہین اسمین عبادت پر ہوا ور نہ اسمین کوئی
عن التخصیص لما انبعث التخصیص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادی ان الصلوة فی
یہ خصوصیت سی منع کرنا اسلئے کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سی پیدا ہوتی ہی سو جو شخص کہ کہیگا کہ میرا اعتقاد اس رات مین نماز
اللیلة والصوم فی ذلك الیوم کما فی غیرهما وسع ذلك انی اخصهما بالصوم والصلوة فلا یکون بدعة
اور اس دن روزہ ایسا ہی ہی جیسی اور رات دنون مین پھر ہی سی مین ان دنو رات اور دن کو واسطے روزہ اور نماز کی خاص کرتا ہون ضروری اسکو
اما موافقة اهل الدنیا لحاجته عندهم وخوف للوم او اتباع العادة او لحظ من حظوظ النفس فهو کما تری
یا اس دنیا کی موافقت ہوگی اوسکی کارسازی کی لئے یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا اسمین کوئی اور مرجوگا ورلوگون سب باتون کا فساد ظاہر ہی
رياء والریاء بالعبادة حرام وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدین یکون فاسقا ومبتدعا فکثیر من اهل الزمان صاروا
ریا کی اتین مین سی عبادت مین ریا کرنی حرام ہی اور یہ بھی کہ بدعت کا عمل کرینوالا اس اعتقاد سی کہ یہ عبادت دین کی اندر جایز ہین ہی فاسق
غیر مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدین یکون فاسقا ومبتدعا فکثیر من اهل الزمان صاروا
غیر بدعتی ہوتا ہی اور اگر عمل کریگا اس اعتقاد سی کہ یہ دین کی اندر جایز ہی تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہ ہین
تلك الصلوة فی هذه اللیلة بجمع کثیر مع اعتقادهم انها مشروعة فی الدین فیلزم ان یکونوا بفعلهم هذا فساقا
اس شب مین بڑی بڑی جماعت سی اور اعتقاد سی کہ دین کی اندر جایز ہی تو لازم آتا ہی اس عمل سی کہ فاسق ہوجاوی
مبتدعین لعلمهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادة مشروعة فی الدین وقد کان من عادتهم ان لا ینکر علیهم
اور بدعتی ہو اس بدعت کی عمل کرنی پر اس اعتقاد کی کہ یہ عبادت دین کی اندر جایز ہی اور ہو کی یہ عادت بڑی سزا ہی کہ کسی کو نہ کہا جاوی
ان یقولوا هذا خیر من الاشتغال بالمعاصی فی مثل هذه اللیلة فان هذا لمن لم یکن عنده علم
تو کہتے تھے ہین یہ عبادت ایسی رات مین گناہ کرنی سی تو بہتر ہی حالانکہ یہ مسائل کہ ہین اگر اہل کو معلوم

لوجدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلم حرمة ما فعل فربما یستغفر عنه
توجاتی کہ یہ عمل معاصی سی ہر ہین سخت تر ہی اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی توجانتا ہی کہ مجھسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کرکر مغفرت مانگتا ہی
ویدم علیه ویحصل له الذلة والانکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اور اوسپر شرمندہ ہوتا ہی اور ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی
فی الدین لا یستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا معنی قول ابلیس
دین مین نہ تو استغفار کرتی ہین اور نہ اوسپر شرمندہ ہوتی ہین بلکہ اونکو اور ناز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس کی حکایت کرتی ہین
انه قال فصمت ظهور بنی ادم بالمعاصی وآلاوزار وقصموا ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی میں نی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجہ سی توڑدی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی میں اونکی لی
دنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع فی صورة العبادة ولذلك قیل البدعة شر من المعصیة
ایسی گناہ بخویرکی ہین کہ نہ اوسی استغفار کرین اور نہ اوسی توبہ کرین یعنی بدعتین ظاہر مین عبادت اسی لی کہتی ہین کہ یہ فسق سی بدتر ہی
فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة وعبادة فیکون شاقا لله تعالی ولرسوله لاستحسانه ما کرهه
کیونکہ یہ سمجھتا ہی میں طاعت اور عبادت مین مصروف ہون تو مخالف ہوا اللہ تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی اونکو یہہ نیک سمجھنا ہی جسکو
الشرع وهی عنه وهو لاحداثه فی الدین فانه تعالی قد شرع لعباده من العبادات ما فیه کفایة لهم واکمل
شرع نی براجانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک اللہ تعالی مقرر کرچکا ہی اپنی بندون کی لی اتنی عبادات جسمین انکو کفایت ہی اور کامل طریقہ
دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبر به فی کتابه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی فالزیادة
اونکا دین اور پوری کرچکا اوسپر اپنی نعمت جناچکا اپنی کتاب مین اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا میں واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کام پر
علی الکمال نقصان واختلال ولیس لاحد ان یقول تلك الصلوة وان کانت بدعة لا ان فیها الا اذکار وقراءة
کچھہ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہین ہوسکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز مین اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
القرآن فیرجی الثواب فی مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلك الصلوة لما کانت بدعة وضلالة کان الاذکار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا سواسطی کہ جو اوسپر یہہ نماز جسمین بدعت اور گمراہی بھری ہی تو تمام ذکر اور تلاوت جو
الواقعة فیها من قبیل خلط الطاعة بالمعصیة وهو معصیة اخری اشد استقباحا منها ولذا یحترز عنه ولکن الیس احسان یقلع به من تلك
اوس نماز مین ہی ایسی ہی کہ جو طاعت ہین معصیت ملا جلا دی اب ہر ایک در معصیت ہی پہلی سی ہی یہ تو بڑی سخت احترازی کرنا چاہیی ایسی ہی نہیں ہوسکتا جو کوئی یہہ کہی
الصلوة لقوله تعالی انزعیت الذی ینهی عبدا اذا صلی ولان یستدل علی خیریتها بما روی انه علیه السلام
اسواسطی کہ یہ اس آیت کی مخالفت ہین تو اوسی پیکمبارہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑھی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اوسکی خوبی پر اسی حدیث سی کہ آپ نی
قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال له ما فعلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه وذلك
فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی اوسکی حق مین ہی جو کسی وجہسی شرع کی خلاف نہو اور یہہ
الصلوة مخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتماد علی الحدیث الموضوع
نماز شرع کی خلاف کئی وجہسی ہی جناکو علماء نی اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا
فانه اذا ثبت کونه موضوعا یخرج من المشروعیة ویکون مستعملة من خدام الشیطان ومنها فعلها
کیونکہ جب اوسکا وضعی ہونا ثابت ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ
بالجماعة فان الجماعة فی النوافل مکروهة فکیف فیها ومنها تخصیصها بلیلة الجمعة وقد ورد النهی عن تخصیص
جماعت سی ادا کرنی اور جماعت مطلق نفلون مین مکروہ ہی اسمین کیون نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آئی ہی خاص کرنی

لیلة الجمعة بقیام وبصیامها وصیام ومنها اسراج السرج الکثیرة لاجلها وذلک لا یجوز لکونه تبذیرا
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کرنی دن جمعہ کی سی واسطی روزہ رکھنا اور ایک یہہ کہ اسکیلی روشنی خوب کرنی ہیں اور یہہ جایز نہیں ہی کہ اسراف ہی

والتبذیر حرام بنص القرآن ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل کثیر من العوام یعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اسکو مسنون سمجھتی ہیں بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہیں

حتی انهم یترکون الفرائض ولا یترکونها بل یعدونها راس جمیع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردیں اور اس نماز کو نہ چھوڑیں بلکہ اسکو تمام فرض نماز وں سی افضل شمار کرتی ہیں کیونکہ اوسکو پڑہتی ہیں اور اوسمین

بعض من لا کابر من لا یحضر الجماعة فی المکتوبات ومنها اتخاذها وظیفة ووظائف الدین وشعیرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہیں جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہیں ہوتی اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی اور ایک نشان

شعائر المسلمین حتی ان الحکام ینبّهون الائمة والمؤذنین ان لا یغفلوا عنها وفی هذه اللیلة بل یظهرون المداهنة
مسلمانی کی نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتی ہیں کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قصہ ہو بلکہ منادی کرتی ہیں

بان من لا یصلیها یضرب ضربا شدیدا ویعزلون الامام الذین یتخلفون عنها کما جری کل ذلک فی بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑہیگا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کردیتی ہیں جو اتفاق سہ پڑہی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین

الاوقات فی بعض البلاد فیالیتهم فعلوا مثل ذلک فی الفرائض والواجبات وهذه هی الفتنة التی قال فیها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی بات مین

ابن مسعود کیف انتم اذا لبستکم فتنة یهرم فیها الکبیر ویربو فیها الصغیر یتخذها الناس سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة وهذا منکر وکان یقول ایضا ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذهب
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گہیرلی کہ بڈہا ہوجاوی اوسمین کبیر اور جوان ہوجاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت بنالیتی ہین جب تونی بدلا تو کہین تونی سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ بہی کہتی تہی بچتی رہو نوا حداث بدعتون سی کیونکہ دین ایک بار ہی

من القلوب بمرة ولکن الشیطان یحدث لکم بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم فعلی هذا یجب علی
دلون مین سی نہین نکلی دیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر

کل مسلم ان یحذر من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمحدثات وتصون دینه عن العوائد التی تستأنس
واجب ہی کہ بچتا رہی فریبکی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس مین الف پکڑی

بها وترتاح علیها وانها سم قاتل قلّ من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة فی قلوب اهلها
اور پرورش پالی بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتہہ حق کبہی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی

یستحسنها طبعهم فلا یترکونها ولذلک کان هشام بن عروة یقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین سو کبہی نہ چہوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی کہ لوگون سی کیا پوچہتی ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نی

اعدوا له جوابا لکن اسئلوهم عن السنة فانهم لا یعرفونها یسر الله الیوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدع
جواب تیار کررکہا ہی لیکن اونسی یہہ پوچہو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہین جانتی اللہ تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

المجلس العشرون فی بیان فضائل حج المبرور وبیان البدعة فیه

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة

بیسویں مجلس بیانمین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی حج کیا واسطی اسکی یہہ نہ فحش کہا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا تہا اوسکی ؛ ی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

وصعناه ان من حج واجتنب جمیع ما فیه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنے حج کیا اور بچا تمام گناہون قول اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہ سی مراد صغیرہ گناہ ہین
لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة واما الصغیرة فلها مکفرات کثیرة وردبها السنة کالصلوات الخمس
اسلئے کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچھ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی چھوٹا نیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ
والجمعة وصوم رمضان وغیرها فان کل واحد من مبانی الاسلام یکفر الذنوب والخطایا فیما بینهما
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سوا اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی
فکلمة لا اله الا الله لا تبقی ذنبا ولا یسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی
پس کلمہ لا الہ الا اللہ کو ہی گناہ باقی نہین چھوڑتا اور نہ اس سی کوی عمل فایق ہی اور نمازین پنجگانہ اور جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی
رمضان مکفرات لما بینهن ما اجتنب الکبائر والصدقة تطفی الخطیئة کما یطفئ الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہ ہونسی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطا ون کو بجھا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجھا دیتا ہی اور حج
الذی لا یرفث فیه ولا فسوق یخرج صاحبه من ذنوبه کیوم ولدته امه کما روی انه علیه السلام قال
جسمین نہ فحش ہو سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہونسی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی ماں جنا تھا کیونکہ رایتہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا
من قضی نسکه وسلم المسلمون من یده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تاخر وفی الصحیحین انه علیه السلام
کہ جسنے پورا کیا حج کی ادائی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتھہ اور زبانسی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچھلی معاف ہوئی اور صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ آپ نے
قال الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء فی کون الحج المبرور مکفر للکبائر والصحیح انه لا یکفرها
فرمایا کہ حج مبرور کی سوا جنت کی اور نہین اور علماء نے اختلاف کیا ہی آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا
ومن قال انه یکفرها لیس مراده انه یسقط عن مرتکبها قضاء ما لزمه من العبادات والدیون والمظالم
اور جو قایل ہی کہ کبیرہ کا کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی زمہ سی قضا عبادات اور قرضون اور حقوق کی جو اوسپر لازم ہین ساقط ہوجاتی ہی
وانما مراده انه یکفر عنه تاخیر قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه یطالب بفعل ما لزمه فان لم یفعل
اوسکی مراد یہہ ہی کہ جو اوسکی زمہ سی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب وہ اس سی فارغ ہوجیگا تو جو اوسکی زمہ ہی اوسکی ادا کا مطالبہ ہوگا اگر اسنی
مع قدرته علیه یکون مرتکب للکبیرة لان الحج المبرور هو الذی لا یخالط اثم وقیل هو المقبول وهذا
ادا جو قدرت کی ادا کیا تو مرتکب کبیرہ کا ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کچھ گناہ نہ ملے اور کہتی ہین وہ حج مقبول ہوتا ہی اور یہہ
المعنی قریب من الاول وعلامة کون الحج مبرورا ان یترک صاحبه سیئ ما کان علیه من عمله ویتوجه الی
معنی پہلی کی سی معنی ہین اور حج مبرور ہونی کی نشانی یہہ ہی کہ حاجی تمام عمال بد جو پہلے کرتا تھا سب ترک کردی اور اپنی رب کی طاعت مین
طاعة ربه ویسعی فی اصلاح نفسه وقیل علامة کون حج الانسان مقبولا ان یزداد بعد الحج خیرا ولا یعاود
مصروف ہوسی اور اپنی اصلاح نفس مین کوشش کرتا رہی اور کہتی ہین کہ حج کی مقبول ہونی کی علامت یہ ہی کہ حج کے بعد نیکو کاری زیادہ ہوجاوی اور گناہ چھوڑ کر
المعاصی بعد الرجوع ویترک قرناء السوء فان من استلم الحجر فقد بایع الله تعالی ان یجتنب معاصیه
پھر کبھی عمل مین نہ لاوی اور بد ہمنشینون کو ترک کردی بیشک جسنے حجر اسود کو بوسہ دیا گویا اوسنے اللہ تعالی سی بیعت کی کہ اوسکی نافرمانی نہ کریگا
ویعزموا بحقوقه فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما
اور سلم ہو حقوق ادا کرنیکا پھر جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی برائی کو اور جو کوئی پورا کریگا جسپر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا
ینبغی ان یعلم هذا وروی عن ابن عباس انه قال الحجر الاسود یمین الله تعالی فی الارض فمن استلمه وصافحه فکانما
یہہ کی شرح ہے اور روایت ابن عباس کی کہ فرمایا حجر اسود اللہ تعالی کا زمین مین داہنا ہاتھہ ہی جسنے اوسپر بوسہ دیا اور مصافحہ کیا گویا

صافحه الله تعالی وقبل یمینه وقال عکرمة الحجر الاسود یمین الله تعالی فی الارض فمن لم یدرك بیعة
اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتھ چوما اور عکرمہ کہتا ہی حجر اسود داہنا ہاتھ ہی اللہ تعالیٰ کا زمین مین جسکو بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول الله فمسح الرکن فقد بایع الله ورسوله وورد فی الحدیث ان الله تعالی لما استخرج من ظهر آدم
میسر نہین ہوئی پہر اوسنے رکن کو ہاتھ سے چھوا تو اوسنے بیشک اللہ اور اوسکی رسول سے بیعت کی اور حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کی پشت مین سے
ذریته واخذ علیهم المیثاق کتب ذلك فی رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقیل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
اپنی اولاد کو نکالا اور اونسے عہد لیا الست بربکم کا اوسکو یوست آہو پر لکھکر اس حجر اسود مین امانت رکھدیا اور کہتے ہین کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہی تو گویا
یجدد البیعة ویلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فینبغی له اذا رجع من الحج ان یحافظ ما عاهد الله علیه
از سر نو بیعت کرتا ہی اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہی اب یہہ ہی لایق ہی کہ جب حجر اسود کی پاس سی جدا ہو تو اسہ سی جو عہد کیا ہی
عند استلام الحجر اذ یقبح هذا لمن کمل مبانی الاسلام ان یشرع فی نقض مبانیه بالمعاصی فان علامة
وقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کری کتنا بڑی کہ مبانی اسلام کی پورا کرکر اون مبانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشانی
قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخری بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصیة بعدها وما احسن
جو مقبول ہوتی کا یہہ ہی کہ اوسکی بعد طاعت کی اور طاعت کرکر ملا جاوی اور نشان مردود ہونیکا یہہ ہی کہ بعد اوسکی معصیت ہوتی لگی اور کیا خوب ہی
الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السیئة بعد الحسنة فقد قیل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعین ذنبا
طاعت ہی طاعت کی اور کیا برا ہی بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتے ہین ایک گناہ توبہ کی بعد ہونہی ستر گناہ سی
قبلها فان النکث صعب من المرض الاول فالحاج اذا کان حجه مبرورا یغفر له ولمن استغفر له
توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہی پس حاجی اگر حاج مبرور ہوتا ہی تو وہ بخشا جاتا ہی اور جسکی واسطی مغفرت مانگی
واذا رجع یرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك یستحب تلقیه والسلام علیه وطلب الاستغفار
اور جب وہ ہٹتا ہی تو سر چال مین کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہی اسہی لئی مستحب ہی اوس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سی مغفرت کی دعا کرانی
منه لما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال اذا لقیت الحاج سلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر
موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور حاجی کو کہ تیری لئی اپنی پروردگار سی مغفرت مانگی
لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له وروی عن الحسن انه قال اذا خرج الحاج فشیعهم وزودهم واطلب الیه
مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہی اور حسن سی روایت ہی کہ کہتا تہا جب حاجی حج کی لئی روانہ ہوں تو اونکی ساتہ جاکر رخصت کرو اور دعا
فاذا فعلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان یخالطوا الذنوب فان البرکة فی ایدیهم لکن من قلیل یکون حجه مبرورا
توشہ دو بہ جیدہ حج کرکر آوین تو اونسی ملو اور مصافحہ کرو پہلی اس سی کہ وہ گناہون مین مبتلا ہون کیونکہ اونکی ہاتہون مین برکت ہی پر بہت کم شخص مین جسکا حاج مبرور ہونا معلوم
قیل لابن عمر ما اکثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ایضا الرکب کثیر والحاج قلیل وانما قال ذلك لظهور البدع
کسی نی ابن عمر کی کہا حاجی کتنی بہت ہین اونی جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑی ہین اور یہہ بھی کہا سوار تو بہت ہین پر حاجی تہوڑی ہین یہہ اسہی لئی کہا کہ حجاج مین بدعتون
والمنکرات الکثیرة بین الحجاج فاعظمها فتنة واکبرها مصیبة واکثرها وقوعا وبلیة ترك الکثر الصلوة
اور منکرات بہت ہوتی ہین پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہی یہہ ہی کہ اکثر حاجیون کی نماز چہوٹی ہی
ومن لم یترکها یضیع وقتها ویجمعها علی غیر الوجه الشرعی وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج
اور نہ نماز نہین ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہی اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کرادیتا ہی اور یہہ بالاتفاق حرام ہی اور جو جانتا ہی کہ جسکو حج کی لئی جاوینگا
الی الحج تفوته صلوة واحدة یحرم علیه الحج رجلا کان او امراة لان من یترك صلوة واحدة لا یکفرها اقل
تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہی مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہی تو اوسکا عوض ستر حج سی کم نہین

من سبعین حجة فیکون کمن ضیع الف دینار فی طلب درهم واحد فاذا کان کذلك فعلی الحاج ان یلازم
نہین ہوتا پھر بھلا شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئے جب حال یہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ ملازمین

الصلوة فی وقتها بالجماعة عند التیسیر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتیاط عن التیمم حال کفایة
وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی وقت تنہا ادا کیا کرین پر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین

الماء للوضوء والشرب له ولرفیقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
واسطے وضو اور پینیکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضو کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی

ومع الاجتهاد فی امر القبلة فی موضع الاشتباه ومن منکرات الحاج تزیین الجمل بالحلی من الذهب و
درکوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحریر وتزیین المشاعل بذلك ایضا یفعلون ذلك عند خروجهم
اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہناکر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب وزینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم الیه وعند دخولهم مکة والمدینة وهم اثمون فی جمیع ذلك ویشارکهم فی الاثم
ہوتی ہین اور جب بخیر پھر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرانی پر گنہگار ہوتی ہین

من یتطاول لرویة ذلك ویستحسنه اویسکت عنه ومن منکراتهم ایضا خروج النساء عند ذهابهم
جو دیکھنے کو جاتی ہین اور دیکھو نیک سمجھتی ہین یا جب ہوکر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی ہی کہ عورتین وداعی کی جاتی وقت

وعند مجیئهم فان الواجب علی المراة قعودها فی بیتها وعدم خروجها من منزلها وعلی الزوج منعها عن
اور آتی وقت ساتھ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گھر مین بیٹھی رہنا اور بےحاجت کی مقام سی باہر نکلنا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت کانا عاصیین والاذن قد یکون بالسکوت فهو کالقول لان النهی عن
واجب ہی اور خاوند نی اگر اونکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبھی چپ رہنی سی ہی ہوتی ہی وہ ایسی جیسی زبانسی کہنا اسلئے کہ بارکہنا

المنکر فرض وان خرجت بغیر اذن زوجها یلعنها کل ملك فی السماء وکل شئ یمر علیه الا الانس والجن وقد
برا ہی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوپر ہر مقام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کوگذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور

جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال ما ترکت بعدی فتنة اضر من النساء فخروج النساء فی هذا الزمان
حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چھوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گھرون مین سی

من بیوتهن من اکثر الفتن لاسیما الخروج المحرم لخروجهن خلف الجنازة ولزیارة القبور وعند خروج الحجیج
اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جسپہ حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچھی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت

ومجیئهم والخیر لهن قعودهن فی بیوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا تری انه تعالی امر خیر نساء الدنیا و
اور واپسی آتی وقت اونکی حق مین گھرون کی اندر بیٹھی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو

هن ازواج النبی علیه السلام بعدم الخروج من بیوتهن فقال وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وهذا النظم الکریم وان نزل فیهن
کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین گھرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گھرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق

لان حکمه یعم الجمیع لما تقرر ان خطابات القرآن تعم الموجودین وقت نزوله ومن سیوجد الی یوم القیمة
اترا ہی لیکن حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ امور مین ثابت ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کی وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہوتی جائینگی

ومن منکراتهم ایضا ان بعضهم لا یجب علیهم الحج من الفقراء یخرجون معهم بلا زاد ویقولون نحن متوکلون
اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بھی ہی کہ جن پر حج فرض نہین ہی وہ بھی اونکی ساتھہ ہوجاتی ہین بی توشہ خالی ہاتھہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

فیکونون کلا علی الناس ویثقلون علیهم غیر منفکین عن ارتکابهم بالسؤال والسوال حرام وهم یرتکبون
وہ لوگوں پر بھاری پڑتی ہیں اور شور رہوتی ہیں انکی بیشک مانگنی نہیں چھوٹتی اور حال یہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اور وہ اس حرام کو مزہ سے کرتے ہیں

ذلک الحرام لاداء ما یجب علیهم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکر
ادا کی لئی اختیار کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات نمازیں پنجگانہ میں سی ترک کرتی ہیں اور قسم قسم کی معاصی میں گرفتار ہوتی ہیں پہرہ ہی

سبب کما لهم وزیادتهم سببا لنقصانهم وخسرانهم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاءهم
سبب جو اونکی خوبی اور زیادتی کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرین نے کہا ہی لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا جسمیں دولتمند تو

للنزهة واوساطهم للتجارة وقراءهم للریاء والسمعة وفقراءهم للمسئلة ولا یبعد ان یقال وشرارهم للشهرة
حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی دکھلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کھانی کی اور بعید نہیں کہ یہ ہی کہیں اور بدی

والحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنة ومحنة لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله
اور حاصل یہ ہی کہ حج اس زمانہ میں بہت لوگوں کی حق میں فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ ہی نگاہ نہیں کرتی کہ اللہ تعالی نے اوپر کیا کیا

علیهم فیه من حقوقه وحقوق عباده وانه تعالی اوجب علیهم الحج بشرط الاستطاعة وهی تقتضی
اپنی حق اور اپنی بندوں کی حق واجب کئی ہیں بیشک اللہ تعالی نے اوپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی

القدرة علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیه مدة ذهابه ومجیئه من ماکول ومشروب ومرکوب
قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی اپنی جانی اور آنی کی مدت میں کفایت کرجاوی کھانی کو اور پینی کو اور سواری کو

فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد ورحلة لفقره فربما یهلك فی الطریق عند حاجته الی الاکل والشرب
پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی خالی اتھ نکلتی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہیں تو اکثر راستہ کی اندر کھانی اور پینی

والرکوب فیموت عاصیا لان الله تعالی نهاه عن السفر علی تلك الحالة ومن خرج الی الحج من غیر ان
اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہیں پہر گنہگار ہوکر مرتی ہیں اسواسطی کہ اللہ تعالی نے ایسی حالت میں سفر کی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون

یهلك ما یکفیه ویقصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتاج الیه فی وقت ضرورته من اکل وشرب ورکوب
اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ پیاسی نکلتی ہی لوگونسی حاجت کی چیز کھانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لینی کی

فقد اساء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایته لمشقة الحمل وبعد
تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیوں کا حال یہ ہی ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی بار برداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہیں

الطریق فمن سافر معهم بلا زاد فانه یضایقهم فی زادهم فیکون سفره هذا ذی لنفسه ولغیره واکثر من
پہر جو خالی ہاتھہ اونکی ساتھہ ہوجاوی تو اونسی اونکی توشہ میں مہمانی مانگی گا پہر اوسکا یہ سفر وبال ہوگا اوسکو بھی اور اورونکو بھی اور اکثر ایسا کام

یفعل هذا هم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالی وطاعة
وہ ہی کرتی ہیں جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہیں جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچھہ غرض ہوتی ہی

رسوله بل یقصدون قضاء ما تشتهیه نفوسهم من رویة الاماکن البعیدة الغریبة ورویة مکة
بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہیں دیکھنا عجیب و غریب دور کی شہروں کا اور دیکھنا مکہ

والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعهم اذ یاتون من کل فج عمیق وان یقال له الحاج لا هة له الا
اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان اور دور دور کی لوگ آتی ہیں اور حاجی کہلانی میں اسکی اتنی ہی ہمت ہی

ذلك ومنهم من یزین له الشیطان صحبة الرکب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة
اور بعضون کی دلمیں شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چوراکر

او غصبا وکیف یمکن فان الشیطان یجتهد دائما فی ایقاع بنی آدم فی الشر فیفتح له بابا من الخیر لیوقعه
یا چھین کر یا جسطرح بنی یعنی کیونکہ شیطان ہمیشہ بہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لیئی تمامہ مین دروازہ خیر کا کہول کر

فی انواع المعاصی والمحرمات فی السر ومن منکراتهم ایضا انهم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتهم اذا قد
در پردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کردیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کردیتے ہین

یموت واحد من رفقائهم حین کونهم نازلین فلا یغسلونه ولا یکفنونه ولا یصلون علیه بل یرتحلون
جبکوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ نہلاوین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ویترکونه هنالک ضایعا بلا دفن ویقعون فی الآثام لان کل واحد من هذه الامور من فروض الکفایة التی
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن وُال جاتی ہین اور گنہ مین پیہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترک واحد منها یاثم الکل وقد یموت حین کونهم ذاهبین فی الطریق فیرمونه فی مکان قفر بلا دفن ویاکله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو یہہ اوسکو یونہین جنگل پٹیر مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اور سگو گیدڑ

السباع وسبب ارتکابهم امثال هذه الجرائم خوفهم ان یاخذ البیت المال ماله ویختارون متاع
بہیڑیے کہاجاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا دالاوسکا مال بیت المال مین داخل ہوجاسو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنیا علی الاخرة ویضیعون امثال هذه الفروض ویقعون فی الآثام فکیف یکون حجتهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابل مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کرکر گنہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر انکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من یرید ان یکون حجه مبرورا یلزمه ان یحج باقامة ارکانه وواجباته وسننه ویحترز فی الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلها کبائرها وصغائرها ویتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبایر اور صغایر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہونسی توبہ کرکر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم فی حقوق العباد ویکون طعامه وشرابه ولباسه ومرکبه من
فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکا کہانا اور پینا اور پہرنا اور سوارے

الحلال لان الحرام اذا قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بمال حرام هل یصح حجه امله لا فعند الامام احمد لا یصح ویجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہا نے اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال خرچ کرکر حج کری تو ایا اوسکا حج ادا ہوجاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

علیه ان یحج ثانیا بمال حلال وعند الثلثة یصح حجه ویسقط عنه الفرض ولا یجب علیه الاعادة لکن
الیسا صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون اماموں کی نزدیک حج صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوگیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین

لا یکون حجه مبرورا لان الشرط فی کون الحج مبرورا الاجتناب عن کل ما نهی الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لیئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

وارکانه وواجباته وسننه وآدابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی ساتہہ ادا کری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط ادا کی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادا کی

فهی الزمان والمکان والاحرام وشرائط الوجوب فهی العقل والبلوغ والحریة والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطریق فلکون امن الطریق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلیئی علما کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہین

لارتفاع الامن بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسراق فقال ابوالقاسم الصفاری لاشك
کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور لوٹوں کی ابوالقاسم صفاری کہتی ہیں عورتوں کی ذمہ سی

فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما اشك فی سقوطه عن الرجال وقال ایضا لا اری الحج فرضا منذ عشرین
حج کی ساقط ہونی ہیں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک ہمیں ہی کہ مردوں کی ذمہ سی بھی ساقط ہوا یا نہیں اور یہ بھی کہا ہی کہ ہمیں حج کو فرض نہیں جانتا

سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندی دار الحرب وقال ابوبكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة
بیس برس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہیں اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابوبکر اسکاف کہتی ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ

فی زماننا قاله فی سنة ست وعشرین وثلثمائة وافتی ابوبكر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہماری وقت ہیں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھبیس کی ہی اور ابوبکر رازی نی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی

فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرین قیل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا یتوصل الی الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہوگیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ عدم فرضیت کی اسواسطی قایل ہوئی ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دیئی بغیر

الی القرامطة وغیرهم فیكون الطاعة سببا للمعصیة فمتی صارت الطاعة سببا للمعصیة یرتفع
ہرگز حج نہیں کرسکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو یہہ طاعت نہیں رہی

الطاعة لكن ذكر فی القنیة ان من قدر علی الحج یجب علیه الحج وان علم انه یؤخذ منه المكس اذا لو سقط
لیکن قنیہ میں یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہوا اگرچہ یکہ جانتا ہو کہ اوس سی خراج لیا جاویگا اسواسطی کہ اگر اتنی خوف سی

الحج به فمتی یعمل بقوله تعالی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وسئل ابوالحسن الكرخی عمن لا یخرج الی الحج خوفا
حج ساقط ہوجاوی تو پھر اس آیت پر کب عمل ہووےگا اور واسطی اسکی ہی لوگوں پر حج بیت اسکا ابوالحسن کرخی سی پوچھا حال اوسکا جو ہاری خوف

من القرامطة فقال ما سلمت البادیة عن الآفات یعنی ان البادیة لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطہ کی حج کو نہیں جاتا اوسنی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہیں ہی یعنی بادیہ آفات سی کبھی خالی نہیں ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت

الحر وهبوب الریح السموم وقال الفقیه ابواللیث ان كان الغالب فی الطریق السلامة یجب وان كان
گرمی اور تیزی ہوا لوں کی اور فقیہ ابواللیث کہتی ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال

الغالب خلاف ذلك لا یجب وعلیه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزیارة فان فات
غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسہی قول پر اعتماد ہی اور فرایض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹھہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینوں میں سی

واحد منها یبطل حجه ویجب قضاؤه فی العام القابل وواجباته السعی بین الصفا والمروة والوقوف
ایک ہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاویگا پھر سال آیندہ میں اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروہ کی بیچ میں دوڑنا اور

بالمزدلفة ورمی الجمار والحلق او التقصیر وطواف الصدر للافاقی فان ترك شیئا منها یجوز حجه و
مزدلفہ میں ٹھہرنا اور جمرات میں کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کتروانی اور طواف الصدر سوا اہل مکہ والوں کی پس اگر کوئی واجب واجبات میں سی ترک کیا تو حج تو جایز

علیه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذی الحجة ویكره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر دم لازم ہی اور سوا ان فرایض اور واجبات کی سنن اور آداب ہیں اور حج کا وقت شوال اور ماہ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کی ہیں اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندھنا

قبل ذلك لان الاحرام یطول فربما یقع فی الحرام ولا یكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتكب
مکروہ ہی اسلئے کہ مدت احرام کی دراز ہوجاوی کی سو اکثر حرام میں واقع ہوجاتا ہی پھر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جیسی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھا پھر کوئی قسم کی

شیئا من محظورات الاحرام بلا عذر یخرج حجه عن ان یكون مبرورا وان تاب الی الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات میں سی بی عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اسواسطی کہ توبہ سی گناہ معاف ہوجاتا ہی

الاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط فی کون الحج مبرورا ان لا یقع فی حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب میں ہوگیا وہ نہیں موقوف ہوتا اسواسطے کہ شرط حج کی مبرور ہونے کی یہ ہی کہ احرام کی اندر
من الذنوب بلا عذر والاحرام النیة والتلبیة وهما رکنان فالاحرام لا یصح الاحرام باحدهما دون الاخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہو نی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی
فمن اراد الاحرام یتوضأ او یغتسل والغسل افضل ویترع المخیط ویلبس ثوبین ازارا وّرداء جدیدین
صحیح نہیں ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کرکی یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون
او غسیلین والجدید افضل ویقص شاربه ویقلم اظفاره ویحلق عانته ثم یصلی رکعتین و
یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی مونچہین کترواوی اور ناخون ترشواوی اور بونی بغلی مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری
یقول بعد السلام اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی ثم یلبی ویقول برفع الصوت لبیک اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو حج میرا آسان کردی اور مجھ سی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الہی
لبیک لبیک لا شریک لك لبیک ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریک لك ولا ینقص منهم وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہیں بیشک حمد و نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہیں اس عبارت مین سی کچہہ کم نہوی اگرچہ زیادہ ہوجاوی
یجوز فاذا اتی بالنیة والتلبیة فقد احرم وتبقی محظورات احرامه وهی الرفث والفسوق والجدال
تو جایز ہی پہر نیت کرکر تلبیہ پڑہ چکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتون کی اور بدکاری اور لڑائی
وتعرض الصید بالاخذ والاشارة والدلالة والاعانة ولا یلبس المخیط قباء او قمیصا او سراویل او
اور شکار کو چھیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پائجامہ اور
عمامة او قلنسوة او خفا الا ان یقطع الخف اسفل من الکعبین ولا یاخذ شعرا ولا ظفرا ولا یقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کترڈالی تو ڈر نہیں پہر نہ بال کترے نہ ناخن کترے نہ جون ماری
ولا یغطی راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبیت او المحمل ولا یحك راسه الا برفق حتی لا یدمی
اور نہ سر ڈہکی اور نہ منہہ ڈہکی اور سکاڈہ نہہین لے سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوہ کی اور سر کو نہ کھجاوی مگر نرمی سی یہان تک
عن ابی حنیفة انه یحکه ببطون الاصابع کیلا یوذی شیئا من هوام راسه ویکثر التلبیة برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ وہ نگلیون کی پیٹہ سی کھجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جون وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہے ہی
الصوت متی صلی او علی شرفا او هبط وادیا او لقی رکبا او سحرا او دخل مکة او ابتدأ بالمسجد حین
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی قافلہ مین یا سوار مین یا صبح ہوگیا کر پڑہی یا جب مکہ مین داخل ہوا تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی
رای البیت یکبر ویهلل ثم یستقبل الحجر مکبرا مهللا رافعا یدیه کما فی الصلوة ویستلمه ولا یستلم
اور جب بیت کو دیکہی تو اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہائی ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور لات کو چومی اور
عند الفقهاء ان یضع کفیه علی الحجر ویقبله بفمه ان قدر بلا ایذاء احد والا استلام سنة وترکه
فقہا کی نزدیک استلام کی یہہ وضع ہی کہ دونو ہاتہہ حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسی کو تکلیف نہی بغیر ایسہ ہوسکی سو سنت ہی اور استلام نہ کرنا
لایذاء واجب فالاتیان بالواجب ولی وان لم یقدر علی ذلك یمسه شیئا فی یده ویقبله وان عجز
ایذا نہ دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر ایسہ قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہوئی پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو
عنهما یستقبله رافعا یدیه حذاء منکبیه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشیرا
امر نہو سکین تو حجر اسود کی سامنی کہڑا ہوکر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہائی ہوی پشت ہاتہون کی منہہ کی طرف اور رو اوسکی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بهما اليه مكبرا هللا حامدا لله تعالى ومصليا على النبي عليه السلام ويطوف للقدوم وراء الحطيم

طرف حجر کی اللہ اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اللہ کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا یہ طواف القدوم کرے حطیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذا عن يمينه مما يلي الباب جاعلا رداءه تحت ابطه اليمنى ملقيا طرفه على كتفه اليسرى

داہنی طرف سے شروع کرکر جسطرف باب ہے اسی متصل ہی چادر کو داہنی بغل تلی لیکر اور اسکی کونی بائیں مونڈھی پر ڈال کر

سبعة اشواط يرمل في الثلثة الاول فقط من الحجر الى الحجر وكلما مر بالحجر يفعل به ما ذكر من الاستلام

سات گردشیں اکڑکر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سی حجر تک یہ جب حجر کی پاس پہنچے وہ ہی استلام کرے موافق مذکور بالا کی

ويستلم الركن اليماني وهو حسن ولا يستلم غيرهما ويختم الطواف باستلام الحجر ثم يصلي ركعتين

اور استلام کرے رکن یمانی کو یہ بہتر ہی اور سوا ان دونو کی اور کو استلام نہ کرے اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کرے یہ مقام کی پاس دو رکعت نفل

عند المقام او غيره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد كل اسبوع ثم

ادا کرے یا مسجد میں اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پیچھے

يعود ويستلم الحجر ويخرج من المسجد ويصعد الصفا ويستقبل البيت ويكبر ويهلل ويصلي

ہٹ کر حجر کا استلام کرے اور مسجد ہی باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہ کرکر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر

على النبي عليه السلام ويرفع يديه ويدعو ما شاء ثم يمشي نحو المروة على هيئته حتى يصل بطن الوادي

درود پڑھی اور ہاتھ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی یہ مروہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی بی تکلف یہان تک کہ بطن وادی پر پہنچی

ثم يسعى بين الميلين الاخضرين فاذا جاوز بطن الوادي يمشي على هيئته حتى يأتي المروة واذا انتهى

پھر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال پر چلنی لگی یہان تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہان جاکر

يصعد عليها ويفعل ما فعل على الصفا ثم ينزل عنها ويتوجه الى الصفا يفعل هكذا سبعا يبدأ

اوسکی پر چڑھی وہان جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تھا پھر مروہ سی اترکر صفا کی طرف جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر

بالصفا ويختم بالمروة ثم يسكن بمكة محرما ويطوف بالبيت نفلا ما شاء فاذا صلى بمكة فجرا من

مروہ پر ختم کروی پھر مکہ میں احرام باندھی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جتنی چاہی جب مکہ میں یوم ترویہ یعنی آٹھوین تاریخ

الشهر يخرج الى منى ويمكث بها الى فجر عرفة ثم يروح الى عرفات وكلها موقف الا بطن عرنة فبعد

ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑھ چکی منی کو جاوی وہان جاکر نویں تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پھر عرفات میں جاوی وہ تمام ہر یکی جگہ ہی سوا بطن عرنہ کی جب

ما صلى الظهر والعصر في وقت الظهر يذهب الى الموقف بغسل سن وبعد الغروب ياتي الى المزدلفة

نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت میں پڑھ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی وہان جیہی مزدلفہ کو چلا جاوی

وكلها موقف الا وادي محسر وينزل عند جبل قزح ويصلي العشائين ههنا باذان واقامة فاذا طلع

وہ تمام ٹہرنی کی جگہ ہی سوا وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہان مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق

الفجر يصلي الفجر بغلس وهو ظلمة في اخر الليل ثم يقف ويكبر ويهلل ويلبي ويصلي على النبي عليه السلام

کھل جاوی تو فجر کی نماز اندھیری میں پڑھی غلس اندھیرا ہوتا ہی اخر لیل میں پہر ٹہر کر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور تلبیہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجا

ويدعو اذا اسفر يأتي منى ويرمي جمرة العقبة من بطن الوادي من اسفله الى اعلاه سبع حصيات

اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہو جاوے تو منی میں آکر جمرۃ العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی علی کی طرف سات کنکریں ایک ایک کرکر

خذفا ويكبر بكل منها فيقول بسم الله والله اكبر رجما للشيطان وحزبه اللهم اجعل حجي مبرورا وسعيي

اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جا اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطے جانگ اوردگی شیطان اور اسکی گروہ کی تیہی توجہ میری اور کوشش میری

مشکورا وذنبی مغفورا ویقطع التلبیة باولها ثم یذبح ان شاء ثم یقصر او یحلق افضل ویحل له کل شیء
مشکور اور گناہ میرے معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کر دی پھر قربانی کر دی اگر چاہی پھر بال کتروا دی اور سر منڈوانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام میں سے
من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوما من ایام النحر سبعة اشواط بالرمل والسعی
سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہیں پھر طواف زیارت کسی دن ایام نحر میں سی سات گرد شیر بدون اکڑ اور سعی کی کری
ان فعل الرمی والسعی قبل والا فبهما واوان اخره عن ایام النحر یکره ویجب الدم ثم یاتی منی ویرمی الجمار
اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہیں تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹلا دی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پھر منی میں آوی اور
الثلث بعد زوال ثانی النحر بیدا بمایلی مسجد الخیف ثم بمایلیه ثم بالعقبة سبعا سبعا ویکبر بکل
تینوں جمروں کو بعد دن ڈھلنی دوسری دن نحر کی کنکر مارری شروع اوس جمرہ کی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پھر جو اوس سی پاس ہی پھر جمرۃ العقبہ کو سات سات کنکر
حصاة ویقف بعد کل بعده رمی ویدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم غد ذلك
کی ساتھ تکبیر کہتا جاوی اور ٹھہری بعد اوس ہی کی کہ جیسی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ ٹھہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پھر اگلی دن اسیطور
وبعد غد ذلك ان مکث ویکره ان لا یبیت بمنی لیالی الرمی واذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصدر
اور بعد اوسکی اگلی دن بھی یہی اگر ٹھہری اور اگر رمی کی شبوں میں منی میں شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر
سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی رکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یاتی البیت ویقبل العتبة
سات گرد شیں بدون رمل اور سعی کی کری پھر دو رکعت نماز ادا کری پھر آب زمزم نوش کری پھر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری
ویضع صدره ووجهه علی الملتزم وهو ما بین الحجر والباب ویتشبث بالاستار ساعة ویدعو مجتهدا
اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکھی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ میں ہی اور ایک ساعت پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی دعا مانگی
ویبکی علی فراق الکعبة ویرجع قهقری حتی یخرج من المسجد والمراة کالرجل الا انها تلبس المخیط ولا
اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت ہٹتی یہاں تک کہ مسجد میں سی نکل آوی اور عورت کا حال یہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سلا کپڑا پہنی
تکشف راسها بل تکشف وجهها ولو اسدلت علیه شیئا وجافته عنه یصح ولا یرفع صوتها بالتلبیة
اور اپنا سر نہ کھولی بلکہ منہ کھولی رکھی اور اگر کسی کپڑے سی کہونکھٹ رکھی اور منہ سی کپڑا کو الگ رکھی تو بھی صحیح ہی اور تلبیہ میں پکار کر اوا نہ کری
ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیا ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل تمشی علی هیئتها ولا
اور حجر کی پاس انبوہ میں نہ جاوی اگر جگہ خالی نہ ہو جاوی اور طواف میں رمل نہ کری اور میلین کی بیچ میں سعی نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
یحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ویکون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ویفید النظافة
نہ مونڈاوی بلکہ کتروا ڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہیں اسی سواء طواف کی طہارت
لغیر الطواف وهو بعد الرکنین هما الوقوف بعرفة وطواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجب علیها شیء
کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچھ لازم
بترکه ولا بتاخیر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب الحیض ثم ینبغی ان یعلم ان المراة شابة کانت وعجوزا
نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر کی بسبب حیض کی ہو جاوی کچھ لازم آوی پہر جانکنی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی
اذا کان بینها وبین مکة مسیرة سفر لا یثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا یجوز نکاحها
جب اوسمیں اور مکہ میں مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جتنی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی
علی التابید بنسب او رضاع او صهریة وان لم یکن لها محرم لا یجب علیها ان تتزوج لیحج بها وذکر فی التجنیس
کبھی کی حال میں نکاح جایز نہیں ہی نسب کی یا دودہ کی یا سسرائی کی اور اگر اوس عورت کی ساتھ محرم نہیں تو اوسپر یہہ واجب نہیں کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس میں مذکور ہی

ان محرمها ان کان فاسقا او مجنونا او صبیا لا یجب علیها الحج ویحرم علیها السفر معه ویشترط لها
کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہین ہی اور ایسی محرم کی ساتھہ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطے
ان تکون خالیا عن العدة عند خروجها الی الحج حتی لو کانت فی العدة لا تخرج الی الحج وکذا لو وجب
یہہ بھی شرط ہی کہ جب وہ حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہان تلک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر
لها العدة فی الطریق فی مصر من الامصار وبینها وبین مکة مسیرة سفر لا تخرج عن ذلک المصر حالم تنقض
عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہوجاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نہ جاوی
عدتها یسرنا الله تعالی اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله المجلس الحادی والعشرون
الٰہی ہمپر آسان کردہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی اکیسوین مجلس
فی بیان فضائل الزکوة وغوائل ترکها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من
زکوة دینی کی فضائل اور ندینی کی سختیون مین فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی نہین کوئی
صاحب ذهب ولا فضة لا یؤدی منها حقها الا اذا کان یوم القیمة صفحت له صفائح من نار
سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوة نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاوینگی
فاحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جنبیه وجبینه وظهوره وکلما بردت اعیدت له فی یوم
پھر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کرکر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹھنڈی ہوگئی پھر گرم کی جاوینگی اوس روز
کان مقداره خمسین الف سنة حتی یقضی بین العباد فیری سبیله اما الی الجنة واما الی النار
کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہان تلک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پھر دیکھی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف
هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة فانه علیه السلام ذکر فیه جنسین من المال وهما
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیہ السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین
الذهب والفضة ثم افرد الضمیر الراجع الیهما فقال لا یؤدی منها حقها نظرا الی المعنی دون اللفظ
سونا اور چاندی پھر ضمیر جو اونکی طرف پھیرنی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا
لان المراد بهما دنانیر ودراهم وقیل یحتمل ان یراد بهما الاموال لان الحکم عام وتخصیصهما بالذکر لفضلهما
اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی
علی سائر الاموال من حیث انهما اصل التمول وثمن الاشیاء وبمثله ورد قوله تعالی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ
ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسکی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکھتی ہین
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ
سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی اللہ کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی
فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ
پس داغین گی اوس سی اونکی پیشانیان اور پشتین یہہ ہی جو تم گاڑتی تھی اپنی واسطی اب چکھو مزہ اپنی گاڑ رکھنی کا
والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها فی سبیل الله عدم اداء زکوتها فان الذین یجمعون الاموال
اور حق ندینی سی اور راہ الٰہی مین خرچ نہ کرنی سی ندینا زکوة کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین
ویدخرونها ولا یعطون زکوتها یعذبون یوم القیمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذکر فی هذه الایه
اور اوسکو ذخیرہ کرکہتی ہین اور اوسکی زکوة ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دی جاوینگی ایک نوعیہہ جو اس آیت مین

وهذا الحدیث ذو وجه تخصیص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم یعود نفسه

اور اس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی

اعطاء الزکوة بعد وجوبها ربما یجیء وقتها فهو اذا رای الفقیر الطالب للزکوة یعبس وجهه واذا ساله یمرض

اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت بھی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ کی طالب کو دیکھتا ہی تو تیوڑی چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہ

عنه ویولی الیه جنبه واذا بالغ فی السوال یقوم من مقامه ویولی الیه ظهره ویذهب ولا یعطیه

پھیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر فی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہ سی اوٹھکر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی کچھ

شیئا من حقه الذی هو للزکوة فتاذی الفقیر بکل واحد من هذه الافعال فیعذبه الله تعالی

اوسکا حق ہی کچھہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئی اللہ تعالی اوسکو

بجعل امواله التی هی الدنانیر والدراهم الواحا من نار تکوی بها تلك الاعضاء التی اذی بها الفقیر

یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی اوسنی فقیر کو ایذا دی تہی

وروی عن ابن مسعود انه قال لا یوضع دینار علی دینار ولا درهم علی درهم ولکن یوسع جلده حتی

اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر

یوضع کل دینار ودرهم موضعا علی حدة کلما تم ووصل کیها من اولها الی اخرها اعید ذلك الکی الی

ہر ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاویگی جب پوری ہوکر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کریگی

اولها حتی یصل الی اخرها هکذا یستمر هذا النوع من العذاب یوم القیمة حتی یحکم بین العباد

اسہی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئی چلا جاگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصل ہوچکی

فیری سبیل اما الی الجنة ان لم یکن له ذنب سواه وکان لکن الله تعالی عفی عنه واما الی النار ان کان

پہر دیکہا چاہئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا تو یا دوزخ کی طرف ہی اگر اس حال

علی خلاف ذلك وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال من اتاه الله مالا فلم یؤد زکوته مثل له ماله

کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

یوم القیمة شجاعا اقرع له زبیبتان یطوقه ثم یاخذ بلهزمتیه فیقول انا مالك انا کنزك ثم تلا

اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلیمین طوق بنکر پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی یہہ آیت

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ یَبْخَلُونَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا

پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتری اونکی حق مین بلکہ یہہ بڑہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی بخل کرنی کی

یه یوم القیمة فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من اعطاه الله تعالی مالا ولم یؤد زکوة ماله

دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی

یجعل ماله یوم القیمة فی صورة الحیة التی الحسر شعر راسها من کثرة سمها وطول عمرها ولها فوق

قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی

عینیها نکتتان سوداوان وهی اوحش ما یکون من الحیات وتجعل فی عنقه کالطوق ثم یاخذ بشدقیه

دونو انگہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر

وتدعغه وتقول له انا مالك الذی جمعته ولم تؤد زکوته فلما کان فی منع الزکوة مثل هذا التشدید

کاٹیگا اور کہیگا مین تیرا وہ ہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی نہ دینی مین اتنی بڑی سختی ہی

الشدید لزم بیان وجه الحکمة فی ایجابها وهو لا متحان ان لا ن التلفظ بکلمة الشهادة التزام للتوحید
تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی مین کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطے کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑھنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی
وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من یقول اشهد ان لا اله الا الله یصیر کانه قال انی
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئے کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گویا یہہ کہتا ہی
رایت بقلبی وعلمت بعقلی ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہین پرستش کرونگا
احب الا ایاه فیلزم الوفاء بما ادعاه من التوحید فی المحبة وتمام الوفاء ان لا یبقی للموحد محبوب
اور نہ دوست رکھونگا سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطے کوئی محبوب
سوی الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشرکة والتوحید باللسان قلیل النفع وانما یظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نرہے اسواسطے کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلاتا ہی
المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لکونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم فی الدنیا
جب تمام محبوبات چھوڑ جاوین اور مال دولت خلق کو اسلئے محبوب ہی کہ اوس ہی دنیا مین اونکی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی
ویسهیها یا نسون بهذا العالم وینفرون من الموت مع ان فیه لقاء المحبوب فامتحنوا فی صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ
دعواهم فی المحبة ببذل المال الذی هو معشوقهم وهم فی بذله ثلثة اقسام القسم الاول هم الذین
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین
صدقوا فی التوحید وادعاء المحبة وبذلوا جمیع اموالهم ولو بذلوها لم یبخلوا لانفسهم شیئا کما فعله ابوبکر الصدیق
جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطے کچھہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ کیا
حیث جاء بجمیع ماله کله الی رسول الله صلی الله علیه وسلم لینفقه فی سبیل الله تعالی وقال له رسول الله صلی
اسلئے کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ مین خرچ کرین اور جب اونسی رسول اللہ صلی
الله علیه وسلم فما ذا ابقیت لنفسک فقال الله ورسوله فانه وفی بتمام الصدق فلو بقی عنده سوی
اللہ علیہ وسلم نی پوچھا اپنی واسطے کتنا رکھا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سوا اونکی پاس سوا
محبوبه الذی هو الله تعالی ورسوله وهذا جائز لمن کان توکله علی الله تعالی تاما کاملا وهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچھہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور سہی لئی جب
سئل رسول الله علیه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه علیه السلام بین فی هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث
الحدیث ان افضل الصدقة ما یتصدقه الفقیر مع احتیاجه الیه واما من لم یکن توکله تاما کاملا
مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو
فلا بد له ان یترک قوت نفسه وعیاله ثم یتصدق ما فضل من ذلک لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو ضرور ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اوس سی بچتا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خیر الصدقة ما کان عن ظهر غنی ولا مخالفة بین هذا الحدیث والحدیث السابق لان الغنی قسمان
فرمایا اچھا صدقہ وہ ہی جو تو انگری سا نہہ ہووی اور اس حدیث مین کچھہ مخالفت نہین ہی اسلئے کہ تو انگری دو طرح کی ہوتی ہی

غنی المال وغنی النفس وخیر الصدقة ما کان عن احد المعنیین اما عن غنی النفس وعن غنی المال اذ
تونگری مال کی اور تونگری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک تونگری سی ہو یا دل کی تونگری سی یا مال کی تونگری سی اسواسطے
لابد للمتصدق فیما یبدله ان یستغنی عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزیمته ثقة بالله تعالی کما
کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی پی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی حق تعالی پر بھروسا کرکر جیسا
فعله ابوبکر الصدیق او بماله الذی بقی فی یده بعد البذل اذ لا یجوز لاحد ان یصرف قوت عیاله
ابوبکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کرکر اسکی پاس بچا ہی اسواسطے کہ کسیکو جایز نہیں ہی کہ اپنی عیال کا کھانا بھی فقیر کو
الی الفقراء ویترکهم جیاعا الا اذا رضوا به واذنوا له فیه بل لا یجوز له ان یعطی احدا الا ما یفضل
بانٹ دی اور اونکو بھوکا ماری مگر اگر وہ راضی ہون اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہیں کہ سوا بچتی ہوئی کی
عن نفسه وعیاله کما جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیر الصدقة ما ابقت غنی یعنی ان
اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دیوی پر بھی غنا باقی رہی یعنی
المتصدق لابد له فیما یبذله عن احد الامرین اما ان یستغنی عنه بماله او یستغنی عنه بحاله وهذا
خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امرین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو
افضل الیسارین لما روی فی الحدیث الصحیح انه علیه السلام قال لیس الغنی عن کثرة المال انما الغنی عن النفس فان الفقیر اذا
استغنین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ تونگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی تو تونگری وہ ہی جو دلسی ہو بیشک
تصدق ما قدر علیه من قوت یومه وصبر علی الجوع یکون صدقته افضل اذ لا شک فی کون
خیرات کردی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر اتا ہی اور آپ بھوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچھا ہی اسواسطی کہ بیشک
الصدقة بالشیء مع الحاجة الیه افضل اذ لم یضر ذلک بدینه من ضعفه عن القیام فی الصلوة و
صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہوجاوی
کشف العورة وقد مدح الله تعالی الانصار علی ذلک وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
یا ننگا رہجاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکھتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بھوک
القسم الثانی هم الذین لا یقدرون علی هذه المرتبة بل یمسکون اموالهم لموافیت الحاجة ومواسم الخیرات
دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالون کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین
ولیس قصدهم فی الامساک التنعم والتلذذ بل قصدهم فیه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الی
اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کرکر پہر بچتی کو اقسام
وجوه الخیرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذین یقتصرون علی اداء ما وجب علیهم فلا یزیدون علیه
خیرات مین جب پیش آوین تو لگادین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سوادا کردیتی ہین نہ اوس سی بڑتی دین
ولا ینقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلی هذه المرتبة اقتصر اکثر الناس لبخلهم بالمال ومیلهم
نہ اوس سی کچہہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم مجلی ہی اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی
الیه وضعف حبهم للاخرة ولیس بعد هذه المرتبة شیء من المحبة بل من ینزل من هذه المرتبة ینزل فی
اور کمتر موفی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا دی محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی
الکذب فی ادعاء المحبة ویظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة کان من لقلقة اللسان فعلی هذا یجب
تو اوسکا دعوی محبت کا جھوٹا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کری دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

علی من لا یقدر علی المرتبۃ الاولی والثانیۃ ان لا ینزل من المرتبۃ الثالثۃ بل ینبغی لہ ان یسعی فی اداء
کہ جو اول یا ثانی مرتبہ پر قدرت نہیں رکھتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گرجاوے بلکہ اونکو لایق ہی کہ کوشش کرکر
ما وجب علیہ علی الفور اظہار الرغبۃ فی امتثال الامر وایصالا للسرور الی قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترت ادا کیا کریں تاکہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیروں کی دلون کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی
عن شبہۃ الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبھا فوری حتی یاثم بالتاخیر ویرد شہادتہ وھی انما تجب اذا
شبہہ سی بچ جاویں اسواسطے کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوٰۃ کا فوریہ ہی یعنی ترت جاہیئے تاخیر کرنی سی گنہگار ہوتا ہی اور اوسکی شہادت مردود ہی اور زکوٰۃ واجب
تم الحول علی النصاب فلکل احد حول یخصہ بحسب وقت کونہ مالکا للنصاب فاذا تم حولہ یجب علیہ اخراجہ
واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس دن ہو گذر جاوی پہر ہر ایک سال جداجدا ہوتا ہی جسوقت سی وہ نصاب کا مالک ہوا تا ہی جسوقت سی اوسپر زکوٰۃ کا مالی واجب ہوجاتی ہی
زکوتہ فای شہر کان وان عجل زکوتہ قبل حلان الحول یجوز عند جمہور العلماء سواء کان لتعجیل صلۃ تحول
کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوٰۃ برس روز گذرنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جایز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطے آجانی
الاشرف من الاوقات التی لا یوجد مثلھا عند تمام الحول کشھر رمضان وما قبلہ من شھر رجب وشعبان
اچھی وقت کی ہو اور وقتون سی کہ ایسا وقت برسکی تامی کا مہینہ جیسی رمضان کا مہینہ اور دس سی پہلا مہرم روزہ کا اور شب برات کا مہینہ
اولوجود الافضل من المصارف بان یکون من الاتقیاء المتجردین لتجارۃ الاخرۃ فانہم یستعینون بما یعطی لھم
یا اوسکی جلدی واسطے موجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جواد کو تہ آتا ہی اوس کی امداد
علی الطاعۃ فیکون المعطی شریکا لھم فی طاعتھم باعانتہ ایاھم فیہا وان یکون من العلماء العاملین لاعطاءھم
طاعت کی حاصل کرتی ہین پس دینی والا ہی اونکی عبادت مین شریک ہوجاتا ہی کیونکہ عبادت مین اونکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت
معاونتھم علی العلم والعلم اشرف العبادات حتی کان بعض السلف لا یصرف زکوتہ الا الی اھل العلم ویقول الی الاعرف
کرنی علم کی امداد ہوتی ہی اور علم سب عبادات مین اشرف ہی یہان تک کہ بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوٰۃ صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ
بعد مقام النبوۃ افضل من مقام العلم والمراد من اھل العلم ھم الذین یطلبون العلم لاجل الاخرۃ لا لاجل الدنیا فان الذین
مین بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ تک نہین جانتا اور علما سی مراد وہ عالم ہین کہ علم آخرت کی واسطے پڑہتی ہین دنیا کی واسطے نہین پڑہتی اور جو لوگ
یطلبون العلم لاجل الدنیا لا ینبغی للمتصدق ان یعاونھم بصدقتہ علی عصیانھم حتی لا یکون شریکا
علم کو دنیا کی واسطے پڑہتی ہین تو زکوٰۃ دینی والی کو نہین چاہیئی کہ اپنی زکوٰۃ سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تاکہ استحقاق عذاب مین
لھم فی استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من یکون ذا عیال او مدیونا او مریضا او قریبا فان الاعطاء
اونکا شریک نہو جاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو
الی القریب یکون صدقۃ وصلۃ ولا یخفی علی احد ما فی صلۃ الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوۃ
دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہین اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی
فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب لکن ینبغی ان یعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم ہوتی ہین جیسی ناتی دار غیرون پر مقدم ہوتی ہین لیکن یہہ ہی سمجھنا چاہیئی کہ زکوٰۃ دینی والی کو
لا بد لہ ان یحترز عن ابطال صدقتہ بالمن والاذی اذ قال اللہ تعالی لا تبطلوا صدقتکم بالمن
لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتاکر اور تکلیف دی کر باطل نہ کردی اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کرو اپنی خیرات احسان رکہکر
والاذی وحقیقۃ المن ان یری نفسہ محسنا الی الفقیر فمہما رای نفسہ محسنا الیہ یتفرع عنہ
اور ستاکر اور حقیقت مین احسان کرنا یون ہوتا ہی کہ اپنی تئین فقیر کا محسن سمجھی پہر جب اوسی اپنی تئین محسن جانا تو پہر اس سی بظاہر وہ ہی حرکات

الی ظاھرہ افعال ماحیہ للثواب مثل التحدث بہ واظہارہ وطلب المکافاۃ منہ بالدعاء والثناء
صادر ہوگی جس سی ثواب جاتا رہی جیسی کہنی بہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعا سی اور تعریف سی
والخدمۃ والتوقیر والتعظیم وکان من حقہ ان یری الفقیر محسنا الیہ اذ جعل کفہ نائبا عن
اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطی کہ اوسنی اپنا نائب واسطی قبض حق اسکی
اللہ فی قبضہ حقہ الذی بہ نجاتہ من النار اذ روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال الصدقۃ
اللہ کا نایب بنایا جسمین اوسکی دوزخ سی نجات ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ خیرات
تقع بید اللہ تعالی قبل ان تقع بید السائل فلیتحقق انہ مسلم الی اللہ تعالی حقہ والفقیر اخذ من
اللہ کی ہاتہ مین اس سی پہلی پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتہ مین پہنچہ سو حقیقت مین خیرات اللہ کا حق ہی اوسکی حوالہ ہواہی اور فقیر نی اللہ تعالی سی اپنا رزق لیا ہی
اللہ تعالی رزقہ واما الاذی فظاھرہ التوبیخ والتعییر والتحشین فی الکلام وتقطیب الوجہ وھتک الستر
اور ہسنا سو ظاہر مین بدمزاجی اور شرمانا اور بدزبانی کہنگو مین اور تیوڑی چڑہانی اوجہا کرنی آبروی کرنی
بالاظہار وفنون الاستخفاف وباطنہ الذی ھو منبعہ امران احدھما کراھیۃ اخراج المال عن یدہ و
اور بہ طرح کی استخفاف اور باطن مین جس سی یہ حالت پیدا ہوتی ہی دو باتین ہین ایک تو اپنی قبضہ مین سی مال نکالنی کا اور دل پر
شدۃ ذلک علی نفسہ والثانی رویتہ انہ خیر من الفقیر وان الفقیر بسبب حسنہ اختص منہ برتبۃ
اسکی دشواری دوسری یہہ سمجہنا کہ مین فقیر سی بہتر ہون اور فقیر اسسکہ حاجتمندی مجہسی رتبہ مین بہت کمتر ہی
وسنشکل منہا الجھل اما کون کراھیۃ تسلیم المال جھلا فلان من کرہ بذل درھم فی مقابلۃ ما یبقی
اور اصل منشا اونکا جہالت ہی پہر حالت مال دینی کی اسمئی جہالت کی بات ہی کہ جس شخص کو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطی دشوار گذری
لقاء ھو شدید الحماقۃ لانہ یبذل المال بطلب رضاء اللہ تعالی والثواب فی الدار الاخرۃ وھو خیر من الدنیا
سی زیادہ احمق جاہل کون ہی اسواسطی کہ زکوٰۃ واسطی رضامندی اللہ تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت مین جواوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سی
وما فیھا واما کون رویۃ نفسہ خیرا منہ جھلا فلانہ لو عرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الاغنیاء
اور جو دنیا مین ہی سب سی بہتری اور اپنی تئین فقیری بہتر سمجہنا اسواسطی جہالت کی بات ہی کہ اگر یہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگ کون
فی الاخرۃ لما استحقرہ بل یتبرک بہ وتمنی درجتہ لان صلحاء الاغنیاء یدخلون الجنۃ بعد الفقراء بخمسۃ
آخرت مین کیا کیا خوف جہگڑی ہی تو فقیر کو یہ کراحقیر نہ جانتا بلکہ اوس سی برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئی کہ تونگر صلحا فقیر ولسی پانوسو برس پیچہی جنت مین
عام وکیف یستحقرہ وقد جعل اللہ تعالی خادما لہ اذ یکتسب المال بجھدہ ویستکثرہ منہ ویجتھد فی حفظہ
داخل ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ کہ اسکو اللہ تعالی نی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسواسطی کہ محنت اور کوشش کر کہ مال کماتا ہی اور اوسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سی
وقد کلف ان یسلم الی الفقیر قدر حاجتہ ویکف عنہ الفاضل التی یضرہ لو سلم الیہ فالغنی مستخدم
پہر اوسکو برزدہم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچیتی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہوتا ہی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی
للفقیر فی رزق الفقیر ومتعرض عنہ بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسۃ الفضلات من الدرھم
کیونکہ فقیر کی رزق کی واسطی سعی کرتا ہی اور فقیر سی ممتاز ہی اسمین رجوکھون اور دریاؤن مین سفر کی مشقت اوٹہاتا ہی اور بچیتی درہم
والدینار الی ان یموت ویترکھا لاغیر مع بقاء ما اکتسبہ فی تحصیلھا علیہ من الاوزار بسببنا اللہ تعالی
اور دینار کی عمر بہر نگاہبانی کرتا رہجاتا ہی مرد اوسکو یا لوگ کہاتی ہین اور اوسکی حاصل کرنین جو جو گناہ کئی وہ اپنی سر پر باقی بچا تا ہی
اعمالا موافقا لرضائہ بلطفہ وکرمہ ومنہ المجلس الثانی والعشرون فی بیان فضائل الصوم مطلقا
وہ اعمال جو اپنی مرضی کی موافق ہوا اپنی لطف اور کرم اور احسان سی ہمیسون مجلس مطلق روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحدیث من حسان المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابوهریرة فان صوم رمضان لما کان رکنا من ارکان الدین وفرضا لازما علی المسلمین ولم یعلم مجیئه

ابوہریرہ کی روایت سی کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سی ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہی اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنی

الا بضبط هلال شعبان امر النبی علیه السلام بضبطه فصار کانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ایامه

مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نے واسطی ضبط شعبان کی حکم فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو

لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما کان کالمقدمة لرمضان استحب التأهب له فیه بالصوم وقراءة

تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پھر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹہرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہی روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی

القرآن حتی تتراضی النفس بذلك علی طاعة الله تعالی قبل دخول رمضان فانه علیه السلام کان یصوم

تاکہ نفس کو طاعت الٰہی کی عادت رمضان کی آنی سی پہلی ہوجاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکھتی ہی

فی شعبان ملا یصومه فی غیره من الشهور علی ما روی عن عائشة انها قالت ما رأیت رسول الله علیه

کہ دوسی اور کسی مہینہ میں نہیں رکھتی تھی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السلام استکمل صیام شهر قط الا رمضان وما رأیته فی شهر اکثر منه صیاما لشعبان وفی روایة

وسلم کو کہ پوری رکھی ہوں روزی اسی مہینہ کی سوا رمضان کی اور نہیں دیکہا میں نے اوسکو اسی مہینہ میں زیادہ روزی رکھتی ہوئی سوا رمضان کی اور ایک روایت

کان یصوم شعبان کله وهذه الروایة موافقة لما روی عن ام سلمة انها قالت ما رأیت النبی علیه السلام

میں یہہ ہی کہ وہ تمام رکھتی تھی شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سی موافق ہی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان وبهذه الروایة اخذ الفقهاء حتی قال قاضیخان فی

کہ روزہ رکھتی ہوں دو مہینے پے در پے سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہاء نے اسی روایت کو اخذ کیا ہی یہاں تک کہ قاضیخان نے

فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد یتأکد استحبابه

اپنی فتاوی میں کہا ہی جو شخص شعبان کی روزی رکھے اور ملاوی رمضان سی ملاوی تو یہہ بہتر ہی اور یہہ اسلئی کہ روزہ کہی استحباب میں

فی بعض الاوقات لفضیلة من الشهور والایام ویکون بابا للعبادة کما روی عن ابی الدرداء انه قال

بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر فاضل اور روزہ عبادت کا دروازہ ہوجاتا ہی چنانچہ ابودرداء سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے

لکل شئ باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الایمان بمقتضی ما جاء فی الحدیثین اللذین روی احدهما

فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہی اور دروازہ عبادت کا روزہ ہی پھر روزہ ایمان کی چوتہائی ہوتا ہی موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک

عن ابی هریرة وهو قوله علیه السلام الصوم نصف الصبر وروی الآخر عن ابن مسعود وهو قوله علیه السلام

ابوہریرہ سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدہا صبر ہی اور دوسری ابن مسعود سی روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا

الصبر نصف الایمان فلما کان الصوم نصف الصبر کان ثوابه منتجا وازا عن قانون التقدیر والحساب

صبر آدہا ایمان ہی پھر جب روزہ آدہا صبر ہوا تو اوسکا ثواب ہی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سی زیادہ ہوگا

لقوله تعالی إِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ثم انه متمیز من سائر العبادات بخاصیة تنسب

واسطی ارشاد الٰہی کی پورا تولوں ہی کو تہا ہی نیگ اونکا ان کو نت پھر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الی الله تعالی اذ قال الله تعالی فیما اخبر عنه نبیه بقوله کل حسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف الا الصوم

طرف اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی چنانچہ اوسکا نبی اوسکی خبر دیتا ہی اس قول میں اپنی کہ ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہی سات سو گونہ تک اور روزہ

فانه لی وانا اجزی به والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه ولا یکله الی غیره یکون ذلک الجزاء
سو یہہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اسکی جزا دونگا اور اللہ کریم جب یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی جزا کا ذمہ دار ہون اور کسی حوالہ نہوگا تو اس جزا کا
فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له حد ولا عد وقد روی عن ابی سعید الخدری
کیا انتہا ہی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اوسکی کچھہ حد ہی اور نہ کچھہ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی
انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعّد الله وجهه عن النار سبعین خریفا
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک دن واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکی منہہ کو آگ سی ستر برس دور رکہیگا اور ایک
وفی حدیث آخر رواه ابو امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل
اور حدیث مین ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکدن روزہ واسطی اللہ تعالی کی رکہا تو
الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض یعنی ان من صام یوما لوجه الله ورضائه
اللہ اوسکی اور دوزخ کی بیچ مین ایسی خندق بناویگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہی یعنی بیشک جسنی ایک دن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور اوسطی اوسکی
ینجه الله من النار عبّر عن التنحیة بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ یهدا
چہانہ دی کی رکہا تو اللہ تعالی اوسکو آگ سی نجات دیگا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تاکہ مبالغہ زیادہ تر ہو واسطی کہ جو شخص ایک شی سی
المقدار لا یصل الیه البتة وروی عن ابی هریرة انه قال علیه السلام للصائم فرحتان فرحة
اتنی دور پر ہو تو وہ شی بیشک اوس تک نہین پہنچی گی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی
عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان للصائم سرورا مرتین
جب روزہ کہولتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی ملیگا بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی
احدهما عند افطاره والاخری عند موته ولقاء ربه اما سروره عند افطاره فبما یتنا وله من
ایک تو روزہ کہولتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر پہر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کی وقت تو یہہ ہی کہ اوسکو کہانا
الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا
پینا جماع میسہ آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جہکتی ہی کہانا ہو یا پینا ہو یا جماع ہو اور جب
منعت من ذلک فی وقت ثم اذن لها فی وقت اخر تفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة
اوسکو ان امور سی ایک وقت ممانعت ہوی پہر اوسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری بہوک
الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باحد حاجتیها یتبین هذا المعنی ما روی عن ابن عمر انه عم
اور پیاس کی نہایت حاجتہ ہو کر اپنی نگہوانہش کا طلبگار ہو یہہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا افطر قال ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره
جب روزہ افطار کرتی تو فرماتی پیاس بجہگئی اور رگین تر و تازہ ہوئین اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالی باوجودیکہ روزہ دار کی افطار کی وقت
دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة
دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی
کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان
چنانچہ حدیث مین آیا ہی نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہوتا ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ
نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء ربه
اپنی بستر پر سوتا رہی اسکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی مین رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشدلی مرتی وقت اپنی رب کی ملاقات پر

فیما یجده مذخرا عند الله تعالی من ثواب صومه فان من ترک لله طعامه وشرابه وشهوته یعوضه
یہہی کہ اللہ کی بیان اپنی روزہ کا ثواب جمع کیا ہوا یکبار پاویگا کیونکہ جس نے واسطے خدا کی اپنا کھانا اور پینا اور شہوت موقوف کی تو اللہ اسکو
الله تعالی خیرا من ذلک کما قال الله تعالی وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا
عوض اسکا اوس سے بہت اچھا عنایت کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو آگی بھیجو گے اپنی واسطے کوئی نیکی اوسکو پاؤ گی اللہ کی پاس بہتر
وَأَعْظَمَ أَجْرًا وجاء فی الخبر ان علیه السلام قال لرجل انک لن تدع شیئا اتقاء الله تعالی الا اتاک الله
اور بڑا ثواب میں زیادہ اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک شخصکو فرمایا بیشک تو کبھی نہیں ترک کریگا کوئی چیز اللہ تعالی کی خوف سی مگر بخشیدہ اللہ تعالی
خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش یاکلون علیها والناس فی الحساب
بہتر اوس سی یہ روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن عرش کی نیچی دسترخوان چنا جاویگا اوسپر تناول کریگی اور اور خلقت ابھی حساب میں مشغول
فیقول الناس ما لهؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین
پھر کہیگی ہیچکس سے کہ یہ کیسی آرام سے کھاتی ہیں اور ہم حساب میں مبتلا ہیں کوئی نکو جواب دیگا یہہ لوگ روزہ رکھتی تھی اور تم روزہ خورتھی اور صحیح بخاری اور
انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ میں سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور روزہ داروں سی مراد یہہ ہی
هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والا امان من العطش قبل تمکنهم
کہ جو لوگ اکثر روزہ رکھتی ہیں کیونکہ ان لوگوں نی جو بھوک اور پیاس کی برداشت کی تو انہیں دروازہ کی مخصوص ہوئی جسمیں ہمیشہ پانی اور امن پیاس کا بجاہ
من العطش ثم قال علیه السلام اذا کان صوم یوم احدکم فلا یرفث ولا یجهل ولا یکلم بکلام یخرجه علیهم ولا یفعل
حدیث کی اور معنی اسکا یہہ ہی کہ جب تم میں کسی کا روزہ کا دن ہو تو بیہودہ کلام جیسی سی جہل لازم آوی حرام ہیں محفوظ رہو اور نہیں تو وہ روزہ دار ایسی ہیں جیسی کہ
قال فیهم رسول الله علیه السلام فی حدیث رواه ابو هریرة کم من صائم لیس له من صیامه الا الجوع
یہہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کی ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ بہت روزہ دار ایسی ہیں کہ اونکی لئی روزہ میں سی ماسوا بھوک
والعطش وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة کم من صائم لیس له من صیامه الا التعب والنصب
اور پیاس کی کچھ نہیں ہی اور اوسی حدیث میں ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ بہت روزہ دار ایسی ہیں کہ اونکی لئی روزہ میں سی صرف بھوک اور پیاس ہی اور
من قیامه لانه لا یسهر فان المتقرب الی الله تعالی بترک المباحات لا یتم الا بعد التقرب الیه بترک المحرمات
کہ اونکی لئی عبادت میں سی سوا رتجاگنا کچھ نہیں کیونکہ قرب الہی مباح چیزوں کی چھوڑنی سی پورا نہیں ہوتا جبتک محرمات کو نہیں ترک کرتا قرب الہی حاصل نہیں ہوتا
کما روی عن ابی هریرة انه قال من لم یترک الکذب والعمل بمقتضاه فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه
چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہ جھوٹھ کو اور جھوٹھ کی مناسب کام کو نہیں ترک کرتا تو اللہ کو اوسکی کچھ پروا نہیں ہی کہ اوسکا کھانا
وشرابه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من لا یترک الکذب والعمل بمقتضاه لا یقبل الله صوم
پینا بند کرای چنانچہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جھوٹھ کو اور جھوٹھ کی لایق اعمال کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ
ولا ینظر الیه لانه امسک عما یبیح له ولم یمسک عما حرم علیه والمقصود من الصوم لیس بفقد الجوع و
قبول نہیں کریگا اور اوسپر نظر رحمت نہ کریگا اسلئی کہ وہ شخص حلال چیزوں سی تو بچا اور محرمات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بھوک اور پیاس کا مارنا نہیں ہی
العطش فقط بل المقصود منه کسرة الشهوة وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم یحصل شئ من ذلک
بلکہ روزہ سی غرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا جو برائی کی طرف لیجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہہ غرض کچھ حاصل ہوی
فای فائدة فی ترک الطعام والشراب فعلی هذا اذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها
تو پھر کھانا پینا بند کرنی سی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجکو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی

النبی علیہ السلام ینبغی لہ ان یعرف حرمۃ الوقت وشرفہ ویحفظ فیہ بطنہ عن الحرام ولسانہ عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبۃ وقبیح الکلام وجوارحہ عن الخطایا والاثام وقلبہ عن العجب والکبر وعداوۃ
جھوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہ سی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبری اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انہ اذا فعل ذلک ینبغی لہ ان یکون خائفا من اللہ تعالی ھل یقبل منہ امر لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اوسکو لایق ہی کہ اللہ تعالی ہی سی خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہین قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلۃ صوم شعبان کان رسول اللہ
کہ قبول کری تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین تہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شعبان کلہ الا قلیلا وفی روایۃ بل کان یصوم شعبان کلہ ھذا لحدیث
صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح روتہ ام المؤمنین عائشۃ وھذہ الروایۃ الاخیرۃ موافقۃ لما روی عن ام سلمۃ
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچھلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انہا قالت ما رایت النبی علیہ السلام یصوم شہرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی نہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی پی روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی ھذہ الروایۃ ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انہ علیہ السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شہر رمضان شہر اللہ المحرم فالجواب ان جماعۃ من الناس ذہبوا ان اعتقدوا ان
فرمایا ہی چہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشہر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظہر خلاف ذلک فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزی سی افضل ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشہر الحرم یدل علی ذلک ما روی عن انس انہ علیہ السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزی سی افضل ہین دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن اسامۃ انہ کان یصوم اشہر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپنی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی نی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
لہ رسول اللہ علیہ السلام صم شوالا فترک صوم اشہر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فہذا نقل
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی رکہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرام کی روزی چہوڑ دی ہر شوال مین روزی رکہا کی آخر مر گئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشہر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشہر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزون سی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فکون صوم شعبان افضل من صیام الاشہر الحرم اولی لصیام النبی علیہ السلام لہ دون شوال
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی زیادہ تر افضل ہوگی اسلئی کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین رکہتی تہی
وانما کان کذلک لانہما یلیان من بعدہ ومن قبلہ فظہر من ہذا ان افضل التطوع من الصیام کما
اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضان سی پہلی اسکی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہین

قريبا من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سی قریب ہون پہلی اور پچھی پہر ایسی روزون کا درجہ ایسا ہی جیسی سنتین رواتب یعنی موکدہ کا فریضہ نمازسی
قبلها وبعدها فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض كذلك
فریضہ سی پہلی اور پچھی بیشک سنن رواتب یعنی موکدہ جیسی فضیلت ہین فریضون کی ساتھہ ہین اور فرایض کی نقصان کو پورا کرتی ہین ایسی ہی
صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق في الفضل بصيام رمضان نقربه منه ويكون قوله عم
نفل روزی رمضانسی پہلی اور پچھی یہہ بہی فضیلت مین رمضان کی روزون کی ساتھہ شامل ہین کیونکہ رمضانسی متصل ہین اسہ معنی اس حدیث کی
افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مطلق نوافل پر محمول ہونگی اور جو روزے رمضانسی پہلی اور پچھی ہین
فانه ملتحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
وہ بہی فضیلت مین رمضان کی شامل ہین جیسی یہہ قول علیہ السلام کا تمہ حدیث مین اور بہتر نماز بعد فرایض کی
قيام الليل انما اراد به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہی اسی سی ہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہین ہی
وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روى عن اسامة
اور ذرا باب روزہ رکہنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان مین سوا اور مہینون کی خوب معنی ذکر کئی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اسامہ سی روایت ہی
انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہین رجب اور رمضان کی بیچمین اس نبی علیہ السلام نی یہہ اشارہ کیا
انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام عرض الناس عنه بالاشتغال بهما فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینون کی بیچ رکہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام نی تو شعبان سی لوگ پھر کر ان دونون مین مشغول ہوتی ہین پس یہہ مہینہ
مغفولا عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
بہولا ہوا ہوگیا یہان تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتی ہین کہ رجب کی روزے شعبان کی روزون سی افضل ہین اسلئی کہ رجب ماہ حرام ہی اور
كذلك لما روى عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال وابن هم
یہہ بات نہین ہی اسواسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب مین روزی رکہتی ہین آپ نی فرمایا
عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماكن والاشخاص قد يكون غيره
وہ لوگ شعبان کو چہوڑ کر کہ پھرگئی دراصمین یہہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت مین مشہور ہوجاتا ہی ہوسکتا ہی کہ کچھ اور
افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہو تا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو دراصمین ہوتی ہی کہ اکثر لوگون کی خیال مین نہین آتی تو وہ اوسکو چہوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہوجاتی ہین
ويفوتون تحصيل فضيلة ما لين بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة اوقات غفلة الناس
اور اوسکی فضیلت سی جو اونکی نزدیک مشہور نہین ہی محروم رہجاتی ہین دراصمین دلیل اس مطلب کی ہی عبادت کی معمور کرنا ایسی وقت کا جو لوگ اوسکو
بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء
رہتی ہو مستحب ہی اور یہہ ہی اللہ تعالی کو بہت پسند ہی اسہی واسطی ایک جماعت متقدمین سی مانند چوتہی رہنا دوشنبہ
العشائين بالصلوة ويقولون هي ساعة الغفلة فانه عليه السلام خرج على عمر وهم يتنفلون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ نماز نفل پڑہتی تہی

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرد بذكر الله

تو فرمایا اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی اسمیں اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی میں مشغول رہنا

في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذاكر ولذلك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكر فيه

تمام وقتوں میں سی ایسی وقت کہ کوئی ذکر نہ کرتا ہو بہت فضل ہی اسمیں رات کی وقت جاگنا بہت فضیلت ہی اسلیطی کہ یہ وقت اکثر غفلت الٰہی کی ہی

لاكثر الناس وفي احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و

غافل ہوتی ہیں اور عبادت کرنی کی وقت عبادت کرنی میں بہت فائدی ہیں ایک یہ کہ یہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل چھپانا اور

اسرارها افضل لا سيما الصباح فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل له يكون

پوشیدہ رہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ در میان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسیر سوای اللہ تعالی کی اسیکو اطلاع نہیں ہوتی اسمی ریا نہیں ہوتی

فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس

کہتی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال میں افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتوں پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہ ہی کہ طبیعتیں

تتاسى بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس طاعتهم بكثرة اهل الطاعة لكثرة

جنس کی حالات میں سی جو دیکھتی ہیں وہ ہی عادت اختیار کرتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہوتی لگی تو اہل طاعت بھی زیادہ ہونگی

المقتدين بهم فتسهل الطاعات عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسى بهم عموم الناس فيشق على

کہ بیٹھا دیکھا اللہی بہت پیرو ہونگی پھر اونپر عبادت آسان ہوجائیگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگوں کو ویسی ہی عادت ہوجائیگی اب جاگنی والونکی

نفوس المتقاضين طاعاتهم لتقدمهم ان يقدموا بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام لبعض اصحابه اجر

عبادت کرنی کی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت میں ہمراہی کمتر ہیں اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اونمیں سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر

خمسين منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العبادة في الهرج كالهجرة

پچاس آدمیوں کا تم میں سی ہی کیونکہ تمکو سیر سیر مدد گار میسر آتی ہیں اور اونکو نہیں تھی اور فرمایا علیہ السلام نی فسادی کی وقت عبادت کرنی الٰہی ایسی

الي فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العبادة في وقت الفتنة واختلاط اهوال الناس

میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی اسی حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور بیدری طور آدمیوں کی اتباعی

كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت الفتنة

کرنا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من

اپنی ہوا ہوس کی تابع ہوجاتی ہیں اور اپنی دین کی قید میں نہیں رہتی پھر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہوجاتا ہی پھر اگر اونمیں سی ایک شخص الگ ہوجاوی

يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله

کہ اپنی دین کو انہیں سی نہ دی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت میں سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمنا متبعا لاوامره مجتنبا للواهيه وقال عليه السلام بدأ الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدء

مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کرگیا اور فرمایا علیہ السلام نی شروع ہوای اسلام غریب ہوکر اور پھر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تھا

فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غريبا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم

سو خوشی ہی غربیوں کو مراد یہ ہی کہ اسلام ابتدا ظہور میں غربت تنہا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کمتر

ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم

پھر پھیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہوگیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمیں نقصان اور خلل آجاوی یہانتک کہ باقی نہیں رہیگا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کمتر یعنی

الغرباء فطوبی لهم وقد جاء تفسیر هم فی حدیث آخر انهم النزاع من القبائل یعنی انهم الذین کانوا قلیلا
غربا ہیں سو اونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہی کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غربا وہ ہیں جو تھوڑی ہوں
فلا یوجد فی کل قبیلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان کما کان کذلك فی
ہر ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو ہونگے بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملیگا جیسے کہ ابتداء ظہور اسلام میں
ابتداء ظهور الاسلام وفی حدیث آخر انهم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی لهم قوم صالحون عاملون
یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ غربا وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتی ہیں اگر آدمیوں میں فساد پیدا ہو اور یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی
بالسنة فی زمان فساد الناس ومنهم الذی المنفرد بالطاعة بین اهل الغفلة والمعاصی یرفع به البلاء
فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اوسکی سبب سی لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی
عن الناس فکانه یحمیهم ویدافع عنهم والاثار فی هذا المعنی کثیرة جدا وقد ذکر لصومه علیه السلام لشعبان
گویا وہ شخص اونکا حمایتی ہی اونکو بلاکو دفع کرتا ہی اس باب میں آثار بہت آئی ہیں اور اسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں
معنی آخر وهو انه علیه السلام کان یصوم من کل شهر ثلثة ایام وربما اخر ذلك لیقضیه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہیں وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی میں تین تین روزی رکہتی تہی اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روز میں
یعنی ان صومه علیه السلام لما کان لا یبلغ ثلثة ایام فی بعض الشهور فیکمل ما فاته من ذلك فی شعبان او
کردیں مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینوں میں تین تین پوری نہیں ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہو جاتی تہی وہ سب شعبان میں پوری کر دیتی تہی
کان اعماله علیه السلام دائمة فکان اذا دخل علیه شعبان وکان علیه بقیة من صیام تطوع بصیامه
تہی جن روزوں کا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو اپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہوں
یقضیه فی شعبان حتی یکمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان کما کان یقضی ما فاته من سنن الصلوة
تو وہ روزی شعبان میں قضا کر دیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز سنونکو جو جو اوسکی تہی قضا کر دیتی تہی
وکما کان یقضی بالنهار ما فاته من قیام اللیل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتی
اور جیسا کہ قیام لیل میں سی جو جو جاتا تہا وہ دن میں پورا کر دیتی تہی اور عایشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا
اذا صام النبی علیه السلام فی شعبان صمت معه فانها کانت حرنعتنم فتقضی ما علیها من
یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکہتی تو میں بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جان کر جو جو اوسکی ذمہ ہو
صوم رمضان لفطرها فیه بالحیض وکان فی غیره من الشهور مشتغلة بالنبی علیه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کر دیتی تہیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تہیں
فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل علیها شعبان وقد بقی علیه شئ من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہیں رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوں
نوافل صیامه یستحب له قضاءه فیه حتی یکمل نوافل صیامه بین رمضان ومن کان علیه شئ
تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کر دی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونوں رمضان کی بیچ میں ادا ہو جاویں اور جسپر کچہہ
من قضاء رمضان یجب علیه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة علیه ولا یجوز له تاخیره
قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کر دی اور اوسکو یہہ جایز نہیں ہی
الی ما بعد رمضان اخر لغیر ضرورة وان کان تاخیره لعذر مستمر بین الرمضانین کان علیه قضاؤه
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب کسی عذر کی جو دونو رمضان میں برابر چلا آیا ہی ہوی تو اوسپر

بعد الرمضان الثانی ولا شیء علیه مع القضاء وان کان ذلک لغیر عذر قیل یقضی ویطعم مع قضاء
بعد رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہین کہ قضا کری اور ہر ہر روز کی بدلہ
کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی ومالک واحمد اتباعا لما ورد بذلک وقیل یقضی ولا طعام
ساٹھ مسکین کو کھانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب مین آئی ہین اور بعضی کہتی ہین فقط قضا کری اور کچھ
علیه وهو قول ابی حنیفة وقیل یطعم ولا یقضی وهو ضعیف وقیل فی صوم شعبان معنی آخر وهو
نہ دینا نہیں ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہین کہ کھانا کھلاوی اور قضا نہیں ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہین کہ شعبان کی روزون کی کمی اور وجہ ہی وہ ہے
ان صیامه کالتمرین علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقة وکلفة بل یکون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشقتی کے ہین رمضان کی روزون کی واسطی تاکہ رمضان کی روزون مین کچھہ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو
قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولذته فیدخل فی صیام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خوگر ہو چکا ہو اور شعبان کی روزونسی روزون کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پھر رمضان کی روزی

برغبة ونشاط بیسر الله تعالی عمله بلطفه وتوفیقه المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضیلة
اچھی رغبت اور خوشی سی رکھی الٰہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس مین بیان

احیاء لیلة البراءة علی وجه السنة والاحتراز عن البدعة المکروهة قال رسول الله
شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور سنون کی اور احتراز بدعت مکروہ سی رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم ان الله ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پھر قبیلہ کلب کی بکریون کی بالوسی گنتی سین
غنم کلب هذا الحدیث من حسان المصابیح رویته ام المؤمنین عائشة رض والمراد بلیلة النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی اوہوارکی رات کی
لیلة البراءة وانما خص قبیلة کلب بالذکر لانهم اکثر نفوا وغنما من سائر القبائل والمعنی انه تعالی یتنقل فی
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلون کی باعتبار آدمیون اور بکریون کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی
تلک اللیلة من صفة الجلال المقتضیة لقهر العداوة والانتقام من العصاة الی صفة الجمال المقتضیة
اوس رات مین صفت جلالی سی جو سبب ہی کہ نگارون کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی
للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحدیث علی هذا المعنی لان النزول والصعود والحرکة والسکون لما کانت
رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنون پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ
من صفات الاجسام المتحیزة وقد ثبت بالقواطع العقلیة والنقلیة انه تعالی منزه عن الجسمیة والتحیز
یہہ سب صفات اجسام متحیزہ کی ہین اور برہان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ اللہ تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام کی
امتنع علیه النزول بمعنی الانتقال من موضع الی ما هو اخفض منه فیکون المعنی ماذکره اهل الحق وهو
پاک ہی تو اوسپر نزول بمعنی انتقال مکان بلندسی طرف مکان پست کی محال ہی یہہ معنی حدیث کی وہ ہی ہین جو اہل حق نی ذکر کی ہین یعنی

نزول رحمته ومزید لطفه ومغفرته علی عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم کما هو دیدن الملوک الکرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندون پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہون
والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجین یحسنون الیهم وهذا المعنی وان کان قد وعد فی سائر
اور رحیم سردارون کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجون کی پاس گذرتی ہین تو اونکی ساتھہ احسان کرتی ہین اور اس بات کا اگرچہ اور تمام راتون مین

اللیالی ایضا لما روی انه علیه السلام قال ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث
یہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب میں طرف دریا آسمان کی جب بحمل
اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجیب له من یستغفرنی فاغفر له من یسئلنی فاعطیه الا ان
تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ میں اوسکی دعا قبول کروں کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ میں اوسکو بخشدوں کوئی ہی سائل کہ میں اوسکو عطا کروں یہ
النزول فی سائر اللیالی مقید بوقوعه حین یبقی من کل لیلة ثلثها الاخیر وفی لیلة البراءة لیس هذا
اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتوں میں اس قید سے ہی کہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات میں یہہ قید نہیں ہی
التقیید بل المقصود تخصیص هذه اللیلة بمزید الشرف والفضل لکونها لیلة شریفة عظیمة
بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات میں خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی
کما روی عن عطاء بن یسار انه قال ما من لیلة بعد لیلة القدر افضل من لیلة نصف شعبان
چنانچہ روایت ہی عطا بن یسار سے کہ کہتی تھی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سے بہتر نہیں ہی
وقد ورد فی فضلها احادیث اخر متعددة وکان التابعون من اهل الشام کخالد بن معدان ومکحول
اور اس شب کی فضیلت میں اور بھی چند حدیثیں آئی ہیں اور اہل شام میں سے تابعی جیسے خالد بن معدان اور مکحول
ولقمان بن عامر وغیرهم یعظمونها ویجتهدون بالعبادة فیها وعنهم اشتهر ذلک عنهم فی البلدان
اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں عبادت میں مبالغہ کرتے تھے جب انکا یہہ حال ملکوں میں مشہور ہوا
اختلف الناس فی ذلک فمنهم من قبله منهم ووافقهم علی تعظیمها لکن اکثر العلماء من اهل الحجاز
تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا بعضوں نے اس امر کو مان لیا اور انکی موافق ہو کر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز
انکروا ذلک وقالوا کل ذلک بدعة والحق ان المؤمن اذا استغرق فی تلک اللیلة الخاصة نفسه بانواع
انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مومن تنہا اگر اس شب میں عبادت میں مشغول ہو کر نماز پڑہی
العبادات من الصلوة والتلاوة والذکر والدعاء یجوز ولا یکره واما الاجتماع فیها فی المساجد والجوامع
یا تلاوت کری اور اسکا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہیں اور اوس شب میں مسجد محلہ یا مسجد جامع میں
للصلوة النافلة بالجماعة الکثیرة کما هو المعتاد فی زماننا فمکروه وهذا قول الاوزاعی امام اهل الشام و
جمع ہونا اور نفلیں پڑہنی جماعت سے ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ میں عادت ہوگئی ہی سو شب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور
عالمهم وفقیههم وکذا اسراج السرج الکثیرة فی المساجد وایقاد القنادیل الکثیرة فی الجوامع فی تلک
عالم اور فقیہہ ہی اور ایسی ہی مسجدوں میں روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد میں روشن کرنی اس شب میں
اللیلة لا یجوز لما ذکر فی القنیة ان اسراج السرج الکثیرة لیلة البراءة فی السکک والاسواق بدعة وکذا
جایز نہیں ہی اسواسطے کہ قنیہ میں یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچوں اور بازاروں میں بدعت ہی اور ایسی ہی
فی المساجد ویضمن القیم بل لو ذکره الواقف وشرطه لا یعتبر ذلک الشرط شرعا وان لم یکن من مال الوقف
مسجدوں میں اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ واقف کہنوالا اگر صریح کر کے شرط کردی تو بھی شرعا وہ شرط معتبر نہیں ہی اور اگر مال وقفی نہیں ہی
بل یتبرع به یکون ذلک تبذیرا واضاعة المال والتبذیر حرام بنص القرآن وقد نهی النبی علیه السلام عن
بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف میں داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سے اور بیشک نبی علیہ السلام نے مال تلف کرنے سے
اضاعة المال واعتقاد ان ذلک قربة من اعظم البدع واقبح السیات وکذا التنفل فی تلک اللیلة بالجماعة
منع فرمایا ہی اور یہہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب کی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعتوں نفلیں پڑہنی

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح

بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہئی اسواسطی کہ فقہا ء اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح

والاستسقاء والكسوف اذا كان سوى الامام اربعة والصلوة التي تصلى في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و

اور صلوۃ استسقاء اور صلوۃ کسوف کی اگر سوای امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور یہ تمام جو اوس رات کو بڑی جماعت سی پڑہتی ہین اور

تسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل انما ظهرت بعد المائة

صلوۃ البراءت اوسکا نام رکہہ چہوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد

الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما

پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چار سو اٹہالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان

ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا تابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة النصف من شعبان في المسجد الاقصا

امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص تابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی

فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما اختفها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق

پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہوگیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری کا نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہوگئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی

كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من

بہت خلق نی نماز پڑہی پہہ اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون چہوڑ دیا اور اسکی برائی علماء متاخرین نی

اعيان المتاخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك

بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور

المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع

نہین کرسکتا تو اوس شب مین اس نماز مین شامل بہی نہو بلکہ تنہا اپنی گہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی

لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منهي عنه وترك المنهي عنه واجب وفعل الواجب ضعيف

اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی

لاسيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه

خاصل ایسی شخصکو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وان نجاوی

هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب

اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین

اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك

اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہ ڈالیگا کہ یہہ افعال از روی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص

عادته ولم يجئ في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الاثم

اپنی یہہ عادت چہوڑدیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگر ہاتہہ اور زبانسی نہین روک سکتا تو آپ گناہی بچیگا

ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند الله

اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہو نی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین

بل هي بدعة لا يتسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فربما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الثواب

بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جایز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بفضل

بفعل ما یقدر علیه من الانکار بالقلب ولا یمتنع عن الحضور والحاصل ان تلك اللیلة وان ورد فی
کہ جو اوس سی ہو سکتا ہی یعنی انکار قلبی اور شامل نہوا سو کر چکا خلاصہ یہہ ہی کہ اس رات کی فضیلت مین اگرچہ کئی حدیثین
فضلها احادیث متعددة لکن لیس لاحد ان یعظمها بما ذمه الشرع ونهی عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہین پر کسیکو اختیار نہین کہ اوسکی تعظیم ایسی امور مین کری جسکو شرع برا کہتی ہی اور اوس سی ممانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعضی علماء
قالوا لم یثبت فی قیامها شیء عن النبی علیه السلام ولا عن اصحابه فعلی هذا یجب علی کل مسلم فی هذا
یہہ کہتی ہین کہ اس رات کی نماز کی باب مین کچھ ثابت نہین ہی تو بیغمبر علیہ سلام سی اوسنے اوسکے اصحاب سی اسپر بیان کی موافق اس زمانہ مین ہر مسلم پر واجب ہی
الزمان ان یحذر من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمحدثات ویصرف دینه من العوائد التی استأنس
کہ بدعات کی پر عجب سی اور محدثات کی توجہ سی پرہیز کری اور اپنی دین کو اون اشغال سی جسمین انس پکڑہ کیا ہی
بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة فی
اور پرورش پائی ہی سالم بچا وی بیشک یہہ اشغال زہر قاتل ہین اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اوسکی ساتھ حق کثرت سی ظاہر ہوتا ہی اسواسطی کہ بدعت کا مزہ
قلوبها هی یستحسنها طباعهم فلا یترکونها وقد روی عن عکرمه وغیره من المفسرین ان اللیلة
بدعتیون کی دلمین ایسا رچتا ہی کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہی سو ہرگز نہین چھوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات
المبارکة الواقعة فی سورة الدخان قد فسرت بلیلة نصف شعبان کما ذهب الیه الاکثرون فانها اللیلة
جسکا ذکر سورۂ دخان مین ہی وہ شب برات ہی بھی چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتی ہین
کیونکہ ہر ایسی رات ہی
یقدر فیها کل امر یکون فی تلك السنة لقوله تعالی فیها یفرق کل امر حکیم قال عطاء بن یسار
کہ جو اوس سال مین ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اور سین جو ہوتا ہی حاکم جانچا ہوا عطاء ابن یسار کہتا ہی
اذا کان لیلة النصف من شعبان یرفع الی ملك الموت صحیفة فیقال له اقبض روح من فی هذه الصحیفة
کہ جب شب برات ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتی ہین کہ جن جن کا نام اس کاغذ مین ہی اونکی روح قبض کر لینا
فکم من شخص یبنی الدور ویشید القصور ویغرس الاشجار ویحفر الانهار ویتزوج النسوان وینوع فی
سو بہتیری شخص کہر بناتی ہین اور محلون کی گچ گیری کراتی ہین اور باغ لگاتی ہین اور نہر کہودواتی ہین اور عورتون سی نکاح کراتی ہین اور عمارت مین کہپتی
البنیان وقد کتب علیه الموت وقد نسخت نسخته الی ملك الموت وهو فی هواه ولا یعلم منتهاه فیامن
ہین اور اونکی موت لکہی ہوئی ہی وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکا ہی اور وہ اپنی ہوا ہوس مین مول رہا ہی اور انجام کی خبر نہین سوا ئی
بطول الامل ویا مسرفا فی العمر کم من الموت تحلو الوجل فلا تلذی متی ما تهجم علیك الاجل فکم
امیدون کی دیوانہ اور اعمال بد کی متوقع موت سی ڈرتا رہہ تو کیا جانی کہ موت تجکو کسوقت آگھیرے گی سو بہتیری
من مستقبل یوما لا یبلغه ومن موصل غدا لا یراه که یسرنا الله تعالی التدارك الموت قبل هجومه
اونی سمجھینی الی آبکدن کی اور سو برس امید وار اونمین کی کہا سکو نہین پاتی تیئی تجکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر
المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رویة هلال رمضان قال رسول الله صلی
پچیسوین مجلس مین نئی رمضان کی چاند کی ضرورت رسول اللہ صلی
الله علیه وسلم لا تصوموا حتی ترو الهلال ولا تفطروا حتی تروا الهلال فان غم علیکم فاقدروا له
اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ مت رکھو بدون دیکہی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدون دیکہی ہلال کی اور اگر گہما ہوجاوی تو اوسکو اندازہ کرو
له وفی روایة فاکملوا العدة ثلثین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت مین ہی تو گنتی تیس دن پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین

اذا کانت مصحیة ولم یکن فیها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتی تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اسمین کچھ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن
یوم الفطر حتی تروا هلال الفطر فان غم علیکم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذی کنتم فیه
بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو
ثلثین یوما ثم صوموا ان کان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان کان الشهر المقدر رمضان وذلک
تیس دن کرلو پھر روزہ رکھو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ
لان الاصل فی کل ثابت بقاءه الی ان یوجد دلیل علی عدم بقائه والشهر کان ثابتا بیقین فوقع الشک
اسلئے کہ قاعدہ یون ہی کہ ہر شی ثابت باقی ہی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسمین ہی
فی خروجه فلا یخرج الا برویة الهلال او اکمال العدة ولم یوجد واحد منهما فیکون باقیا نظرا
کہ تمام ہو چکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچھ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہی گا موافق حال
الی ما روی انه علیه السلام اشار باصابعه الی مکسورة وقال الشهر هکذا وهکذا وعقد ها
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنی دونو ہتھیلی کی انگلیان کھول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ
فی الثالث ثم قال الشهر هکذا وهکذا وهکذا من غیر عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد یکون
انگھوٹھا موڑلیا یعنی اوتیس دن پھر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکبار انگھوٹھا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبھی
تسعة وعشرین یوما وقد یکون ثلثین فیقع الشک فی دخول رمضان وخروجه وعلی تقدیر عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبھی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان
خروجه یحرم الفطر وعلی تقدیر عدم دخوله یکره الصوم علی قصد انه صوم رمضان اذ یلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی
ان یؤدی قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن یاسر من صام یوم الشک فقد عصی ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہو جا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتے ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکھی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی
الشک فیه ان یسوی طرفا العلم والجهل بان یقع الغیم فی التاسع والعشرین من شعبان ولا یدری
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہو جاوی اور یہہ نہ معلوم ہو
ان الغد من شعبان او من رمضان فعلی هذا ینبغی للناس ان یطلبوا هلال رمضان فی التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین
والعشرین من شعبان فان راوه صاموا وان لم یروه اکملوا عدد شعبان ثلثین یوما ثم صاموا
پھر اگر دیکھین تو صبح کو روزہ رکھین اور نہ دیکھین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پورا کرین پھر روزہ رکھین
لقوله علیه السلام صوموا لرویته وافطروا لرویته فان غم علیکم الهلال فاکملوا عدة شعبان ثلثین
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکھو چاند دیکھکر اور افطار کرو چاند دیکھکر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پورا کرلو
واما الیوم الذی یشک فیه انه من شعبان او من رمضان فالصحیح ان الصوم فیه غیر مکروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین
اذا کان تطوعا لکونه مستثنی من النهی بقوله علیه السلام لا یصام الیوم الذی یشک فیه انه
اگر نفل ہو اسلئے کہ نہی مین سی اسکو جدا کر دیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنيه صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدي
کہ رمضان کا ہی ہا نہیں یعنی انتیسویں شعبان کی کوئی روزہ نہ رکھی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سے وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سے رکھیں اسواسطے کہ یہ لازم آتا ہی

قبل مجيء وقته وقد مر انه حرام لحديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
کہ اپنی وقت سے پہلی اور ہوجاوے اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کے حرام ہی باوجود یکہ اسمیں اہل کتاب سے تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزوں کی زیادہ کرلیا کرتے ہین

في مدة صومهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يصبح في ذلك اليوم منتظرا غير مفطر ولا عازم الصوم على
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہئی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچھ کہا وی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحوة الكبرى جائزة
پہر اگر پہر بہر دن چڑھی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کری اسلئی کہ نیت پہر بہر دن چڑھی تک رمضان کی روزونمین

في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولكن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر ثابت نہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق يوما كان يصومه بان كان يصوم يوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ پیر وجمعرات اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو اتفاق سے ایسے دن وہ شک کا دن آپڑا تو اس

لقوله عليه السلام لا يتقدمن احدكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان
اس حدیث کی موافق رمضانسی پہلی کوئی ہرگز روزہ نہ رکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہوجاوی یوم شک اوس

يصومه وكذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الاخير او ثلثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو

يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن مظاهر الذهبي وقيل الصوم افضل اقتداء بعائشة
اوسدنسی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطے احتراز کی ظاہر ہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطے متابعت عائشہ

وعلي فانهما كانا يصومانه ويقولان لان نصوم يوما من شعبان احب الينا من ان يفطر يوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی

والمختار ان يصوم الخواص كالمفتي والقاضي تطوعا لانهم يعرفون كيفية النية ولا يخلطون الكراهة فكان
اور بات یہ پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسے مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملتی دینگی

اللايق بهم ان يصوموا بانفسهم ويامر العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین

وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخواص لكيفيتها ان ينوي التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہوون وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجب اخر ولا يتردد فيها فان النية معرفته بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچھ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ

ان ينوي صوم رمضان وهو مكروه لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبه باهل الكتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی یہہ

ان ظهر انه من رمضان يجزئه لانه نوى ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی روزہ کافی ہی اسواسطے کہ نیت کر چکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن ہی رمضان ہی کا تہا

فیقع عن المستحق واصل الکراھۃ لا یمنع الجواز بل یستلزم عدم الاستحباب بلا عکس لان المباحات
سوسق دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہیں منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطے کہ مباحات

لا یتصف بھما وان ظھر انہ من شعبان یکون تطوعا ولو افطر لا قضاء علیہ لانہ فی معنی المظنون حیث
ان دونوسی خالی ہوتی ہین اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجائیگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا نہین ہی اسواسطے کہ حقیقت مین مظنون

ظن ان علیہ صوما وتبین ان لیس علیہ صوم والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس بنا پر گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پھر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کردینی سی

والثانی ان ینوی عن واجب آخر وھو مکروہ ایضا للحدیث السابق الا انہ ادون فی الکراھۃ لعدم التشبیہ
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کرلی اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطے کہ اسمین

باھل الکتاب لان التشبیہ بھم انما یکون اذا صاموا فیہ بنیۃ صوم رمضان ثم ان ظھر انہ من رمضان
اہل کتاب کی تشبیہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہوگا اوسدن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہوکہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان

یقع عنہ لان صوم رمضان یصح من الصحیح المقیم بمطلق النیۃ وبنیۃ النفل وبنیۃ واجب آخر لکون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطے کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم کی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہوجاتا ہی اور نفل کی نیت سی ہی اور اور واجب کی نیت سی ہی درست ہوتا ہی

متعینا لھذا الصوم فینتفی شرعیۃ غیرہ فیہ والاطلاق فی المتعین تعیین ونیۃ النفل وواجب آخر لغو لان
اسی روزہ کا مقرر ہی سواسدن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام نووی اسواسطے

الوقت لا یحتملھما لعدم مشروعیتھما فیہ فاذا بطل الوصف بقی نیۃ اصل الصوم فیکون فی حکم المطلق
کہ یہہ وقت اون روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ مشروع نہین ہی جب وصف باطل ہوا تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی

فینصرف الی المشروع فی الوقت ونظیرہ من کان متوحدا فی الدار فانہ اذا نودی بیا رجل وبا یا رجل غیر اسمہ یرید بہ
سواوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا کہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکارے کہ ای شخص یا کسی ارکا نام لیکر پکارے

ذلک وان ظھر انہ من شعبان یکون تطوعا ولا یکون عما نوی لان الصوم فیہ منھی کیوم العید فلا یتادی
تو وہ ہی شخص قرار ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہوکہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہوگا اسواسطے کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن پس کیونکر

بہ ما وجب کاملا والصحیح انہ یکون عما نوی لانہ ادی فی یوم یصح فیہ النفل بخلاف یوم العید وان لم یستبن
ادا ہوگا جو کامل واجب ہوا ہی اور واجب صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسکی لیئے دن روزہ رکہنا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی بخلاف عید کی دن کے کہ اوسکا حال ہی اور

لا یسقط الواجب عن ذمتہ لاحتمال کونہ من رمضان والثالث ان یتردد فی وصف النیۃ بان ینوی
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسری یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی اسطور نیت کری

ان کان الغد من رمضان فانا صائم عنہ وان کان من شعبان فمن واجب آخر او عن النفل وھو
اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ ہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب کی ہی یا نفل کی یہہ نیت

مکروہ ایضا اما الاول فلتردد بین الامرین المکروھین نیۃ صوم رمضان ونیۃ صوم واجب آخر وامّا
ہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ یہہ تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثانی فلکونہ ناویا للفرض من وجہ ثم ان ظھر انہ من رمضان یقع عنہ لعدم التردد فی اصل النیۃ
دوسری صورت اسلئی کہ ایک درجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ہم آوے تو روزہ رمضان کی ہی کا ہوگا اسواسطے کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا

وھو کما لو ظن ان ظھر انہ من شعبان لا یکون عن واجب آخر بل یکون تطوعا فی کلا الوجھین ولو افطر لا قضاء
اور ایسا ہی کا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہیں ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہوجاگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا

علیہ

علیه اما فی الاول فلانه کالمظنون واما فی الثانی فلعدم وجود الالتزام من کل وجه والرابع ان ینوی التطوع
نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسلئے کہ مظنون ہی اور دوسری صورت میں اسلئے کہ ہر طرح سی التزام نہیں ہی اور چوتھی یہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مر انه یصح بنیة النفل من غیر کراهة فی الصحیح ثم ان ظهر انه من رمضان یقع عنه لما مر انه یصح
اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنیة النفل وان ظهر انه من شعبان یکون تطوعا وان افطر یلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف
نفل کی نیت سی ہی درست ہوجاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آویگی اسوسطی کا اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا ہی

مسئلة المظنون ثم ینبغی ان یعلم ان رویة الهلال وان کان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله علیه السلام
بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجھنا چاہئی کہ ہلال کا دیکھنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار وطوکا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرویته وافطروا لرویته لکن العمل به لا یلزم الا بقضاء القاضی ولهذا یلزم المراجعة الیه ثم انه اذا
کہ روزہ رکھو ہلال دیکھکر اور افطار کرو ہلال دیکھکر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہیں ہوسکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

کان فی السماء علة سواء کانت غیما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك یقبل فی هلال رمضان خبر عدل
آسمان مین کچہ علت ہو برابر ہی کہ کہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہ اور ہو تو رمضان کی چاند مین خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حر کان او عبدا ذکرا کان او انثی لانه مخبر بامر دینی وهو وجوب الصوم علی الناس فیقبل
مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسوسطی کی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لکن بشرط ان یفسر ویقول رایته خارج البلد او بین خلال السحاب ما بدون التفسیر فلا یقبل لکان
لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ینبغی له ان یشهد عند القاضی لاحتمال قبول شهادته لکن
شبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہہ لی تو اسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضی یرد شهادته لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول ویشترط العدالة وقال الطحاوی لا یشترط
قاضی اسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات مین مردود ہوتی ہی مقبول نہین ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال اراد به المستور ولا یشترط الدعوی ولا لفظ الشهادة ویقبل فی هلال رمضان شهادة
شرط نہین ہی اور بعضی مشایخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہین ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد علی شهادة الواحد ومن رای هلال رمضان فی الرستاق ولم یکن هناك وال ولا قاض فان کان
ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانوین مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائی ثقة یصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضی شهادة الواحد فی هلال رمضان وصام الناس ثلثین
دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکھین پہر اگر قاضی تنہا ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس یوم روزی

یوما ولم یروا هلال الفطر لا یفطرون فیما روی عن ابی حنیفة وابی یوسف لان الفطر لا یثبت بشهادة الواحد
پوری ہوگئی تو بہی عید کا چاند نظر نہین آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابوحنیفہ اور ابویوسف کی افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہین ہوتا

وعن محمد انهم یفطرون ویثبت الفطر فی ضمن ثبوت الرمضانیة بشهادة الواحد وان کان لا یثبت ابتداء
اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہین ہوتا

فان فی هلال الفطر اذا کان فی السماء علة لا یقبل الا بشهادة حرین او حر وحرتین لتعلق حق العباد به کما مر
بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد وغبار ہو تو مقبول نہین بدون گواہی دو آزاد مرد یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتون کی اسوسطی کہ اسمین حق العباد

Marfat.com

ینتفعون به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اس سی فائدہ مند ہوتی ہین سو اوسی طرز ثابت ہوگا جسطرح اوکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سی صرف حق شرع کا متعلق ہتا ہی

وهو الصوم فیکتفی بخبر الواحد دام اذا لم یکن فی السماء علة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان
یعنی روزہ سو ایک آدمی کی گواہی سی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال مین مقبول نہین ہوگی

ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال مین پہر تو اتنی بڑی جماعت چاہیئی جنکی خبر سی یقین حاصل ہو جاوی اور اوس جماعت کی مقدار مین اختلاف

ذلک فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر من کل جانب
بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی آدمی چاہییں اور بعضی کہتی ہین پچاس آدمی ہون اور امام محمد سی روایت ہی ہر طرف سی پوری خبر کا آنا چاہیئی

والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطے کہ مراد علم سی جو اوکی خبر سی حاصل ہووہ علم شرعی ہی جس سی عمل کرنا واجب ہو یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنی التیقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برویة الهلال ثمه ففی ظاهر الروایة
علم بمعنی یقین نہین ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سی آکر گواہی دی کہ وہان چاند دیکہا ہی ظاہر روایت مین اوسکی گواہی مقبول نہین ہوگی

لا یقبل شهادته لقیام التهمة وذکر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة الموانع فی خارج المصر وکذا لو شهد
کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی نی ذکر کیا ہی کہ اوسکی شہادت مقبول ہی اسواسطے کہ شہر سی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند

برویة الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشهد وابو یقبل شهادته کان علیه
دیکہنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سی گواہی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن تنہا دیکہا اور گواہی چہ دی تو مقبول نہوئی تو بہی اوسکو لازم ہی

ان یصوم لقوله علیه السلام صوموا لرویته فانه قد رآه فیلزمه الصوم وان افطر کان علیه القضاء دون
کہ روزہ رکہی اسحدیث کی موافق روزہ رکہنو دیکہکر کیونکہ اسنی چاند دیکہا ہی سو اسکو روزہ رکہنا لازم ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی

الکفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فیه والصحیح انه لا یجب علیه الکفارة والحاکم اذا رای هلال
کفارہ نہین آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سی پہلی افطار کر ڈالا تو اس صورت مین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ کفارہ واجب نہین اور اگر حاکم تن تنہا رمضان کا

رمضان وحده یصوم وه لا یامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم علیهم هلال رمضان واکملوا شعبان
چاند دیکہے تو وہ آپ روزہ رکہی اور دون کو روزہ کا حکم نہ کرے اور اگر لوگون کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہون نی شعبان کی

ثلثین یوما صاموا رمضان ثمانیة وعشرین یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان کانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کر کی رمضان کی روزی اٹہائیس دن رکہی تہی پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر اونہون نی گنتی شعبان کی

ثلثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانیة وعشرین یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان کانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کر کی رمضان کی روزی اٹہائیس دن رکہی تہی پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر اونہون نی گنتی شعبان کی

عن غیر رویة قضوا یومین وان کان علموه عن رویة قضوا یوما واحدا فیکون شهر رمضان فی تلک
بی چاند دیکہے رکہی ہو تو دو روزی قضا کرین اور اگر چاند دیکہکر گنتی پوری کی تہی تو ایک روزہ قضا کرین اب ماہ رمضان اوس سال مین

السنة تسعة وعشرین یوما حتی انهم لو کانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرین
انتیس کا ہوا یہان تک کہ اونہون نی اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزی رکہکر دیکہا

یوما لا یلزمهم شیء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرین یوما فشهد جماعة
تو اونپر کچہہ لازم نہین ہی اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہکر انتیس روزی رکہی پہر ایک جماعت نی قاضی کی پاس

عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی لیلة کذا فلیلکم یوم
کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی رات مین تسی ایک دن پہلی دیکہکر روزی انتیسوین تاریخ مین یہہ گواہی دی

فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال فى تلك الليلة

رکھی ہیں اور یہ آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہی اور اس شہر والوں نی اوس رات کو چاند نہیں دیکھا

والسماء مصحية لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح فى تلك الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا

اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہیں ہی اور نہ اوس رات میں تراویح ترک کرنی جایز اسواسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکہنی کی گواہی

بالرؤية ولا على شهادة غيرهم وانما حكموا برؤية غيرهم واما لو كانوا شهدوا عند القاضى ان قاضى بلدة

نہیں دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی نہ اونکی دیکہنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی نی کذا شهد عنده شاهدان برؤية الهلال فى ليلة كذا وقضى ذلك القاضى بشهادتهما جاز لهذا القا

سامنی دو گواہوں نی فلانی رات میں چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا

ان يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضى الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ اونکی گواہی کی موافق حکم دیوے اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتا

حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للرؤية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للرؤية ايضا

یہانتک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکہہ کر تیس روزے رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکہہ کر انتیس روزے رکہی

فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يوما لا شبهة عليه وما ذكره الزيلعى ان يعتبر لان

تو اس صورت میں جنہون نی انتیس روزے رکہی اون پر ایک روزے کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئے کا قوم يحاطون بما عندهم والدليل على اعتباره ما روى عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل

کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو اونکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالعہ کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ میں شام میں وارد ہوا اور جمعہ کو میں

على شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة وانا اخر الشهر فسألنى عبد الله بن عباس

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو میں شب جمعہ کو چاند دیکہا پہر میں مدینہ شریف میں آخر مہینی میں آیا تو مجہسی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا

فقال متى رايتم الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال انتم رايتموه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى

تمنی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا میں نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفتہ کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہتے رہینگے تا نکہ

نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكتفى برؤية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه السلام

کہ تیس دن پوری ہوجاوین یا چاند نظر آجاوی پہر میں نی کہا معاویہ کی دیکہنی اور روزہ رکہنی پر کیوں نہیں اکتفا کرتی پہر کہا نہیں ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه

اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہوجاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا

يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت فى المشرق لا يلزم منه ان تزول فى المغرب بل كلما تحركت

اختلاف مسافتسی مختلف ہوجاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق میں زوال ہووی تو لازم نہیں آتا کہ مغرب میں بہی زوال ہوجاوی بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ

درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرين ونصف اليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروى ان ابا موسى

قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر کی اور روایت ہی کہ ابو موسی

الضرير الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عمن صعد المنارة فرأى الشمس بعد غروبها فى البلدة بزمان طويل

نابینا فقیہ اسکندریہ میں آئی اور کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ وہ منی اونچی مینار پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر میں بہت دیر پہلی غروب ہوچکا تہا

ثم اتى الفقيه فقال لا يحل له الافطار فقال لا يحل له الافطار ويحل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن راى هلا

کیا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہ نی جواب دیا اوسکو افطار حلال نہیں ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہ ہی حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا فی وجوب الکفارة والاکثر

فطر کا عصر کی وقت دیکھا پھر اس خیال سی کہ مدت روزہ کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علما کو در باب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب

علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بیوم او بیومین یراد به اغتنام

یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاکل والشرب واخذ النفوس شهوتها قبل ان تمنع منها بالصیام وهذا کله خطاء وجهل اذ قد ذکرنا

کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہو جاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیال لاحظا اور جہالت ہی اسپسلی کہ ذکر

اصل ذلک متلقی من النصاری فانهم عند قرب صومهم یفعلون کذلک فیلزم التشبیه بهم وقد کان

کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبہ لازم آتی ہی اور

النهی عن الصوم فی ذلک الوقت لمنع التشبه بالکافر فیما لنا منه بد وهو من موم شرعا لقوله علیه السلام

نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہہ ہمسی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبہ شرعا منہ موم ہی واسطی ارشاد رسول علیہ السلام

من تشبه قوما فهو منهم وربما لا یقتصر بعضهم علی الشهوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن

جو شخص مشابہ ہو اکسی قوم سی پس وہ انہی مین سی ہی اور کبھی کبھی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہو جاتا ہی جسکا

کان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصیب وافر من قوله تعالی وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ

ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمی پہلا کہی ہین دوزخ کی واسطی بہت

الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ

جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجھتی نہین اور آنکھین ہین اونسی دیکھتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ

كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ وبعضهم لا یجتنب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه ویکره صیامه ویشق

جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ ی سوا رمضان کی کبھی نہین باز آتی سوا نکو رمضان دوبہر ہو جاتا ہی اور روزہ ہی مکروہ معلوم

علی نفسه مفارقتها کما لو فارقتها فیعد الایام واللیالی لیعود الی المعاصی وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیستقل

اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہو تی ہی جیسی تو مفارقت ہو گئی پھر دن رات گنتا ہی تا کہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فیه من الصلوة والصیام وبعضهم لا یصبر علی المعاصی فوافقها

رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گانا سونسی صبر نہین ہوتا پہر وہ رمضان مین

فی رمضان وهذا هو الخسران المبین المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضا

بہی مستی کہاتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹم اوٹھاتا ہی چھبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین

ورعایة حقه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی

اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک

روایة ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشیاطین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه

روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

ابو هریرة وهو ان حمل علی معناه الظاهر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان مادام فی الدنیا لا یتیسر له الصعود

ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچہہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا میسر نہین

الی السماء ولا الدخول فی احدی الدارین فای فائدة فی فتح الابواب واغلاقها الا ان یقال من مات من

ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہو سکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہیں کہ جو شخص صلحا ایمان والون مین سی

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ما کان یاتیهم قبل الفتح و
مرجاتا ہی توجب دروازی جنت کی کھلجاتی ہین تو انکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازی کہلنی سی پہلی آتی تھی اور
من مرمات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها
جو گھنگا رمرجاتا ہی تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہین تو انکو اوسکی گرمی اور لپٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی
وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امر وابه من صوم شهر رمضان فحمله
اور لپٹ ہونی سی پہلی آتی تھی اور یہہ معنی بعید ہین اسواسطے کہ یہہ مضمون صرف اوسواسطے آدمیون کی ترغیب کیلئے ہی جو اونکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا
علیه حتی یستعد له وتصدیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها اغلقت علیهم فیلزم
تاکہ وہ اوسکی واسطے تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازی اونکی لئی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اونکی اوپر بند ہوگئی اب کوئی تاویل
الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن توتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات لان الباب اذا
کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی بی درپی رحمت کی آنیکا اور بی درپی عبادت کی چڑہنی کا اسواسطے کہ جب دروازہ
فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤید هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت
کہلجاتا ہی تو اوسکی مدد ہی فوراً نکل آتی ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فوراً داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی
ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جنکے اندر پہنچاوین یعنی ہر قسم کی عبادتین اور بند ہونا
ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیات لان الصائم یتنزه عن الکبائر
دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسواسطے کہ روزہ دار ایسی کبیرہ گناہونسی بچتا ہی
التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس
جنکی اندر اصرار کرنی صغیرہ گناہون کی یہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین
والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین
اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہونسی پرہیز کیجا اور قید ہونا شیاطین کا
یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المسلمین
احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطے تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہچی ہوئی
فی الطغیان یجتنبون المعاصی والاوزار بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعدما کانوا
گناہون اور بہدی سی بچنی لگتی ہین باوجودیکہ گناہون کی بڑی حرص ہوتی ہین اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نمازین
یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القرآن واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون
کاہلی سستی کرتی تھی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز
عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر وذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات
نہین آتی بلکہ اگر ایک قسم کو ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر ہوا اس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین دوسو سے شیطانی باقی ہین
الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما لان المراد به رؤساؤهم یؤیده ما جاء فی بعض
اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پر مراد اسسی شیطانون کی گروہ کہتا ل ہین اسکی تائید ہی حدیث کی بعضی
طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن
روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان پھر فساد اورون کی وسوسہ سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل ھو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسھم وذلک کان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتے ہیں کہ یہ مجاز ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنے سی باز رہتے ہیں اسواسطے کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ میں مشغول ہوجاتا ہی
فتنکسر قوتھم الحیوانیۃ التی ھی مبدء الشھوۃ والغضب المتداعیین الی انواع الفسق والفجور وتنبعث قوتھم
سو انکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کہ ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تھی اور انکی قوت عقلی
العقلیۃ داعیۃ الی الطاعات ناھیۃ عن المنکرات فتجعلھم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
بیدار ہوکر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پھر اونکو روز مرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی
اصناف المنکرات فیصیرون کانھم فتحت لھم ابواب الجنان وغلقت علیھم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پھر وہ ایسی ہوجاتی ہیں گویا اونکی لئی بہشت کی دروازی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی اونپر بند ہوگئی اور
علیھم للشیطان سلطان وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال اذا کان اول لیلۃ من شھر رمضان
اون پر شیطانوں کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی
صفدت الشیاطین ومردۃ الجن وغلقت ابواب جھنم فلم یفتح منھا باب وفتحت ابواب الجنۃ فلم
توشیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور دروازی بہشت کی کھل جاتی ہیں سو
یغلق منھا باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولللہ فیہ عتقاء من النار وذلک
انمیں سی کوئی دروازہ بند نہیں رہتا پھر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حد سی بڑھنیوالی شر کی بس کر اور رمضان میں اللہ کی ازادکی آگ سی بہت ہیں اور ہر
فی کل لیلۃ ومعنی ھذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن ھنا زیادۃ لابد من بیان معنی تلک
ہر شب میں ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمیں کچھ لفظ زیادہ ہیں اونکی معنون کا بیان کرنا بھی ضرور چاہیئی
الزیادۃ وھو ان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تقبل اطلب الثواب فانک تعطی
وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتون میں پکارتا ہی یہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آ ثواب لی یہ ایسا وقت شریف ہی
ثوابا کثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترک الشر فان عذاب المعصیۃ فیہ اکثر وتب الی اللہ تعالی
کہ تھوڑیسی کار بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاری باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف
فانہ تعالی یعتق کثیرا من عبادہ الصائمین من النار ویغفر لھم الماضیۃ لحرمۃ الشھر کما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچھلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہی
حدیث آخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی ان من صامہ مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی پھر کہی تو اوسکی تمام پچھلی گناہ معاف ہوئی مراد یہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیت
بحقیتہ وفرضیتہ وطالبا لرضاء اللہ تعالی وثوابہ لاخوفا من الناس واستحیاء منھم یغفر لہ ذنوبہ
اور فرضیت تصدیق کر کر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو کبھی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچھلی گناہ
المتقدمۃ وذلک الذاء یکون فی کل لیلۃ من لیالی رمضان وروی عن ابی امامۃ الباھلی انہ علیہ السلام
معاف ہونگی اور یہہ نذار رمضان کی راتون میں سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
قال من صام یوما فی سبیل اللہ جعل اللہ بینہ وبین النار خندقا کما بین السماء والارض وفی حدیث اخر
جسنی ایک روز واسطی جہاد کی روزہ رکھا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوسی شخص کی بیچ میں ایسی چوڑی خندق کردیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک حدیث میں
رواہ ابو سعید الخدری انہ علیہ السلام قال من صام یوما فی سبیل اللہ یعد اللہ تعالی وجھہ عن النار
ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی کہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پر دور کردیگا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل اللہ ورضائہ ینجیہ اللہ تعالی من النار عرعن النجیۃ
مراد یہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکھا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بھذا المقدار لا یصل الیہ البتۃ والمراد بالخریف
بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایکسی چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پہونچیگی اور خریف سی مراد

السنۃ ذکر الجزء واریدالکل وانما عبر عنھا بہ دون غیرہ من الفصول لکونہ وقت بلوغ الثمار وحصول
سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چھوڑکر خریف کی ساتھہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پکتی ہیں اور عیش

سعۃ العیش وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال کل ابن ادم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی
فراخ ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی اوٹم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہیں اور دس سی

سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالی الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ وشرابہ من اجلی
سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی ہیں ہی اوسکا بدلہ ہونگا کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعۃ وخیر اذا لم یکن مرایاء ونفاقا فاقل ما یعطی لصاحبہ من الاجر عشرۃ لقولہ تعالی من
مراد یہ ہی کہ ہر یک عبادت اور خیر اگر ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابکو دس گونہ ملیگا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا وقد یزاد الی سبعمائۃ واکثر لقولہ تعالی مثل الذین ینفقون اموالھم
لاوی بھلائے اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبھی سات سو تک یا نہ بارہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اوسکی جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال

فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء
اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فثوابہ بغیر حساب لانہ لا یتادی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالی انما یوفی الصابرون اجرھم
اور روزہ کی ثواب کا تو کچھہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملیگا اوسکا اجر

بغیر حساب ثم الصابرون کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کوجودہ فی غیرہ
بی گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی

لانہ ثلثۃ انواع صبر علی طاعۃ اللہ تعالی وصبر علی محارم اللہ تعالی وصبر علی الالام والشدائد کلھا
کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین

یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیہ من الشھوات
اتینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین

وصبر علی ما یصیبہ من الم الجوع وحرارۃ العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنہ النحول للنقصان
اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہوجاتا ہی

وللمفضی الی الھلاک طلبا لرضاء اللہ تعالی اشیر الیہ حیث قیل یدع شھوتہ وطعامہ وشرابہ من اجلی
اور واسطی طلبگاری مرضی الٰہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسہی کی طرف اشارہ ہی جو حدیث قدسی مین ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑدیتا ہی

وایضا ان الصائم بسبب منعہ نفسہ عن الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق اللہ تعالی لکونہ تعالی
اور یہ بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الٰہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی

منزھا عن ھذہ الاشیاء فلما کان فی الصوم ھذہ المعانی خصہ اللہ تعالی بذاتہ وتولی جزاؤہ بنفسہ
ان سب امورسی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ مین یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنے ذات

ولو یکلہ الی غیرہ فاعطی الصائم من عندہ اجرا لیس لہ حد ولا عد وقیل ان الصوم سر بینہ وبین العبد
فرمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نہ کیا ہر روزہ دار کو یعنی درگاہ سے اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ روزہ ایک راز ہے اللہ اور بندہ کا
یفعلہ خالصا لوجہہ وطالبا لرضائہ لا یطلع علیہ غیرہ لکونہ نیۃ وامساکا حتی قیل ان الحفظۃ
بیچ میں کوئی خالص واسطے اللہ کی نہ دیکھے اوسی رضامندی کی ادا کرتا ہی اوسکی سوا اور کسیکو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی پس ایک کہ کہتی ہیں کہ
لا تطلع علیہ ولا تکتبہ بخلاف سائر الطاعات فانہا مما یطلع علیہ غیرہ تعالی فلما کان ھو العالم بہ دون
کراماً کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکھتے ہیں بخلاف اور عبادات کے کیونکہ اور عبادات کو اور بھی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہیں وجو نکہ روزہ کی خبر
غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یوکلہ الی غیرہ کانہ تعالی قال الصوم لی ولا یطلع علیہ
سوائے اللہ تعالی کی اور کو نہیں ہوتی تو اوسکا اللہ تعالی نے اپنی ذات سے خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نہیں کیا گویا یہ اللہ جان نے یہ شاد فرمایا روزہ
غیری وانا اتولی الجزاء علیہ ولا اکلہ الی غیرہ والکریم اذا اخبر انہ یتولی الجزاء بنفسہ یقتضی ان یکون
ثواب میں ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہ کہی کہ میں آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہی کہ وہ
ذلک الجزاء فی غایۃ العظمۃ ونہایۃ الکثرۃ بحیث لا یکون لہ احصاء ولا حساب وروی عن ابی ھریرۃ انہ
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابوہریرہ سی روایت ہی
قال للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ یعنی ان الصائم لہ سروران عرتین علی القدر
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کھولتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہ ہی کہ روزہ دار کو دو
مرۃ من الفرح وھو السرور واما سرورہ عند لقاء ربہ فبما یجدہ من ثواب الصوم مدخرا عند اللہ تعالی
فرح سی مشتق ہوئی اور سرور کہتے ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات سر بستاں کا ہی کہ ثواب روزہ کا ذخیرہ جمع کیا ہوا اللہ تعالی کے پاس یا دیگا
فان من ترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ للہ تعالی یعوضہ اللہ تعالی خیرا من ذلک کما قال اللہ تعالی
اس لیے کہ جسنے ترک کیا کھانا پینا اور شہوت حلال کی واسطے اللہ تعالی کے اوسکا عوض اللہ تعالی اوسی سے بہتر عطا کریگا جیانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبی علیہ السلام لرجل
اور جو کچھ بھیجو گے واسطے اپنی کوئی بھلی کو وہ پاویگے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نی ایک شخص کو
انک لن تدع شیئا اتقاء للہ الا اعطاک اللہ خیرا منہ وروی ان الصائمین یوضع لھم یوم القیمۃ مائدۃ
تو ہرگز نہیں چھوڑیگا کوئی شے اللہ کے خوف سی مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطے قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش یاکلون علیھا والناس فی الحساب فیقول الناس ما لھؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال انھم کانوا
عرش کی تلی جنا جاویگا بیسر پیٹی کہا دیگی اور لوگ اہی حساب میں مبتلا ہونگی وہ لوگ دیکھ کر یہ کہینگی یہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتی ہیں اور ہم حساب میں
یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنۃ بابا یقال لہ ریان لا یدخل منہ
روزی رکھتی ہیں اور تم روزہ خورہتی اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ سی
الا الصائمون والمراد بالصائمین ھم الذین یکثرون الصوم فانھم تطول اعطشھم حصوصا یاب العطش فیہ الری الاکمل فان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور روزہ دار بھی وہ مراد وہ لوگ ہیں جو روزی بہت رکھتی ہیں کیونکہ انہوں نی جو ہوک پیاس کی شدت اوٹھائی تو اوسکی بدولت اوسی دروازہ سی خاص ہوگی
من العطش قیل لتمکنہم من الجنۃ واما سرورہ عند افطارہ فبما یتناولہ من الطعام والشراب بالجماع لان النفس
کہ جسمیں تازگی اور میوہ کا بچا وجنت میں داخل ہونی سی پہلی ہی اور فطار کی وقت سرور اسلیئے ہوتا ہی کہ کھانا پینا جماع سب حاصل ہوگا ہی کیونکہ آدمی کا جی
مجبولۃ علی المیل الی ما یلائمھا من المطعم والمشرب والمنکح فاذا منعت من ذلک فی وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی یعنی مناسبات کہانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اوسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہوکر پھر دوسری وقت میں

لہا فی وقت آخر یفرج بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجۃ الیہ لتاثیر الجوع والعطش فیہا وتقاضیہ
تو بھوکا اور بھوکا خوش ہوتا ہی خاص کر جب اوسکو اور بہت حاجت ہووی کیونکہ بھوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی طلو
باخذ حاجتہا یشعر بہذا ما روی عن ابن عمر انہ علیہ السلام کان اذا افطر یقول ذہب الظمأ وابتلت
اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تہی پیاس بجھگئی اور گین تازہ ہوئین
العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالی فان اللہ تعالی وان حرم علی الصائم فی نہار صیامہ ان یتناول ہذہ
اور ثواب ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن مین یہہ حرام کر دیا ہی کہ ان شہوات کو عمل مین لاوی
الشہوات لکن اذن لہ ان یتناولہا فی اللیل بل احب منہ تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی اخر اللیل
لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل مین لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلد ویسی افطار کرنا اور سحر تاخیر کر کر آخر شب مین کہانی مستحب ہی
لما روی عن ابی ذر انہ علیہ السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان اللہ تعالی
ابوذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہی گی جبتک سحر کہانی مین تاخیر اور افطار کرنی مین جلدی کرین اور روایت ہی کہ اللہ تعالی
وملئکتہ یصلون علی المتسحرین وان احب عبادہ الیہ اعجلہم فطرا والحاصل ان الصائم یترک شہواتہ
اور اوسکی فرشتی سحر کہانی والون پر رحمت بہیجتی ہین اور بڑی محبوب بندی اللہ کی وہ ہین جو جلدی افطار کرتی ہین حاصل یہہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوات
بالنہار تقربا الی اللہ تعالی وطاعۃ لہ ویتناولہا فی اللیل تقربا الی اللہ تعالی وطاعۃ لہ فلا یترک لہا الا بامرہ ولا یعود الیہا
دن کی وقت اللہ تعالی کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوات کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل مین لاتا ہی سو اللہ تعالی کی حکم ہی
الا بامرہ فہو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم انما علم ان رضی مولاہ فی ترک شہواتہ قدم رضی مولاہ علی ہواہ فصار الذی تشتہی نفسہ ان تفعلہ وتحبہ ان تاکلہ
ترک کرتا ہی اور اوسی کی حکم سی اختیار کرتا ہی پس وہ دونو حال مین اللہ تعالی کا فرمانبردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دار نی جب دیکہا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوات
اعظم من لذتہ فی تناولہا بل یکون کراہۃ تناولہا عندہ فی خلوتہ اشد من کراہتہ لالم الضرب لعلمہ
ترک کرین مین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا ہوس پر مقدم رکہی تو اوسکو واسطی خدا کی شہوات ترک کرنی مین زیادہ لذت ہے بہ نسبت لذت شہوات برتنی کی بلکہ اوسکو شہوات
بکراہتہ لانہ یفطرہ فیکون لذتہ فیما یرضی مولاہ وان کان مخالفا لہواہ ویکون لمہ فیما یکرہہ مولاہ وان کا
کہ روزہ کہانا میری صاحب کو ناپسند ہی پہر اوسکو لذت اس بات مین ہوگی جسمین اوسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو تکلیف اس
موافقا لہواہ فاذا کان ہذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلک فیما
بات مین ہوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کرتا اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہہ حال اون محرمات مین ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع ہین جیسی کہانا پینا اور جماع
حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضہم فان کل ذلک مما یسخط
تو لازمی ہی یہہ حالت زیادہ تر ہووی اون امورین جو مطلقا حرام ہین جیسی زنا اور شراب خواری اور کسیکا مال ناحق لینا اوسکا کی بی آبروئی کرنی کیونکہ یہہ تمام اعمال ایسی ہین کہ
اللہ تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکرہ ذلک کلہ اشد من کراہتہ لالم الضرب ثم ان
اللہ تعالی انسی ہووتے اور ہر جگہ ہیزار ہوتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ سی کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی پہر
المؤمن فی حال صومہ لما علم ان لہ ربا یطلع علیہ فی خلوتہ وقد حرم علیہ ان یتناول شہواتہ التی جبل
مؤمن روزہ دار عین روزہ مین چونکہ یہہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حالی سی خلوت مین بہی خبردار ہی اور میری اوپر تمام شہوات کا عمل کرنا جنکی طرف دل کو رغبت ہی
علی المیل الیہا اطاع ربہ وامتثل امرہ واجتنب نہیہ خوفا من عقابہ وعمیدا الی ثوابہ ولہذا کان نوم
حرام کر دیا ہی تو یہہ اپنی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور اونہی سی بچتا ہی اسمین لئی روزہ دار کا سونا بہی
عبادۃ کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادۃ قال ابو العالیۃ الصائم فی العبادۃ مالم یغتب وان کان نائما
عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسیکی غیبت نکرے عبادت مین ہی اگرچہ اپنی بچھونی پر

علی فراشہ نھارہ لیکون فی لیلہ ونھارہ علی عبادۃ وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال لخلوف
سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطیب عند اللہ تعالی من ریح المسک یعنی ان الخلوف وھو بضم الخاء رائحۃ حاصلۃ فی
روزہ دار کی منہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خالی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرۃ لخلو المعدۃ من الطعام والشراب وان کانت عند الناس مستکرھۃ
روزہ دار کی منہ مین معدہ مین سی بخارات چڑھکر پیدا ہوجاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو

لکنھا عند اللہ احب من ریح المسک حیث کانت ناشئۃ عن طاعۃ اللہ تعالی فلذلک ذھب الشافعی الی
پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہیواسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتھا وکراھۃ ازالتھا بالسواک بخلاف الخلوف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم
اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہوجاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالتہ بالسواک فان من عبد اللہ تعالی واطاعہ وطلب رضاہ فشأن ذلک العود الی اٰثار مستکرھۃ للنفو
دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کرکا اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اوسین اگر کچھ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلک الاٰثار غیر مستکرھۃ عند اللہ تعالی بل ھی محبوبۃ طیبۃ عندہ ویجعلھا فی الاٰخرۃ اطیب من
ناپسند پیدا ہوجاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک سی زیادہ تر

ریح المسک فان الصوم لکونہ سرًّا بین العبد وربہ فی الدنیا یظھرہ اللہ تعالی فی الاٰخرۃ ویکون علانیۃ
پاکیزہ کرکر لیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین پوشیدہ تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہوجائیگا اور

ویشتھر اھل الصیام بذلک بین الناس لما روی عن مرثد عن انس مرفوعا ان الصائمین یخرجون من قبورھم یعرفون بریح
روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہوجاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہین گی تو منہ کی خوشبو کی سبب پہچانی جاوینگی

افواھھم فان ریح افواھھم اطیب من ریح المسک والحاصل انہ علیہ السلام لما اراد ان یبین فضل الصیام
کیونکہ انکی منہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجۃ الصائم شبہ ما یستکرہ منہ فی الطباع البشریۃ من الرائحۃ باطیب ما یرام ویطلب ویستنشق من
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو کی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من ھذا التشبیہ الثناء علی الصائم وتطییب قلبہ لئلا یمتنع عن المواظبۃ علی الصوم
سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہ نرہی

الجالب للخلوف وحیث فضل ما یستکرہ منہ علی اطیب ما یستلذ من جنسہ الطیب لیقاس علیہ ما فوقہ من الاٰثار
اور جب ایک پسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کرلین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان لہ عند الافطار دعوۃ مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعوۃ مستجابۃ
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یکون افطارہ علی حلال فان من صام عما احلہ اللہ تعالی وافطر علی ما حرمہ اللہ تعالی لا یستجاب
پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز سی بہی روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاءہ ولا یقبل صومہ لما روی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ

حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ یعنی ان من لم یترک الکذب والعمل بمقتضاہ لا یقبل اللہ تعالی

کیا پڑا ہی اسکی کہ وہ اپنا کھانا اور پینا ترک کردی مراد یہہ ہی جو شخص جھوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ قبول نہیں کرتا

صومہ ولا ینظر الیہ لانہ امسک عما یحل لہ فی غیر حال الصوم ولم یمسک عما لا یحل لہ فی جمیع الاحوال

اور نہ اوسکی طرف توجہ کرتا اسلئے کہ جو چیزیں اوسکو بدون روزہ کی مباح تھیں اونسی تو باز رہا اور جو چیزیں اوسکو ہمیشہ کو حرام تھیں اونسی باز نہ آیا

لان المقصود من الصوم لیس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منہ ما یتبعہ من کسرۃ الشہوۃ

کیونکہ روزہ سی مقصود صرف بھوک پیاس نہیں ہی بلکہ روزہ سی مقصود وہ ہی جو اوسکی بدولت حاصل ہوتی ہیں شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب

وقہر النفس الامارۃ بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلک فای فائدۃ فی ترک الطعام والشراب فعلی ھذا

کرنا جب انمیں سی کچھ بھی حاصل نہوا تو پھر کہانا پینا ترک کرنی سی کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق

یکون نفی الحاجۃ عبارۃ عن عدم القبول من قبیل نفی السبب وارادۃ المسبب وفی حدیث اخر انہ

حاجت کی نفی سی مقبول نہونا روزہ کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الصیام جنۃ فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل

فرمایا روزہ ڈہال ہی جب کوئی تم میں سی کسی روزہ دار سو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پھر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدی

انی امرئ صائم یعنی ان الصوم جنۃ وھی بضم الجیم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم یستتر بہ

میں تو روزہ دار ہوں مراد یہہ ہی کہ روزہ جنت ہی اور جنت جیمکی پیش سی ڈہال کو کہتی ہیں اور روزہ کو اسلیئے ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کے

عن النار لکثرۃ ثوابہ ویتحفظ بہ عن المعاصی ورسوسۃ الشیطان لانہ یضیق مجاری الدم التی ھی

آگ سی بچا لیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہوں اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اسواسطے کہ مسامات خون کی جو شیطان کا راستہ ہوتا ہی

مجاری الشیطان فان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم فتنکسر الشہوۃ ویسکن الغضب لکن ینبغی

بند ہوجاتی ہیں کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پھرتا ہی اسواسطے شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ تھم جاتا ہی لیکن

ان یعلم ان الجنۃ کما لا یکمل الانتفاع بھا الا اذا کانت محکمۃ من غیر اختلال کذا الصوم لا یتحقق بہ

سمجھنی کی بات ہی کہ ڈہال سی جیسی کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جبتک وہ پوری اور مضبوط اور بی خلل نہو ایسی ہی روزہ سی اوٹ حاصل نہیں ہوسکتی

التستر الا علی حسب کونہ محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فیہ شیء من الخلل ینتقص بمقدارہ

جبتک کہ وہ خطا اور خلل سی صاف محفوظ نہو اگر اوسمین کچھ خلل ہوگا تو وتنا ہی ثواب عمل کا کمتر ہوجاویگا

ثواب العمل ولھذا قال النبی علیہ السلام فی ھذا الحدیث فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب

اسیلیئے نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ فرمایا ہی اگر تم میں کوئی کسی روزہ دار سو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی

والرفث الفحش من القول وما یضاھیہ من التفرج مما یجب ان یکنی عنہ عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء

اور رفث کی معنی بیہودہ باتین گالی گلوز وغیرہ اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظون میں سی صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوی اور صخب خاء

المعجمۃ الصیاح والخصومۃ والمعنی ان الصائم عند الخصومۃ یجب علیہ ان لا یتکلم بالفحش ولا یرفع

لفظ دار سی چیخنا چلانا اور جھگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہودہ فحش نہ بکہی اور نہ بیہودہ پکار کر بولی

صوتہ بالھذیان بل یلزمہ ان یکون ممسکا عن جمیع المناھی لا من الطعام والشراب فقط فان شتمہ

بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سی بندرہی نہ صرف کہانی اور پینی سی پھر اگر کوئی اوسکو گالی دی

احد فلیقل بلسانہ صیانہ لصیامہ ولیسمع شاتمہ انی صائم ولیجعل ھذا القول جوابا لہ وقیل یقول

تو چاہیئی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبانسی گالی دینی والی کو سنادی کہ میں روزہ دار ہوں اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجھی اور بعضی کہتی ہین

ذلك بقلبه بان يتفكر فی كونه صائما ليرتدع نفسه عن سیئ القول ويقوی علی كظم الغيظ ولا يكافيه

کرنیمیں دلیل بھی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

علی شتمه لعلا يحبط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبی عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه

تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہوجاوی پھر اوسکا گمان مین ہوجاویگا جسکی حق مین نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ اونکو روزہ مین سوا

الا الظمأ وكم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب

صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ اونکو رات کی نماز مین صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی

اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالی فی ترك الطعام والشراب فی نهار صيامه فليمتثل امره فيما

جبتک محرمات کو چھوڑکر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چھوڑکر خدا کا حکم بجالایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین بھی

يحرم عليه فی كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيما حرم عليه قبل وفاته يعاقب فی الاخرة

حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کرکر محرمات کو نہ تگی مین برتی گا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر فی الدنيا لم يشربها فی الاخرة ومن لبس

محروم رہی گا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نے دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نے دنیا مین

الحرير فی الدنيا لم يلبسه فی الاخرة فاتقوا الله يا عباد الله فی اقامة حدود الله اذ كثير من الناس فی هذا

حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو اے بندگان الہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین

الزمان يمشی علی العوائد الشايعة بين الانام لا علی ما يقتضيه الايمان المجلس السابع والعشرون

اوس راہ وسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہین چلتی جو ایمان کی لایق ہی ستائیسوین مجلس مین

فی بيان كيفية "النية" يستدعيه الاسلام قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنی

صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما

رمضان کی روزے واسطے ایمان اور ثواب کی رکھی اوسکی اگلی گذری ہوئین معاف ہوگئی اور جسنی رمضان مین واسطے ایمان اور ثواب کی شب بیدار رہا کی اوسکی خطائین

تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختصر

گذری ہوئین معاف ہوگئی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالی فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو فی

دونو کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین

اللغة الامساك مطلقا وفی الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التی هی الاكل والشرب والجماع من

مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الی غروب الشمس مع النية وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء

فجر سی لی کر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتھہ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہون یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالنذر معينا كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فيه قصدا

اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصداً روزہ رکھلیا

يلزمه اتمامه وان افسده فعليه قضاؤه ولا يجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالی

تو اوسکا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا اعمالکم والضیافة عذر فی حق الضیف والمضیف ومن ظن ان علیه صوما فشرع فیه

اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بھی مہمان اور مہماندار کی حق میں ایک عذر ہوتا ہی اور جسنے یہہ خیال کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر شروع کیا ہی

ثم علم عدمه فاکل لا یلزمه شئی لانه ظان والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام اوبالالزام

کرنی سی روزہ کہ یہہ معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا لیا اوسپر کچھہ نہیں آتا اسوسطی کہ اسکو یقین نہیں تہا اور شبہ کی بدنی قضا نہیں آتی اسوسطی کہ قضا یا تو لازم کرتیسی آتی ہی یا ملزم

ولم یوجد واحد منهما واشترط لفرضیة صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضیة ادائه

سوان دونوں میں سی کچھہ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہونی کی شرط اسلام یعنی کافر پر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ پر نہیں اور بلوغ یعنی بچہ پر نہیں اور اوا کی اسوسطی

الصحة والاقامة فان المریض والمسافر یجوز لهما الافطار ثم القضاء لکن صوم المسافر افضل لصحة

شرط صحت الایعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کرکی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اوسپر اسوسطی صحت

ادائه الطهارة عن الحیض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة اذ یجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم

ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہیں ہی اسوسطی کہ اگر جنابت مین صبح ہوجاوی یا پڑن کو سوگیا اور احتلام ہوگیا

واما الحائض والنفساء فلا یجوز صومهما بل یلزمهما الافطار ثم القضاء لکن الحائض تقطر سراجهم وکذا کل

تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہیں ہی بلکہ انکو چاہیئی کہ افطار کرین اور قضا کرین لیکن حیض والی عورت جہپی ہوئی افطار کرکا ظاہر کرنا ہی جیسی

من لا یحل له الافطار لانه اذا اکل ولم یکن العذر ظاهرا یکون متهما عند الناس بالفسق الذی هو کاکل رمضا

جسکو جیسی کو افطار کرنا مباح ہی اسوسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اوسکا عذر ظاہر نہو تو اور لوگون کی عندیہ مین فسق مین بدنام ہوگا یعنی رمضان مین اوسکو کہانا

والاحتراز عن موضع التهم واجب وروی انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن

اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسوسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی

مواقف التهم وقد ذکر فی البزازیة ان من اکل فی شهر رمضان شهرة عیانا متعمدا یوم یقتله لان صنعه

مقام پہر گزنہ کہڑا ہو اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان مین تمام مہینی برملا قصد کہانا کری تو اوسکو قتل کرین اسوسطی کہ اوسکا یہہ عمل

دلیلا لاستخلاله ویصح اداءه بنیة من اللیل الی الضحوة الکبری وبنیة مطلقة وبنیة النفل وبنیة واجب اخر

دلیل حلال سمجہی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کرکر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجبی کی

ثم عندنا لا بد من النیة لکل یوم ولا فضل التبیت وهو النیة من اللیل لیقع اول جزء من الصوم مع النیة

نیت سی ہی صحیح ہی پہر ہمارے نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کرنی تاکہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو

والنیة ان یعرف بقلبه انه یصوم ولا عبرة بالنیة بالمتقدمة علی الغروب وانما الاعتبار للنیة المتاخرة

اور نیت یہہ ہی کہ دلمین قصد کرئی کہ مین روزہ رکہونگا اور وسی نیت کا اعتبار نہیں ہی جو غروب آفتاب سی پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی سی

عن الغروب حتی لو نوی قبل ان تغیب الشمس ان یکون صائما غدا ثم غفل الی الزوال من الغد لا یجوز صومه

پہی ہو یہان تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہیں ہی

ولو نوی بعد غروب الشمس یجوز والنذر المطلق لا یصح الا بالنیة من اللیل واما النذر المعین والنفل فکل

اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کئی بغیر جایز نہیں ہی اور نذر معین اور نفل روزہ

منهما کاداء صوم رمضان یجوز بالنیة من اللیل الی الضحوة الکبری لکن النیة من اللیل افضل کما مر

مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہوجاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی

فکل صوم لا یتادی الا بالنیة من اللیل اذا نواه مع طلوع الفجر یجوز لان الواجب قران النیة بالصوم لا تقدمها

پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کرلی تو بہی جایز ہوجاتا ہی اسوسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ سی

علیہ ولو نوی بعد طلوع الفجر عن القضاء لا یقع عن القضاء بل یکون تطوعا حتی لو افطر یلزمہ القضاء
پہلی ہو ضرور نہیں ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی
واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد وارادان یقضیہما ینبغی لہ ان ینوی اول یوم
اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہون اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اوسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان مین سی
وجب علیہ من ھذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز ولکن لو کان من رمضانین ینبغی لہ ان یعین
واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہین معین کریگا تو یہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہون تو اوسکو چاہی کہ اول نیت
قضاء یوم الرمضان الاول وان لم یعین اختلفوا فیہ والمختار انہ یجوز ومن افطر عمدا فی یوم من رمضان
قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر دون معین نکری تو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف مین سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدًا رمضان کا ایک روزہ
حتی وجب علیہ الکفارۃ وھو فقیر وصام احدی وستین یوما عن القضاء والکفارۃ ولم یعین
کہا لیا یہان تنگ کہ اوسپر کفارہ واجب ہو گیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹھ روزی کی بات قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا
یوم القضاء یجوز ویصیر کانہ نوی القضاء فی الیوم الاول وستین یوما بعدہ عن الکفارۃ وتقدیم
تو جایز ہو جاتی ہی اور دون ہو جاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا
الکفارۃ علی القضاء ھل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارۃ انما یجب بافساد اداء رمضان
قضا پر آیا جایز ہی یا نہین قاضی امام کہتی ہین جایز ہی اور کفارہ اداء رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی
لا بافساد قضائہ ولا بافساد اداء غیرہ او قضائہ وھی اعتاق رقبۃ وان عجز عنہ فصیام شھرین
قضا کی فاسد کرنی سی اور ادا کی فاسد کرنی سی یا اور قضا کی فاسد کرنی سی واجب نہوتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام آزاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی
متتابعین وان عجز عنہ فاطعام ستین مسکینا بان یعطی لکل واحد منہم نصف صاع من
پی دربی بی تہمل اور اگر یہہ بہی نہو سکی سو ساٹہہ مسکینون کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمین سی آدہا آدہا صاع
بر او صلعا من شعیر اذا تقرر ھذا فلابد من معرفۃ ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ وما یوجب الکفارۃ
گیہون کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہی اور کیونکر فاسد نہین ہوتا اور کس صورت مین کفارہ واجب
وما لا یوجبہا فاعلم ان من جامع او جومع فی احد السبیلین فی نہار رمضان عمدا یلزمہ القضاء والکفارۃ
ہو جاتا ہی اور کس صورت مین واجب نہین ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونمین سی کسی رستہ مین رمضان مین دن کو قصدا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہین
ولا یشترط الانزال فی الجانبین اذا توارت الحشفۃ وکذا لو اکل او شرب غذاء او دواء عمدا یلزمہ القضاء
دونو کی حشفین انزال کا ہونا شرط نہین ہی اگر سر اگر غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدًا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہین
والکفارۃ اما لو اکل او شرب او جامع ناسیا لا یفسد صومہ سواء کان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومہ
ہان اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہین ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ
فسد فاکل عمدا فی رمضان یلزمہ القضاء دون الکفارۃ وکذا لو افطر بخطاء بان کان ذاکرا للصوم
جاتا رہا پہر اسنی قصدًا رمضان مین کہا لیا تو اب قضا لازم ہو گی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہو گیا اسطور کہ روزہ تو یاد رہتا
وتمضمض فوصل الماء فی حلقہ یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفارۃ ولو ابتلع البزاق الذی
پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق مین اُتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہین آتا اور اگر تہوک جو اوپر کی نہین
اجتمع فی فیہ لا یفسد صومہ بل یکرہ وکذا لو ابتلع المخاط الذی ینزل من راسہ الی الفم لا یفسد صومہ
جمع ہوا تہا نگل گیا تو روزہ نہین جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ مین آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہین جاتا

وکذا لو بقی فی فمه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا یفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وکذا اذا خرج
اور ایسی ہی اگر منہہ کی اندر کلی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر
الدم من بین اسنانه وذهل فی حلقه وابتلعه ان کانت الغلبة للبزاق ولم یجد طعمه لا یفسد صومه
اوسکی دانتوں میں سی خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی
وان کانت الغلبة للدم یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو استوتا لا یفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہوں تو
احتیاطا ولو کان بین اسنانه شئ فابتلعه لا یفسد صومه ان کان قلیلا لانه تبع للریق وان کان
احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتوں میں کوئی چیز رہگئی ہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگرچہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک میں شامل ہی اور اگر بہت
کثیرا یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وقدر الحمصة فما فوقها کثیر وما دونها قلیل و
زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑی کہلاتا ہی اسلئی تہوک میں شامل ہی
الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان کان قلیلا کالقطرة والقطرتین لا یفسد صومه وان کا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہہ میں چلا جاوی اور یہہ تکلے جاوی اگرچہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
کثیرا حتی وجد ملوحته فی جمیع فمه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو ادخل الابریسم
یہاں تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہہ میں ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہہ میں چلا گیا
المصبوغ فی فیه فخرج لون الصبغ وابتلعه بالریق یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة
اور اوسکا رنگ اوتر کر تہوک میں مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا
وکذا لو ابتلع شیئا مما لا یتغذی به ولا یتداوی به عادة کالتراب والحجر ونحوهما یفسد صومه ویلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم
القضاء دون الکفارة وذکر فی القنیة نقلا عن الفقیه ابی جعفر ان من افطر فی رمضان مرة بعد
آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابوجعفر سی نقل کر کر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار
اخری بتراب او مدر لاجل المعصیة فعلیه الکفارة زجرا له وکتب غیره نعم والفتوی علی ذلک وبه اخذ
مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر زجر کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکھا ہی کہ ہاں اور اسہی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی
ائمة الامصار وذکر فیها ایضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته یلحقه ضرر مبیح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسہی میں یہہ بہی مذکور ہی کہ کاریگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہوجاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی
یحرم علیه الفطر قبل ان یعرض وذکر فیها ایضا ان الخباز لا یجوز له ان یخبز خبزا یوصله الی ضعف
تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ بہی مذکور ہی کہ ہیٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوی جس سی ضعف ہو کر
مبیح للفطر بل یخبز نصف النهار ویستریح فی النصف وذکر فیها ایضا ان من اتعب نفسه فی عمل حتی
افطار مباح ہوجاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاوی اور آدہی دن آرام کری اور اسمیں یہہ بہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی
اجتهد العطش وافطر یلزمه الکفارة لانه لیس بمسافر ولا مریض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا
من عمل السید من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها وخافت علی نفسها او افطرت کان علیها القضاء دون
کاروبار کرتی کرتی تہک جاوی سا اس روٹی پکاکر اور کپڑی دہوکر اور اور کاروبار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کردی تو اوسپر قضا آوے گی

الکفارة وکذا الزوجة اذا افطرت لذلک کان علیها القضاء دون الکفارة اذ یجب علیها دیانة ان تفعل
کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کا بار مین تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہین آتا اسواسطی کہ از روی دیانت بی بی پر اوجب ہی
کل خدمة فی داخل البیت من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا منها تکون اثمة
کرنا یا سینا پرونا کپڑی دھونی اور سوا اوسکی جھاڑو وغیرہ کیا کری یہانتک کہ اگر بی بی کچھ بھی کام نکری تو گنہگار ہوگی
وان لم یجبر علیها وکذا الرقیق او الخادم الذی ذهب بسکر النهر او لکریه او لاصلاح المرض وعلیه
اگرچہ اوسپر جبر نہین ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو اوسطی بند کرنی یا پانی نہر کی یا اوسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور
موکل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف علی نفسه الهلاک فانه لو افطر کان علیه القضاء دون
سلطان کی طرف سی اوسپر نعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی
الکفارة ومن اکل عمدا حتی لزمته الکفارة ثم مرض تسقط عنه الکفارة وکذا المراة اذا افطرت عمدا
کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصدًا روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پھر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی اریکھی اگر عورت قصدًا
حتی لزمتها الکفارة ثم حاضت یسقط عنها الکفارة لان الکفارة تسقط لعروض الحیض او المرض ومن
روزہ توڑدالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پھر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط
افطر فی اول النهار عمدا حتی لزمته الکفارة ثم سافر باختیاره لا تسقط عنه الکفارة وکذا لو اکره السلطان
ہوجاتا ہی اور جسنی شخص فی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پھر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہین ہوگا اور ایسی ہی اگر
علی السفر لا تسقط عنه الکفارة فی ظاهر الروایة ومن سافر فی نهار رمضان لا یحل له ان یفطر فی ذلک
بادشاہ کی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جسی فی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی
الیوم لان الوجوب قد ثبت علیه فلا یسقط بفعل باشره باختیاره ولو افطر کان علیه القضاء لا الکفارة
اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کارسی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی
ولو لم یفطر حتی تذکر شیئا نسیه فی منزله فرجع الی منزله فاکل شیئا ثم خرج من منزله کان علیه القضاء
کفارہ نہین ہوگا اور اگر ابھی افطار نہین کیا تھا جو اوسکو کوئی چیز مین ہولی ہوئی یاد آئی یہہ متذکر مین آیا اب کچھہ کہا لیا پھر کہیں روانہ ہوا تو اوسپر قضا
والکفارة لکونه مفطرا عند الاکل حیث رفض سفره بالعود الی منزله واذا علم المسافر انه یدخل فی
اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مفطر تہا اسواسطی کہ سفر کرمین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچوگا
یومه مصره یکره له الفطر لاجتماع حکم الاقامة والسفر فی هذا الیوم فیترجح جهة الاقامة ومن
تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو
غلبه القیء وقاء سواء کان ملاء الفم او دونه لا یفسد صومه سواء کان فی فرض او نفل لقوله علیه السلام
خود بخود قی ہوگئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہین جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
من قاء لا قضاء علیه وان تقیأ فان کان ملاء الفم یفسد صومه لقوله علیه السلام من ذرعه القیء فلیس علیه قضاء
جسنی قی کی تو قضا نہین ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہی گا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس فی آپسی قی کی تو اوسپر قضا نہین ہی
وان لم یکن ملاء الفم لا یفسد صومه ایضا عند محمد لظاهر الحدیث ولا یفسد عند ابی یوسف ویبنغی للصائم
اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہی گا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہین جاتا اور روزہ دار کو چاہی
ان لا یبالغ فی الاستنجاء ولا یتنفس ولا یقوم من مقامه حتی ینشف ذلک الموضع بخرقة لئلا یصل
کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہ بیٹھی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑا ایسی نہ پونچھی کہ ترانہ ہوجاتا کہ پانی اندر

الماء الی باطنه فیفسد صومه فان من بالغ فی الاستنجاء حتی یبلغ موضع الحقنة یفسد صومه

نہ چلا جاوی پھر روزہ جاتا رہی گا کیونکہ جو استنجا میں مبالغہ کری یہاں تک کہ حقنہ کی جگہہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہی گا

لکن لا یلزم الکفارة هذا حکم الصوم المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح

پر کفارہ نہیں آتا یہہ ہیں روزہ کی احکام اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت

وفضیلتها واما القیام فی لیالی رمضان فالمراد به احیاء لیالیه واحیاء بعض من کل لیلة

اور فضیلت کی بیان ہیں اور قایم رہنا رمضان کی راتون میں اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات میں سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراویح فانه علیه السلام کان یرغب الناس فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة

واسطی ادا تراویح کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکہ حکم عزیمت کا نہیں فرماتی تہی

فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من قام الی الصلوة فی

یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون میں

لیالی رمضان تصدیقا بحقیته وسنیته وطلبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من مذمة الناس

اوسکو حق اور مسنون سمجہکر واسطی رضا مندی اللہ تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحیاء منه یغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ینفک عنهما عمل سواء کان فرضا او

اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال میں معتبر ہین کوئی عمل خالی نہیں برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفلا اذ هما شرطان لقبول کل عمل والله تعالی لا یقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو

نفل ہو اسلوسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرطین ہی اور اللہ تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہیں کرتا اور بعد انکی ایک اور بہی شرط ضروری ہی یعنی

یکون العمل موافقا للسنة لان العمل متی کان علی خلاف السنة لا یقبله الله تعالی والسنة فیها الجماعة

عمل سنت کی مطابق ہو اسلوسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو اللہ تعالی قبول نہیں فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

فی المسجد لکن علی طریق الکفایة حتی لو ترکها اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنة ولو اقامها

ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض فی المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها فی بیته فالمتخلف یکون تارکا للفضیلة ولا یکون

مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہ لین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسیئا ولا تارکا للسنة لان بعض الصحابة قد روی عنهم التخلف وعن ابی یوسف ان من قدر

اور سنت کا تارک نہیں ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہیں ہوتی تہی اور ابو یوسف رح ہی روایت ہی کہ جو شخص

علی ادائها بالجماعة فی بیته مع مراعاة السنة فالصلوة فی بیته افضل والصحیح ان للجماعة

تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

فی بیته فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهو حاز احدی الفضیلتین وترک الفضیلة

جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترک الجماعة فی المسجد وقال صاحب الخلاصة وهکذا الجواب فی المکتوبات واما نفس التراویح

اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤکدة علی الاعیان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول الله

ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة

سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہیں اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی مسجد مین حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تھا

من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث

تاکہ اوسکی اندر سنتین پڑہا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر آکر تراویح لوگون کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی

لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة

اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہوگئی کہ مسجد مین تنگی سی جگہہ ہوئی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہنی ہی حجرہ مین تشریف لیگئی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فاز الوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم

پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سوگئی پہر کسینی تو کہنسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب

اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ مین تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہون یہان تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہوجاوین

علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا

اور اگر تمپر فرض ہوجاویگی تو ادا نہ کروگی سو تم آی صاحبو اپنی اپنی گہر مین پڑہو کیونکہ آدمی کی نماز سوا ر فرایض کی گہر مین افضل ہوتی ہی

الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافة

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہی رہا پہر حضرت ابوبکر کی خلافت مین بہی حال یون ہی رہا

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد

اور ابتدا خلافت مین حضرت عمر کی بہی یہہ حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت مین لوگون کو دیکہا کہ تراویح مسجد مین الگ الگ پڑہتی ہین

منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیا بهم بالناس امامة فصلیا

تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہوکر اور لوگون کو نماز پڑہاوین سو اون دونونی

بالجماعة والصحابة رض متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ

جماعت کرائی اور صحابہ اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرهم من المهاجرین والانصار ومارد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلک

اور سوا اونکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمین سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا

اور آپ پڑہتی رہی یہان تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا مین فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اونی ہماری مسجدین روشن کردین

وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کرلو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہین

یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة لما فی آخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها

ہر چار رکعت کا نام مجازاً ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر مین ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لیئے ٹہہر جاتی ہین ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ ان

لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمة

اسلیئے کہتی ہین کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز مین قیام بہت طویل درازکرتی تہی اور ہر ترویحہ مین دو دو سلام ہین

فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الا فتتح یجلس

اس لیئے سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بین کل الترویحتان قدر ترویحة واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتوارث من الصحابة
بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹھی رہا کریں اور ایسی ہی پانچویں ترویحہ اور وتروں کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی
الی یومنا هذا وهم فی الانتظار مخیرون ان شاءو استجوا وان شاءو اهللوا وان شاء واسکتوا ای
اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹھی رہین
ذلک فعلوا فحسن نقوله علیه السلام المنتظر للصلوة کانه فی الصلوة واهل مکة کانوا یطوفون
جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی
بالبیت بین کل ترویحتین اسبوعا ویصلون رکعتین للطواف واهل المدینة کانوا یصلون
بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین
فی ذلک اربع رکعات ثم الافضل فیها استیعاب اکثر اللیل بالصلوة والاستراحة ویستحب
چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر
تاخیرها الی انتهاء ثلث اللیل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لانها
تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچھی کیونکہ تراویح
نوافل سنة بعد العشاء وهل یحتاج فی کل شفع ان ینوی التراویح قال بعضهم یحتاج لان کل شفع
نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جداجدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع
صلوة علحدة والاصح انه لا یحتاج لان الکل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضی اصلا
جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہوجاوین تو اصلا قضا نہین ہی
الا بالجماعة ولا بد وانها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی
نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علحدہ پڑہی تو اوسکو چاہیئی کہ تراویح
التراویح بالامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراویح بالجماعة ومن لم یصل التراویح بالامام
جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو یہہ تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین
یجوز له ان یصلی الوتر به ولو اقاموا التراویح بامامین فصلی کل امام تسلیمة قال بعضهم یجوز
تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی
والصحیح انه لا یستحب والمستحب ان یصلی کل امام ترویحة فاذا حاذا قامة التراویح بامامین
اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہی اور جب کہ تراویح کا پورا ہونا دو امامون کی ساتہہ
علی هذا الوجه یجوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر التراویح ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل
اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہا دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو
الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل للجماعة ملل لان ذلک سبب للتنفیر
ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی
عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة مکروه ولکن لا ینبغی له ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة و
اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نہچاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور
التسبیحات لملالهم لانهم غیر معذورین فیه وادنی ما یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود
تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کمی سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہوجاوی

ثلث لقوله علیه السلام اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه و
تین بار ہیں واسطے ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کرے کوئی تمہارا تو چاہئے کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور
اذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنی ما یحصل به السنة
جب سجدہ کرے تو چاہیے کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمیں سنت حاصل ہو جاوی
ولذلك یکره النقص عن الثلث وکذا یکره للامام التعجیل علی وجه یعجز الجماعة عن اکمال اقل
اسی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی کرنا مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد سنوں کی پورا کرنی سی رکوع
السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وعن اکمال قراءة التشهد بل یزید الامام علی التشهد ویاتی
اور سجود کی تسبیحات میں اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہو جاویں بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کرے اور
بالصلوة علی النبی علیه السلام ان علم انها لا تثقل علی الجماعة وان علم انها تثقل علیهم لا یاتی بها
نبی علیہ السلام پر درود پڑہی اگر جانی کہ جماعت کی لوگوں پر اتنی زیادہ شاق نہیں ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تو نہ پڑہی
بل یترکها لکن لا جمیعها بل یقتصر فیها علی قوله اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد لانها وان کانت
بلکہ ترک کردی لیکن بتمامہ ترک نکری بلکہ اسمیں اختصار کرکر اتنا پڑہی اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ
سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعی وبهذا الفریق یاتی القولان ویکره للمقتدی ان یقعد
ہماری مذہب میں سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اسی کلمات میں دونو قول ادا ہو جاتی ہیں اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹہا رہی
فی التراویح حتی اذا اراد الامام ان یرکع یقوم ویقتدی لان فیه اظهار التکاسل فی الصلوة والتشبه
یہانتک کہ جب امام رکوع میں جاوی تو کہڑا ہو کر نیت کرلی کیونکہ اسمیں نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور سنا منافقوں سی
بالمنافقین الذین قال الله تعالی فیهم وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وکذا اذا
مشابہت آتی ہی جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑے ہوں نماز کو تو کہڑی ہوں جی ہاری دکہانی کو لوگوں کی ایسی ہی اگر
غلب النوم یکره له ان یصلی بالنوم بل ینبغی له ان ینصرف وینام ولا یصلی حتی یستیقظ لان
نیند غالب ہو جاوی تو مکروہ ہی کہ اوگھتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو لوٹنا چاہئی کہ جاکر سوہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ
فی الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام فی القعدة کلها فانه اذا انتبه یفرض
اوگھتی ہوئی نماز پڑہنی میں اہانت اور غفلت اور ترک تدبر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ میں سوتا رہا تو جب ہوشیار ہوا پہر فرض ہی
علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة
کہ تشہد کی مقدار بیٹہا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہیں کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہو جاویگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت میں
النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر وقوعها لا سیما
ہوئی ہیں اوسکا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ بی اختیار عمل میں آئی ہیں تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
فی لیالی الصیف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ فی مقدار القراءة فقال بعضهم یقرأ
گرمی کی راتونمیں اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہیں پہر مشایخ میں اختلاف ہی مقدار قرارت میں سو بعضی یہہ کہتی ہیں
فی کل شفع مقدار ما یقرأ فی المغرب یعنی انه یقرأ من قصار المفصل وهی من سورة لم یکن الذین کفروا
کہ ہر شفع میں اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز میں پڑہتی ہیں مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل میں سی اور وہ سورہ لم یکن سی
الی اخر القرآن لان التطوع اخف من المکتوبة فیعتبر باخف المکتوبات وهی المغرب وهذا القول
آخر قرآن تک ہی اسواسطی کہ نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہیں سو اب فرایض میں سی خفیف کا اعتبار ہوگا سو ہی مغرب ہی اور یہہ قول

لیس بصحیح لان بهذا القدر لا یحصل الختم والختم فیها مرة واحدة سنة ولا یترک لکسل الجماعة
صحیح نہیں ہی اس لئی کہ اتنی قرارت سی ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایکبار فعہ ختم کرنا سنت ہی جماعت والون کی کسالت کی ماری ترک کرینگے

حتی لو قرء الامام بعض القرآن فی سائر الصلوات لئلا یمل الجماعة من طول القراءة فی التراویح یکون
یہان تک کہ اگر امام نی کچھہ کچھہ قرآن تمام نمازون مین اسلئی پڑہا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرارت سی ملول نہون

له ثواب الصلوة ولا یکون لهم ثواب الختم وقیل الافضل فی زماننا ان یقرء الامام علی حسب
تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتی ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی

حال الجماعة من الرغبة والنفرة فیقرء قدر ما لا یوجب التنفیر عن الجماعة لان تکثیر الجماعة
حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سی پڑہا کری سو اسقدر پڑہی جسمین جماعت سی نفرت نکرین اسواسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا

افضل من تطویل القراءة لکن لا یقتصر بعد الفاتحة علی اٰیة قصیرة او اٰیتین قصیرتین
تطویل قرارت سی بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چہوٹی چہوٹی پر اقتصار نکری

لان قراءة ثلث اٰیات اٰیة طویلة مع الفاتحة واجبة وذکر فی التجنیس ان بعض الناس اعتادوا
اسواسطی کہ تین آیت چہوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضی لوگونکی عادت ہی

قراءة سورة الفیل الی اٰخر القرآن مرتین وهو احسن فی هذا الزمان اذ روی عن بعض المشائخ
کہ سورۂ فیل سی آخر قرآن تک دوبار پڑہتی ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطی کہ بعضی مشایخ سی روایت ہی

علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان لم یکن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اکثر الناس فی هذا الزمان
چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئی کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی

طبعهم جامدة صعبة الانقیاد ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه
طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا رشوار ہی اگر دیکہین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی ٹہراوین اوسکو

سبیلا فانهم قد جعلوا التراویح عادة لا عبادة یتقرب بها الی الله تعالی علی ما شرطه رسول الله علیه
راہ سو ان لوگون نی تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتی جسمین قرب الٰہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فیها من القراءة وغیرها فیتخون صلوتها خلف امام لا یتم الرکوع والسجود والقومة والجلسة
تراویح مین قرارت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچہی نماز شروع کرتی ہین جو نہ رکوع پورا کرتا اور نہ سجدہ پورا کرتا اور نہ قومہ اور نہ جلسہ

ولا یترتل القرآن کما امر الله به بل هو من غایة السرعة یقع فی اللحن الجلی بترک بعض حروف الکلمة او
اور نہ جیسی حکم الٰہی سی قرآن ترتیل کی ساتہہ پڑہی بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف نا لگی مین پڑہتی لگتا ہی بعضی کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین

حرکاتها وقد ذکر فی البزازیة ان اللحن حرام بلا خلاف وذکر فی الفتاوی ان الامام اذا کان لحانا لا باس
اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ نا لگی مین قرآن کا پڑہنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر نا لگی مین پڑہتا ہو تو اگر کوئی شخص

للرجل ان یترک مسجده ویحول الی مسجد اخر فانه لا یاثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقی
اوس مسجد کو چہوڑکر اور مسجد مین جانی لگی تو کچہہ مضائقہ نہین اس سی گنہگار نہین ہوتا اسواسطی کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچہی نماز پڑہنا چاہتا ہی

وقد قال النبی علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی من الانبیاء وفیه اشارة
اور نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جسنی نماز عالم پرہیزگار کی پیچہی پڑہی تو گویا نبیون مین سی کسی نبی کی پیچہی پڑہی اسمین یہہ اشارہ ہی

الی انه لو ترک مسجده بلا عذر یکون اثما فکیف یکون حال الذین یترکون مسجدهم بلا عذر ویذهبون
کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چہوڑدی تو گنہگار ہوتا ہی اب اوسکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چہوڑدیتی ہین اور جلدی سی

الی مسجد یکون فیه انواع من الانغام والالحان ویطلبون اماما لایتم الرکوع والسجود ولا یرتل القرآن
ایسی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کا نغمہ اور راگ ہوتی ہیں اور ایسا امام تلاش کرتی ہیں جو نہ رکوع تمام کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قرآن کو ترتیل سی پڑھی
بل ربما یتکرون علی من یتم الرکوع والسجود ویرتل القرآن وینفرون عنه ویکونون مِنَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا
بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہیں جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچھی طرح پڑھی اور اوس سی نفرت کرتی ہیں پھر وہ اول لوگوں میں ہیں جنہوں اپنی
دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ غٰفِلُوْنَ فان من صلی التراویح بترک القومة
دین کو ہنسی کھیل ٹھہرایا اور فریب کھایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہیں بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑھیں کہ نہ قومہ پورا کیا
والجلسة والطمانینة بمقدار تسبیحة فیهما یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار کان هذه
اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونمیں کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ
الاشیاء فرض عند ابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بترکها وواجب عند ابی حنیفة ومحمد فی
سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت میں
روایة حتی تجب اعادة الصلوة بترکها وفی روایة اخری سنة وعلی هذه الروایة یکون تارکها مستحقا
واجب ہیں یہاں تک انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی
للعتاب وحرمان الشفاعة فیکون من الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ
اور شفاعت سی محروم پھر اون لوگوں میں سی ہوں جنکی دوڑ بیشک یہی ہی دنیا کی زندگانی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں
صُنْعًا وَمِنَ الَّذِیْنَ بَدَلُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَاثَمًا یَکُوْنُوْا یَحْسَبُوْنَ وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم
کام اور اون لوگوں میں سی کہ نظر آیا اونکو اسکی طرف سی جو خیال نرکھتی تھی اور یہہ صاف نقصان ہی اور بڑا ہی خسارہ ہی پھر
ان ههنا نکتة لابد من التنبیه علیها حتی ینتفع من کان فیه انصاف ونمیل الی الحق وهی ان التراویح عشر
یہاں ایک نکتہ ہی اسکا بیان بھی ضروری ہی تاکہ جسمیں انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پسند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں
رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانینتهما وفی ترک کل منهما ذنب فلو ترکت طمانینة احدهما یکون
اور ہر ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دونو تمیں طمانینان اور دونو تمیں سی ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی
عدد الذنوب عشرین ولو ترکت طمانینتهما یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترکت انفسهما ایضا یصیر
تو گنتی میں بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بھی ترک ہوئی تو
مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیه معصیة الاظهار یصیر مجموعها مائة وستین ذنبا واذا ضم
تمام گناہ اسی ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتھہ معصیت ظاہر کرنی کی ملانمیں تو تمام گناہ ایک سو ساٹھ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتھہ
الیه عدم الاعادة الواجبة یصیر المجموع مائة وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه المذکورات یکون سببا
اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملایا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسی گناہ ہوجاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو جو کرکرا انتقالات کی اندر
لاتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات
مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں اونکو
بعد تمام الانتقال کراهتان ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها فیقع فی کل رکعة اربع مکروهات
بعد تمامی انتقال کی لانی میں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سی ٹلادینا اور غیر جگہ کہدینا اب ہر ہر رکعت میں چار چار مکروہ ہونگی
فیلزم منه ترک اربع سنن فان من ترک القومة والطمانینة فیها یقع سمع الله لمن حمده والتکبیر حین الانخفاض
اور اس سی ترک کرنا چار سنتوں کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانیت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جبکہ جھکی ہوئی کہنی میں آویگی

بل یقع التکبیر بعد السجدة والسنة ان یقع سمع الله لمن حمده حین رفع الراس من الرکوع والتکبیر حین الانخفاض فکذا
بلکہ اللہ اکبر بعد سجدہ کی کہنی ہیں آویگا اور طریق مسنون یہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سے سر اوٹھاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کو جھکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی
اذا ترک الجلسة والطمانینة فیها یقع بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنة ان
اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ ہیں طمانیت کو ترک کری تو پہلے تکبیر جھکتی ہوی کہنی ہیں آویگی بلکہ کچھ لفظ دوسری تکبیر کی سجدوں کو بعد کہنی ہیں آویگی اور طریق مسنون یہ ہی
التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد التکبیرات فی جمیع الرکعاتین فیلزم منه ترک ثمانین سنة فاذا ضم
کہ پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹھتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جھکتی ہوئی سو اب تکبیروں کی گنتی تمام رکعتوں ہیں اتنی ہوجاویگی اور اس سی اسی سنتیں چھوٹ جاتی ہیں اور جب ان رکعاتوں کو
الی ذلک اظهار کل منهما فان اظهار المکروه مکروه ایضا یصیر المجموع مائة مکروهات ومائتا وستین مکروها ومائة وستین ترک سنة وهی بعد من العقلاء
اظہار ہیں شامل کریں کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بھی مکروہ ہی تو تمام مکروہات ہی ایک سو ساٹھ ہوجاویگی اور ایک سو ساٹھ سنتیں ترک ہونگی پھر کیا وہ شخص عاقل کہلاوے گا
یفعل مثل هذا لاجل الصیام فی اداء الفرائض بل یحافظ علیها فثمانین فیلزم مائة وستین مکروها ومائة وستین ترک سنة فان فی ترک کل
جو رمضان کی راتوں ہیں سی ہر رات کو صرف تراویح کی اوا کرتی ہوئی ایک سو ستی لوگوں کا کری اور ایک سو ساٹھ مکروہ کری اور ایک سو ساٹھ سنت ترک کری کیونکہ ہر سنت کی ترک
سنة عتابا وحرمان الشفاعة فهل یرضی العاقل ان یجعل نفسه محروما من شفاعة رسول رب
کرنیہیں عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پھر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئیں رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری
العالمین التی یرجوها ویطلبها کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والصالحین نسال الله تعالی ان لا
جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش کہتی ہی یہاں تک کہ انبیا اور اولیا اور صلحا
یجعلنا من المحرومین المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلة تاخیر السحور وتعجیل
محروم نکری انتیسویں مجلس ہیں بیان سحر کھانی ہیں تاخیر اور فطار ہیں تعجیل کی فضیلت کے
الافطار قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة هذا الحدیث صحیح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سحر کھایا کرو کیونکہ سحر ہیں برکت ہی یہہ حدیث صحیح ہی
المصابیح رواه انس والمحفوظ فیه عند اصحاب الحدیث فتح السین فی السحور وهو اسم لما یوکل وقت
حدیثوں ہیں سی انس کی روایت سی اور اس حدیث ہیں محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ سین کی زبر سی صحیح ہی اور سحور کا نام ہی جو سحر کی وقت کھاوی جاوی
السحور الذی هو اخر اللیل ای سدسها الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف نقدیره ان فی اکل السحور برکة
اور سحر آخر شب یعنی چھٹا حصہ رات کا سو اس کلام ہیں ایک مضاف محذوف ہی واقع ہیں یوں ہی کہ سحور کھانی ہیں برکت ہی
کان البرکة لیست فیما یوکل من الطعام بل فی استعمال السنة ویجوز فیه ضم السین فعلی هذا یکون مصدرا
کیونکہ برکت طعام ہیں جو کھایا جاتا ہی نہیں ہی بلکہ سنت کی استعمال ہیں ہی اور اس لفظ سین کی پیش بھی جایز ہی اسلئی سو وقت سحور صیغہ مصدر کا ہی
فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السحر برکة والمراد بالبرکة ههنا زیادة القوة علی
اب مضاف پیدا کرنی کی کچھ حاجت نہیں اور معنی یہہ ہیں کہ سحر کی وقت کھانا کھانی ہیں برکت ہی اور یہاں برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رکھنی کی ہی
اداء الصوم بدلیل قوله علیه السلام استعینوا بقائلة النهار علی قیام اللیل وبأکل السحور علی صیام
اس دلیل سی کہ حدیث ہیں آیا ہی دن کی سوتی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیلو اور کھانی سی دن کی روزہ پر
النهار ویجوز ان یراد بها زیادة الثواب فی الاخرة وقوله علیه السلام تسحروا ولو بجرعة ماء اقل مراتبه الاستحباب
اور یہہ بھی جایز ہی کہ برکت سی مراد آخرت ہیں زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سی کم مرتبہ یہاں استحباب کا ہی
فیکون السحر وهو الاکل فی وقت السحر مستحبا وقد روی عن عمرو بن العاص انه علیه السلام فی فصل بین
اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کھانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ اور

صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحر الاکلة بالضمة اللقمة والمعنی ان اللقمة التی یتوکل فی وقت
اور اہل کتاب کی روزہ میں فرق سحر کھانی کا ہی اور اکلہ جزہ کی پیش ہی لقمہ کو کہتی ہیں اور معنی حدیث کی یہہ ہیں وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی
السحر هو الفارق بین صیامنا وصیام اهل الکتاب لان الله تعالی ابلح لنا فی لیلة الصیام ما حرم علیهم
یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی میں اور اہل کتاب کی روزہ میں کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری امت رمضان کی راتوں میں مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا
فان بنی اسراءیل قبل تغییر دینهم وتبدل شریعتهم کانوا لیلة صیامهم اذا ناموا کان الطعام والشراب
کیونکہ بنی اسرایل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزوں کی راتوں میں سو جاتی تو اونپر کہانا پینا
والجماع حراما علیهم کما کان الحکم کذلک فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلک الحکم ورخص لنا فی هذه الاشیاء
جماع سب حرام ہو جاتا تہا چنانچہ ابتدا اسلام میں ہی یہہ ہی حکم تہا پھر یہہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہوان اشیا کی ہمکو اجازت ہو گئی
مما لم یطلع الفجر وکان سبب ذلک امران احدهما ما روی عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم علی
اور اسکا سبب دو چیز ہوئیں ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہوں نی اپنی بی بی سی سوونی کی بعد جماع کیا پھر اس حرکت سی نادم ہو کر
ما فعل واتی النبی علیه السلام واعتذر الیه فنزل قوله اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ وصارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عذر کیا پھر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات میں بی بی سو ہونا اپنی عورتونکی اور اونکی نعرش
زلته رحمة فی حق جمیع الامة والثانی ما روی عن قیس بن حرمة انه صام ولم یجد وقت الافطار شیئا
تمام امت کی حق میں رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمہ سی روایت ہی کہ اونہی روزہ رکہا پھر افطار کی وقت کچہہ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار
یفطر به فذهبت امراته فی طلب شیء فغلب علیه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعدما کان الطعام
کرتا پھر اونکی بی بی کچہہ کہانی کی تلاش میں گئی اس عرصہ میں انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اونکی بی بی کہانا اوسوقت لائی کہ
علیه حراما فانتبه بعد ما مضی وقت الاکل ولم یاکل شیئا فلما کان نصف النهار من الغد غشی علیه
اونپر حرام ہو چکا تہا پھر ایسی وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو اسنی کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دوپہر ہوا تو اونکو غش آ گیا
فقال النبی علیه السلام مالک فقص علیه القصة فنزل قوله تعالی وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونی تمام قصہ بیان کیا پھر یہہ آیت اونپر
الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالی لما احل لنا فی لیلة الصیام هذه الاشیاء بعد النوم رغب الینا
سفید حدی داری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزیں رمضان کی راتوں میں سونی کی بعد حلال کر دیں تو ہمی علیہ السلام کو
فی اکل السحور قال تسحروا فان فی السحور برکة وبین انه فصل بین صیامنا وصیام اهل الکتاب وهذا
سحور کی کہانی میں رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور میں برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ میں اور اہل کتاب کی روزہ میں سحر کا فرق ہی اور اسی لئی
کان مستحبا ومن کان غیر محتاج الیه یستحب له ان یاکل شیئا یسیرا ولو تمرة او تینة او شربة ماء
مستحب ہو گئی اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک گھونٹ پانی
عملا بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم واغتنام البرکة السحور ویستحب تاخیره ایضا لما روی انه
تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک فان قیل کیف یکون تاخیر السحور
فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات میں سی ہیں افطار میں تعجیل اور سحور میں تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی
من اخلاق المرسلین وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاکلة الثانیة فانها کانت تجری
اخلاق میں سی کیونکر ہو سکتی ہی حال یہہ ہی کہ سحور صرف اسی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق میں قایم

مجری السحور فی حقهم وفی حدیث آخر انه علیه السلام قال لا یزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا
مقام سحور کی بتا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہیگی جبتک سحر مین تاخیر اور افطار مین
الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجه یقع الشك فی طلوع الفجر فان من شك فی طلوع الفجر فلا فضل له
جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلی مین شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق مین شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی
ان یترك الاکل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اکل فصومه تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشك ورد ی
کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام یقین واقع ہوجاوی اور اگر اس حال مین کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسوسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہین ہو
عن ابی حنیفة انه لو کان فی موضع یتبین له الفجر لا یلتفت الی الشك ولو کان فی موضع لا یتبین فیه
اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہا نیوالا اگر ایسی مقام مین ہو کہ فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہ اعتبار نہین اور اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر ظاہر
الفجر او کانت اللیلة مقمرة او متغیمة او کان ببصره علة تکون مسیئا فی الاکل مع الشك لقوله علیه السلام
نہین ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہٹا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک مین کہانا اچہا نہین واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
دع ما یریبك الی ما لا یریبك وان کان اکبر رائه انه اکل والفجر طالع فلا احتیاط فیه ان یقضی ذلك
چہوڑ اوسکو جسمین شک ہی طرف اوسکی جسمین تحقیق شک نہین اور اگر اسکی رای مین احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی ہی
الیوم عملا بغالب الرای لان الاکبر الرای کالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاهر الروایة لا قضاء علیه
غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسوسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہین ہی
لان الیقین لا یزول الا بمثله ولا اصل بقاء اللیل ولو ظهر ان الفجر قد کان طالعا یلزمه القضاء
اسوسطی کہ یقین بدون یقین کی نہین جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی
ولا کفارة علیه لانه یبنی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا کله حکم التسحر واما الافطار
اور کفارہ نہین ہی اسوسطی کہ بنا اوسہی اصل پر ہی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار
فیستحب تعجیله قبل طلوع النجوم لما روی عن سهل بن سعد انه علیه السلام قال لا یزال الناس
سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسوسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت
بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یکونون علی خیر واذا ترکوها
بہلائی پر رہی گی جبتک افطار مین تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑ دینگی
بنقص خیرهم فان السنة ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الکتاب
تو اونکی بہلائی مین نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار مین جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسوسطی کہ اہل کتاب
کانوا یؤخرون الافطار الی اشتباك النجوم ثم صار فی ملتنا شعار الاهل البدعة وسمة لهم وندب
افطار مین اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاوین پہر یہہ ہی ہماری امت مین بدعتیون کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار مین تعجیل
تعجیله مخالفة لهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال قال الله تعالی احب عبادی الی اعجلهم
اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہین جو افطار مین
فطرا فان من کان اکثر تعجیلا فی الافطار فهو احب الی الله تعالی لکونه متمسکا بشریعة نبیه ومعرضا
جلدی کرتی ہین سو جو شخص افطار مین جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
عما یخالفها مع انه اذا افطر قبل الصلوة یودی الصلوة عن حضور القلب وطمانینة النفس فمن کان
سے توجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

کہ ادا نماز روزہ پہر سکے ہی

بهذه الصفة فهو اجب الی الله تعالی فمن لم یکن کذلك وینبغی ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه
اللہ تعالیٰ کا محبوب کیوں نہیں ہوگا یہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چھوارسی افطار کری یا جو شیرینی ہین اوسکی قایم

فی الحلاوة کالتین والزبیب وان لم یجده فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل
مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطے کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز سی پہلی

الصلوة علی رطبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من الماء وقال علیه السلام اذا
تازہ چھوارہی سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چھوارہی اگر یہہ بھی نہوتا تو کئی گھونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نی جب

افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعو عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی کئی افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا افطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلی رزقك
اور عبداللہ بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللھم لک صمت الی آخرہ الٰہی تیری واسطی مین نی روزہ رکھا اور تیری اوپر ایمان لایا

افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا اقبل اللیل من ههنا
میں روزہ کھولا اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب کی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب یہانسی رات سامنی آوی

وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام انی باسم الاشارة ههنا فی
اور یہانسی دن چلا گیا اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نزت افطار کری اس حدیث مین رونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی

الموضعین واشار بالاول الی جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظهر اولا من ذلك الجانب واللیل عبارة
اول مقام مین اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطے کہ رات کی تاریکی پہلی اوسی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس ہی

عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق واشار بالثانی الی جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام مین مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئی کہ دن کی روشنی جو

من الشمس یذهب الی ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یذهب النهار وعلی
آفتاب سی ہوتی ہی اوسی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہین جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا یکون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنی الذهاب ولا حاجة الی قوله
اسحال کی موافق آفتاب کا جب جانا تو لفظ ادبر النہار سی معلوم ہو چکا تہا اسواسطے کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہین اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لکن اتی به لبیان کمال الغروب حتی لا یظن ان بغروب بعض الشمس یجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تہی لیکن پہر یہی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال کری کہ آفتاب کی آدہی تہائی ڈوبنی سی ہی افطار جایز ہی

والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد دخل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل یستحب
مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہو چکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجیله لکن فی یوم الغیم لا یستحب تعجیله ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہین ہی اور افطار نہ کرنی جبتک کہ اوسکی گمان غالب مین آفتاب غروب نہو لی اگرچہ مغرب کی

للمغرب وان شك فی غروب الشمس لا یحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلیه القضاء
اذان ہو چکی اور اگر آفتاب کی غروب مین شک ہو تو افطار حلال نہین ہی اسواسطے کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

اور تیسری روزہ سی

لاسیما اذا افطر واکبر رایه انه افطر قبل الغروب یجب علیه القضاء عملا بالاصل الذی هو بقاء
خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہوجاوی کہ وہ دن کا
النهار بخلاف ما تقدم فی اکل السحور لان الاصل فیه بقاء اللیل ولو تبین ان الشمس لم تغرب ینبغی ان
باقی مہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہوجاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ
یجب الکفارة نظرا الی الاصل الذی هو بقاء النهار وکل من افطر خطأ او بنی علی ظن یفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوجاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہوجاتا ہی
ویلزمه امساك بقیة یومه ویجب علیه القضاء ولا یجب علیه الکفارة ولا یاثم اما فساد صومه
اور باقی دن بہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسکی فاسد ہ
فلاستفاء رکنه بغلط یمکن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقیه یومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کہ غلطی سی ارکان فوت ہوا جسسی احتراز ہوسکتا تہا اور امساک باقی دن کا اسلئے لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہوسکی ادا کرنا چاہئی
الممکن ولنفی التهمة عن نفسه لانه اذا اکل ولا عذر به یصیر متهما عند الناس بالفسق والتجرء
اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئے کہ اگر بی عذر کہاوی پیوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی اور تہمت کی جگہ سی
عن مواضع التهم واجب لقوله علیه السلام من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التهم
بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ پر ہرگز نہ جاوہو
واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات یجب قضاءه واما وجوب الکفارة
اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ ویسا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی
فلکون الجنایة قاصرة غیر کاملة لعدم القصد واذا لم یوجد القصد ینتفی الاثم ایضا لما روی عن
کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلا قصد صادر ہوگئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی
عمر انه کان جالسا مع اصحابه فی رحبة مسجد الکوفة عند غروب الشمس فی رمضان فاتی کاس
عمری کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹہی تہی سو کوئی شخص
من اللبن فشرب هو واصحابه فاتم المؤذن ان یؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رای الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا پہر عمری اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مینڈنہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا
الشمس یا امیر المؤمنین فقال له عمر بعشاك داعیا لا راعیا ما تجانفنا لاثم نقضی یوما مکانه
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمری جواب دیا تجھکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو بہنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی
فقضاء یوم علینا یسیر فان هذا الحدیث یدل علی لزوم القضاء وعدم لزوم الکفارة والاثم
قضا کردینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ مجھپر نہین ہی
لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الی الاثم وما تعمدنا فی ذلك ارتکاب المعصیة وکذا کل من
اسواسطی کہ اونکا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص
کان اهلا للصوم فی اثناء النهار ولم یکن فی اوله کذلك یلزم امساك بقیة یومه کما اذا اسلم الکافر
آخر روز مین روزہ کا اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان
ویلزم الصبی وافاق المجنون وقدوم المسافر وبرء المریض وطهرت الحائض والنفساء فان کلوا حد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہوجاوی تو ہریک کو اونمین سی

یلزمه امساك بقیة یومه تشبها بالصائمین والاصل فی هذا ان من کان فی اثناء النهار علی صفة
باقی روز کا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حال پر ہو
لوکان علیها فی اوله یلزمه الصوم فعلیه الامساك ومن لم یکن کذلك لا یجب علیه الامساك
کہ اگر اول روز مین ایسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی
کمن کان مریضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا یجب علیهم لتحقق المانع عنه وهو قیام
جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگون پر امساک واجب نہین ہی اسلوسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی
هذه الاعذار فیهم فانها کما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما فی الحائض والنفساء فلان الصوم علیهما
اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگون پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئے کہ اسپر روزہ
حرام والتشبه بالحرام حرام واما المریض والمسافر فلان الرخصة فی حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام ہی اور حرام کی ساتہہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئے کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین
التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاکل سرا لا جهرا وکذا کل من لا یحل له الافطار یاکل سرا لا جهرا الا ان یکون
تو وہ ہی حرج کا حرج موجود رہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ان جسکا
العذر ظاهرا کالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اکل ولم یکن العذر ظاهرا یصیر عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسلوسطی کہ اگر یہہ کہا دیگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کے نزدیک فسق کی تہمت
الذی هو کل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب کما لم ینبغ ان یعلم ان المریض نوعان نوع
لگی ہی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جانتی ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا
لا یضره الصوم بل ینفعه ونوع یضره الصوم وهذا هو الذی یبیح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسلوسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
المرض بل بوجود المشقة فلابد من معرفته وطریق معرفته قد یکون باجتهاد المریض بان یعلم بنفسه
مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہیئی اب شقت کو سمجہنا چاہیئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی
بالتجربة انه ان صام یزداد المه ووجعه بالصوم وقد یکون باخبار طبیب حاذق مسلم عدل
جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ کی سختی سی میرا درد اور مرض بڑہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو
لا فاسق لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول بخلاف السفر فان الرخصة یتعلق بنفسه
فاسق نہو اسلوسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی
لانه لا یخلو عن المشقة فاقیم مقامها وادیر الحکم علیه المجلس الثلثون فی بیان عائلة من افطر
کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو ہم کو قایم مقام مشقت کی پہر اگر حکم لگادیا تیسوین مجلس سترکی بیان مین اوس شخص کی جو افطار کرین رمضان کی
یوما من رمضان فیما یجب فیه الکفارة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من افطر
روزہ توڑدی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ
یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله هذا الحدیث من حسان
بی اجازت شرعی اور بدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہوسکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین
المصابیح رواه ابو هریرة وهو وارد علی طریق الانذار والتخویف بما یلحقه من الاثم ویفوته من الاجر
ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث برسبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہی

فانه لایجد فضیلة الصوم المفروض بصوم الدهر کله نافلة ولیس معناه انه لو صام الدهر کله بنیة قضاء
کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزونسی نہین حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہین ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلے
یوم من رمضان لایسقط قضاء ذلک فان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مکانه لو صام الکفارة
قضا کی نیت سی روزہ رکھا کیا ہی تو اوسکی ذمہ سی قضا اوسدن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہو چکا ہی کہ اوسکی یہہ ایک دن کی قضا کافی ہی بالتبرہ
ان کان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غذاء او دواء او بغیر الکفارة ان کان افطاره بما لا یوجب الکفارة
کفارہ کی اگر اوسنی افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا
مما لیس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلی هذا فالدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبیل الکفرة
جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنیوالی چیزونمین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی
العدیدة لاهل الایمان وابتلی به کافة انام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیه ان قول
جاہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص وعام مبتلا ہو رہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ
الفقهاء فی عامة الکتب وان کان نصا علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا یفسد الصوم لکنهم قالوا فی تعلیله
فقہا کا صریح قول عام کتابون مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہو جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی
لانه لا یمکن الاحتراز عنه فان الصائم لا یجد بدا من فتح فمه عند التکلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس
کہ روزہ اوسمسی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچا نہین سکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکی کیا علاج کہ بات کرتی مہ بہنہ کھولی اور دہوان حلق مین چلا جاوی اور قیاس
ان یفسد صومه لوصول المفطر الی جوفه بفعله وکونه مما لا یتغذی به ولا ینافی الفساد کالتراب والحصاة وهذا
مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اسلیئے کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا ہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہو جاتا ہی اور یہہ
التعلیل یقتضی ان یکون ذلک الدخان مفسدا للصوم لانه یصل الی جوفه بفعله ویدل علیه ما قال قاضیخان
تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑ نیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضی خان کا فتاوی مین مسطور ہی اسکی تائید کرتا ہی
فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیه والصحیح انه هو الفساد لانه وصل الی جوفه بفعله فانظر
اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالین تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسلیئے کہ اوسکی اختیار سی اندر جاتا ہی اب دیکھہ تو
کیف اعتبر الوصول الی جوفه بفعله فی فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومه فعلم
اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہاتی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا
من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الی ما ادعاه مستعملوه من انه دواء یلزم ان یجب الکفارة
کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بھی واجب ہو
لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء او الدواء الی الجوف من المسلک المعتاد فی نهار رمضان علی وجه التعمد
اسلیئے کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر کیطرف عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدا داخل ہو
وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعواهم یکون موجودا فیه ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله اما لا فکثر
اور یہہ امر اگر اوسکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین پی روزہ آیا بیجا حلال ہی یا نہین تو
فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة
اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو مکلف کی قصدی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا
دینیة او دنیویه فهو دایر بین العبث واللهو ولم یفرق بین هذه الثلثة فی کتب اللغة ولا بد من الفرق
یا دنیا کا نہو تو وہ کھیل یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابون کی اندر انمین کچھہ فرق نہین کیا اور فرق ضرور چاہئی

بیان حقہ

حقہ محذوف

لعطف بعضها على بعض فى القران وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذى
اسواسطے کہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی
ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذى فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ للنفس
جسمین نہ کچھہ لذت اوّنہ کوئی فائدہ اور جس کار مین لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو مین حظ نفس زیادہ ہوتا ہی
بحيث يشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر فى القران الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل مین اور ضرورت کو بہول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہین اسواسطے کہ قرآن مین جہان انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو
والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فى اللعب واللهو او فى العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینے کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی
لخلوه عن اللذة التى فى اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطانى فيدخل
کیونکہ لذت سے خالی ہی جو لعب اور لہو مین معتبر ہی ان شاء بعضی حقہ نوشون کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب
فى اللعب او اللهو لكن لا يكون فيه شئ من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدينية وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو مین داخل ہوگا لیکن حقہ مین کوئی فائدہ ہرگز نہین ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ
الدنيوية لانه لا يصلح لشئ من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء على ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمین ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان
مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش بن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار نہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہیئی اور چار چیز کا استعمال چاہیئی
ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام
پہر طبیب کی کچھہ حاجت نہین بچتے رہو دہوئین اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام
وذكر فى القانون ان جميع اصناف الدخان مجففة بجوهر الارضى وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء
اور قانون مین مذکور ہی کہ دہوئین کی تمام قسمین باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجففہ ہین اور اسمین کچھہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہین
فاذا كان مجففا يكون مجففا للرطوبات البدنية فيؤدى الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعمالا وجوب
جب دہوان مجففہ ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریان پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہین ہی اسواسطے کہ
صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر فى نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال حرام ہی اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضی دفعہ
قد يعالج الجنون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه
طبیب بعضی بیماریون کا علاج بعضی قسم کی دہوئین سی کرتی ہین پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوئون سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی
فالجواب انهم يعالجون به لحظة يسيرة لاعلى الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فان قيل ما ذكر من التخفيف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئین سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہین ہمیشہ کی واسطی نہین کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ خشکی جو تم
لا يضر فى البلغمى لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع فالجواب ان حدا لا ينتفع به مجهول فلا يدرى
کہتی ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہین کرتی کیونکہ بلغم مین رطوبات بہت ہوتی ہین اور خشکی سی بلغم کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیون ہی تو جواب یہہ ہی کہ دہوئین سی فائدہ اوسی کا معلوم ہوسکتا ہی
فى معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذى ينتفع به والا فالاقدام عليه غير جائز
اب اسکے دریافت کی واسطی ماہر حاذق طبیب چاہیئی جو آدمی کی مزاجون سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانی جسمین نفع ہوتا ہو اور نہین تو عمل کرنا ہرگز جایز نہین ہی

اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان العدول ممن کانوا استعملوه قد اختلفوا فیه فمنهم
اسواسطے کہ سلامتی اور عدم سلامتی مین شک ہی کیونکہ منصف عادل حقہ نوشون کو اسمین اختلاف ہی بعضی اونمین سی
من یقول بضررها ومنهم من یقول بعدم ضررها ومنهم من یشك فیه لکن الفریق الاغلب الذی جانب الحق
ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین ہی اور بعضون کو ضرر مین شک ہی لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف
الیه اقرب یقول انه فی ابتدائه یحدث قوة فی الجسم وحدة فی البصر وهضما فی الطعام ونشاطا فی الاعضاء
قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہین کہ حقہ پہلی نوجہم مین قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ مین تیزی اور کہانی کا ہاضمہ اور اعضا مین سرور
فاذا حصلت المداومة یورث غشاوة فی البصر وثقلا فی الاعضاء وامساکا فی الهاضمة وضعفا فی البدن
پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بینائی پر پردہ کرتا ہی اور اعضا مین گرانی اور ہاضمہ مین امساک اور بدن مین سستی
وذلك لانه کما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ما ذکرناه اولا وفی انتهائه ما ذکرناه ثانیا علی انه
اور یہہ اسلئے کہ جیسا طبیب کہتی ہین کہ وہان خشکی کرتا ہی کچھہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی
لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه حینئذ یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
کہ اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئے ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جاتی کی بعد جایز نہین ہی کیونکہ دوا
لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر ویؤدی الی الضرر یمنع من استعماله وان کان فیه
اگر بیماری کو نہین پاتی کہ جسکو دفع کری تو پہر بدن مین اثر کرتی ہی پہر اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز مین ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمین
نفع الا تری ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القرآن بنفعها کما قال الله تعالی یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ
فائدہ بہی ہوگیا معلوم نہین کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن مین اوسکی فائدہ کی خبر بہی کردی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجھسی پوچھتی ہین حکم شراب اور جوئی کا
قُلْ فِیهِمَا اِثْمٌ کَبِیرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یحمی جانب الضرر حتی قال الفقهاء
تو کہدہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہوجاتی ہی تو ضرر کی جانب محوظ ہوتی ہی یہان تک فقہا کہتے ہین
لو کان فی شئ وجوه مشتی توجب الحل والجواز ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة
اگر ایک چیز مین کئی وجوہ ہون جس سی حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطے احتیاط کی
احتیاطا فانقیل ان المستعملین له یدّعون انهم یجدون عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول
حرمت کی جانب کو غالب کہینگی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہین کہ حقہ پینی کی بعد بدن مین خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو
بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتاولین لتجربة نفعه وضرره ان المستعملین له یحصل لهم
کہ اسمین فائدہ نہین ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشون کی متہولین کی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشون کو حقہ پینی ہوئی
حال استعماله الم شدید فعند فراغهم عنه یتجون من ذلك الالم ویحصل لهم راحة فیظن هؤلاء المساکین
ایک سخت الم ہوتا ہی جب وہ پی چکتی ہین تو تب اوس ایسی نجات ہوتی ہی اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہین
ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی پہر
لنا فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجها حسنا یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة
ہماری پاس واسطے دریافت اشیا کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہی اصول سی مستفاد ہی وہ یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ بعثت سی پہلی
ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا
اشیاء مین کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہین تہا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلافی ہین اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام مگر

ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث

جسکو دلیل شرعی نی مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نی حرام کردیا اور تیسرا قول

وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع

وہ صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرررسان تو حرام یعنی اصل اونمین حرمت ہی اور اشیاء نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالى هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان

مباح ہین واسطے اس آیت کی دین ہی جسنی بنایا تمہاری واسطے جو کچھ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی

ولا يكون الامتنان الا بالمنافع المباحة فكانه قيل هو الذي خلق لاجل ينفعكم جميع ما في الارض من المنافع لتنتفعوا

اور منت نہی ہوسکتی مگر منفعت مباح کی مین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطے تمام منفعت کی چیزین جو زمین پر ہین پیدا

بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة

تاکہ اوس ہی منفعت تو اسہی تیسری قول سی جو صحیح کی حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا

لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو في الآجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع فيه الشك

لیکن حاذق طبیبوں کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام مین پہر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر مضر کرنی مین شک ہوتا

تغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات

تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونو کی بیچمین مشتبہات ہین

لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع

جنکو اکثر آدمی نہین جانتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین کہس گیا تو حرام مین واقع ہوا

في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فمنهم بعضهم

جیسی چوپایہ پیرنوالا اگر چرتا چرتا پیر کی اندر کہس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو

الى حرمتها لانه عليه السلام قال اخبر في هذا الحديث بان من تراك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف

اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسوسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اوسنی اوسکا حال

امره يكون دينه سالما مما يفسده وبنقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يتركه بل فعل يقع

نکلا ہوتو اوسکا دین مفسدت اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا

في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه

تو حرام مین پہنسا اور حقہ کا بہی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کہلا ہوا نہین ہی پہر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجيا من العيب واللوم ربين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يقع في الحرام وذهب

فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچھ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پہنسا اور

بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث آخر انه عليه السلام قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين

بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسوسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجھکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر

لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما اراب واوقع في الاضطراب

عیب تجھکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پہر کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہو سو اوسکو چھوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب آوے

واقل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل كثير ممن يتعاطاه انه نافع لكل داء وانهم

اور سب سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون کی علت بیان کرنی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجد وا في استعماله دواء لامراضهم لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه لهم حتى يتولد من تناوله في
ہمی اوسکو پی کر اپنی بیماریونسی شفا پائی اسواسطے کہ اونمیں یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آرسنگی دی ہوئی ہی تاکہ وہ اون جہی جہتی آخر کو
عاقبة امره داء لا دواء فان تذكر امره يسود ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لا دواء ثم يلزم
ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہیں ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہو جاتا ہی
على دعواهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
جسکی دوا نہیں ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی ہمیشہ بیمار ہوں اور اونکی بیماری تمام سال چاروں فصلوں مین ایک ہی قسم کی ہو اور
معالجتهم فيها بشئ واحد على كيفية واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال
اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور سکا بطلان ہر عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی
لانه يشتري بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم مع نتن ريحه واذيته بشامة الذين لا يستعملونه وقد
کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور دسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور
روى انه عليه السلام قال كل مؤذ في النار وقال الكناسي الرائحة المنتنة تحرق الخياشيم وتصل الى الدماغ
روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دہی والی سب دوزخی ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتھنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر
وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يقربن مسجدنا يؤذينا بريحه والمراد من هذه
آدمی کو ایذا دیتی ہی اسہی واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بوسی ایذا دیوی اور حضرت
الشجرة كل ما له رائحة كريهة يتاذى منها الانسان بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا مما له
علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی
رائحة كريهة يتاذى منها الانسان فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا برائحة الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم
جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی اسلئے کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی
انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بوی پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسہی واسطے فقہا کہتی ہین
كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو يخرج من يده ورجله دون
جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوسی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ سی اور پانوسی کہینچکر
لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد في هذا الزمان لوجود رائحة
داڑہی اور سر کی بال پکڑ کر نہین اس وجہ سی کہ موقع اس زمانہ مین اکثر امامون اور مؤذنون کا مسجد مین سی نکالنا پڑیگا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ ہی
الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل هم قد يستعملونه في داخل المسجد الجامع
بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ پیتے رہتے ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین
فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان
اونکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی
وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشبة والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسکی اصل اسواسطے کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ کی ملی ہوئی سو دہوان
من النار وهو من حيث جزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين يأكلون اموال اليتامى
اسلئے کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطے قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فندل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله
ناحق وہی کہا تی ہین اپنی پیٹ مین آگ کی حرمت پہ دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نے
مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیه السلام لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کھول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی
فالعذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی ایة اخری فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کرلاوی آسمان دہوان صریح جو گہیرلی لوگون کو
هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة معناه الحقیقی علی قول وعلی هذا القول یکون الظلم
یہہ ہی درد کہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی
الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان درد ناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہا کا اتفاق ہی کہ
الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظه اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلک الله تعالی فیه
جس جگہ کسی مت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین ہی نام ایک وادی کا ہی جسکا اللہ تعالی نے
اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له ترهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی
انه یخرج من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبیه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشراط کما جاء فی الحدیث
کہ دہوان اونکی حلق مین سی نکلتا ہی اور اونکے نتہنون مین سی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
انه یکون فی اخر الزمان دخان یهدا الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه کهیئة الزکام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لوگونکو چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مومن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی کام ہوتا ہی اور
الکافر فیخرج من منخریه واذنیه وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو انکہون مین سی دہوان نکلی گا ایسا کہ ہریک کا سر ایسا ہوجائیگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی موشہ سریان والون کو
ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل ما هو من نوع العذاب ولا هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمیع
نہین چاہئی کہ عذاب والون کا سا حال بنا لین اور نہ یہہ چاہی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بنا وین اور تمام علماء نے
من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی الحدیث انهما حلیة اهل النار وصرح علی ما ذکره الهلالی فی مختصر الاحیاء
لوہی اور تانبی کی انگہوٹہی پرتہی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہوچکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین
انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نے ہمکو آگ کہانی کو نہین دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین
باجزاء نار یبة کما مر فلو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الرائحة والاتیان یکفی لحرز العاقل عن
اجزاء ناریہ کی ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور نفس کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی پینی سی روکنی کو کافی تہا
استعمال المسلم لکن فی استعمال الاحیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریقہ کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی
الاسلام لکان باعثا للعاقل علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ اصلا مطیع نہین ہوتین

الانقیاد مائلۃ دائما الی ما لا یعنیہم ان نصحوا لم یقبلوا وان عظوا لم یتعلموا وان فہموا لم ینتفعوا
ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکھاؤ تو نہیں سیکھتی اگر سمجھاؤ نہیں سمجھتی
وان فہموا ترکوا ما فہموا وہم من الذین ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی
اور اگر سمجھیں تو سمجھ کر ترک کریں اور وہ ایسی لوگ ہیں کہ اگر دیکھیں راہ سنوار کی تو نہ ہو ویں راہ اور اگر دیکھیں راہ اوٹی
یتخذوہ سبیلا نسئل اللہ تعالی ان یوفقنا سبیل الرشد ونبعد عنا سبیل الغی المجلس الحادی والثلثون
اوسکو ہو ویں راہ ہم اللہ تعالی سے سوال کرتی ہیں کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکھی اکتیسویں مجلس
فی بیان سنۃ الاعتکاف وطلب لیلۃ القدر فیہ وفضیلتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیان میں سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
انی اعتکفت العشر الاول بطلب ہذہ اللیلۃ ثم اعتکفت العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی التمسہا فی العشر
میں نی رمضان کی پہلی دہہ میں لیلۃ القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پھر بعد اوسکی بیچ کی دہہ میں اعتکاف کیا پھر میں تیار ہوا تو مجھکو کہا گیا کہ لیلۃ القدر کو جو چاہو
الاواخر فمن اعتکف معی فلیعتکف فی العشر الاواخر فقد اریت ہذہ اللیلۃ ثم انسیتہا ہذا الحدیث من صحیح
میں تلاش کرو سو جسی میری ساتھہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچھلی عشرہ میں پھر اعتکاف کری میں نی لیلۃ القدر کو بیشک دیکھا پھر میری بسی بھلا دی یہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواہ ابو سعید الخدری واصلہ علی ما فی الصحیحین انہ علیہ السلام اعتکف العشر الاول من
صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہی یوں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں
رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبۃ ترکیۃ ثم اطلع راسہ فقال انی اعتکفت العشر الاول الطلب
اعتکاف کیا پھر بیچ کی دہہ میں ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پھر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نی پہلی دہہ میں اوس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا
ہذہ اللیلۃ الی آخر الحدیث وفیہ دلیل علی ان المقصود من شرعیۃ الاعتکاف طلب لیلۃ القدر فانہا
آخر حدیث تک اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون اصل
لکونہا خیرا من الف شہر بالنص یلزم احیاءہا باشرف الاعمال اذ فیہ تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم
کی ہزار مہینونسی بہتر ہی تو اوس شب میں نیک اعمال کی شغل میں جاگنی واجب ہوا لازم ہی کیونکہ اوسمیں امور دنیا سی دل کا خالی رکھنا اور
النفس الی المولی والتحصن بحصن حصین وملازمۃ بیت رب العالمین فیکون کمن احتاج الی عظیم
مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گھر کی ہی پیرہیہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تو انگر محتاج ہو کر بڑی
فلازمہ حتی قضی مآربہ فالقیل اذا کان شرعیۃ الاعتکاف لطلب لیلۃ القدر فلم یختص باللیل فالجواب
دروازی پر یہان تک پڑا رہے کہ اوسکا مطلب پورا کردی اگر کوئی اعتراض کری جب مشروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلۃ القدر کی ہی تو پھر اعتکاف کی ضرورت رات ہی کی ساتھہ کیوں ہی
ان الشافعی قد نص علی کون الاجتہاد فی یومہا کالاجتہاد فی لیلتہا فی الاستحباب ذکرہ النووی فی الاذکار
کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ سمی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار میں بیان کیا ہی
وہذا الحدیث یقتضیہ ایضا لانہ علیہ السلام اعتکف العشر الاول من رمضان لطلب تلک اللیلۃ
اور اس حدیث سی بھی یہہ ہی لازم آتا ہی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا
ثم اعتکف العشر الاوسط فلما اتی اتت من الملئکۃ فقال انہا فی العشر الاواخر فی العشر الاول وفی
پھر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر جب کوچہ کر گیا تو ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلۃ القدر پچھلی عشرہ میں ہی نو پہلی عشرہ میں ہی اور نہ
العشر الاوسط فعزم علیہ السلام علی الاعتکاف فی العشر الاواخر وحث علی اعتکافہا فانہ علیہ السلام کان
بیچ کی عشرہ میں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچھلی عشرہ میں اعتکاف کا عزم کیا اور اوراوگوں کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی یتوفاہ اللہ تعالی ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ قال الزہری

رمضان کی پچھلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اونکو وفات دی پھر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہیں زہری کہتا ہی

عجبا من الناس کیف یترکون الاعتکاف ورسول اللہ علیہ السلام کان یفعل الشئ ویترکہ ولم یترک الاعتکاف

لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چھوڑ رکھا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کار ہو کرتی ہی اور چھوڑ دیتی اور اعتکاف کو نہیں چھوڑا

حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغۃ الاقامۃ علی الشئ وحبس النفس علیہ وفی الشریعۃ الاقامۃ فی المسجد واللبث

اخیر عمر تک نہیں چھوڑا پھر اعتکاف کی معنی لغت میں ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتھہ مسجد میں دیر تک ٹھہرنا

فیہ مع النیۃ اما اللبث فرکنہ واما المسجد والنیۃ فشرطہ والمعنی اللغوی موجود فیہ مع زیادۃ وصف

رہنا رکن ہی یعنی شرعی رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہیں اور لغوی معنی یہی شرعی معنوں میں زیادتی وصف کی ساتھہ

وھو سنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان لانہ علیہ السلام واظب علیہ بعد ما قدم المدینۃ الی

پائی جاتی ہیں اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ میں اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسی مدینہ تشریف فرما ہوئی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی

ان توفاہ اللہ تعالی فان قیل المواظبۃ من غیر ترک دلیل الوجوب فلم لم یجب الاعتکاف فالجواب انہ علیہ السلام

یہاں تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی کی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پھر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام

کان فی حق الواجب بعد المواظبۃ علیہ ینکر علی تارکہ ولم ینکر علی من ترک الاعتکاف فعلم انہ لیس بواجب

واجب کی باب میں بعد مواظبت کی جو عمل کی تارک کو بُرا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبھی انکار نہیں کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف واجب نہیں

بل ھو سنۃ مؤکدۃ علی طریق الکفایۃ فی العشر الاخیر من رمضان وفی غیرہ من الازمنۃ نفل وانما یجب

بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتوں میں نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی

بالنذر والتعلیق بالشرط واما ما کان بالشرع فھو تطوع ثم ان اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم

کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کری سی لازم ہوتا ہی وہ تطوع ہی پھر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایک دن ہی یہاں تک اگر اعتکاف

یدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا یخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعہ قبل ذلک او افسدہ یقضیہ

ایک دن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق کی پہلی داخل ہوا اور بعد غروب آفتاب کی مسجد کی نکلی ہو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اوسکو

ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر یدخل المسجد فی ابتداء شروعہ قبل غروب الشمس

اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد میں غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا یخرج عند تمامہ الا بعد غروبھا ولو مات قبل ان یعتکف یلزمہ ان یوصی بان یطعم

اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کردی

عنہ لکل یوم نصف صاع من الحنطۃ ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم

کہ ہر دن کی بدلہ آدہا آدہا صاع گیہوں کا مسکین کو دیدیں اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہیں ہوتا

حتی لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیہ لا یصح نذرہ ولا یلزمہ شئ وکذا

یہاں تک اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمیں کہا چکتا تو اوسکی نذر صحیح نہیں ہی اور اوسکی ذمہ کچھہ لازم نہیں ہی اور ایسی ہی

لو نذر اعتکاف لیلۃ لا یصح لان اللیل لیس محلا للصوم واما النفل فالصوم

اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہی اسلئی کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف نفلی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ

لیس شرطا فیہ فی ظاہر الروایۃ وھو قولھما ایضا فعلی ھذہ الروایۃ لیس لاقلہ تقدیر حتی ان من

شرط نہیں ہی اور صاحبین کا بھی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہیں ہی یہاں تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوی الاعتکاف الی ان یخرج یکون معتکفا مادام فیه ویحصل له ثواب المعتکفین فاذا خرج
مسجد میں آوی اور نکلنے تک کی وقت میں اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد میں رہی گا اور اوسکو اعتکاف والون کاسا ثواب ملیگا اور جب
منه بنیة اعتکافه وروی الحسن عن ابی حنیفة ان الصوم شرط الصحة فعلی هذه الروایة اقله یوم ثم الاعتکاف
منجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابوحنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کمسی کم مدت اعتکاف
لا یصح الا فی مسجد الجماعة له امام ومؤذن یصلی فیه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمین پانچون نمازین جماعت سی ہوتی ہون درست نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی
فیختص بمکان یصلی فیه ذلك والمراة تعتکف فی مسجد بیتها ای فی موضع صلوتها فی بیتها ولا یخرج منه
سواوسہی جگہ ہونا چاہئی جہان وہ نمازین ہوتی ہون اور عورت اپنی کہر کی مسجد مین اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی کہر مین نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتکفت فیه ولیس لها ان تعتکف فی غیر موضع صلوتها فی بیتها وان لم یکن فی بیتها موضع الصلوة
اگر اعتکاف کیا تو نہ ملی اور عورت کو جایز نہین ہی کہ اپنی کہر مین سوا نماز کی جگہ کی اور کہین اعتکاف کری اور اگر اوسکی کہر مین نماز کی جگہ کوئی معین نہو
لا یجوز لها الاعتکاف فیه ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجة شرعیة کالجمعة او طبیعیة کالبول و
تو اوسکو کہر مین اعتکاف کرنا جایز نہین ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا یمکث فی منزله بعد الفراغ من الطهور ویخرج الی الجمعة حین تزول الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر مین دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ ہوی
ان کان معتکفا قریبا من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لا یفوته الخطبة وان کان تفوته الخطبة
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہوا ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جاتی کہ خطبہ ہوچکی گا
لا ینتظر زوال الشمس بل یخرج فی وقت یمکنه ان یاتی الجامع ویصلی اربع رکعات قبل الاذان الذی بین یدی
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہوکر مسجد جامع مین جاکر چار رکعتین نماز کی اوسکی اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفی روایة ست رکعات رکعتان تحیة المسجد واربع سنة وبعد الجمعة یمکث بقدر ما یصلی اربع
اور ایک روایت مین ہی کہ چہہ رکعتین پڑہ لی دو رکعت تحیۃ المسجد کی اور چار سنتین اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتین
رکعات او ست رکعات علی حسب اختلاف الاخبار الواردة فی النافلة بعد الجمعة ولا یمکث اکثر من ذلك
یا چہہ رکعتین پڑہ لی موافق اختلاف حدیثون کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلون مین وارد ہوئی ہین اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مکث لا بضره ولو یوما ولیلة لکن لا یستحب له ذلك ولا یخرج لعیادة المریض ولا لصلوة الجنازة ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہہ نقصان نہین ہی اگرچہ ایک دن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشهادة وهذا کله قول ابی حنیفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة یفسد الاعتکاف عنده
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابوحنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد مین سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اوسکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وهو الاقیس لان الخروج بینافی اللبث ومابنافی شیء یستوفی فیه القلیل والکثیر کالاکل فی الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندہٹنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اوسمین تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی روزہ مین کہانا
فی الطهارة وکذا اذا خرج ساعة بعذر المرض یبطل لان الخروج بعذر المرض من حیث انه لا یغلب وقوعه لا یکن
اور وضو مین حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا اوسکا وقوع ہی
مستثنی عن الایجاب فصار کانه خرج من غیر عذر لانه لا یاثم بالخروج بعذر المرض وکذا اذا خرج بغیر عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہین ہوی سواب گویا بلا عذر باہر نکلا یا ہان اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی مین گنہگار نہین ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسیا یبطل اعتکافه وکذا اذا انهدم المسجد وانتقل الی مسجد اخر او اخرجه السلطان کرها او اخرجه

ہوں اگر نکل آوی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکالدی

الغریم او خرج هو وجسه الغریم ساعة یبطل اعتکافه وقالا لا یفسد مالم یخرج اکثر من نصف یوم وهو

یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت ہم پکڑ رکہی۔ اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی اس سی زیادہ نکلا

اوسع للناس اذ لا بد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم یبح القلیل منه لوقعوا فی الحرج ولا حرج فی الکثیر

اس قول میں لوگون کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطے اپنی کاروبار ضروری کی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح تہہرادی تو البتہ حرج ہووے لگا اور اس نہایت یعنی آدہی

الذی هو اکثر من نصف یوم ویجوز للمعتکف ان یاکل ویشرب وینام ویبیع ویشتری فی المسجد من غیر

دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جایز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدی یہ بکری کا اسباب مسجد میں

احضار السلعة فیه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه کالطعام ونحوه واما اذا اراد ان یتخذه متجرا

نہ لاوے بعضی علما کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کار ہیں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی

یکره له ذلک قال الزیلعی وهذا صحیح لانه منقطع الی الله تعالی فلا ینبغی له ان یشتغل فیه بامور

تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنیا ویکره له الصمت والمراد صمت یعتقده عبادة وهو منهی عنه لکونه شریعة منسوخة ویلازم

اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القرآن والحدیث وعلم الدین وسیر النبی وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین و

کی جاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیا کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التکلم بما لیس بخیر فانه مکروه لغیر المعتکف فی غیر المسجد فما ظنک للمعتکف فی المسجد ویجرم علیه

گفتگو جسمی بہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد ہی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطی بقوله تعالی ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی المساجد وکذا دواعیه کالمس والقبلة ویبطل الاعتکاف

وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگاوانسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدون میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چومنا اور بوسہ لینا اور وطی ہی مطلقا اعتکاف

بالوطی مطلقا وبالدواعی ان انزل والا فلا ولو اراد ایجاب الاعتکاف علی نفسه ینبغی ان ینکر بلسانه ولا

باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی کی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہئی کہ زبان سی

یکتفی بنیة القلب لان النذر عمل اللسان فلا یکون الا به بخلاف النیة فانها عمل القلب ولو اعتکف رجل

صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غیران یوجبه علی نفسه ثم خرج لا شیء علیه فی ظاهر الروایة المجلس الثانی والثلثون فی بیان

بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت مین اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسوین مجلس

صدقة الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیه فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم

صدقہ الفطر کی بیان اور دو عید کا احکام مین اور بیان عید کی بدعتون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زکوۃ فطر کی

زکوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو والرفث وطعمة للمساکین هذا الحدیث من حسان المصابیح

فرض کردی ہی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور رفث سی اور واسطی روزی مساکین کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابن عباس وهو یدل علی وجوب صدقة الفطر لان الفرض فی اللغة بمعنی التقدیر وفی الشرع بمعنی

ابن عباس کی روایت سی اس حدیث سی صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ لغت مین معنی فرض کی اندازہ کرنیکی ہین اور شرع مین ایجاب کی

الایجاب ولفظ الشارع اذا دار بین المعنی الشرعی والمعنی اللغوی یتعین حمله علی المعنی الشرعی ما امکن لان
معنی ہین اور شارع کی کلام گرد رمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ معنی جہان تک ہوسکی شرعی معنون پر حمل کئی جاتی ہین اسواسطی
الغالب من حال النبی علیه السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلی هذا یکون المعنی ان وجوب صدقة الفطر
کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہین بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا
علی الانسان لفائدتین احدهما کونها کفارة لخطایاه وتطهیرا له مما صدر عنه فی حال الصوم من اللهو واللغو
انسان پر دو فائدہ کی واسطے واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا ہو لہو اور لغو
الذین لیس فی واحد منهما فائدة دینیة او دنیویة ومن الرفث الذی هو الکلام القبیح وما یضاهیه من الفاظ الجماع
جنمین کوئی فائدہ نہین ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی
لان الحسنات یذهبن السیئات والثانیة کونها قوتا للمساکین حتی یکون الفقیر فی هذا الیوم کالغنی فی
البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہوجاتا ہی
وجلب القوة وعدم الاحتیاج الی السوال لانه علیه السلام قال اغنوهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم واشار
اور حاجت سوال کی نہین رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو
الی ان هذا الیوم انما یکون عید للفقراء اذا استغنوا فیه عن السوال بوصول صدقة الاغنیاء الیهم
کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی ہی کہ تونگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی
لان الاغنیاء مکلفون بانفاق المال فی سبیل الخیر وسر ذلک التکلیف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون
اسواسطی کہ تونگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بھید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی
بحب الله تعالی وقد ادعوا ذلک بنفس الایمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
اور وہہ بھی صرف ایمان کی رو سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ اونکا قول لا الہ الا اللہ اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا ایاه فجعل بذل المال معیارا
نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سواء اللہ کی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی ہم اوسکی سوای کسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکھین سو مال کا خرچ کرنا
لحبهم ومصداق الصدق منهم من حیث ان جمیع المحبوبات تبتذل فی سبیل المحبوب الذی غلب حبه فی قلبه
اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس حیثیت سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطے کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ تر ہو خرچ کردی جاتی ہین
فمن بذل فهو من الذین صدقوا ما عاهدوا الله علیه ومن لم یبذل یکون من الذین یقولون بافواههم
سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کر دکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بناتی ہین
ما لیس فی قلوبهم بل من اتبع هواه وجعله الها لنفسه حتی کانه یعبده فان من یعمل بهوی نفسه لا
جو اونکی دلین نہین ہین بلکہ اونمین ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوا و نفسانی پر عمل کرتا ہی
یهوی نفسه شیئا الا یرتکبه ویخالف مولاه ولهذا قال النبی علیه السلام لبعض له عبد فی الارض عند
تو پھر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی تر سمجھ کہ زمین کی اوپر جو کا گیا ہی
الله تعالی هو الهوی فعلی هذا یجب علی المکلف فی هذا العید عدة الاشیاء الاول ترک المعاصی فان المعصیة
خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف پر اس عید مین کئی چیزین واجب ہین اول معاصی کا ترک کرنا کیونکہ معصیت کا ترک کرنا
وان کان ترکها لازما واجبا فی جمیع الازمنة الا ان ترکها فی بعض الازمان الزم واوجب لقوله تعالی ان عدة
اگرچہ ہمیشہ ہر وقت مین لازم اور واجب ہی لیکن بعضی وقت اور بہی زیادہ تر لازم اور واجب ہوتا ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی

الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذلك الدين

اللہ کی پاس بارہ مہینے ہین اللہ کی حکم مین جسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا

القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية

دین سواونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الہی کی متعلق ہوتی ہین

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ عند خلق السموت والارض من تلك الشهور الاربعة حرم

وہ تمام بارہ مہینے ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اون بارہ مہینون مین سی

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين

چار معزز ہین یعنی ذیقعدہ خالی اور ذالحج بقرعید اور محرم دہ اور رجب مریم روزہ اور یہہ چاروں معین مہینے جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریقہ

المستقيم دين ابراهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي

راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلمت اتارو

فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن

کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة وليليها وليلة القدر وايام العيدين وليليهما

اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونوعید کی دن اور انکی راتون مین

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول

سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو اونمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادت کا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها

اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان اوقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی یہہ جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجھی جو اسکون اوقاتین

بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى

حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اسکا عذاب زیادہ تر چاہیی سو

المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات

مؤمن کو لازم ہی کہ جو اسکو اللہ نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو اللہ نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اوران اوقات کی تعظیم

انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة فيها فمن عجز عنها فاقل حاله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له

یہہ ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ ترکیا کری جس سی یہہ نہوسکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہات سی کہ زیادہ کری سو تمام بہ عات

فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من الملهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمان فقد

اور منکرات اور جو جو بیہودہ کار اسکون اوقات مین لایق نہین ہین سب ترک کری اور اس زمانہ کی اکثر لوگون نی ان امور کی برخلاف اختیار کرلیا ہی

اخذ واضدها المعنى حيث كانوا يسارعون في ايام العيدين وليليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع

چنانچہ ایام عیدین مین رات ہو یا دن لہو ولعب وغیرہ طرح طرح کی بیجا امور مین

السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما

چلا کی اور جستی کرتی ہین بعض تو اپنہ تئین سی کرتی ہین اور بعضی تماشا دیکہتی ہین اور حال یہہ ہی کہ ایک گناہ مین موافق بیان

ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول استخفاط خالقه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي

فقیہ ابواللیث کی تنبیہ الغافلین مین دس ضرر پیدا ہوتی ہین اول آزردگی اپنی خالق کی حکم کی نافرمانی کرنی سی دوسری ابلیس کا خوش کرنا

هو عدوّه وعدوّ الله تعالی والثالث بُعده من الجنّة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا بھی اور خدا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا
هو احبّ الیه وهو نفسه والسادس تنجیس نفسه التی جعلها الله تعالی طاهرة والسابع ایذاء الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی
الذین لا یؤذونه والثامن احزان النبی علیه السلام فی قبره والتاسع اشهاد الارض واللیل والنهار علی نفسه
جو اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کے اندر غمگین کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا
والعاشر خیانته لجمیع الخلائق کان المطر یقول بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئة واحدة هذا فاذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی اسواسطے کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہوجاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو بہر دیکھو
یکون حال من یفعل فنونا من السیئات لاسیّما فی هذه الایام المبارکات معان الخطباء ینادون علی
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنون مین باوجودیکہ وعظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر
المنابر ویقولون لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن اَمِنَ الوعید لیس العید لمن تبختر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسکی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی نہین ہی جو خوشبو مین بسی
العید للتائب الذی لا یعود لیس العید لمن تزین بزینة الدنیا انما العید لمن تزوّد بزاد التقوی لیس العید
عید اوسکی ہی کہ توبہ کرکر پھر نہ پہنسی عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آراستہ کری عید اوسکی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی
لمن رکب المطایا انما العید لمن ترک الخطایا لیس العید لمن بسط البساط انما العید لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو عید اوسکی نہین ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچھاوی عید اوسکی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور
النبی علیه السلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر وروی انه علیه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہین کہ ملاہی کا سننا تو معصیت ہی اور اوسکی کا دست کرنا فسق ہی اور اوس مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ادخل اصبعیه فی اذنیه عند سماعه وهم یسمعون امثال تلک الکلمات ولا یلتفتون الیها بل یدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین اونکلیان دیلین ہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی بلکہ اسپر اسلام کا دعوی
الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع هذا یخالفونهما فی الاوامر والنواهی فیکون الحال مشکلا والحکام
کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتلاتی ہین اور تمام امر اور نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت
یشاهدون امثال تلک المنهیات ولا یمنعون شیئا منها بل یساعدون فیها فمن کان باکیا فلیبک علی
ان تمام منہیات کو دیکھتی ہین اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین اب جو کوئی روتی ہو تو چاہئی کہ اسلام کی
الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غریبا کما بدأ غریبا نعم ان هذه الایام ایام فرح وسرور لکن ینبغی ان
غربت پر روئی کیونکہ اسلام اب ویسا ہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین پر یون چاہئی
یکون اظهار الفرح والسرور فیها بما کان مباحا او مستحبا کالاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی اچہی مباح کپڑی پہنی
المباحة التی تکون جدیدة او غسیلة علی ما سیجیء لا ما کان حراما کلبس الحریر والمخیض فی الباطل کان العید
کہ وہ یا نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون چنانچہ آگی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہنا اور باطل باتون مین کہنا کیونکہ عید کون
انما سمی عیدا لانه تعالی یعود فیه علی المؤمنین بالمغفرة والاحسان فیجب علیهم ان یجتنبوا المعصیة والطغیان
اسی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر دوبارہ مغفرت اور احسان کرتا ہی پہراون پر بہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتی یکونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حکی عن بعض العارفین انه

تاکہ سعادت مند اور لایق رضا مند لوگوں کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والوں میں نہوں اور بعضی علماء فرماتے ہیں کہ وہ

هر یوم العید یقوم یلعبون ویضحکون فقال ان کان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان یشکروا ولیس هذا

عید کی دن ایک قوم پر پہنچی کہ کھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو انکو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہ شکر گذار لوگ کی

فعل الشاکرین وان کان لم تقبل منهم لزمهم ان یخافوا ولیس هذا فعل الخائفین ثم ینبغی ان یعلم ان بعض

کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہ ڈرنیوالوں کی کام نہیں ہیں پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابابکر رض دخل علیها یوم

کہتی ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جایز ہی اسلئی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہاں عید کی

العید وعندها جاریتان تغنیان بالدف ورسول الله علیه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابوبکر فکشف النبی علیه السلام

دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہیں اور دف بجاتی تہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تھی اون لڑکیوں کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ

وجهه فقال دعهما یا ابابکر فان لکل قوم عیدا وهذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ما ذکروا

وسلم نے منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہمارا عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی

لکن لیس کما زعموا اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروک غیر معمول به لقوله تعالی ومن الناس

پر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطے اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من یشتری لهو الحدیث فان المراد من لهو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس

کہ خریدار ہیں کہیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعکرمة وسعید بن جبیر الغناء وفی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشتراه اختیاره والمعنی ان بعضا

اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غناہی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجانی اور اشتراء سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس یختار الغناء وفی معناه من المعازف والمزامیر لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا

جو غناء کو پسند کرتی ہیں اور اسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بجھاویں اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہٹھا دین اوسکو سی

اولئک لهم عذاب مهین ذکرت الایة علی تحریم الغناء وفی معناه من الملاهی ویدل علی هذا ایضا ان عائشة

وہ جو ہیں اونکو دلت کی مار ہی یہہ آیت غناء کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل ہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سی بھی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد ما کبرت لم ینقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المکلف فی هذا العید صدقة الفطر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڈہی بالغ ہو کر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچھہ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہی صدقۃ الفطر ہی

فانها تجب علی کل مسلم حر غنی والغنی الذی هو شرط لوجوبها ان یملک نصابا او ما یکون قیمته نصابا فاضلا

صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد تو انگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہیئی اتنی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شئی کا مالک کہ اوسکی قیمت نصاب کا

عن حاجته الاصلیة ولا یعتبر فیه وصف النماء فمن کانت له دار لا یسکنها فیواجرها او لا یواجرها تعتبر قیمتها

برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچھہ ضرور نہیں یہہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمیں آپ نہیں رہتا ہو گہر کرایہ دیتا ہو

فی الغنی وکذا اذا سکنها وفضل عن سکناه شئ یعتبر قیمة الفاضل فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلیة

اوسکی قیمت معتبر ہو گی اور ایسی ہی اگر رہیں رہتا ہو اور رہتی ہی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہو گی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت میں ہی

لا بد ان یکون مشغولا بها لا بما سیحتاج الیه اذ ما من مال الا وقد یقع الحاجة الیه فی وقت من الاوقات حتی

چاہیئی کہ اب اوسکی برتاؤ میں ہو وہ نہیں ہی جسکی آگی کو حاجت پیدا ہو گی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبھی نہ کبھی آہی لگتی ہی یہاں تک

لو کان فی دار بکراء فاشتری قطعة ارض بمائتی درهم وبنی فیها دارا لیسکنها فهو غنی بها لانها فاضلة
کہ اگر کرایہ کی گہر میں رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دو سو روپیہ کو مول لیکر رہنے کی لئی گہر بنا یا تو اب اس گہر کی ملکیت سی غنی ہو دیگا اسلئی کہ یہہ گہر اسوقت اوسکی حاجت کی
عن حاجته الحالیة وانما یحتاج الیها فی المستقبل ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانہ آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا
لا یکون بها غنیا ولو کان فیها ثلثة بیوت یعتبر قیمة الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یکون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک
غنیا بثلث دسجات احدها للبذلة والثانیة للمهنة والثالثة للجمعة والاعیاد وکذا بالفراشین
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روز مرہ کی پہننی کا اور دوسرا کار کرنیکی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچھونون سی غنی نہین ہوتا
وما زاد علی الدسجات الثلث من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی بفرسین
اور جسقدر تین جوڑہ اور دو بچھونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی کا جاہ دو گھوڑون سی
لا یکون غنیا وان کان له ثلثة افراس یعتبر قیمة احدها فی الغنی وما زاد علی الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گھوڑی ہونگی تو ایک گھوڑی کی قیمت غنی ہونمین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا
لغیر الغازی فرسکان او حمار للرهقان او غیره او الخادم الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب
سوای غازی کی اور شخص کی پاس گھوڑا ہو یا گدا رئیس گا نوکی لئی اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زیادہ کی قیمت حساب مین لیجاوینگی اور ایسی ہی
التفسیر والحدیث والفقه لاهله ما زاد علی نسخة واحدة من روایة واحدة یعتبر قیمته فی الغنی
تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب کیجاوینگی
وکذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزراع بثورین وآلة الحراثین
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ فارسی کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کھیتی کی اچھہ ہل اوپنی کا
لا یکون غنیا وکان له ثلثة ثیران یعتبر قیمة احدها فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمته فی الغنی
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاوینگی
والخبازا ذا کان له حنطة او ملح یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا القصارا ذا کان له اشنان او صابون یعتبر
اور نان پزی کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دھوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی
قیمته فی الغنی ومن کان له قوت سنة یسأل وکذا بأقل فیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیخان
قیمت انکی لیجاوی گی اور جسکی پاس ایسا مال کا کہا نا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہہ قول قاضیخان کی
فی فتاواه والمراة اذا کانت لها جواهر ولآلی تلبسها فی الاعیاد وتزین بها للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی کہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی باب اسکی قیمت معتبر ہوگی اور
ان کانت لها دار تسکن فیها مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی ان قدر الزوج علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہو تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی بہ اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسکی
حرمة اخذ الزکوة ووجوب صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السؤال
زکوة لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہین کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا
واخذ الصدقة ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملک نصابا کاملا نامیا وغنی
اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوة واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی برستا ہوا ہو اور غنی

یحرم علیه السوال واخذ الصدقة ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من
ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی
یملك مائتی درهم نصاب من غیر ان یکون فیه نماء وغنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة ویجب
جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور
علیه شئ مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملك قوت یومه ومایستر عورته ثم
اوپر جو جو اوپر مذکور ہوا کچھ واجب نہیں ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کھانا ہو اور بدن ڈھکنے کو کپڑا ہو
الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر والصاع مایسع فیه الف وار بعون درهما
پھر ہماری نزدیک گیہوں کا آدا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چھواری اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین
وهو صاع عمرؓ وکان قد فقد فاخرجه الحجاج ولذلك سمی حجاجیا والظاهر انه کان صاع رسول الله صلی الله علیه وسلم
یہ صاع حضرت عمرؓ کا ہی پر یہہ گم ہوگیا تہا اور حجاج نی نکالا اسیلئے صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا
اذ کان عمر لایخالفه فی شئ هذا اذا اعطی صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن یجوز ایضا
اسلیئے کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کردی تو بہی جایز ہی
لان تقریر الصاع لما کان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبیب عند ابی حنیفة کالبر وعندهما کالشعیر
اسلیئے کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور مویز بہی ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہین یعنی آدا صاع دینا چاہی اور
وذکر فی الجامع الصغیر ان دقیق البر وسویقه کالبر الا ان العلماء قالوا الاولی ان یراعی فیهما القدر والقیمة
اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدا صاع دینا چاہی پر علماء یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹا اور ستو مین احتیاط
احتیاطا لضعف الاثار الواردة فیهما والمعتبر فی الخبز القیمة ولا یراعی فیه القدر اذ لم یرد فیه اثر والاصل
دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار اسکی باب مین آئی ہین ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطے کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل
فی هذا الباب انما هو منصوص علیه لا یعتبر فیه القیمة وانما یعتبر فیه القدر حتی لو ادی کان نصف
صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاع کر کہ ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک اگر کسی نی گیہون کی آدہی
صاع من بر نصف صاع من تمر لا یجوز وان کان قیمة التمر اکثر من قیمة البر واما ما لیس بمنصوص علیه فانما
صاع کی جگہ آدا صاع چھواری کا ادا کردیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چھواروں کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ
یلحق بالمنصوص علیه باعتبار القیمة لا بالقدر وعن ابی یوسف ان الدقیق اولی من البر لکونه اقرب الی
اوسمین جسکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دینی ہین اندازہ کی رسی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی
المقصود والدراهم اولی من الکل لکونها ادفع للحاجة فعلی المکلف الغنی ان یودی ما ذکر من القدر والقیمة
اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی
عن نفسه وعن ولده الصغیر ذکرا کان او انثی ان لم یکن للصغیر مال حتی لو کان للصغیر مال یؤدی
اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو اور اگر ہی بہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو ادا کرا
عنه ابوه او وصیه من ماله ولا یجب علیه صدقة ولده الکبیر وان کان فی عیاله ولا صدقة زوجته
باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کردی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی
ولو ادی عنهما بغیر امرهما یجوز استحسانا لانه ماذون فیه عادة ویعطی عن مملوکه للخدمة ولو مدبرا
اور اگر اوسکی طرف سی اوسکی بی بی ادا کردی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی

اوام ولد اوکافرا ولا یعطی عن عبده للتجارة وعن مملوکه الآبق فان عاد مملوکه عن الایام بعده مضی
یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سودا گری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہیں ہی اور نہ بھاگی ہوئی غلام کی طرف سی پھر اگر غلام بھاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہو کہ روزہ فطر کا گذر گیا ہو

یوم الفطر حتی ان من مات من مملوکه واولاده قبله لایجب صدقته وکذا لو وُلد له ولد او ملک عبدا
یہان تک کہ اگر کوئی غلام مرجاوی یا اولاد مرجاوی سی پہلی تو اوسکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی پیدا ہوا

بعده لایجب علیه صدقته ولو ولد له اوملک عبدا قبل کان علیه صدقته وکذا لو صار غنیا قبله
یا کہی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق کی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگیا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعده لا والمستحب اداء ها قبل صلوة العید ولا تسقط بتاخیرها وان افتقر وطال المدة لا نها
تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذر جاوی

متعلقة بالذمة دون المال ویجوز تقدیمها عن وقت وجوبها بلا تفصیل فیه بین مدة ومدة فی الصحیح
کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچہہ مال پر نہیں ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب سی پہلی دیدینا صحیح مذہب مین جایز ہی کچہہ مدت کم زیادہ کا فرق نہیں ہی

ویجب دفع فطرة کل شخص الی فقیر واحد حتی لو فرقت الی فقیرین لایجوز لان المنصوص علیه الاغناء
اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی کیونکی آدہی صاع سی کمتر کی اگر دو فقیرون کو بانٹ دیا جاوی تو جایز نہیں ہی اسوسطی حدیث کا آیا

لقوله علیه السلام اغنوهم عن المسئلة فی مثل هذا الیوم ولا یستغنی بما دون ذلک وقیل یجوز دفعها
لفظ غنی کردینا ہی اس حدیث مین کہ ان فقیرون کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر مین غنی نہیں ہوتا اور بعضی کہتی ہین ایک فطرہ

الی فقیرین لکن الاول اولی ویجوز دفع ما وجب علی جماعة الی فقیر لکن الاولی ان یکون الدفع بدفعات
دو فقیرون کو بہی دینا جایز ہی پراول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصون کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی اب ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کہ دی

لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنی المقادیر یمنع النقصان لا الزیادة فاذا وقع التفریق فی
ایک دفعہ ہی نہ دیوی اسوسطی کہ آدہا صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہین منع کرتا سو جب دینی مین علیحدہ علیحدہ کردیا

الدفع یکون الفقیر فی الدفعة الثانیة فی حکم مسکین اخر وله ان یجوز دفعها الی صوله وفروعه ومما لیکه
تو گو یا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ مین نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی باپ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلام اور مکاتب وغیرہ کو

وغیرهم ممن لایجوز دفع الزکوة الیهم ویجوز صرفها الی فقراء اهل الذمة لکن یکره بخلاف الزکوة حیث لایجوز
دینا جایز نہین ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جایز نہین ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیرون کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا

دفع الزکوة الیهم الثالث مما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواک
ذمیون کو ہرگز جایز نہین ہی تیسری اس عید مین جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا وغسیلا لا حریرا فانه حرام
اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی کپڑی پہنی جو مباح ہون یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حریر نہو کیونکہ حریر

علی الرجال حتی الصبیان لکن الاثم علی من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة
مردون پر بچون تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہناوین فقط اور میٹہا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اور نماز اشراق کی

فی مسجد حیة والتکبیر وهو سرعة الانتباه والابتکار وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا
محلہ کی مسجد مین اور تکبیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی بیان عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پیادہ پا جانا

والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لکن یستخلف الامام من
اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل مین جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع مین تمام نمازی آسکتی ہون لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

کان علیه صدقة ما مضی ووقت وجبها طلوع الفجر یوم الفطر
فوت ہوگیا صدقہ ما مضی کا اور وقت وجوب اوسکا طلوع فجر ہی روز فطر کی صبح صادق کی

یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کی اندر نا تواں اور بیمارون کو نماز پڑھاوی کیونکہ عید کی نماز ایک شہر مین دو جگہ بلا اتفاق جایز ہی بخلاف
الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق بنافیه ویستحب التکبیر فی طریق المصلی لکن عند ابی حنیفة لا یجهر
جمعہ کی جمعہ وجگہ جایز نہین ہی کیونکہ جمعہ جماعتون کو جمع کر دیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر پڑھتی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر
فی هذا العید عندهما یجهر به وهو روایة عنه ایضا وعن ابی جعفر انه قال لا ینبغی ان یمنع
عید الفطر مین آہستہ آہستہ پڑھی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر یہہ بھی امام ابو حنیفہ سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا
العامة عن ذلک لقلة رغبتهم فی الخیرات فعلی هذا کان الاولی بهم ان یکبروا لکن لا علی هیئة
اچھا نہین ہی کیونکہ خیرات کی طرف پیلی ہی اوسکو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہہ ہی بہتر ہی کہ تکبیر پڑھا کرین پر سب کو ملکر
الاجماع ولا اتفاق فی الصوت ومراعات الانعام فان ذلک کله حرام بل یکبر کل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہین چاہی کیونکہ یہہ تمام طریقے حرام ہین بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب
بلغ المصلی قطع التکبیر وروی عن ابی موسی الرضا انه یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یبلغ الجبانة
عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی ہی
ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیلا من فرسخ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو عیدگاہ مین کوس یہہ رہا کم زیادہ فاصلہ سی آجاوی تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑھنی شروع کرے ہر جگہ کا وقت
وخرج وقت الکراهة بارتفاع الشمس یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولا للافتتاح
آجاوی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جاوی تو امام لوگون کی ساتھہ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی پیلی تکبیر تحریمہ کہی
ثم یضع یدیه تحت سرته ثم یثنی ثم یکبر ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرة بقدر ثلث تسبیحات
پہر دونو ہاتھہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللھم پڑھی پہر تین دفعہ تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچ مین بقدر تین تین تسبیح کی فرق کہی
لانها تقام بجمع عظیم ویالموالاة یشتبه علی من کان بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك
اسواسطی کہ بڑی انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی دہلی فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی ندی اور اپنی دونو ہاتھہ ہر ہر تکبیر کی ساتھہ
التکبیرات الثلث ویرسلهما فی اثنائها ثم یضعهما تحت سرته بعد الثالثة ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ
تینون دفعہ کان تک اٹھاوی اور بیچ مین دونو ہاتھہ چھوڑ کہی پہر بعد تین بار کی ناف کی تلی رستور کی موافق باندہ لی اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھی اور بسم اللہ پڑھکر
الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع فاذا قام الی الرکعة الثانیة یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدها ثلثا بفصل
سورہ فاتحہ اور ایک کوئی سورہ پڑھی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کھڑا ہو تو قرات قرآن کی شروع کرے پہر بعد قرات کی تین تکبیر کہی
بینهن بقدر ما ذکرانفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولیس هنا وضع ثم یکبر ویرکع فیکون
اونکی بیچمین بھی اسیقدر فاصلہ کہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتھہ اوٹھاوی اور ہر تکبیر پر چھوڑی کہی اسوقت مین ہاتھہ کا باندہنا ثابت نہین ہی ہر تکبیر کہکر رکوع کرے گا
الرکعتین تسعا ثلث منها اصلیات تکبیرة الافتتاح وتکبیرتان للرکوع وستة منها زوائد ثلث فی الرکعة
اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیرین دونو رکوع کی اور تین سی چھہ تکبیرین زاید ہین تین پیلی رکعت مین
الاولی قبل القراءة وثلث فی الرکعة الثانیة بعد القراءة ولو نسی التکبیر فی الرکعة الاولی حتی قرا بعض
قرات سی پیلی اور تین دوسری رکعت مین قرات کی پیچھی اور اگر پیلی رکعت مین تکبیر کہنی بھول گیا اتنا کہ تہوڑی سی
الفاتحة وکلها ثم تذکر یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة یکبر ولا یعید القراءة
یا ساری سورہ فاتحہ پڑھہ لی پہر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھہ یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہی قرات نکرو دوبارہ

لانها تتم وبعد التمام لا یقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثانی فانها لم تتم فیهما فصار کالصلوة بشرع
اسواسطے کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ثانی سی نقض نہیں ہوسکتا برخلاف پہلی کے صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتوں میں پوری نہیں ہوی
فیهما فیعیدهما رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل بینهما
شروع نہیں کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطے پھادی پھر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دو نو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبوں میں اتنی دیر
بجلسة خفیفة مقدارها ان یستفرکل عضو منه فی موضعه ولیس فیهما ما یسن فی خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور اس خطبہ میں وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مسنون ہی
ویکره فیها ما یکره فیها وفی هذه العید یعلم فیها احکام صدقة الفطر ومن لم یدرك صلوة العید مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر میں خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سناوی اور جو عید کی نماز امام کی ساتھ
لا یقضیها ومن ادرك الامام فی الرکوع کبر للافتتاح قائما ان نوی تکبیرة الافتتاح شرع فی القیام المحض ثم
نہ پاوی نہ آوی تو اوسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع میں پایا تو اول حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہی اسواسطے کہ تکبیر تحریمہ کہی سی تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی میں جایز ہی کہی گا
للعیدان ظن انه یدرك الامام فی الرکوع لان المحل الاصلی لتکبیرات العید القیام المحض وان خاف فوت
پھر عید کی تکبیر کہی اگر یہہ معلوم ہوکہ تکبیرین عید کی کہہکر بہی رکوع میں امام کی ساتھہ شامل ہوجاوینگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی اور اگر یہہ خوف ہی
الرکوع مع الامام یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة ولا تسقط الا بها
کہ تکبیرین کہنی میں امام کی ساتھہ رکوع ہی انتہہ نہیں آیگا تو عید تکبیر تحریمہ کی کہہکر رکوع میں چلا جاوی پھر رکوع میں جاکر تکبیرین عید کی
ویترك تسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطے کہ سنت ہین اور رکوع میں رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطے کہ رفع یدین سنت ہی اور ہتھیلون کا گھٹنون پر رکہنا بہی سنت
ایضا ولا وجه لاشتغال سنة فیه ترك سنة اخری واذا رفع الامام رأسه فیسقط عنه ما بقی من التکبیرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑکر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی دسمی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو قضا ہوجاوی
فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترك للواجب ولو ادرك الامام
اب اوس تکبیر کو نا تو رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلدی سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطے ترک نہیں ہوسکتی اور اگر
فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلك الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة اذا قام الی قضاء ما سبق بدأ
امام کو قومہ میں نا پایا تو قومہ میں تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو متکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فاتحہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرارت
بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرك الامام فی التشهد وبعد السلام فی سجدة السهو فانه یقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع میں جاوی اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ میں پایا یا ثواب بہہ کہڑا ہوکر
ویصلی باتیان التکبیر فی محالها ویستحب تاخیر الصلوة فی هذا العید وتعجیلها فی عید الاضحی وفی
نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی اپنی جگہ کہی سو کہی اور اس عید کی نماز میں کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی میں شتابی کرنی مستحب ہی
القنیة تقدم صلوة العید علی صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة علی الخطبة وفی البزازیة اذا اجتمع
قنیہ میں ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پہر میں پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ میں ہی اگر عید
العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما یقدم علی الجنازة لکون وجوبه عینیا ووجوب الجنازة کفایة
اور نماز کسوف جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطے کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز
ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان عم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ میں جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر تیسوین کو کہیا جاوی اور گواہ آکر

عندنا ما م برویة الهلال فانه یصلی بالناس صلوة العید من الغد لان هذا تاخیر بعذر وقد ورد
امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہاوی کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی
ان قوما شهد وا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الزوال برویة الهلال فامر النبی علیه السلام
کہ ایک قوم نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی انتہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم فرمایا تہا
بالخروج الی المصلی من الغد واما التاخیر بغیر عذر فلا یجوز وان حدث عذر یمنع من الصلوة بعد
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہوسکی
الغد لا یصلی بعده لان الاصل فیها ان لا یصلی فی الیوم الثانی ایضا لکون یوم الفطر واحدا لکن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین
الحدیث بالتاخیر الی الیوم الثانی عند العذر فبقی ما وراءه علی مقتضیة القیاس ثم ینبغی ان یعلم
اگلی دن تک تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سو اوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی
برویة الهلال وان کان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله علیه السلام صوموا لرویته وافطروا
چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہ کر اور افطار
لکن العمل به لا یلزم الا بعد قضاء القاضی ولهذا یلزم المراجعة الیه ثم انه اذا کان فی السماء
کرو دیکہہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسسہیو اسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہیی پہر اگر آسمان مین کچہہ
سواء کان غیما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلک لا یقبل فی هلال الفطر الا شهادة رجلین
ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد وغبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون
او رجل وامراتین وکما یشترط فیه العدد یشترط الحریة والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
کی مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ آزاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین
یطالبون به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
کہ اوکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسی طور پر ثابت ہوگا جسطرہ اور کی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا متعلق ہی
یلزم فیکتفی فیه بخبر الواحد العدل حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثی واما اذا لم یکن فی السماء علة فلا یقبل
سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر ہی کافی ہی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب
الا الواحد فی هلال رمضان ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم
ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت آدمیون کی مقبول ہوگی جنکی خبر سی یقین آجاوی
اختلفوا فی مقدار ذلک فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد من یتواتر
وہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہییں اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہییں اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی
من کل جانب والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب
ایسی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس علم شرعی مراد ہی جس سی عمل
هو غلبة الظن بمعنی التیقن ومن رای هلال الفطر وحده وشهد عند القاضی ولم یقبل
کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی
لم یفطر فانه یصوم ولا یفطر وان افطر یقضی ولا کفارة علیه ولو رای الامام هلال الفطر وحده لا یفطر
قبول نہوی تو اوسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور اکیلی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا یخرج لصلوة العید ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بھی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکھے کہ اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روزہ افطار کرڈالا محیط مین کہتا ہی
فی وجوب الکفارة والاکثر علی الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرین
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکھکر انتیس روزی رکہی تہی
یوما فشهد جماعة عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی
لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال
دیکہکر روزی رکہی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا
فی تلک اللیلة والسماء مصحیه لا یبالهم الفطر غدا ولا یترک التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالرویة
باوجودیکہ آسمان صاف تہا تواب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکہنی کی گواہی دی ہی
ولا علی شهادة غیرهم وانما حکموا رویة غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة کذا
اور نہ اوروںکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اوروں کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی
شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلک القاضی بشهادتهما جاز هذا القاضی ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بہی جایز ہوتا کہ اونکی گواہی کی موافق
یقضی بشهادتهم لان قضاء القاضی الاول حجة فیجوز العمل به یسرنا الله تعالی علما موافقا لرضائه بلطفه
حکم کردیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی الہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
وکرمه امین یا معین المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة صوم شوال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
کرم سی قبول کر یامددگار مجلس مین بیان تینتیسوین روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
جس نی رمضان کی روزہ رکہی پہر اوسکی پیچہی چہہ روزہ شوال کی رکہی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ اور
ابوهریرة وابوایوب الانصاری وانما کان ذلک کصیام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
ابوایوب انصاری کی روایتسی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین
فمن صام رمضان بصیر کانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ایام من شوال بصیر
پہر جسنی رمضان کی روزی رکہی تو گویا دس مہینی کی روزی رکہی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہی تو
کانه صام شهرین فیکون المجموع کاثنی عشر شهرا فان قیل یفهم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکہی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ دہر سی مراد
السنة لکن استعمال الدهر بمعنی السنة غیر متعارف فی کلامهم بل هو عند اهل اللغة یطلق علی الابد
ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین پایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین
وقد اتفق ابوحنیفة وصاحباه علی ان الدهر المعرف باللام یکون للعمر فالظاهر ان یحمل علی مدة العمر
اور امام ابوحنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتہہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر
ولا وجه لحمله علی السنة فالجواب ان الحمل علی السنة هو الحمل علی مدة العمر لان المکلف لا بد له ان یصوم
معنی یعنی ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی یعنی یہہ بھی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان یصوم بعده ستة ایام من شوال یکون کمن صام مدة عمره فان قیل

رکھی پھر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال مین چھہ روزی رکہا کرتی تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهر اکاملا ای شهر کان ثم صام بعده ستة ایام یکون کصیام سنة بمقتضی قوله تعالی

جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پھر اوسکی بعد چھہ روزی اور رکہی تو یہہ ہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فما وجه تخصیص رمضان وشوال بالذکر فالجواب ان شهر

جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پھر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعین للصوم وشهر شوال لوقوعه عقیبه کان صیامه کصیامه فی الفضل وملحقا به فالشرف

مہینہ روزون کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت مین رمضان کی مانند ہین اور شرافت مین

حتی قیل صیام ستة ایام من شوال یلتحق بصیام رمضان فیکون لمن صامها مع رمضان کصیام

اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہین یہان تک کہتی ہین چھہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزون مین داخل ہین اور جو کوئی شوال کی چھہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ثواب

الدهر فرضا فلذلك خصّ ایاها بالذکر من بین سائر الشهور ثم الافضل ان یکون صومها بعد یوم الفطر

ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینون کا تمام مہینون مین سی ذکر کیا پھر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال مین بعد عید الفطر کی

متوالیة وحکی عن بعض العلماء کراهة صومها متصلا به حزا عن التشبیه باهل الکتاب فی زیادتهم

پی در پی ہوں اور بعضی علما سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہین تاکہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس باب مین کہ اونہون نی فرض پر بڑہائی ہین

علی الفرض لکن لا کراهة فیه فی المختار لان الکراهة انما تکون فیما لا یؤمن ان یعد ذلك من رمضان

لیکن مختار مذہب مین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان مین شمار کی جائینگی

ویکون تشبیها بالنصاری فی زیادتهم علی الفرض وقد زال هذا المعنی لانتفاء الاتصال بفصل یوم

اور مشابہت نصاریٰ کی فرض پر بڑہانی مین ہو جاتی ہی اور یہہ بات کہان رہی جب کہ عید کا روز بیچمین اجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان کلامهم یشیر الی ان الکراهة فی حق العوام لا فی حق اهل العلم وروی عن ابی حنیفة انه

باوجودیکہ فقہاء کی کلام مین یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق مین مکروہ ہی اہل علم کی حق مین مکروہ نہین ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

کرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم یروا به باسا لکنهم اختلفوا فی ان الافضل

مکروہ جانتی تہی پی درپی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علما حنفی مذہب اسمین کچہہ باک نہین جانتی پر اسمین اختلاف کرتی ہین کہ آیا افضل پی درپی ہین

التتابع او التفرق فان فرقها واخرها عن اوائل الشهر یحصل له فضیلة الاتباع ویکون ابعد من شبهة

یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی لگدکر آخر مہینی مین رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہ سی بہی الگ رہتا ہی

الاختلاف واما ما قیل هذا شیء وضعه الجهال وکل حدیث یروی فیه فهو موضوع فلا ینبغی ان یسمع هذا

اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ بات جاہلون کی گہڑت ہی اور جو جو حدیث اس باب مین مروی ہی وہ سب موضوع ہین تو یہہ طعن سننی کی لایق

الطعن لان هذا الحدیث ثابت فی صحیح مسلم وکل حدیث ثبت فی احدی الصحیحین لا یسمع طعن الوضاع فیه

نہین ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری مین موجود ہو اوسمین عیب دہنی ہوسکا مسموع نہین ہی

ثم ینبغی ان یعلم ان بعض الناس کانوا لا یرون یمنا فی التزوج فی شوال ویتطیرون به وهذا من امر الجاهلیة

پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال مین نکاح کرنیکو مبارک نہین جانتی اسمین بدفالی لیتی ہین سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم کانوا یتشاءمون بشوال من النکاح فیه وسبب ذلك علی ما قیل ان طاعونا وقع فی شوال فی سنة

جاہلیت والی شوال مین نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہین کہ ایک سال مین ماہ شوال کی اندر وبا طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنین ومات فیه کثیر من العرایس فتشاءم به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع ابطاله
اوسمین بہت نئی دلہنیں مرگئی تہیں سواہل جاہلیت نے اسکو نحس ٹہرالیا اور شرع مین اسکا بطلان ظاہر موجود ہی

کما روی عن عائشة انها قالت تزوجنی رسول الله صلی الله وسلم فی شوال وبنی بی فی شوال فای
چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اوماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہر کونسی

نساء رسول الله صلی الله علیه وسلم کان احظی عنده منی قال النووی انها قصدت بهذا رد ما کان علیه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہسے زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان ہی رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلیة من تطیر التزوج فی شوال فانهم کانوا یتشاءمون بشهر شوال فی النکاح فیه خاصة کما کانوا یتشاءمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ویقولون انه شهر مشئوم وکثیر من الناس فی هذا الزمان یوافقونهم ویتشاءمون
مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین ہی اونکی سانتہی بنکر ماہ صفر کو مطلق نحس سمجہتی ہین

بشهر صفر ویمتنعون فیه عن السفر والتزوج وغیرهما فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کشهر شوال
اور اس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغیره غیر صحیح فان الزمان کله من خلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فکل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کار بار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری

فهو زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بمعصیة فهو زمان مشئوم علیه والشوم والیمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک

فی الحقیقة هو المعصیة والطاعة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه
حقیقت مین معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی الشئ ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وما شئ احوج الی طول السجن
اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ حاجت

من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقیقة الا المعاصی و
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سو اب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلک شقیا فی الدنیا والاخرة واذا
گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر

رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعضی صلحا کی پاس عام مصیبت کی جسمین

بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلی هذا یکون
تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلا مین تم گرفتار ہو مجکو سوا گناہ کی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مشوما علی نفسه وعلی غیره فانه لا یؤمن ان ینزل علیه عذاب فیعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ینکر عمله فالبعد عنه لازم وکذلک الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من کان فیها کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ
دور رہنا اور بھاگنا چاہئی اس خوف کی مار سے کہ مبادا جو عذاب اوس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یاروں کو
حین مر علی دیار ثمود بالحجر لا تدخلوا ماکن هؤلاء المعتدین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم ثمود پر گذری کہ ان لوگوں حد سی بڑہی ہو نکی مکانوں میں داخل نہونا مگر رو تی ہوئی اس خوف کی مار سے مبادا تمپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصیان من جملة الهجرة المامور بها التی سبب لمغفرة الذنوب والخطایا الا تری ان الذی
جو اوسپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہیں کہ جسنی
قتل مائة نفس من بنی اسراءیل سئل عالما من علمائهم هل له توبة فقال له العالم نعم واهم ان ینتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر ڈالی تہی تو اوسنی عالمون میں سی ایک سی پوچہا آیا میری کو ئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہاں اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قریة الفساد الی قریة الصلاح وادرکه الموت بینهما واختصم فیه ملئکة الرحمة وملئکة العذاب فاوحی
کا نون سی صالح گانو میں چلا جا پہر وہ رولو گانوں کی بیچمیں جاتا ہوا مرگیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتون میں جھگڑا ہوا کہ دونو میں سی اسکو کون لی
الله الیهم ان قیسوا بینهما والی ایهما کان اقرب الحقوه بها فوجدوه الی القریة الصالحة اقرب برمیة الحجر فالقوه
اور اللہ تعالی نی اوسکو وحی بہیجی کہ پیمایش کر کر دیکہو جدہر نزدیک ہو اودہر ملا دو پہر اوسکو صالح گانو کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہین
بها برحمة الله تعالی و مغفرته المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلة العشر الاول من ذی
سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی اُدہر ہی ملا دیا چوتیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان مین
الحجة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من ایام العمل الصالح فیهن احب الی الله تعالی من هذه الایام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہیں جنمین عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنون کی
هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عباس والمراد من هذه الایام العشر الاول من ذی الحجة بدلیل قوله
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد اوسنہ الایام سی ذالحجہ کا پہلا دا ہی سواسطی کہ اور حدیث مین ارشاد ہی
فی حدیث اخر ما من ایام احب الی الله تعالی ان یتعبد له فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها
کوئی دن نہیں ہین کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اوسمین محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمین سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزون کی برابر
بصیام سنة وقیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر وانما کان العمل الصالح فی هذه الایام افضل لانها ایام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی اوران دنون مین عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زیارة بیت الله تعالی والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا کان افضل یکون العمل الصالح فیه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہین اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسمین عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروی عن ابی الدرداء انه قال علیکم بصوم ایام العشر واکثار الدعاء والاستغفار والصدقة فیها فانی
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو کیونکہ میں
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الویل لمن حرم خیر ایام العشر وعلیکم بصوم الیوم التاسع خاصة فان فیه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نویں تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمین
من الخیرات اکثر من ان یحصیها العادون وروی انه علیه السلام قال یوم عرفة احتسب علی الله تعالی ان یکفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالون کی اندازہ سی باہر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین ایسا گمان کرتا ہون کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التی قبلها والسنة التی بعدها یعنی ان من صام یوم عرفة ارجو من الله تعالی ان یغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی تاریخ ذی حجہ کو روزہ کیا تو امید ہی اللہ تعالی سی کہ اوسکی تمام چہوٹے گناہ

الواقعة فی السنة الماضیة ویکون فی حفظ الله تعالی وکنفه من اقتراف الذنوب فی السنة الآتیة قال قاضیخان

جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہوجاویں اور سال آیندہ میں اللہ تعالی کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اوس سی تمام سال میں نہوں یا ئی قاضیخان

فی فتاواه ولا باس بصوم یوم عرفة سواء کان فی الحضر او السفر اذا کان یقوی علیه ویکره صوم عرفة بعرفات تذکرا

اپنی فتاوی میں کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہووے یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنی کی طاقت رکھتا ہی اور عرفات میں عرفہ کی دن کا روزہ مکروہ ہی الا تشبہ

یوم التروية لانه یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها النبی علیه السلام

یعنی کی آٹھوین تاریخ کا روزہ اسلئے کہ ارکان حج کی ادا کرنی سی تھک رہی کا اگر آدمی یہہ آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی حاصل کرون

ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه لسانه عن الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا

تو یون چاہی کہ وقت کا لحاظ رکہی اور وسین اپنی زبان کو جہوٹہ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکہی اور اپنی اعضا کو آنکھ ہاتھہ وغیرہ خطا سی بچاوی

والاثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة الانام هذا ما بینه النبی علیه السلام من العبادة فی یوم عرفة واما الاجتماع

اور اپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکہی عرفہ کی دن مین یہہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اوس دن مین جمع ہوکر

فی ذلك الیوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر لتشبهها بالواقفین فلیس بشئ لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات

مسجد جامع مین یا جنگل مین کسی مکان کی اندر جیسہ کرنا عرفات والون کی مشابہت کی نیت سی صرف فی اصل ہی اسکو وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہی

فلا یکون عبادة فی غیرها کسائر المناسك حتی ان احداً طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر وروی عن

سو وہ اور کسی جگہ عبادت نہین ہوسکتی جیسی حج کی اور احکام جہان تک اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور امام سرخسی

ام سلمة انه علیه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان یضحی فلا یمس من شعره وبشره شیئا وفی روایة من رای هلال

روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہووی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچہہ نہ چہوی اور ایک روایت مین یون ہی ہے جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکہا

ذی الحجة واراد ان یضحی فلیاخذ من شعره واظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحدیث

اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ ترشاوی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی مین اختلاف کرتی ہین

فذهب قوم الی ان من یرید التضحیة لا یجوز له بعد دخول العشر ان یاخذ من شعره وظفره ما لم یذبح وقالوا النهی

سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانیکا ارادہ کری تو وہ پہلا دہ ذی الحجہ شروع ہوتی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال اور ناخن ترشانی جایز نہین ہین وہ کہتی ہین کی ممانعت

فیه للتحریم وکان ابو حنیفة ومالك والشافعی یردون ذلك علی الندب والاستحباب قال فی شرح المنیة یندب لمن

واسطے حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجہتی ہی منیہ کی شرح مین کہتا ہی فرمانبردار لوگون کو مستحب ہی

اراد ان یضحی تاخیر تقلیم الاظفار وحلق الراس الی ان یضحی ولا یجب وان استلزم التاخیر الکراهة لا یؤخر وهما

کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن ترشانی اور سر مونڈانی مین تاخیر کری اور واجب نہین ہی اور اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت نہیں

زاد علی الاربعین اذ قد ذکر فی القنیة ان الافضل للعبد ان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه

کہا بیس دن سی زیادہ ہوجاوی اسلئے کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ مین ناخن ترشانی اور بین کترواوی اور بغلی مونڈی اور بدن کو

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا عذر فی ترکه وراء الاربعین والاسبوع هو الافضل

پاک صاف کری پہر اگر ہر ہفتی مین نہوسکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی مین کوئی عذر نہین ہی پس ہفتہ وار افضل ہی

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الا بعد ولا عذر له فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید لان النهی لیس للتشبه

اور پندرہ دن درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہین ہی پہر سزاوار وعید کا ہی پہر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لئی نہین ہی

بالحجاج المحرمین کما ذهب الیه بعض العلماء اذ لو کان للتشبه لشاع فی سائر محظورات الاحرام ولم یختص بما یوخذ من اجزائه

کہ حاجی احرام والون سی مشابہت پیدا ہوجاوی جیسے بعضی علما کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی نیت ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات مین ہی جاری ہوتی جیسے شکار قتل میں وغیرہ

البدن بل علة النهی علی ما ذکرہ التوربشتی ان المضحی یجعل ضحیته فدیة یفتدی بها نفسه من عذاب

خاص ہونی بلکہ نہی کی علت موافق بیان تورپشتی کی یہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت الٰہی

یوم القیمة ویزداد بها قربة الی الله تعالی فکان ما اکتسب من السیئات وما اتی به فی حقوق الله تعالی من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سوگویا کہ برابر ان کر کر اور حقوق اللہ مین کوتاہی برت کر

التقصیرات رای نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غیر انه احجم عن الاقدام علیه لانه لم یاذن

اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کیونکہ شرع مین اسکی اجازت نہین ہی

له فیه فیجعل قربانه فداء لنفسه فصار کل جزء من قربانه فداء لکل جزء من بدنه فعمت برکة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جزو قربانی کا بھی بدن کی ہر ہر جزو کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جمیع اجزاء البدن فلم یخل منها ذرة ولم یحرم منها شعره فلما کانت هذه الفضیلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن مین سی محروم نہین رہتا اور یہہ فضیلت جمیع اجزا سی خاص ہی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہون

بالمضحی دون المنفصلة عنه رای النبی علیه السلام ان لا یمس شیئا من شعره وبشرته لئلا یفقد من ذلک

اجزا منفصل سی نہین ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چھوئی تاکہ کوئی فضیلت برقت اونکی برقت

شیء مما عند نزول الرحمة وفیضان النور الالهی فیتم له الفضائل وینزع عنه النقائص فعلی هذا ینبغی

ہو رحمان نور الٰہی کی نازل ہو یہہ فضائل تمام پوری ہون اور نقصان کچھہ باقی نہ رہی اب لوگون کو چاہئی

للناس ان یطلبوا هلال ذی الحجة ویعدّوا ایامه لیعلموا وقت ذبح الاضحیة ویستعدوا لها لکن ثبوت

کہ ماہ ذی الحجہ کا چاند تلاش کیا کرین اور اسکی دن گنتی رہین تاکہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹھیک معلوم ہو اور اسکی تیاری کرین لیکن ثبوت

رویة الهلال لما توقف علی حکم القاضی لزم المرجعة الیه ثم انه اذا کان فی السماء علة کان غیما

چاند کا تاضی کی حکم پر موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پھر اگر آسمان مین کچھہ رکاوٹ ہو برابر ہو کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا ونحو ذلک لا یقبل الا شهادة رجلین او رجل وامراتین فی ظاهر الروایة وهو الاصح

یا دھوان یا بخار یا غبار یا اسیا ہی اور کچھہ نو ظاہر روایت مین گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد به بالتوسعة یلحقهم لاضحی ویثبت بما یثبت به سائر حقوقهم وکما یشترط فیه العدد

کیونکہ تعین حق العباد علاقہ رکھتی ہین قربانی کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی چاند اوسی طرح ثابت ہوگا جسطرح اونکی حقوق ثابت ہوتی ہین اور جیسی تعین عدد کی شرط ہی

یشترط الحریة والعدالة ولفظ الشهادة وان لم یکن فی السماء علة لا یقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم

ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ شرط ہی اور اگر آسمان مین کوئی روک نہو تو پھر اتنی نہو کہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جسکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا فی مقدار ذلک فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر

اور اوس انکی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی لوگ چاہئین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہئین اور امام محمد سی روایت ہی کہ تین درجہ ہر طرف سی

من کل جانب والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو قلة

ہر کہ آ جاوی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اس علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

تظن بالعلم بمعنی التیقن ولو وقع لک الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

علم یقینی کی معنون مین ہین ہی اور اگر تجھہ کو شک پڑ جاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسوین تاریخ ہی یا نوین تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمین ہی

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقته وان اخر کان

کہ قربانی اگلی روز دوپہر ڈھلی ذبح کرا اور اونکی بعد ذبح مین تیسری دن تک تاخیر نہ کرا کیونکہ شاید کہ پہلی وقت ذبح ہوا وی اور اگر تیسرا دن تک تاخیر کرا

المستحب ان یتصدق بجمیع لحمه ولا یاکل منه المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیلة

تو چاہیے یوں مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کر کر بانٹ دی اور میں سی کھاوی نہیں پینتیسوں مجلس میں بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا

هراقة دم القربان فی ایام النحر ونوعه وکیفیته قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عاما

ایام نحر میں اور اوسکی اقسام اور کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

بن ادم من عمل یوم النحر احب الی الله تعالی من هراقة الدم وانه لیاتی یوم القیمة بقرونها واشعرها وظلافها

یوم نحر میں ایسا نہیں ہی کہ اللہ تعالی کو محبوب ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگوں اور بالوں اور سمیلی کی موجود ہوگی

وان الدم لیقع من الله تعالی بمکان قبل ان یقع علی الارض فطیبوا بها نفسا اخرجه الحاکم والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گرے اللہ تعالی کی ان قبول ہوجاتا ہی سو اس سی دل خوش رہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

روته ام المؤمنین عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات یوم النحر اراقة دم القربان وانه لیاتی یوم القیمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ عمدہ سی عمدہ عبادت یوم نحر میں قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

کما کان والدنیا من غیران ینقص منه شئ لیکون لکل عضو منه اجر ویصیر مرکبه علی الصراط وکل وقت یختص

جیسی دنیا میں تھی جیسہ موجود ہوگی کچہہ سین سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور یہ قربانی پر سواری بن جاوی اور ہر ہر وقت میں ایک ایک

بعبادة وهذا الیوم اختص بعبادة فعلها ابراهیم النبی علیه السلام ولو کان شئ افضل منه لما فدی به اسمعیل النبی

عبادت ہوتی ہی اور اس دن میں خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نی کی تھی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو کیونکر فدیہ دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحیة بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التی تحصل

اسی واسطی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتری کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

بارافة الدم لا تحصل بالصدقة لکن ینبغی ان یعلم ان اراقة الدم فی هذا الیوم وان کانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہیں حاصل ہوتا لیکن سمجھنا چاہیی کہ خون کا بہانا اس دن میں اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالی لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم یشیر الی ان المعتبر لیس مجرد اراقة

پر اس آیت میں اللہ کو نہیں پہنچتی اونکی گوشت نہ خون ہو لیکن اوسکو پہنچتی ہی تمہاری دل کی ادب یہہ اشارہ ہی کی صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر بتحصیل التقوی التی هی شرط قبول الطاعات کلها کما قال الله تعالی انما یتقبل الله

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہیں ہی بلکہ اصل معتبر تقوی ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی جناچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

من المتقین والتقوی لا تحصل الا بالاجتناب عن جمیع المنهیات والاتیان بجمیع المامورات واذا لم یحصل ذلک فلیعلم

ادب والوں سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام ماموارت کو بجالاوی اور اگر یہہ بات نہیں ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان کثر منهم ذلک فعلی هذا یجب علی المکلف فی هذا العید عدة اشیاء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچہہ م نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں اول

ترک المعاصی فان المعصیة وان کانت قبیحة فی جمیع الازمنة الا انها فی بعض الازمان یکون اکثر قبحا واکبر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت میں بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بہ اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فیکون ترکها لازما واجب لقوله تعالی ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم

واسطی شرافت اوس وقت کی اوس وقت میں گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس لیی سی مہینوں کی گنتی اللہ کی پاس بارہ مہینی ہیں اللہ کی حکم میں جس دن

خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیهن انفسکم یعنی ان عدد الشهور القمریة

پیدا کی آسمان و زمین اونمیں چار ہیں ادب کی یہی ہی سیدہ دین سو اونمیں ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینوں کی گنتی

التی علیها یدور کثیر من الاحکام الشرعیة فی حکمه تعالی اثنا عشر شهرا مثبتا فی اللوح المحفوظ منذ خلق السموات
جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی میں بارہ مہینے ہیں لوح محفوظ میں ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان
والارض منها اربعة حرم ثلاثة منها سرد وهو ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وحده هذه الاشهر
اور زمین بیچ کئی اون بارہ میں سی چار ادب اور عزت کی ہیں ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرعید دا پریم روزہ اوران چار ان
الاربعة المعینة حرما هو الدین المستقیم دین ابراهیم النبی علیه السلام فلا تظلموا فیهن انفسکم بهتك
معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کا سو انہن تم اپنی جانوں پر ان اوقات کی حرمت کھو کر
حرمها وارتکاب المعاصی فیها فان العمل الصالح کما انه اعظم اجرا فیهن کذلك المعصیة فیهن اعظم من
اوراہنیں معاصی اختیار کرکر ظالمیت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینوں میں جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینوں میں
المعصیة فی غیرهن وکذلك المعصیة فی شهر رمضان ویوم الجمعة ویوم عرفة ولیالیها ولیلة القدر
اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان میں اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتوں میں اور شب قدر میں
وایام العیدین ولیالیها اکثر وزرا لانه تعالی فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التی تفعل
اور دو نو عید کی دن اور انکی راتوں میں سزا میں زیادہ تر ہی اسلئے کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جوان اوقات میں عمل کی جاتی ہیں فضیلت دی ہی
فیها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فیها اکثر من غیرها رحمة لهذه الامة
اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات میں بہ نسبت اور اوقات کی مقرر فرمایا ہی صرف اسلی رحمت کی
المرحومة فمن لم یعرف النعمة التی کانت علیه فیها بل هتك حرمتها بارتکاب انواع الذنوب فیها فقد
مرحومہ پر سب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوقت میں اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اسوقت کی حرمت اوپھار کہی طرح طرح کی گناہ عمل کرکر تو بیشک
استحق ان یکون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلی المسلم ان یعرف النعمة التی کانت علیه ویعظم ما
یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ تعالی
عظمه الله حتی یکون عند الله تعالی عظیما وتعظیم هذه الازمنة انما یکون بزیادة الاعمال الصالحات
عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی
فیها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله فی التعظیم ان یجتنب عما یحرم علیه ویکره له فیترك البدع والمنکرات
پھر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات میں تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پھر تمام بدعات اور منکرات
وما لا ینبغی له فیها من المنهیات وکثیر من الناس فی بعض هذه الازمنة قد ارتکبوا ضد هذا المعنی حیث
اور جو جو بیہودہ کام اور ممنوع ہیں ترک کری اور بعضی لوگ کبھی کبھی ان اوقات میں اسکی خلاف کر بیٹھتی ہیں چنانچہ ایام
کانوا یسارعون فی ایام العیدین ولیالیها الی اللهو واللعب وغیرهما من انواع السیات بعضهم بالمباشرة وبعضهم
عید میں شب و روز لہو لعب وغیرہ اقسام منہیات میں مصروف رہتی ہیں بعضی خود عمل کرتی ہیں اور بعضی
بالمشاهدة معان المسیئة الواحدة عشرة من الضرر علی ما ذکره الفقیه ابو اللیث فی تنبیه الغافلین الاول السخط
تماشا دیکھتی ہیں باوجود یکہ ایک گناہ ہیں موافق بیان فقیہ ابواللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین میں دس ضرر مقرر ہیں اول اپنی خالق
الرابع
خالقه علیه بمخالفة امره والثانی تفریح ابلیس الذی هو عدوه وعدو الله تعالی والثالث بعده من الجنة و
اپنی حال پر اوسکی حکم کی مخالفت کرکر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بھی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی
قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب الیه وهو نفسه والسادس تنجیس نفسه التی قد خلقها الله تعالی
دوزخ سی نزدیکی پانچویں اپنی جان پر جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چھٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة والسابع ايذاء الحفظة الذين لا يوذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض
سات تین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہیں ستاتی آٹھویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نویں زمین
والليل والنهار على نفسه والعاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة
اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسویں تمام خلق اسکی بدخواہی کیونکہ گنہگار ہوں کی شامت سی مینہ کم برستا ہی یہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا
هذا فما ذا يكون حال من يفعل فينا من السيات سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطايا تضاعف على المعاصي
اب قیاس کیا چاہی اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبروں پر پکار رہا ہی کسی پر
ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن أمن الوعيد ليس العيد لمن تحرّى العود انما العيد لمن تاب الى الملك المعبود
کہ عید اوسکی نہیں ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسکی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہیں جو خوشبو مل لیں جاوی عید اوسکی ہی جو توبہ کر کر
لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن
پھر نہ پھری عید اوسکی نہیں ہی جو دنیا کی زینت کری عید اوسکی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہیں جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسکی ہی
ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية
جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہیں جو فرش پر بیٹھی عید اوسکی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سننا تو معصیت ہی
والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون
اور اوپر بیٹھنا فسق ہی اور اوسکا مزا لوٹنا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونوں کانون مین اوںگلیان دیدین تین اور یہ لوگ ایسی
امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدّعون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومع هذا يخالفونهما
کلمات سنتی ہین اور ادہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پھر بھی اوامر اور نواہی مین
في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل
خدا رسول کی مخالفت کی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بھی ایسی ایسی محرمات کو دیکھتی ہین اور زجر منع نہین کرتی بلکہ
يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذا
اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو رووی تو چاہی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر روووی کیونکہ اب اسلام غریب ہو گیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تھا ان پر یہ دن
الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كالاغتسال والتطيب
خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہیئی کہ خوشیان اسی وقت مین ہون یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی
ولبس احسن الثياب التي تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الحرير والخوض في الباطل
اچھی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین کہسنا
لان العيد انما سمي عيدا لان الله تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية
کیونکہ عید کو اسی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی
والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس
اجتناب کرین تاکہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون اور ٹھاوین پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین
قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به في يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد وعندها
کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابوبکر عید کی روز اونکی ہان آئی اونکی پاس
جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عليه السلام وجهه
دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا ڈہلی ہوئی تہی سو ابوبکر نی لڑکیون کو ابوبکر نی ڈانٹا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی چہرہ کہولکر

فقد ارد عنهم يا ابابكر وان لكل قوم عيد فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ليس كما زعموا

فرمایا ابوبکر جانی دی ہر قوم کی عید ہوتی ہی سو یہ ہماری عید ہی کیونکہ یہ حدیث اگرچہ اوکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہیں ہی جو وہ کہتی ہین

اذ قد ذكر في نصب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ

اسواسطی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک الغیر ہی اسپر عمل نہین کرتی اور ایک لوگ ہین کہ خریدارہین اپنی کی

الحديث فان المراد من هو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن

کیونکہ مواقق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی ہو الحدیث سی غنا اور جو اوکی مثل ہی معارف

جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراء له اختياره والمعنى ان بعض الناس يختار

اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشتراء سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہین کہ بعضی لوگ

الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين

غنا کو اور جو اوکی مثل ہی معارف اور مزامیر وغیرہ تا بجاوین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹھٹہا اوسکو بنسی وہ جو ہین انکو ذلت کی مار ہی

فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد ما سمعت هذه الاية لم يقل عنها الا

سو یہہ آیت غنا کی اور اوکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اوسکی اسی سی بھی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد سنیکے یہہ آیت کے مروی

ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد الاضحية فانها تجب على مسلم حر مقيم موسر

اور معازف مین سوا برائی کی اور کچھہ منقول نہین ہی دوسرا امر جو اس عید مین مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہی

وليسار فيها ان يملك نصابا او يكون قيمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن

اسمین مقدور اتنا ہی چاہیئی کہ نصاب کا مالک ہوا یعنی کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑہتی ہر بر نصاب کی ہو اسمین نامی ہونا کچھہ ضرور نہین ہی جسکی ملک مین

كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل

ایک گہر ہو جسمین رہتا نہین کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا ویسی ہی گہر جسمین رہتی ہی لیکن اوسکی بہتی سی کچھہ باقی رہجاوی تو اوسکی قیمت

في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لا بد ان يكون مستغرقا بها الا بما يحتاج اليه ادنى من حال الا يقع الحاجة

مقدور کی اسمین ہجاوی کی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اب اوسکی بہتات مین ہو یہہ نہین ہی کہ آیندہ کو برہا مین آوینگا اسواسطی کہ استعمال کرنی مین نہین ہوتا سکی

اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم بنى فيها دارا يسكنها فهو غني

کبھی کبھی حاجت پیش نہ آجاوی یہان تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گہر مین رہتا ہو پیر ایک قطعہ زمین کا دوسو درہم کو خرید کر بہتی کی لئی گہر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گہر کی سبب سے غنی نہ

لانها فاضلة عن حاجته الحالية ولم يحتج اليها فيما سيجيء ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي لا يكون

کیونکہ الفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پیر کہیگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اوسکی اندر دو گہر گرمی اور جاڑی کی ہون تو غنی

غنيا وان كان فيها ثلث بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون غنيا بثلثة دسجات

نہین اور اگر اوس مکان مین تیسرا گہر ہو تو اوس تیسرا گہر کی قیمت غنا کی لئی لی جاویگی اور کپڑون کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا

اعدها للبذلة والثانية للجمعة والثالثة للعيدين والاعياد وكذا بالفراشين وما زاد على الدسجات الثلث

ایک کو وہ کپڑی پہنی کا دوسرا کپڑی کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عید کی دنون کا اور ایسی دو بچھونی سی غنی نہین ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی

من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والفقر فلا يكون غنيا بفراشين وان كان له ثلثة افراس يعتبر

اور دو بچھونی سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی کی اور غازی کا مجاہد کو گھوڑہ سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین گھوڑی ہونگی تو ایک

قيمة الدرهم في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب لغير الغازي فرسا كان او حمارا للدهقان وغيره وعلى الخادم

گھوڑہ کی قیمتی ہونی مین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک جوڑا سی زیادہ ہو سوا غازی کی دہقان کی پاس گھوڑا ہو یا گدہا بسبب گانو کا ہونیکی اور بیگار خادم سی زیادہ

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحدیث الا هله ما یراد علی نسخة واحدة من روایة وصورة
ہو تو غنی ہو جائیگی اوسکی قیمت حساب میں لیجاویگی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابیں علماء کی ہی جو ایک ایک نسخے سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی

یعتبر قیمته فی الغنی وکذا ما زاد علی الواحد من المصاحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزارع کالکاتب
غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب میں لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہونگے اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلوں

غنیا بشورین والة الحراثین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمة احدهما فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی
اور کھیتی کی راچھ پل پاتھی سی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا میں اوسکی قیمت لیجاویگی

الغنی ومن کان له قوت سنة یساوی نصابا ففیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیخان فی فتاواه
اور جسکی پاس ایک سال کا کھانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمیں اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہیں ہی یہہ قول قاضیخان کی اپنی فتاوی میں ذکر کیا ہی

والمرأة ان کانت له جواهر ولآلی تلبسها للاعیاد وتتزین للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا کان لها دار تسکن فیها
اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطے سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک میں

مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادرا علی الاسکان ویتعقبه هذا النصاب حرمة اخذ الزکوة وتجب
گہر جسمیں خاوند کی ساتھ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند کہ دینی کی مقدور رکھتا ہو اور ایسی نصاب کی زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور

صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السول واخذ الصدقة ویجب علیه
صدقہ فطر اور قربانی واجب ہو جاتی ہی اسواسطی کہ غنا کی تین درجہ ہیں ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ

صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملک نصابا کاملا نامیا وعنی یحرم علیه السول واخذ الصدقة
فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہو تی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک میں نصاب کامل نامی ٹھہرتا ہو ہو ایک ایسا غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا

ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من یملک مادون النصاب مما قیمته نصاب من ای نوع یکون فیه نماء
اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہی اور زکوۃ واجب نہیں ہوتی اور ایسا شخص ہی جسکی ملک میں ایسی شی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو یا وہ چیز ایسی ہو

وعنی یحرم علیه السول واخذ الصدقة ولا یجب علیه شیء مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة
اور ایک غنی ایسا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور اوسپر جو چیز مذکور ہوئی کچھ واجب نہیں ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوۃ

وهو من یملک قوت یومه وما یستر عورته ثم المعتبر فی الفقر والغنی احر ایام النحر وان جاء یوم النحر وله مال له
وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کھانا ہو اور بدن ڈھکنی کو کپڑا ہو پھر مفلسی اور تونگری میں آخر ایام نحر یعنی بارھوں تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر پہلی اوسنے

ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا دین علیه تجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فهلک
ہی پھر سکو نصاب کی برابر فائدہ ہو گیا اور ایام نحر تمام نہیں ہوئی اور اوسکی ذمہ کچھ قرض بھی نہیں ہی تو اوسپر قربانی واجب ہی جسکا قرض لوگوں پر کسی کی عہدہ پر آتا ہو اور

ماله او نقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة ولیس
مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سی کمتی رہ گیا اوسپر قربانی واجب نہیں ہی جسکا قرض لوگوں پر کسی کی عہدہ پر آتا ہو اور

فی یده الا یام الاضحیة فاشتری به الاضحیة لا یجب علیه الاضحیة وکذا لو کان له دین علی مفلس مقر لا یجب
ایام نحر میں اوسکی ہاتھہ میں اتنا نہو کہ قربانی خرید لی تو اوسپر قربانی واجب نہیں ہی اور ایسی ہی اگر اوسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہی پر قربانی

علیه الاضحیة عالم یصل الیه الدین وکذا لو کان له دین علی مقر ملی ولیس فی یده ما یمکنه شری الاضحیة لا یلزمه
اوا جب نہیں ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اوسکا قرض تو انکار پر آتا ہو کہ اقرار ہی کرتا ہی اور اوسکی ہاتھہ میں اتنا نہیں کہ قربانی خرید لی تو اوسکو ضرور نہیں

ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اذا وصل الیه الدین لکن یلزمه ان یبشر عنه ثم الاضحیة اذا غلب علی ظنه انه
کہ قرض لیکر قربانی کری اور نہ قیمت قربانی کی جب قرض وصول ہو جاوی دینی لازم آتی ہی لیکن اوسکو یہہ لازم ہی کہ قرضدار سی قیمت قربانی کی غلبہ ظن

یعطیه ولو کان له مال کثیر غائب فی ید شریکه او مضاربه ومعه ما یشتری به الاضحیة من الحجرین
دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ مین اصلا اسکی قبضہ مین سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البیت یلزمه الاضحیة واول وقتها بعد طلوع الفجر من یوم النحر لکن یشترط تقدیم صلوة
یا گھر کا اسباب ہی تو ایسی حال مین قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہین بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والون کی حق مین

العید علیها فی حق اهل الامصار حتی لا یجوز لمن بحضرة المصر الاداء بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
عید کا اور گرد ایسی یہان تک کہ شہر مین رہنی والی کو قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہین

ضحی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الی الجبانة وامر رجلا ان یصلی بالضعفاء فی
یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام ہمراہ جماعت کی عید گاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانون کو شہر مین نماز پڑہاوی

المصر وضحی البعض بعدما صلی احد الفریقین یجوز استحسانا وان کانت بلدة لا یصلی فیها صلوة
اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العید اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة یجوز التضحیة فی الیوم الاول بعد الزوال وفی الیوم الثانی و
یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث یجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم فی ذلك المكان یجوز التضحیة فی ای وقت كان لوقوع الیاس
بارہوین مین دوپہر ڈہلی سی پہلی ہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع نہین رہتی

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة یوم العید ینبغی للناس ان یوخروا التضحیة الی وقت الزوال ولو خرج
اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگادی تو لوگون کو بہی چاہیی کہ قربانی مین دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الی الصلوة فی الغد او بعد الغد وقد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فات وقت الصلوة
اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردی تو جایز ہی اسلوسطی کہ درمیان وقت نماز کا

علی وجه السنة ثم المعتبر مكان المذبوح لا مكان المالك حتی لو كانت الاضحیة فی المصر وصاحبها فی السواد
تو جاتا رہا پہر جو ذبح مین قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہین ہی یہان تک اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو كانت الاضحیة فی السواد وصاحبها فی المصر وامر
پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة یجوز وكذا لو كان رجل فی مصر واهله فی مصر اخر وكتب الیهم ان یضحی
اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اوسکی اہل اور شہر مین ہون اور اوس شخصنی اپنی اہل کو لکھا

یلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیه اعتبار المكان الذبیحة ومن اراد ان یتعجل
تو اونکو ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی دو انکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد ایسی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحیته من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما یباح للمسافر قصر الصلوة
اور قربانی کو شہر سی باہر بہیجکر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور بہیجا کہ ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز جایز ہی

فیه یجوز لا فاده ذا كله فی حق اهل الامصار واما اهل السواد والقری فیجوز لهم الذبح بعد الفجر الثانی من
تو جایز ہی اہل شہر نہین تو جایز نہین ہی یہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانو والون کی لوگون کو دسوین تاریخ ذبح کی صبح صادق کی بعد

الیوم الثانی من ذی الحجة واما اهل البوادی وهم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم واخر وقتها
ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نکرین اور آخر وقت قربانی کا

وحق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیة الیوم الاول وادوها

سب کی حق میں آفتاب ڈوبنے سے پہلی تک تیسرے دن ایام نحر کی یعنی بارہوں کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسویں تاریخ اور کمترین وقت

الیوم الاخر ویکرہ الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشك ان هذا الیوم کان من

سب سے پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندھیری میں ٹھیک جگہ ذبح نہو اگر یہ شبہ آپڑی کہ آج ذبح کی

عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاوٰہ فی کتاب

دسویں تاریخ ہی یا نجھکی نویں ہی تو اب احتیاط یوں ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈھلی ذبح کری قاضی خان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم میں کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلك الیوم یوم عرفة لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بھی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیة فی هذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلك محمول

نہیں ہی اوسدن قربانی ذبح کر نی جایز نہیں ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد نہی دسویں ذبحکی پہلی رمضان کی انتی سو مطلق احتمال کرنیوالے

علی انه اراد به ذلك العام دون الابد ثم الاضحیة انما تجوز من اربعة اصناف من البهیمة الابل والبقر

کہ اس قول میں یہہ بھی احتمال ہی کہ اپنی اوسی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی کلی قاعدہ نفرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گائی

والغنم والمعز ذکورها واناثها الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونوں برابر انتا ہی کہ اونٹنی اور گائی کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ میں نر افضل ہی پھر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الثنی وهو من الغنم والمعز ما تمت له سنة وطعن فی الثانیة ومن البقر ما تمت له سنتان

ان چار دن قسم میں شنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ میں وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہوکر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور بکری میں وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف

پوری ہوکر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ میں وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہوکر چھٹا شروع ہوا ہو اور اس عمری ہو ہوا اس قسمیں میں سی کوئی جایز نہیں ہی

الا الجذع من الضان اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وهو ما کان له ابلة وافی

مگر جذع مینڈھی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی نمروالوں میں ملادی تو دور سی پہچانا نہ جاوی اور جذعہ وہ ہوا ہی کہ جسکی چکنی ظاہر ہو

علیه ستة اشهر وشئ من الشهر السابع وذکر فی الخلاصة ان التضحیة بالدیك والدجاجة فی ایام النحر من

چھہ مہینے پوری ہوکر کچھ دن ساتویں مہینہ کی گذری ہوں اور خلاصہ میں مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر میں قربانی کرنی جسکو

لا اضحیة علیه بعساره تشبها بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة الاضحیة

افوس کی سبب سی قربانی واجب نہیں ہی قربانی کرنیوالوں کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسلوسطی کہ یہہ مجوسیوں کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر قربانی قربانی کی واسطے مول

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیه ان یتصدق بتلك الشاة حیة او یقیمها ولو ذبحها بعد ایام

پہر ذبح نکی یہانتک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور گر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیة اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان کل منها یغرم

گوشت خیرات کردیا تو بھی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو اتنی بڑہتی قیمت بھی خیرات کری اور اگر دونہی سی آپ کہالی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلك حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کون الواجب

تو اوسکی قیمت اور ادا کری اور اگر اوسی ان امور میں سی کچھ بھی نکیا یہانتک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہیں ہی

الدم قربة عرف لادائه لاقضاء ویجوز لابل والبقر من احد الی سبعة اذا اراد کلهم القربة اتفقت جهة القربة او

جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہیں ہی اور اونٹ اور گای ایک ہی لیکر سات آدمیوں تک جایز ہی اگر ان سبکا ارادہ قربت کا ہو کیونکہ تمامکی طرح کی عبادت ہوئی

اختلفت کالاضحیۃ والقران والمتعۃ والعقیقۃ والتقدیر بالسبعۃ یمنع الزیادۃ لا النقصان حتی یجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندھنی سی زیادہ کی ممانعت ہوگی ہی کمتی کی ممانعت نہیں ہی بیان
عن ستۃ وخمسۃ واربعۃ وثلثۃ واثنین ان لم یکن لاحدہم اقل من السبع کما اذا مات رجل وترک ابناء واحد او
کہ چھہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرف سی بھی جایز ہی اگر کسیکا حصہ سات تین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص مرا اور اوسنی ایک بیٹا اور بیچے وارث
وبقرۃ وضحیا بہا لا یجوز وکذا لو اشتری ثلثۃ نفر ودفع احدہم اربعۃ دنانیر والاخر ثلثۃ دنانیر والثالث
اور ایک گائی ترکہ مین چھوڑی اونہون نی وہ گائی قربانی کی تو جایز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی
دینارا واشتروا بقرۃ علی ان یکون البقرۃ بینہم بقدر اموالہم وضحوا بہا لا یجوز ولو اشترک سبعۃ فی بقرۃ
دینار دیکر ایک پہر گائی مول لی اسطور پر کہ دینارون کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گائی مین شریک ہوی
ونوی بعض الشرکاء التطوع وبعضہم الاضحیۃ لہذہ السنۃ وبعضہم قضاء عن السنۃ الماضیۃ یجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسینی پچھلی سال کی قربانی کی نیت کی تو سب جایز ہی
الکل لکن یکون تطوعا عمن نوی القضاء عن السنۃ الماضیۃ فلا یقع عن قضاء بل یلزمہ ان یتصدق
لیکن جسنی پچھلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہوجائی کی اوسکو قضا ذمہ سی ساقط نہوگی بلکہ اوسکولازم ہی کہ قیمت درمیانہ
بقیمتہ شاۃ وسط مما مضی ولو مات احد السبعۃ وقال ورثتہ اذبحوہا عنہ وعنکم یجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کردی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مرگیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرف سی ذبح کرلو تو استحسانا جایز ہی
ولو اشترک سبعۃ وضحوا بقرۃ واقتسموا اللحم وزنا یجوز ولو اقتسموہ جزافا لا یجوز الا ان یضم الی اللحم شیء
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر اٹکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ان اگر گوشت کی ساتھ کچھ کچھ
من الاکارع والجلد سواء کان فی کل جانب شیء من اللحم وشیء من الاکارع او کان فی کل جانب شیء من اللحم و
پایہ یا چمڑا علاحدہ تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ پایہ یا ہر حصہ پر کچھ گوشت اور
شیء من الجلد او کان فی جانب لحم والاکارع وفی اخر لحم وجلد وانما یجوز جزافا لو الجنس الی خلاف الجنس ولو
کچھ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پایہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت مین اٹکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس سی
لم یضموا الی اللحم شیئا وحل کل واحد منہم لصاحبہ الفضل لا یجوز لان تحلیل الفضل ہبۃ وہبۃ المشاع
گوشتکی ساتھہ بدون علاوتی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کرکی ہر ایک شخص دوسری کو کہتی ہر بہتی کی اجازت دی کہ حلال کردی تو جایز نہین اسلئی کہ ہر بہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع
فہما یحتمل القسمۃ لا یجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد علی فقیر او وہبوا لغنی یجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر
اللحم والشحم سبعۃ اسہم وقسموہ بینہم جزافا یجوز ویجوز الخصی والجماء التی لا قرن لہا والثولاء ای المجنونۃ
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملاکر کئی آپسمین اٹکل سی تقسیم کرلیا تو جایز ہی اور بدھیا اور منڈھا جسکی سینگ پیدا ایشی نہون اور باولی جایز ہی
ولا یجوز العمیاء التی لیس لہا عینان ولا العوراء التی لیس لہا عین واحد ولا العجفاء التی لا مخ فی عظمہا
اور اندہی جسکی دونو انکھین نہون اور کانے جسکی ایک انکھ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو
ولا العرجاء التی تمشی بثلث قوائم ویجاف الرابعۃ عن الارض وان کانت تضع الرابعۃ علی الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتھا پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتھا پانو بہی زمین پر ہولی سی رکھکر
خفیفا ویستعین بہا لانہا تتمایز عند المشی تجوز ولا یجوز ما ذہب اکثر من ثلث اذنہا او الیتہا او عینہا
مدت لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جھکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا انکھ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطریق معرفة ذهاب الثلث من العین ان یشد عینها المفقوءة بعد کونها جائعة فیقرب الیها العلف

اور طریقہ دریافت تہائی آنکھ جانی کا یہ ہی کہ اول پھوٹی ہوئی آنکھ بند کرکر شدت بھوک کی حالت میں اوسکو کہاس دکہاوین

فینظر من ای مکان تری العلف ثم یشد عینها الصحیحة ویقرب الیها العلف فینظر من ای مکان تری العلف

پہر خیال رکہین کتنی دور سی کہاس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکھ بند کرکر کہاس دکہاوین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دور سی کہاس دیکہہ لیتی ہی

ثم ینظر تفاوت ما بین المکانین فان کان نصفا فالذاهب نصف وان کان ثلثا فالذاهب ثلث وهکذا

اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہون آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکہہ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکہہ نہین ہی اور ایسی ہی حساب پر

وشق الاذن والکی لا یمنع جواز الاضحیة وکذا کسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عینها او کسرت رجلها فی

اور چیری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سیسنگ ٹوٹی ہوی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہین اور اگر ذبح کرینگی لیی بچیارہ تی ہوی اگر

معالجة الذبح فانه ان لم یرسلها یجوز وان ارسلها وضحی بها فی وقت اخر فی ذلک الیوم او فی یوم اخر

اگر اوسکو نہ چہوڑا اور سیوقت ذبح کردیا تو جایز ہی اور اگر اوسو قت چہوڑ دیا اور اور وقت اسسی ذبح مین یا ایام نحر کی روز اوردن مین

من ایام النحر اختلفوا فیه وعن ابی یوسف انه یجوز وبه اخذ الزعفرانی وتولدت الاضحیة کان

ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

علیه ان یذبح الولد ایضا وان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر فعلیه ان یتصدق به حیا ولا افضل ان

لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردی اور اگر بچہہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی

یذبح اضحیته بیده ان قدر لانه عبادة فالاولی ان یفعلها بنفسه وان لم یقدر یامر غیره ولا یامر

کہ اپنی قربانی کو اگر ہوسکی تو اپنے ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہوسکتا تو اورکو کہدی اور

الکتابی لانه قربة وهو لیس من اهلها ولو امره فذبح یجوز لانه من اهل الذکوة والقربة یحصل بانابته و

کتابی شخص کو نکہی اسواسطے کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی سی کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جایز ہی اسلی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور نیابت

نیته لکن یکره ویستحب حداد شفرته قبل الاضجاع ویکره بعده لما روی انه علیه السلام مر علی رجل

ہوجانیکی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑ نی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطے کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو یحد شفرته وهی تلحظ الیه ببصرها فقال اتریدان تمیتها موتات هلا احددت

کہ وہ بکری پچہاڑکر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہون سی اوہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی کہ اسکو کئی موت سی ماری پچہاڑ نی سی پہلی چہری تیز

شفرتک قبل ان تضجعها ویکره جرها برجلها الی المذبح وترک التوجه الی القبلة ویکره النخع وهو الذبح

کیون نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑکر مذبح تک کہینچتی ہوئی نی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشدید حتی یبلغ النخاع ویکره السلخ قبل ان یبرد عن الاضطراب ویستحب ان یحضر الانسان اضحیته

کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہوئی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة یده مع ید القصاب فی المذبح حتی یکون ذبح الجمیع القصاب قال الشیخ الامام

پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہوجاوی تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب علی واحد منهما التسمیة حتی لو ترک احدهما لا یحل المذبوح لان شرط حلة التسمیة علیه

بن الفضل کہتی ہین کہ اولن دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطے کہ شرط حلال ہونی کی

لقوله تعالی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه فالذابح اذا ترکها عمدا یکون الذبیحة میتة لا یحل اکلها او

موافق اس آیت کی اور اوسمین سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمداً ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله ومحمد رسول الله یحرم وان کان بغیر

اللہ تعالی کی نام کی ساتھہ اور کچھہ بھی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم اللہ و محمد رسول اللہ تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر

العطف لا یحرم بل یکرہ ویکرہ ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم

عطف کی کہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کے بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلاً یوں کہی کہ بسم اللہ الٰہی

تقبل منی ومن فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه

مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پہر ذبح کرای ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہیں کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی

عن امة محمد ممن شهد لك بالوحدانیة ولی بالبلاغ وما تدلت الا لسن عند الذبح بسم الله والله اکبر

محمد کی تمام امت سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسرے رواج آتا ہی بسم اللہ واللہ اکبر

لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدون الواو ومع الواو یکره ولو ذبح رجل اضحیة

تنبیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم اللہ اللہ اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخصنی غیر کی قربانی

غیره بغیر اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لحمهما

بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پہر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کرین تو جایز ہی اور اوسکا

ویوکل غیره من الاغنیاء والفقراء ویهب لمن لم یشاء ولا یعطی اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب ترک

اور اور کو کھلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور

التصدق ایضا الذی عیال توسعة علیهم ویجوز لانتفاع بجلدها بان یتخذه جرابا وغربالا وسیاطا او

صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بہی مستحب ہی تاکہ عیال پر فراغت ہو جاوی اور اوسکی چمڑہ جیسی فایدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تہیلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا

غیرها وله ان یبدله بما ینتفع به مع بقاء عینه کالخف ونحوه لا بما ینتفع به لاباستهلاك عینه کالخل

وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اوسکی ایسی چیز بدلہ مین نہ لیوی جسی ہدوان ہلاک کرکے کھایا ہو

ونحوه ولا باس ببیعه بالدراهم لیتصدق بها علی الفقراء ولیس له ان یبیعه بالدراهم لینفقها علی نفسه وعیاله

وغیرہ اور اسکا ڈر نہیں کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہیں کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری

وان فعل ذلك یتصدق بثمنه ولو اراد ان یبیع لحمها لیتصدق بثمنه لیس له فی اللحم الا الاکل والاطعام و

اور اگر ایسا کیا تو اوسکا مثن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا مثن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہاوی اور کسیکو دیدی

لیس علی الرجل ان یضحی عن ولده الصغیر فی ظاهر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنه

اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو جاری بعضی علما رحمہ قط پر قیاس کرکہتی ہین

ابوه او وصیه من مال الصغیر عند ابی حنیفة قیاسا علی صدقة الفطر وقال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ

کہ باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین

ان علی الاب او الوصی ان یضحی من مال الصغیر عند ابی حنیفة علی قیاس صدقة الفطر والاصح انه لیس له

کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو

ان یفعل ذلك واخذا بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منه بل یاکل منه الصغیر وما بقی یبدل

قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کے قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہ چھوٹا کہاوی اور بچی کی بدلہ مین

بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینه کالثوب ونحوه لا بما لا ینتفع به الصغیر الا باستهلاك عینه کالخبز

صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فایدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع وما ال الصبي لا يحتمل التبرع وانما جاز التبديل قياسا
وغیرہ اسلئے کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی ہے خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہیں ہی اور تبدیل اسلئے جائز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی
على الجلد فان الجلد يجوز ان ينتفع به وان يبدل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البدل حكم يكون في حكم المبدل فيكون
کیونکہ چمڑی سی فائدہ لینا ہی جائز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا ہی جائز ہی پر اوسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدل کا مطلب اوس اصل مبدل کی حکم میں ہی ایسا ہی
كالانتفاع بعينه فلما كان الحكم في الجلد هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للصبي ضرورة والثالث مما يجب على المكلف
گویا اصل ہی سی نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تھا اسہی پر گوشت کو قیاس کر لیا ہی اگر صغیر کو کچھ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پر
وهذا العيد تكبير التشريق فانه عند ابي حنيفة يجب على الاحرار المقيمين في الامصار عقيب كل فريضة اذا ادیت
اس عید میں واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہیں سو یہہ تکبیریں امام ابو حنیفہ کی نزدیک آزادوں شہر میں موجود ہونیوالوں پر یعنی جو مسافر نہوں ان پر یعنی جو ہر فرض نماز کی جو
بجماعة فلا يجب على اهل القرى ولا على المسافر ولا على العبد ولا على المنفرد ولا على المرأة لانا اذا اقتدى هؤلاء بمن يجب
جماعت سی ادا ہوا واجب ہیں گانو کے والوں پر واجب نہیں اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑہی ہو اور نہ عورت پر ان اگر یہہ لوگ جنکی مرد پر
عليه التكبير فيكبرون معه تبعا له لان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغيرها يجهرون به لان
تکبیریں واجب نہیں ہیں لیکن مقتدی ہو جاوینگے جسپر واجب ہیں تو اب اوسکی ساتھہ تکبیر کہیں امام کی تبعیت میں مگر عورت پکار کر نہ کہے اور سکو آواز کا ہی چھپانا چاہئے اور اوسکے
السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقيب صلوة العيد ولا عقيب الوتر ولا عقيب النوافل لان تلك الصلوات ليست بفريضة ويجب
کہ اسمیں آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع ہی نہیں اور عید کی نماز کی بھی واجب نہیں ہی اور نہ بھی وتر کی اور نہ بھی نفلوں کی کیونکہ یہہ سب نمازیں فرض نہیں ہیں اور نماز
عقيب صلوة الجمعة لانها فريضة وعندهما يجب على كل من يصلي المكتوبة ولو كان قرويا او مسافرا او عبدا او امرأة
جمعہ کی بھی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی ہو صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض اداکری واجب ہی اگرچہ گانو میں ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا عورت ہو
ولبتداؤه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند ابي حنيفة فيكون التكبير عقيب ثمان صلوات
یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نویں تاریخ کی فجر سی ہی دسویں کی عصر تک سو تمام تکبیریں آٹھہ نمازوں کی بعد ہوئیں
وعندهما الى عصر آخر ايام التشريق وهو الثالث عشر من ذي الحجة فيكون التكبير عقيب ثلثة وعشرين
اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہیں یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ تک تکبیریں تیئیس نمازوں کی بعد ہوئیں
صلوة والعمل في هذا الزمان على قولهما احتياطا في باب العبادات وكيفيته ان يقول مرة واحدة بعد السلام
اس زمانہ میں واسطے احتیاط کی باب عبادات میں صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد
قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد واصله ان ابراهيم النبي عليه السلام
بولنی سی پہلی کہی اور اصل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی
لما اضجع ولده اسمعيل النبي عليه السلام للذبح امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء
جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام
جبريل عليه السلام بالقربان خاف ان يعجل ابراهيم عليه السلام فقال الله اكبر الله اكبر فلما سمع ابراهيم النبي عليه السلام
قربانی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح میں جلدی کر بیٹھیں تو جبریل نی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام نی
صوت جبريل عليه السلام وقع في قلبه انه يأتيه بالبشارة فهلل بذكر الله تعالى بالوحدانية والكبرياء فقال
جبریل کی آواز سنی تو اوسکی دل میں یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہیں سو انہوں نی لا الہ الا اللہ پڑہا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ
لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلامهما تفطن بالفداء فحمد الله تعالى وشكره فقال
کلمات کہی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر جب اسماعیل علیہ السلام نی دونوں کی کلام سنی تو سمجھہ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجالائی اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلك منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فی المخرج
اللہ اکبر و للہ الحمد اب یہ تکبیر لوگوں کی میراث پہلی واسطی آج تک چلی آتی ہی اور اگر امام تکبیر کہنی بھول کر کپڑا ہو کر روانہ ہو تو جبتک مسجد مین سی باہر نہین نکلا

من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة فی هذه الایام وقضاها
قو ہٹ کر تکبیر کہی اور اگر مسجد سی باہر ہو گیا تو نہ بیٹھی اور نہ تکبیر کہی بلکہ مقتدی تنہا کہلین اور اگر کوئی شخص ان دنون مین نماز ترک کر کر بہر انہین دنون مین قضا کری

فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر ولکن الوتر کلما فیها وقضاها فیها فی
تو تکبیر کہی اور اگر کہی کی نماز رہی ہوئی ان دنون مین قضا کری یا ان دنون کی نماز رہی ہوئی اور دنون مین قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور ایسی ہی اگر ان دنون کی نماز رہی ہوئی اگلی سال کی

عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود
ایام تشریق مین قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور جسنی قصدًا وضو توڑ دیا تو تکبیر ساقط ہو گئین رہنی اور جسکا وضو بلی اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بی وضو کر تکبیر کہی اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتکبیر والتلبیة یبدأ بسجود السهو لانه یودی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة
اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جاوین تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کری کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہی پہر تکبیر کہی کیونکہ تکبیر نماز کی بعد متصلا ادا ہوتی ہی

متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا اثنا فی الصلوة ولو
پہر تلبیہ کہی کیونکہ تلبیہ ہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہی اور اگر اسنی تکبیر پہلی ادا کر دی تو سجدہ کرلی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہین ہی اور اگر

قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء ما فاته لا مع الامام
تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہو جاتی ہین کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز تمام ہو جاتی ہی وصل کو قطع کر دیتا ہی اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کر کر تکبیر کہی امام کی ساتھ نہ کہی

فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو لانه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام
کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو مین امام کا تابع ہی پر تکبیر مین امام کا تابع نہین ہی اور نفلین پڑھنی والی اگر تکبیر کی دنونمین فرض پڑھنی والی کا مقتدی ہو جاوے

التکبیر یکبر معه لتبعاله والرابع ما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك
تو امام کا تابع ہو کر تکبیر کہی چوتھی جو امر اس عید مین مکلف پر واجب ہی وہ نماز دوگانہ ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنے

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال
نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑی مباح پہنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حریر نہو کیونکہ حریر مردون کو پہننا حرام ہی

حتی الصبیان الا ان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتکبیر وهو سرعة الانتباه والانبعاث
بچون تک حرام ہی پر گناہ اوسکو ہوتا ہی جو بچون کو حریر پہناوی اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد مین اور تکبیر یعنی صبح دم جلد تیار ہو جانا اور معنی انبعاث کی

وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسع
جلد سی عیدگاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سی ہو کر آنا پہر عیدگاہ مین جانا مسنون ہی اگرچہ جامع مسجد مین

الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة
امتی گنجائش ہو سکے مگر سکیو اپنا خلیفہ کر دی جو شہر کی اندر نا توانون اور بیمارون کو نماز پڑھاوی اسلئی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہی

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة لتجمعات والتفرق بنا فیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی
برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہی اور تفرقہ اسکی منافی ہی اور اس عید مین کہانی مین اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑھ لین

یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیاکل من اضحیته اما الا ان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما
مستحب ہی بعضی کہتی ہین یہہ تاخیر قربانی کرنوالی کی لئی ہی تا کہ پہلی اپنی قربانی مین سی کہاوی کیونکہ مسنون ہی کہ پہلی قربانی کی کلیجی کہاوی اور اورون کی

فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یامرون صبیانهم عن الاکل واطفالهم عن الرضاع الی ان یصلی
حق مین نہین ہی یہ اول روایت صحیح ہی کیونکہ روایت ہی کہ صحابہ اپنی بچون کو کہانی سی منع کیا کرتی تھی اور چھوٹی بچون کو نماز ادا کرنی تک دودھ پینی سی روکتی

ویستحب فی هذا العید ایضا التکبیر جهرا فی طریق المصلی بالاتفاق لا علی هیئة الاجتماع والاتفاق فی الصوت
اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی راستہ میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاوی پر سب کو ملکر اور ملا یک آواز بنا کر راگنی کی

ومراعاة الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل احد بنفسه واذا بلغ الى المصلى يقطع التكبير وروى عن ابى
تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہر یک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابوموسی

موسى الرضا انه كان يكبر فى كل عشر خطوات مرة حتى يبلغ الجبانة ولو توجه الرستاق الى المصلى ليلا
رضا سے روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وحين وقت الكراهة بارتفاع الشمس
کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ میں آجاوی تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذر جاوی

يصلى الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح ثم يضع يديه تحت سرته ويثنى ثم يكبر
تو امام لوگوں کی ساتھہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونوا ہتھہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سجانک اللھم پڑہی پہر تین بار

ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرتين بقدر ثلث تسبيحات لانها تقام بجمع عظيم بالموالاة يشتبه على من كان
تکبیر کہی ہر تکبیر کی بیچمیں بقدر تین تسبیح کی فرق رکھی اسوسطی کہ بڑی انبوہ میں اتفاق ہوتا ہی پر یہی بی فاصلہ کہنی میں دور کی آوازیوں کو شاید سنائی

بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من تلك التكبيرات الثلث ويرسلهما فى اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته
ندی اور اپنی دونواہتہ ہر تکبیر کی ساتھہ تینوں دفعہ کان تک اوٹھاوی اور بیچمیں دونواہتہ چھوڑی رکہی پہر دونواہتہ بعد تین بار کی نافی کی نیچی

بعد الثالثة ويتعوذ ويسمى ثم يقرأ الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع واذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم
اور اعوذ باللہ پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرا

يكبر بعدها ثلثا يفصل بينهن بقدر ما ذكرنا فيرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هناك وضع ثم
بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور اونکی بیچمیں اوسیمقدر فاصلہ رکہی جواب ذکر کیا ہی اور دونواہتہ اوٹھاوی اور ہر تکبیر پر چھوڑی رکہی اسوقت ہاتہ کا باندہنا ثابت نہیں ہی پہر

يكبر ويركع فيكون تكبيرات الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح والتكبيرتان للركوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئیں تین تو انمیں سی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیرین دونو رکوع کی اور چھہ تکبیرین زایہ ہیں

زوائد ثلث فى الركعة الاولى قبل القراءة وثلث فى الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسيت التكبير فى الركعة
تین پہلی رکعت میں قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرارت کی پیچھی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ

الاولى حتى قرأ بعض الفاتحة اوكلها ثم يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة
تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

يكبر ولا يعيد القراءة لانها تمت ويعد اتمام لا تقبل النقض بلا عادة بخلاف الوجه الاول والثانى فانها لم تتم
قرارت کو نہ پہڑاوی اسوسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد پہٹائی سی نقض نہیں ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت

فيها فصار كانه لم يشرع فيها فيعيدها رعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير يفصل
سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہیں ہوئی سب اسوسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو پہڑاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بينهما بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه فى موضعه والخطبة فى العيد بن سنة ويسن
خطبوں میں اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاویں اور خطبہ دونو عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں

فيها ما يسن فى خطبة الجمعة ويكره فيها ما يكره فيها ويعلم فى هذا العيد احكام الاضحية وتكبير التشريق ومن
وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مسنون ہی اور اسمیں وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا یدرك صلوة العید مع الامام لا یقضیها ومن ادرك الامام فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما ان تکبیرة الافتتاح

عید کی نماز امام کی ساتھ نہ پڑھ سکا تو نہ پڑھے اور جو امام کو رکوع میں پایا تو اگر کھڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہی اسوسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع فی القیام المحض ثم للعید ان ظن انه یدرك الامام فی الرکوع کان المحل الا صلی لتکبیرات العید القیام

صرف حالت قیام تھی جائز ہی پھر عید کی تکبیریں کہی اگر یہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیریں عید کی کہہ کر امام کو رکوع میں جالوں گا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیروں کی صرف

المحض وان خاف فوت الرکوع یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة والاشتغال

قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیریں کہنی میں رکوع امام کی ساتھ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع میں چلا جاوی پھر رکوع میں تکبیریں عید کی ادا کرے

بها اولی ویترك التسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة

اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہیں اور رکوع میں رفعیدین بھی موقوف رہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا بھی

سنة ایضا ولا وجه لاتیان سنة فیه ترك سنة اخری واذا رفع الامام راسه یسقط ما بقی من التکبیرات

سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چھوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع سی سر اوٹھاوی تو پھر اوسکی نرسی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترك للواجب ولو ادرك الامام

اوسی تکبیر کو نہ رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت میں جلد رکوع سی کھڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہیں ہوسکتی اور امام کو

فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلك الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة واحدة اذا قام الی قضاء

قومہ میں پایا تو قومہ میں تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ رکعت مع تکبیرات قضا کرنی زمہ پہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فاتہ کو قضا کرنی کھڑا ہو

ماسبق یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرك الامام فی التشهد او بعد السلام فی

تو اول قرارت شروع کری پھر بعد قرارت کی تکبیریں عید کی ادا کری پھر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه یقوم ویصلی ویاتی بالتکبیرات فی محلها ویستحب تعجیل الصلوة فی هذا العید بتاخیرها

سہو کی سجدہ میں پایا تو اب یہہ کھڑا ہوکر نماز بدستور پڑہی اور تکبیریں عید کی اپنی جگہ ادا کرسکی اور اس عید میں نماز کی تعجیل اور عید الفطر میں تاخیر مستحب ہی

فی عید الفطر وفی الاضحیة تقدیم صلوة العید علی صلوة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوة الجنازة علی الخطبة

اور اضحیہ میں ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی ادا کریں اگر دونو جمع ہوجاویں اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کریں

وفی البزازیة ان اجتمع العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما تقدم علی الجنازة لکون وجوبه

اور بزازیہ میں ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہوجاویں تو عید کی نماز پہلی پڑہیں کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عینا ووجوب الجنازة کفایة ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان وقع

عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ میں جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلیں پڑہنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

فی هذا العید عذر یمنع من صلوة العید تصلی من الغد وبعد الغد ولا تصلی بعد ذلك لانها موقتة

اس عید میں کوئی عذر عید کی نماز سی روکدی تو اگلی دن گیارہوہیں کو پڑہیں اور اوس نرسی اگلی دن بارہوہیں کی بعد نہ پڑہیں کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحیة فیتحری ما دام وقتها باقیا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر هنا لیس لنفی الجواز بل لنفی الکراهة

وہ ہی اضحیہ کا وقت سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پھر قربانیکا وقت نکلی پیچی جایز نہیں پھر اس عید میں عذر کا ہونا اسواسطی نہی جواز کی نہیں ہی بلکہ اسطی

حتی لو کان تاخیرها الی الغد وبعد الغد بغیر عذر یجوز الصلوة لکن یلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر

یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بھی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمیں عذر

فیه ینفی الجواز حتی لو کان تاخیرها الی الغد بغیر عذر کما لا یخفی یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه و

واسطی نفی جواز کی ہی یہاں تک کہ اگر اس نماز میں تاخیر اگلی دن تک بی عذر ہو تو صحیح نہیں ہی الہی ہمکو آسان کر اعمال موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور

وکرمه المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم ہی چھتیسویں مجلس ماہ الٰہی محرم اور صوم عاشورا کی روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحدیث من صحاح المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواه ابوهریرة واضافة الشهر الی الله تعالی لتعظیم شان الشهر والمضاف محذوف تقدیره ان افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام

ابوہریرہ کی روایت سی اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطے تعظیم مرتبہ مہینہ کی ہی اور مضاف محذوف ہی اصل میں عبارت یوں ہی افضل روزی بعد روزوں رمضان کے

شهر الله المحرم وهو صریح فی ان افضل ما تطوع به من الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم لکن یحتمل ان یراد به انه افضل

کی روزی ماہ الٰہی محرم کی ہیں اس عبارت سی صاف یہ معلوم ہوتا ہی کہ نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہیں لیکن یہ بھی احتمال ہی کہ اس سی یہ مراد ہو افضل

شهر تطوع بصیامه کاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد یکون غیره افضل منه کصیام یوم عرفة او عشر

مہینا جس کی پوری روزی رکھی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تھوڑی کا تھوڑی بعضی اور مہینوں کی محرم سی افضل ہوں جیسی روزہ روز عرفہ کا یا دس روز ذی الحجة او سنة شوال ونحو ذلك ویشهد لهذا ما روی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول

ذی الحجہ کی یا چھ روزی شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی اللہ عنہ ہی کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھا یا رسول اللہ

اخبرنی بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبی علیه السلام ان کنت صائما شهرا بعد رمضان فصم المحرم فانه

بتلائیے بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزی رکھوں آپ نے فرمایا اگر تو نہ مہینوں کی روزی رکھنا چاہتا ہی بعد رمضان کی تو محرم میں رکھ کیونکہ یہ

شهر الله وفیه یوم تاب الله فیه علی قوم ویتوب علی اخرین لکن فد کان النبی علیه السلام یصوم شهر شعبان

مہینا اللہ کا ہی اور اس مہینہ میں ایک قوم کی توبہ قبول کرے گا اور دوسری کی خطا معاف کرے گا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں روزی رکھتے تھے

ولم ینقل عنه انه کان یصوم المحرم وانما کان یصوم منه یوم عاشوراء وقوله علیه السلام فی حدیث ابن عباس

اور یہ کسینے بیان نہیں کیا کہ محرم میں روزی رکھتے تھے محرم میں صرف یوم عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں

ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع یدل علی انه علیه السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انه علیه السلام ام

اگر میں اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نویں تاریخ روزہ رکھونگا اس سی یہ ثابت ہوتا ہی کہ نویں تاریخ میں روزہ نہیں رکھتے تھے لیکن روایت ہی کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان یصوم الاشهر الحرم وافضل صیام الاشهر الحرم صیام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اشہر حرم میں روزی رکھی اور اشہر حرم میں افضل روزی ماہ الٰہی محرم کی ہیں اور ماہ الٰہی محرم میں سی افضل روزی پہلی دس کی ہیں

فلما کان هذا الشهر من بین الشهور مضافا الی الله تعالی ناسب ان یختص بعمل مضاف الی الله تعالی وهو الصوم

اور یہ مہینا تمام مہینوں میں سی جو اللہ کی طرف مضاف ہی تو مناسب یوں ہی کہ اس مہینہ میں عمل بھی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی

فان الصوم سر بین العبد وربه یفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا یطلع علیه غیره لکونه نیة وامساکا

کیونکہ روزہ بندگی میں اور اوسکی سپ میں بھید ہوتا ہی کہ صرف واسطے بندہ کی سکی خوشنودی کی لئی رکھتا ہی اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سی خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت اور

حتی قیل ان الحفظة لا یطلعون علیه ولا تکتبه بحلاف سائر العبادات فانها مما یطلع علیه غیره تعالی فلکونه هو العالم به

یہاں تک کہتے ہیں کراماً کاتبین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ لکھتے ہیں برخلاف سب عبادات کی کہ وہ سوا اللہ تعالی اور لوگ کو بھی معلوم ہوتی ہیں اور اس لئی کہ روزہ کا جاننا علم ہونا

دون غیره خصه بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله لغیره کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل عمل ابن

اور کوئی نہیں ہوتا تو اللہ تعالی نے اوسکو اپنی ذات سی خاص کیا اور مزد اوسکی خود ہو اور کسکو حوالہ نکیا چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کی

آدم یضاعف حسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به

ہر نیک عمل کا ثواب دس گنہ بڑھتا ہی سات سو گنہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئی ہی میں ہی اوسکی جزا دونگا

یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی والمعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن ریاء فانا اقابل عاملها عطی صاحبه ملا اجر

میری ہی اپنی شہوت کہا نا پینا اسب چھوڑ دیتا ہی اور نیک عمل جسمین ریا نہو تو کہی ہی کہ عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وقد یزاد الی سبعمائة واکثر لقوله تعالی مثل الذین

اسطی فرمانی اللہ تعالی کی جو کوئی نیکی لیا ویگا اوسکو ہی اوسکی دس برابر اور کہی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالی کی مثل کے

ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة والله یضعف

جو خرچ کرتے ہین اپنی مال اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ دس سی اوگیے سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اللہ بڑھاتا ہی

لمن یشاء واما الصوم فنزایه بغیر حساب لانه لا یاتی لا بالصبر وقد قال الله تعالی انما یوفی الصابرون اجرهم

جسکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اولکا بیگ

بغیر حساب ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجوده فی غیره لیس کوجوده فیه لانه ثلثة

ان گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر علی طاعة الله تعالی وصبر عن محارم الله تعالی وصبر علی الالام والشدائد وکلها یوجد فی الصوم فذ

قسم پہ ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالی کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فیه صبر عما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیه من الشهوات وصبر عما یصیبه من الم الجوع

کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوت سی صبر کی جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه یعرض بدنه النحول والنقصان الذی یفضی الی الهلاك طلبا لرضاء ثم

اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہوجانا ہی یہہ سب اللہ تعالی کی رضامندی کی واسطی

اشیر الیه حیث قیل یدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلی بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن

اسطی فرمایا ہی یہہ جو کہا ہین کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری ہی لیا چھوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعاتکی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق الله تعالی لکونه منزها عن هذه الاشیاء فلما کان فی الصو

اور پینی اور جماع سی بند کر کر گویا صفات الہی پیدا کر لیتا ہی کیونکہ اللہ تعالی ہی ان تمام صفات سی پاک و صاف ہی یہہ ہی وجہ اوسکی جزا خود اوسی مین ہوتی

هذه المعانی خصه الله تعالی بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله الی غیره والکریم اذا خبر انه یتولی الجزاء

اسپر نظر سی اللہ تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی جزا کا

بنفسه یقتضی ان یکون ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له حد ولا عدد فقد روی

تو ضرور ہی کہ وہ جزا بہت ہی بڑی اور انتی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچھ حد ہو اور نہ کچھ شمار

عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء

ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اتنی صافیہ پیدا کر دیگا

والارض وفی حدیث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه

اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک روز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعین خریفا ومعنی الحدیث ان من صام یوما لوجهه ورضائه ینجیه الله تعالی من النار عبر عن النجیة

دوزخ سی ستر خریف دور کریگی اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیه البتة والمراد بالخریف السنة

بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسواسطی کہ جو شخص کسی شئی سی اتنی دور ہو جاوی تو وہ شئی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذکر الجزء واربد الکل وانما عبر به عنها دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وسعة العیش وروی عن
جبرکا ذکر کی کل سال دلیا ہی اور خریف خاص کر کی بدن اور فصول کی اسواسطے ذکر کیا کہ یہ وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابوہریرہ
ابی هریرة انه علیه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنی هذا الحدیث
سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرتی ہوی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی
ان للصائم سرورا مرتین علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فبما یجده من ثواب الصوم
کہ روزہ دار کو دوبار سرور ہوتا ہی اسواسطے کہ فرحۃ کا لفظ مرت کی واسطے فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہین اب سرور روزہ دار کو رب کی ملاقات پر ثواب صوم کی
مدخرا عند الله تعالی فان من ترک لله تعالی طعامه وشرابه وشهوته یعوضه الله تعالی خیرا من ذلک کما قال الله
اللہ تعالی کی ہان ذخیرہ کیا ہوا ہوگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطے اپنا کہانا پینا شہوت بند کر بیٹھگا تو اللہ تعالی اوسکو عوض اوس سی بہتر عطا فرماوینگا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبی علیه السلام رجل انک
اور جو آگی بہیجوگی اپنی واسطے کوئی نیکی اوسکو پاوگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور نبی علیہ السلام نی کسی شخص سی فرمایا
لن تدع شیئا اتقاء الله تعالی الا اتاک الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش
تو جب کسی مسلمگو خدا کی خوف کا مار ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی بہکو اوس سی بہتر عنایت کریگا اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطے قیامت کی روز عرش کی
یاکلون علیها والناس فی حساب فیقول الناس هؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا صوموا ونحن نفطر
اوسپر بیٹہی کہا وینگی باقی لوگ ابہی حساب مین ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب کی مین گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزے رکہتی تہی اور تم روزہ
وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکو ریان کہتی ہین اوسمین سی صرف روزہ دار لوگ داخل ہونگی اور مراد روزہ دار سی
هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان من العطش قیل تمنهم من الجنة
وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگون نی جو پیاس کی شدت اوٹہائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت مین جانی سی پہلی سیراپی اور پیاس کا چاہ
واما سروره عند افطاره فبما یتنا وله من الطعام والشراب لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلایمها من المطعم والمشرب
اور روزی کی کہولتی وقت اسواسطے خوشی ہوتی ہی کہ کہانی اور پینی کا احتیاج ملتا ہی اسواسطے کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لایق اوسچیا کہانی اور پینی
والمنکح فاذا منعت من ذلک فی وقت من الاوقات ثم اذن لها فی وقت آخر تفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد
اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پہر اوسکو اور وقت مین اجازت ہوجاوی تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص ایسی وقت کہ اور برکوا کی ہوی
الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باخذ حاجتها یشعر بهذا ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام
اور پیاس کی ہنایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا مانگ رہا ہو ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کان اذا افطر یقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی معان له عند افطاره دعوة
افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تہی بجہگئی پیاس اور تر ہوگیں رگین اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بہی ہی کہ افطار کی وقت دعا
مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة قال ابو العالیة
مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی
الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی العبادة ثم فی صوم المحرم
کہ روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا ہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت مین ہی پہر ماہ محرم کی روزہ مین
معنی آخر وهو ان الاشهر الحرم لما کانت افضل الشهور بعد رمضان وکان صوم کلها مندوبا لامر النبی علیه السلام
ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینون مین افضل ہین اور ان سب مہینون کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وکان بعضهم ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها لزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام المحرم فيها
اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدائی تو لازم ہی کہ جس نے ذی الحجہ میں سوا چار دن کی جنمیں روزی حرام ہیں
الصيام ومن صام المحرم فقد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة يسرنا الله تعالى
روزی رکھی یہ محرم کی روزی رکھی تو دینی سال عبادت ہی میں تمام کیا اور عبادت ہی میں شروع کیا اب امید یہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت میں کٹا جاوی انشاء اللہ تعالی
عمله بلطفه وكرمه المجلس السابع والثلثون فى بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان مايفعل فيه
اعمال پی لطف وکرم سی آسان کری سینتیسوین مجلس یوم عاشورا کی فضیلت میں اور اس روز کیا کیا عمل ہیں آوی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التى قبلها هذا الحديث من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشورا کی روزی کا ان غالب ہی کہ اللہ تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہ حدیث مصابیح کی
صحاح المصابيح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام يوم عاشوراء رجوت من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التى وقعت فى
صحیحہ یعنی میں ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہیں جسنی یوم عاشورا میں روزہ رکھا تو میں نی اللہ تعالی سی امید کرتا ہوں کہ اسکی گناہ جو کہ
السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفى حديث اخر رواه ابو هريرة انه
سال گذشتہ میں ہوئی ہوں معاف کردی اور گناہوں سی مراد صغیرہ گناہ ہیں اسلواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہیں ہوتی اور یکا اور حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سی آیا
قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعنى ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم دهور
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ آتی محرم کی ہیں مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ آتی محرم کی ہیں اور یہہ حدیث
ان كان ظاهرا فى فضيلة صيام شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صياما
اگرچہ ظاہر یہ تمام ماہ آتی محرم کی روزوں کی فضیلت میں ہی بعد روزوں ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہیں کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشورا کا ہی اور ماہ بدن کا روزہ
ذلك اليوم افضل لكونه فرضا فى اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التى نسخت
اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام میں فرض تہا پھر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ
فرضيتها افضل من العبادة التى لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر فى الاصول ان الجواز ينزل بنسخ الوجوب فكيف
ہوتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبھی فرض نہ ہوئی ہی افضل ہوئی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول میں مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز ہی زائل ہوجاتا ہی پھر
يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام فى جواز الصيام فيه
کیونکر افضل ہوگا جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر جب صیام منسوخ ہوا تو وہ دن روزی کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن ہین
فيكون افضل قال ابن عباس ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا
سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکہا کہ تلاش کرتی ہوں روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس
اليوم يعنى عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ فى تفضيل صومه على ما لم يبالغ فى تفضيل صوم غيره وقال ابن
دن یعنی یوم عاشورا کی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام یوم عاشورا کی فضیلت میں جتنا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت میں نہیں فرماتی تہی اور ابن
عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وامر بصيامه قالوا يا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى
عباس یہہ بہی کہتی ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یوم عاشورا کا روزہ رکہا اور صحابہ کو اوس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری
فقال النبى عليه السلام ان بقيت الى قابل لاصومن التاسع قيل انما ازدان يصنع اليهود يوما اخر ليكون هديه مخالفا
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر میں اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ ضرور نویں تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشورا کی ساتھ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تاکہ
لهدى اهل الكتاب فلم يات العام القابل الا ورسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء
یہود کی اہل کتاب کی طریق سی الگ ہی سو وہ سال آنی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومہ لکن المستحب ان یصوم معہ التاسع والحادی عشر مخالفۃ لیھود والنصاری
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہئی کہ اوس روز روزہ رکھا کرے پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتھہ یہود و نصاری کی مخالفت کی لئی نویں تاریخ یا گیارہویں تاریخ کا بھی روزہ رکھے
ویتصدق علی الفقراء بما قدر وامّا الصلوٰۃ فی ھذا الیوم لا رضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزاز
اور اپنی مقدور کی موافق فقراء کو خیرات کرے اور اوس روز کی نماز ۔ عیون کی پرجانی کی لئی جو بعضی کتابون مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی

انہ لا تفید لان خصمہ ان کان ظالما فہو لا یؤاخذ بما علیہ یوم القیٰمۃ فما الفائدۃ ۔ وان کان لم یعف یاخذ من
کہ اس نماز کا کچھہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچھہ مواخذہ نکریگا پھر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا

حسناتہ یوم القیٰمۃ ان کان لہ حسنات وان لم یکن لہ حسنات یوخذ من سیات خصمہ ویحمل علیہ ثم یطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر کہدینگی پھر اگر مین پہنچ جائیگی

فی النار کما جاء فی حدیث رواہ ابو ھریرۃ انہ علیہ السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درھم معہ
چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچھا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی صحابہ نی کہا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیٰمۃ بصلوٰۃ وزکوٰۃ وصیام ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا وضرب
اور نہ کچھہ سباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی ہوگا قیامت کی دن مع نماز اور زکوۃ اور روزون کی آویگا اور آویگا کہ اوسکو گالی دی تھی اور اوسکو تہمت لگائی تھی اور اوسکو مارا تھا

ھذا واکل مال ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ
اور اوسکا مال کہالیا تھا پھر اوسکی کچھہ حسنات اوسکو دی جاوینگی اور کچھہ اوسکو دی جاوینگی پھر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہو چکی تو اوسکی گناہ لیکر

اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار وفی حدیث اخر رواہ ابو ھریرۃ ایضا انہ علیہ السلام قال من
اوسکی ذمہ رکہکر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی

کانت عندہ مظلمۃ لاخیہ من عرض او مال فلیتحلل منہ الیوم قبل ان یوخذ منہ الیوم لا دینار فیہ ولا درھم ان
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی کرہ مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات یوخذ من سیات صاحبہ وتحمل علیہ قیل یوخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچھہ نہون گی تو اوس مدعی کی گناہ اوسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین

بقدر دانق وھو سدس درھم سبعمائۃ صلوٰۃ مقبولۃ اذیت بجماعۃ فیعطی للخصم وامّا خلط الجمع وھذا الیوم فقد
کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چھٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نماز ین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دینگی اور کرنا سختیون کا یعنی تکلیف ہونا اس دن مین

ذکر فی القنیۃ انہ لم یرد فیہ اثر قوی لکن لا باس بہ بل ربما یثاب علیہ وکان لا یکتحل فیہ سنۃ لکن لما صار علامۃ
سوقنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچھہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی

لمبغضی اھل البیت وجب ترکہ وکرہ فعلہ حتی قیل بعض السلف ھو سنۃ من غیر ذلک الیوم عاشوراء فقال انہ
دشمنان اہل بیت کی ہوگئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسینی ابن سلف سی پوچھا کیا یہ بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی

سنۃ المختنین وامّا اتخاذہ ماتما لاجل قتل الحسین بن علی رض کما یفعلہ الروافض فھو من عمل الذین ضل سعیھم
یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی سعی گمراہی

فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ۔ انکر اللہ ورسولہ باتخاذ ایام مصائب الانبیاء موتھم
دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیا علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو

معا تما فکیف بما دونھم والفاضل الذی یذکر الناس قصۃ القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبہ ویکشف راسہ ویامرھم
ایکسا تم کیا کرو پہر جو انبیا سی کمتر ہی اوکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشورا مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور سنگی سر پیٹتی ہین

بالقیام والتسبیح تاشفا علی المصیبۃ یجب علی ولاۃ الدین ان یمنعوہم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع
کہ تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہی کہ انکو منع کردیں اور سننے والی بھی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں
قال الامام الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل حسین وحکایۃ ماجری بین الصحابیین
امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رضہ میں
التشاجر والتخاصم فانہ مہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم وہم اعلام الدین تلقی ائمۃ الدین عنہم التلقینا
جھگڑا اور خصومت واقع ہوئی ہی کیونکہ ایسی کہنے سننے سے صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور دلوں پر طعنہ ہونے لگتا ہی اور حال یہہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین نے
من الائمۃ فالواجب فیہ ان یعرض عنہ فی نفسہ ودینہ وقال الشافعی وغیرہ من السلف تلک دماء طہر اللہ تعالی عنہا
دین بزرگوں سے سیکھا سو جو واجب ہی سو کیا عجب جو شی کی ہی وہ اپنی آپکو اوزی ہوئی اور امام شافعی وسوا اور کئی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خونسے اللہ تعالی نے ہمارے ہاتھ پاک رکھے
ایدینا فلنطہر عنہا السنتنا وقد روی عن سعید اللہ بن مغفل انہ علیہ السلام قال اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا
تو چاہیئے کہ ہماری زبانیں بھی پاک رہیں اور سعید اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے ڈرو میری یاروں کی بھی میں میرے بعد لوگو
من بعدی ومن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی
میرے بعد اونکو نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص اونکو محبوب رکھیگا میری محبت سے محبوب رکھیگا اور جو اونکو دشمن رکھیگا میری بغض سے رکھیگا اور جسنے اونکو ستایا تو اونہی مجھکو ستایا اور جسنے مجھکو
اذی اللہ ومن اذی اللہ تعالی فیوشک ان یاخذہ وفی حدیث اخر رواہ ابو سعید الخدری انہ علیہ السلام قال لا تسبوا
ستایا اور جسنے اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اسکو پکڑی اور ایک حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نے فرمایا میری یاروں کو برا نہ کہو تم
اصحابی فلعن احدکم نوالفقہ منہم اعظم مما بلغ اعمار ہم ولا نصیفہ فعلی ہذا یجب علی المؤمن تعظیمہم وذکرہم
میرے یاروں کو برا نہ کہو تم میں سے کسی کی مدت عمر کی بلکہ ایک مد غلہ خیرات کرنا اونکے ایک سیر کے برابر ہو اور نہ اسکے آدھے کے برابر سو اس حدیث سی ہر مؤمن پر اونکی تعظیم اور خوبی کی
بالخیر وکف اللسان عن الطعن فیہم اذ یسبب قتل عثمان وقتل حسین جرت فتن کبیرۃ واکاذیب کثیرۃ وظہرت
یاد کرنا اور دلوں پر طعن وطنزسی زبان بند رکھنا واجب ہی اسواسطے کہ اسسے تہمت عثمان رضہ کی شہادت اور حسین رضہ کی شہادت کی بڑی بڑی فتنہ کھڑی ہوگئی اور بہت جھوٹی باتیں مشہور ہوگئیں
اہواء وبدع وقع فیہا طوائف من المنتقدمین والمتاخرین وصارت الاکاذیب والاہواء والبدع لا تزال تزداد حتی
اور ہر ایک بات میں بدعتیں پیدا ہوئیں جنمیں بہتیرے متقدم اور بہتیرے متاخر مبتلا ہوگئے اور جھوٹ قصے اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں یہانتک
حدثت امور عظام شرحہا فمن جملتہا ما ابتدعہ کثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوہ ماتما یظہرون فیہ النیاحۃ
کہ ایسی امور پیدا ہوئی ہیں جنکا بیان دراز ہی چاہیئے اونمیں سی ایک بہت بڑی بدعت یہہ ہی جو بہت لوگوں نے یوم عاشورا کو ماتم ٹہرا رکھا ہی اوس روز نوحہ کرتے ہیں
والجزع وتعذیب النفوس وسب مرات من ولیاء اللہ تعالی والکذب علی اہل البیت وغیر ذلک من المنکرات المنہی عنہا
اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹھانی اور اولیا اللہ کو جو مر چکی ہیں برا کہنا اہل بیت پر جھوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق
بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ واتفاق المسلمین فان الحسین قد اکرمہ اللہ تعالی بالشہادۃ فی ذلک الیوم وہو واخوہ الحسن سیدا
کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانان کی ناجایز ہیں بیشک حضرت امام حسین رضہ کو اوس روز اللہ تعالی نے شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسن رضہ
شبان اہل الجنۃ وقتلہم او ان کانت مصیبۃ عظیمۃ لانہ تعالی شرع للمسلمین عند المصیبۃ الاسترجاع
جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی
بقولہ تعالی وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون وروی عن سعید بن جبیر انہ قال بسط الاسترجاع لہذہ الامۃ ولو اعطی لاحد
اور خوشی سنا تا ثابت رہنی والوں کو کہ جب اونکو کوئی مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور اسکی طرف ہمکو پھر جانا ایسی لوگ اونہی خطاؤں سی بخشی ہوئی ہیں اور اونپر
اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر کی روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا اگر عطا ہوتا

یعقوب النبی الا ترٰی انه قال فی مقام الاسترجاع یاأسفی وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب مصیبة

وحضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوتا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یاأسفی یا اسوکہا اور کہا کہ اور مسلم میں ہی کہ ہیچ مسلمان علیہ السلام فرمایا ہیں ہی کوئی

فنقول انا لله وانا الیه راجعون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف خیرا منها الا اجره الله فی مصیبته واخلف له خیرا منها وقد روی

پہر ولیکی ہم ملک اللہ کی ہیں اور ہم طرف وہی چلنی والی ہیں اللہی تجکو میرے مصیبت کا اجر دی اور اوس سی بہتر بدلا دی مگر اللہ تعالی اوسکی مصیبت کا اجر اور اوسکو اوس سی بہتر بدلہ عنایت اور

الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسین عن ابیه الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب بمصیبة فیذکر وان

امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سی روایت کرتی ہیں اوسکے باپ حسین سی کہ حضرت نے فرمایا پیغمبر علیہ السلام نی جس مسلمان کو کچھ مصیبت پہنچی پہر وہ اوس مصیبت کو اگرچہ وہ بہت

قدم عهدها فیحدث لها الاسترجاع الا کتب الله له من الاجر مثلها یوم اصیب وهذا الحدیث رواه عن النبی علیه السلام

دنوں کی یاد کرکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہی تو اللہ تعالی اوسکی واسطی ویسا ہی اجر لکہتا ہی کہ جتنا مصیبت کی دن دیا تہا اور یہ حدیث ہی صلی اللہ علیہ وسلم سی

الحسین وحسنه بلته فاطمة التی شهدت مصرعه وقد ثبت فی علم الله تعالی ان المصیبة بالحسین یذکر مع تقدم

امام حسین رضی روایت کی ہی اور اوسی اوکی بیٹی فاطمہ نی جو کہ اوسکی مقتل میں ہمراہ موجود تہیں روایت کی ہی درعلم الہی میں ثابت ہو چکا ہے کہ مصیبت حسین کی ہمیشہ کو دنوں تک

العهد فکان من محاسن الاسلام ان یجری هذه السنة کما ذکر تلک المصیبة بان یسترجع لها فیکون للانسان

سو یہہ اسلام کی خوبیوں میں سی ہی کہ یہہ طریقہ جاری رہی کہ جب وہ مصیبت یاد آوی تو اوسکی لئی انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جاوی تو انسان کو اجر بہی

من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بها وامر ان یفعل من تقادم العهد بها ما نهی عنه النبی عن حدثان

دنیا ہی اجر لی جتنا اوکو ملا تہا جسنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تہا جو وہ مصیبت مسلمانوں پر آئی تہی اب جو شخص اوسی مدت دراز کے بعد وہ مذکرات کرتا ہی جو سی علیہ السلام نی منع

العهد بها نعق وبیته اشد مثل اطم الحدود وشق الجیوب ردعوی بدعوی الجاهلیة فکیف اذا نظم الی ذلک ظلم المؤمنین

عہد میں سوا اوسکی لئی عقوبت بہت سخت ہی جیسہ ہمسایہ اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیت کی عہد کی طرح پکارنا پہر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ اور زیادہ کردی مومنوں کو ظلم

ولعنهم وسبهم واتلاف نفوس بعض اهل الشقاق علی ما لا یقصده الا الذین من الفساد وغیر ذلک مما لا یحصیه الا الله تعالی

اور مومنوں کو لعنت کرنی اور برا کہنا اور اہل شقاق اور طرفداروں کی جو دین میں فساد کا قصد کرتی ہیں اتلاف نفوس اور سوا اوسکی اور منکرات جنکو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہی

فالواجب علی کل مسلم ان یجتنب عن کل هذه المواضع التی یفعل فیها امثال هذه المعاصی والمحرمات والانکار علی من ارتکبها

سو ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسے مقام میں جہاں ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہوں جانی سی کنارہ کری اور

بقدر الاستطاعة یسرنا الله تعالی الاجتناب عنها المجلس الثامن والثلثون فی بیان عدم سرایة

بقدر طاقت کے اس عملوں والوں کو منع کری اللہ تعالی ہمپر ان معاصی کی بچنا آسان کری شمنمونین مجلس بیچ بیان اثر نکرنی ایک کی

المرض وعدم جواز الطیرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا عدوی ولا صفر ولا غول هذا الحدیث

بیماری کی دوسری میں اور نہ جایز ہونی شگون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہ بیماری گلنی ہی اور نہ صفر کی نحوست اور نہ غول ہی یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه جابر والمراد بالعدوی سرایة العلة من صاحبها الی من یقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفی

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور عدوی سی بیماری کا بیمار میں سی ہیلی چنگی نشینوں میں اثر کرنا مراد ہی اور علماء کو اختلاف ہی کہ منفی آیا

هل هو عین السرایة او اضافتها الی العلة فذهب بعضهم الی ان المنفی نفس السرایة فانه علیه السلام اراد نفیها وابطالها

عین سرایت ہی یا سرایت بیماری کی ہی سو بعضوں کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت ہی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نی سرایت کی نفی کی اور باطل کیا

لتخلفها وجودا وعدما اما تخلفها وجودا فلان کثیرا ما یقارن الشخص ممن هو مجذوم او اجرب ولا یتعدی الیه مرضه کما اشیر

اوسکی ہونی اثر کی وجود میں اور عدم میں اثر نکرنا تو اس سی ثابت ہی کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی سی ملیگا جو اوسی ملتیگا تہا یعنی صاحب بیماری اور وہ مرض اوسمیں

الیه فیما روی عن جابر انه علیه السلام اخذ بید مجذوم فوضعها معه فی القصعة واما تخلفها عدما فلان کثیرا ما

جابر کی روایت میں یہہ اشارہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی ایک مجذوم کا ہاتہہ پکڑکر اپنی ساتہہ پیالہ میں رکہدیا اور اوسکا اثر نکرنا عدم میں سی ثابت ہی کہ اکثر اوقات

یعرض هذه الامراض فیما لا احتمال فیه للسرایة کما اشیر الیه فیما روی عن ابی هریرة ان اعرابیا قال للنبی علیه السلام

یہہ بیماریاں ایسی ہیں کہ پیدا ہوجاتی ہیں جہاں اصلا احتمال سرایت کا نہیں ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت میں یہہ بھی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ما بال الابل تکون فی الرمل کانها الظباء فیخالطها البعیر الاجرب فیجربها فقال النبی علیه السلام فمن اعدی الاول فانه علیه السلام اشار بهذا

کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرن پھر اوس سی خارشتی اونٹ ملجاتا ہی اوسکو بھی خارشتی کردیتا ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی اونٹ کو کسنی خارشتی کردیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی

القول الی ان الجرب فی البعیر الاول ان حصل من بعیر اخر اجرب یلزم التسلسل الی ما لا نهایة له وهو محال وان لم

فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ میں بھی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آویگا جو بیحد محال ہی اور اگر

یحصل عنه بل بسبب اخر فالذی اوصله الی البعیر الاول هو الذی یوصل الی غیره من الاصحاء وهو الله الخالق

دوسری خارشتی اونٹ سی نہیں ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پہر جسنی پہلی اونٹ میں پیدا کردی ہی وہ ہی پہلی چنگی بھلی اونٹوں میں پیدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہرشی کا پیدا کرنیوالا

لکل شئ القادر علی کل شئ وذهب بعضهم الی ان المنفی لیس نفس السرایة لما روی انه علیه السلام قال لا یورد ممرض

اور ہرشی پر قدرت رکھنی والا ہی اور بعضوں کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت نہیں ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بیمار اونٹوں والا اپنی اونٹ اچھی بھلی

علی مصح والممرض صاحب الابل المریضة والمصح صاحب الابل الصحیحة والمراد النهی عن ایراد الابل المریضة علی الصحیحة

اونٹوں میں نہ کھسادی اور ممرض کہتی ہیں بیمار اونٹوں والی کو اور مصح کہتی ہیں بھلی چنگی اونٹوں والی کو اور مقصود بیمار اونٹوں کو اچھی بھلی اونٹوں میں ملانی سی منع کرنا ہی

وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال فرمن المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذین الحدیثین ان المنفی لیس نفس

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بھاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بھاگتا ہی اب ان دونو حدیثوں سی معلوم ہوا کہ منفی عین سرایت نہیں ہی

السرایة بل المنفی اضافتها الی العلة وهذا القول الثانی اولی لما فیه من التوفیق بین الاحادیث الواردة فیه مع ما فیه

بلکہ منفی سرایت بہ نسبت بیمار کی ہی اور یہہ دوسرا مذہب اولی ہی کیونکہ اسمیں تمام حدیثیں جو اسباب میں وارد ہیں موافق ہوجاتی ہیں

من صیانة الاصول الطبیة عن التعطیل بخلاف القول الاول فانه یفضی الی تعطیلها ولم یرد الشرع بتعطیلها بل ورد

اور طبی قاعدے بھی بیکار ہونی سی بچ جاتی ہیں برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمیں قاعدے طبی بیکار ہوئی جاتی ہیں اور شرع نی طب کو بیکار نہیں ٹہرایا بلکہ

باثباتها واعتبارها علی وجه لا ینافی اصول التوحید فانه علیه السلام اراد ابطال ما کان اهل الجاهلیة یعتقدونه

قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا باطل کرنا ہی وہ یوں جانتی تھی

من ان العلة تشرك بطبعها فقال لا عدوی وبین بقوله هذا ان الامر لیس کما زعم اهل العلة تحصل بقضاء الله تعالی

کہ بیماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمایا کہ عدوی نہیں ہی اور شرح کردی کہ یوں نہیں ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہیں بلکہ بیماری حکم الٰہی سی اور اوسکی تقدیر سی ہوتی ہی

وقدره لکن قد تکون المدانات من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الی بعض الاشخاص ولذلك نهی النبی

پر کبھی نزدیک ہونا یعنی مجانا ہی بیماری پیدا ہونی کی نبی بعضی شخصوں میں سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی

عن ایراد ممرض علی مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التی خلقها الله تعالی و

بیمار اونٹوں کو اچھی اونٹوں میں ملانی سی منع کردیا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمایا کیونکہ اسمیں اول اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پیدا کرکر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بچاؤ ہی اور

جعلها اسبابا للبلایا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلایا اذا کان فی عافیة منها فانه کما یؤمر بعدم

بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جب کہ وہ بندہ اوس بلا سی عافیت مین ہی بچا کری جیسی کہ یہہ حکم ہی

القاء نفسه فی الماء او فی النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه ممن هو من اسباب الهلاك کذلك یومر

کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ مین مت جلو یا گرتی ہوئی مکان تلی مت کھسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی الہی یہہ حکم ہی

بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدیة باذن الله تعالی فان هذه الاسباب

کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیماریونسی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری مین اثر کرجاتی ہیں الگ رہو کیونکہ یہہ امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالى يخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق
اور ہلاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسی وقت پر مرض کو جو سبب ہی پیدا کر دیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور مسبب دونو کا خالق ہی
سواه لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخير فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و
اوسکی سوا کوئی خالق نہیں ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر کہیں سو نعمیں کو اسباب سی کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعمیں صرف مسبب اور مقدر کی مخلوق ہی
مقدرها فاظهر منها ينبغي ان يفرح بها ويبتشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تع
سو جو بہتر ائی پیش آوی تو لایق ہی کہ اس سی خوش ہو اور دلی بشاشت حاصل کری دراوسکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
فی امداد المؤمنين بالملئكة وما جعله الله الا بشرى ولتطمئن به قلوبكم وما النصر الا من عند الله والكثرة الت
جب فرشتوں سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو اوسنے صرف خوشخبری اور تاکہ تمہارے دل تمہاری اور وہہ نہیں مگر اللہ سی اور اس جماعت کی کثرت تو کچھ
فهذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فمن اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع
اسباب کی طرف تو دل متوجہ ہوتے ہین اور اصل مسبب کو بھول جاتے ہین سو جو شخص نعیم کو سوا اللہ کی اور جہت سی سمجھی اگر یہہ سمجھی
اعتقاده انه ليس من الله نعم فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع
اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی نہین ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو بھی ظرف سمجھتا ہی مگر اعتقاد یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی ہی یہہ بھی شرک خفی ہی اور دوسری
الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الى المذنوب كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم
قسم اسباب شر سو مصائب الیم ضرر کا گناہون ہی کی علاقہ رکھتی ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھون نے اور
وما اظهر منها ينبغي ان يتقى عنها بقدرها ورد به الشرع مثل لقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم على مكان الطاعو
اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہون تو اوس سی تدابیر کرنا چاہیی کہ جتنا شرع نی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان میں داخل ہوتی سی
واما ما خفي منها فلا يشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر احكاها
اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہین تو اوس کی پرہیز کرنا شرع مین نہین پایا کیونکہ یہہ بدشگونی مین داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی جیساکہ
الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتطيرون ويتشاءمون بالرسل وانبائهم وسبب تشاؤمهم
اللہ تعالیٰ اسکو اپنی کتاب مین کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کرکر نحوست سمجھا کرتی تھی اور سبب نحوس سمجھنی کا یہہ تھا
ان الرسل لما دعوهم الى دين غير ما الوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم فذمت عادة العوام ان
کہ رسل علیہم السلام نی جب اون لوگون کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھہ کر قبیح سمجھنی لگی اور اونکی طبیعتین نفرت کرنی لگین کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی
يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان خازنا لكل خير
کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہین اگرچہ اوسمین سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہین اگرچہ اوسمین سراسر خیر اور برکت ہو
وقوله وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك وابحث عن
اور ثابت ہو چکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی بدشگونی بالکل نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا ہی بدشگونی شرک ہی اور کھوج کرنی
اسباب الستر بالرمل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا
غیب کی باتون مین جیسے رمل کی اور ستارون کی تاثیر دیکھہ کر اور کنکر یون اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ بھی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور سمین کھوج کرنیوالی
يشتغلون لما يدفع البلاء من الطاعات بل يشتغلون بلزوم الميت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقد
وہ کام نہین کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ کہر مین بیکسر بیٹھہ رہتی ہین اور جلنا پھرنا موقوف کر دیتی ہین اس سی قضا اور قدر بند نہین ہوتی
ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا مما يقوي وقوع البلاء ونفوذه والذي جاءت به الشريعة هو ترك البحث عن
اور بعض لوگ گناہون مین مشغول ہو جاتی ہین یہہ ایسا کام ہی جسمین خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کرے جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع مین آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اسمین کچھ کوشش

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان

اور نہ اودھر توجہ کرے اور وہ شغل اختیار کرے جسمیں بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بھروسہ اور قضا

بقضائه وقدره فانه عليه السلام عندما ذكر له اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر

اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہونی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور دن کو یکبارگی تاریکی

بشغل باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب انما

اور نیکی کے اعمال میں مصروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہانتک کہ وہ سامان لوگوں پر سے دور ہوجاتا ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کے سامان

ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء

ظاہر ہوں تو موافق شرع کے ایسی عبادت میں مشغول ہو جسمیں امید ہی کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہ تمام اشیاء

كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف

بلا کی دفع کرنی مین بڑی ہی تاثیر رکھتی ہین بیشک اللہ تعالی سلطان عذاب کا اور رحمت کا روئیدہ کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی

الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالريح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة

تاکہ اوسکی طرف رجوع لاوین اور خوار ہوکر رووین جیسی تند اندھیان بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہی کبھی رحمت لاتی ہی

وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ

اور کبھی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالی سی خیر کی دعا کرین اور جو اوس سی آوی اوسکی خیر مانگین اور اوسکی

به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا رأى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا

شر سی اللہ تعالی کی پناہ لگین جو وہ لاتی ہی پھانگین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندھی یا ابر دیکھتے تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبھی آتی اور کبھی جاتی پھر اگر

امطرت سرى عنه ويقول قد عذب قوم بالريح ورأى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب فالاسباب

مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندھی ہی ہوا تھا اور ایک قوم ابر کو دیکھہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہی ہمپر برسیگا سو اوسمین سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی

الرحمة فيرجى الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم

سامان سی اللہ تعالی اپنی بندھی کو امیدوار کرتا ہی جیسی ہوا نرم ہمیشہ کی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسہی واسطے مینہہ برستی وقت یہ دعا کرتی ہین آپہی

سقيا رحمة لا سقيا عذاب وانما امن اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل

پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہونی کی بچنا چاہی تو اوسکو کچھہ فائدہ نہین بلکہ

كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام لا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر

اکثر اوقات خوفناک بلا مین آپڑتا ہی اور یہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہین ہی سو اسکی تفصیل من اختراف ہی ظاہر حق یون معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی

صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشوم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس

کیونکہ یہ لیام جاہلیت مین اسکو منحوس جانتی تہی اور یون کہا کرتی تہی کہ صفر بڑا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کردیا اور بہتیری لوگ

في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها ولذلك

اب ہی اوسکو منحوس بتاتی ہین اور بعضی دفعہ اس مہینہ مین سفر نہین کرتی اور نہ بیاہ کرین اور نہ کوئی کام اسکی نحوست ثابتی ہی بدشگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوچکی ہی ایسی ہی

التشاءم يوم من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة

نحوست کسی اور دن کی تمام ایام مین سی بدشگونی ہی کیونکہ نحوست کی کچھہ تخصیص کسی وقت کی جیسے ماہ صفر وغیرہ کی جایز نہین ہی اسواسطے کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی

ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى

جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستارون سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات مین ایک متصل چیز ہی اوسکی سب اجزا ایک سی ہین صرف خدا تعالی کی پیدا کیہوئی ہی

ویقع فیہ افعال العباد فلا یکون فیہ یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغلہ العبد بالطاعۃ فہو
اوسی کی اندر افعال عباد ہوتی ہیں سو اوسمیں نہ برکت نہ کچھ نحوست ہاں باعتبار کار بار ہ بندون کی ہی سو جس زمانہ کو انسان فی عبادت میں مشغول رکھا تو وہ

زمان مبارک علیہ وکل زمان شغلہ العبد بالمعصیۃ فہو زمان مشئوم علیہ والیمن والشوم فی الحقیقۃ ہو الطاعۃ
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان فی گناہون میں لگا دیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت میں مبارک اور منحوس عبادت

والمعصیۃ کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومہ بین لحییہ یعنی لسانہ وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شئ
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون میں ہی یعنی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر بالفرض کسی شی میں نحوست ہوتی

ففی بابین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شئ احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشۃ انہ علیہ السلام
تو دونو جبڑون میں یعنی زبان میں ہوتی اور یہ بھی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہیں قید کی زیادہ حاجت مند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الشوم سوء الخلق فعلی ہذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانہا تسخط اللہ تعالی فانہ اذا سخط علی عبد یکون ذلک
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کچھ اور نہیں ہی کیونکہ اسسے اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی اللہ بیزار ہوا تو وہ ہی بندہ

العبد شقیا فی الدنیا والاخرۃ واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین قد شکی الیہ
دنیا اور آخرت میں بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہ ہی بندہ دنیا اور آخرت میں نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی یسی مصیبت کا شکوہ ہوا

عن بلاء وقع الناس فیہ فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسہ وعلی غیرہ اذ لا
جسمیں تمام خلق مبتلا تھی سو اونہون نی کہا مجکو تمہاری یہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہیں ہوتی ہو کہ گنہگار آدمی اپنی حق میں ہی اور غیر کی حق میں بھی منحوس ہوتا ہی اسلئے

یومن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصا ما لم ینکر علیہ والبعد عنہ کلازم وکذلک الا ما کان الذی یفعل فیہا المعاصی
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی یہ سب خلق پر پھیل جاوی تو کہا نہیں جا سکتی ہی خاص کر اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو دیکھتے ہیں اور اوس سی دور رہنا فرض ہی اور ایسی ہی اون مکانون

یلزم البعد عنہا والہرب منہا خشیۃ نزول العذاب علی من یوجد فیہا کما روی انہ علیہ السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر
سی بھاگ کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو عذاب نازل ہووی موجود ہو سب پر عذاب نازل ہو جاوی چنانچہ یہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک میں دیار ثمود پر پہنچے

قال لاصحابہ لا تدخلوا ما کن ہؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیۃ ان یصیبکم ما اصابہم فان ہجران اہل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اسمیں مت داخل ہو مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر بھی آجاوی جو عذاب اونپر آیا تھا یعنی بیشک ترک کرنا اہل

العصیان واماکنہم من جملۃ الہجرۃ المامور بہا بل العدوی عند التحقیق فی مخالطۃ من ترتکب المعاصی ویحسنہا ویزینہا
عصیان وراہ کی مکانات کا جو ہجرت میں داخل ہی جو کہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی دیکھ کا لگنا حقیقت میں اوس شخص کی ملاپ میں ہی جو معاصی میں مبتلا ہی اور اوسکو خوبی کی ساتھ ترتیب

ویدعو الیہا من شیاطین الانس الذین ہم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منہ باللہ تعالی فینصرف
اور لوگون کو رجھاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ تر مضر ہوتا ہی کیونکہ جنی شیطانون سی تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہو جاتی ہیں

واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعک فی المعصیۃ وقد جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال یحشر المرء علی دین خلیلہ
اور آدمی کی صورت کی شیطانون کی نہیں جاتی آخر تجھکو معصیت میں گرفتار کر چھوڑتا ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹھیگا

فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث لا تخالط الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی واما الغفل بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس سی دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا صحبتی مت ہو اور سوا پرہیزگار کسیکی کہانا مت کہاؤ اور غفل

فہو من زعمات الجاہلیۃ فانہم کانوا یقولون انہ نوع من الجن یتراءی للناس فی الفلوات باشکال مختلفۃ ویضلہم
جاہلیت کی اقوال میں اہل جاہلیت کہا کرتی تھی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل میں طرح طرح کی شکلیں بنا کر دکھایا کرتی ہیں اور رستی سی بھٹکا کر

عن الطریق ویہلکہم وقولہ علیہ السلام لا غول بحتمل ان یکون المراد منہ نفی وجودہ کما ہو ظاہر من لفظہ لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہیں اور یہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہیں ہی اسمیں یہ بھی احتمال ہی کہ اسی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

زینت دیکر

عین کا پیش سی

من نفی الشیٔ نفی وجوده لکن قال بعض العلماء لیس المراد به نفی وجوده بل المراد به نفی ما کان یعتقده اهل الجاهلیة

کسی شئ کی نفی سے یہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کے ان معتقدات کی نفی مراد ہی

من التشکل باشکال مختلفة والاضلال عن الطریق والاهلاک فیکون المعنی انه لا یستطیع ان یضل احدا عن الطریق

کہ وہ طرح طرح کی شکل بنالتی ہیں اور رستہ سے بہکاتی ہیں اور ہلاک کردیتی ہیں اب حدیث کی یہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستہ سے نہیں بہکا سکتی

ولا ان یفعل شیئا مما ذکروه هذا الوجه اولی الوجهین لورود اخبار تدل علی وجوده من جملتها ما روی انه علیه السلام

اور نہ کچھ اور ان مذکورات میں سے کرسکتی ہیں یہ معنی وہ دو معنی اولی ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بھی آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں انہیں میں ایک یہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام

قال اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان فانه علیه السلام بین ان شرها یدفع بذکر الله تعالی فعلی المؤمن ان یشتغر

فرمایا جسوقت غول شرارت کریں تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الٰہی سے رفع ہوجاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول

بطاعة الله تعالی ویتوکل علیه ویترک کل ما شاع بین الانام مما کان مخالفا لدین الاسلام ونهی عنه النبی علیه السلام

اور اوسہی پر بھروسا کرے اور جو خلقت میں خلاف شرع پھیل رہا ہی سب ترک کرے یعنی جو دین کی مخالف ہو اور جسے علیہ السلام نے منع فرمایا ہو

یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرة والفال

اپنی مہربانی سے ہمارا اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سے انتالیسویں مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں

المذموم ومدح فال المسنون وانواعه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا طیرة وخیرها

اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیرہ کی کچھ اصل نہیں ہی اور اچھی ہی بہتر

الفال قالوا وما الفال یا رسول الله قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم هذا الحدیث من صحاح المصابیح

فال ہی پوچھا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچھی بات جو کوئی سن لی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواه ابوهریرة ومعناه ان الطیرة لا یجوز العمل بها لعدم الخیر فیها وانما الخیر فی الفال الذی هو الکلمة الصالحة

ابوہریرہ کی روایت سے اسکی یہ معنی ہیں کہ بد شگونی پر عمل کرنا جایز نہیں ہی کیونکہ اسمیں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو

یسمعها احدکم ولیس معناه ان فی الطیرة خیرا والفال خیر منها اذ لا خیر فی الطیرة اصلا وهی مصدر بمعنی

کوئی سن پاوی اور یہ معنی نہیں ہیں کہ بد شگونی میں خیر ہی پر فال اوس سے بہتر ہی اسواسطے کہ بد شگونی میں اصلا خیر نہیں ہی اور طیرہ مصدر ہی

التطیر ماخوذة من الطیر لان العرب فی الجاهلیة کانوا یتبرکون بسنوحها ای بمرورها من میاسرها الی میامنک

تطیر کے معنوں میں طیر سے مشتق ہوا ہی اسلئے کہ عرب کی لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک جانتے تھے یعنی جو کہ بائیں ہاتھ کی طرف سے داہنی طرف چلا جاوی

وینشاءون ببروحها ای بمرورها من میامنک الی میاسرها ذکان من عادتهم اذا خرج لحاجة فان راوا الطیر

اور بروح کو منحوس سمجھتے تھے یعنی جو کہ داہنی ہاتھ کی طرف سے بائیں طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تھی جب کسی کار کو نکلتی ہرا گر کسی پرندہ

او الوحش بمرّ بمیینه یتبرکون به وبین هبوب فی حاجتهم وان راوا الطیر او الوحش بمرّ بیسرة یتشاءمون به ویرجعون

یا وحشی کو دیکھ کہ داہنی طرف کو گیا یا سوانی مبارک جان کر اپنی کار کو چلا جاتی اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی جانور بائیں طرف کو گیا تو منحوس جانکر واپس آتی

الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین یتبرکون به ویمضون فی سفرهم

اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑاکر اور وحشی کو ہنکر دیکھتے کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار یا کو چلی جاتی

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم کانوا یتبرکون

اور اگر داہنی داہنی طرف لی تو اوسکو منحوس سمجھکر اپنی سفر کی اور کار بانی کو ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو

بالسوانح ویتشاءمون بالبوارح والسوانح ما یمر من الطیر والوحش بین یدیک من جهة یسارک الی میمنتک فی العرب

نیک برگشتہ الا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجھتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنے سی بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

کانوا یتیمنون به لامکان رمیه وصیده من غیر الانحراف والبارح ما یمر من الطیر والوحش من جهة یمینک
اسکو مبارک جانتی تھی کیونکہ اوسکو شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ اپنی طرف سی
الی یسارک والعرب کانوا یتشاءمون به لعدم امکان رمیه وصیده من غیر الانحراف فنفی النبی علیه السلام
بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہیں کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہیں ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا
وابطل واخبر انه لیس له تاثیر بنفع ولا ضر فهذا معنی قوله لا طیرة فان الطیرة علی ما مر مصدر بمعنی التطیر او اصل
اور مٹا دیا اور خبر سنا دی کہ اسمیں نہ کچھ نیک تاثیر فائدہ مند ہی اور نہ کچھ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرة کے یہ ہی ہیں کیونکہ طیرہ جیسا کہ گذر چکا ہی مصدر بمعنی تطیر ہی واصل
التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاءل به ویعد شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام
تطیر طیری فال لینی کہ کہتی ہیں پہر اسکی استعمال ہر چیز میں جو منحوس سمجھی ہوگئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اوسکی اور کچھ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قال الطیرة من الشرک یعنی انها من اعمال اهل الشرک والکفر کما حکاها الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا
فرمایا بدشگونی شرک ہی مراد یہ ہی کہ طیرہ مشرکوں اور کافروں کے اعمال میں سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال اوسکی کچھ اپنی کتاب میں حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار
یتشاءمون بالرسل واتباعهم ویسب تشاؤمهم بهم ان الرسل لما دعوهم الی دین غیر ما الوفهم استغربوه واستبعدوه
رسولوں اور اونکی سا تھیوں کو منحوس سمجھتی تھی اور اونکی منحوس سمجھنی کا سبب یہ تھا کہ رسول جو اونکو نیا اور خلاف طبع سکھاتی تھی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تھی
ونفرت عنهم طباعهم ومن عادة الجهلة ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان حالیا بالکل بشره وبالعکس بتشاءموا
اور اونسی کفار کو بالطبع نفرت ہوتی کیونکہ جاہلوں کی عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجھیں اگرچہ وہ سین تمام خرابیاں موجود ہوں اور جو بات
ما یخالف هواهم وان کان جاذبا بکل خیر ونوال ومن عادتهم ایضا التشاءم ببعض الایام والشهر کشهر صفر فان کثیرین
اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجھیں اگرچہ وہ سین ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہ ہی عادت ہی کہ بعضی تاریخوں اور بعضی مہینوں کو منحوس جانتی ہیں جیسا کہ صفر مہینا بہت
من الناس فی هذا الزمان یتشاءمون به وربما یمتنعون فیه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطیرة
لوگ اس زمانہ کی یہ ہی اوسکو منحوس گنتی ہیں اکثر لوگ اس مہینہ میں سفر اور بیاہ وغیرہ نہیں کرتی ہیں یہ بدشگونی بھی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ
المنهی عنها فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة یعرف مقدارها
کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی وقت سی ہرگز نہیں ہو سکتی اسلئی کہ زمانہ ایکبہت متصل دراز کو کہتی ہیں جسکی مقدار اوفک
بحرکة الافلاک والنجوم وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء یحصل بخلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فلا یکون
اور ستاروں کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل میں ایک چیز اوسکی ایکسا طرح کی اجزا ہیں خدا کی پیدا کیا ہی موجود ہی بندوں کی افعال اوسمیں واقع ہوتی ہیں
فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارک علیه وکل زمان
سو اوسمیں نہ کچھ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندوں کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت میں صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق میں مبارک ہی اور جو وقت
شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشوم علیه وفی الحقیقة الیمن هو الطاعة والشوم هو المعصیة کما قال عدی
معصیت میں صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق میں منحوس ہی اور حقیقت میں برکت عبادت میں ہی اور نحوست گناہ میں ہی چنانچہ عدی
بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء ففیما بین اللحیین یعنی
بن حاتم کہتی ہیں کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑوں میں ہی یعنی زبان میں اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو تو اوسمیں ہی جو دونو جبڑوں میں ہی
اللسان وروی عن عائشة رضی الله عنها انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لیس الشوم الا المعاصی
یعنی زبان میں اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہیں
والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلک العبد
بیشک خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہیں کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

شقیا فی الدنیا والاخرۃ واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین
دنیا اور آخرت مین شقی بدبخت ہوا اور جس بندہ سے اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت مین نیک بخت ہوا کسی نیکبخت کی پاس
قد شکی الیہ عن بلاء وقع فیہ الناس فقال مالری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم
لوگون نی ایک بلا مین مبتلا ہو کر شکایت کی اونہون نی جواب دیا کہ مجکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ غیر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سی نازل ہوئی ہی گنہگار
علی نفسہ وعلی غیرہ اذا لم یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصا من امر بنکر عمله فالبعد عنه لازم و
اوسپر اور غیرون پر بھی ہوتی ہی اسواسطی کہ کہان پتاہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پھر سب خلق پر پھیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نہین جانتی
کذا الاماکن التی یفعل فیها المعاصی یلزم البعد عنها والهرب منها حتی لا تنزل العذاب علی من یوجد فیها فان
ایسی ہی اون مکانات سی الگ اور دور رہنا ضرور ہی جہان معاصی عمل مین آتی ہون اس ڈر سی کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو جو وہان موجود ہون کیونکہ
هجران اهل العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها ومن عادتهم ایضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانون کا اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت مین یہہ بھی ہی کہ بوسیلہ رمل اور
الحصی والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلک وذلک کله من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل الاستقسام بالازلام
کنکریان اور دانہ جو کی اور ستارون مین نظر کرکی اور سوا اسکی غیب کی حالات مین بحث کرتی ہین یہہ تمام بدشگونی مین داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالازلام
ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قسم لهم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة یکتبون علیها الامر و
اور معنی استقسام کی یہہ ہین کہ طلب کرنا علم شدنی کا اور ازلام تیرون کو کہتی ہین جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہان یا نہین لکھتی تہی
النهی یکتبون علی بعضها افعل امرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل ونهانی ربی ویضعونها فی وعاء فاذا اراد احدهم امرا
بعضمین پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم ابھی ہی لکھتی تہی اور بعضی پر لاتفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہین لکھتی پھر اونکو ایک باسن مین رکھتی پھر جسکی
ادخل یده فی ذلک الوعاء واخرج قدحا فان خرج علیه الامر مضی لما قصده وان خرج علیه النهی کف عما قصده وقال
تو اوس برتن مین ہاتھہ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمین حکم ہتا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمین ممانعت ہتی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
سعید بن جبیر کان الاهل الجاهلیة حصیات فاذا اصابهم اذا اراد احدهم امرا من السفر وغیره استقسم بها ای
سعید بن جبیر کہتی ہین کہ اہل جاہلیت پتون کی ساعتی کنکر رکھتی تہی جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کرون
طلب ان علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام بالازلام حرام لانه دخول فی
یا نہ کرون اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین استقسام الازلام حرام ہی اسلیئے کہ یہہ علم الہی ہی
علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه ما یفعل فی زماننا ویسمونه فال القرآن وفال دانیال ونحوها فانها لیست من
مدا خلت ہوتی ہی حالانکہ وہ بھی پوشیدہ ہی اور اسمین داخل ہی جو اس زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام فال قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور اسکے سوا کہ جسکو چھوڑا ہی کیونکہ یہہ
الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها حقا لان فیها الخبر عن
طریقہ وہ فال نہین ہی جو شرع مین محمود ہو بلکہ یہہ بھی استقسام بالازلام کی جنس سی ہی سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین غیب کی خبر
الغیب والتطیر بالقرآن العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة الموافقة للمراد کالرشد والنجیح علی ما
اور قرآن کی ساتھہ تطیر ہی اور فال جو شرع مین محمود ہی وہ یہہ ہی کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سی لیوی جو مراد کی موافق ہو جیسے رشد یعنی راہ یابندہ اور نجیح
روی عن انس انه علیه السلام کان یحبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد یا نجیح وفی حدیث اخر انه علیه السلام
چنانچہ انس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تہا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا نجیح اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یحب الفال ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام
فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کیا کرتی تہی اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکھتی تہی اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی علما کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یجب التفاؤل ویکرہ الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحکم علی الغیب وسوء الظن باللہ تعالی وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیہ الحکم

فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ بتایا تھا کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی یہی فال سو اسمین غیب کی

علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن باللہ تعالی ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظہور سبب اذا رجی

خبر نہین ہوتی بلکہ اسمین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جناب مین نیک گمان اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظہور کسی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اسی امید

امل من اللہ تعالی خیرا بغتۃ عند سبب قوی وضعیف فہو خیر لہ واذا قطع رجاءہ واملہ من اللہ تعالی فہو شر لہ لقولہ تعم

خیر کی اور آرزو نعمت کی کرے تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کرلی تو اوسکی حق مین بہتر ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصاح الغقعق

ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا اول بڑی

ورجع من سفرہ یکفر عند بعض المشائخ وذکر فی المحیط ان الہامۃ اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل

اور پہیہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار جاوی گا تو وہ شخص

عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان یکون لہ حاجۃ فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبہ رجاء الوجدان او یکون

بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخص کو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سن لی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پاینوالی پہر اسکی دلمین توقع ہوا اوس مطلب

لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامۃ والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منہما

شخص کو پہہ بیمار ہوا اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنیوالی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہوا اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین

استدلالا بالعلامۃ علی عاقبۃ الامر وہو ان الکلمۃ الحسنۃ التی تجری علی لسان الانسان لدلالتہا علی المعنی الموافق

کار کی انجام اور مآل پر نشانیونسی استدلال کرنا ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتی ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسکی مراد پر

للمراد یمکن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البہائم واصواتہا فانہا لعدم دلالتہا علی معنی لا یمکن

استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پرواز مین اور وحشیون کی حرکات اور آواز مین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی

الاستدلال بہا علی شئ وان کان اہل الجاہلیۃ جعلوا العبرۃ فیہا تارۃ بحرکاتہا وتارۃ باصواتہا وتارۃ بالوانہا وتارۃ

کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت فی اوسمین کئی اعتبار ٹہہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آواز سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی

باسمائہا ویتشاءمون ببعضہا ویتیمنون ببعضہا فانہم کانوا یتشاءمون بالعقاب علی العقوبۃ وبالغراب علی الغربۃ ویتیمنون بالہدہد علی الہدی وکذلک کانوا یتبرکون

ناموسی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب کی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی تہا

بالسانح ویتشاءمون بالبارح والسانح مایمر من الطیر والوحش من جہۃ یسارک الی جہۃ یمینک والعرب کانوا یتیمنون بہ لامکان رمیہ وصیدہ

اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ ایسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غیر انحراف والبارح مایمر من الطیر والوحش من جہۃ یمینک الی جہۃ یسارک والعرب کانوا یتشاءمون لعدم

بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی

امکان رمیہ وصیدہ من غیر الانحراف اذ کان من عادتہم انہم اذا خرجوا لحاجۃ وراوا الطیر او الوحش یمر یمینا

کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جبکہ کسی کام کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو

یتبرکون بہ ویذہبون فی حاجتہم وان راوا الطیر او الوحش یمر یسرۃ یتشاءمون بہ ویرجعون الی بیوتہم ویمکثون

چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر بیٹہ جاتی اور بعضی اوقات

ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا ویذہبون فی حاجتہم وان اخذت ذات الشمال

پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

التشاءم بالطیر کی مثال

التبرک بالطیر کی مثال

یتشاءمون بها ویرجعون عن حاجتهم فنهی النبی علیه الصلوٰة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطیر علی وکناتها
تو منحوس جانکر کاروبار سے اپنی نکلی ہوئی آپ نے منع فرمایا جانور کو کھونسلہ میں بیٹھا رہنے دو

وروی عن معاویة بن حکم انه قال قلت یا رسول الله کنا نتطیر قال ذلك شئ یجده احدکم فی نفسه فلا یصدنکم
اور معاویہ بن حکم سے روایت ہی کہتا ہی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تھی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو اسسے اپنے کاروبار بند نکرو

یعنی ان ذلك شئ یوجده فی النفوس من قبل الظنون التی تقربکم بحکم البشریة من غیران یکون لها تاثیر فی شئ
مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون مین آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ پھیہ

من النفع والضر فلا یصدکم عما تتوجهون الیه من مقاصدکم وقد جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال
نفع و کوی ضرر سو یہہ وہم تمکو کار بار مقصود کی آمد رفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطیرة عن حاجة فقد اشرك فقیل وما کفارته یا رسول الله فقال ان یقول اللهم لا طیر الا طیرك
جسکو کاروبار سی بدشگونی روک رکہی وہ مشرک ہی کسی نی پوچھا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہئی اللہم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خیر الا خیرك ولا اله غیرك ثم یمضی الی حاجته یعنی ان کل ما یصیب الانسان من الخیر والشر والنفع والضر
فال کی اور سکوئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سوای تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بھلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

والیمن والشوم لا یصیبه الا بقضائك وتقدیرك وحکمك ومشیتك وفی حدیث اخر رواه ابن مسعود انه علیه السلام قال
اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی

الطیرة شرك الطیرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولکن الله تعالی یذهبه بالتوکل وقیل قول ما منا الا لیس من کلام النبی
فال بھی شرک ہی یہہ بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دلمین خیال سے لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کردیتا ہی اور کہتی ہین کہ ثلثا کا لفظ یا منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من کلام ابن مسعود وفیه حذف اختصار ومعناه لیس منا الا من یقع فی قلبه عند ذلك شئ من ذلك علی عاجرت
بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین ہی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمیون سی جو ہی سو اوسکی دلمین اوسوقت کچھہ ایسا ویسا خیال آجاتا ہی

به العادة لکن لا یستقر فیه بل یحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فیساله الخیر ویستعیذ به من الشر ویمضی علی
چنانچہ یہہ عادت ہی ہمارے ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ دکھا اعتقاد درست جتاتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی موثر نہین سو اوسی سہلائی طلب کرتا ہی اور اوسی سی پناہ مانگتا ہی

مقصوده متوکلا علیه یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه المجلس الاربعون فی
اور اوسپر بہروسا کرکر اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی مرضی کی موافق ہی چالیسوان مجلس ہیچ

بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون الاخرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الثوءة
بیان خوبی اور رنگ کی دنیاکی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اور رنگ

فی کل شئ الا فی عمل الاخرة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه مصعب بن سعد عن ابیه ومعناه ان
ہر شی مین ہی مگر آخرت کی عمل مین یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التانی مستحسن فی جمیع الامور الا فی عمل الاخرة فان التانی فیه غیر مستحسن اذ لا شك فی کونه خیرا فلا خیر فی تاخیره
اور رنگ تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سوا یہہ تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فیه المسارعة الیه بقوله تعالی وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموٰت والارض اعدت
بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ آسمان اور زمین جیسا ہوتا ہی

للمتقین واما امور الدنیا فلا یعلم انها خیر فیعجل بها او شر فیحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فیها فان هنهم
واسطی پرہیزگارون کی اور سہی دنیاکی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہئی تا برابر اس سی بچا جاہئی سو اسمین اوسمین جلدی مشروع ہوئی ہی ہوگا کہ کیا

یستحب

یستحب له ان یشاور فیه لما روی انه علیه السلام کان یشاور اصحابه فی جمیع الامور حتی حوایجه بیته وروی عنه

تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی یا عتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنے اصحاب سی تمام کارو بارمین مشورہ کیا کرتے بہان تک کہ گھر کی کامہ بارمین اورعلی کی

علی انه قال اهلاك امرء عن المشاورة وقیل لو شاورادم علیه السلام الملئكة فی اكله من الشجرة المنهیة لما وقع فیما

روایت ہی کہ آپنی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اورکہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی کیہون کہانی مین تو اوسپر یہہ مصیبت نہ آتی

وقع وقیل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولاشئ فالرجل من له رای صائب یشاور ونصف الرجل

جو آئی اورکہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورامرد اورآدھامرد اورکچھ نہین سوپورامردوہ ہی جوخود دانا ہو پہر مشورہ کری اورآدھامردوہ ہی

من له رای صائب لكن لا یشاور ویشاور لكن لیس له رای صائب ولاشئ من لیس له رای صائب ولا یشاور فباجتماع

جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اورکچھ نہوہی جو نہ خود دانا ہو اورنہ مشورہ کری پس دونو باتون کی

الامرین الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لاشئ والاحادیث الصحیحة الواردة فی المشاورة كثیرة

جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اورایک بات سی آدھا ہوتا ہی اورجب دونوبات نہون تو کچھ نہی اورصحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ویغنی عن جمیعها وشاورهم فی الامر فانه علیه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم یكن احدا فطن منه لامر

بدلی یہہ آیت کافی ہی اورمشورہ لی اونسی سوہی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اورانکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بل للمشاورة وفهذه الاية فما الظن بغیره لكن من یرید المشاورة لامر یستحب له ان یشاور فیه جماعة من اهل

اس آیت مین پہر اورون پر تہیرا کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کام مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت دانا سی کری

البصیرة یكون اقلهم عشرة ویعلم من حالهم النصیحة والشفقة ویثق بدینهم وصدقهم ورزعهم وعلمهم

کم سی کم دس تو ہون اورانکی حال عادت سی خیرخواہی اورشفقت معلوم ہوتی ہو اوراندین اوراستی اورپرہیزگاری اورعلم پر اعتماد ہو

ویعرفهم مقصوده من ذلك الامر ویبین لهم ما فیه من المصلحة والمفسدة ان علم شیئا من ذلك وان

اوراوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلادی اورجو جو اوسمین خوبی اور برائے ہو اگر کچھ جانتا ہو تو اوسکی سامنی بیان کردی اورگر

لم یجد منهم الا واحدا یشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم یجد واحدا یرجع الی امراته والی امرأة اخری یجوز

سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہلی تو اوس ایک شخص کی دس دفعہ مشورہ کرلی اورگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اورعورت سی

مكالمته ویشاورها وبعد المشاورة یخالفها وفی مخالفتها خیر وبركة وقد روی انه علیه السلام قال

جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اورپہر مشورہ کی اوسکی خلاف مین خیراور برکت ہوتی ہی اورروایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاوروهن وخالفوهن وحكی ان واحدا من اهل الشام شاور امراته فی ایام فتنة یزید ان یطرح نفسه من

کہ عورتون سی مشورہ کرو اورخلاف کرو اورحکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسینی اپنی بی بی سی جن دنون یزید نی چاہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چھت پر سی کود پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء الناس یزیدون له بسلوة

سو بی بی کہا مت گرنا پردہ شخص اوسکا خلاف کرکر چھت پرسی نیچی گر پڑا اوراوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی

الی محاربة الحسین فلما راوا حاله ترکوه فنجی من شقاوة الدنیا والاخرة ببركة عمله

حضرت حسین رضہ کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو اوسکو چہوڑ گیا سو وہ شخص دنیا اورعقبا کی بدبختی سی بسبب برکت اوس عمل کی کہ حدیث پر عمل کیا نجات پا گیا

بقتل او قطع عضو علی قتل مسلم لا یجوز له ان یقتله بل یلزمه ان یصبر حتی یقتل وان قتله یكون اثما

قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی تو اسطی قتل مسلم کی جایز نہین بلکہ اوسپر لازم ہی کہ صبر کری اورجان دی اوراگر اوسنی قتل کرلی تو

لا یستباح قتل مسلم بضرورة ثم یجب علی المستشار دینا ان ینصح ویجتهد فی التفكر فی النصیحة

گنہگار ہوا پہر مشورہ مین ہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ دینی والی پر دیانت کی راہ سی نصیحت کرنی اورسوچ کر مشورہ دینی واجب ہی

المشاورة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال المستشار مؤتمن وفي حديث اخر انه عليه السلام
کیونکہ ابوہریرہ رضی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینی والا امین ہوتا ہی اور ایک اور حدیث میں ہی

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه وفي حديث اخر قال من استشار اخاه فاشار عليه بامر يعلم ان
کہ آپ نے فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے جب تک نہ چاہے بھی اپنی بھائی کی لئی جو بہتر جانتا ہی اپنی لئی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ فرمایا جسنے کسی بھائی سے کوئی رہنمائی

الرشد في غيره فقد خانه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من استشاره اخاه المسلم في امر فقال المستشار
بہتر اگر کہ خوبی دوسری کا رہیں ہی سو اوسنی اوسکی خیانت کی کیں نواصل اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جسنی کسی بھائی مسلمان سے کسی باب میں مشورہ کیا اور مشورہ دینی والی

ان المصلحة في فعله وهو يعلم او يظن ان المصلحة في عدم فعله فقد خانه واذا شاور وظهر كونه مصلحة
کہ اسمیں بہتری پردہ ہیں جانتا ہی یا گمان غالب کرتا ہی کہ خوبی اسکی نہ کرنی میں ہی تو اوسنی خیانت کی اور جب اوسنی مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

يلزمه ان يقبل ذلك المستشار لكن بعد ان يستخير الله تعالى في ذلك بالاستخارة التي رواه البخاري في صحيحه
تو لازم ہی کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی پہلے اس باب میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کری جو کہ امام بخاری نی اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن فيقول
جابر سی روایت کیا ہی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور میں استخارہ سکھاتی نبی جیسی قرآن کی سورت سکھاتی تھی فرماتی نبی

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك و
کہ جب کوئی کسکا کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑہی پہر یہہ دعا پڑہی اللہم میں تجھسی خیر طلب کرتا ہوں تیری علم کیا وقدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کی

اسألك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت
تجھسی مانگتا ہوں تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہی اور میں بیخبر ہوں اور تو تمام غیب سی آگاہ ہی الٰہی اگر

تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله واجله فاقدره لي ويسره لي ثم
تیری علم میں یہہ کام میری حق میں بہتر ہی میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب بھی اور آگی کو تو اسکا کر کہ میرا کی جاوی اور آسان کر دی پہر

بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله واجله فاصرفه
برکت دی اسمیں مجھکو اور اگر تو جانتا ہی کہ یہہ کام میری حق میں برا ہی میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب بھی اور آگی کو تو پھیر دی

عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم ارضني به قال العلماء يستحب الاستخارة بالصلوة
اوسکو مجھسی اور مجھکو اوس سی اور خیر پہنچا کر میری لئی جہاں ہو اور پہر مجھکو راضی کردی علما کہتی ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور في جميع الامور كما صرح به في الحديث المذكور ويكون الصلوة ركعتين من النافلة والظاهر انها
اور دعا یہہ مذکور کی تمام امور میں مستحب ہی چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہی اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور ظاہر یوں ہی

تحصل بركعتين من السنن الرواتب وتحية المسجد وغيرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة يستخير بالدعاء المذكور
کہ سنت روانب کی دو رکعت اور تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل میں سی ہی کافی ہیں اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا یہہ مذکور کی استخارہ کری

واذا استخار يستخير سبع مرات ثم ينظر ما ينشرح له صدره لما روى عن انس انه عليه السلام قال له
اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر جسطرف اوسکی دل ہی عمل میں لاوی جو اوسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی انسی فرمایا

يا انس اذا هممت بامر فاستخر ربك فيه سبع مرات ثم انظر الى الذي سبق الى قلبك فان الخير فيه هكذا يكون فعل
ای انس جبتو کسی کار کا قصد کری تو اوسمیں اپنی رب سی سات مرتبہ استخارہ کر پہر خیال کر جو تیری دلمیں آ چکا ہی اب اوسمیں ہی خیر ہی

عباد الله المؤمنين اذا عرض لهم امر من امور الدين والدنيا فيكون الاستخارة في امور الدين كالحج والجهاد وسائر
اللہ کی مؤمن بندوں کی علی جب اوسکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہی تو ایسی باتوں میں سوا استخارہ کے امور دینی میں سی جیسی حج اور جہاد اور تمام

الخیرات علی تعیین الوقت لا علی نفس الفعل وفی امور الدنیا علی نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذین

خیرات واسطے تعین وقت کی ہوتا ہی سی فعل کی نہیں ہوتا اور امور دنیاوی مین صرف فعل پر ہوتا ہی جیسے کہ کہان یا کہدون اور وقت کا تعین نہیں ہی اور جہلا اور فاسق

ضلوا عن طریق الحق وخرجوا عن سواء السبیل اذا عزم احدهم علی امر یذهب الی صاحب الرمل والحصی والشعیر

جو راہ حق سی بہکی ہین اور سیدہی راہ سی خارج ہین جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہین تو رمال اور کنکرون والہ اور جو والہ

والبا قلاء فیلعبون بعقله ویزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فیما یقولون له ویعطیهم علی ذلك اجرة

اور باقلا والہ پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اسکو باذا لا جاتے ہین اور اوسی پر جہل اور خسارت زیادہ ہوجاتی ہی کیونکہ اوسکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اوسکو مزدوری بتاتا ہی

ولا یعلم ذلك المسکین انه بذلك ینهدم دینه ودنیاه لما ذکر فی شرح العقائد ان تصدیق الکاهن بما یخبره

اور یہ بیچارہ کو یہہ خبر نہی کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئے کہ شرح عقاید مین مذکور ہی کہ غیب کی خبرون مین کاہن کو سچا سمجھنا کفر ہی

عن الغیب کفر لقوله علیه السلام من اتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد والکاهن هو المخبر

کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمد پر نازل ہوئی ہین اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغیب سواء کان بالرمل او الحصی او الشعیر او غیر ذلك وذلك کله حرام لکونه من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل

خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہی یا کنکرون سی یا جو سی یا سوا اوسکی اور سی سو یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہوگئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطیرة مصدر یتعدی التطیر واصل التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاءل به ویعد

استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون مین اصل مین تطیر کی معنی ہین طیری فال لینی ہر ہر تحریک فال مین جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہوگیا

شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام قال الطیرة شرك یعنی انها من اعمال الشرك کما حکاها

برا سمجھتی کہ طیر ہو یا کچھ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال مین داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتشاءمون بالانبیاء واتباعهم وسبب تشاءمهم بهم ان الانبیاء

اوسکی طرف سی اپنی کتاب مین کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اوسکی اتباع کو منحوس سمجھتی تہی اور سبب منحوس سمجھنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اوسکو

لما دعوا الی دین غیر ما الوفوا فهو لهم واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة

نیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہہ کر قبیح جانتی تہی اور اوسکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اوسکی خواہش کی

ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا للکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان

موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہین اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجھتی ہین اگرچہ

جاذبا لکل خیر وزوال الاستقسام طلب معرفة ما قسم لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة

سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم مین سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہین جن پر جاہلیت کی لوگ

یکتبون علیها الامر والنهی ویکتبون علی بعضها افعل وامرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل وانهانی ربی ویضعونها فی وعاء

امر اور نہی لکہہ دیتی تہی اور کسی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی میرا حکم رب کا ہی اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا ہین لکہدی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل یده فی ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج قدح فیه الامر مضی لما قصد وان خرج فیه

اور جبکہ اوسکو ایک ضرورت مین رکہنا چاہتی پہر جب کوئی کچھ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت ہوتی تو اپنا کام شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهی کف عما قصده وقال سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیة ثمانیة قداح اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر

جسمین ممانعت ہوتی تو اپنی کار سی باز رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہین اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکرین رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغیره استقسم بها ای طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام

تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا کہلا خیر اور شر اوس کا سر کی کرنی اور نکرنی مین دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه مایفعل فی زماننا ویسمونه فال دانیال ونحوها
خبر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی مین مداخلت ہوتی ہی اور وہ سبی پوشیدہ ہی اور اسی مین داخل ہی جواب ہمارے زمانہ مین کرتی ہین اور اوکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها لیست من الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها
اور اسکی اسند تو ایسی فال شرع مین محمود نہین ہی بلکہ یہہ ایسی ہی جیسی تیرون سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جایز ہی اور نہ اسکی حقیقت کا اعتقاد

حقا لان فیها الخبر عن الغیب والتطیر بالقرآن العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة
کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہین اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہین شرع مین فال محمود وہ ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہا کرے اوسکی موافق ہو

الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد
جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انس رضی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کام کو تشریف لیجاتی سنتا یا راشد یا نجیح کا

یا نجیح وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث اخر انه علیه السلام کان یحب الفال
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کرتی تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام یحب التفاؤل ویکره الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب
اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام اسلئے فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ مین غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیه الحکم علی الغیب بل فیه مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالی
اور اسد کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال مین غیب پر حکم نہین ہوتا بلکہ فال مین صرف خیر کی طلب اور اسد تعالی کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی وامل من الله تعالی خیرا ونعمة فهو خیر له واذا
اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اسد تعالی سی خیر اور نعمت کی آرزو کرے اور امید رکہے تو یہہ اسکی حق مین بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالی فهو شر له لقوله تعالی وَلَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ وقد
اسد تعالی سی اپنی امید قطع کی اور ناامید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی ناامید نہین ہوتا اسد کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصادف العفو ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذکر
نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی نیت سی روانہ ہوا اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسی سفر موقوف ہوگیا تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

فی المحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان
محیط مین مذکور ہی کہ چغد یا الو دن کی پولتی پر اگر کوئی کہی بیمار مرجاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

یکون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمع من یقول
کسیکو کچہہ کام درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسی سی اوسکی دلمین توقع اسلوہی کام کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرة مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة
یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ مین باوجود یکہ دونو مین علامت اور نشانی سی

علی عاقبة الامر وحاله ان الکلمة الحسنة التی تجری علی لسان الانسان لدلالتها علی المعنی الموافق للمراد یمکن
انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البهایم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمکن
استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی اور چارپایون کی حرکات اور آوازون کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو اوس سی کسی شی پر

الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بحرکاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها
استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمین سی معنی مقرر کرلیی ہین کبہی حرکات سی کبہی آواز ونسی کبہی رنگون سی

وتارة باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالغراب على الغربة وبالعقاب

کبھی ناموں سی اور بعضوں کو منحوس جانتی ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتی ہیں جاہلیت والی غراب سی غربت کی نحوست مانتی تھی اور عقاب سی

على العقوبة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح

عقوبت کی نحوست سمجھتی تھی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت کی قائل تھی اور ایسی ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتی تھی اور سانح

ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك إلى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو تیری بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير اخراف والبارح ما يمر عن الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیری بغیر گردش کی ہو سکتا ہی اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہی جو تیری داہنی طرف سی بائیں طرف کو چلا جاوی اور عرب ایسی کو منحوس شمار کرتی تھی

به لعدم امكان رميه وصيده من غير اخراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا لحاجة وراوا الطير

کیونکہ اسکا شکار تیری بدوں گردش کی ممکن نہیں ہی کیونکہ اوسکی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ

او الوحش يتربصونه به ويذهبون في حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يمر يسيرة يتشاءمون به ويرجعون

یا جانور یہ سوچتے تھے کہ شکار جاتا ہی تو اوسکو مبارک جانتی اور اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہی اوسکو منحوس جانتی اور اوٹھی آتی

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور او الوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون في

پہلی آتی اور بعضی وقت جانوروں کو اڑا کر اور چلا یا کر اوسکو دیکھتے کہ وہ داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار راست کو گئی

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کام سی پھر چلی آتی سو نبی علیہ السلام نے اس سی منع فرمایا

اقرّ الطير على مكانها وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا ننظير قال ذلك شئ يجده احدكم

کہ جانوروں کو رہنے دو کہ وہ جہاں ہیں وہاں رہیں معاویہ بن حکم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نظیر کیا کرتی تھی آپ نے فرمایا یہ ایک بات ہی جو تمھارے

في نفسه فلا يصدنكم يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير

دل میں پیدا ہوتی ہی سو یہ تمکو کاسی اوسکو نکالدی مراد یہ ہی کہ یہ وہمی بات ہی دلمیں پیدا ہوتی ہی جیسی خیالات بشریت کی جہت سی آجاتی ہیں کسی باب میں

ان يكون له تاثير في شئ من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث

نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہی سو اس خیال کی مادی اپنی مقصود کی تو جہ سی نہ ہونا چاہئی اور ایک حدیث میں آیا ہی

اخر انه عليه السلام قال من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله قال يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار بار سی باز رہی سو وہ مشرک ہی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی فرمایا یہ دعا الٰہی

لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كان ما يصيب الانسان من الخير و

نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائی تیری یہ پڑھ کر اپنی کار چلا جاوی مراد یہ ہی کہ انسان کو جو پیش آتا ہی خیر اور

الشر والنفع والضر واليمن والشوم لا بصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث

شر و نفع اور نقصان اور یمن و شوم وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک حدیث

اخرجه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ شرک ہی طیرہ شرک ہی اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکاری پیدا نہ کرتا ہو

يذهبه بالتوكل وقيل قوله وما منا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود ذكره

اوسکو توکل سی دفع کرتا ہی کہتے ہیں کہ یہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہی بلکہ یہ کلام ابن مسعود کا ہی اسمعیل مسی

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقم في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت به العادة

کچھ حذف اور مختصر ہی اسکی یہ معنی ہیں کہ ہم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ اوسوقت اوسکی دلمیں کچھ وہم وخطر نہ آوی کیونکہ یہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسأله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي

پر وہ دلمیں نہیں ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوائے اللہ تعالی کی کوئی کچھ اثر نہیں کرتا ہم وہ بندہ خدا سے خیر مانگتا ہی اور برائی سے پناہ

على مقصوده متوكلا عليه يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجالس

اور خدا پر بہروسا کرکر اپنی کار لگتا ہی التہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف وکرم اور فضل سی ہمپر آسان کردی

الحادی والاربعون فی سبب نزول البليات وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتالیسویں مجلس میں نزول بلا کی اسباب کا اور اوسکی دفع کی اسباب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتیں اختیار کرلیگی تو اوسپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه علي بن ابي طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتیں گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجھیں اور امانت کو لوٹ

والزكوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صديقه وجفا اباه وظهرت الاصوات في المسجد وساد

اور زکوة کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمان کردار ہوجاوی اور ماں سی کرشی کری اور دوست سی احسان کرکا اور باپ پر جفا کرکا اور مسجد میں بکا کریں اور قوم کا سردار

القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعازف و

دہیں سی بد کا ہو اور رئیس قوم کا اوہیں کا ذلیل تر ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کریں اور گانی والیاں اور نال نبورہو اور طرب ہاجاوین

شرب الخمر ولبس الحرير ولعن آخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستخفين لنزول البلاء عليهم فعلى

اور شراب پیجاویں اور حریر پہنا شروع کریں اور پچھلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اوسپہ لوگ سزاوار ہوگئی کہ اوسپر بلا نازل ہووی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ

اس حدیث کی موافق جو جو بلا و مصیبت کسی قوم پر آتی ہی سو صرف وہ ہی اوسکی گناہوں کا ہی اچنانچہ اللہ تعالی فرمایا ہی اور جب پڑی نہیں کوئی سختی

فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وفي اية اخرى انه تعالى قال وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ فيلزمهم ان يتركوا ما

سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نی اور ایک آیت میں ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہیں کیا ہیں بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اب اوسکو لازم ہی کہ جو گناہ کا اختیار کری

ارتكبوه من الاوزار ويشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد الله

ہیں وہ سب ترک کریں اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہوں تاکہ اوسکی سمری وہ بلا جو اوپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہوجاوی اسلئے کہ عبداللہ

بن عمر انه عليه السلام لما من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا

بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی فوائد اوسکی واسطے ہر تنگی سی چھٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کردیگا اور اوسکو رزق دیگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

جہاں سی گمان ہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہکر نماز پڑہا کریں کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اسی لئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا اخره امر فزع الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

اگر کسی کام سی غم ہمیش آتا تو نماز شروع کردیتی پہر دعا میں مشغول ہوتی اسلئے کہ عبداللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اوس بلا سی جو نازل ہوچکی اور جو ابہی نازل نہیں ہوئی سو تم اللہ کی بندے اپنی اوپر دعا لازم کرلو کیونکہ اس حدیث میں بیان ہوچکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء النازل ویدفع البلاء الذی فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء فلا تترکوه فان البلاء ینزل فیلقاه

جو نازل ہو چکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سو اے بندو واللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو دعا کو

الدعاء فیعتلجان الی یوم القیمة کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم

دعا ملتی ہی پھر قیامت تک دونو لڑی جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملتی ہیں پھر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں

القیمة وفی حدیث آخر رواه سلمان الفارسی انه حتم قال لا یرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان لا مرد له لکن

اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کر سکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ٹالنیوالا نہیں ہی پر یہ بھی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فکل بلاء قد نزل یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلک البلاء کالترس الذی

حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاتی ہی پھر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو سکتی ہی تو وہ دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈال کہ

یکون سببا لرد السهم فکما ان الترس یدفع السهم کذلک الدعاء یدفع البلاء وکذا الصدقة تدفع البلاء لما روی عن

واسطی یک جانی ترس کی سبب ہوتی ہی پھر جیسی ڈال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اسواسطے کہ

علی انه علیه السلام قال باکروا بالصدقة فان البلاء لا یتخطاها وفی حدیث آخر انه علیه السلام قال لکل یوم نحس

علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو پس بلا اوس سی آگی قدم نہیں بڑا تی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن میں نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلک الیوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وکذا التسبیح یمنع وقوع البلاء

سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کرو بیشک صدقہ آئی بلا کو بعد تیار ہو جانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کر دیتی ہی

لما روی عن کعب انه قال سبحان الله یمنع العذاب ویدل علیه قوله تعالی فی حق یونس النبی علیه السلام فلولا

اسطلی کہ کعب سی روایت ہی کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق میں یہ ہی دلالت کرتا ہی پھر اگر

انه کان من المسبحین للبث فی بطنه وکان تسبیحه ما حکاه الله تعالی بقوله فنادی فی الظلمات ان لا الٰه الا انت

ہونا کہ وہ تھا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا وہ مچھلی کے پیٹ میں جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی سو یہ پکارا اون اللہ پھر دون میں کہ کوئی معبود ہین

انت سبحانک انی کنت من الظالمین ثم انه تعالی عقب ذلک قال فاستجبنا له ونجیناه من الغم وکذلک

سوا تیری تو ہی عیب ہی میں تنہا گنہگاروں میں سی پھر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہ فرمایا پھر سن لی ہم نی اوسکی پکار اور بچا دیا اوسکو گھٹی سی اور یون ہی ہم

ننجی المؤمنین وروی انه علیه السلام قال ما من مکروب یدعو بهذا الدعاء الا استجیب له وفی روایة اخری انه

بچا دیتی ہیں ایمان والون کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑھ دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبرکم بشیء اذا نزل باحدکم کرب او بلاء ودعا به فرج الله عنه قیل بلی یا رسول الله قال دعاء ذی النون

فرمایا کہ نکو ایک دعا بتا دون اگر کسی پر تم میں کچھ سختی یا بلا نازل ہو وہی پہڑھ اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کر دیگا عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا الٰه الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وذکر عن بعض الصالحین ان من اعظم الاشیاء للدافعة لبلایا کثیرة

کی ہی نہیں تو کوئی معبود سوا تیری تو ہی عیب ہی میں تنہا گنہگاروں میں سی اور بعضی صلحا سی مذکور ہی ہی کہ تمام اشیاء میں سی بلا کی بڑی دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة علی النبی علیه السلام فان کثرة الصلوة علی النبی علیه السلام من الوسائل لا مر من المحوتات والفوز باعلی الدرجات یدل علی ذلک حدیث ابی

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیشک درود کی کثرت ہی گناہون کی خوفناک چیزون سی اور واسطی مرتبی بلند درجون کی ایک بڑا وسیلہ ہی اوس مطلب پر حدیث ابی

بن کعب ان رجلا التزم ان یجعل صلوته کلها للنبی علیه السلام فقال له النبی علیه السلام اذا تکفی همک ویغفر ذنوبک والحاصل ان البلاء

بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص عہد کیا تھا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام پر درود مقرر کرتی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا اب تیری اندوہ کو کافی ہی اور تیری گناہ معاف ہونگے حاصل یہ

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یدفع به البلاء من اعمال البر والتقوی لقوله تعالی

کہ جب کوئی بلا سامنے آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار مین مشغول ہو اور اون اعمال مین جن سی توقع ہی کہ بلا دفع ہو جاوی گی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری باسطے اوسکی جیسا کہ

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانہ تعالی بین فی ھذہ الایۃ ان من یتق اللہ تع
اور جوکوئی ڈرتا رہیگا اللہ سے وہ کردیگا اوسکا گذارا اور روزی اوسکو جہان سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہیگا

فی کل ما یاتی ویذر یجعل اللہ تعالی لہ مخرجا ومخلصا من غموم الدنیا والاخرۃ وروی انہ علیہ السلام قال
ہر کام کی کرنی نہ کرنی مین تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غمون سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

انی لاعلم ایۃ لو اخذ الناس بہا لکفتہم وھی من یتق اللہ فما زال یقرأھا ویعیدھا وروی ان عوف بن مالک الاشجعی اسر
مجھکو البتہ ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا اوسیلہ کرلیوے تو اوسکو کافی ہو اور وہ ہی من یتق اللہ پھر پھر یہی کہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا

المشرکون ابنا لہ یقال لہ سالم فاتی النبی علیہ السلام فقال یا رسول اللہ وشکی الیہ الفاقۃ فقال لہ النبی علیہ السلام
سالم نام مشرکون نی گرفتار کرلیا سو آپکی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا

اتق اللہ واکثر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ففعل فبینما ھو فی بیتہ اذ قرع ابنہ الباب ومعہ غنم من الابل
خدا سی ڈرتا رہ اور لاحول ولا قوۃ آخر تک کثرت سی پڑھا کر سو اوسی بیچ کیا دیکہتا ہی وہ بیٹی کہر مین ہانکرتا گاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کہڑکہڑایا اور اوسکی ساتہ سو اونٹ تھی

غفل عنہا العدو فاستاقہا وعلم من ھذہ کلہ ان اکثر خبر وردت عنہ ما عظم ما یستدفع بہ البلاء واما الاشتغال
کہ دشمن نی غافل ہوکر اوسکی ساتہ اوسکو بہیڑ لیجانا اور یہ سارا معاملہ اوسکو معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہین اور گناہون

بالمعاصی وما شاھدنا فلا یمنع نزول البلاء بل یقوی وقوعہ کما روی انہ علیہ السلام قال لا یصیب العبد نکبۃ فما فوقہا
اور معصیات مین مصروف ہونی سی آفتی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بڑہتا ہی اور بڑی پکڑ ہوجاتا ہی اوسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو دردِ انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت ہی

وھذا وجہ لطیف لا مذنب وما یعفو اللہ عنہ اکثر ثم قرأ قولہ تعالی وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ
یہ وجہ اوسکی لطیف ہی نہ کوئی گناہ ہی جو اللہ تعالی معاف کردیتا ہی وہ بہت ہی بہر آپنی بہت سی چیزون پر اور چیزون کو ٹہیرا کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہون نی اور معاف کردیتا ہی

كَثِيْرٍ فانہ علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان العبد لا یصیبہ مشقۃ فی الدنیا الا بسبب ذنب صدر عنہ وتکون تلک المصیبۃ
بہت سون پر علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا مین کوئی مشقت برون گناہ کی پیش نہین آتی جو وہ انسان کمہ بیٹہا ہی اور وہ مصیبت

التی لحقتہ فی الدنیا کفارۃ لذنبہ والذی یعفو اللہ تعالی عنہ من الذنوب من غیران یجازیہ فی الدنیا ولا فی الاخرۃ اکثر
جو اوسکو دنیا مین پیش آئی ہی اوسکی سزا کا عوض ہوجاتا ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اوسی درگذر فرمادیتا ہی برون سزا کی نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین اوس سی زیادہ

من ذلک وقال علی کرم اللہ وجہہ المؤمن عند اللہ خمس نقمات فالمرض ثم المصیبۃ فان کانت ذنوبہ اکثر من ذلک یعذب فی قبرہ فان کانت
ہین اور علی کرم اللہ وجہہ بہی ہین مؤمن کی واسطی اللہ کی ہان پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیماری پہر مصیبتین پہر اگر اوسکی گناہ اوس سی بہی زیادہ ہین تو گور مین عذاب دیجاتا ہی پہر

ذنوبہ اکثر من ذلک یحبس علی الصراط فان کانت اکثر من ذلک یعذب فی جھنم علی قدر ذنوبہ ثم یخرج منہا بالتوحید ان کان
زیادہ ہین تو صراط پر روکا جاویگا پہر اوسمین سی بہی زیادہ ہین تو بقدر گناہون کی دوزخ مین عذاب دیا جاویگا پہر اوسمین سی توحید کی برات سی نکلیگا اگر

توحیدہ صحیحا وان لم یکن توحیدہ صحیحا لا یخرج منہا بل یبقی فیہا ابدا ھکذا بان الناس فی الاخرۃ ینقسم الی عدۃ
اوسکی توحید صحیح اور درست ہوگی اور گر اوسکی توحید صحیح نہین ہی تو دوزخ سی نہین نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی مین رہی گا اسواسطی کہ آدمیون کی آخرت مین کئی قسمین ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزین وھم الذین قال اللہ تعالی فیہم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ
پہلی قسم تو قسم کامیاب ہونگی وی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی اوسکی واسطی جو ٹہنڈک ان انکہونکو ہوگی

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وقال النبی علیہ السلام اخبارا عن اللہ تعالی انی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت
جزا اوسکا جو کرتی تہی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہین سینی اپنی نیک کاربندون کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکہ نی دیکہی

ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر والقسم الثانی قسم الہالکین وھم الذین کذبوا بالحق ولم یصدقوا بہ فاک
اور نہ کہ کان نی سنی اور نہ گذری کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم ہلاک ہونیوالون کی قسم ہی وی وہ لوگ ہین جنہون نی حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ نہ مانا جیسکے

سعادۃ

سعادة الاخرة لا تكون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الی وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التی يعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الٰہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہیں ہوتی اور یہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہیں ہوتا
بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به كانوا بعيدا عنه وَهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ وكل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور انکو گمان ہی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو کچھ نہ مانا تو اوسی دن وہ اپنی رب سے اوسدن روکی جاویگی اور جو شخص اپنی
عن ربه يكون هالكا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابدا الاباد والقسم الثالث قسم المعذبين وهم الذين تخلوا باصل
رب سے محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ میں قدیم کو جلنا ہے اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہیں جنمیں اصل ایمان تو موجود ہی
الايمان لكنهم قصروا فی العمل بمقتضاه فان راس الايمان هو التوحيد والتوحيد نفی الشرك باعتقاد العبد ان الله تعالی
ایمان کے مطابق ایمان کی اعمال میں قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالی
واحد فی ذاته وصفاته وافعاله فما يظهر شيء فی العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدائش کی پیدا نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی مستحق عبادت کا ہی
فعلی هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول انی اعتقد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
سو اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی تو ایسا ہی کہ یوں کہتا ہی مجکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں
ولا يظهر فی العالم شيء الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فانی الزمت عبادته ولا اعبد الا اياه
اور عالم میں کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدائش کی پیدا نہیں ہوسکتی اور سوا اوسکی کوئی مستحق عبادت کا نہیں سو میں اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیتا ہوں اور سوا اوسکی
وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هويه فقد اتخذ الهه هويه فهو موحد بلسانه فقط والتوحيد الكامل الاستقامة
اس کی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنے اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید پر جسکے پایہ کمال میں نہیں ہوتی
عليه ومن لم يستقم عليه ولو فی امر يسير بل اتبع هويه ولو فی فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح
اور جو شخص توحید پر قائم نہ رہا اگرچہ اوسنے بات میں بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کام میں تو وہ سیدھی راہ سے الگ ہی اور اس ہی کمال توحید میں
فی كمال التوحيد ونادر خلو بشر عن ذلك قال الله تعالی وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا فيكون الورود علی النار لكل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سے کوئی بشر خالی نہیں ہی تو اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے اوسپر پس ہوگا اگر یقیناً اگ پر ہوگا
متيقنا وانما الشك فيمن يخرج منها فی اى وقت يخرج منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما يدل علی ان اخر من يخرج بعد
شک وہی میں ہی جو اوس سے نجات پاویگی اور کس وقت اوسمیں سے باہر آویگی اور بیشک بعضی احادیث کی مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ اسمیں سے آخر بعد سات ہزار برس کی
سبعة الاف سنة وبعضهم يجوز عنها كبرق خاطف ولا يوجد له فيها لبث نرجو لله تعالی ان يجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعضی اوسپر سے چمکتی بجلی کی طرح جھپٹ جاوینگے اوسکی لئے اوسمیں ذرا رنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل
وفضله وكرمه المجلس الثانی والاربعون فی بيان دفع الدعاء البلاء حين نزول البلاء
اور کرم سے ہمکو اوسمیں گروہ میں داخل کری بیالیسویں مجلس اس بیان میں کہ دعا اوتری بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوتری ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی
وبعد النزول قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله بالدعاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اوس بلا کو جو اوتر چکی اور جو نہیں اوتری سو اپنی اوپر اے بندہ اللہ کی دعا کو لازم کرلو
هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء يدفع البلاء النازل ويدفع البلاء الذی
یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہیں کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بھی
كان فی صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه الدعاء فيعتلجان الی يوم القيمة
جو آنی پر تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم اے بندہ اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو اوسکو چھوڑا مت کرو بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوسی طرح اوسکو روکتی رہتی ہی پھر قیامت تک دونو لڑتی رہتی ہیں

کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم القیمة وقد روی عن سلمان الفارسی

چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ہتی ہیں پہر قیامت تک لڑی جاتی ہیں • اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه علیه السلام قال لایرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان مبرما فرد الله لکن من جملة القضاء رد البلاء

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہیں رد کرتا کیونکہ قضا کا اگر چہ کوئی ہٹانی والا نہیں پر یہہ بھی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فکل بلاء قد ان یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلک البلاء کالترس الذی یکون سببا لرد السهم فکما

پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہووے گی مانند ڈال کی سو جیسی ڈھال

ان الترس یدفع السهم کذلک الدعاء یدفع البلاء وقد روی عن ابن مسعود انه علیه السلام قال سلوا الله من فضله

تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو

فان الله یحب ان یسال یعنی ان الله تعالی کریم قادر علی قضاء الحوائج یحب ان یطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا

کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکھتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکھتا ہی کہ مجھ سی حاجات طلب کریں سو ای ایمان والو

منه قضاء حوائجکم ایها المؤمنون وفی حدیث آخر رواه ابوهریرة انه علیه السلام قال من لم یسال الله یغضب علیه

اوس سی اپنی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہیں کرتا تو اللہ اوسپر غصہ کرتا ہی

کان من لم یطلب منه تعالی حاجة یکون فی صورة الاستغناء عنه تعالی ولا یجوز للعبد ان لا یعرض حاجة علی الله تعالی بل

اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہیں ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ اوسکو چاہیئی ہی کہ اپنی تمام

لیکون هذا اعترافا بعبودیته وفقره وعجزه واحتیاجه الی الله تعالی فی قضاء حوائجه فان احب العباد الی الله تعالی

تاکہ یہہ ہی اپنی غلامیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور احتیاج کا اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کی روا کرنی میں اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا

من یساله وابغض العباد الیه من یستغنی عنه واحب العباد الی الناس من یستغنی عنهم ولا یسالهم شیئا وابغض

وہ ہی ہی جو اوسی سی مانگتا رہی اور مبغوض تر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کرے اور محبوب لوگوں کے نزدیک پسندیدہ آدمی اوسیکو کہتے ہیں وہ ہوتا ہی جو اوسی بی پرواہی کرے اور اوسی کچھ نہ مانگی اور نا کارہ

العباد الیهم من یسالهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لیس شیء اکرم علی الله تعالی من الدعاء یعنی ان اکرم

آدمی اوسیکو کہتے ہیں وہ ہی جو اوسی سوال کیا کرے اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہیں مراد یہہ ہی

العباد الله تعالی الداعی لله تعالی بالرجاء فی حدیث آخر انه علیه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالی ادعونی

کہ عبادت میں بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لکم فانه علیه السلام لما حکم فی هذا الحدیث ان الدعاء هو العبادة استدل علیه بالایة لان فی الایة

کہ میں تمہاری پکار سونی علیہ السلام نی جب اس حدیث میں یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت میں دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة یحصل للداعی فی مقابلتها ثواب وان لم یحصل مراده لکن ظاهر عبارته علیه السلام

امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اوسکی مقابلہ میں دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگر چہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ

یدل علی ان لا عبادة الا الدعاء ولیس کذلک بل معنی الحدیث ان الدعاء معظم العبادة کان فی الدعاء اظهار العجز والاعتراف

معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچھہ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال علی الله تعالی والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشیاء من العبادة ویقرب من هذا المعنی

اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اسہی سی امید واری اور اسکو سوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسہی مضمون سی ملتا جلتا ہی

ما روی عن انس انه علیه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشیء خالصه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام

جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من سرہ ان یستجیب اللہ دعاءہ عند الشدائد فلیکثر الدعاء عند الرخاء فعلی ھذا ینبغی العبد ان یواظب علی
فرمایا جسکو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کری تو چاہئی کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ
الدعاء ویکثر فی حالۃ النعمۃ والرخاء لینال الفوائد فی حال الضیق والبلاء فان من یدوم علی الدعاء فی الرخاء یصیر
اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ
من حزب اللہ تعالی ومن عادۃ العظماء ان ینصروا حزبھم عند الشدائد ثم انہ اذا دعی ینبغی لہ ان یکون موقنا
اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی مین اپنی والستون کی مدد کرتی ہین پھر جب بہت دعا مانگی تو اوسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری السیوطی
بالاجابۃ لانہ تعالی وعد بالاجابۃ قال ادعونی استجب لکم وروی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ علیہ السلام قال ادعوا اللہ وانتم
کہ اللہ تعالیٰ قبول کرنی کا وعدہ کرچکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ مینھون تمہاری پکار اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی
موقنون بالاجابۃ فان الداعی اذا لم یکن موقنا بالاجابۃ لا یکون مستحقا فی الرجاء فلا یکون رجاؤہ صادقا ولا دعاؤہ
دعا مانگو اسلیئے کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امید براری کا نہین ہوتا پھر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا
خالصا لان الرجاء ھو الباعث علی الطلب فاذا لم یتحقق الرجاء لا یتحقق الطلب فان قیل کیف یمکن للداعی ان یکون موقنا
خالص ہوتی ہی اسلیئے کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوتی ہی جب امید والہی نہین تو طلب ہی نہین ہوگی اگر کوئی یہ اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی
باجابۃ دعائہ مع وقوع التخلف فی الاجابۃ حیث یری ان بعض الدعاء یستجاب وبعضہ لا یستجاب فالجواب ان الداعی
دعا کی قبولیت کا یقین کرلی باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہی اسلیئے کہ یہہ دیکھتا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہی کہ
لا یکون محرومًا عن الاجابۃ البتۃ فان الاجابۃ المطلقۃ حاصلۃ لہ حیث ما ورد الوعد الصدق لکن امرھا الی اللہ
مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطے کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضۂ الٰہی مین ہی
ان یجعلھا ما یشاء فی ای وقت شاء فان حاسال الداعی ان کان حصولہ مقدرا فی الحال یحصل فی الحال وان کان
اوسکو جوچاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہی تو نزدیک ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا
حصولہ مقدرا فی وقت اخر یحصل فی ذلک وان لم یکن مقدرا یدفع عنہ من البلاء مثل ما سالہ عوضا عما سال او
اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوسکے بدلے مین سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کی مثل
یحصل لہ فی الاخرۃ من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادۃ والعبادۃ لا یکون فاعلھا محرومًا من الثواب وقد
ثواب ملی گا اسلیئے کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہین ہوتا
روی عن یزید الرقاشی انہ قال اذا کان یوم القیمۃ عرض اللہ تعالی للعبد دعوات دعی بھا فی الدنیا ولم یستجب لہ فیقول
اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تھی دکھاویگا تو فرماویگا
عبدک دعوتنی یوم کذا وکذا فامسکت علیک دعاءک فحذ مکان دعائک ما ادخرت لک من الثواب فلا یزال العبد
ای بندہ تو نی مجھسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تھی سو مینی تیری لئی وہ دعائین جمع کرکی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض پہہ لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کرکہا ہی پہر
یعطی من الثواب حتی یتمنی لیتہ تعالی لم یقض لہ حاجۃ قط فاذا کان کذلک یلزم للداعی ان یکون موقنا فی اجابۃ ما
اوسکو ثواب ملی جاویگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبھی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری
ادعی بہ او بعوضہ اما فی الدنیا او فی الاخرۃ لما روی انہ علیہ السلام قال ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیھا اثم ولا
یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگی جسمین نہ کچھ گناہو اور نہ
قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بھا احدی ثلث اما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان یؤخرھا فی الاخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء
قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورًا ہوگی یا اوسکو پہیر پہہ رکھیگا آخرت مین اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفی لفظ اخر اما ان یکفر عنه من ذنوبه بقدر ما ادعاه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ما من مسلم

اور دوسری عبارت میں اوس سی دعا کی برابر گناہ معاف ہوجاویگی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مسلم

یدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او کف عنه من السوء مثله ما لم یدع باثم او قطیعة رحم فالدعاء بالاثم مثل

جو کچھ نہ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناہ کی دعا تو ایسی ہی

ان یقول اللهم ارزقنی شرب الخمر او قتل انسان او وطی غلام او غیر ذلك مما یحرم علیه فعله فالدعاء بقطیعة الرحم

ہی مثلاً کہی الٰہی دور کرکہہ مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسکر یا اور کچھہ سواء اوسکے جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثل

مثل ان یقول اللهم باعد بینی وبین ابی وامی واخی او غیر ذلك فان الدعاء بهذین الوجهین لا یقبل ثم انه اذا اراد

یوں کہی الٰہی دور رکہہ مجکو اور میری باپ کو اور ماں کو یا بہائی کو یا اور سواء اوسکے بیشک یہہ دونوطرح کی دعا قبول نہیں ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری

ان یدعو ینبغی له ان یتوب اولا عن خطایاه ثم یرد المظالم وحقوق الانام ثم یتوضأ ویستقبل القبلة ویجثو علی

تو لایق ہی کہ پہلی اپنی گناہوں اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کرکی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دوزانو بیٹہی

رکبتیه ثم یرفع یدیه ویدعو بالخضوع والخشوع ویساله ما ادعاه ثلثا لما روی عن ابن مسعود انه علیه السلام

پہر دونو ہتہیلیاں اوٹہاکر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کچھ تین تین بار سوال کری اوسکو کہی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

کان اذ دعی دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ویختار فی الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما کان لفظه قلیلا ومعناه کثیرا

جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا میں عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور دجوامع سی وہ عبارت ہی جسمیں لفظ تہوڑی ہوں

قد جمع بین خیر الدنیا والاخرة کما فی قوله تعالی رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ویجتنب

اور معانی بہت ہوں جسمیں تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی جیسا کہ اس آیت میں ہی ای رب ہماری دی ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا میں

الاعتداء فیه وهو التجاوز عن الحد المشروع فالاولی ان لا یتجاوز الدعوات الماثورة کیلا یعتدی فی دعائه فیسال ما لا یلیق به

تعدی سی یہی اور تعدی یہہ ہی کہ شرع کی حد سی باہر ہوجاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثوں میں ہیں تجاوز نکری تاکہ دعا کی اندر تعدی نہ واقع ہوجاوے ایسا

اذ لیس کل احد یحسن الدعاء وقیل ان العلماء کانوا لا یزیدون فی الدعاء علی سبع کلمات ویشهد هذا آخر سورة البقرة فان تعالی

اسلیئے کہ ہر شخص اچہی دعا نہیں جان سکتا اور کہتے ہیں کہ اگلی علماء دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہیں بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی

لم یخر فی موضع من ادعیة عباده اکثر من ذلك حیث بین فیه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا

کسی مقام میں بندوں کی دعاؤں میں اس سی زیادہ نہیں بڑہا جہاں یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہوں نی یہہ کہا ای رب ہماری نہ پکڑ ہمکو اگر بہولیں یا چوکیں ای رب ہماری

وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلوں پر ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسے جسکی طاقت نہیں ہمکو اور درگذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر

اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ یسر نا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہمکو کافر لوگوں پر ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی تینتالیسویں مجلس میں

فی بیان مسنونیة الصلوة عند ظهور الایة المخوفة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا

بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی

رایتم ایة فاسجدوا هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن عباس والمراد بالایة العلامة التی یخوف الله تعالی

خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمیں اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

فیها عباده والمراد بالسجود الصلوة کانه علیه السلام قال یا ایها الناس اذا رایتم علامة من العلامات التی یخوف الله تعالی

ذراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات میں سی جس سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰة فعلی هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة کالکسوف والخسوف والزلازل او الصواعق

اپنی بندوں کو ڈراتا ہی تو تم نمازمیں مصروف ہوجاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج کہن اور چاند کہن اور بھونچال اور بجلی کا گرنا

والامطار الدائمة والریاح الشدیدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل باللیل وعموم الامراض والخوف الغالب

اور متصل بارش اور سخت اندھیاں اور دن میں اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبائی بیماریاں اور دشمن کا قوی

من العدو ونحو ذلک من الاهوال والافزاع ینبغی للناس ان یقوموا الی الصلوٰة ویصلون ان شاءوا رکعتین

خوف اور ہیبت اسکی اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہہ چاہی کہ نمازمیں مشغول ہوجاویں اور چاہیں تو دو رکعت پڑھیں

وان شاءوا اربعا لان کل ذلک من الایات المخوفة التی یخوف الله تعالی به عباده کما قال تعالی وَمَا نُرْسِلُ

اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہیں جن سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم

بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا وقد روی انه علیه السلام قال اذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه

بھیجتے ہیں سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمیں سی کوئی شئ خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھنی لگو اسلئی کہ

علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات کان یامر

نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کردیتی اور بروقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز پڑھنی

بالصلوٰة والدعاء والاستغفار ویشتغل بها حتی ینکشف ذلک عن الناس لانه تعالی قد یرسل علامة من علامات

اور دعا مانگنی اور توبہ کریگا امر فرماتی اور آپ بھی اوسمین مشغول رہتی یہان تنک کہ اوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی

العذاب ویخوف بها عباده لیتوبوا الیه ویبتضرعوا الیه وعلم من هذا کله ان علامة من علامات العذاب اذا

کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کرکر انکسار کرین اسکام یہان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہوئی

ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی

تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا مشروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی دفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری

فان کل ذلک من اعظم ما یستدفع به البلاء وانما الاشتغال بالمعاصی والملاهی فلا یمنع زوال البلاء بل

بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور اہ مشغول معاصی اور لہو لعب کا سواس سی بلا نہین ٹلتی بلکہ بڑھ جاتی

یقوی وقوعه کما یدل علیه قوله تعالی وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وقد روی ان بعض

آفت اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھون نی اور روایت ہی کہ ایک

الصالحین قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم المعاصی فالعاصی

صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تھی سو اوس صالح مرد نی فرمایا تمین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گناہگار آدمی

مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر علیه لان النهی

منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ نہین کہا جاسکتا ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہوکر سب خلقت پر پھیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی

عن المنکر واجب فاذا ترکه الناس یکون جمیعهم مستحقین للعذاب کما روی عن جریر بن عبد الله رضی الله عنه علیه السلام

اسواسطی کہ برائیات کی مخالفت واجب ہی جب اسکو جو چھوڑ لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی وهم یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم

فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین بدکار معاصی کیا کرتی اور حال یہہ ہی کہ اوسکو یہہ قدرت ہی کہ منع کرین پر منع نہین کرتی مگر ان سب پر

منه بعقاب قبل ان یموتوا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان الله تعالی لا یعذب العامة بذنوب الخاصة

جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہونسی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتی یروا المنکر بین اظہرہم وہم قادرون علی ان ینکروہ فلا ینکرونہ فاذا فعلوا ذلک عذب اللہ العامۃ
جسکو وہ خلقت امر بد کو اپنی سامنی دیکھیں اور وہ یہہ قدرت رکھتی ہیں کہ منع کریں پر منع نکریں جب وہ ایسا کرتی ہیں تو پھر اللہ تعالی عوام
والخاصۃ فان المنکر اذا ظہر بین الناس یجب علی کل من یراہ ان یغیرہ وہ فان لم یغیروا فکلہم عاص بعضہم
وخواص سکو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کا ربد جب سب کی سامنی ہو تی لگی تو جو دیکھی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نہ کریگی تو پھر سب کی سب گنہگار ہیں
بفعلہ وبعضہم برضاہ وقد جعل اللہ تعالی بحکمہ وحکمتہ الراضی بمنزلۃ العاصی ولہذا قال اللہ تعالی واتقوا
یعنی قہر عمل کرکر اور بعضی پسند کرکر اور اللہ تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسہی بنی اللہ تعالی نی فرمایا ہی اور بچتی رہو
فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ قال ابن عباس رض فی تفسیر ہذہ الایۃ قد امر اللہ المؤمنین ان لا یقروا
اوس فساد سی کہ نہ پڑیگا تم میں سی ظالمون پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتی ہیں بیشک اللہ تعالی مؤمنون کو امر کرتا ہی کہ امر منکر کو
منکر بین اظہرہم فیعمہم العذاب فانظر ایہا العاقل ان عاقر الناقۃ کان واحدا من قوم صالح النبی علیہ السلام
اپنی سامنی نہ ہو نی دین پہر سب پر عذاب آویگا سواے عقلمند دیکھ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم ثمود میں ایک ہی تہا
کما اخبر اللہ بہ حیث قال فنادوا صاحبہم فتعاطی فعقر فتبعہ ثمانیۃ فکانوا تسعۃ کما بینہ اللہ حیث قال
چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر اوس آیت میں دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر ہاتھ چلایا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہ کچھ آدمی ہو گئی وہ کل نو ہو گئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وکان فی المدینۃ تسعۃ رہط یفسدون فی الارض ولا یصلحون فانزل اللہ تعالی العذاب علی قوم صالح النبی علیہ السلام
اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں اور ستوار نکرتی پہر اللہ تعالی نی حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتارکر
واہلکہم وشمل الاصاغر والبہائم من العذاب ما شمل الاکابرین لم ینہوا عاقر الناقۃ عن عقرہا ولذلک سائر الامم
سبکو ناک کیا اور بچون اور جانورون پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑون پر آیا تہا جب اونہون نی اونٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتین معذب
المہلک شمل العذاب صغارہم وکبارہم ونساءہم وحیوانہم وہذا کان اللہ تعالی یامر الانبیاء علیہم السلام ان یخرجوا
کہ اونکی بچون اور بڑون اور عورتون اور جانورون پر عذاب آگیا اور اسہی لئی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو امر فرماتا تہا کہ مسلمانون کو ساتہ لیکر
مع المؤمنین من بین قومہم قبل نزول العذاب مع کون القدرۃ صالحۃ لانجاءہم وان قعدوا فی اماکنہم لکن لا تبین بل
اپنی قوم میں سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاوین باوجودیکہ اونکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی جگہ مکانون میں بیٹہی رہین پر عادات الہی میں تبدیل نہین ہوتی
لسنۃ اللہ تعالی وقد کان من قاعدۃ العذاب انہ اذا نزل بقوم لم المستحق وغیرہم ثم یبعثون علی نیاتہم کما جاء
اور قاعدہ عذاب کا یون ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہو جاتا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہین گی چنانچہ
فی الصحیحین عن عبد اللہ بن عمر رض انہ علیہ السلام قال اذا نزل اللہ بقوم عذابا اصاب من کان فیہم ثم یبعثون
صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو وا وہین ہو تی ہین
علی نیاتہم وروی عن مالک بن دینار رح انہ قرأ ہذہ الآیۃ وقرأ ہذہ الآیۃ وکان فی المدینۃ تسعۃ رہط یفسدون فی الارض
سب پر آتا ہی پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہائی جاتی ہین اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہون نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں
ولا یصلحون قال فکم الیوم فی کل محلۃ وکل جماعۃ من یفسد فی الارض ولا یصلح مع انہ تعالی فلیحذر الذین یخالفون
اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت میں کتنی ہین جو ملک میں خرابی کرتی ہین اور اصلاح نہین کرتی باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی ڈرنی
عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم وقد روی عن ام سلمۃ رض انہا قالت سمعت رسول اللہ صلی
رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہ خرابی یا پہنچی اونکو کچہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ علیہ وسلم یقول اذا ظہرت المعاصی فی امتی عمہم اللہ بعذاب من عندہ فقلت یا رسول اللہ اما فیہم
وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت میں معاصی ظاہر ہو نی لگی تو اللہ تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا میں نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت میں

انأمن صالحون قال بلی قلت کیف یصنع اولئک قال یصیبہم ما اصابہم الناس ثم یصیرون الی

خلق نیکوکار نہو گی فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اونکا کیا حال ہوگا فرمایا اونپر وہی مصیبت ہوگی جو سب لوگوں پر پہرا نجا جاویگا خدا کی مغفرت

مغفرۃ اللہ ورضوانہ فالظاہر من ہذا الحدیث ان المؤمن اذا انکر بقدر استطاعتہ ولم یغیر

اور رضا مندی پر ہی اب اس حدیث سی یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ مرد مؤمن اگر تا بمقدور بیزار ہو اور منکر کو بند نکری

المنکر یعمہ العقاب فی الدنیا دون الاخرۃ وبدل علیہ ایضا ما روی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت یا رسول اللہ

تو اوسکو عذاب دنیا میں عام ہوگا آخرت میں نہوگا اور یہہ بھی مفہوم عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

ان اللہ تعالی اذا انزل سطوتہ باہل الارض وفیہم صالحون انہلکون بہلاکہم فقال یا عائشۃ ان

اللہ تعالی جب اپنا قہر زمین کی باشندون پر نازل کرتا ہی تو اونمین نیکوکار بھی ہوتی ہین کیا وہ بھی اونکی ساتھہ ہلاک ہوتی ہین فرمایا یا عائشہ

اللہ تعالی اذا انزل سطوتہ باہل نقمۃ وفیہم صالحون فیصیبون معہم ثم یبعثون علی نیاتہم والمراء

اللہ تعالی جب اپنا قہر عذاب والون پر نازل کرتا ہی اور اونمین صلحا بھی ہوتی ہین تو وہ بھی اونکی ساتھہ مصیبت میں مبتلا ہوتی ہین پھر اپنی اپنی نیتون پر اوٹھائی جاوینگی اور آدمی

لا یسمی صالحا الا اذا انکر بمقدار وسعہ واما من راہن ولم ینکر مع استطاعتہ فانہ یصیر من الفاسقین

صالح جب ہی ہوتا ہی کہ اپنی مقدور تک برائی سی بیزار رہی اور جسنی سستی کی اور باوجود طاقت کی بند نکیا تو وہ فاسقون میں داخل ہوتا ہی

لا من الصالحین وقد ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمداہن فی حدود اللہ والواقع فیہا مثلا

صلحا مین نہین ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک مثال بیان فرمائی ہی حدود الٰہی مین سستی کرنیوالی کی اور جو حدود الٰہی مین مبتلا ہی

فقال علیہ السلام مثل المداہن فی حدود اللہ تعالی والواقع فیہا مثل قوم استہموا سفینۃ فصار بعضہم

سو فرمایا شامل حدود الٰہی مین سستی کرنیوالی کی اور جو حدود مین مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم نی کشتی حصہ وار لی پھر کوئی تو

فی اسفلہا وجاء بعضہم فی علاہا فکان الذی فی اسفلہا یمر بالماء علی الذین فی علاہا فتاذوا بہ فاخذ فاسا

نیچی کی درجہ مین آیا اور کوئی اوپر کی درجہ مین آیا اور جو کہ نیچی کی درجہ مین بیٹہا وہ اوپر والون کی پاس پانی لیی آتا جاتا اوسکو اوس سی ایذا ہوئی اب اوسنی کہاڑا لیکر

فجعل ینقر السفینۃ فاتوہ فقالوا مالک فقال تاذیتم بی ولا بد لی من الماء فان اخذوا علی یدیہ انجوہ وانجوا انفسہم

کشتی مین چھید کرنا شروع کیا اونہون نی اوسکی پاس آکر پوچھا تو کیا کرتا ہی کہا تمکو مجھسی ایذا ہوتی ہی اور مجھکو پانی کی ضرورت ہی اب اگر اونہون نی اوسکا ہتہ پکڑ لیا تو اوسکو بچا لیا اور اپنا

وان ترکوہ اہلکوہ واہلکوا انفسہم فہذا یدرج فی نشتیلہ ہذا جملۃ من الفوائد تنبہا ان الدین

جان بہی بچائی اور اگر اوسکو چھوڑنی دیا تو اوسکو مارا اور آپ بہی مری بیشک نبی علیہ السلام نی اس تمثیل مین بہت فائدی درج کئی ہین ایک یہہ ہی کہ دین

کالسفینۃ فان السفینۃ کما تکون سببا لنجاۃ فی الدنیا کذلک الدین یکون سببا لنجاۃ فی الاخرۃ ومنہا ان

مثل جہاز کی ہی سو جہاز جیسی دنیا مین ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دین آخرت مین بچاتا ہی اور ایک یہہ ہی

سکوت اہل السفینۃ عمن یریدان ینقر کما یکون سببا لہلاکہم فی الدنیا کذلک سکوت المسلمین عن الفاسق

کہ کشتی والون کا چپ رہنا اوسکی حال سی جو کشتی مین چھید کیا چاہتا ہی جیسی دنیا مین اوسکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانون کا فاسق کی حال سی

وعدم الانکار علیہ یکون سببا لہلاکہم فی الدنیا والاخرۃ ومنہا ان قول الناقر انما انقر فیما یختص بی کما لا ینجو

اور اوسپر انکار نکرنا دنیا اور آخرت مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی اور ایک یہہ ہی کہ سوراخ کرنیوالی کا یہہ کہنا کہ مین تو اپنی حصہ مین چھید کرتا ہون تجہسی

من کان فی السفینۃ من اہلہا لذلک لا ینجی المؤمنین من الاثم والعقوبۃ قول الجانی انما اجنی علی دینی لا علی

اور ون کو جو کشتی مین ہین ہلاکت سی نہین بچاتا ایسی ہی اور مؤمنون کو گنہگار کا یہہ کہنا گناہ اور عقوبت سی نہین بچاتا کہ مین اپنی دین پر گناہ کرتا ہون تمہارے دین پر نہین

دینکم علیکم انفسکم ما تریدون منی لی عملی ولکم عملکم کل شاۃ تعلق بعرقوبہا ونحو ہذہ الکلمات التی تجری

کمر تا تم اپنی سنبہالو تمہین مجھسی کیا غرض میری لئی میرا کیا تمہارا لئی تمہارا کیا ہر بکری اپنی پانو سی بندہتی ہی اور ایسی ایسی اور باتین جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
کی زبان پر گذرتی ہیں جو سمجھ نہیں جاتی کہ نحوست اوسکی عمل کی اور انجام بداوسکی فساد کا سب ہوا آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کھڑی ہوکر

ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دیندارون کا مستعد ہوکر کھڑا ہونا اور منکر سی روکنا

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانون کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم مافيها
کہ اچھا بد امور کو نیک سمجھی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو دلکو نیک سمجھی اور یہہ نجانی کہ اسمین

من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقینا یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبھی

اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ مین سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص دلمین سی اسپر یہہ اعتراض کری کہ تجھی کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہا جاویگا اسواسطی کہ دلمین والا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض

من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشؤمها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بی وقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہو وہ اصلی ادا کرنی فرض کی

المترجه على المعترض وغيره ساعيا في نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
جو معترض وغیرہ پر آتی کو ہی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچاتی اور عقاب سی چھوڑانی مین سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء في اهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نہ کرینگی تو یہہ سب جس حال مین ہونگی اوسکی ساتھہ ڈوبنی مین برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا کہ کونسا ہی اور نہ یہہ کہ کونسا

اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی مین چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان نہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال لا اله الا الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة مالم يستخفوا بحقها
پہچان نیکو کار کا اور بدکار کی اسی واسطی نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ جو اسی بڑی ہیبت کا ہی فائدہ دیتا رہیگا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہی گا جبتک اسکی حق کو ضعیف

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بما عاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگین پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نے

اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
اس حدیث مین ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی مین کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑہنی والون پر سی عذاب کو دفع نہین کریگا

لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر او من
یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ جس کا سی انکار کرنا واجب ہی اوسمین بشرطیکہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانكار لا يختص بالكبائر بل يعم الصغائر ايضا ولا يشترط في كونه منكرا ان يكون معصية فان من رأى صبيا او

انکار کا کچھ کبایر ہی سی خاص نہیں ہی بلکہ صغایر سی بھی چاہئی اور منکر ہونی ہیں ۔ یہہ شرط نہیں ہی کہ معصیت ہوا کری کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا

مجنونا يشرب الخمر فعليه ان يريق خمره وينهه من الشرب وكذا لو راى واحدا منهما يفعل شيئا من المنكرات

پاگل کو شراب پیتا دیکھی تو اسکو لازم ہی کہ شراب کیندوا دی اور پینی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسیکو اوغیں سی کوئی اور منکر فعل کرتی ہوئی دیکھی

يجب عليه ان يمنعه وليس هذا المنع لكون فعلهما معصية اذ لا يبقى فعلهما معصية بل لكونه منكرا ومتى

تو اسکو واجب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہیں ہی کہ وہ اونکی حق میں معصیت ہی اسوسطے کہ نابالغ اور پاگل کی افعال معصیت نہیں ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور

ينبغي ان يعلم ايضا ان تغيير المنكر لا يختص بالحاكم ولا يتوقف على اذنهم بل يجب على كل احد بحسب استطاعته

یہہ بھی یاد رکھنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکموں سی خصوصیت نہیں رکھتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر اپنی طاقت کی موافق واجب ہی

وان لم يكن له ولاية من جهتهم سواء كان رجلا او امراة حرا او عبدا كما عليه الاجماع لما روى عن ابي سعيد الخدري رض

اگرچہ حاکموں کی طرف سی مامور نہو برابری کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا اسوسطے کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی

انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم مین سی منکر کو دیکھی تو چاہئی کہ ہاتہہ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بھی طاقت نہو تو دل سی برا سمجہی

وذلك اضعف الايمان فقوله عليه السلام فليغيره امر ايجاب بالاجماع وقوله من راى منكم عام يشمل الوجوب

اور یہہ ادنی ایمان ہی پس ارشاد علیہ السلام کا چاہئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لیئی ہی اور آپکا قول جو کوئی تم مین سی دیکھی عام ہی تمام امت پر واجب ہونی

جميع الامة لكن قوله تعالى وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ يدل على

پر یہہ آیت اور چاہئی کہ سری تم مین ایک جماعت بلائی نیک کام پر اور حکم کرتی پسندیدہ کو اور منع کرتی ناپسندکو یہہ دلالت کرتی ہی کہ

انه فرض كفاية وفرض الكفاية اهم من فرض العين والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العين لان

فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ مین مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطے

من يترك فرض العين يختص هو الاثم ومن يفعله يختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الكفاية

کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہ ہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کی فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ

فلو ترك يأثم الجميع ولو فعل يسقط الاثم عن الجميع ففاعله ساع في وصيانة جميع الامة عن الاثم ولا شك ان من قام

اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار رہوگی اور اگر فرض کفایہ انکو کیا تو تمام امت کو سبکی پس فرض کفایہ بجالانیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی مین سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص

مقام جميع المسلمين في اقامة مهم من مهمات الدين يكون افضل ولذلك قال النبي عليه السلام مر بالمعروف و

ضروری امر دینی کی قایم کرنی مین تمام مسلمانون کا قایم مقام ہوا ہی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کار سکہاوی اور

نهى عن المنكر فهو خليفة الله تعالى في ارضه وخليفة كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا

بدکار سی روکی پس وہ زمین مین اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہین

الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى كان نائبا عنهم وذا

کہ نیک کار سکہاوین اور بدکار سی روکین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہین پس جو اونکی پیروی کرکے نیک کار سکہاوی اور بدکار سی روکی وہ ہی

الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب بحسبهم سواء كان حاكما او ماذونا من جهته او غير ماذون نعم من

اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوگا اور اسکا مرتبہ اس کار معظم مین اونکی مرتبہ کی پیچھے چاہئیگا برابری کو حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ان حاکم شخص

كان حاكما او ماذونا من جهته يتعين عليه ذلك ويكون له من اقامة الحدود والتعزير ما ليس لغيره من المسلمين

حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکو یہہ واجب ہوتا ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اختیار حاصل ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اهمل فعلى كل مسلم ان يامر بالمعروف وينهى عن المنكر بقدر طاقته ثم ان كان الوالى راضيا به فبها وان لم
اور جب وہ سستی کرے تو پھر ہیکہ مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پھر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
يكن راضيا بل كان ساخطا فسخطه منكر يجب الانكار عليه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فى الامر
راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بھی منکر ہی اس سی بھی انکار چاہیی اسواسطے کہ علماء اوں عمومات سی جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہین
بالمعروف والنهى عن المنكر دخول الامراء والسلاطين تحت تلك العمومات فكيف يحتاج الى اذنهم فى الانكار عليهم
یہ سمجھتی ہین کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تحت داخل ہین پھر اونکی اجازت اونکی عمل بند کی کہ ہین کیا حاجت ہی اور سلف کا عادت یہ تھا
وقد كان من عادات السلف الانكار على الامراء والسلاطين كما روى ان المامون بن هارون الرشيد بلغه ان رجلا
تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تھا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید کی پہر سنا کہ ایک شخص
يمشى فى الناس ويامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ولم يكن مامورا بذلك من عنده فامر ان يدخل عليه فلما قام بين
لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھرتا ہی اور مامون کی طرف سی بھی اوسکو یہہ حکم نتھا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کھڑا ہوا
يديه قال بلغنى انك رايت نفسك اهلا للامر بالمعروف والنهى عن المنكر وكان المامون جالسا على كرسيه ينظر
تو مامون نی کہا مینی سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجھتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تھا
فى كتاب فغفل فوقع منه الكتاب فصار تحت قدمه من حيث لا يشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم
سو ایسا بیخبر سی ہوا کہ کتاب اوسکی پانؤن تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخصنی کہا اللہ کی نام پر سی اپنا پانو اٹھالی پھر
قال ما شئت ولم يفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتى اعاده ثلثا ولم يفهم فقال هل ترفع ام تاذن لى حتى ارفع
جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجھا پھر اوس شخصنی کہا گیا تو اوٹھاتا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ میں
فقال ذنت فلما توجه الرجل الى الرفع نظر المامون فراى الكتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامرنا بالمعروف
اوٹھا دون مامون نی کہا یعنی اجازت دی جب وہ شخص اوٹھانی کو چکا تو مامون نی دیکھا کہ کتاب پانؤن تلی آگئی ہی پھر اوسی اوٹھا کر چوم لی پھر وہ ہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف
ونهى عن المنكر وقد جعل الله ذلك الينا ونحن من الذين قال الله تعالى فيهم الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ
اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو اللہ تعالی نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرما تا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک مین کھڑی کرین نماز
وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فقال رجل صدقت يا امير المؤمنين تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سطنت اور صاحب مکنت پر
اور دین زکوۃ اور حکم کرین بھلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المومنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سطنت اور صاحب مکنت پر
غيرنا اعوانك واولياءك فيه لا ينكر ذلك الا من لا يعرف كتاب الله تعالى وسنة رسوله اما الكتاب فقوله تعالى
ہم تمہاری اس بات مین مدد گار اور دوست ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہین جانتا قرآن مین یہہ آیت ہی
وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَمَّا السنة فقوله عليه السلام
اور مومن اور مومنات ایک دوسری کی مددگار ہین سکھاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیہ السلام کا یہہ ارشاد ہی
المؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا وهذا كتاب الله وسنة رسوله فان انقرضوا فمن اعانك بجزء منهما
مسلمان مثل عمارت کے ایک دوسری مین گتھی ہوئی ہین یہہ ہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مدد گار شکر گذار آپہونچا ہین ہی جنتہ
وان لم تنقد لهما زمام منهما فان الذى اليه امرك وبيده عزك قد شرط ان لا يضيع اجر من احسن عملا فقل الان ما
اور اگر تو ان دونو کا مطیع نہین ہی تو ان دونون کا دامن تیری سر ہی پہنچا کہ جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکو کار کا اجر ہیچ نہین کرتا اب جو
شئت فتعجب المامون من كلامه وسر به وقال مثلك يليق ان يامر بالمعروف وينهى عن المنكر فامض على ما كنت عليه
چاہیہ سو کہو پھر مامون کو اوسکی کلام ہی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجسے شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جا اپنا وہ ہی کام کئی جا

فاعتبروا

فاستمر الرجل علی ذلک وقد جری کثیر من ذلک الجماعۃ من السلف قالوا لیس من مقتضی رحمۃ اھل المعاصی ترک
سو وہ شخص اوسی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف میں گذری ہیں وہ یہہ کہتی ہیں گنہگاروں پر رحمت کا مقتضی یہہ نہیں کہ اونکو منع نہ کری
الانکار علیھم وعدم التعرض لھم بل من کمال الرحمۃ لھم الانکار علیھم وردھم الی منھج القویم والصراط المستقیم فان المؤمن
اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہ ہی کہ اونکو منع کرتا ہی اور اونکو روکر شاہ راہ استوا۔ اور طریق راست پر لاوی کیونکہ ایمان والا
اذا سمع باسیر من اسارٰی المسلمین فی ارض العدو یرحمہ ویبذل مالہ ونفسہ فی تخلیصہ فکیف لا یحنو فی تخلیص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک میں قید ہو گیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی میں لگاتا ہی پھر اپنی بھائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی میں
اخیہ المسلم وانقاذہ اذا رآہ اسیر نفسہ وشیطانہ وھما اعدی عدوہ فان اعرض عنہ وترک اسیر ھما
کیونکر سستی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہیں اب جو اوس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید میں
وذلک من جھلہ فان المؤمن بانقاذ اسیر من ید عدوہ الاصغر یکون ثوابہ ما ذکرہ اللہ تعالی فی کتابہ بقولہ
قید ہی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی انتہا سی قید کی چھڑانی میں تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب میں یہہ ذکر کرتا ہی
وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فما ظنک بمن انقذ اسیر المعاصی من ید عدوہ الاکبر وقد اقام العلماء
اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگوں کو پھر تیرا خیال کدہ ہی اوسکی حق میں جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی کا تہ سی خلاصی دی اور شیطان علانی
الامر بالمعروف والنھی عن المنکر مقام جھاد لان منع المسلمین من المعاصی التی تقضی الی دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹہرایا ہی اسواسطے کہ مسلمانوں کا معاصی ہی روکنا جو دوزخ میں کھینچ لیجاوی کفار کی قتال سی
من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجھاد ان یفر واحد من اثنین کذلک فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر من رای
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد میں یہہ جایز نہیں کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بھاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دو شخصوں کو
رجلین علی منکر لا یجوز لہ ان یترکھما علی منکر بل یجب علیہ ان یامر وینھی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسہ
کسی کار منکر پر دیکھی تو اوسکو جایز نہیں کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ ہوں اور یہہ اپنی جان کا خوف کری اور اگر زیادہ ہوں
فھو فی سعۃ من ترکھم لکن لا نکارا ولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسہ کان
تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہیں جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو
انکارھا مندوبا الیہ ومحثوثا علیہ لان المخاطرۃ بالنفوس فی اعزاز الدین ما مور بھا کما فی قتل الکفار والبغاۃ
تو اوسکی مخالفت بھی عجیب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ اوسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیوں کی قتل میں
وقد روی ان رجلا سال النبی علیہ السلام ای الجھاد افضل فقال کلمۃ حق عند سلطان جابر فانہ علیہ السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخصنی نبی علیہ السلام سی پوچھا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی جیشک نبی علیہ السلام نی
جعل کلمۃ حق عند سلطان جابر افضل الجھاد لان قائلھا یجود بنفسہ لاعلاء کلمۃ الحق ونصرۃ الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلند کی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک درگذر نہیں کرتا بلکہ وہ دیکہ رہا ہی کہ
یدہ عنہ بخلاف من یلاقی عدوہ فی القتال فانہ یبسط یدہ الیہ ویرجو ان یغلبہ ویقتلہ فلا یکون بذلہ
ہنہی ہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتھ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اوسکو مار ڈالی سو ایسی حالت میں
لنفسہ مع رجاء سلامتھا فلکن یبذلھا مع یاسہ من سلامتھا لکن ینبغی ان یراعی فیہ التدریج فیبدا فی الانکار
جان کا آگی کر دینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برخلاف جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کر دیتا ہی لیکن لایق یوں ہی کہ اوسمیں آہستگی اور سہولت کی رعایت دیکہی پہلی پہل
اوکلا بالاسھل والارفق فانہ یبدا اولا بالوعظ والنصیحۃ والتخویف باللہ تعالی وینظر الی العاصی بنظر الرحمۃ
ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق میں رحمت کی نظر کری

ويرى اقدامه على المعصية مصيبة على نفسه لكون المسلمين كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهيته عن المنكر
اور معصیت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب حسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فهو على شفير جهنم فاياك ان تدفعه فترمى به في قعر جهنم اذ قد يتعلق بك فتقع معه فيها وذلك انك ان امرته
یعنی وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بچیارہ ایسا نہو کہ اوسکو دھکا دیکر دوزخ کی تہ میں پہنچکے ای اسواسطے کہ شاید تجھسے لپٹ جاوی پھر تو بھی اوسکی ساتھ جاوی پھر اسلئے

بالغلظة والعنف اول مرة فلعله ينتدى عليك بالاذى باليد واللسان فتكون قد رددته شرا على شره فتهلك
کہ اگر تو نی پہلی ہی دفعہ سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجھ پر جور کرے ہاتھہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کرکر

بعد اهلاك نفسك وما اذا لم يرجع بالوعظ والنصيحة وعلم منه الاصرار على المعصية فالايذان يغلظ له
اوسکو ہلاک کیا ان اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب وہ چاہے زور سی کہا جاوی

الكلام وليس من بغير فحش مثل ان يقال يا فاسق يا جاهل يا احمق يا ظالم يا نفسه يا من لا يخاف الله تعالى و
اور اسی طرح کہیں فحش نہو مثلاً یہ الفاظ کہیں ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہیں ڈرتا

نحوهذا الكلام ويرخى فيه الصدق فان مثل هذا الكلام صدق في الحقيقة اذ كل من يرتكب المنكر فاسق جاهل
ایسی ہی اور لفظ اور اسمیں سچ کی رعایت کرتا ہی بیشک یہ الفاظ حقیقت میں سچے ہیں اسواسطے کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان لا احمق من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله تعالى كما ورد في الحديث وليحترز من استرسال الغضب
احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی مارے کلام ناجایز سے بچنے لگی

وخروج الكلام الى ما لا يجوز مما هو كذب صريح وفحش قبيح ومن لم يتمكن من ازالة المنكر الا بضرب مرتكبه
جو کہ صاف جھوٹھ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زدوکوب کے گنہگار کی نہیں ہوسکتا

فليضرب بيده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنكر بجب ان يكف ويحذر مما يفعل كثير من الناس من الاسترسال
تو چاہئی کہ تھپڑ لات وغیرہ ماری پھر جب وہ منکر چھوڑ جاوی تو واجب ہی کہ بازرہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مارپیٹ میں

في الضرب بعد زوال المنكر فان ذلك ليس الا للحاكم ومن لم يستطع ان يغير المنكر بيده ولا بلسانه يكره له بقلبه
زیادتی کرتی ہیں یہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کرسکتا نہ ہاتھہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ سمجھے ہی

ان يذكر مساوى اخيه المسلم لاحد سوى اهل القوة يقدر على منعه لانه اذا لم يطع الله تعالى بازالة المنكر فلا يعصيه
کہ اپنی بھائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پھری سوای ایسے شخص حاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکھتا ہو اسلئے کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنیو

بغيبة المسلم المجلس الرابع والاربعون في بيان صلوة الكسوف والخسوف في ظهور الامور المخوفة

ہمکی تو مسلمان کی غیبت کرنا فرمانی ہی نہ کری چونکہ سورج گہن اور چاند گرہن کی نماز کا سامان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى لا يخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیان ہیں نشانیون میں سی کسیکی موت

ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فاذكروا الله تعالى هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عباس
اور حیاتی کی سبب سی نہیں گہنتی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی

وسبب ورده على ما جاء في حديث اخر رواه ابو مسعود الانصاري ان الشمس انكسفت يوم مات ابراهيم ابن رسول
اور سبب ستاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ موا سورج گہن ہوا

الله فقال الناس انكسفت لموته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله
سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیون میں سی دو نشانیان ہیں

لاینکسفان لموت احد ولا لحیوتہ فاذا رأیتم شیئا من ھذہ الافزاع فافزعوا الی الصلوۃ فانہ علیہ
کسیکی موت اور حیات پر نہیں گہنتی جب تم کچھ ایسی ہول اور خوف دیکھو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی
السلام قد امر فی ھذا الحدیث بالصلوۃ عند ظہور شیئ من ھذہ الاھوال التی من جملتہا کسوف الشمس
اس حدیث میں بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمیں سورج گہن بھی ہا ش ہی نماز کا حکم فرمایا
وعلم من ھذا ان المراد من الامر بذکر اللہ تعالی فی الحدیث السابق الامر بالصلوۃ فانہ علیہ السلام
اور اس سی یہہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الٰہی کی جو پہلی حدیث میں مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی
قد صلاھا بالجماعۃ وکان القیاس ان تکون صلوۃ الکسوف واجبۃ کما ذھب الیہ بعض العلماء
صلوۃ کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس میں آتا ہی کہ صلوۃ کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علما کا یہی مذہب ہی
واختارہ صاحب الاسرار لکون الامر للوجوب لکن الجمہور قالوا انہا سنۃ لانہا لیست من شعائر
اور صاحب اسرار نی یہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علما سنت کہتی ہین کیونکہ یہہ نماز اسلام کی نشانیون مین سی نہین ہی
الاسلام وانما توجد بعرض الکسوف الا انہ علیہ السلام لما صلاھا بالجماعۃ کانت سنۃ مشروعۃ
لیکہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہیت
بالجماعۃ من غیر کراھۃ وحملوا الامر علی الندب فعلی ھذا ینبغی لامام الجمعۃ اذا انکسفت الشمس ان یصلی
درست ہی اور علمارنی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لوگون کی
بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعۃ برکوع واحد کھیئۃ النافلۃ بلا اذان ولا اقامۃ ولا
مسجد جامع مین یا عید گاہ مین دو رکعت پڑہی ہر ایک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی نفل ہوتی ہین نہ اذان پڑہی اور نہ تکبیر کہی اور نہ
خطبۃ ویقرأ فیہما ما شاء من القرآن ویخفی القراءۃ عند ابی حنیفۃ وعندھما یجھر والافضل تطویل
خطبہ اور اون دونو رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک قرات سہلی سی پڑہی اور صاحبین کی نزدیک بلکا کر پڑہی اور دو رکعت مین
القراءۃ فیہما لان فیہ متابعۃ النبی علیہ السلام اذ قد ثبت ان قیامہ علیہ السلام کان فی الرکعۃ الاولی
تطویل قرات افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ یہہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت مین
بقدر قراءۃ سورۃ البقرۃ وفی الثانیۃ بقدر سورۃ آل عمران ویجوز تخفیفہما لان السنۃ استیعاب
بقدر قرات سورۂ بقرہ کی ہتا اور دوسری رکعت مین بقدر قرات سورۂ آل عمران کی ہتا اور اسمین تخفیف بھی جایز ہی اسلئی کہ مسنون نماز
الوقت بالصلوۃ والدعاء لما روی عن مغیرۃ بن شعبۃ انہ علیہ السلام قال ان الشمس والقمر آیتان
اور دعا مین وقت کا پورا کردینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیون مین سی
من آیات اللہ تعالی لاینکسفان لموت احد ولا لحیوتہ فاذا رأیتموھا فادعوا اللہ تعالی وصلوا حتی
دو نہ نشانیان ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اونکو دیکھو تو اللہ تعالی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑہو
تنجلی الشمس وھذا الحدیث یفید استیعاب الوقت بالصلوۃ والدعاء فان خفف احدھما یطول الآخر
کہ سورج صاف ہوجاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک کو تھوڑی کروی تو دوسرکو بڑہادی
وبعد الصلوۃ یدعو حتی تنجلی الشمس لان السنۃ فی الادعیۃ تاخیرھا عن الصلوۃ ثم ھو فی الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہوجاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچھی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین
مخیر ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلۃ وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجھہ او مستقبل القبلۃ
اختیار ہی چاہی بیٹہکر دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہوکر لوگون کی طرف منہ کرکر یا قبلہ کو ہوکر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا

اور سب لوگ روبقبلہ بیٹھے رہیں اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں چاہیں دو رکعت

ركعتين وان شاءوا اربعا لان هذه الصلوة تطوع والاصل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر

اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی اور نوافل میں یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاند گہن میں

يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة تتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد

تمام لوگ جدا جدا نماز پڑھیں جاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں ہی اسلئے کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت یہہ فساد پیدا کرسکتا ہی

بنفسه وكذلك في انتشار الكواكب الضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والريح الشديدة والامطار

بلکہ ہر ایک اپنی نماز پڑھ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹنی میں اور خوفناک روشنی میں جو رات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندھیرے میں جو دن کو ہووی اور تند آندھیوں

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و

اور متصل بارش میں اور بجلی کڑکنیں اور بھونچال میں اور وبا ہی بیماریوں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور بھی ناگہانی امور اور

الاهوال يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا

خوفناک اوقات میں ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھ لی اسمیں عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر تو دوڑ کر نماز شروع کرو

الى الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى ومانرسل بالآيات

کیونکہ یہہ سب نشانیاں خوف کی ہیں جس سے اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں

الا تخويفا وجاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الآيات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت

سوا ڈرانی کو اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہی یہہ کسیکی موت

احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رايتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه

یا کسیکی حیات پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی جب تم انمیں سے کوئی بات دیکھو تو ذکر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفي حديث آخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالى

اور ایک اور حدیث میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں

لا يخسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير

کسیکی موت اور کسیکی حیات سے نہیں گہنتی جب تم یہہ حال دیکھو تو اللہ سے دعا مانگو اور بڑائی یاد کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

في مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروى عن ابن عمر انه عليه السلام

ایسی خوف اور ہول کی وقت موافق حکم کی ہی اسلئے کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی اور ابن عمر سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك

جب گرج اور بجلی کی آواز سنتی تو کہتی الٰہی ہمکو اپنی غضب سے مت قتل کر اور اپنی عذاب سے مت ہلاک کر اور ہمکو اس سے پہلی معاف کر

وروى عن عائشة انه عليه السلام كان اذا ابصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم اني اعوذ بك من

اور عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکھتی تو کام چھوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتی اور یہہ کہتی الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں

شر ما فيه فان كشفه الله تعالى حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروى عن عائشة ايضا

برائی سی جو اس ابر میں ہی پھر اگر اللہ تعالی اوسکو کھول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برستا تو یہہ کہتی الٰہی بارش فائدہ مند اور حضرت عائشہ سے یہہ بھی روایت ہی

انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم اني اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ

کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتی الٰہی میں تجھسے اسکی بھلائی مانگتا ہوں اور اوسکی بھلائی جو اوسکی اندر ہی اور اوسکی بھلائی جو اسکے ساتھ تعلق

بلاء من شرّها وشرّ ما فیها وشرّ ما ارسلت بہ وروی عن ابن عباس ان رجلا لعن الریح عند النبی علیہ السلام
اور اوسکی برائی سی تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سی جو اوسکی اندر ہی اور اوسکی برائی سی جو اوسکی ساتھ تو نی بھیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی
فقال لہ النبی علیہ السلام لا تلعن الریح فانہا مامورۃ وانہ من لعن شیئا لیس لہ باھل رجعت اللعنۃ علیہ
سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا لعنت مت کر یہ تو مامور ہی اور حال یہ ہی کہ جو شخص کسی شئ پر لعنت کرتی کرہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہی
وروی عن ابی ھریرۃ انہ قال الریح من روح اللہ تاتی بالرحمۃ وبالعذاب فلا تسبوھا واسئلوا اللہ خیرھا
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الہی ہی کبھی رحمت لاتی ہی اور کبھی عذاب سو اوسکو برا نکہو اور خدا تعالی سی اوسکی بہلائی مانگو
وعوذوا من شرّھا یعنی ان الریح من الاشیاء التی تجئ من عند اللہ تعالی کالمطر والبرودۃ والحرارۃ وغیر
اور اوسکی شر سی خدا کی پناہ لو اور یہ ہی کہ ہوا وہ شی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہی جیسی مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوا
ذلک تجئ تارۃ للرحمۃ وتارۃ للعذاب فاذا کان مجیئھا بامر اللہ تعالی فلا یجوز سبّھا لحصول ضرر منھا
اسکی کبھی رحمت کی واسطی اور کبھی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالی کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جایز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو
بل سبیل العباد فیما یتوھم منھا الالتجاء الی اللہ والاعتصام بحبلہ والاستعاذۃ بہ من شرّھا ومن شرّ
بلکہ بندہ کو جب اسمین کچھ ہم پہنچا ہوا تو لازم ہی اللہ تعالی کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی
ما فیھا کما روی عن ابی بن کعب انہ علیہ السلام قال لا تسبوا الریح فانہا ریح مباراۃ تکرھون فقولوا اللھم
پناہ لیں چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہہ کہا کرو الہی
انا نسالک خیر ھذہ الریح وخیر ما فیہا وخیر ما امرت بہ ونعوذ بک من ھذہ الریح وشرّ ما فیہا وشرّ
ہم تجھسی اس ہوا کی خوبی مانگتی ہین اور خوبی اوسکی اوسکی اندر ہی اور خوبی اوسکی جو تو نی اوسکو حکم دیا اور اوس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہین اور برائی اوسکی اور اوسکی اندر کی اور اوسکی
ما امرت بہ وکذا من نزل منزلا یستعیذ باللہ تعالی لما روی انہ علیہ السلام قال من نزل منزلا فقال
جو تو نی حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان مین داخل ہو اسد سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر یہہ پڑہی
اعوذ بکلمات اللہ التامات من شرّ ما خلق لم یضرہ شئ حتی یرتحل منہ منزلا وروی عن ابن عباس انہ علیہ السلام
کہ پناہ لیتا ہون بو سیلہ اللہ تعالی کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہین ہوتا جبتک کہ وہانسی دوسرا مکان بدلی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
کان یقول عند الکرب لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب
سختی کی وقت فرمایا کرتا ہی نہین کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہین کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہین کوئی معبود سوای اللہ پروردگار
السّمٰوٰت السبع ورب الارض ورب العرش الکریم وفہم من ھذا الحدیث ان ذکر اللہ تعالی واوصافہ العظم
ساتون آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا ذکر اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا
سبب لنزول النعم وقد روی انہ علیہ السلام قال الا اخبرکم بشئ اذا نزل بکم کرب او بلاء فدعا بہ فرج اللہ عنہ
عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنو مین تمکو ایسی دعا بتاؤن کہ جب تمپر کوئی سختی یا بلا آوی پھر وہ دعا پڑہو تو اللہ تعالی دور
قیل لعلی یا رسول اللہ قال دعاء ذی النون لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین فاستجبنا لہ و
کسنا یعنی علی کسینی عرض کیا ان یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس والون کی کوئی حاکم نہین سوای تیری تو بی عیب ہی مین تہا کہتا ہون سی پھر ہم سن لی ہمنی اوسکی پکار یا
نجّیناہ من الغمّ وکذلک ننجی المؤمنین وروی انہ علیہ السلام قال ما من مکروب یدعو بھذا الدعاء
بچا دیا اوس کہٹنی سی اور یون ہم بچا دیتی ہین ایمان والون کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہی
الا استجیب لہ یسر اللہ تعالی دعوۃ مستجابۃ بلطفہ وکرمہ المجلس الخامس والاربعون
مگر قبول ہی ہوگی اللہ ہمپر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو حینا المسوین مجلس مین

فی بیان مسنونیۃ صلوٰۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ

بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا یطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ثم تمطروا ثم تمطروا لا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح

فرمایا کال اس سی نہیں پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھ پیدا ہو یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواہ ابوھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر

صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہین ہوتا کہ تمہر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمہر مینہہ تو برسی

لکن لا ینبت من الارض شیئا وینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی ایدیکم شیئ فان وقوع الشدۃ بعد توقع

پر زمین مین سی کچھہ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوی کہ تمہاری ہاتہہ کچھہ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی

السعۃ وحصول اسبابھا اقطع لمادۃ الیاس حاصلا من ورود الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و

اور حاصل ہونی اسباب اسکی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت نا امیدی کی جو پہلی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہین ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور

الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فالالزام علی العبدان

استسقا کی دعا نکرو بلکہ سرا استسقا کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی

یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیر لہ فی جمیع ما یجری الیہ من مولاہ وان کان مخالف المرادہ وھواہ فعلی

کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو کچھہ بہتر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مسنون کی

ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ

موافق آدمی کو چاہی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کرے اور یہہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلی کہ مینہہ مانگی اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی

لو ورد الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس او الاصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم

کیونکہ اس باب مین جبر اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہوادی پہر چوتہی روز سب کو جنگل مین لیجاوی

الرابع فی الصحراء قیین ینفی لھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیات لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل

کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر نی اپنی استسقا کی لی جاوی اسواسطی کہ عذر والون کی لی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ

الا کثر من ذلک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون

مدت منقول نہین ہی او پیادہ پا پہنی پرانی میلی پہیلی پگڑی جو روز مرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی پگڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین

متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی باکسین رثۃ وسیم وینقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم

بلکہ بیس حالت مفلسی اور رنجی ہوئی خدا کا خوف مانتی ہوئی سر جہکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عید گاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین

الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات مامور بہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم

کیونکہ ایسی ایسی قسون مین خیرات کرنی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کردین

ویجددون التوبۃ فان ذلک ھو السبب القریب فی الاجابۃ اذ مروی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب

اور نئی سرو تو خطاسی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی ہی اسلی کہ کعب احبار سی آوی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی

الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقا

علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر

ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی

تین دن تک برابر گئی پر مینہہ نہ برسا پہر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی

نبی

النبي عليه السلام يارب من هو حتى نخرجه من بيننا فاوحى الله تعالى يموسى اني اهلكم عن الغيمة فاكون

یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی مین سی نکال دین پہر اللہ تعالی نی یہہ وحی بہیجی ای موسی مین تمکو چغل خوری سی منع کرتا ہون پہر مین خود

نماما فقال موسى النبي عليه السلام لبني اسرائيل توبوا باجمعكم من الغيمة فتابوا فارسل الله تعالى عليهم

چغل خوری کرنی لگون پہر موسی علیہ السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب غیمہ سی توبہ کرو سونہون نی توبہ کی پہر اللہ تعالی نی اونپر

الغيث وروى عن سفيان انه قال بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبع سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال

مینہہ برسانا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین مین نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہان تنک کہ مردار اور بچون کو کہا گئی

وكانوا يخرجون الى الجبال ويتضرعون الى الله تعالى فاوحى الله الى انبيائهم اني لا اجيب لكم داعيا ولا ارحم

اور وہ پہاڑون مین جاکر نہایت انکسار سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالی نی اونکی نبیون پر وحی بہیجی مین نہ تمہاری دعا قبول کرون اور نہ

لكم باكيا حتى يتردوا المظالم الى اهلها ففعلوا فمطروا وروى ان عيسى النبي عليه السلام خرج مع قومه

تمہاری رونی پر رحم کرون جبتنک کہ تم حق دارون کی حقون کو نہ ادا کرو سو اونہون نی حق ادا کی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر

ليستسقي فلما ضجروا قال لهم عيسى النبي عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجع فرجعوا كلهم

دعا استسقا کی لیئے باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیہ السلام نی کہا تم مین سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام اما لك ذنب فقال والله لا اعلم لي ذنبا

اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نرا پہر عیسی علیہ السلام نی اوس سی پوچہا تو نی کوئی گناہ نہین کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہین

غير اني كنت ذات يوم اصلي فمرت بي امراة فنظرت اليها بعيني هذه فلما جاوزت اخذت اصبعي

سوای اسکی کہ مین ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو مینی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو مین نی اپنی اونگلی آنکہہ

في عيني فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عيسى عليه السلام ادع حتى اؤمن على دعائك فدعا

مین ڈال کر انکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی بہیجنگ دی پہر اوس سی عیسی علیہ السلام نی کہا تو دعا مانگ اور مین تیری دعا پر آمین کہون پہر اوسنی دعا کی

فتحللت السماء سحابا فسقوا وروى عن عطاء السلمي انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقي

پہر تر ہوا آسمان مین کہٹا کہر گئی اور مینہہ برسا اور عطا سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون المجنون في المقابر فنظر الينا فقال يا عطاء هذا يوم النشور وابعث من في القبور

ناگاہ گورستان مین سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبرون سی مردون کی اوٹہنی کا

فقلت لا لكنا منعنا الغيث فخرجنا نستسقي فقال يا عطاء بقلوب سماوية او بقلوب

مین نی کہا نہین تو پر ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہین پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل

ارضية فقلت بل بقلوب سماوية فقال هيهات يا عطاء قل للمبهرجين لا يبهرجوا فان الناقد

مینی کہا نہین بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہین پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصون سی کہدی کہوٹی نہ بنین کیونکہ پرکہنی والا

بصير ثم نظر الى السماء فقال الهي وسيدي لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمكنون

بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہرون کو گنہگار بندون کی بدلی مین ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما وارت الحجب من لائك اسقنا ماء غدقا تحيي به البلاد وتروي به العباد يا من هو على

نامون کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتین پس پردہ ہین ہمکو پانی بی انتہا پلا جسمین تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہوجاوین اے وہ

كل شئ قدير قال العطاء فما استتم الكلام حتى لمعت السماء وابرقت وجاءت بمطر كافواه القرب

جو ہر شی پر قدرت رکہتا ہی عطا ربیان کرتا ہی کہ اوسنی ایسا دعا پوری نکی تہی کہ آسمان کر جا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک مینہہ کہل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارک انہ قال قدمت المدینۃ فی عام شدید القحط فخرج الناس یستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ مین مدینہ مین ایسی سال مین آیا کہ بڑا سخت کال پڑہ رہا تہا سو تمام لوگ واسطی دعا استسقا کی نکلی اور مین بہی
معہم اذا قبل غلام اسود علیہ مرقعتی الجلس قد اتزر باحدھما والقی الاخری علی عاتقہ فجلس الی جنبی فسمعتہ
انکی ساتہہ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چیتہڑی لگی ہوئی کہ ایک کا اوڑہن سی تہہ بند کر رکہا تہا اور دسرا اپنی مونڈہی پر ڈال رکہا تہا مگر میری برابر بیٹہہ گیا پس مین نے سنا
یقول الٰہی اخلقت الوجوہ عند کثرۃ الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتبس عنا غیث السماء
کہ وہ کہتا تہا الٰہی گناہون کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی اور میہ آسمان سی مینہہ برسنا موقوف ہوا
لتودبدلک عبادک فاسئلک یا حلیما ذا اناۃ یا من لا یعرف عبادہ عنہ الا الجمیل ان تسقیہم
تاکہ تیری بندی ادب پذیر ہون سو مین تجہسی سوال کرتا ہون ای حلیم تحاوت والی ای وہ ذات جسکی بندہ سوای زیست کی کچہہ نہین جانتی تو انکو ابی سیراب
الساعۃ فلم یزل یقول الساعۃ الساعۃ حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکان
کردی پہر وہ یہہی کہی جاتا تہا ابہی ابہی یہان تک کہ آسمان مین گہتا گہر گئی اور ہر طرف سی مینہہ برسنا شروع ہوا
فعلی ھذا ینبغی للحاکم ان یستسقی بصلحاء الناس وضعفائہم وفقرائہم لاجل الدواب الھائمۃ
اس بیان کی موافق حاکم کولازم ہی کہ استسقا کی دعا صلحاء اور ضعیفون اور فقیرون سی واسطی چلیا سی چوپاؤن
والانعام السائمۃ والاطفال المجلۃ لما روی انہ علیہ السلام قال لولا صبیان رضع وبہائم رتع
اور چرندہ میہشی اور بچون جلدہ پانی مالکی والون کی واسطی ای اسکو سطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر دودہ پیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور
وعبادرکع لصب علیکم العذاب صبا ویقول فی دعائہ کما قال النبی علیہ السلام اللہم اسق عبادک
اور عابد بندی نہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا اوسہی طرح کری جیسی نبی علیہ السلام نی کی ہی الٰہی پانی دی اپنی بندون کو
وبہائمک وانشر رحمتک واحی بلدک المیت ویستقبل القبلۃ بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنی بہایم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہیلا اور اپنی مردہ شہر زندہ کر اور روبقبلہ کہڑا ہوکر دعا مانگی اور باقی لوگ روبقبلہ بیٹہے رہین
مستقبلین القبلۃ لما روی انہ علیہ السلام استقبل القبلۃ ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابۃ
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی روبقبلہ ہوکر دعا کی تہی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری
ویصدق رجاءہ لما روی انہ علیہ السلام قال ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ وقد قال اللہ تعالی
اور اپنی امید کو ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کرکی دعا مانگو اور اللہ تعالی یہی فرماتا ہی
اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وقال فی اٰیۃ اخری وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ
مجہکو پکارو کہ مین تمہاری پکار کو اور ایک اور ایت مین فرمایا ہی اور جب تجہسی پوچہین بندی میری مجہکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارتی کی پکار کو
الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ويجتہد فی الدعاء سرا ویقول اللہم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتک
جسوقت مجہکو پکارتا ہی اور دعا مین خوب مبالغہ کری پوشیدہ پون کہی الٰہی تو نی مجکو اپنی دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا
فقد دعوناک کما امرتنا فاجبنا کما وعدتنا اللہم فاغفر علینا بمغفرۃ صافرطنا واجابتک فی سقیانا
سو مینی تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخشش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر
وسعۃ رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیہم رجل مشہود بالصلاح ان یستسقوا بہ ویقولوا
اور فراخی رزق کی دی کر ہمپر منت کر اور لوگون کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص اونمین نیکبخت مشہور ہو تو اوس سی استسقا کی دعا کرائین اور یون کہین
اللہم انا نستسقی ونستشفع الیک بعبدک فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب کان
الٰہی ہم تجہسی مینہہ مانگتی ہین اور تیری سامنی تیری فلانی بندہ سی شفاعت کرتی ہین اسلئی کہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا یستسقی بالعباس ویقول اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا محمد علیہ السلام فتسقینا وانا
جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یوں کہتی الٰہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مہنہ برساتا تہا اب ہم
نتوسل الیک بعم نبینا محمد علیہ السلام فاسقنا فیسقون ولیس فی الاستسقاء عند ابی حنیفة رح
تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہین سو ہمکو پانی دی پس مہنہ برستا تہا اور استسقا عند امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی
صلوٰة مسنونة بالجماعة فان صلی الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار
نماز مسنون جماعت سی نا ثابت ہین ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لین تو جایز ہی الہم کی نزدیک استسقا صرف دعا اور استغفار ہی
لقوله تعالی فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال و
اس دلیل سی کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دی آسمان کی تمہر دار مین اور برہتی دی تمکو مال اور
بنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انهرا فهذه الایة وان کانت حکایة لما قال نوح النبی علیه السلام لقومه
بیٹون سی اور بنا دی تمکو باغ اور بنا دی تمکو نہرین پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا
لکن یصح الاستدلال بها لان شریعة من قبلنا شریعة لنا اذا قصها الله تعالی فی کتابه ولم ینکرها ولم یرد
پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہم سی پہلی شریعتین ہی ہماری لئی شریعتین ہین جب اوسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان فرماوی اور اوسکا انکار نکری اور نہ
فیها النسخ کما فی هذه الایة فانه تعالی بین فیها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روی ان
اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت مین ہی پس اللہ تعالی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مہنہ برستا ہی
نوح النبی علیه السلام کذبه قومه بعد تکریر الدعوة دهرا طویلا فحبس الله تعالی عنهم المطر واعقم
کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور بعضی کہتی ہین
ارحام نسائهم اربعین سنة وقیل سبعین سنة فوعدهم نوح النبی علیه السلام انهم ان استغفروا من
ستر برس تک اوہنکی مہنہ برسانا بند کیا اور عورتون کو بانجہ کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی دستی آگہ وعدہ کیا اگر وہ اپنی کفر سی توبہ کرین تو آخر کو
ذنوبهم برزقهم الله تعالی الخصب ویرفع عنهم ما کانوا فیه فعلم منه ان المسنون فی الاستسقاء الدعاء والاستغفار
اللہ تعالی تا نکی اور رزق کی فراخی دی اور جس مصیبت مین مبتلا ہین وہ دور کر دی اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین دعا اور استغفار ہی مسنون ہی
وروی عن انس ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب فقال یا رسول
اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد مین آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ
الله صلی الله علیه وسلم هلک المواشی وانقطعت السبل فادع الله تعالی ان یسقینا فادع الله تعالی ان یسقینا ورفع رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مر گئی اب ہمکو اپنی جانون کا خوف ہی سو تم اللہ تعالی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول
الله صلی الله علیه وسلم یدیه قال اللهم اسقنا غیثا مغیثا مریئا غدقا مطبقا عاجلا غیر اجل قال الراوی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونو ہاتہ اوٹہا کر دعا کی الٰہی ہمپر مہنہ برسا اچہا مہنہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند ابی دیر نہو راوی کہتا ہی
فما کان فی السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتی صار رکاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الی الجمعة
کہ آسمان مین کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر اوادہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہان تلک کہ گہتا گہر گئی پہر سات دن تلک اوس جمعہ سی اگلی جمعہ تلک برسی گیا
ودخل ذلک الرجل المسجد فی الجمعة القابلة ورسول الله علیه السلام یخطب والسماء تشکب فقال یا رسول
پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد مین آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مہنہ برستا تہا عرض کیا یا رسول
الله تهدم البنیان وانقطعت السبل فادع الله تعالی ان یمسکه فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم
اللہ کہ کئی کہ ڈہ گئی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مہنہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالة بنی ادم ثم رفع یدیه فقال اللهم حوالینا لا علینا اللهم علی الاکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت
بنی آدم کی ملالت سے تبسم کیا پھر دونوں ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی الٰہی ہماری گرداگرد فراخ پر ہمپر نہیں الٰہی ٹیلوں اور زمین کی پشتوں پر اور پہاڑوں پھاڑوں کی اندر اور جہاں
الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرقا فانجابت السحابة عن المدینة حتی صارت حولها کالاکلیل قال الراوی
درخت پیدا ہوتی ہوں راوی کہتا ہی آسمان میں کہیں ذرہ کھلا ہوا نہا سو مدینہ کی اوپر سی ابر کہل گیا یہان تک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہوگیا پس راوی نی اس حدیث
لم یذکر فی هذا الخبر غیر الدعاء فعلم منه ان الصلوة فی الاستسقاء غیر مسنونة وقد ثبت ان عمر
سوا دعا کی اور کچھ بیان نہیں کیا اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہیں ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی
استسقی ولم یصل ولو کانت الصلوة سنة لما ترکها لانه کان اشد الناس اتباعا لسنة رسول الله علیه السلام
استسقا کی دعا کی اور غاز نہیں پڑہی اگر غاز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نہ چہوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہیں تہا
صلی فیه رکعتین کصلوة العید فذلك انما یدل علی الجواز ولیس الکلام فیه بل الکلام فی کونها سنة والسنة
استسقاء مین دو رکعت عید کی سی غاز پڑہی سو اس سی جواز معلوم ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین ہی بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی
لا تثبت بمثله بل انما تثبت بالمواظبة ولم یوجد المواظبة لانه علیه السلام فعلها مرة وترکها اخری ولم یکن
ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبھی اسکو کیا اور کبھی ترک کیا اور عمل کرنا
فعله اکثر من ترکه حتی یکون مواظبة وقالا یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوة العید بلا اذان ولا اقامة
ترک کرنی سی زیادہ نہین نہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی
مع التکبیرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم یخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة خفیفة ویکون الاستغفار
اور تکبیرات زوایہ ادا کری اور قرارت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکا سا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو
معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبة یستقبل القبلة ویحول رداءه فی هذه الساعة تفؤلا بتحویل الحال
جب خطبہ پڑہ چکی تو رو بقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی
فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائه اللهم اسق عبادك وبهائمك
پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کرلی اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کرلی پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون ادا کری الٰہی اپنی بندون اور اپنی چوپایون کو پانی دی
وانشر رحمتك واحی بلادك المیت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك کما امرتنا
اور اپنی رحمت کو پہیلا اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی
فاجبنا کما وعدتنا اللهم فاما من علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتك فی سقیانا وسعة رزقنا اللهم لا نهلك بلادك بذنوبنا
اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدولت اپنی شہرون کو
عبادك ولکن برحمتك الشاملة ونعمتك الکاملة اسقنا ماء غدقا یحیی به البلاد وتزوی به العباد اناث
ویکسی اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ
علی کل شیء قدیر ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار المجلس السادس
ہر شی پر قادر ہی الٰہی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سی بچا چھبیسوین

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی

مجلس بین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض هذا الحدیث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکھو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابوهریرة وفیه تحریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانهما لا ینتفقان التلقف بمعنی
حسن صدیقان میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین امت کی تی وسعلی سیکینی دو قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہ دونو سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امر سی
الاخذ الا منه علیه السلام فانه علیه السلام اذا قبض لا یحصل للناس منهما شیء بعده الا ما تعلموا منه
نہین حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہین کیونکہ یہ علیہ السلام ن جو فوت کی تو پیر بعد انکی لوگون کو دونو مین سی کوئی علم نہین حاصل ہوسکتا مگر وہ تا ہی جو سیکھہ چکی
وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمة المواریث ولا دلیل له
اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمین بعض لوگ سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہین اور موافق اکثر نوشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہین معلوم ہوتی
فی هذا التخصیص علی ما ذکره التوربشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التی وضعه الله تعالی علی عباده
بلکہ صحیح یہ ہی کہ مراد اس سی وہ احکام ضروری ہین جو اللہ تعالی نی اپنی بندون پر فرض کردی ہین
وأما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولا بالتواتر کالقراءة السبع المعروفة التی اختارها الائمة
اور یا قرآن علم اصول کی مصطلح کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتون قرینتین مشہور جسکو وات کی ساتون امامون نی اختیار کرکہا ہی
السبعة من القراءة ما کان منقولا بالتواتر فانه لیس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطریق الشهرة
وہ نہین ہی جو بطریق تواتر منقول ہی سو یہ قرآن کی احکام مین داخل نہین ہی بلکہ وہ قرارت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو
او بطریق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرانا سواء کان فی جوهر اللفظ او فی هیئته والمراد من
یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونیمین شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ مین سو یا اوسکی صورت مین اور جوہر لفظ سی بہم مراد ی
جوهر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو مالک یوم الدین وملک یوم الدین والمراد من
کہ خطوط مصاحف کی قرارت سبعہ مین بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی
هیئة اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع کالتفخیم والامالة ونحوها فاذا کان
ہیئت سی یہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قرارت سبعہ مین نہ بدلین جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب
النقل بالتواتر شرطا فی کون المنقول قرانا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطریق الشهرة او بطریق الاحاد لا یکون له
نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونیمین شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قرارت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد سو اسکو
حکم القرآن حتی لا یجوز قراءته فی الصلوة والحاصل ان المشهورین من ائمة القراء هم السبعة المذکورون فی
حکم قرآن کا نہین ہوگا یہان تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑہنا جایز نہین خلاصہ یہ ہی کہ قرارت کی مشہور امام وہ ہی ساتون ہین جو
التیسیر والشاطبی وهم عاصم وحمزة والکسائی هذه الثلثة من الکوفة وابن کثیر من مکة ونافع من المدینة
تیسیر اور شاطبی مین مذکور ہین اور وہ یہ ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی یہ تینون تو کوفہ کی ہین اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا
وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شیوخ ثلثة اخرون وهم یعقوب بن اسحق وزید بن
اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بھی ثابت ہین وہ یہ ہین یعقوب بن اسحاق اور زید بن
القعقاع وخلف بن هشام والصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوة وغیره جاریة فی هذه الثلثة ایضا
قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور مانند اسکی ان تینون مین ہی
کالسبعة وامامه وراءها من القراءة الشاذة مشهورا کان او غیر مشهور فلا خلاف فی عدم جواز قراءته فی
ان ساتون کی مانند جاری ہین اور بھی سوا انکی اور شاذ قراتین مشہور ہون یا غیر مشہور اسمین خلاف نہین ہی کہ وہ نماز مین پڑہنی جایز نہین
الصلوة وانما الخلاف فی فسادها قال الاصفهانی ما لم یتواتر من القرات الشاذة فحکمها فی الصلوة حکم کلام البشر
اور خلاف یہ ہی نماز کی فاسد کرنی مین ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قرارت شاذہ جسنگ متواتر ہونا ہو سکا حکم نماز کی اندر حکم اوسی کی کلام کا سا ہی

وان لم يكن الشاذ فيه حكم القرآن ولم يجز قراءته في الصلوة فما ظنك بالقراءة التي ليست من القراءة المتواترة

اور جب قرارت شاذ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑھنا جایز ہی تو پھر تیرا کیا ہر خیال ہی اوس قرارت میں جو نہ قرارت متواترہ ہی

ولا من القراءة الشاذة بل هي لحن محض هل يكون له حكم القرآن وهل يجوز قراءته في الصلوة التي هي فرض على الناس

اور نہ قرارت شاذہ ہی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہوسکتا ہی اور کیا اوسکا پڑھنا نماز میں جایز ہوگا ہی جو کہ لوگوں کی ذمہ پر

بعد الايمان واحد اركانها قراءة القرآن الذي انزل بافصح اللغات فلا يدان يقرأ بافصح اللغات ولا يتعقوذلك

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان من نازل ہوا ہی اب ضرور ہی کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑہیں اور فصاحت

الا بالتجويد فعلى هذا يكون العلم بالتجويد فرضا لانه تعالى انزل القرآن بالتجويد حيث قال ورتل القرآن ترتيلا

بدون تجوید کی نہیں ہوسکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھ اوتارا ہی اسلئی کہتا ہی اور پڑھا یا ہمی اوسکو ٹھہر ٹھہر کر

فمقال الترتيل تجويد الحروف ومعرفة الوقوف وليس المراد بالتجويد قراءة مضغ اللسان وتصرير الفم وتعويج الفك

سو یعنی نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفوں کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چباوی اور منہ کو دباوی اور جبڑی کو ہلا

وترديد الصوت اذهي قراءة تنفر عنها الطباع ولا يقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطيفة بلا مضغ

اور آواز کو کھڑکھڑی اسوسطی کر ایسی قرارت سی طبیعتیں کو نفرت آتی ہی اور دلوں اور کان اوسکو نہیں قبول کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمیں زبان کا

فيها ولا تعسف ولا تكلف فاذا كان التجويد فرضا يكون ما ينافيه حراما لان القرآن انما كان معجزا بفصاحة

حملہ اس اور نہ بی بڑی آواز کی ہی اور یہ ایک مخالفت ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو بابی فصاحت الفاظ و بلاغت معنی سی معجزہ ہی

لفظه وبلاغة معناه فقراءته بالتجويد قراءة له بالفصاحة واذا لم يقرا بالفصاحة يكون لحنا واللحن

اوسکا جو ہی کی ساتھ پڑھنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھ نہ پڑہا تو پھر لحن ہوجاتا ہی اور لحن

في لغة العرب يجئ على معان والمراد به ههنا الخطاء والميل عن الصواب وهو جلي وخفي اما الجلي فهو خطأ يظهر

لغت عرب میں کئی معنوں میں آتا ہی اور یہاں سی مراد یہاں خطا اور راہ صواب سی الگ ہوجاتا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر تا ہی

الالفاظ ويخل بالمعنى في بعض المواضع فيفسد الصلوة وهذا اللحن يشترك في معرفته علماء القراءة وغيرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پھر نماز بھی فاسد ہوجاتی ہی یہ لحن سب علما کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علما سب بیچانتی ہیں

اذ هو قد يكون بتغيير الحركات والسكنات الاعرابية والبنائية وقد يكون بنقص حرف وزيادته وابداله الى حرف

سو بعضی کہ یہ لحن کبھی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلتی سی ہوتا ہی اور کبھی حرف کی کم وبیشی اور ایک حرف کی دوسرا حرف بدلتی سی ہوتا ہی

اخر واما الخفي فهو خلل يطرء الالفاظ لكن لا يخل بالمعنى ولا يفسد الصلوة بل يخل بالفصاحة ويورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہیں بگاڑتا اور نماز بھی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم في القرآن كما ذكر في البزازية ان اللحن فيه حرام بلا خلاف قال الله تعالى قرآنا عربيا غير ذي عوج

سی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمیں کجی نہیں

وهذا اللحن يختص بمعرفة علماء القراءة اذ هو انما يكون بتكرير الراءات وتضعين النونات وتغليظ اللامات وتشق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہیں سلئی کہ یہ لحن یہہ ہی حرف ر کی بڑہانی سی اور نون کی گنگنات سی اور لام کی یہ کرنی سی اور غنہ کو نہ کرنا سی

الغنة وغير ذلك من ترك الادغام في محل الادغام وترك الاخفاء وترك الاظهار في محل الاظهار وترك الاقلاب

یعنی اور ادغام کی جگہ ادغام نہ کرنا اور اخفا کی جگہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

في محل الاقلاب وترك التفخيم في محل التفخيم وترك الترقيق في محل الترقيق فان في ذلك كله وان لم يخل بالمعنى

جگہ بدلنی کی اور ترک کرنا باریک کرنیکو جگہ پر کرنیکی اور ترک کرنا باریک کرنیکی جگہ باریک کرنیکی بیشک یہ تمام باتین اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

وان لم يخل بالمعنى = اور اگر معنی نہ بگاڑے

بل انما يخل باللفظ فساد رونقه وذهاب حسنه لكن يخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان

مگر بعد بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اس بیان میں سی بیسکو ئی قائل نہیں ہی

بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغييرات كلها في الصلوة وغيرها بيان ذلك ان القرآن

کہ قرآن فصیح نہیں ہی اور اسہی لئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں سکا بیان یہہی

انما انزل بافصح اللغات التي هي لغة العرب بالعراء وهي لغة قريش وهزيل وهوازن وطي وتغليب وايمن وبنو تميم

کہ قرآن افصح لغات میں نازل ہوا ہی جو خالص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہزیل اور ہوازن اور طی اور تغلب اور یمن اور بنو تمیم کی ہی

فلابد ان يراعي فيه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقيق او تفخيم

اب ضرور ہی کہ انکی بولی کی قاعدہ کی رعایت کیجاوین یعنی حرفوں کو وہنکی مخرج سی نکالنا اور کھینچنا اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي ونحو ذلك مما هو لازم في كلامهم

پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام میں ضروری ہی

الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره فالقاري اذا لم يراع ذلك يصير كانه قرء القرآن بغير لغة العرب وهو

اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوا اسکی پسند نہیں کرتی ہیں قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو اسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑہا ہی

ان كان قاريا صورة لكنه ليس بقارئ حقيقة بل هو هازئ وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القراءة

اگرچہ ظاہر میں قاری ہی پر وہ حقیقت میں قاری نہیں ہی بلکہ وہ ہنسی کرنہ والا ہی ایسی قرارت سی نہ پڑہنا سو بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرارت سی

يصير من الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا وهذا قال الامام ابن الجوزي

اون لوگون میں اصل ہوگا جسکی دوڑ دھوپ ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اسہی لئی امام ابن الجوزی

في كتابه المسمى بالنشر لا شك ان الامة كلهم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقية

اپنی کتاب میں جسکا نام نشر ہی کہتی ہیں بیشک امت کو جیسکی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرارت کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الافصحية العربية التي لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى

ائمہ سوں منقول ہی حضرت نبوی کی فصیح عربیہ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہیں اور نہ اوسکو چہوڑ کر اور وضع اختیار کرنی

غيرها والناس في ذلك بين محسن فاجور ومسيء اثم ومعذور فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ

اور اس باب میں لوگ کئی وضع کی ہیں بعضی محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور بلا اجراب جس کی یہہ ہو سکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحيح العربي الفصيح وعدل عنه الى اللفظ الفاسد العجمي القبيح فانه مقصر بلا شك واثم بلا ريب و

اور فصاحت عربی کی وضع پر درست ادا سکتا ہو پر اوس وضع کو چہوڑ کر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کرے تو بیشک قصور وار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

ما من كان لا يطاوعه لسانه اولا يجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا يكلف الله نفسا الا

جس شخص کی زبان فرمانبردار نہیں ہی یا کوئی تجویز سکہا نیوالا نہیں ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر

وسعها لكن يجب عليه ان يجتهد جهده لعل الله يحدث بعد ذلك امرا وقد ذكر في فتاوى قاضيخان ان

جو اوسکی گنجایش ہی پس ایسی شخصکو واجب ہی کہ خوب محنت کئی چاہی شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی

الرجل اذا كان لا يحسن بعض الحروف ينبغي له ان يجتهد ولا يعذر في ذلك وان كان لا ينطلق لسانه في

کہ ایسا شخص کہ بعضی حرفوں کو ٹیک طور نہیں پڑہ سکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری سہی وہ معذور نہیں ہی اور اگر اونکی زبان بعضی حرف نہیں بول سکتی

تلك الحروف وان جاز له ترك الحروف وقراءتها في صلوته تجوز عند الكل وان قرأ الاية التي فيها

تو اگر ایسی آیت پاوی جسمیں وہ حرف نہیں ہیں اور وہ ہی آیت اپنی نماز میں پڑہی تو بالاتفاق جایز ہی اور اگر ایسی آیت پڑہی جسمیں وہ حروف

یہ قلم مدرس القرآن والقراءۃ حضرت مولانا قاری محمد عبد الرحیم صاحب مدظلہ العالی
مدرسہ کاشف العلوم الاسلامیہ والقرآنیہ
کراچی

تلك الحروف تجوز صلوته لكن لا يؤم غيره وكذا اذا كان الرجل لا يقف موضع الوقف وكان يتنحنح عند القراءة

موجود ہیں وہ بھی جائز ہی ہو دلکی نماز مکروہ ہی اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکرے یا قرارت میں کھنکارا کرے

لا يؤم غيره المجلس السابع والاربعون فی جواز التغنی فی القرآن وما لا يجوز فيه

وہ دلی نماز مکروہ ہی مجلس ستائیسویں قرآن میں تغنی وغیرہ جائز ہونی میں اور نہ جائز ہونی میں

وغيره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقرآن هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سی نہیں ہی جو قرآن میں تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں

المصابيح رواه سعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوه الاول

میں سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث میں مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہی کئی وجہی پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس منا يبنى عنه لكون معناه ليس من اهل ملتنا ومن يتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسکو اسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین میں اور ہماری فرمان بردارون میں نہین ہی

فی امرنا وهو من قبيل الوعيد ولا خلاف بين الامة ان قارئ القرآن من غير التغنی يثاب وماجور فكيف يستحق

اور یہ ایک وعید ہی اور تمام امت مین کسیکو خلاف نہین ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑہنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار

الوعيد والثانی ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغنی معصية ويكون التالی والسامع اثمان

وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہاء نے صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتہہ قرآن کا پڑہنا گناہ ہی اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین

بل يكون المستحل كافرا وذلك لان التغنی حرام فی جميع الاديان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی

بلکہ اسکو حلال سمجھنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینون میں حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جميع الاديان وحكی عن ظهير الدين

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح مین یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی نی

المرغينانی ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته احسنت يكفر ووجه كون التحسين كفرا ان قراءة هذا

حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرارت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کا فر ہوجاتا ہی اور اچہا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرارت اس

الزمان قلما يخلو قراءتهم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطعيا

زمانی کی قاریون کی مجلسون اور محفلون مین تغنی سی خالی نہین ہی اور تغنی لوگون کی حق مین جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخيرة كبيرة وكذا صاحب الهداية حيث قال فيها ولا يقبل شهادة من يغنی للناس

اور اسیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب مین کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہین جو لوگون کی لئی تغنی کرن

لانه يجمعهم علی ارتكاب كبيرة فدل كلامه هذا علی ان استماع التغنی كبيرة فاذا كان استماع التغنی كبيرة

اسواسطی کہ اوسکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فكون التغنی كبيرة اولی فالمغنی مرتكب لهذه الكبيرة فتحسينه تحليل للحرام القطعی وهو كفر فظهر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس معنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچہا کہنا حرام قطعی کرتا ہی پہر کافر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من يحضر الجمعة والجماعة فی هذا الزمان قلما ينجو عن ارتكاب كبيرة لان كثيرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہین اس زمانہ مین ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہین اسلئی کہ اکثر خطیب اور قارئین کی حالی

قلما يخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغنی بل هم ياخذون فی الخطبة والقرآن ماخذهم فی الشعر والغزل

اور قرارت تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن مین شعر اور غزل کا رویہ برتتی ہین

حتی لا یکادیفهم ما یقولون وما یقرءون من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة والتعریف
یہاں تک کہ بسبب افراط نغمات اور تقطیعات کثرۃ نغمات سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تو کہتی ہیں اور کیا پڑھتی ہیں المدینی ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ
والتامین وتکبیرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتکبون لهذه الکبیرة وربما یستحسنهم بعضهم
اور آمین کہنی میں اور تکبیرات انتقالات میں مؤذنوں کا حال ہی، یعنی والی جو موجود ہوتی ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتی ہیں اور بعض وقت کوئی کوئی اچھا بھی کہتی لگتا ہی
بل هو الاکثر فی الاکثر لغلبة الهوی وعدم مبالاتهم فی امر الدین فیلزمهم یکفروا علی ما حکی عن ظهیر الدین المرغینانی
بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہ ہی ہوتا ہی کیونکہ ہوائے نفسانی کا غلبہ اور امور دینی میں بی پروائی بہت ہوگئی ہی تو لازم یہ آتا ہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی
وکذا من یحضر التراویح فی لیالی رمضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء الله
کافر ہو جاویں اور ایسی ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنوں کی تسبیحات حسنی کی واسطے جمع ہوتی ہیں کیونکہ حسنی
الواقعة فیها مثل یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
نام ہیں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسی یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
العزة والجبروت وغیر ذلک من الاسماء الحسنی والصفات العلیا بکثرة الابقاء والالحان یغیرونها ویحرفونها و
العزت والجبروت اور اور اسماء اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا ہیں کثرت سے نغمی اور الحان کر کر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اجحاف کر دیتی ہیں
یخففها الی مرتبة لا یمکن تمییزها وتشخیصها مثل قولهم سوبحان المالیکی الحاحان سوبحان المالوکی المانان
کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہو سکی چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتی ہیں سوبحان الحالیکی الحاحان سوبحان المالیکی المانان
بافراط المد فی ضمة السین وفتحة النون والمیم وفی کسرة اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیة مثل
سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیہ کا الحان ہی جیسی
قولهم عقب الطعام نزعم الشکر الحمد ولیله الشکر ولیلة بعد الذال والواء واللام ونحوها فینبغی للمسلمان یحترز
کہنا کہا کہ شکر کی جیالی پر کہا کرتی ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ ذال اور واء اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو سلم کو لائق ہی کہ ایسی مجالس میں
عن حضورها وسماعها ویطلب مسجدا خالیا عنها اذ صورتها عبادة وحقیقتها معصیة وکبیرة فلعله
نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنی اور مسجد جو ان مفاسد سی خالی ہو تلاش کرنی سو اصلی کہ یہ ظاہر میں تو عبادت ہی اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہی ایسا ہو
یستحسنها وینهدم دینه وهو لا یشعر والحال ان الحمر لا یکون عذرا ولا یظن احدان المراد بالتغنی للناس قراءة
کہ اسکو اچھا سمجھتی ہی اور اسکا دین بی خبری میں برباد ہو جاوی اور حال یوں ہی کہ اوانی کوئی عذر نہیں ہی اور کوئی یہ خیال نہ کری کہ تغنی لوگوں کی سامنی یہ ہی
الابیات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو یعم التغنی بالقرآن
کہ بیتین اور شعر آواز موزون بنا کر سناوی قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہی بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہی
وغیره کان الفقهاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالالحان معصیة ویکون التالی والسامع اثمین قال البزازی
اسلئی کہ فقہاء نی صاف کہا ہی کہ قرآن کو الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہیں بزازی کہتا ہی
القرآن بالالحان معصیة والتالی والسامع اثمان ولوجه الثالث من تلک الوجوه المذکورة ان الحدیث المذکور
قرآن الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سی یہ ہی کہ یہ حدیث مذکور
یکون معارضا لما خرجه الترمذی عن حذیفة انه علیه السلام قال قرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم
اوس حدیث سی معارض ہی جو ترمذی نی حذیفہ سی روایت کی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پر پڑھا کرو اور فاسقون کی
ولحون اهل الفسق ولحون اهل الکتابین فانه سیجیء بعدی قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والرهبانیة والنوح
لحن سی اور یہود اور نصاری کی لحن سی بچو البتہ قریب ہی میرے بعد ایک قوم ہوگا کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور رہبانیت اور نوحہ گری کے ترجیع کریگی

ولا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شأنهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعبری
اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوترلیگا اونکی دل جو اونکی دل اور اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی
فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه
شاطبی کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کی اور نہ جایز ہونی کی اور
یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما
اس باب کی مسایل اسہی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع
فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازه فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر
ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی
الناظر الی هذه الاقوال فلابد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین
سوجو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین
بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاک أما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر
اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی بیرسی ہی
والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فهو
بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زبر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اسکی معنی استغنا، بی نیازی کی ہین اور اگر دوسر سی مشتق ہی تو
بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع
اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چبتی ہوی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع
والتطریب استعمال ذلک الصوت الموزون وترددیه فی الحلق یاد خاله داخل الحلق مرة واخراجه
اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا
اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
اوسی طرز پر جو گویئی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی ہی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی
الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشئ منها
برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا انمین سی کسی مین بہی نہو
ولذلک ما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیر ذلک
اوسہی لئی جو کہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ جینک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا
هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع
یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو پیشہ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین
بغتة فلاناله علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه
ناگاہ آواز اگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین
فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن
اونگلیان دی اون نہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین
بشئ من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہہ نہین ہوتا تو اسب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده فی الحلق من غير قرآن بشیء من القرآن وغيره كما يفعله الخشخونون معصية

آواز موزوں کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھیرنا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

وكذا اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة

اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئے کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعّب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى وأما اللحن

اور دین میں کھیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑی گناہ پہلی گناہ ہی سخت تر ہی۔ اور رہا لحن

فهو على اقسام من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبھی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اسکی حرفوں

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد وغيرها وقد يكون بتغيير صفات

میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمیں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑہا دی اور کبھی حرفوں کی صفات کی بیانی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد بها كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء

ہوتا ہی اسطور کہ کچھہ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اوسکی ادغام اور خفی کرنا

والاشباع والقلقلة وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يسمى اللحن بمعنى التغني

اور حرکت کا بڑہانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن

اور کبھی ان تمام لفظوں سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی وجہ سی کوئی یوں کہی کہ قرآن کا

بالالحان اريد به حسن الصوت واللحن العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بالحان العرب والمراد بلحن العرب اصواتهم الطبيعية التي

پڑہنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربوں کی اصل طبعی

هي مثل المد والقصر وتوفيق المرقق وتفخيم المفخم واظهار المدغم وادغام المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في

آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا مدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ہلکا کرنا ہلکی کا اور پر کرنا بھری کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا خفی کا اور سوا اوسکی جو عربوں

كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره وحتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله ع ايايكم ولحون

کی کلام میں عادت ہیں جو اونکا اصل طریقہ ہی کہ اوسکی خوبی کو اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑہنا الحان سی حرام ہی تو اسے لحن فاسقوں کی مراد ہیں جیسی حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقي اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لا لكنابه كبيرة

فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقوں کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویوں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئے کہ جو شخص یہہ لغنی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کرتا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام

دیکھتا نہیں کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ مشایخ الحان سی قرآن کا پڑہنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعض فتاووں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہوں

المستفادة من الموسيقي كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن

جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی ہیں باوجود یکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف كانت يبيحونها وقد امرنا النبي بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على افهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلق

اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہو اور بسبب بعض لوگوں کی سمجھ کے غلطی ہوتی ہی وہ یہہ

وقراءة القرآن بالغنة والادغام هي التغني المعروف بين المتأخرين وهيهات هيهات لما يزعمون كلا وانهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

جو قرآن کی پڑہنی اور خطبہ اور اذان میں ادغام ہی وہ تغنی معروف ہی متاخرین کی افسوس اونکی سمجھ پر جو تی تو یہہ ہی کہ وہ ان معنوں سی بہت دور ہیں پھر یہہ ہی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکھا ہی

بل یقعون فی ضعن السلف الصالحین ویسیئون الیهم الفعل المحرم فی جمیع الادیان حیث یعتقدون ان الغناء
بلکہ علماء سلف کو طعنی دیتے ہیں اور وہ ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تہمت لیتے ہیں اسواسطے کہ یہہ اعتقاد کرتی ہیں کہ بیشک یہہ غنا
الذی یفعلونه الیوم هذا الذی کان السلف یفعلونه ومعاذ الله ان یظن بهم هذا ومن وقع له ذلک التمس
کہ جو اب عمل میں آتی ہی یہہ وہ ہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تہی خدا کی پناہ اونکی طرف ایسی گمان سی اور جسکی خیال میں یہہ ہو سو ہو کہ تلاش
علیه ان یتوب عنه ویرجع الی الله تعالی والا فهو من الهالکین الا تری ان حسن الصوت فی الاذان مندوب
تو اوسکو چاہی کہ اس عقیدہ سی توبہ کری اور خدا کی طرف رجوع کری نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتا نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب
ومطلوب مع ان التغنی فیه حرام ومکروه منصوص کراهته فی عامة الکتب من المتون والشروح والفتاوی
اور مقصود ہی باوجودیکہ اذان میں حرام اور مکروہ ہی اوسکی کراہت صاف تمام متنوں اور شرحوں اور فتاووں میں
مع ضرب من التاکید والتهدید وقد صدر الانکار علی فاعله عن النبی علیه السلام وعن الصحابة والتابعین وغیرهم
بتاکید اور تہدید مذکور ہی اور بیشک بڑی تغنی کر نیوالی کی نبی علیہ السلام سی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
من السلف والخلف اذ روی عن ابن سماسمة انه علیه السلام کان له مؤذن یطرب وینهاه عن ذلک وروی ان
سلف اور پچھلوں سی ثابت ہوتی ہی اسواسطے کہ ابن سماسمہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی ہان ایک موذن مطرب تہا اوس موذن کو اوس سی باز رکہتا اور روایت ہی
رجلا قال لابن عمر انی احبک فی الله فقال له ابن عمر انی ابغضک فی الله لانک تغنی فی اذانک فظهر من
کہ ایک شخص نے ابن عمر سی کہا میں تجکو اللہ کی واسطے محبت رکہتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تجکو مبغوض رکہتا ہوں اللہ کی واسطے کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی
هذه الوجوه کلها ان المراد بالتغنی فی الحدیث المذکور سابقا لیس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان
اب ان تمام وجوہات سی ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی سی جو پہلی حدیث میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف ومشہور مراد نہیں ہی بلکہ تغنی سی قرآن کا ظاہر پڑہنا
بالقرآن والاقصح به کانه علیه السلام جعل الجهر به تبعا لاقرار بتوحید الله تعالی ونبوة انبیاءه فی کونه
اور فصیح زبان سی پڑہنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام نے قرآن بلند آواز سی پڑہنی کو ضمنا اقرار کی جزو ہی واسطے توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس باب میں
من شعائر الاسلام کالاعلام بالشهادتین فی صحة الایمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الاشعار و
کہ نشان اسلام کا ہو جیسی دو کلمہ شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درستی ایمان کی نشان ہی یا تغنی سی مراد نسبت قرآن کی شعروں سی اور
احادیث الناس فقد ورد التغنی بهذا المعنی وان مان یجیء تفعل بمعنی یستفعل قلیلا لکن قلة الاستعمال لا یمنع
لوگوں کی تہی کیا یونہی سی نبی خیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ ہی معنی میں اگرچہ وزن تفعل کا بمعنی استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہی لیکن قلت استعمال سی احتمال
الاحتمال والمراد هنا التحزین والترتیل وانه زین القرآن لا سیما مع حسن الصوت فان التغنی بمعنی حسن
ارادہ کا نہیں وقوف ہوتا اور مراد اوس سی تحزین یعنی ترتیل ہی کیونکہ اوس سی قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آوازی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی
الصوت مندوب علی ما ذکر فی التاتارخانیة ان التغنی بالقرآن ان لم یغیر الکلمة عن وضعها بل یحسنه تحسین
مستحب ہی چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سی نہ بدل دی بلکہ اوسکو آراستہ کر دی
الصوت وتزیین القراءة فذلک مستحب عندنا فی الصلوة وخارجها وان کان یغیر الکلمة عن وضعها یوجب
اور قرارت کو زینت دی تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز میں اور نماز سی باہر بہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سی بدل ڈالی تو نماز کو
فساد الصلوة لان ذلک منهی عنه وقال التوربشتی القراءة علی الوجه الذی یهیج الوجد فی قلوب السامعین
بگاڑتی ہی اس لئے کہ یہہ تغنی ممنوع ہی اور توربشتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرارت جو سننی والوں کی دلوں میں شور محبت پیدا کری
ویورث الحزن ویجلب الدموع مستحبة مالم یخرجه التغنی عن التجوید ولم یصرفه عن مراعات النظم فی الکلمات
اور اندوہ پیدا کری اور آنسو بہادی مستحب ہی جبتک کہ تغنی تجوید سی نہ نکالدی اور اوس نظم سی جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہی دور نہ کر دی

والحرج فاذا انتهی الی ذلک عاد الاستحباب کراهة اذا تقرر هذا ینبغی ان یعلم ان الفقهاء لما صرحوا بکون التغنی
پھر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں مکروہ ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو یہ بات بھی لابن سمجھ میں آ ہی کہ فقہا جب تغنی کو
فی القرآن حراما وشددوا فیه مع ظهور بعض الاحادیث الذی توهم جوازه فیه فکونه حراما فی غیر القرآن من الاذان
قرآن میں تو تغنی حرام کہہ چکی اور باسباب میرے تشدد کر چکی با وجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنوں سے جواز کا وہم ہوتا ہی پھر ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان
والخطبة والاذکار وغیرها مع عدم ورود شئ مما یوهم جوازه فیها اصلا من ظواهر الاحادیث واقوال العلماء اولی
اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بھی نہیں جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑتا ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ کوئی عالم کا بطریق اولی حرام ہی
لانه بقی علی الخطر الاصلی المستفاد من قولهم التغنی حرام فی جمیع الادیان المجلس الثامن والاربعون
اسواسطے کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو اوپکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اٹھتالیسویں مجلس میں
فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یسمع
بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں سنیگا
مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئ الا شهد له یوم القیمة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو سعید
انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شی مگر واسطے مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت
الخدری وفیه حث علی استفراغ الجهد فی رفع الصوت بالاذان لیکثر شهود من الجن والانس وغیرهم من
سی اور اسمیں بہت ترغیب ہی کہ جہاں تک ہوسکی بتمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن وانس وغیرہ حیوانات
الحیوانات والجمادات یوم القیمة فان المؤذن کلما جعل صوته اجهر یکون شهوده یوم القیمة اکثر وانما
اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہوجاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا وتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہیں سنیگا
قال لا یسمع صوته لان مدی الصوت غایته وغایة الصوت تکون اخفی لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه
پہر جیسے اوسکی اس نی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہوجاتا ہی
آواز اوسکی سنیگا ہی سنی ہوتو جو پاس کی چیزیں ہیں اور اول آواز سنتی ہیں بطریق اولی گواہی دینگی اور اوسکی حق میں قیامت کی دن گواہ ہونگی کہ اوس سی زیادہ ہی کہ اوس مؤذن اہل محشر کی
ووصل الیه همس صوته فاولی ان یشهد له من قرب منه وسمع منادی صوته والمراد من شهادة الشهود
بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق میں گواہ ہونگی کہ اوس مؤذن کی بڑی گواہی سمجھی جاتی ہی تاکہ سب کی سامنی خوار و ذلیل
یوم القیمة بشهادة الشهود علیهم تحقیقا لفضوحهم علی رءوس الاشهاد وتسوید الوجوههم فکذلک یرحم
اور کالا منہہ ہووی سوا ایسا ہی یعنی قوم کو
قوما فی ذلک الیوم بشهادة الشهود لهم تکمیلا لسرورهم تطییبا لقلوبهم ثم انهم بکثرة شهادة الشهود لهم یحمدون
اوس دن گواہوں کی گواہی کا اوسکی خوشی پوری اور دل خوش کریگی یعنی عزت کرتا ہی پہر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہت سی گواہوں کی بڑھتی جاتی ہی
سرورهم وفرحهم فالقبیل الاذان ذکر والاصل فی الاذکار الاخفاء لقوله تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا
پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکروں میں اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دلمیں گڑگڑاتا
وخیفة ودون الجهر من القول ولقوله علیه السلام للذی رفع صوته بالذکر لن تدعوا صما ولا غائبا
اور ڈرتا اور پکارسی کم آواز بولنی میں اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو بلند پکار کر ذکر کرتا تھا فرمایا تو ہرگز نہیں پکارتا بہرا اور غائب کو
فما وجه الجهر فیه فالجواب ان الاذان وان کان ذکرا وکان الاصل فی الاذکار الاخفاء الا ان فیه معنی زاید
پہر اذان میں پکارنی کی کیا وجہ سی تو یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکروں میں اخفا ہی پر اذان میں ایک اور بات بڑھتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلاما لاوقات الصلوٰت وهذا المعنی الزائد وجب فیه حکما عارضا علی
جس سی پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ہوگیا اور وہ بات جسکے سبب سی نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہین اس ہی بڑھتی ثابت نی اوسکین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کردیا ہی
الاصل وهو الجهر لانه لا یصلح ان یکون اعلاما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکرا یوجب الاخفاء
یعنی پکار کر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہین ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی
الا ان الاخفاء امتنع فیه لمانع قوی هو کونه اعلاما لان الاعلام لا یمکن حصوله الا بصفة الجهر ووجود
پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور ایک
علة توجب حکما علی وجه لا یمنع وجود علة اخری توجب حکما اخر مخالفا للاول بل اسمه ایضا یدل علی
علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہین ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہو جاوی بلکہ اوسکا نام بھی یعنی اذان دلالت
وجوب الجهر فیه لانه فی اللغة الاعلام مطلقا وفی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سی
مخصوصة وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فیه وهو انه
اور اوپر گذر چکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی پورا نہین ہوسکتا بلکہ اذان کی پکار کا سبب بھی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی
علیه السلام لما قدم المدینة وبنی المسجد شاور اصحابه فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوٰة وحضور الجماعة
کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی کیا علامت مقرر کرین
فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصاری فذکر له النفخ فی القرن فقال هو من شعائر الیهود فذکر
کسینی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پھر صور پھونک نی ذکر کیا پھر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریقہ ہی پھر کہنی
له ایقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیهم عبد الله بن زید الانصاری
آگ جلانی کا ذکر کیا پھر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہی پھر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری بھی تھے
فاهتم هما شدیدا لهم رسول الله علیه السلام فلم یاکل الطعام تلک اللیلة فبات همتما فلما اصبح اتی رسول
سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کھانا نہ کھایا صبح ہوئی تو رسول اللہ
الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی کنت بین النوم والیقظة اذ رایت نارا لامن السماء علیه
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ مین کچھ سوتا کچھ جاگتا تہا کاگاہ مجکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا
بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اکبر الله اکبر الی تمام کلمات الاذان فقال
دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پھر وہ کہرکی دیوار پر روبقبلہ کھڑا ہوکر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول
رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الرؤیا حق فالق ما رایته علی بلال فانه امدمنك صوتا فالقیته
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تو نی دیکہا ہی بلال کو سکہادی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو یہہ بی اوسکو سکہادی
علیه فقام علی ارفع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیته فخرج یجر ردائه حتی اتی رسول الله
پھر بلال نی ایک اونچی چھت پر کھڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر گہسیٹتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله والذی بعثك بالحق لقد رایت مثل ما قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یارسول اللہ قسم ہی اوسکی جسنی تجکو برحق بہیجا ہی مین نی یہہ ہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
فلله الحمد وروی انه رای فی المنام تلك اللیلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رآه عبد الله بن زید فلما
فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد اللہ بن زید نی روایت کی پھر جب

ثبت شرعیۃ الاذان بھذہ الرویۃ التی شھد بحقیتھا النبی علیہ السلام کان من شعائر الاسلام حتی لو

اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سی ثابت ہوچکا جسکی حقیقت ہین نبی علیہ السلام نی گواہی دی تو اذان ہین ان اسلام کا مقرر ہوئی یہان تک کہ اگر

اصرّ علی ترکہ اھل مصر او اھل قریۃ او اھل محلۃ اجبرہم الامام علی الاتیان بہ وان لم

کسی شہر یا گانو والی یا اہل محلہ ولی اذان سراسر چھوڑدین تو امام وقت اوانپر زور دیکر پڑہوادی اور اگر

یفعلوا قاتلہم لانہ لما کان من اعلام الدین کان الاصرار علی ترکہ استخفافا بالدین فیلزم القتال وقد

مانین تو اونپر جہاد کری اسواسطی کہ جب اذان اعلام دین سی ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا (دین کا) استخفاف ہی سٹی جہاد کرنا لازم ہوا اور

روی عن انس انہ علیہ السلام کان اذا طلع الفجر وکان یسمع الاذان فان سمع الاذان امسک والا اغار

انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد مین یہہ روٹیہ تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی آواز سنی تو رک جاتی اور نہین تو غارت کرتی

یعنی انہ علیہ السلام اذا اراد ان یغیر الکفار کان من عادتہ ان یسیر باللیل فاذا وصل الی بلدۃ لا یعرف

مراد یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی ایسی شہر پہہ پہنچتی کہ اوسکا حال معلوم نہوتا

حالہا ینتظر الصبح ویستمع الاذان لیعلم ان تلک البلدۃ بلدۃ المسلمین او بلدۃ الکفار فان سمع الاذان امسک

تو صبح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوی کہ یہہ شہر مسلمانو کا ہی یا شہر کفار کا ہی پہر اگر اذان سن پائی تو غارت گری سی

عن الاغارۃ وترکہا وان لم یسمع الاذان اغار فھذا الحدیث دل علی کون الاذان من اعلام الدین ومعرفۃ

باز رہتی اور اوس شہر کو چہوڑدیتی اور اگر اذان نہ سنتی تو غارت کرتی پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ اذان اعلام دین سی ہی اور باوجود اسکی

یفہم منہ کونہ واجبا لکن عند عامۃ المشائخ وھو الصحیح انہ سنۃ مؤکدۃ وکذا الاقامۃ سنۃ مؤکدۃ للصلوٰۃ

اسہی سی معلوم ہوتا ہی کہ اذان واجب ہی پر عام مشایخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی اور یہہ صحیح ہی اور ایسی ہی تکبیر پانچون نماز کی واسطی سنت مؤکدہ ہی

الخمس اذا صلیت بالجماعۃ ادّیت وقضاء والجمعۃ لانہا فرض لا الواجبا کصلوٰۃ الوتر والعیدین ولا للسنن

بشرطیکہ باجماعت ہون وقت پر ادا ہون یا قضا اور جمعہ کی لئی ہی اسواسطی کہ جمعہ فرض ہی اور نماز وتر جب کی واسطی نہین ہی جیسی نماز وتر اور دونو عید اور نہ سنتون کی واسطی

کالتراویح ولا للنوافل کصلوٰۃ الکسوف والاستسقاء اذا صلیت بالجماعۃ کل واحد من تلک الصلوٰت ویزید المؤذن

جیسی تراویح اور نہ نفلون کی واسطی جیسی نماز سورج گہن اور استسقار کی اگر چہ یہہ سب نمازین باجماعت پڑہین اور مؤذن فجر کی اذان مین

بعد فلاح الاذان فی الفجر قولہ الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین من النوادر عن ابی یوسف ان بلالا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بعد حی علی الفلاح کی الصلوٰۃ خیر من النوم دوبار زیادہ کہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا

فوجدہ نائما فقال الصلوٰۃ خیر من النوم فقال النبی علیہ السلام ما احسن ھذا اجعلہ فی اذانک انما خص

تو اونکو سوتی پایا پس بلال نی کہا الصلوٰۃ خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا خوب بات ہی اسکو اپنی اذان مین داخل کرلی اور خصوصیت

الفجر بہ لانہ وقت نوم وغفلۃ فاحتیج الی زیادۃ الاعلام والاقامۃ مثل الاذان الا انہ یزید بعد فلاحہا قولہ

فجر کی اسلئی ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہی سوا اوسی وقت تنبیہ کی حاجت ہی اور تکبیر مانند اذان کی ہی پر اتنا فرق ہی کہ تکبیر مین بعد حی علی الفلاح کی اتنا لفظ

قد قامت الصلوٰۃ مرتین ویترسل فی الاذان ویحدر فی الاقامۃ لما روی انہ علیہ السلام قال لبلال اذا اذ

قد قامت الصلوٰۃ یعنی قایم ہوئی نماز دوبار کہی اور اذان مین بڑہا بڑہا کر کہی اور تکبیر مین منشا شتاب کہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال سی فرمایا جب تو اذان پڑہی

فترسل واذا اقمت فاحدر والترسیل ان یفصل بین کلمات الاذان بسکتۃ والحدر ان یوصل بین کلمات

تو بڑہا بڑہا کر اور جب تو تکبیر کہی تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہی کہ اذان کی کلمات مین ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوی اور حدر یہہ ہی کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوی

الاقامۃ بسرعۃ ویترک الاعراب فیھما لما روی عن ابراھیم النخعی انہ قال شیئان یجزمان کانوا لا یرفعون الاعراب

اور اعراب یعنی حرکات کو دونو مین ترک کری اسواسطی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہی کہ کہتا تہا دو چیزین جزم سی ہین پہلی لوگ اوسکو اعراب نہین دیتی تہی اذان

والاقامة قال الزيلعي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله الهروي وعلوم الناس

اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور تکبیر میں وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یوں

يقولون الله اكبر الله اكبر بضم الراء الا ولى وكان ابو العباس المبرد يفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالى اليها

کہتی ہین اللہ اکبر اللہ اکبر پہلی راء کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس راء زبر پڑہنا ہی اللہ کی الف کا زبر نقل کرکر اوس راء کو دیتا ہی

لالتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويترتب بين

واسطی جمع ہوئی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کہی

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضا واخر بعضا فالاصل الاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيهما ويستقبل هما

جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچہی کردی تو اصلی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونوکو پڑہتی ہوئی بیچ مین نہولی اور دونوکو دیکہکر

القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يمينا عند قوله حي على الصلوة وشمالا عند قوله حي

پڑہی اور اذان مین دونو پانوون جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلاح کہتی ہوئی دہنی طرف منہہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجاة يستقبل القبلة لان احسن احوال

اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگون کو پکارنا ہی سو مناجات مین دو بقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاكرين استقبال القبلة وفي المنادات يلتفت الى من ينادي لانه خطابهم فيتوجه اليهم واذا كان في

یاد کہی کرنیوالون کا دو بقبلہ رہنا ہی اور پکارنے مین طرف منہہ پہیری جسکو پکارتا ہی اسلئے کہ خطاب اونہی کو خطاب ہی سو اوسی طرف کو منہہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه

منارے کی اندر ہووی اور منہہ پہیرانی سی دونو پانو اپنی جگہہ پر جمی ہوئی مین تو پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو انگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روى انه عليه السلام قال لبلال اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعيه

اسواسطی کہ وارد ہی کہ نبی علیہ السلام نے بلال کو فرمایا اپنی دونو انگلیان اپنے کانون مین اونگلیان دی ہی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر دونو انگلیان کانون مین نہدی

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روى ان ابا محذورة ضم اصابعه

بلکہ دونو ہاتہہ کانون پر رکہلی تو بہی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نے اپنی چارون اونگلیان ملاکر

لكراهم ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدى يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن لصلوة

کانون پر رکہلین تہین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہلی تو بہی اچہا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ويعيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيلا

وقت آنی سی پہلی اذان کہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہی ہی اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی اسواسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بیہلا ودیا ہی

لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و

اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی کیسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا مدبرة عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نے بلال سی فرمایا اذان مت دینا جبتک تجہکو فجر اسطرح پر ظاہر نہوجاوی پہر اپنا ہتہہ عرض مین کرکہنچے اور

ظهورا للتراوي في الامور الدينية استحسن المتاخرون التثويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب

امور دینی مین سستی جو ظاہر ہوتی لوگون ہی تو متاخرین علماء نے تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما يتعارفونه

اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک خو آگاہ کرکی موافق تعارف ہر ایک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بعد تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو یوسف خص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمین کالامیر والقاضی والمفتی لانهم لا یعرفون وقت

اصطلاح ابو یوسف تشریح خاص کرنے والے اوس شخص کی واسطے جسکو مشغولی کا زیادہ مسلمانوں کا کاروبار رہتا ہو جیسے امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئے کہ ان حضرات کو وقت

الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین وینبغی

حضور کا وہ بیان نہیں ہوتا اور اگر یہ لوگ اذان سنتے ہی چلے آیا کریں اور جماعت جمع ہو تو انتظار کرنا پڑیگا پھر مسلمانوں کی کاروبار معطل ہوتی رہینگی اور مؤذن کو یوں چاہئے

للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول

کہ اذان اور اقامت کی بیچمیں کچھ دیر فرق کیا کرے دونوں کا متصل ہونا مکروہ ہی اسلئے کہ غرض اذان سے لوگوں کا آگاہ کرنا ہی کہ وقت نماز کا آگیا ہی

وقت الصلوة لیتهیؤا لها بالطهارة فیحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل

تاکہ وہ نماز کی تیاری کریں وضوء غسل کر کر مسجد میں نماز کی لئی آئیں اور دونوں کی ملادینی میں یہ غرض فوت ہوتی ہی اور طریق فاصلہ کا یہ ہی

ان الصلوة ان کانت مما یتطوع قبلها یفصل بینهما بصلوة سنة کانت او غیرها لما روی عن عبد الله

کہ اگر نماز ایسی ہی کہ اوس سے پہلی نفلیں پڑہی جاتی ہیں تو اوسکی بیچ میں نماز پڑہنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ اسپر مطلع کر دینے ہی عبداللہ

بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوة بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد

بن مغفل سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر دو قت درمیان دونو اذان کی نماز ہی ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہی پھر تیسری دفعہ میں فرمایا جو شخص پڑہنا چاہی اور مراد

بالاذانین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة او غیرها لما روی المزنی

دو اذان سے اذان اور تکبیر ہی بطور تغلیب کی اور نماز سے مراد نماز نفل ہی برابر ہی خواہ سنت ہو یا اور کچھ نفل

لا الفرض بدلیل تخییره علیه السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث علی التنفل بین الاذان

فرض مراد نہیں ہی اسپر دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے تیسری بار میں اختیار دیدیا اس لفظ سے لمن شاء اور اسمیں اذان اور تکبیر کا بیچمیں نفل پڑہنی کی ترغیب ہی

والاقامة لان الدعاء لا یرد بینهما علی ما روی عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة

اسلئے کہ دعا اذان اور تکبیر کے بیچ کی رد نہیں ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہیں ہی

فاذا کان الدعاء غیر مردود بینهما یکون العبادة بینهما افضل وان لم یفصل بینهما بصلوة یفصل

جب اذان اور تکبیر کی بیچمیں دعا مردود نہیں ہوتی تو عبادت اوسکی بیچ میں افضل ہی اور اگر اوسکی بیچ میں نماز پڑہکر فرق نکرے تو اتنی دیر تک

بینهما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیه قراءة عشر آیات او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود

بیٹھا ہی رہی جتنی دیر بیچمیں بیس آیتیں پڑہ سکی یا اتنی دیر تک جسمیں چار رکعت نماز پڑہ سکی کیونکہ اسمیں مقصود پورا ہوتا ہی

وان کانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب عندنا فی حنیفه یفصل بینهما قاعدا بسکتة

اور اگر وہ نماز ایسی ہی جسمیں اوس سے پہلی نفلیں نہیں ہیں جیسی مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر میں اتنی دیر چپکا بیٹھا رہی

مقدار ما یتمکن فیه من قراءة ثلث آیات قصار او آیة طویلة وفی روایة عنه مقدار ما یخطو ثلث

جسمیں تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت طویل پڑہ سکی اور ایک روایت میں امام سے اتنی دیر جسمیں تین قدم پہر لی

خطوات ثم یقیم لان التعجیل مامور به والتاخیر مکروه فیکتفی بادنی الفصل لیکون اقرب الی التعجیل

پھر تکبیر کہی اسلئے کہ تعجیل کا حکم ہی اور دیر لگانی مکروہ ہی سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہی تاکہ تعجیل سے قریب رہی

وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروه ولا یحصل الفصل بالسکتة لوجودها

اور صاحبین کی نزدیک اولی دونوں میں تھوڑی سی نشست کا فاصلہ کرے اسلئے کہ خلاف مکروہ ہی اور سکتہ کا کچھ فاصلہ نہیں ہی کیونکہ سکتہ تو

بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضی الفائتة بأذان واقامة لانهما

اذان کی کلمات میں بھی موجود ہی سو اتنی دیر بیٹھے جاوی جتنی دیر خطیب دونو خطبوں میں بیٹھتا ہی اور نماز فائتہ کی قضا کی لئی اذان اور اقامت دونو چاہیں اسلئے

من سنن الصلوة لامن سنن الوقت فان كانت الفائتة واحدة تقضى بهما ليكون القضاء على
کہ یہ دونو نمازیں کی سنتیں نہیں ہیں پھر وقت کی سنتیں نہیں ہیں ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہیں تاکہ قضا ادا کی وضع پر
سنن الاداء وقد روى انه عليه السلام قضى صلوة الفجر غداة ليلة التعريس مع الجماعة باذان واقامة
ہوجاوی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتھ اذان اور تکبیر سی قضا کی
وان كانت متعددة وادیت قضاءها متوالية يؤذن ويقيم للاولى منها ويكون مخيرا فى الباقى ان شاء
اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک وقت ہی پی درپی قضا کیا چاہی تو پہلی نماز کی کئی اذان اور تکبیر دونو کہی اور باقی نمازوں میں مختار ہی چاہی
اذن واقام ليكون القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الاقامة لما روى انه عليه السلام شغله
اذان اور تکبیر دونو کہی تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہوجاوی اور اگر چاہی اقامت ہی پر اکتفا کری اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مشرکون نی
المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة وصلاها باقامة
خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نوی سوا آپ نی پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سی قضا کی اور باقی نوی تکبیر ہی کی
فقط واهل السفر فى المفازة يصلون بهما ويكرههم تركهما اذا سن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط
اور مسافر جنگل میں اذان اور تکبیر دونو سی نماز پڑہا کریں اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اسلئے کہ اذان اور تکبیر متعلق ہیں جماعت سی ہیں اور سفر سی جماعت
ما هو من سننها ولو اكتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون
نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سی متعلق ہی اور اگر مسافر نوی تکبیر ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑہیں تو مکروہ نہیں ہی اسلئے کہ اذان وقت آجانی کی خبر دینی کی واسطے ہی تاکہ حاضر ہوجاویں
والدين هم فى اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفى محل نزولهم جماعتون ولا حاجة الى جمعهم ثم احضر
غائب جن اور جو اپنی کار بار میں جا بجا لگی ہوئی ہیں وہ سب حاجی اور رفیق سفر کی حاضر رہتی ہیں اور نہ ہی فرودگاہ میں جمع ہونی میں تو اونکی جمع کرنی کی حاجت اور اذان اگر جزو نماز ہیں
واما الاقامة فهى للاعلام بالشروع فى الصلوة وهم اليه محتاجون ويكره اداء المكتوبة مع الجماعة فى
رہی تکبیر سو اس خبر کی واسطے ہی کہ نماز شروع ہوگئی اور اونکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضوں کا جماعت سی مسجد میں ادا کرنا
المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره فى البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان فى المصر فى القرية حكمه
بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور گھروں کی اندر اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ سی مکروہ نہیں ہی اسلئے کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر اونکو کافی ہی
والاقامة يكفيهم والمقيم فى المصر اذا صلى فى بيته وحده ينبغى له ان يصلى باذان واقامة ليكون الاداء
اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گھر میں نماز پڑہی تو بہتر اوسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہوجاوی
على هيئة الجماعة وان تركهما معا لا يكره ان وجدا فى مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان واقامة
اور اگر دونی دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہی جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطے کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر
حقيقة لكنه مصل بهما حكما لان المؤذن فى المحلة نائب عن اهل المحلة فى الاذان والاقامة لنصبهم اياه
کی نماز پڑہتا ہی پر وہ حکماً اذان اور تکبیر سی پڑہتا ہی کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہی
لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم وهذا حين اذن ابن مسعود ان يصلى فى بيته بعلقمة
اسلئے کہ اوسکے اذان اور تکبیر ایسی ہی جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطی جب ابن مسعود نی اپنی گھر میں نماز پڑہنی کا ارادہ کیا تہا ہمراہ علقمہ
والاسود فقيل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحى يكفينا واما المسافر اذا صلى فى المفازة وحده بغير اذان
اور اسود کی تو اوسنی کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتی تو ابن مسعود نی جواب دیا محلہ کی اذان ہماری کافی ہی اور مسافر اگر جنگل میں اکیلا بدون اذان اور
اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذى هو فيه ليس فيه
تکبیر کی نماز پڑہی تو اوسکو مکروہ ہی اسواسطے کہ وہ حقیقۃً اور حکماً بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑہتا ہی اسلئے کہ اوس جگہ جہاں وہ ہی ہرگز کوئی اور نہیں ہی

احد یؤذن ویقیم لتلك الصلوة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذانه واقامة ویکره له

جس نی ماس نماز کی لئی اذان اور اقامت کہی ہو اور مصلی مسجد میں اگر جماعت سی نماز پڑہتا ہی تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑہی اور اوسکو

ترك کل منهما وان صلی منفردا فحکمه حکم المصلی فی بیته واما القری فان کان فیها مسجد وکان فی ذلك

دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑہتا ہی تو اوسکا حال ایسا ہی جیسی بستی کہر میں نماز پڑہتا ہی اور گانو گوئین اگر اوس میں مسجد ہی اور اوس مسجد میں

المسجد اذان واقامة فحکم من یصلی فیها او فی بیته کما مر وان لم یکن فیها مسجد کذلك فحکم المصلی فیها

اذان اور تکبیر یہی ہوتی ہی تو اوسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد میں نماز پڑہی یا اپنی کہر میں چنانچہ گذر چکا اور اگر اوس میں ایسی مسجد نہیں ہی تو اوسکا حال ایسا ہی

حکم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یکون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق

جیسی حال مسافر کا یہہ سمجھنا چاہئی کہ طریق مسنون اذان میں یون ہی کہ بدون لحن اور تغنی کی ہو اگر ی اسلئی کہ غرض اذان سی نماز کی لئی خلقت کا بلانا ہی

الی الصلوة باعلام دخول وقتها فلابد ان یکون علی وجه یفهم السامع الفاظه حتی یظهر فائدة معنی قوله

یہہ خبر جتلا کر کہ وقت ہو گیا ہی اب ضرور ہی کہ اس وضع پر ہو وی کہ الفاظ کا سننی والا سمجھ لی تاکہ اس قول کی معنون کا فائدہ ظاہر ہو وی کہ

حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناها اسرعوا الی الصلوة اسرعوا الی ما فیه نجاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة

حی علی الصلوة حی علی الفلاح کیونکہ معنی اوسکی یہہ ہین جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ وہ چیز ہین آگ سی نہاری نجات ہی اور ہمیشہ کو رہنا ہی

لکن قد غیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها یؤذنون بانواع النغمات والالحان الخبیثة

لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ مین اکثر شہرون مین بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سی پڑہتی ہین کہ

لایفهم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض کصوت المزمار وهی علی ما ذکر فی الدر

یہہ نہین سمجھ مین آتا کہ الفاظ اذان ہین سی کیا کہتی ہین اور کچہہ سنی مین نہین آتا سوای آواز کی کہ کبھی بلند ہوتی ہی اور کبھی پست جیسی آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان ہا مختار کی

بدعة قبیحة احدثها بعض الامراء فی مدرسته بناها ثم سری ذلك منها الی غیرها ثم لحرصهم علی التغنی لم یکتفوا

بدعت قبیحہ ہی اسکو بعضی امیرون نی اپنی مدرسہ مین جاری کی تہی پہر یہہ وہانسی ساری مین پہیل گئی پہر اونہون نی تغنی کی حرص کی ماری اذان کی الفاظ پر بس نکیا

بکلمات الاذان بل زادوا علیها بعض الکلمات من الصلوة والتسلیم علی النبی علیه السلام فان الصلوة والتسلیم

بلکہ اذان پر اونہون نی بعضی اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑہا لئی بیشک درود اور تسلیم کا

وان کان مشروعا بنص الکتاب والسنة وکان من اکبر العبادات واجلها لکن اتخاذها عادة فی الاذان علی المنارة

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور بڑی اور بہتر عبادت مین سی ہی پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا

لم یکن مشروعا اذ لم یفعلها احد من الصحابة والتابعین ولا غیرهم من ائمة الدین ولیس لاحد ان یضع العبادات

مشروع نہین ہی اسواسطی کہ یہہ کسینی نہین کیا نہ صحابہ نی اور نہ تابعین نی اور نہ کسی اوگلیسٹوایان دین ہی کی عبادت کو اوسکو کرنا کسیکو یہہ اختیار نہین ہی کہ عبادت کو اوسکو

الا فی موضعها التی وضعها فیها الشرع ومضی علیها السلف الا تری ان قراءة القرآن مع کونها من اعظم العبادات

سوا اوس مواضع کی جہان اوسکو شرع نی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اوسکو کرتی چلی آئی ہین کیا نظر نہین آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجود یکہ عمدہ ترین عبادت ہی

لا یجوز للمکلف ان یقرأها فی الرکوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلا منها لیس محلا للتلاوة ثم انظر الی هذه

مکلف کو جایز نہین کہ رکوع مین قرآن پڑہا کری اور نہ سجدہ مین اور نہ قاعدہ مین اسواسطی کہ یہہ تینون مقام تلاوت کی محل نہین ہین پہر اس بدعت کو دیکہو تو

البدعة التی احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف نقلت الی محرم اخر وهو انهم جعلوها فی الصلوة

جو اون گوگون نی اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کی ہین ایک اور حرام کی طرف کیسی پہیر گئی ہی وہ یہہ ہی کہ ان گوگون نی نغمات کو نماز کی اندر کہینچ کر استعانت مین

حال التبلیغ فالانتقالات وذلك الکلام فی الصلوة علی طریق العمد فیبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم تبعهم فی سری

داخل کیا ہی اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سو اوسکی نماز باطل ہو جاتی ہی اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اوسپر یہہ فساد

ذلك الفساد الى من يقتدي الامام بتسميعهم التكبير في الافتتاح والانتقالات لان المأموم لا يجوز له الاقتداء

اور تسمیع اور مقتدیون مین آیا جو انکی تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہین اسواسطے کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی

الا باحدى اربعة اشياء فان لم يوجد لا يوجد الاقتداء في تلك الصلوة اولها واولى علاها ان يرى افعال

چار چیزون مین سی صحیح نہین ہی سو اگر ان مین سی کوئی نہو گی تو اوس نماز مین اقتدا ہی نہو گا اول سب سی افضل یہہ ہی کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکھتا ہو

الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فرؤية افعال المأموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان

امام کی پھر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پھر اگر یہہ بھی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیون کی دیکھتا ہو پھر اگر یہہ بھی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی

صلاتهم بالنغام والالحان لا يكونوا من المأمومين وانتقال المأموم من ركن الى ركن بسماع اصواتهم من غير

نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہی تو مقتدی نہین ہین اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون

رؤية افعال الامام وسماع اقواله لا يصح صلوته وههنا مفسدة اخرى وهي ان الامام اذا كبر للصلوة ودخل

دیکھنی افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہی اور بیان اسکا اور مفسدہ ہی وہ یہہ ہی کہ امام جب تکبیر کہکر نماز مین داخل ہو جاتا ہی

فيها يكبرون خلفه قبل ان يدخلوا في الصلوة ليسمع الناس تكبيره ويدخلوا في الصلوة فمن احرم من الناس بتكبيرهم

تو امام کی بھی تکبیر کہدیتی ہین اس سی پہلی کہ آپ نماز مین داخل ہون تاکہ اور لوگ اوسکی تکبیر سنکر نماز مین داخل ہو جاوین پھر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون

من غير سماع تكبير الامام يدخل في صلوته خلل من هذه الوجه ايضا لما تقدم ان الاقتداء لا يصح الا باحد

سنتی امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز مین یہہ بھی خلل داخل ہیگا اسواسطے کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اقتدا بدون ایک کی

اربعة اشياء وهذا ليس بواحدة منها يسر الله تعالى العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس

چار چیزون مین سی صحیح نہین ہوتا اور یہہ اون چارون مین سی کچھ بھی نہین ہی الٰہی پھر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سی اجتناب کرنا انجام یہ مجلس

التاسع والاربعون في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام

مین بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه أدخل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا دن جسپر آفتاب چمکا ہی جمعہ کا دن ہی اسمی آدم پیدا ہوا اور اسمی اون مین

الجنة وفيه أخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة

جنت مین داخل ہوا اور وہی روز مین جنت سی نکلا اور قیامت نہین ہوگی سوا جمعہ کے دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقد بين فيه ان يوم الجمعة خير الايام اذ فيه خلق آدم النبي عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج

بیشک اسمین یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنونسی بہتر ہی اسواسطے کہ اسمی آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئی اور اسمی جنت مین داخل ہوئی اور اسمی جنت سی نکلی

منها فان قيل دخول آدم النبي عليه السلام الجنة خير وحسن لكن خروجه منها كيف يكون خيرا وحسنا

پھر اگر کوئی کہی کہ آدم نبی علیہ السلام کا جنت مین داخل ہونا تو بہتر ہی اور نیک بھی ہی پر اونکا جنت مین سی نکلنا کیا اچھا اور خوب ہی

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الكثيرة والمصالح يكون خيرا وحسنا لانه بواسطة خروجه

تو جواب یہہ ہی کہ اونکا جنت مین سی نکلنا جسمین بہت سی فائدی اور خوبیان بہت سی تھین بہت خوب اور بہتر ہی ہی اسواسطے کہ وہ جنت مین سی نکلی

منها حصل منه عليه السلام اولاد كثيرة وتناسلوا وبعث الله تعالى من نسله على ذريته الانبياء وانزل فيهم

تو اونسی بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کونسل چلی اور اللہ تعالیٰ اونکی نسل مین سی اونکی اولاد پر نبی بھیجی اور کتابین اوتاریں

الكتب وجعل منهم الاخيار والابرار وظهر منهم عبادات مرضية وطاعات مرعية وهذا كله خير كثير

اور اونمین سی صلحا اور ابرار پیدا کئی اور اونسی عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل مین آئین یہہ تمام خیر ہی خیر ہی

بالنسبة الی خروجه من الجنة فعلی هذا یکون یوم الجمعة خیر الایام وقد عظم الله تعالی به دین الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس دین کی موافق جمعہ کا دن سب دنون ہیون بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمین من بین الامم لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال هذا یوم ملک
اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی نی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض علیهم واختلفوا فیه فهدانا الله له والناس لنا تبع الیهود غدا والنصری بعد غد یعنی انه تعالی
جو اللہ تعالی اونپر فرض کیا تہا اور اونہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور دوسرے لوگ ہمارے پیرو ہین یہود تو اگلے دن اور نصاری اوس سی اگلے دن مراد ہین

امر عباده ان یجتمعوا فی یوم الجمعة ویعظموه بالطاعة ولم یعینه لهم بل امرهم ان یعینوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کے دن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور ان ہمین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم کر دیا تہا کہ آپ اپنی عقل سی معین کر لین

فاختلفوا فیه فقالت الیهود هو یوم السبت لانه تعالی فرغ فی هذا الیوم من خلق المخلوقات ونحن افرغ
سو اونہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی کہ وہ شنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کے دن تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم ہی

فیه من الاشغال الدنیویة ونشتغل بالعبادة وقالت النصری هو یوم الاحد لانه تعالی ابتدأ فی
اور نصاری کہنی لگی وہ یک شنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین اس دنیا کی کاروبار سی چھوڑکر عبادت مین مشغول رہین

هذا الیوم بخلق المخلوقات فهو اولی بالتعظیم فهدی الله تعالی هذه الامة ووفقهم باصابة حتی
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسہی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عینوه وقالوا ان الله تعالی اوجد فی سائر الایام ما ینتفع به الانسان وفی یوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کر لیا اسی لیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تورہ چیزین پیدا کین جنسین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کے دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشکر علی نعمة الوجود اهم واقدم وقد بین الله تعالی کیفیة الشکر فی هذا الیوم فقال اذا نودی للصلوة
اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع فانه تعالی امر اولا بالسعی الی الجمعة ثم امر بترک الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول راہ سعی سی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر اسطی ترک شغل کا بہ

بالامور الدنیویة الصارفة عن السعی الی الجمعة وقد روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون اسکیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لینتهین اقوام عن ترکهم الجمعة او لیختمن الله علی قلوبهم ثم لیکونن من الغافلین فانه علیه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگا دیگا پہر وہ سراسر غافل ہو جاوینگی اب نبی علیہ السلام نی

بین فی هذا الحدیث ان احد الامرین کائن لا محالة اما الانتهاء عن ترکهم الجمعة او ختم الله علی قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دو بات مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم لیکونن من الغافلین لان العبد اذا ترک امرا من اوامر الله تعالی مرة یحصل فی قلبه نکتة سوداء
پہر ہو جاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترک مرة اخری یحصل فی قلبه نکتة سوداء اخری ثم کذلک حتی یسود قلبه فاذا اسود قلبه یغلب
اور جب اوسنی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ پڑجاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

علیه الغفلة وینسی الموت وکونه من اهل القبور ویهمک فی الفسوق والفجور فان تاب وانتهی عن ترک
تو اوسپر غفلت چہا جاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کہب رہتا ہی پہر اگر پیچہی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به نزول تلك الملكة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات
تو وہ داغ اوسکی دل پر سی ایک ایک دور ہوتی جاتی ہی پہر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور اداء ماموارت مین مشغول ہوتا ہی

التی من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالى يا أيها الذين امنوا اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله فان تعالى
یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالی نی

امر في هذه الاية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
اس آیت مین یہہ ترکیا کہ طرف ذکر اللہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر اللہی سی مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو
صحت کی شرط ہی یہہ جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلي وهو صلوة اولى واحرى ثم انه تعالى لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المبلغ فقال
کردہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب ضرور تر ہوگی پہر اللہ تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا امرا واجبا واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله
اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بوجہ امر واجب کی نہین ہوسکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوۃ والسلام کا جان لوکہ اللہ تعالی نی

كتب عليكم الجمعة في يومي هذا في شهري هذا في مقامي هذا فمن تركها وناباها واستخفافا
تمہیر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اوسکا حق ہلکا سمجھ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا
اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام بہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کریگا اللہ اوسکی پریشانی خبردار نہین ہی اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوۃ خبردار نہین ہی اوسکا روزہ سلم ان

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه
اگر توبہ کرلی پہر جسنی توبہ کی اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة وايا ما
آج تلک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور یہہ صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما وهي شرط زائدة على شرائط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطا ستة منها
دونون مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہی اور اوسکی شرطون سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چہ دونون مین سی

في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المراة والثاني
مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو في حكم المسافر والثالث الحرية
مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہوجاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری ازادی

فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والماذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه
سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پر سہیان کا کہوڑا یکڑی کہڑا ہوا ہی

والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
چوتہی صحیح وسالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اور جمعہ مین جانی سی بیماری بڑہیگا یا دیر مین اچہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعيف عن السعي والخامس سلامة العينين فلا تجب على الاعمى عندنا وفي حنيفة وعندهما تجب ان وجد
چلنے میں ناتوان پانچویں آنکھوں والا ہونا پس نہ ہی پر امام ابو حنیفہ کی نزدیک واجب نہیں اور صاحبین کی نزدیک واجب ہے اگر
قائد والسادس سلامة الرجلين فلا تجب على المقعد وان وجد من يحمله الى الجمعة والمريض كالمريض على الاصح
ہاتھ پکڑنے والا میسر آوے چھٹی دونو پانو کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ جمعہ میں لیجاوی اور بیمار راصح قول پر نہ جاوے گا ہی
ان بقي المريض ضايعا والتمريض من جملة الاعذار المبيحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و
اگر مریض ضائع ہوجاوی اور بیمار داری کا دن عذرات میں ہی جس سی جمعہ میں نہ جانا مباح ہوجاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور
المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذين لم يستكملوا الشرائط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها
بارش اور اولی اور کیچڑ وغیرہ پس یہہ لوگ جنمیں یہہ شرطین پوری نہیں ہیں ان پر جمعہ واجب نہیں ہی لیکن یہہ لوگ اگر جمعہ میں چلے جاویں
وصلوها يجزيهم عن فرض الوقت وستة منها في غير المصلي وهي شروط لاداثها وصحتها الاول
اور پڑھ لیں تو وقتی فرض ظہر سی بچلا ہو جاتا ہی اور چھ شرطین سولی مصلی کی ہیں اور یہہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی
المصر فلا يجوز اداؤها في المفازة والقرى لكن ان صليت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها وتعمل بقول
شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوں میں جایز نہیں ہی لیکن اگر گانو کی اندر جمعہ پڑھتی گئیں اور تو وہان موجود ہو تو تجھکو جمعہ میں جانا اور عمل کرنا
علي ايالك وما يسبق الى القلوب انكاره وان كان عندك اعتذار فليس كل سامع يكتفي تطيران تسمعه علماء و
قول پر عمل کرنا لازم ہی بچنا چاہیے ایسی بات سی جسمیں لوگوں کی دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجھکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر کہ سامع منکر ایسا نہیں ہی کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکی
وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقعد موقع التهم واختلفوا
اور صدر حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی وہ تہمت کی جگہہ نہ بیٹھا کری اور مصر کی
في تفسير المصر والصحيح انه الموضع الذي يكون فيه بيوت وسكك واسواق وامير وقاض ينفذ الاحكام
تعریف میں اختلاف ہی اور صحیح یہہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جسمیں گھر ہوں اور کوچی اور بازارین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری
ويقيم الحدود وليس من شرطها المسجد الجامع لجواز اداثها في فناء المصر وهو ما اتصل به معد
اور حدود قایم کرای اور شرط نہیں ہی مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہی اسواسطی کہ فناء مصر میں ہی جمعہ جایز ہی اور فناوہ ہی جو میدان مصر کی قریب مصالح کی
كريض الخيل وتجمع العسكر ودفن الموتى وصلوة الجنازة ونحوها ويجوز للخليفة وامير الحج اقامتها في
رکھنہ چھوڑا ہو جیسی کھوڑوں کا باندہنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردوں کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑہنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا سی ہیں موسم کی
في الموسم لانها تكون مصرا في ايام الموسم لاجتماع شرائط المصر فيها من الامير والقاضي والابنية والاسواق
دنوں میں جایز ہی اسلی کہ منی موسم کی دنوں میں شہر کی سی ہو جاتی ہی اسواسطی کہ تمام شرطیں مصر کی اوسمین جمع ہو جاتی ہیں امیر قاضی اور مکانات اور بازارین
الا انها لا تبقى مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاؤها مصرا ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست
ان انتا ہی کہ موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھہ شرط نہیں ہی اور عرفات میں جمعہ قایم کرنا جایز نہیں اسواسطی کہ عرفات نہ تو
بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفي ظاهر الرواية عن ابي حنيفة لا يجوز اقامتها في المصر الا في موضع
مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہی اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سی ہی کہ جمعہ قایم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کی
واحد فان ادیت في موضعين او اكثر فالجمعة للاولين تحريمة وقبل فراغا وقبل فيهما جميعا وان لم يعلم
جایز نہیں ہی پہر اگر دو جگہہ یا دو جگہہ سی زیادہ میں جمعہ ادا کی ہو تو جمعہ اونکا ہی جنہوں نی پہلی نیت باندہی اور بعضی کہتی ہیں جو پہلی پڑہ چکی اور بعضی کہتی ہیں دونوں میں اور اگر پہہ
ايهما الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز فاسمه في موضع متعددة وفي رواية
معلوم ہوا اول کون ہیں تو سب کی نماز باطل ہی اور ظاہر روایت میں ابو حنیفہ سی اور یہہ ہی قول امام محمد کا ہی کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہہ جایز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین لا اذا کان بینهما نهر عظیم کدجلة وفی بغداد وفی روایة عنه لا یجوز
میں قایم کرنا جمعہ کا دو جگہ جایز نہیں مگر ایسی دو جگہ کہ اوسکی بیچ میں بڑی نہر حایل ہو جیسی بغداد میں دجلہ اور ایک روایت میں ابو یوسف سے
اقامتها اذا کان علیه جسر حتی روی عنه انه کان یامر یوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة لیکون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دو جگہ جایز نہیں اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اوٹھوا دیتی تھی تاکہ وہ جگہہ
کمصر بن وفی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة لتعدد ها ولوقوع الشك فی المصر اذا قاموا اهله بینبغی لهم
مانند دو شہروں کی ہو جاوی درجس جگہہ صحت جمعہ میں بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونے کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہوا یا نہیں تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑہنے لگیں
ان یصلوا بعدها فرادی اربع رکعات فائدا کلوا حد منهم نوبت ان اصلی اخر ظهرا درکت وقته ولم اصل
تو اونکو اوا رہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑہلیں ہر یک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہوں کہ ادا کرون پچھلی ظہر جسکا میں نی وقت پایا یا جب تک پڑہی
بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی
نہیں اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جبتروں میں دو جگہہ جمعہ پڑہنے لگی باوجودیکہ علماء میں دو جمعہ کی جواز میں اختلاف تہا
جوازها امرهم اثمتهم بادائهم کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التی صلاها
تو اونکو اوکی پیشوا اوسکی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری
ان لم تخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیها ظهر فائت یسقط عنه ذلك
اگر جایز نہیں ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاوینگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فایتہ ہو گی تو اب وہ فایتہ ادا ہو جاویگی
الفائت وان لم یکن علیه ظهر فائت تکون تلك الاربع نفلا واحتمال کونها نفلا لا یدان یقرأ فی الاخریین
اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فایتہ نہیں ہی تو یہہ چار دن رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہوں ضرور ہی کہ پچھلی دو رکعت میں
بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقرأة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقرأة السورة واجبة والثانیة
بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورة پڑہی اسلواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئیں تو سورة کی پڑہنی میں کچہہ نقصان نہیں ہی اور اگر وہ رکعتیں نفل ہوئیں تو سورة کا پڑہنا واجب ہی اور دوسری
من الشروط التی فی غیر المصلی السلطان اونائبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی میں ہو سلطان کا یا اوسکی نایب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہیں رکہتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی
الجمعة اذا کان سیرته فی رعیة سیرة الامراء وکان یحکم بینهم بحکم الولایة اذ بذلك یثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکموں کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی
فیتحقق الشرط وللامور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور ہیں جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہیں کہ اپنا خلیفہ کر دیں اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات میں کہ پہلے سی
العذر وعدمه وجوده ولا بین الخطبة والصلوة ولا اذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس ولیس
نہیں خواہ کچہہ عذر ہو یا بعذر نہو اور نہ کچہہ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور
للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذا لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطة لیس له ان یصلیها بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگون کو جمعہ پڑہاوی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہیں ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہیں کہ لوگون کو جمعہ پڑہاوی اور اگر حاکم شہر یا محتسب
والی المصر فقبل اتیان وال اخر لو صلی بهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرطة یجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نایب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑہاوی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی
الیهم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلی بهم یجوز ومع وجود احدهم لا یجوز
اور اگر انہیں سی کوئی موجود نہو اور لوگون نی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑہا دیا تو بیشک جایز ہی اور اگر انہیں سی کوئی موجود ہو تو بغیر اوسکی

الا باذنه ولو شرع الماموم بها في ثم حضر اخر وكانه مضى عليها ولو حضر قبل شروعه لا يصح شروعه
بدون اوسکی اذن کی جایز نہیں اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت نہی نماز شروع کر چکا ہو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا نماز کو توڑی نہیں اور اگر نماز شروع کرنیکی
والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول العصر ولو
پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہیں اور تیسری شرط اون سٹہ طون مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو وہ پہر ٹہلی ہی پہلی جایز نہیں اور نہ بعد جانی وقت عصر کی اور اگر
خرج الوقت وهو فيها يستأنف الظهر ولا يبنيه عليها لاختلافهما كمية وشروطا والرابع من تلك
نماز ہی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطون مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون
الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب وسنة أما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
شرطون مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی بہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہووی یہان تک کہ اگر پیش از وقت
قبله لا تصح وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وكونها جهرا
خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا بیکار کر پڑہنا چاہی
بحيث يسمعها من يكون عندهم اذا لم يكن عائم وأما كونها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلین اگر کچہہ بانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی
الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عند ابي حنيفة اما لو قال لعطاس
الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ثالث اون اگر چھینک کر
او تعجب فلا يجزئ وعندهما لا بد من ذكر طويل يسمى خطبة وهو مقدار ثلاث آيات وقيل مقدار التشهد
یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر درکار ہوتا ہی جسکو خطبہ کہہ سکین اور وہ تین آیتون کی برابر ہو اور کوی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو
من قوله التحيات لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحميدة الواحدة
التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسوسطی کی خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار
والتسبيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تسمى خطبة وأما واجبها فالطهارة والقيام وستر
اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہین کہلاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہونا اور کہڑی رہنا اور عورت کا
العورة وأما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما يشتمل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على
ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبون کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی اور دونون مین حمد اور تشہد اور درود
النبي صلى الله عليه وسلم والأولى على تلاوة اية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پندہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتون کی حق مین
بدل الوعظ وتخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوى الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين
بدلہ پندہ کی دعا ہو پانچوین شرط اون شرطون مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہون بشرطیکہ تینون مرد عاقل بالغ ہون
بالغين فلا ينعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرارا او مقيمين فتنعقد بالعبيد
بالغ نہون پس جماعت نہی عورتون اور بچون اور دیوانون سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ آزاد یا مقیم ہون پس جماعت ہی غلامون
والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلث تم
اور مسافرون سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گیی یا تین سی کم رہ گیی
يستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحريمة يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
تو ظہر ادا کرے اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کرلی اور چہٹی شرط اون شرطون مین سی اذن عام ہی

وهوان يفتح باب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمع في الجامع واغلقوا بابه وصلوا فيه الجمعة لا

اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کھل جاوی اور لوگوں کو آنی کی اجازت ملی یہانتک کہ اگر مسجد مین جمع ہوکر پھر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد مین پڑہا مین

يجوز وكذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلى فيه بحشمه لا يجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص

تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہے تو جایز نہین ہی اسواسطے کہ جمعہ اسلام کی نشانیان اور دین کی خاص

الدين فلابد من اقامتها على طريق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز سواء

امرون مین سی ہی سوا اوسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئے اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کھول کر لوگون کو اجازت آنی کی دیدیوے تو جایز ہی پہر برابر ہی

دخلوا او لا لكن يكره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها يجب السعي و

کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطے کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور

ترك البيع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصح لانه المعتبر في

بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطے کہ یہہ ہی اذان

هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روى انه عليه السلام

اس زمانہ مین معتبر ہی اگرچہ نواحداث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والامامين بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن

اور بعد حضرت کی دونو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ

خلافة عثمان وكثر الناس رأى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيحضروا

عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگون کی کثرت ہوگئی تو اونکی بالی مین یہہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین

وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة يقال لها زوراء وكان هذا الاذان سنة ايضا

اور دوسری اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار مین مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی

لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي واما النداء الذي يكون في وقت

اس حدیث کی موافق لازم کرو اپنی اوپر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبدعة محدثة الحجاج كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل

اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کذا کتاب مجمع الفوائد مین یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو

اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلام

اذان دوپہر ڈلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسیکی کہ اوس سی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان كان يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي

بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ مین دور جانا چاہیئے پہر جب وہ مسجد جامع مین پہنچے تو بیٹہنی سی پہلی

قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يجلس

دو رکعت تحیۃ المسجد کی پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

الصلوة والكلام عند ابي حنيفة حتى يتم الخطبة وعندهما لا باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا

نماز اور بات جیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضایقہ نہین اور جب

جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة

امام منبر پر جا بیٹہی تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونون کی بیچمین

خطبة مؤداها ان يبتدئ كل خطيب منهم في موضعه ويستحب للقوم ان يقبلوا الامام عند
الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة الحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في
شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي
بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها ووقوع الشك في المصر
يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة
عند ابي حنيفة وعندهما ستة ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي
معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة
وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى
الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين
والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة
للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذا لا جمعة
عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام
في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة
لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن وارادان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم
بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يوذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام
وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به مالم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا خذ

عقيب صلوة الظهر يوم الجمعة اى اسى جگہ جہاں ظہر پڑھی ہے اور مستحب ہے کہ قوم امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں
اور قوم کو مستحب یہ ہے کہ خطیب کی طرف منہ کر کے بیٹھیں جیسا کہ نماز میں ہوتا ہے
خطبہ کے لئے کھڑا ہونا امام کے دائیں جانب سے ہو جیسا کہ نماز میں ہوتا ہے
چاہئے کہ امام سیدھا ہو کر کھڑا ہو اور مقتدی صفیں سیدھی کریں اس سبب سے کہ صفوں میں کثرت ازدحام کی وجہ سے حرج ہوتا ہے ہدایہ کی شرح میں یہ ہی مذکور ہے
جو سنت وحی کی ہے
اور جب خطبہ پڑھ چکی اور مؤذن تکبیر کہنے لگی تو امام منبر پر سے اتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑھائے
اور اگر جمعہ کی صحت میں کچھ شبہ پیدا ہو دو کا کسی جگہ ہونے کی سبب یا مصر مشکوک ہونے کی
قوم ہر یک بعد اوسکی الگ الگ چار رکعت پہلی ظہر کی پڑھیں جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر چار رکعت سنتوں کی نیت سے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور پڑھیں اور صاحبین کی موافق چھ رکعت پڑھیں اور جو شخص امام کو نماز جمعہ میں پایا اگرچہ تشہد میں یا سجدہ سہو میں تو امام کے ساتھ
پڑھ لی جو اسنے آوی اور نماز جمعہ پوری کر لی اور امام محمد کہتے ہیں اگر دوسری رکعت کی رکوع میں جا ملا تو نماز جمعہ کی پوری کر لی
اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کر کر کھڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کر لی اور جسکو کوئی عذر نہیں ہے اگر وہ ظہر
پہلی اس سے پڑھ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑھ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہے پر گنہگار ہوگا کیونکہ اوسنے جمعہ ترک کیا اور معذور لوگوں کو
اور قید یوں کو مصر میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنی مکروہ ہے برابر ہے کہ امام نماز جمعہ سے فارغ ہوا ہو یا فارغ ہو لیا ہو اسواسطے کہ جمعہ جمع کرنیوالا
جماعتوں کا ہے اور ظہر کو جماعت سے پڑھنی میں جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہے اور دیہات کی پڑتی ہے برخلاف گانوں والوں کی اسواسطے کہ وہ نہیں
جمعہ نہیں ہے وہاں ظہر کو جماعت سے پڑھنی میں نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہے اور نہ کمی پڑتی ہے سو جمعہ کا حال بلا کراہت ظہر جماعت سے پڑھنی کے اوسکی حق میں ایسا ہی ہے
اور بیمار کو مستحب ہے کہ جبتک امام نماز جمعہ سے فارغ نہو ظہر نہ پڑھے
جیسی تمام اوردن میں
اور فقیہ ابو جعفر ہماری اصحاب سے نقل کرتا ہے کہ تخطی کا کچھ مضائقہ نہیں جب تک امام نے خطبہ نہیں شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کر لیا تو مکروہ ہے

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذي احدا والثاني ان لا يكون الامام في

اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرط ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑہتا ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان

الٰہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی پچاسوین مجلس

المصافحة وبيان كيفيتها وفوائدها وبدعيتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مصافحہ کی بیان مین اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان

نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دونو جدا ہونی سی پہلی بخشی جائینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین

فيتصافحان وحمد الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحديث من حسان المصابيح رواه البراء بن عازب

اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالی حمد کرین اور اللہ تعالی سی مغفرت مانگین تو اللہ اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت سی

والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجبه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكره في صحاح الجوهري

اور فاء اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جسی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاخيه ونكون من تمام التحية بينهما لما

مصافحہ کا مشروع ہونا یا وقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ

روي عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا

ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپسکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بہی ہمکو دلالت کرتی ہی

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات والتحيات

کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع

جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سوا وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ

حيث وضعها الشرع ويراعى سننها والسنة فيها ان تكون بكلتا اليدين واما في غير حال الملاقات

مصافحہ اوسی جگہہ ہوا کری جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہونسی ہو اور بدون وقت ملاقات کی

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى

جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس نماز مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ

بلا دليل وقد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرده ما روي عن

بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی رد ہوتا ہی

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچھہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب پڑی ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سوا نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو چیز تمکو رسول سونپی لو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو

وقال في اية اخرى فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچھہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار

على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة قال في الملتقط يكره المصافحة

علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط مین کہتا ہی مصافحہ ہر حال

بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما

بعد نماز کی مکروہ ہی اسلیئے کہ صحابہ رضی نی بعد نماز کی مصافحہ نہین کیا اور اسلیئے کہ یہہ طریقہ رافضیون کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ

يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها في الشريعة المحمدية بيّنه فاعلها اتو جلوگ پنجگانہ نمازون کی پیچھی مصافحہ کیا کرتی ہین بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی مین اسکی کچھہ اصل نہین مصافحہ کرنیوالی کو چاہیئی جتلانا چاہیئی

بانها بدعة مكروهة ويعزّر ثانيا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل ينبغي ان يمنع الامام فاحدثوه

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکرین تو پہر تعزیر دینی چاہیئی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل مین کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سے جو بعد نماز صبح کی

من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل غالب بعضهم يفعل ذلك بعد الصلوات الخمس

اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑہا کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہین

وذلك كله من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا في ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع

یہہ تمام بدعت ہی اور شرع مین مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی ہمائی مسلمان سی نمازون کی بعد نہین ہی پہر جسجگہ شرع نی مقرر کیا ہی

يضعها وينحى عنها ويزجر فاعلها المأتي من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يمنع الاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع

وہی جگہہ قایم رکہنا چاہیئی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہیئی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہیئی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اوپر کی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو خالفت جایز نہین ہی بلکہ اتباع

لقوله تعالى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ

لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہ چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانون کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کرین جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو

وَسَاءَتْ مَصِيرًا وما ذكره النووي في الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يقصر عن

دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار مین ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا

عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة تسنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة

غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلیئے کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کرکر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگون نی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه لكن لا باس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له في الشرع وبعد

عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع مین اس طور پر اسکی کچھہ اصل نہین ہی لیکن اسکا کچھہ مضایقہ نہین اب دیکہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع مین اسکی کچھہ اصل نہین ہی

هذه الاعتراف لا يفيده ما ذكر بعده من قوله ولكن لا باس به الى اخره قال ولم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة

پہر اس اقرار کی بعد کیا فایدہ کرتا ہی آگی جاکر یہہ کہنا پرا سکا کچھہ مضایقہ نہین ہی آخر تک جکچھہ ہی اور اگر فقہا نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہین کہتی بلکہ نی نفسہ مباح

في نفسها لحكمنا في هذا الزمان بكراهتها اذ واظب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها حتى وصل

ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ مین کراہت کا حکم کرتی اسلیئے کہ لوگ اسپر جم گئی ہین اور ایسی سنت لازمہ جانتی ہین کہ اسکا ترک کرنا جایز نہین رکہتی یہان تک کہ ہمکو

البنا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظر يا اهل الانصاف

یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیون مین سی ہی جو ایمان والا ہی اوسکو کیسے نکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو

اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام مما دايكون وكل مبالحادي الى هذا فهو مكروه حتى افتى بعض الفقهاء حين

جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہان تک کہ بعضی فقہا نی جب

شاع صوم ايام البيض في زمانه بكراهيته لئلا يؤدي الى اعتقاد الوجوب مع ان صوم ايام البيض مستحب وردفيه اخبار

اوسکی زمانہ مین ایام بیض کی روزون کا دستور پڑگیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہین تاکہ ہوتی واجب نہ سمجہہ لین باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہین اسمین حدیثون

کثیرة فما ظنک بالمبالغ وما ظنک بالمکروه ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود کیف انتم اذا التبستم فتنة
اسمیں ہیں اب تیرا کیا خیال ہی مبالغ میں اور کیا گمان ہی مکروہ میں اور یہ وہ ہی فتنہ ہی جسمیں عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں تمہارا کیا ہوگا جب تمپر ایسا فتنہ آویگا
یهرم فیها الکبیر وینشأ فیها الصغیر تجری علی الناس بدعة یتخذ ونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة او هذا منکر
جسمیں بڈھا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگوں میں ایسی بدعت چلیگی جاوی گی کہ اگر تغیر کی جاوی وہ بدعت تو کہیں سنت بدلڈالی یا کہیں یہہ برا ہوا
قال ابن القیم فی اغاثته هذا دلیل علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات الیه وقد جری العمل علی
ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ میں کہتا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اسکا کچھہ اعتبار نہیں اور نہ اوسکی طرف کچھہ التفات ہی اور بیشک عمل
خلاف السنة منذ زمن طویل فاذن لابد لک ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور
برخلاف سنت مدت دراز سی جاری ہوا ہی سو اسکے سبب تجھکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہوں
فلا یغرنک اطباقهم علی ما احدث بعد الصحابة بل ینبغی لک ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم
سو تجھکو اوسکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہیں فریب نہ دیدی بلکہ تجھکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈھونڈتا رہی کیونکہ تمام
الناس وارهم الی الله تعالی انتشرهم واعرفهم بطریقهم انهم احد الدین وهم اصول فی نقل الشریعة عن صاحب الشرع
لوگوں میں بڑا عالم اور مقرب خدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہ ہو اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ ہی دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت میں
ینبغی لک ان لا تکترث بمخالفتک لاهل عصرک فی موافقتک لاهل عصر النبی علیه الصلوة والسلام اذ قد جاء فی الحدیث
وہ ہی اصل ہیں سو تجھکو لایق ہی کہ اسکی کچھہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی موافقت نہیں اپنی زمانہ کی لوگوں سی مخالفت ہوگی اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی
اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن ابن اسمعیل المعروف بابی شامة وحیث جاء الامر بلزوم الجماعة
جب لوگوں میں اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتھہ رہو عبدالرحمن بن اسماعیل جو ابوشامہ مشہور ہیں کہتی ہیں جسجگہ لزوم جماعت کا حکم ہی
فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان الملتمسک به قلیلا والمخالف له کثیرا لان الحق هو الذی کان علیه الجماعة الاولی وهم الصحابة
تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لازم کرو اگرچہ بجانب حق تھوڑا لوگ ہوں اور مخالف حق کی بہت ہوں اسواسطی کہ حق وہ ہی ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ تھی
فلا عبرة الی کثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عیاض عامة ما عناه الزم طرق الهدی ولا یضرک قله السالکین وایاک
اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچھہ اعتبار نہیں ہی اور فضل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہیں ہدایت کی جانب لیجانیوالی راہ اور چلنیوالوں کی تجھکو کچھہ ضرر نہوگی گی اور
وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الهالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیه المتسارع فی الامور وسیاتی زمان
گمراہی کی راہ سی بچیتا رہو اور ہالکین کی کثرت سی دھوکا نکھانا اور ابن مسعود کہتی ہیں تم ایسی زمانہ میں ہوکہ تم میں بہتر وہ ہی جو کاروبار میں جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب
بعدکم خیرهم فیه المثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق فلان من لم یثبت فی هذا الزمان ووافق الجماهیر
تمہاری پیچھی زمانہ آتا ہی اون میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کریں بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہی اور
فیهاهم فیه وخاض فیما خاضوا فیه فیهلک کما هلکوا فان اصل الدین وعمدته وقوله لیس بکثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة
بلا میں مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسے وہ ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور
بالجوع وغیره وانما هو بامر حازم من الافات والعاهات التی تاتی علیه من البدع والمحدثات التی تودی الی تبدله وتغییره فانها
بھوکہ رہنیکی مشقت سی نہیں ہی بلکہ یہہ جب ہی ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بعضیں اور نئی نئی اختراع آتی ہیں جس سی دین میں تبدل اور تغیر
لکثرتها وشیوعها صارت کانها من شعائر الدین وامن الامور المفروضة علینا فی الیوم کذا نبا اشرها علی النهایة عنه ذلوکان
پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعتیں اسقدر کثرت سی پھیلی ہیں گویا دین کی نشانیاں ہیں یا ہماری اور پر اونکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جان کر عمل میں لاتی
کذلک لرجی من التوبة والاستغفار ولکنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دینا مفتقین فی ذلک اثارا من سلفی او
اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرالیا ہی اسمیں یعنی پیروی اسلافین سی ایسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ماانكرناه من تلك الامور
جسکی سہو ہوا یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کر رکہی ہی منع کری اور رد کی

فان كان له توقير فی قلوبنا نقول له هذا جائز نذهب الی جوازه فلان وفلان ذكروا بعض من تقدمنا ممن سهى او غفل او
تو وہ شخص مانع ہوگا ہماری دلمین عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا فلانا بھی اوسکا ذکر کیا ہی اور اوسکی رو سے ہم اوسی سہو یا غفلت یا

غلط وان كان ممن لا توقير له فی قلوبنا ليسوا ممن نامر بالكلمات المنكرة ما لا يظنه ولا يخطر باله كل ذلك سبب جهل المركب
غلطی کر رہنوالی کا نام بیان کریگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلمین اوسکی کچہہ عزت نہین تو ہم ہی ایسے ہی ہینگے کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلمین گذر ہوگا یہ تمام ہماری جہل

فينا لانا لو رايناه اقسنا على ما هو عليه من الجهل لقبلنا جوابه من ارشدنا الى الحق وما قدمنا من سهو او غلط حجة فی ديننا
مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی دلمین اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی جینگے مانینگی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کو اپنی دین کی حجت

اذ لا يجوز ان يقال الانسان فی دينه الا امر هو صاحب الشريعة او من شهد له صاحب الشريعة بالخير لا امر شهد له بالكذب
نہ قایم کرتی اسواسطے کہ انسان کو اپنی دین مین صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق مین صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہئی اوسکی پیروی نہین ہی

وفی عن الاعتماد له بقوله عليه السلام خير القرون قرنی الذين بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب
جسکی حق مین صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی اوسکو پیرو مت کرو یہہ سب سی بہتر ہی جنکے مین مین مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو اونسی متصل ہین پہر وہ جو اونسی متصل ہین پہر جہوٹ

فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم فان كل من ابتدع بقول فی بدعة انها مستحبة ثم ياتی علی ذالك بدليل خارج عن اصولهم
سو یہہ سب دستور نہ اوسکی کسی پر نکی پر کیونکہ ہر ایک جو بدعت کو یہہ سی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل ایسی لاتا ہی جو اوسکے اصول سی مخالف نا قایم کرتا ہی

فذلك غير مقبول منه لان التقليد والاقتداء بالغير مجرد حسن الظن انما يجوز لمن كان مجتهدا عدلا عالما كان مقلدا
سو اوسکو کون مانتا ہی اسواسطے کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسہی کی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہین ہی جو خود مقلد ہو

لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل الحصر طريق معرفة مذهب المجتهد فی نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر ہی منقول ہو جو علماء کی درس مین رہتی ہو

عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا يجوز العمل بكل كتاب اذ ظهر فی هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال والا نعول كل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہین اسواسطے کہ اس زمانہ مین ایسی کتابین بہت مشتہر ہوئی ہین جنکو ضعیف لوگون نے جمع کیا ہی

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة واكثر المستورون فی حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتى
اور نہ ہمکو اسکی قول پر عمل جایز ہی اسواسطے کہ لوگون مین بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم مین ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور ہی جو سچ کی طرف کی رجحان

يقبل قوله فی الديانات يسر نا الله تعالى لما موافقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الحادی والخمسون فی بيان
کا غلبہ ہو دی تاکہ اوسکا قول دیانات مین مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری مجلس اکیاون بیان مین

فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامة والوعيد فی حق تاركها قال رسول الله
فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوۃ کی حق مین رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم بين العبد والكفر ترك الصلوة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکے یہ معنی

ان بين العبد وبين ان يصل الى الكفر ان يترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم اركان الاسلام واقوى الذرايع فی
ہین کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمین کہ وہ کافر ہوجاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کردی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ

دخول دار السلام وهی فريضة على كل مسلم عاقل بالغ سواء كان رجلا او امراة لا على كافر ولا على مجنون ولا على صبی الا
بہشت مین جانی کا ہی اور وہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل جوان پہ فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہین اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یوم بہا واذا بلغ عشر سنین ولم یصلہا یضرب علیہا لما روی انہ علیہ السلام قال

بچہ جب سات برس کا ہو جاوے تو نماز پڑہنی سکھلاوین اور جب دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑہی تو مار کر پڑہانا چاہیئے اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع سنین واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر سنین فانہم وان لم یکن الصلوٰۃ فرضا

کہا کرو اپنی اولادکو واسطے نماز کے جب سات برس کی ہوون اور انکو مار کر نماز پڑہاؤ جب وہ دس برس کی ہوون کیونکہ اس عمر مین اگرچہ اونپر نماز فرض نہین ہی

علیہم الا انہم عند بلوغہم عشر سنین یستحقون بترکہا عقوبۃ الشرع فی المدنیا لیعتادوہا ویستانسوا بہا فی صغرہم

پر جب وہ دس برس کی ہوون تو نماز چہوڑنی پر دنیا مین سزا اور شرع منزل کی ہین تاکہ نماز کی خوگر ہو جاوین اور ترک پن مین اوس سے دل لگا رہی

حتی لا یترکوہا فی کبرہم وقد ثبت فرضیتہا بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ اما الکتاب فقولہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی

تاکہ بہر جوان ہوکر ترک نکرین اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہی قرآن تو یہ آیت ہی یہہ نماز ہی مسلمانون پر

الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ای فرضا موقتا دل النص علی ان الصلوٰۃ فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجہا عنہا

وقت باندہا حکم ای فرض وقت بندہی ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتون کی ہی بلا عذر وقت سے اہر ہرگز نہ کرن

بلا عذر لما روی انہ علیہ السلام قال من ترک الصلوٰۃ حتی مضی وقتہا ثم قضی حقب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنۃ

ہرگز جایز نہین السوطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑہی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پہر قضا کی تو دوزخ مین کئی حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسّی برسکا ہوتا ہی

والسنۃ ثلثمائۃ وستون یوما کل یوم کان مقدارہ الف سنۃ والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوٰۃ عن وقتہا ستۃ

اور برس تین سو ساٹہہ دنکا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سے نماز کی وقت سے کا ٹلانا مباح ہوتا ہی چہہ

اشیاء احدہا النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والنفاس والسادس فیما عدا ہذہ الاعذار

چیزین ہین ایک تو بہول جانا دوسری سو جاتا تیسری بیہوش ہوجانا چوتہی دیوانگی پانچوین حیض چہٹی نفاس اور سوای ان عذرات

المذکورۃ لا یجوز تاخیرہا عن وقتہا حتی ذکر فی الذخیرۃ ان امراۃ اذا اخر حیض راس ولدہا وخاف وقت الصلوٰۃ تتوضأ

مذکورہ کی نماز مین وقت سے دیر کرنی جایز نہین ہی یہان تک کہ ذخیرہ مین یہہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سے بچہ کا نکل چکا ہوا ہو وقت نماز کا وقت گذرنے لگی

ان قدرت والا تیمم وتجعل راس ولدہا فی قدر او حفرۃ وتصلی قاعدۃ برکوع وسجود فان لم تستطعہا تومی ایماء یعنی

تو وضو کرے اگر کر سکی نہین تو تیمم کرے اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا یا مین یا گڑہی مین رکہدے اور نماز بیٹہکر رکوع اور سجدہ سے ادا کرے اور اگر یہہ نہو سکی تو اشارہ سے ادا یہہ ہی

انہا تصلی بحسب طاقتہا ولا تترک الصلوٰۃ لان الصلوٰۃ لا تسقط عنہا ما لم تنصر نفساء وذلک بخروج اکثر الولد والدم وکذا

کہ اوسوقت مین عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چہوڑی اسواسطے کہ نماز اوسکی ذمہ سے ساقط نہین ہوتی جبتک وہ صاف نفاس نہین ہوتی اور نفاس یہہ ہوتا ہی

مر موقعہ فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوٰۃ یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیۃ الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترک

جو دریا کی اندر تختہ پر بیٹہا رہ جائی اور نماز کا وقت جاتی لگی تو اعضاء وضوکی وضو کی نیت سے پانی مین داخل کری پہر اشارہ سے نماز پڑہلی اور نماز کو ترک

الصلوٰۃ وکذا من شلت یداہ ولم یکن معہ احد یوضیہ او تیممہ یمسح وجہہ وذراعیہ علی الحائط بنیۃ التیمم

نہ کری اور ایسی کی ہاتہہ سن رہ جاوین اور اوسکی ساتہہ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کرا وی تو اپنا منہہ اور ہاتہہ کہنیون تک تیمم کی نیت سے دیوار پر مل لی

ویصلی ولا یجوز لہ ترک الصلوٰۃ ولا تاخیرہا عن وقتہا فانظر ایہا العاقل وتامل فی ہذہ المسائل التی بینہا الفقہاء ہل

اور نماز پڑہ لی اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہین اور نہ دنکا وقت سے جایز ہی اب دیکہیو تو ای عاقل اور سوچیو تو ان مسائل مین جو فقہاء نے بیان کئی ہین کیا

تجد فیہا عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوٰۃ عن وقتہا فضلا عن ترکہا والحاصل ان المکلف لا وسعۃ لہ فی ترک الصلوٰۃ

تجکو تاخیر نماز کا ہی وقت سے سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہی تکلیف نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سے

ولا فی تاخیرہا عن وقتہا مع امکان ادائہا فی وقتہا بای وجہ کان ہذا بیان کونہا فرضا موقتا واما کونہا خمسا فلقولہ تعالیٰ

تاخیر کرنی کی یا وجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہین ہی کوئی ہی عذر ہو اگر ہی یہہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور یہ بیچگانہ ہونا سو اسی آیت سے ثابت ہی

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وهذه الاية قاطعة الدلالة على كون الصلوات المفروضات خمسا

خبردار رہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانه تعالى فرض جمعا من الصلوة التي معها وسطى واقل جمع صحيح صحه وسطى هو الاربع لا الثلاث فتكون الاداء

اسواسطے کہ اللہ تعالی نے نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز وسطیٰ ہو اور کم سے کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہین سو امر

بمحافظة الصلوة التي معها وسطى امرا بالصلوات الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ

واسطے بحافظت نمازون کی جسکی ساتھہ درمیانہ ہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ والمراد من الامر بالتسبيح في هذه

اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان و زمین مین اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سے جو ان

الاوقات الامر بالصلوة فيها على طريق ذكر الجزء وارادة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروي عن

اوقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نمازین ہین جیسے جزو کو ذکر کر کے کل مراد لیتے ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رضه انه قيل له هل تجد ذكر الصلوات الخمس في القرآن قال نعم وتلا هذه الاية فالمراد بقوله تعالى

سے روایت ہی کہ اونسے کسینے پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچون نماز کا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑہی سو مراد آیت مین

حِيْنَ تُمْسُوْنَ صلوة المغرب والعشاء وبقوله حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صلوة الفجر وبقوله عَشِيًّا صلوة العصر وبقوله

جین تمسون سے نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سے نماز فجر کی اور عشیا سے نماز عصر کی ہی اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ صلوة الظهر وأما السنة فقوله عليه السلام ان الله تعالى فرض على كل مسلم ومسلمة في كل يوم

حین تظہرون سے نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سے ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے ہر مسلم اور

وليلة خمس صلوات وهذا الحديث من جملة الاحاديث المشهورة التي تثبت بها الاحكام وأما اجماع الامة فقد

ہر مسلمہ پر ہر دن رات پانچ نماز فرض کین ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہورہ مین سے ہی جس سے احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سے یون ثابت ہی کہ

اجمعت الامة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا على فرضية الصلوات الخمس فاذا ثبت

تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سے آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضيتها بهذه الادلة القطعية لا يجوز تركها وقد وردت وعيدات شديدة وتهديدات غليظة لتاركها منها ما روي

نماز کی ان دلایل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دھمکیان غلیظ بی نماز کی حق مین آئی ہین ایک یہہ

انه عليه السلام قال من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر جهارا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال

مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

لا تتركوا الصلوة متعمدا فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الصلوة عماد الدين فمن

قصدا نماز نہ چھوڑو سو جسنے نماز ترک کی تو وہ دین سے باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نے

اقامها فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين فلورود امثال هذه الوعيدات اختلف العلماء في كفر تاركها

نماز قایم رکہی تو دین کو قایم رکہا اور جسنے نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسہی لیے علماء مین اختلاف ہی قصدا بی نماز کی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الى الكفر أما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله

مین سو ایک جماعت صحابہ کی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سے تو قایل ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هريرة وعبد الرحمن بن عوف وأما غير الصحابة فمنهم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوای صحابہ کی وہ تابعین

احمد بن حنبل واسحٰق بن راهویه وعبد الله بن المبارك والنخعی والحکم بن عتبة وابو ایوب السختیانی وابو داود

احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود

الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبة وغیرهم وذهب آخرون الی انه لا یکفر وحملوا الاحادیث التی تدل علی کفر تارکها

طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکی اور اور لوگ یہہ کہتی ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہہ تاویل

علی ترکها جاحدًا او علی الزجر والوعید بمعنی ان المؤمن لا یترکها ومن ادلتهم علی عدم کفره قوله علیه الصلوٰة والسلام

کرتی ہیں کہ بطور انکار کی ترک کرے یا زجر اور وعید پر حمل کرتی ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیلوں میں سے ایک دلیل بی نماز کی کافر نہونی پر یہہ قول ہے علیہ الصلوٰة والسلام

خمس صلوات افترضهن الله تعالی من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم رکوعهن وسجودهن وخشوعهن

کا ہی پانچ نمازیں اللہ تعالی نے فرض کی ہیں جسنی نیوبطرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کیں اور خوب کہسا کر کیا

کان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله

تو اوسکا یہہ عہد ہی اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنی یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچھہ ذمہ نہیں چاہی اوسکو بخشدی اور چاہی عذاب کری سو اب یہہ قول

علیه السلام ان شاء غفر له دلیل علی عدم کفره للاجماع علی ان الکافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالی ان الله لا

حضرت کا اگر چاہی اوسکو بخشی کافر ہونکی دلیل ہی ہوسکے یہہ متعذر ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی البتہ اللہ نہیں

یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء واما قول اختلف الفقهاء فی حد تارکها عمدا بلا عذر فقال حماد

بخشتا کہ اوسکا شریک ٹہراوے اور اوسکے سوا جسکو چاہی بخشتا ہی حکم چاہی یہ ہی کہ فقہا نے اختلاف کیا ہی بی نماز کی سزا میں جو عمدًا بلا عذر ترک کری سو حماد

بن زید ومکحول والشافعی ومالك واحمد بن حنبل تارکها عمدا بلا عذر یقتل لانه حد یقتل بترکه فیقتل کقطع الطریق

بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ بی نماز عمدًا بلا عذر کو قتل کرنیں اتنی فرق ہی کہ احمد کی نزدیک کافر سمجہکر قتل کرینگے اور اوروں کی

من هؤلاء یقتل حدا لا کفرا وحمل الاحادیث الدالة علی کفر تارکها علی استحقاق جزاء الکفر ولیس الکفر فی الدنیا

نزدیک حد میں قتل کرینگے کفر کی سبب سے نہیں اور اول احادیث کو جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہی ان معنوں پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا

جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفة لا یکفر ولا یقتل بل یحبس ابدا وقیل یضرب ضربا شدیدا حتی یسیل منه الدم عبرة

میں سوا قتل کی اور کچھہ نہیں ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور نہ اوسکو قتل کرینگے بلکہ ایم الحبس کیا جاوی اور کوئی کہتا ہی اوسکو اتنا مارینگے کہ خون بہنی لگی تاکہ خوب

فی الزجر وقیل یضرب ضربا حتی یصلی او یموت وقیل یعزر باخذ المال لوای الحاکم فیه مصلحة لا طعنا اذ قیل فی کیفیته

زجر ہووے اور کوئی کہتا ہی اوسکو مارا کیا جاوی یہانتک کہ نماز پڑہی یا مر جاوی بعضی کہتی ہیں مال کا ڈنڈ ڈالیں اگر حاکم کو اسمیں مصلحت معلوم ہو کچھہ طعن کی راہ سی نہیں اسپر کسی کی کیفیت

انه یاخذه فیمسکه حتی یتوب فاذا تاب یرد علیه کما فی اموال البغاة وان اشر من توبته یصرف الی ما یری فعلی هذا

اسکی یہہ بیان کرتا ہیں کہ اوسکا مال لیکر رکہی یہانتک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پہیری جیسی باغیوں کا مال پہیر دیتی ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہہ خرچ کر ڈالی

یجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوات الخمس فیصلیها کما امر باحسان وضوئها وروایة وقتها واتمام رکوعها

اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت رکہی پہر ذکر اوسکا جیسے حکم فرمایا اچہی طرح وضو کری اور وقت کی رعایت رکہی رکوع

وسجودها وخشوعها واون غفل عن شیء منها فلیجتهد فی سننه ونوافله ولا تساهل فیها حتی یکمل بها فرضه

اور سجود پوری پوری ادا کری چاہیئے خشوع بی اور اگر انہیں سی کسیکو کی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اوسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نکری تاکہ اوسکی فرض کامل ہو جاوے

لما روی انه علیه السلام قال اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة صلوته فان وجدت تامة کتبت تامة

اسواسطے کہ روایت ہی کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی پہلی ہیں کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکہی جاویگی

وان نقص منها شیء قال الله تعالی انظروا هل لعبدی من تطوع فان کان له تطوع یکمل له ما ضیع من فرضه

اور اگر اوسمیں کچھہ نقصان نکلا تو اللہ فرماوے گا دیکہو تو اس بندی کی نفلیں ہی ہیں پہر اگر اوسکی نفلیں ہونگی تو اوسکی فرضوں میں جو نقصان ہوا

من تطوعه یعنی ان من صلوته المفروضة ووقع فیها نقصان بکمل ذلک النقصان بالتطوع ان کان تطوعه ولکن من
نفلوں سے پورا ہوجائیگی مراد یہ ہے کہ جسنی فرض نماز پڑھی اور اوسمیں کچھ نقصان ہوگیا تو وہ نقصان نفلوں سے عوض ہوکر نکل جاویگا اگر نفلیں ہوں گی پھال تو یہ بھی جو

لایحسن الفرض کیف یحسن النفل بل هو فی النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم لها وقلما هد کثیر ممن یظن
شخص فرض کو درست نہیں کرتا وہ نفلوں کو کیسے درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہوگی کیونکہ نفلیں لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہیں انکی کچھ پروا نہیں کرتی اور اسلئے اکثر دیکھنی

به العلم انه فی نفله بل فی فرضه بترک تعدیل الارکان وینقر نقر الدیك فکیف العوام الذین هم کالهوام لا یعلمون الدین الا قلیلا
پڑھی لکھی ہیں بلکہ فرضوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتا اور مرغ کی سی ٹھونگیں مارتے ہیں اسے عوام کا جو جانور کی مثال ہیں نہ دین کو جانتے ہیں نہ اسلام کو کیا جانیں

فان تعدیل الارکان عندابی یوسف رح والشافعی فرض یبطل الصلوة بترکه وعندابی حنیفة ومحمد رح واجب وفی روایة الکرخی
بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سے نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی

لایبطل الصلوة بترکه بل ان ترك ادنی ما یلزم سجدة السهو وان ترك اعلاه یلزم الاثم ویجب الاعادة کما هو الحکم فی کل صلوة
روایت میں ہی کہ فرض ترک کرنی سی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر ہیچھا ترک کیا تو سجدہ سہو لازم آتا ہی اور اگر عمدا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہی اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازوں

ادیت مع الکراهة التحریمیة وتسن فی روایة الجرجانی وعلی هذه الروایة لا یلزم سجدة السهو بترکه سهوا ولا یجب الاعادة
کا ہی جو مکروہ تحریمی سے ادا ہوئی ہیں تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہی پس اس روایت کی موافق ترک سہوا سے سجدہ سہو لازم نہیں اور نہ اعادہ لازم آتا ہی

بترکه عمدا بل یکره ترکه ویسن اعادة ما ادی بترکها ان کان فی الوقت فهو یعلم ان النوافل تؤدی بغیر تعدیل الارکان
ہاں جو عمدا ترک کرنی سے مکروہ ہوتی ہیں بلکہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہو لازم آتا ہی سو اچھا نہیں اور نہ اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازوں کا ہی

فعلی روایة الوجوب یکون ترکها عمدا کبیرة علی ما فی التاتارخانیة وعلی روایة السنة یکون ترکها اساءة ولم یعرفها یکون معصیة اخری مثل
پس روایت وجوب پر ترک عمدا کبیرہ ہوگا جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہی اور روایت سنت پر ترک عمدا اساءت ہی تو جو شخص نفلیں بدون تعدیل ارکان کی پڑھتا ہی

تو موافق روایت وجوب اعادہ کی کبیرہ ہوگی اور روایت سنت پر دوسرا گناہ ہوگا جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہی اور اعادہ نکریگا تو یہ دوسرا گناہ ہوگا جیسا

الاولی وقد نزلنا الی السنة فکیف یستحق العتاب وهو لا یعلم ان الشفاعة تنال هذا فکیف بکل امثال هذه
پہلا ہوئی اور اگر یہی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو ترک سنت پر بھی مستحق عتاب ہوگا اور محرومی شفاعت کا ہی پھر جب نفلوں کا یہ حال ہی تو ایسی نفلیں فرضوں کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض هیهات هیهات بل لو لم یصل تلك النوافل لم یستحق العذاب ولا العتاب ولا الحرمان
کرینگی ہائے افسوس نفلیں نہ پڑھنا تو مستحق عذاب کا نہ ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی

الشفاعة وقد روی انه علیه الصلوة والسلام رای رجلا یصلی وهو لا یتم رکوعه وینقر فی سجوده فقال لو مات هذا
محروم ہوتا اور روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی ایک شخص کو نماز پڑھتی ہوئی دیکھا کہ وہ رکوع پورا نہیں کرتا تھا اور سجدہ میں ٹھونگ سی مار دیتا تھا سو آپ نی فرمایا اگر یہ شخص

علی حالته هذا مات علی غیر ملة محمد وقد اشرنا الیه فیما مر فی کتاب الامامة من ترك القومة والجلسة
اسی حالت میں مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ یہاں سی جواز کی لفظ پر جو ائمہ کی کتابوں میں واقع ہوئی اوسکی حق میں جو تومہ اور جلسہ

والطمانینة فیها ولم یعرفوه ذکری فی اصول الفقه من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیة القضاء لا انه یحل ولا
اور اوسکی پیچھی طمانیت کو ترک کری اور یہہ نہیں سمجھا کہ اصول الفقہ میں کیا مذکور ہی یعنی عبادات میں جو سی یہہ مقصود ہی کہ فرضیت قضا کی ذمہ سی ساقط ہوجاتی ہی یہہ مراد نہیں ہی

یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراهة ترك القومة والجلسة والطمانینة فیها وقال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه
کہ گناہ نہیں ہوتا پہلا یہہ کیسے ہوسکتا ہی حالانکہ صاف کہہ رکھا ہی کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکی بیچ کی طمانیت ترک کرنی کی مکروہ ہی اور قرطبی تذکرہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہی

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من ارکان الصلوة اقلما یطلق علیه الاسم لان من اقتصر علی ذلك یصدق علیه ان
سو اعتبار نہیں ہی اوس قول کا جو کہتا ہی کہ ارکان نماز میں کم سی کم اتنا واجب ہی کہ اوسکو کہہ سکیں فقط اسو سطحی کو جو نماز ی اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو یہہ کہنا کیا ہی کہ

ینقر فی الصلوة ویدخل فی الذم المرتب علی ذلك بقوله علیه السلام تلك صلوة المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین
نماز میں ٹھونک مارتا ہی اور اوس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہی داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہی کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہی تا کہ جب

قرنی الشیطان قام فنقر فاذا کانت الصلوٰة بهذه الصفة یدخل صاحبها تحت قوله تعالیٰ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
شیطان کی سینگ میں چار ہیں اوٹھا پہر ٹھونک مارلی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نماز ی اس آیت کی مضمون میں داخل ہی پہر اوئی جگہہ نا خلف آئی جنہوں نی

اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوٰة ترکها
گنوائی نماز اور پیچھی پڑی مزون کی سو آگی میلگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہیں ہی کہ نماز ترک کردی

بل هو ان لا یقیم حدودها بعدم رعایة وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحوها وقد روی عن ابن مسعود
بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نہ کرہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہو کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی

الانصاری انه علیه السلام قال لا تجزئ صلوٰة لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الرکوع والسجود والاخبار فی هذا المعنی کثیرة
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین

وهی تبین المراد من قوله تعالیٰ وَاَضَاعُوا الصَّلٰوةَ فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوٰة وطهارتها ورکوعها وسجودها
کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوٰة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین

لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضیعها فهو لما سواه اضیع وقد روی انه علیه السلام قال اذا احسن الرجل الصلوٰة
کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سو اور کونسا زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

فاتمّ رکوعها وسجودها قالت الصلوٰة حفظك الله کما حفظتنی فرفع واذا اساء الصلوٰة فلم یتم رکوعها وسجودها
اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی رکوع اور سجود پورا نہ کیا

قالت الصلوٰة ضیّعك الله کما ضیعتنی فتلفّ کما یلفّ الثوب الخلق فیضرب بها وجهه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو نماز کہتی ہی اللہ تجکو ضایع کری جیسا تو نی مجکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہہ پر مارتی ہین اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال ان الرجل لیصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوٰة لعله یتم الرکوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الرکوع فمراد
کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہی جاتا ہی اور اوسکی نماز ایک بہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا یا سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین کرتا

ان یعرف صلوته مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فانه ان کان یصلی الصلوٰة
معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نمازین مقبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بچاتی ہی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ بیحگانہ نماز پر جہکتا ہی

الخمس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوته غیر
اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جانا چاہی کہ اوسکی نمازین

مقبولة بل هی وبال علیه ومبعدة من الله تعالیٰ کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تنهه صلوته بالمعروف ولم تنهه
مقبول نہین ہین بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز امر بالمعروف پر شوق نکری اور منکرات سی

عن المنکر لم یزدد بصلوته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنکر فصلوته وبال
منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا اور دوری کی کچہہ نہ بڑہاوی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی بند نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی

علیه فان من یصلی الصلوات برعایة شرائطها وارکانها وواجباتها وسننها وادابها یعصمه الله تعالیٰ عن الفحشاء والمنکر
بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑہی گا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا

کما روی عن انس انه قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوات الخمس مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لم یدع شیئا
چنانچہ انس سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فحش ہوتا تہا

من الفواحش الا رکبه فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علیه السلام ان صلوته تنهاه یوما فلم یلبث
سو کر بیٹہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپہنی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی ان کو روک دیگی پہر کچہہ دیر نگذری

حتی تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الی حسن المآل المجلس الثانی والخمسون فی بیان فرضیة

کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باون ہین بیان فرضیت نماز

الصلوٰة المفروضة وارکانها تفصیلا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من امرء مسلم یحضره

مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسپر وقت

صلوٰة مکتوبة فیحسن وضوءها وخشوعها ورکوعها الا کانت کفارة لما قبلها من الذنوب مالم یات

نماز مفروضہ کا پہروہ اوسکی وضوء اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہون کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

کبیرة وذلك الدهر کله هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عثمان بن عفان وقد بین فیه ان من یصلی الصلوٰة

کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کرہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها ورکوعها وسائر ارکانها تکون کفارة لذنوبه

فرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضوء کرکی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرکی اوا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہون کا

الماضیة مالم یعمل بکبیرة وذلك التکفیر یکون فی جمیع الزمان وانما الکتفی بذکر الرکوع دون سائر الارکان لان

کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئے ہی

الشارع اذا امر باحسان رکن واحد من ارکان الصلوٰة یفهم منه احسان سائر ارکانها فانها وان وقعت

کہ شارع نی وا سطے درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین

فی کتاب الله تعالی متفرقة حیث تثبت فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

متفرق جگہہ مذکور ہین اسوسطے کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ

اور فرضیت قیام کی سورۂ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورہ مزمل مین اس آیت سی سوپڑہو جتنا

مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وفرضیة سائر الارکان بقوله تعالی

آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجودی سورۂ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور سب ارکان کی

بتعلیم النبی علیه الصلوٰة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء فی کتبهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان

پر ترتیب نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبھی فعل سی اور کبھی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علماء نی اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

یداوم علیها فی اوقاتها باتمام جمیع فرائضها وهو ست الاولی تکبیرة الافتتاح ولا دخول فی الصلوٰة الا بها وهی ان

چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کرکر ادا کیا کری اور فرائض چہہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بھی کہتے ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ

یقول من یرید الدخول فی الصلوٰة الله اکبر بلا ادخال مد فی همزة الله وهمزة اکبر وبائه اذ لو حصل المد فی

اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسوسطے کہ اگر وہ تو ہمزہ مین سی

احدی الهمزتین لا یصیر داخلا فی الصلوٰة بل تفسد لو قع فی اثنائها ولو تعمده یکفر لانه یصیر استهزاء ما ومقتضاه

کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاویگا اور اگر قصداً مد کیجیگا تو کافر ہوگا اسوسطے کہ ایسا

الشك فی کبریاء الله وقال محمد بن مقاتل ان کان لا یمیز بین المد وعدمه یکون داخلا فی الصلوٰة ولا تفسد لو قع

شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی مین اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد مین کچہہ تمیز نہین کرتا تو نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز بھی فاسد نہین ہوتی اگر مد

فی اثنائها ولا ستفهام یحتمل ان یکون للتقریر والاول اصح کان مثل هذا الجهل لا یصلح ان یکون عذرا والتقریر المستفاد

نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاوی اور استفہام مین یہہ احتمال ہی کہ اوسطے تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئے کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرف ولا انسان لا یصح ان یحمل نفسه علی الاقرار بان الله تعالی

تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلومات کا منکر کردی ۔ اور انسان اس مقام کا نہیں ہی کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ الله

اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء لا یصیر داخلا فی الصلوٰة وتفسد

بڑا ہی اور اگر مد الف کا باء سی واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور راء کی بیچ مین الف بڑہا کر کہی تو نماز مین داخل نہین ہوتا اور نماز فاسد ہوجاتی ہی

لو وقع فی اثنائها اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطان وقیل لانه جمع کبر بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر داخلا فی

اگر مد نماز مین بیچ تکبیر مین کی آجاوی اسواسطی کہ کہتی ہین کہ یہہ نام شیطان کی نامون مین سی ہی اور کوئی کہتا ہی اسلئی کہ اکبار جمع کبر کی ہی دو بڑی طبل کو کہتی ہین اور یعنی کہتی ہین

الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما یکون فی الاخر او الوسط ومحل التکبیر

نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز فاسد نہین ہوتی اگر یہہ اشباع ہی اور دوسرا تصحیح ترہی السیوطی کہ یہہ اشباع اخر مین ہوتا ہی بیچمین نہین ہوتا اور موقع تکبیر کا

القیام المحض حتی لو ادرك الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط لا یصیر داخلا فی الصلوٰة لان شرط الدخول فیها وقوع

صرف قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع مین پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع مین شامل ہوگیا تو نماز مین داخل نہین ہوتا السیوطی کہ نماز مین داخل ہونی کی شرط یہہ ہی

التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع اکبر لا یصیر داخلا فیها ایضا والثانیة من فرائض الصلوٰة القیام

کہ تکبیر خالص قیام مین واقع ہو اور اگر قیام مین الله کہا اور رکوع مین اکبر تو یہی نماز مین داخل نہین ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہی

وهو رکن فی الفرض والواجب ودون النفل ومطلق عن التقدیر نظرا الی الدلیل وهو قوله تعالی فاقرءوا ما تیسر حتی لو کبر

اور قیام فرض اور واجب مین رکن ہی حد مین نہین اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچہہ معین نہین ہی دلیل یہہ ہی اور پڑہو جو آسان ہی اوسی یہان تک کہ اگر تکبیر پڑہی

قائما ولم یقف بصیر مودیا فرضی التکبیر والقیام جمیعا ولا یلزمه التوقف بعده قائما الا ان قدر ما وجد من القیام یکفیه

ہوئی کہی اور پہر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کر چکا اوسپر بعد اسکی توقف کرنا قیام مین کچہہ ضرور نہین ہی اسلئی کہ جسقدر اس سی قیام عمل مین آیا سو کافی ہی

ویظهر نقصه فی الامی والاخرس ومدرك الامام فی الرکوع الا ان المتعارف فی حق القاری تقدیره فی الاولیین بالقراءة

اور اسکا فائدہ نا خواندہ اور گونگے مین اور جو شخص کہ امام کو رکوع مین پاوی ظاہر ہوتا ہی اتنا ہی کہ قاری کی حق مین مقدار قیام کی ہیں دو رکعت مین برابر قرارت کی پڑہتا ہو اور

فی الاخریین قول المتقدمین ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت یشیر الی عدم التقدیر فیهما

پہلی دو رکعت مین متقدمین کا جو یہہ قول ہی چاہی کچہہ قرآن پڑہی چاہی سبحان الله کہی اور چاہی چپکا رہی اشارہ ہی کہ ان دونون مین بہی اندازہ قیام کا

ایضا لکن ذکر فی القنیة انه مقدر بمقدار ثلث تسبیحات بسواء سبح او سکت هذا کله عند القدرة علی القیام فان

مقرر نہین ہی لیکن قنیہ مین یون مذکور ہی کہ قیام کم سی کم برابر تین تسبیحات کی ہی برابر ہی کہ تسبیح کہی یا چپ رہی یہہ تمام جسکو ہی کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المریض اذا قدر علی القیام لو صلی قاعدا لا یجوز ولو قدر علی بعض قیامه دون کله یلزمه ذلك حتی لو قدر علی التکبیر

بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹہہ کر نماز پڑہہ لی تو جایز نہین ہی اور اگر کچہہ تہوڑا کہڑی ہونی کی طاقت ہو تو پوری قیام کی نہو تو واجب ہی اوسپر لازم ہی یہان تک کہ اگر کہڑی

بکبر قائما ثم یقعد وأما المریض الذی عجز عن القیام حقیقة بحیث لو قام لسقط او خاف زیادة مرضه او بطوء برئه

ہوکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کہڑا ہوکر کہی پہر بیٹہہ جاوی اور وہ بیمار جو حقیقت مین قیام سی عاجز ہو ایسا کہ اگر کہڑا ہووی تو گر پڑی یا خوف مرض کی بڑہنی کا یا دیر تک رہنی کا

او کان یجد الما شدیدا فان استطاع القعود یقعد کما یقعد فی التشهد وهو قول زفر وعلیه الفتوی بانه المعهود فی

یا سخت تکلیف ہوتی ہو پہر اگر بیٹہنی کی طاقت ہو تو بیٹہہ جاوی جیسی تشہد مین بیٹہتی ہین یہہ ہی قول زفر کا ہی اور اسہی پر فتوی ہی کہ نماز مین یہہ طور معہود ہوا ہی

الصلوٰة وفی روایة محمد عن ابی حنیفة یقعد کما یشاء من التربع وغیره وقیل یقعد فیما عدا التشهد کما یشاء وفی التشهد

اور امام محمد کی روایت مین ابو حنیفہہ سی یہہ ہی کہ بیٹہہ جاوی جیسی چاہی مربع وغیرہ سی اور بعضی کہتی ہین کہ سوا تشہد کی تو جسطرح چاہی بیٹہا رہی اور تشہد مین

کسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة یقعد بحسب قدرته ویصلی قاعدا

موافق تمام نمازون کی بیٹہی اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہی اور جب طاقت نہو تو پہر جیسی بن آوی اور نماز بیٹہہ کر پڑہتا ہوا

برکوع وسجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها وان لم یستطع الرکوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری السوطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی تھکو مگر جو اوسکی گنجائش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہیں

یومی برأسه قاعدا ویجعل سجوده اخفض من رکوعه لیتحقق الفرق بینهما ولا یرفع الیه شیئا یسجد علیه وان رفع الیه
تو بیٹھا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ پست کری تاکہ دونو میں فرق ہوجاوی اور یہ نہیں چاہی کہ کوئی چیز اونچی کریں تاکہ اوسپر سجدہ کری اسلئے اگر کوئی چیز

فسجد علیه ان کان خفض رأسه یصح ویکون صلاته بالایماء والا فلا وان لم یستطع القعود یستلقی علی ظهره و
اوسپر سجدہ کیا پھر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہیں تو نہیں ہوئی اور اگر طاقت بیٹھنی کی نہیں تو چت لیٹ جاوی اور

یجعل رجلیه نحو القبلة ویومی برأسه للرکوع والسجود لکن ینبغی ان یوضع تحت رأسه وسادة لیمکنه الایماء بالرأس
اوسکی پاؤں قبلہ کی طرف کریں اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری یہ چاہیئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہدیں تاکہ اوس سکی سر کا اشارہ ہوسکی

لان حقیقة الاستلقاء یمنع الایماء للصحیح فکیف للمریض وان لم یستطع الایماء بالرأس لا یومی بعینه ولا بحاجبه
اسلئی کہ حقیقت میں چت پڑی ہوئی اچھی بھلی سی ہی اشارہ نہیں ہوسکتا پھر بیمار سی اشارہ کرنی کی ہی طاقت نہیں تو آنکھہ کا اشارہ یا ابرو کا

ولا بقلبه بل ان کان یعقل الصلوٰة فی تلک الحالة تؤخر عنه الی زمان القدرة ولا تسقط هو الصحیح علی ما ذکر فی الهدایة لانه
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجھہ باقی ہی اوس حالت میں تو قدرت کی وقت تلک ملتوی رہی جاوی گی اور رسمی ساقط نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی یہ صحیح ہی

یفهم خصوص الخطاب وان کان لا یعقلها اکثر من یوم ولیلة تسقط ان لم یفق فی المدة وان افاق وکان الافاقة وقت
کہ مضمون حکم کا سمجھتا ہی اور اگر ایک رات دنسی زیادہ غفلت میں رہا تو نماز ساقط ہوجاتی ہی اگر اوسوقت تلک اوسکو افاقہ ہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت

معلوم مثل ان یفیق عند الصبح قلیلا ثم یعود الاغماء فهو افاقة معتبرة فی بطلان حکم ما قبلها من الاغماء وان لم یکن
معین پر جیسی مثلاً صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہوکر پھر بیہوش ہوجاتا ہی تو اتنا افاقہ ہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر

الافاقة وقت معلوم بل یفیق یغتة ثم یعود الاغماء فلا اعتبار لهذه الافاقة ومن کان فی السفینة الجاریة اذا
نہیں ہوتا بلکہ ناگاہ کبھی افاقہ ہوکر پھر بیہوش ہوجاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہیں ہی اور جو شخص چلتی کشتی میں ہو اگر

صلی الفرض قاعدا برکوع وسجود مع القدرة علی القیام لا یجوز عندهما لان القیام رکن فلا یسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹھہ کر رکوع اور سجود کی ساتھہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہیں ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو بہہ بدون عذر واقعی کی ساقط

ابی حنیفة یجوز لان دوران الرأس فیها غالب والغالب کالمحقق لکن الافضل القیام وأما فی المربوطة فی الشط فلا یجوز
اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمیں اور ان سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور رسی کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی سو اسمیں

بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوٰة القراءة وهی فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر وفرض من ذوات الرکعتین ولیست
بالاجماع جایز نہیں اور تیسرہ افرض نماز کی فرایض میں سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر میں اور فرض دو رکعاتہ میں فرض ہی اور ان

بفرض فی جمیع رکعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل فی الرکعتین من غیر تعیین وانما عینت فی الاولیین لقوله علیه الصلوٰة
فرضوں کی تمام رکعات میں فرض نہیں ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہیں بلکہ دو دو رکعت میں بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت میں اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰة

والسلام القراءة فی الاولیین فرائض فی الاخریین وادنی ما یجزی منها عند ابی حنیفة آیة وان کانت من الفاتحة او کانت
والسلام نے فرمایا پہلی دو رکعت میں قرارت فرض ہی پچھلی دو رکعت میں ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی نزد ابوحنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا

قصیرة مرکبة من کلمتین کقوله تعالی ثم نظر ومن کلمات کقوله تعالی فتقبل کیف تری وعند ابی یوسف والمکتفی بها مسیء لان قراءة
چھوٹی دو کلموں سی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فتقبل کیف تری لیکن اسقدر ہو کہ اکتفا کرنا چاہیں ہو اسکو اسی کہ

الفاتحة وضم سورة او ثلث آیات ایها واجب وفی الاکتفاء بها ترک الواجب وأما لو کانت کلمة واحدة ذکرها ثلث او حرفا واحدا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورۃ کا یا تین آیت کا اوسکی بجاہ تلاوت واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرنی میں ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی جیسی ثم نظر یا ایک حرف کا جیسی

کص وق ون فقد اختلف فیه والاصح انه لا یجوز عنده ولو قرأ نصف اٰیة طویلة کاٰیة الکرسی واٰیة المداینة

جیسی ص اور ق اور ن سو اسمیں اختلاف ہی اصح یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جایز نہیں اور اگر بڑی آیت ہیں سی جیسی آیت الکرسی اور آیۃ مداینہ

فی رکعة ونصفها فی رکعة اخری اختلفوا فیه قال بعضهم لا تجوز لانه لم یقرأ اٰیة تامة فی کل رکعة وقال عامتهم

آدہی ایک رکعت میں پڑہی اور آدہی دوسری رکعت میں تو اسمیں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں جایز نہیں اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت میں پوری آیت نہیں پڑہی اور عام فقہاء

تجوز لان بعض هذه الاٰیات یزید علی ثلث اٰیات قصار او تقدرها فلا تکون ادنی من اٰیة وعندهما ادنی ما یجزے

کہتی ہیں جایز ہی اسواسطی کہ بڑی ان آیتوں کا چہوٹی تین آیت سی بڑہتی ہی یا برابر ہی بہرصورت ایک سی کم نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سی کم قرارت جسکو قرآن ہو

منها ثلث اٰیات قصار او اٰیة طویلة تقوم مقامها لان القرآن معجز وادنی ما یقع به الاعجاز سورة لقوله تعالی

تین آیتیں چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجزہی اور کہ سی کم جسمیں اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی باسطی قول اللہ تعالی کی

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ واقل السورة سورة الکوثر وهی ثلث اٰیات ومن کان اُمِّیًّا ولم یطاوعه لسانه علی تعلّم

لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتوں میں سب سی چہوٹی سورۃ کوثر ہی سوئی اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنی میں قابو میں نہو

القرآن ان کان یجتهد اٰناء اللیل واطراف النهار تجوز صلوته وفی اوان ترک الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلی هذا

اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چہوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق

کل من کان فی دار الاسلام وترک التعلم وبقی امیًّا واعتاد ان یصلی صلوة امی لا تجوز صلوته لان الامی انما تجوز

جو شخص دار الاسلام میں ہو کہ قرآن نہ سیکہی اور امی رہا اور امیوں کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہیں ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی

صلوته اذا بلغ اوزال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم یتمکن من التعلم واما اذا تمکن من التعلم ولم یتقید به

کہ جب وہ بالغ ہوا یا جنون سی ہوش میں آوی یا مسلمان ہوا اور تنگ وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نہ ملی اور جیسی صورت میں سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت نہیں کی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الرکوع وهو طأطأة الرأس مع انحناء الظهر فمن طأطأ رأسه مع

تو اوسکی نماز جایز نہیں اور چوتہا فرض نماز کی فرضوں میں سی رکوع ہی اور وہ سر جہکانا کمر بڑی کر کر پہر جہنی سر کو جہکایا

انحناء الظهر قلیلا ان کان الی الرکوع اقرب تجوز وان کان الی القیام اقرب بان یوجد طأطأة رأسه مع

اور کچہ تہوڑی کہ بڑی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر جہکایا کچہ موندہوں کی سیدہان سی

المیلان فی منکبیه ولا یوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه یعد قائما لا راکعا ومن کان احدب وبلغت حدبته

پر کمر کبڑی نہیں ہوئی تو جایز نہیں ہی اسلئی کہ اوسکو قایم کہتی ہیں راکع نہیں کہلاتا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی

حد الرکوع یخفض رأسه فی الرکوع تحقیقا للانتقال من القیام الی الرکوع والخامسة من فرائض الصلوة

نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع میں سر کو جہکاوی تاکہ تیا ہی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچوان نماز کی فرایض میں سی

السجدة وهی وضع الجبهة علی الارض او ما یتصل بها والکمال فیها وضع الجبهة والانف والیدین والرکبتین

سجدہ ہی اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ میں رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہتہوں کا اور دونو گہٹنوں کا

واطراف القدمین لقوله علیه السلام امرت ان اسجد علی سبعة عظائم علی الجبهة والیدین والرکبتین واطراف

اور دونو پاؤں کی انگلیوں کا اور اسی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونو ہتہوں پر اور دونو گہٹنوں پر اور دونو

القدمین والانف داخل فی الجبهة لکن عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه یجوز لکن یکره ان کان من غیر عذر وعندهما

پاؤں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسلئی کہ ہڈی دونو کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی

غیر عذر وکذلک لو وضع انفه دون جبهته یجوز عند ابی حنیفة لکن یکره ان کان من غیر عذر وعندهما

اور ایسی ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بی عذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا يجوز الا ان يكون فى جبهته عذر يمنع السجود بها ووضع اليدين والركبتين ليس بفرض بل هو سنة واما وضع

جایز نہیں مگر اس صورت میں کہ اوسکی پیشانی میں ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتھ اور دونو گھٹنون کا رکھنا فرض نہیں ہی بلکہ سنت ہی اور رکھا دونو

القدمين فقد ذكر القدورى والكرخى والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه او احدهما على الارض بل

قدم کا رکھنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکھا بلکہ

رفعهما عن الارض لا يجوز سجوده ولو وضع احدهما يجوز ولكن يكره وذكر الترتاشى ان وضع اليدين والقدمين

دونو زمین سی اوٹھائی تو اوسکا سجدہ جایز نہیں ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور ترتاشی کہتا ہی کہ ٹکانا دونو ہاتھون اور دونو پانو کا

سواء فى عدم الفرضية وقال الكمل الدين فى شرح الهداية انه الحق وذكر فى شرح المنية انه بعيد عن الحق والمراد بوضع

عدم فرضیت مین برابر ہی اور کمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی

القدمين على ما ذكر فى الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد عليها

رکھنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیان کا رکھنا ہی اور انگلیان قبلہ کی ٹکانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی

حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه

یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکھدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی یہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکری تو سجدہ درست نہیں ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی

والكثر الناس عنه غافلون ولو كان موضع السجود ارفع من موضع القدمين مقدار نصف ذراع يجوز وان كان اكثر من

اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہہ پانو کی جگہہ سی آدہ ہاتھ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو

لا يجوز ولو سجد على كور عمامة ان كان كورها متصلا بالجبهة ولم يكن غليظا بحيث لو حدر جم الارض يجوز لكن يكره

تو جایز نہیں ہی اور اگر گیڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہیں ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ

ولو لم يكن متصلا بالجبهة بل كان فوق الجبهة او كان غليظا لا يوجد حجم الارض لا يجوز وكذلك لا يجوز السجدة على

اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ

كل شئ لا يوجد فيه حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض اوما

ایسی شی پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہو وی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو

يتصل بها ولو سجد على فاضل ثوبه او بسط خرقة على الارض وسجد عليها فلا كلام فى الجواز وانما الكلام فى الكراهة

قایم مقام زمین کی ہی نہین ہوتی اور اگر سلتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر کپڑی بچھا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین ہی

والصحيح عدم الكراهة لما روى عن ابى حنيفة انه صلى فى المسجد الحرام وسجد على خرقة فقال له رجل لا يجوز هذا

اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخصنی کہا یہہ جایز نہین ہی

فقال له الامام من اين انت فقال من خوارزم فقال جاء التكبير من وراءك يعنى انكم تتعلمون مناثم تعلمنا هل

امام نی پوچھا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پیچھی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکھہ کر پہر ہمکو سکھاتی ہو کیا تم

تصلون على البردى فى ديارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة على الحشيش ولا تجوزونها على الخرقة والسادس من

اپنی ملک مین بردی کہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم کہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چھٹا فرض

فرائض الصلوة القعدة الاخيرة سواء تقدمها قعدة اخرى او لم تتقدم كما فى الثنائية وقدر الفرض فيها مقدار

نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی ہی قعدہ ہو جیسی دو رکعتی نماز مین یا نہو جیسی تنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی

ما يتمكن فيه من قراءة التشهد الى قوله عبده ورسوله لقوله عليه الصلوة والسلام لابن مسعود حين علمه

جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا وفعلت هذا فقد تمت صلوتك فانه علیه الصلوة والسلام علق التمام بالفعل قرأ اولم
تشہد کہا تی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑھ چکا یا یہہ کر چکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکھا تشہد پڑھی یا نہ
یقرء الان معنی قوله اذا قلت هذا ای قرأت التشهد وانت قاعد اذلم یشرع قراءة التشهد الا فی القعود ومعنی قوله
پڑھی اسوسطی کو معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہیں پڑھا تو نی تشہد کو بیٹھ کر اسلئے کہ تشہد کا پڑھنا بجز قعود کی مشروع نہیں ہی اور معنی
او فعلت هذا ای قدرت ولم تقرأ شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط
او فعلت ہذا کی یہہ ہیں کہ تو بیٹھ گیا اور پڑھا کچھ نہیں پس اب اختیار قول میں ہی فعل میں نہیں ہی اسوسطی کہ فعل دونو حالتوں میں ثابت ہی اور جو اور شرط پر موقوف
لا یوجد قبل وجود الشرط ووجه اخر ان الصلوة متناهیة والتناهی لا یکون الا بالقیام والتمام لا یکون الا بالاتمام
وہ شرط سے پہلی موجود نہیں ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہیں ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہیں ہوتی
والاتمام لا یعلم الا بما ینبئه الشارع فقد بنته به فیکون فرضا فان قیل الفرضیة لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها
اور تمام کرنا بدون تبائی شارع کی معلوم نہیں ہوتا سو شارع نے فعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی پھر یہاں خبر واحد سے ثبوت
به ههنا فالجواب عدم ثبوتها به لیس علی الاطلاق بل اذا ثابت به ابتداء واما اذا لم یثبت به ابتداء بل بین به المجمل فتثبت
کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سے یوں نہیں ہی کہ فرضیت کبھی نہیں ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سے ابتدا ثابت کریں اور وہ صورت جو ابتدا ثابت ہوئی
بیانه ان نفس الصلوة ثابتة بالکتاب وتمامها منها فیلزم کون تمامها ثابتا به ایضا وهذا الخبر بین کیفیته
اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سے ثابت ہی اور تمامی نماز کی آئین داخل ہی پس اتمام کا بھی ثبوت قرآن سے لازم آیا اور اس خبر نے کیفیت اتمام کی بیان کردی
فیکون فرضا ویظهر ثمرة کونها فرضا فی مسائل الاولی من تلك المسائل ان من صلی الظهر او نحوها خمسا بان قید
سو فرض ہوا اور فعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل میں ظاہر ہوتا ہی اول ان مسائل میں سی یہہ ہی کہ جسنے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھیں اور یا پانچوں رکعت کا فعدہ
الخامسة بالسجدة ولم یقعد علی راس الرابعة تبطل فرضیة صلوته وتتحول نفلا عند ابی حنیفة وابی یوسف و
کرلیا اور چوتھی رکعت پر فعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی
عند محمد تبطل فرضیتها وتخرج من کونها صلوة وکذا لو لم یقعد علی ثالثة المغرب او ثانیة الفجر والثانیة من
امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب میں تیسری رکعت پر فعدہ نکری اور دوسرا دن مسائل
تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتة غیر ثنائیة لا یصح اقتداؤه لان القعدة الاولی فرض فی حق المسافر
میں سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز میں تو اوسکا اقتدا صحیح نہیں ہی اسوسطی کہ بیچکا فعدہ مسافر کی حق میں فرض ہی اور
دون المقیم فیکون اقتداؤه به من قبیل اقتداء المفترض بالمتنفل وهو غیر جائز عندنا وانما یجوز اقتداؤه به فی الوقتیة
مقیم کی حق میں فرض نہیں اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑھنی والا نفل پڑھنی والا کیا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب میں جایز نہیں ہی مسافر کو
لان صلوته یصیر رباعیا باقتدائه به فی الوقت لا بعده والثالثة من تلك المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشهد
اسلئے کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت میں رباعی ہوجاتی ہی وقت کے بعد نہیں ہوتی تیسرا اون مسائل میں سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد فعدہ بقدر تشہد کی
فی اخر الصلوة لو تذکر سجدة التلاوة وسجدها ترتفع القعدة حتی لو لم یقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة
آخر نماز میں اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور دسنی وہ سجدہ کیا تو وہ فعدہ باطل ہوگیا یہاں تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد فعدہ نکریگا
تفسد صلوته لفوات ما هو فرض منها وهو القعدة الاخیرة والرابعة من تلك المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدة
تو اوسکی نماز بسبب فوت ہوئی ایک رکن نماز یعنی فعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتھا اون مسائل میں سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام فعدہ اخیرہ میں سوتا رہا
الاخیرة کلها فحین انتباهه یفرض علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من
تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی فعدہ کرلی اگر نہیں کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسوسطی کہ جو

الافعال فی الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غیر اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر
افعال نماز میں سوتی ہوئی اور سہو کے ہیں اونکا اعتبار نہیں ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوتی ہیں اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

وقوعها لا سیما فی التراویح وخصوصا فی لیالی الصیف لکن الناس عنها غافلون یسر الله تعالی عملا موافقا لرضائه
تراویح میں اور وہ ہی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب میں ہوتی ہیں لیکن لوگ اس سی غافل ہیں آپی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضامندی کی موافق

بلطفه وکرمه المجلس الثالث والخمسون فی بیان فضیلة الصلوة الخمس وکونها
اپنی لطف اور کرم سی ترپنوں مجلس پنجگانہ نماز کی فضیلت میں اور نماز کا

کفارة للذنوب قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارایتم لو ان نهرا بباب احدکم یغتسل فیه کل یوم
کفارہ ہونا اور اسطی گناہون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بتاؤ تو اگر تم مین سی کسیکی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوسمین

خمسا هل یبقی من درنه شئ قالوا لا قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحوا الله بهذه الخطایا هذا لحدیث من
پانچ دفعہ نہایا کریگا کیا اوسپر کچھ میل باقی رہیگا عرض کیا نہیں آپ نی فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازون کی ہی اللہ تعالی ان نمازون سی خطایا کو مٹا دیتا ہی حدیث

صحاح المصابیح رواه ابوهریرة وقد بین فیه ان من صلی الصلوات الخمس یغفر الله تعالی ذنوبه برکات تلک الصلوات
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازین پڑہی ہین تو اللہ تعالی اوسکی تمام گناہ ان نمازون کی برکت سی بخش دیتا ہی

فلا بد للمؤمن ان یداوم علیها فی اوقاتها باتمام رکوعها وسجودها وسائر ما یفعل فیها فانه تعالی وان امر
سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازون کو وقتون پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہین پورا پورا کر کر ہمیشہ پڑہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین اگرچہ نماز کا

بها فی مواضع من کتابه لکن ذکر ارکانها فیها متفرقة حیث بین فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر
کئی جگہ امر فرمایا پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت مین

وربک فکبر وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وقوموا لله قنتین وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی
اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت مین اور کھڑی رہو اللہ کی آگی اور سی اور قرارت کی فرضیت سورہ

سورة المزمل فاقرءوا ما تیسر من القرآن وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج یا ایها الذین امنوا
مزمل کی اس آیت مین پس پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت مین ہی اے ایمان والو

ارکعوا واسجدوا وانما عرف الترتیب بتعلیم النبی علیه السلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم کا معلوم ہوتی ہی کبھی تو آپ کی کرنی سی اور کبھی آپ کی بتانی سی چنانچہ علماء نی

فی کتبهم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوة یکبر ویقول الله اکبر من غیر ادخال المد فی همزة الله وهمزة اکبر
اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہین جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور با پر مد نہ کہنی

وبائه اذ لو حصل المد فی احدی الهمزتین لا یصیر شارعا فی الصلوة بل لو وقع فی اثنائها تفسد صلوته ولو تعمده
اسواسطی کہ اگر دو نو ہمزون مین سی کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہو گی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہوجاوی گی اور اگر جان

یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه الشک فی کبریاء الله تعالی وقیل ان کان لا یمیز بین المد وغیره یکون شارعا
تو کافر ہوجا یگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہوجاتی اور اسکا مقتضی اللہ تعالی کی بڑائیمین شک پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہی اگر اوسکو مد اور بی مدمین تمیز نہین ہی تو نماز شروع ہوجا

فی الصلوة ولا تفسد ولو وقع فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح وان کان مثل هذا الجهل لا یصلح
اور فاسد نہین ہوتی اگرچہ بیچ مین آجاوی اور استفہام مین احتمال ہی کہ تقریر کی ہو یعنی سواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہین لیکن روایت اول اصح ہی سواسطی کہ

ان یکون عذرا والتقریر المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفه والانسان لا یصلح ان یحمل
ہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر باکیفتہ کری اور انسان مین یہہ صلاحیت نہین کہ

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء
اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی باء پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدے الف کو مالہ کر کر درمیان باء اور راء کی پڑا کر

لا یصیر شارعا فی الصلوٰة ایضا ولو وقع فی اثنائها تفسد اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطٰن وقیل انه جمع کبیر
تو بھی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچ میں آجاوے گا تو نماز فاسد ہوجائیگی اسلئے کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہہ جمع کبر کی ہی

بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر شارعا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان
دو زبر سے نقارہ کو کہتے ہیں اور بعضی کہتے ہیں نماز شروع ہوجاتی ہی اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ بیچ میں آجاوے اسوسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول اصح ہی

الاشباع انما یکون فی الاخر لا فی الوسط وتحل التکبیر القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال انحطاط
اسوسطی کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی بیچ میں نہیں ہوتا اور تکبیر کہنی کا محل خالص قیام ہی یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جا گیا

لا یصیر شارعا فی الصلوٰة لان شرط الشروع فیها وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع
تو نماز شروع نہوگی اسواسطی کہ شرط نماز شروع ہونی کی یہہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑی ہوئی تو اللہ اور رکوع میں اکبر کہا

اکبر لا یصیر شارعا ایضا ورفع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما دنائة من غیر عذر یاثم ولا باثم
تو نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونو ہاتھہ اوٹھانی سنت ہیں یہاں تک کہ اگر ناہتہ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدی تو گنہگار ہوگا اور کبھی کبھی

ان ترکه احیانا فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشروع فی الصلوٰة ان یرفع یدیه حتی یحاذی بابهامیه شحمتی
ترک کری تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کری اپنی دونو ہاتھہ اتنی اوٹھاوی کہ دونو انگوٹھی کی نوک کی برابر ہوجاویں

اذنیه بلا ضم اصابعه ولا تقریبها بل ترکها علی حالها قال قاضیخان ویمس بطرف ابهامیه شحمتی اذنیه
اور انگلیاں کو آپسمیں نہ ملاوی اور نہ کشادہ کری بلکہ اپنی حال پر چھوڑدی قاضیخان کہتا ہی کہ سری انگوٹھوں کی نوک کی لوسی لگادی

ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالا للاقبال علیها وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
اور ہتیلیاں دونو ہاتھہ کی قبلہ کی طرف رکھی تا واجب قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتیلی ہر یک ہاتھہ کی دوسری ہتیلی کی طرف رکھی پھر اللہ اکبر کہی اور یہہ

الاصح لان فی فعله معنی النفی وفی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع الیدین ینفی الکبریاء
اصح ہی اسواسطی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو متصل اپنی عمل سی یعنی ہاتھہ اوٹھانی سی غیر اللہ سی بڑائی کی نفی کرتا ہی

عن غیره تعالی ویقوله اکبر ینفیه تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتھہ نہ اوٹھائی

حتی فرغ من التکبیر لا یرفعهما لفوات محله وان ذکره فی اثناء التکبیر یرفعهما لعدم فواته محله وان لم یمکنه رفعهما
اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوی اسواسطی کہ اوسکا محل ہوچکا اور اگر اثنا میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھاوی اسواسطی کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھا سکی

الی الموضع المسنون یرفعهما قدر ما یمکنه وان امکنه رفع احدهما دون الاخری یرفعهما وحدهما لما روی انه علیه السلام
تو جہاں تک ہوسکی اوٹھاوی اور اگر ایک ہاتھہ اوٹھا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی نفسہ

قال اذا امرتکم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم یمکنه رفعهما الا بالزیادة علی المسنون یرفعهما لانه یاتی بالمسنون
جب میں تمکو کوئی کام کہوں تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سی دونو ہاتھہ نہیں اوٹھہ سکتی بدون زیادت مسنون کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھاوی اسواسطی کہ سنت پر عمل

ولا یستطیع ان یمتنع عن الزیادة والمراة ترفعهما الی منکبیها هو الصحیح لکونه استرلها واذا فرغ من التکبیر یضع
کرتا ہی اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رکے رہی اور عورت اپنی دونو ہاتھہ مونڈہوں تک اوٹھاوی یہہ ہی صحیح ہی اسواسطی کہ عورت کو اوسکی یہہ ہی حال پردہ پوش ہی

بطن کفه الیمنی علی ظاهر کفه الیسری ویحلق بالخنصر والابهام علی الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة فی کل
تو پھر دہنی ہتیلی بائیں ہاتھہ کی پشت پر رکھہ کر چھوٹی اور انگوٹھی سی پہنچی پر ناف سی نیچی حلقہ باندہ لی اور یہہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام

قیام فیه ذکر مسنون وأما الذی لیس کذلك فالسنة فیه الارسال کما فی قومة الرکوع وتکبیرات العیدین و
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اسمیں ہاتھ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی کوع کی بعد قومہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
المرأة تضعهما علی صدرها لانه استرلها ثم یقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله
عورت دونو اتھ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پھر یہہ پڑہی پاکی ہا کرتا ہون تیری یا الٰہی اور تیری حمد کیساتھ ہون یا برکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہیں کوئی معبود
غیرك ولا یقول وجل ثناءك لانه لم یذکر فی الاحادیث المشهورة وذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءک اسواسطے کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہہ مذکور ہی کہ اس کو نہ کہی تو امر نہ کریں
ولو اتی به لا یمنع عنه ثم یقول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع ہی نہ کریں پھر یہہ پڑہی پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرات کی ہی ثنا کی ساتھہ نہیں ہی نزدیک ابوحنیفہ اور محمد کی
حتی یاتی به المسبوق دون الموتم ثم یقول بسم الله الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی روایة ابی یوسف
یہان تک کہ مسبوق تو پڑہی موتم نہ پڑہی پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہی اور بسم اللہ ہر رکعت کی اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں
ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اخرها امین ثم یضم الیها سورة او ثلث ایات من ای سورة شاء فان قرامعها ایة تصیر
پھر فاتحہ پڑہی اور اوسکی آخر میں آمین کہی پھر اوسکی ساتھہ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتین جس سورت میں ہی چاہی پس اگر سورۂ فاتحہ کی ساتھہ
اوایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهة التحریمیة لترکه الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتین چھوٹی پڑہی تو کراہت تحریمی سی خالی نہیں ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسنے کی کہ واجب دونو پہلی رکعت میں بعد پڑہنی
الفاتحة ان یضم الیها سورة او ثلث ایات قصار او ایة طویلة تعدل ثلث ایات قصار فهذا یخرج عن الکراهة
سورۂ فاتحہ کی پیہہ ہی کہ اوسکی ساتھہ کوئی سورۃ یا تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو علای سو اتنی مقدار میں کراہت تحریمی سی نو
التحریمیة لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهة التنزیهیة لانه لا یخرج اما ان یکون فی السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی باہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الکتاب وای سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑہی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی
من ای محل تیسر فی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفی الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں بھی
کذلك وفی العصر والعشاء دون ذلك وفی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکوثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچھہ کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتین جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفوته الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الرکعتین اربعین ایة
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑہی کہ اوسکی نماز فوت نہو جاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت میں چالیس آیتین پڑہی
وهو ادنی السنة اوستین ایة وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روی انه علیه الصلوة والسلام کان یقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھہ آیتین اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتین اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
فی صلوة الفجر اربعین ایة اوستین ایة او مائة ایة واحیانا کان یقرأ والصّٰفّٰت واحیانا کان یقرأ سورة
فجر کی نماز میں چالیس آیتین یا ساٹھہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی
ق وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرات میں تخفیف کی نی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑہتی تو اس سی معلوم ہوا

قراءة الصافات من باب التخفيف فاذا فرغ من القراءة يكبر للركوع مع الانحطاط فلو لم يكبر حال الانحطاط

کہ والصافات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہی پھر جب اصلی قرارت سے فارغ ہو چکا تو رکوع کی لئی جھکتی ہوئی تکبیر کہی اگر جھکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا يكبر في الركوع لفوات محله وقد ذكر في المنية ان في اتيان اذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال

تو رکوع میں جاکر تکبیر نہ کہی اسواسطے کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ میں مذکور ہی کہ جواز کار انتقالات کی اندر مشروع ہیں اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی میں

كراهة بين تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها وبعد التكبير يضع يديه على ركبتيه مع تفريج اصابعه

دو کراہت ہیں ایک تو اونکو اپنی جگہہ سے ٹلا دینا اور دوسری بے جگہہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتھہ دونو گھٹنوں پر اونگلیاں کشادہ کرکے رکھی

ولا يندب تفريج الاصابع الا في هذه الحالة ويبسط ظهره بحيث لو وضع على ظهره قدح مملو بالماء لاستقر

اور اونگلیوں کا کشادہ کرنا سوا اس حالت کی کہیں مستحب نہیں ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹھہ پر پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھدیں تو بہر کر نہ جا سکے

ويستوي رأسه بظهره ولا يرفعه كالحية ولا ينكسه كالخنزير ويقول في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلث

اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند اور نہ نیچا جیسا کہ سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلك ادنى كمال السنة ويكره ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان

اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

امامه على وتر ثم يرفع رأسه قائلا سمع الله لمن حمده واذا استوى قائما يقول في القيام ربنا لك الحمد

عدد طاق پر پورا کری پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر اوٹھاوی اور جب سیدھا کھڑا ہوجاوی تو قیام میں ربنا لک الحمد کہی

ان كان منفردا ثم يكبر للسجود مع الانحطاط وان لم يكبر حال الانحطاط لا يكبر في السجدة لفوات محله ثم

اگر مصلی منفرد ہو پھر سجدہ کی لئی جھکتا ہوا تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جھکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ میں جاکر نہ کہی اسواسطے کہ اوسکا محل ہو لیا پھر

يضع يديه على الارض مع ضم اصابعه ولا يندب ضم الاصابع الا في هذه الحالة ثم يضع وجهه بين كفيه

اپنے دونو ہاتھہ اونگلیاں ملا کر زمین پر رکھی اور اونگلیوں کا ملانا سوا اس محل کی کہیں مستحب نہیں ہی پھر اپنی پیشانی دونو ہتھیلیوں کی بیچ میں

بحيث يكون ابهاماه حذاء اذنيه ويبدي ضبعيه الا في الازدحام ويجافي بطنه عن فخذيه ويوجه اصابع

اسطور پر رکھی کہ اوسکی دونو انگوٹھی کانوں کی برابر ہیں اور دونو بغلوں کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹھ کو دونو ران سی الگ رکھی اور بازو کی اونگلیاں

رجليه نحو القبلة ويقول في سجوده سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادنى كمال السنة حتى يكره

قبلہ کی طرف رکھی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان اتمامه على وتر والمرأة في السجود كالرجل لا انها

اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی میں مثل مرد کی ہی برابر تفاوت ہی

لا تبدي ضبعيها ولا تجافي بطنها عن فخذيها بل تلزق بطنها بفخذيها لكونه استر لها وتمام السجدة يكون

کہ عورت اپنی بہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹھہ کو ران سی جدا رکھی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکھی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبهة والانف ويكره باحدهما وكذا يكره السجود على كور عمامته ان كان كورها متصلا بالجبهة

پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم يكن غليظا بحيث يوجد حجم الارض ولو لم يكن متصلا بجبهته بل كان فوق الجبهة او كان غليظا لا يوجد

اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فيه حجم الارض لا يجوز وكذا لا يجوز السجود على كل شئ لا يوجد فيه حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن

سختی اسمیں معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جایز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئی پر جایز نہیں ہی جسمیں سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دھنی ہوئی روئی اور برف اور چیونا

وبخوذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او مايتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس

اور مانند اسکی کہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی شل ہی نہیں پہنچتی اور دونو ہتہ اور دونو گھٹنوں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں فرض نہیں

بفرض بل هو سنة وأما وضع القدمين فقد ذكر القدوري والكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه

ہی بلکہ سنت ہی اور دونو پانو کا رکھنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہیں کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کو کیا اور دونو پانو

او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر الترجماني ان وضع اليدين

یا ایک پانو زمین پر نہ لگا یا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹھائی سا تو جایز نہیں ہی اور اگر ایک پانو بھی لگائی رکھا تو جایز ہی پر مکروہ اور ترجمانی کہتا ہی کہ دونو ہتہ کا

والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال اكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق

اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی

والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد

اور دونو پانو کا رکھنا سو موافق بیان خلاصہ کی پانو کی اور انگلیون کا رکھنا مراد ہی اور مراد اور انگلیون کا رکھنا سی انگلیون کا متوجہ رکھنا قبلہ کی طرف تاکہ اوپر زور رہی

عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما واحدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه

یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکھی اور انگلیان دونو پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکھی تو اسکا سجدہ صحیح نہین ہی اسکا لحاظ واجب ہی

واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع رأسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن

اور اکثر لوگ اس سی غفلت کرتی ہین پھر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹھا کر بیٹھ جاوی اور دونو ہتہ رانون پر رکھی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی

اضطراب اعضاءه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار

باقی نہ رہی اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذر جاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمین اختلاف ہی

الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد

کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اٹھیا اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس و

جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد

نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹھا ہوا

جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع رأسه مقدار ما يمر الريح بين جبهة والارض يجوز لكن الاقتصار عليه

رسیدہ بہ کچھ اوٹھا جاوی اور بدون عذر کی اپنی ناہتون کا زمین پر سہارا کر کچھ اوٹھا جاوی اور دوسری رکعت مین وہ ہی عمل کری جو اول

الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع رأسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى

رکعت مین کر چکا ہی اتنا فرق ہی کہ شروع نہ کہی اور عوذ یا بسملہ نہ پڑہی اور نہ ہتہ اوٹھاوی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹھی تو بایان پانو بچھا کر

ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها

اوسپر بیٹھ جاوی اور داہنا پانو کھڑا رکھی اور اسکی انگلیان قبلہ کی طرف رکھی اور دونو ہتہ رانون پر رکھدی اور داہنا پانو کی انگلیان کو پھیلا کر قبلہ کی طرف کر دی

نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن

اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہو سکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پر اسطور بیٹھی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکال کر

ویجلس علی الیتها الیسری کانه استراحها ثم یتشهد ویقول التحیات لله والصلوٰت والطیبت السلام علیك ایها
بائیں سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوسکی بائیں خوب پردہ ہی پھر تشہد پڑہی یہہ کہی سلام ہی واسطے اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمہارا ی
النبی ورحمة الله وبرکته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الٰہی پر میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کی اور گواہی دیتا ہوں
محمدا عبده ورسوله ثم ان کان یصلی فرضا زائدا علی الرکعتین لا یزید علی هذا القدر من التشهد
کہ محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا پھر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی پڑہتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدۂ اولی میں کچھ نہ پڑہی
فی القعدة الاولی بل یکبر ویقوم الی الرکعة الثالثة بلا اعتماد بیدیه علی الارض ان لم یکن له عذر ثم
بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کی لئی کہڑا ہوجاوی بی عذر زمین پہ ہاتہہ کا سہارا زمین پر نہ کری پھر
انه فی ما بعد الاولیین مخیر ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لکون قراءتها فیما بعد الاولیین
اسکو پچھلی رکعتوں میں اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۂ فاتحہ پڑہی یہہ تو افضل ہی اسواسطے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا پچھلی رکعتوں میں
سنة فی ظاهر الروایة حتی لو ترکها وضم الیها سورة سهوا لا یلزمه سجود السهو وان شاء سجد ثلث
سنت ہی ظاہر الروایت میں یہانتک اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کری یا اوسکی ساتہہ سہوسی کوئی سورت ملادی تو سجدہ سہو کی نہیں آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی
مرات وان شاء سکت مقدارها لانه ان سکت عمدا یکون مسیئا لترك السنة وان لم یکن هایصلی
اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کہڑا رہی پر اتنا ہی کہ اگر عمدًا چپکا کہڑا رہی گا تو جیسا نہیں اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں ہی
فرضا بل کان نفلا او سنة مؤکدة مثل سنة الظهر والجمعة لا یکون مخیرا بین هذه الثلثة بل یتعین علیه
بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں تو اب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہی بلکہ ایک پہر پڑہنا
قراءة الفاتحة مع ضم سورة الیها لکون القراءة فرضا فی جمیع رکعات النفل والسنة ثم انه فی النفل یزید علی
سورۂ فاتحہ کا معہ ملانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قرات فرض ہی پھر مصلی نفلوں کی قعدۂ اولی میں تشہد پر
التشهد ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولی ویاتی بالثناء والتعوذ اذا قام الی الثالثة لکون
اور درود زیادہ کردی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑہی جب تیسری رکعت پر کہڑا ہوا سواسطے
کل شفع صلوة علی حدة واما سنة الظهر والجمعة فلکون کل منهما صلوة علی حدة لا یاتی فیها بالثناء والتعوذ
کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلئی کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہیں تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ
اذا قام الی الثالثة ولا یزید علی التشهد فی القعدة الاولی حتی ذکر فی القنیة انه لو صلی علی النبی صلی الله علیه وسلم
جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو تو نہ پڑہی اور پہلی قعدہ میں تشہد پر کچہہ زیادہ نہ کری یہانتک کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی
فی القعدة الاولی من سنة الظهر فعلیه وجوب سجود السهو قالوا ان ثم انه یقعد فی القعدة الاخیرة کما یقعد فی القعدة
قعدہ میں اگر درود پڑہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہوئی میں دونوں ہیں پھر مصلی قعدۂ اخیرہ میں اسطرح بیٹھ جاوی جیسی پہلی قعدہ میں
الاولی ویتشهد ویدعو التشهد یصلی علی النبی علیه الصلوة والسلام یقول اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت
بیٹھا تہا اور تشہد پڑہی اور بعد تشہد کی درود پڑہی اسطور اللہم صل آخر تک الٰہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسی رحمت نازل
علی ابرهیم وعلی ال ابرهیم انك حمید مجید ثم یستغفر لنفسه ولوالدیه ان کانا مؤمنین ولجمیع المؤمنین والمؤمنت
اوپر ابرہیم اور آل ابرہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور بزرگی پھر استغفار کری اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطے اگر وہ دونو مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی
ویقول اللهم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنت یوم یقوم الحساب ویدعو بالدعوات الماثورة عن
واسطے اور یوں کہی الٰہی بخش دی مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو جس روز حساب قایم ہو اور وہ دعائیں پڑہی جو نبی علیہ السلام کی

النبی

النبی علیه الصلوة والسلام وما یشبهه الفاظ القرآن مثل ان یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة

مردی ہیں اور جو کہ قرآن کے الفاظ سی ملتی ہوں جیسی یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں

حسنة وقنا عذاب النار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت

خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی ای رب ہماری دل نہ پھیر جب ہمکو ہدایت دی چکا اور دی ہمکو اپنی ان سی مہربانی تو ہی سب دینی والا

الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القرآن ولا يكون

اور جاننا اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑہیگا اور قرأت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ فرآن کی ہونگی قرآن نہونگی

قرانا حتى يجوز الدعاء بها مع الجنابة والحيض ولا بد عوما يشبهه كلام الناس وهو ما لا يستحيل طلبه منهم

یہان تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض میں دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیون کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا آدمیو سی محال نہو

مثل ان يقول اللهم اعطني حالا اللهم ارزقني جارية اللهم زوجني امرأة فانه اذا دعى بها تكون صلوته ناقصة

جیسی یہہ کہنی کہ الٰہی مجکو مال دی الٰہی مجکو لونڈی دی الٰہی عورت سی بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی

لخروجه منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم ولا عن يمينه وثانيا عن

اسلئی کہ نماز سی بیرون سلام کی جو کہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤن سی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا تو سلام پہیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار

يساره ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركاته فانه من عادة الجهال

بائین طرف اور ہر یک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاته دونو حین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی

ولو سلم عن يساره او يسلم عن يمينه عالم ينكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره

اور اگر بائین طرف یہلا سلام پہیرا یا تو داہنی طرف بولنی سی پہلی سلام پہیری اور بائین طرف دوبارہ نہ پہیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائین طرف پہیری

وهو مروي عن علي كذا ذكره الزيلعي في شرح الكنز ويبدي المنفرد في خطاب عليكم جميع من معه من الملئكة ولا

یہہ روایت حضرت علی سی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتھ کی تمام فرشتون کی نیت کرلی اور

ينوي عددا محصورا فيه لاختلاف الاخبار في عددهم فقيل مع كل مؤمن خمسة من الملئكة وقيل ستون

کسی عدد معین کی نیت نہ کری اسلئی کہ فرشتون کی عدد مین مختلف خبرین آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مؤمن کی ساتھ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساتھ ہین

وقيل مائة وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصح الاقاويل انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسنا

اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹھ ہین کوئی کہتا ہی دو ہین کوئی کہتا ہی سب ہین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی

واحد عن يساره يكتب السيئات واحد امامه يلقنه الخير واحد وراءه يرفع عنه المكاره واحد عند

اور ایک بائین طرف جو برائیان لکہتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچہی جو بلا کو دور کرتا ہی اور ایک

ناصيته يكتب ما يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويبلغه وهما ينبغي للمصلي بطريق الادب ان يكون نظره في حال

پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیہ السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو مقتضای آداب کی لایق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ

قيامه الى موضع سجوده وفي ركوعه الى ظهر قدميه وفي حال سجوده الى ارنبة انفه وفي حالة قعوده الى حجره وهو

سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت مین پانو کی پشت پر اور سجدہ کی حالت مین نتہنی کی سیدہ پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جیسا

ما يكون على مجمع فخذيه من تثنيه وعند التسليمة الاولى الى منكبه الايمن وعند التسليمة الثانية الى منكبه

دونو زانو کی جوڑ پر کہڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہیرتی داہنی موڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائین موڈہی پر

الايسر لان المقصود الخشوع وترك التكلف وذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلي اذا ترك التكلف يقع بصره في هذه

اسلئی کہ غرض انکسار ہی اور تکلف کا ترک کرنا اور یہہ تمام باتین انکسار کی ہین اور جب مصلی سی تکلف دور کیا ہی تو اوسکی نگاہ ایسی ہی جگہہ

المواضع سواء قصدا ولم یقصد ومما ینبغی له ایضا ان یکون ما بین قدمیه فی حال القیام قدر اربع اصابع مضمومة
پڑتی ہی برابر ہی قصد کری یا نہ کری اور مصلی کو یہہ بھی چاہئی کہ دونو پانوکی بیچمیں قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی انگلیون کی فرق رکھی

ویکره له التمایل علی یمینه مرة وعلی یساره اخری لانه من العبث المنافی للخشوع یسر نا الله عمل الخاشعین
اور مکروہ ہی کہ کبھی داہنی پانو پر جھکجاوی اور کبھی بائین پر اسواسطے کہ یہہ سبب عبث انکسار کی خلاف ہی الٰہی ہمپر آسان کر عمل خاشعین کا ۱۲

المجلس الرابع والخمسون فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها قال رسول الله

مجلس چونون جماعت کی فضیلت مین اور جماعت ترک کرنی کی وعید مین رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة هذا الحدیث من صحاح
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑہتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزید فی الثواب علی صلوة المنفرد بسبع وعشرین درجة
صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سے اسکی یہہ معنی ہین کہ جماعت کی نماز ثواب مین منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی

فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یداوم علی اداء الصلوات الخمس بالجماعة لینال الثواب الموعود فان الجماعة فیها
اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچون نمازین جماعت کی ساتہہ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نمازین جماعت

سنة مؤکدة غایة التاکید فی قوة الواجب حتی لو ترکها اهل بلدة یجب قتالهم بالسلاح لکونها من شعایر
سنت مؤکدہ بہت تاکید سی قریب واجب کی ہی یہان تنک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چہوڑدین تو انکو ہتیارسی قتل کرنا واجب ہی اسواسطے کہ جماعت اسلام کی

الاسلام وخصائصه التی لم تکن فی سائر الادیان وان ترکها بعض منهم بغیر عذر یجب تعزیره ولا یقبل
نشانی اور ایسی خاص عبادت ہی کہ تمام دینون مین نہین ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کردی تو اسکو تعزیر دینی واجب ہی اور اسکی گواہی

شهادته ویاثم الجیران بالسکوت عنه والمطر والطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة عذر وتکرار الفقه
معتبر نہین اور اسکی ہمسایہ گنہگار رہوتی ہین اگر چپ کر رہین اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور اندہیری کی زیادت عذر ہی اور فقہ کی بحث

ومطالعة کتبه لیس بعذر وقیل عذر اذا لم یکن عن تکاسل وقلة مبالاة بها ولهم یواظب علی ترکها واختلف العلماء
اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ عذر نہین ہی اور کوئی کہتا ہی عذر ہی اگر سستی کی ماری اور جماعت کی پی پروائی سی نہو اور ترک جماعت کی عادت نکرلی اور علماء کہہ کی

فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الفضیلة ومن فاتته فی مسجده لا یجب علیه الطلب
اندر جماعت کرنی مین اختلاف کرتی ہین اصح یہہ مذہب یہہ ہی کہ کہر کی اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد مین پر فضیلت نہین ہی اور جسکو جماعت اوسکی مسجد مین نہ ملی تو ڈہونڈہنا واجب نہین

فی مسجد اخر بل ان جاء الی مسجد اخر وصلی مع الجماعة فهو حسن وان صلی فی مسجده فهو حسن وان دخل منزله
اور مسجد مین تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد مین گیا اور جماعت کی نماز پڑہی تو بہتر ہی اور اگر اپنی مسجد مین پڑہ لی تو بہی بہتر ہی اور اگر اپنی کہر مین جا کر اپنی

وصلی فیه باهله جماعة فهو حسن ویؤمهم الاولی الناس بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة وان تساووا فی العلم فاقرءهم
اہل کی ساتہہ جماعت سی پڑہی تو بہتر ہی اور امامت کی اسطرح وہ شخص اولی ہی جو مسایل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل مین سب برابر ہون تو اچھا قاری

وان تساووا فی العلم والقراءة فاورعهم وان تساووا فی هذه الاوصاف الثلثة فاکبرهم سنا وان تساووا فی هذه الاربعة
اور اگر علم اور قرارت مین برابر ہون تو بڑا پرہیزگار اور اگر ان تینون اوصاف مین برابر ہون تو جو عمر مین بڑا ہو اور اگر ان چارون اوصاف مین برابر ہون

فاحسنهم خلقا وان تساووا فی هذه الخمسة فاحسنهم وجها وان تساووا فی هذه الستة فاشرفهم نسبا وان
تو جسکا خلق نیک ہو اور اگر پانچون مین برابر ہون تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چہون وصف مین برابر ہون تو جو نسب مین شریف ہو اور اگر

تساووا فی هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساووا فی هذه الصفات کلها یقرع او یکون الخیار الی الجماعة ویکره تقدیم
ان ساتون وصف مین برابر ہون تو جسکی پوشاک اچھی ہو اور اگر ان تمام اوصاف مین برابر ہون تو قرعہ ڈالین یا جماعت والون کو اختیار ہی اور فاسق کو امام کرنا

الفاسق کراهة تحریم لانه لا یهتم لامر دینه معان تقدیمه للامامة تعظیم له وقد وجب اهانته شرعا وکذا
مکروہ تحریمی ہی کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہیں کرتا باوجودیکہ اوسکا آگی بڑہانا امامت کی لئی اسمیں اوسکی تعظیم ہوتی ہی اور شرع مین اوسکی اہانت واجب ہی ایسی ہی
یکره تقدیم المبتدع وهذا اذا لم یؤد بدعته الی حد الکفر واما اذا ادت الیه فلا کلام فی عدم جواز تقدیمه
بدعتی کا امام کرنا مکروہ ہی یہہ جبتک ہی کہ اوسکی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچی تو پہر اوسکی امامت کی ناجایز ہونی مین کچہ کلام نہیں ہی
ومن دخل المسجد ورای ان الجماعة قد قامت فانه یقوم بانقص الجانبین من الصف حتی یصیر الامام بحذائه وسطا
اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ جماعت کہڑی ہوگئی تو پہر یہہ شخص صف مین اودہر جاکہڑا ہو جدہر آدمی کم ہون تاکہ امام صف کی بیچمین ہوجاوی
الصف فان استویا یقوم فی الجانب الایمن والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی وفی الثانی افضل من الثالث
اور اگر دونو جانب برابر ہون تو داہنی طرف جاکہڑا ہو اور پہلی صف مین کہڑا ہونا دوسری صف سی افضل ہی اور دوسری مین تیسری صف سی
هکذا الی آخر الصفوف لما روی فی الاخبار ان الله تعالی اذا نزل الرحمة علی الجماعة ینزلها اولا علی الامام ثم یحیط ومن عنده
ایسی ہی آخر صفوف تک اسلواسطی کہ حدیثون مین روایت ہی کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہی تو پہلی امام پر پہر اوسی پر کرامت
الی من یحذائه فی الصف الاول ثم الی الیامن ثم الی الیاسر ثم الی الصف الثانی وروی انه علیه الصلوة والسلام قال یکتب
جو اوسکی سیدہ پر پہلی صف مین ہی پہر اوسکی داہنی طرف پہر بائین طرف پہر دوسری صف پر اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اوسکی واسطی
للذی خلف الامام بحذائه مائة صلوة وللذی فی الجانب الایمن خمس وسبعون وللذی فی الجانب الایسر خمسون وللذی
جو امام کی پیچھی سیدہ پر ہوتا ہی سو نمازین لکھی جاتی ہین اور اوسکی لئی جو داہنی طرف ہوتا ہی پچہتر نمازین اور اوسکی لئی جو بائین طرف ہی پچاس نمازین اور اوسکی لئی
فی سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورای ان الصف الاول قد تکامل فانه لا یزاحم فیه لانه ایذاء والقیام
جو اور تمام صفون مین ہی پچیس نمازین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ پہلی صف پوری ہوچکی تو یہہ شخص اونمین نہ دہسی کیونکہ ایذا رسانی ہی اور
فی الصف الثانی خیر من الایذاء وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الثانی یخرق الثانی اذا لحرمة لهم لتقصیرهم وفی روایة
دوسری صف مین کہڑا ہونا ایذا دینی سی بہتر ہی اور اگر پہلی صف مین جگہ باقی پاوی اور دوسری مین نہین تو دوسری کو چیر کر چلا جاوی اسلواسطی کہ اب اونکی کچہ عزت نہین
الا ثم حیث لم یسدوا الصف الاول فان السنة اتمام الصف الاول ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف
ختم کیا کہ صف اول کو پوری کی کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ پہلی صف اول کو پوری بہرلین پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر کچہ نقصان رہی تو سب سی پچہلی
الاخیر لما روی انه علیه السلام قال اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر وروی
صف مین پہر اسلواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر نقصان باقی رہی تو چاہیی پچہلی صف مین ہو اور
عن عائشة انه علیه الصلوة والسلام قال لا یزال قوم یتاخرون عن الصف الاول حتی یؤخرهم الله فی النار یعنی ان
عایشہ رضی سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سی پیچہی ہٹتی جاتی ہین یہان تک کہ اونکو مؤخر کرالہ آگ مین ڈالدیتا ہی مراد یہہ ہی
التاخر عن الصف الاول تاخر عن الخیر والثواب فمن تاخر عن الخیر والثواب یتاخر عن رحمة الله تعالی وعن دخول
کہ صف اول سی ہٹ رہنا خیر اور ثواب سی ہٹ رہنا ہی پہر جو شخص خیر اور ثواب سی ہٹ رہا وہ رحمت الہی
الجنة فیلزم دخوله فی النار الا ان یغفر الله تعالی له والسنة ایضا تسویة الصفوف والتراص فیها والمقاربة بینها
ہٹ رہا اب اوسکا دوزخ مین داخل ہونا لازم آیا الا یہہ اللہ اوسکو بخشدی اور صفون کا سیدہ کرنا اور آستوار کرنا اور خوب ملکر کہڑا ہونا ہر نمازی پر
لما روی عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال سوّوا صفوفکم فان تسویة الصفوف من تمام الصلوة وفی روایة
اسلواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برابر کرو اپنی صفون کو بیشک صفون کا سیدہ کرنا تمامی نماز سی ہی اور ایک روایت مین
من اقامة الصلوة وعن النعمان بن بشیر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی
ہی نماز کی درستی مین سی ہی اور نعمان بن بشیر سی روایت ہی کہ کہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفون کو سیدہ کیا کرتا تہا یہان تک کہ جیسی

القداح فرای رجلا بادیا صدره من الصف فقال عباد الله تسوّوا صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم قيل المراد
تیر سیدھا کرتی تھا پس ایک شخص کو دیکھا کہ سینہ صف سے باہر نکلا ہوتا تھا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفیں سیدھی کرو نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے بگاڑ دیگا بعضی کہتے ہیں
بالوجوه القلوب بدليل قوله عليه السلام في حديث آخر لا تختلفوا فتختلف قلوبكم فان اختلاف القلوب يفضي
چہروں سے مراد دل ہیں اس دلیل سے کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے آگے بھی ہونا پھر تمہارے دل مختلف ہوجاوینگے بیشک دلوں کی اختلاف سے
الى اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق على الداخل فيه وتاخر الخارج عنه
چہرے مختلف ہوجاتی ہیں کیونکہ ہر ایک دوسرے سے منہ پھیرتا ہے اسواسطے کہ صف سے آگے بڑھنی والا صف کی برابر والی سے باہر ہوجاتا ہے اور پیچھے کو ہٹنے والا
ايذاءٌ لمن خلفه وكلاهما سبب للبغض والعداوة فكانه عليه الصلوٰة والسلام قال ان لم تتفقوا في الظاهر عند اقامة
اپنی پیچھلی کو ایذا دیتا ہے اور یہ دونوں باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بروقت قایم ہونی
الصلوٰة بالجماعة ولم تطيعوا امر الله تعالى ورسوله فيها يقع بينكم العداوة والبغضاء وروى عن انس انه عليه الصلوٰة
جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور امر حق اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کروگی تو تمہاری بیچمیں عداوت اور دشمنی پیدا ہوجائیگی اور انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
والسلام قال رصّوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالاعناق فوالذي نفسي بيده اني لارى الشيطان يدخل في خلل الصف
فرمایا اپنی صفیں استوار کرو اور مل کر کھڑا ہوا کرو اور گردنیں برابر رکھا کرو قسم ہے اسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہے بیشک شیطان کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ صف کی چیدا میں گھس جاتا ہے
كانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فكان الشيطان تبصر لهذا دخل
گویا سیاہ بکری کا بچہ ہے اور حذف حاء مہملہ کے فتحہ اور ذال بالمعجمہ کی زبر سی سیاہ بکریاں چھوٹی چھوٹی حجاز کی بکریوں میں سے گویا شیطان یہ تاکتا رہتا ہے کہ صف کی
في خلل الصف ويشوش على المصلين ويقطع عليهم صلوٰتهم ومن اتى الجماعة يكره له القيام خلف الصف وحده متى وجد
چھیدا میں کہ نمازیوں کی دل پریشان اور انکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت میں ملی نماز سے صف کی پیچھے اکیلا کھڑا ہوا مکروہ ہے جبتک صف میں
في الصف فرجة وان لم يوجد في الصف فرجة ينتظر الى الركوع فان جاء احد يقوم احدهما في جنب الامام وان لم يجد الا الامام
جگہ ملی اور اگر صف میں جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کھڑا رہے اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدھ پر کھڑی ہوجاویں
ولا يجذب واحدا من الصف الى نفسه فيقف في جنبه لكن الاولى في زماننا القيام وحده بحذاء الامام لغلبة الجهل
اور نہیں تو صف میں سے ایک کو اپنی پاس کھینچکر اوسکی برابر کھڑا ہوجاوے پر اس زمانہ میں اولی یہ ہے کہ تنہا امام کی سیدھ پر کھڑا ہوجاوے کیونکہ لوگوں پر جہالت غالب ہے
على الناس فلو جر احدا يفسد الصلوٰة ومن يصلي مع واحد يقيمه عن يمينه ولا يجوز للمقتدي ان يتقدم على الامام
اگر کسیکو پیچھے کھینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتھ نماز پڑھی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کھڑا کرلی اور مقتدی کو جایز نہیں ہے کہ امام سے آگے بڑھ کر کھڑا ہو
والمعتبر موضع القدم حتى لو كان المقتدي اطول من امامه بحيث يقع سجوده قدام الامام لكن قدمه غير متقدمة
اور اسمیں اعتبار قدم کی جگہ کا ہے یہاں تک کہ اگر مقتدی امام سے اتنا لمبا ہو کہ اوسکا سجدہ امام سے آگے واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سے آگے بڑھا ہوا نہیں ہے
على قدم الامام يجوز والمعتبر في القدم العقب حتى لو كان عقب المقتدي غير متقدم على عقب الامام لكن قدمه
تو جایز ہے اور قدم میں ایڑی کا اعتبار ہے یہاں تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے بڑھی ہوئی نہو وی پر مقدم مقتدی کا
اطول من قدم الامام بحيث يقع اصابعه قدام اصابع الامام يجوز وعن محمد يجعل المقتدي الواحد اصابعه
امام کی قدم سے اتنا دراز ہو کہ اوسکی انگلیاں امام کی انگلیوں سے بڑھ جاتی ہیں تو جایز ہے اور امام محمد سے روایت ہے کہ اکیلا مقتدی اپنی انگلیاں
عند عقب الامام ومن يصلي مع الاثنين يقدم عليهما وعن ابي يوسف انه يتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه او عن
امام کی ایڑی کی پاس کھڑی کرے اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتھ نماز پڑھی تو انسے آگے بڑھ کر کھڑا ہوا اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ دونو کی بیچ میں کھڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو
يساره يكره ولو توسط الاثنين لا يكره ولو توسط الاكثر يكره ومن دخل المسجد وجد الامام في الجهر بالقراءة يقتدي
یا اسمیں طرف تو مکروہ ہے اور امام دو کی بیچمیں کھڑا ہوجاوی تو مکروہ نہیں ہے اور اگر دو سے زیادہ کی بیچمیں کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور جو شخص مسجد میں آکر امام کو قرات جہری پڑھتا پاوی تو جماعت

به ولا يأتي بالثناء بل ليسمع وينصت وان وجده في الركوع يكبر للافتتاح قائما ثم يركع لكن ان وقع ركوعه مع رفع الامام
اور بھائی ایسا نہ پڑھی بلکہ چپ رہ کر سنا کرے اور اگر امام کو رکوع میں پاوے تو تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر رکوع میں جھکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹھانی ہوئی واقع ہوگا
راسه لا يكون مدركا لتلك الركعة بل يكون مسبوقا الا ان ادراك الركعة انما يتحقق اذا وجد المشاركة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسلوسطی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھہ حاری رکوع میں
في الركوع كله او في مقدار تسبيحة ولم توجد وان كبر حال كونه الى الركوع اقرب لا يصير شارعا في الصلوة لان الشرط وقوع
یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال میں کہی کہ رکوع کا نزدیک تھا تو اس پر شروع نماز نہیں ہوئی
تكبيرة الافتتاح في محض القيام ولم يوجد ومن اتى المسجد ووجد الامام في السجدة او القعدة يلزمه ان يكبر للافتتاح
یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں موجود ہوئی ہو نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیاما خالص میں کہہ کر
قائما ثم يبادر الى متابعة الامام في السجدة او القعدة وان لم يمكن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
یہہ جلدی سی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہو جاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں محسوب نہوگا
لكن يلزمه ان يكبر للافتتاح قائما ثم يبادر الى متابعة الامام في السجدة والقعدة وكثير من الناس لا يفعلون كذلك
مگر اسکو لازم ہی یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلدی سی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی
بل يجئ احدهم المسجد ويجد الامام في السجدة او في القعدة فيقف منتظرا اياه حتى يفرغ من السجدة او القعدة ويعود
بلکہ بعضا شخص مسجد میں آکر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کھڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہو کر کھڑا ہو
الى القيام ثم يقتدي به فمن يفعل كذلك فانه يضيع على نفسه اجرا كثيرا وثوابا كثيرا فالاولى له ان يكبر للافتتاح
پھر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کھوتا ہی اوسکو لازم یہہ ہی کہ کھڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر
قائما ثم يسارع الى متابعة الامام في اي حال كان لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا جئتم الى الصلوة
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسلوسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ
ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا وروى عن ابن مسعود انه قال في المسبوق المذكور لعله لا يرفع راسه حتى يغفر
اور ہم سجدہ میں ہوں تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچھہ مجرا نہ سمجھو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق میں کہتی تھی شاید کہ ابھی سر نہ اوٹھایا ہوگا جو اسکو بخشدیا گیا ہوگا
له ويكره للمقتدي ان يسارع الى الركوع والسجود قبل الامام وان يرفع راسه من الركوع والسجود قبل الامام لما روى عن
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں جلد پہلی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی سر اوٹھالی اسلئی کہ ابوہریرہ سی
ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا امام اسلئی مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کرین سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہی
فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ما يؤمن احدكم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا اگر کوئی تم میں سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں سی
من الركوع والسجود قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار ويجعل صورته صورة حمار وفي هذين الحديثين وعيد شديد
سر اوٹھالی تو اس عذاب سی اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدھے کی کا سا بنادی اور اوسکی صورت گدھے کی سی کیسی پلٹ دی اوران دونو حدیثوں میں موافق بیان کرانی کی
على ما ذكره الكرماني كان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل ليتقي هذا الصنع ويحذر ومن
بڑا سخت وعید ہی اسلئی کہ صورت شکا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑہ کر ہی سو اسلیئی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس گروا سی بچین اور باز رہین اور جو شخص
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا في الصلوة يكره له ان يدخل في خلال الصف ويصلي السنة مخالطا للصف فيخالف
مسجد میں آکر دیکھی کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہسکر صف میں ملی ہوئی سنتین پڑہنی لگی

فی القیام والقعود والرکوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیته وهو افضل او فی خارج المسجد او خلف اسطوانة
بہ قیام اور قعود اور رکوع اور سجود میں اوکی مخالفت کی جاوے طریق مسنون یہی ہے کہ سنتیں اپنی گھر میں پڑھے یہ تو سب سے بہتر ہی یا مسجد ہی سے باہر پڑھے یا ستون کی اوٹ میں

او ما اشبه ذلك فی کونه حائلا الا ان الاتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروه وفی خلال الصف اشد کراهة ویکره
یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑھی اسکی کہ سنتوں کا پڑھنا صف کی بیچ میں بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اشد مکروہ

للامام ان یثقل علی القوم بالطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل الملل للقوم لان
کہ قوم پر قرارت اور اذکار میں کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑھا کر اتنا بوجھ ڈالے کہ قوم کو ملالت آنے لگی اسلواسطے کہ اس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگیں گی

ذلك یوجب التنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة یؤدی الی حرمان الثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشرین درجة و
اور جماعت سی نفرت کرنی میں اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

یکون مکروها لکن لا ینبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم الا ان یکون علیه معذورین فیه وسنة القراءة
مکروہ ہوویگا لیکن یہ نہیں چاہئی کہ قرارت اور تسبیحات میں کم درجہ مسنون سی گھٹا دی یا الہی شاید اسواسطی کہ اوکو اسمیں کوئی عذر نہیں ہی اور قرارت

فی صلوة الفجر فی الرکعتین ادناها بعد الفاتحة اربعون آیة واوسطها ستون آیة واعلاها مائة آیة کما روی انه علیه
نماز صبح دو رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور بیچکا درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلی درجہ سو آیتیں ہیں اسواسطی کہ مروی ہوا ہی کہ نبی

کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعین آیة اوستین آیة اومائة آیة واحیانا کان یقرأ سورة ق واحیانا
صبح کی نماز میں بعد سورہ فاتحہ کی کبھی چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتی تھی اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑھتی تھی اور کبھی

کان یقرأ سورة الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یأمرنا بالتخفیف
سورۂ روم پڑھتی تھی اور ثابت ہو چکا ہی جیسا کچھ سفر السعادت میں مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی فرمایا کرتی تھی

ویؤمنا بالصفت ویعلم من هذا ان قراءة والصافات من باب التخفیف الذی امر به النبی صلی الله علیه وسلم وادنی ما
اور آپ ہمامت میں والصافات پڑھتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہی جسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی اور رکوع

یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود ثلث مرات روی انه علیه الصلوة والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل
اور سجود کی تسبیحات میں ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی تھی جب کوئی رکوع کرے

ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنی ما
تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کرے تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ

یحصل به السنة ولذلك یکره النقص عن الثلث وان زاد علی الثلث فهو افضل لان الثلث اذا کان الادنی فلا شك
جسمیں سنت ادا ہو جاوی اور اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک

ان الزیادة علی الادنی تکون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلث الا برضی الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان یختم
ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑھاوی جب جماعت کی مرضی سی زیادہ پڑھاوی تو بہتر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر

علی وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما کان الادنی وکان المستحب الایتار فاسب ان یکون الاوسط خمسا والاکمل
ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایتار بہرحال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ پانچکا درجہ پانچ رکعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعا ویکره للامام ان یعجلهم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وقراءة التشهد لکن لو رفع الامام راسه
سات رکعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کر کر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات میں اور تشہد کی پڑھنی میں پورا کرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود میں سی

من الرکوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلثا فانه یتابع وما لو قام الامام من القعدة الاولی الی الرکعة الثالثة قبل ان
اس سی پہلی سے مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت کری ان اگر امام قعدۂ اولی سی تیسرے رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يقوم وان قام قبل ان يتمه يجوز ولكن لو سلم الامام في القعدة الاخيرة قبل ان
کہ مقتدی تشہد پورا کرلی تو اب مقتدی تشہد پورا کرکے پھر کھڑا ہو اور اگر پورا کرنے سے پہلی کھڑا ہوجاوے تو بھی جایز ہی اور اگر امام قعدہ اخیرہ میں اس سے پہلی
يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يسلم وان سلم قبل ان يتمه يجوز ولو سلم الامام قبل اتيان المقتدي بالصلوة
سلام پھیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کرکے تو اب مقتدی تشہد پورا کرکے پھر سلام پھیرے اور اگر تشہد پورا کرنے سے پہلی سلام پھیر دی تو بھی جایز ہی اور اگر امام نے سلام اس سے پہلی پھیرا
والدعاء يتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب **المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة** نماز جنازہ
اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہی کرے اسلواسطے کہ یہ سنت ہی بخلاف تشہد کے کہ یہ واجب ہی مجلس پچپن
الجنازة وكيفيتها قال صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء هذا الحديث من حسان
اور اوسکی کیفیت کی بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہ حدیث مصابیح کی حسن
المصابيح رواه ابوهريرة وتذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلا بد من معرفتها وهي فرض كفاية لقوله
حدیثوں میں سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمیں نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمیں مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کے کہ فرض کفایہ ہی
وصل عليهم ان صلاتك سكن لهم فانه تعالى امر بها في هذه الاية فتكون فرضا واذا كانت فرضيتها على الكفاية
اور نماز پڑھ اون پر بیشک تیری نماز اوکی لئی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اوس نماز کا اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی
لان في ايجابها على الجميع استحالة او حرجا فاكتفي بالبعض ولو كان واحدا لكن لا تفسد ان تكون بالجماعة ويقصد
کہ تمام خلق پر واجب کرنی میں تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پہ افضل یہ ہی کہ نماز جنازہ جو عت سی ہو اور جتنی
كثرتهم لما روى عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال ما من رجل يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا
زیادہ ہو سو بہتر اسلواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مرجاوی پھر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو
لا يشركون بالله شيئا الا شفعهم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام
کچھ شرک نہیں کرتی ہیں کہڑی ہوں پھر اللہ اوکی شفاعت اوکی حق میں مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی
قال ما من ميت يصلى عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا شفعهم الله فيه وسبب
فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانون کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھے وہ سب اوسکی شفاعت کرین تو اوکی شفاعت اوسکی حق میں اللہ قبول کرتا ہی اور وجوب
وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنازة وشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته
اس نماز کا میت کی لئی اسلواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوۃ الجنازہ کہلاتی ہی اور اوسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطین ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک
وكونه امام المصلي وركنها القيام عند عدم العذر واربع تكبيرات والدعاء لان الامام يتحمله عن المسبوق
اور نمازیون کی سامنی ہونا اور اوس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیرین اور دعا تنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہوجاتا ہی
فانه اذا خشي ان ترفع الجنازة يترك الدعاء ويكتفي بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لا يجوز
پھر جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹھالینگی تو دعا سو توف رکھی اور تکبیرات ہی پہ اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سی ایک کو بھی ترک کردیگا تو اوسکی نماز
صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة وهذا قول اربع كاربع الظهر ومحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد
جایز نہوگی اسلواسطی کہ آیمن ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور آیمنی کہا کرتی ہین یہہ چاروں جیسی ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیرون
ثلث تكبيرات لكون البداية بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجى
کی بعد ہو اسلواسطی کہ اول اللہ تعالی کی ثنا پھر نبی صلی اللہ علیہ پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا ہر وسا
للقبول فيلزم ان يكون بعد التكبيرة الاولى الثناء على الله تعالى كما في ساير الصلوات وبعد التكبيرة الثانية الصلوة
قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہووی جیسا کہ تمام نمازون مین ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد ويعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين

درود ہو وہی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی مئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

ويعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي

اور چوتہی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سوئی فقط سلام ہی فارغ ہونی مین اور

به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا

سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الٰہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چہوٹی اور بڑی کا کو

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخصهذا

اور مرد اور عورت کو الٰہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہے تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنا فزد في احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه

ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الٰہی اگر یہہ نیکو کار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الرحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء

اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر اے سب سی زیادہ مہربان اور سوا اس دعا کی اور بہی دعائین جایز ہین اسلئی کہ اسمین کوئی دعا

معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا

معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسوسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیتہ منا

فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمتك

فتوفہ علی الایمان یہہ دعا پڑہی الٰہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الٰہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الٰہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی

يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون

رحمت سی اے سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ اپنی تکبیر شروع کری بلکہ اتنی ٹہہرا ہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة او

یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کری اور

ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم

اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو یہہ اتنی تکبیر کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیرون کا مسبوق ہو دیگا پہر جب امام سلام پہیری

الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير

تو دو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کری اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو یہی تکبیر کہی اتنی کہ امام اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص

مسبوقا بثلث تكبيرات فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قيل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل

تین تکبیرون کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی در پی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کری اسوسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی

اتمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضر

اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہو جاوی گی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین

قائما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه

کہڑا ہو پر امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی شغل سی تکبیر نہ کہی یا یا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نہ رہی کیونکہ یہہ شخص

بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه لا بحرج وان لم يكبر الا ولى حتى يكبر الامام الثانية

تو وہ اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام فی دوسری تکبیر کہدی

یکبر مع الامام ولا یکبر للاولی حتی یسلم الامام لانہ لو کبر للاولی یکون قضاء والمسبوق لا یشتغل بقضاء ما فاتہ سبق
تو اب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کہ امام سلام پھیرے اسلئے کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہوویگی کی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں امام کی قراءت سی
قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعا یکبرھو للافتتاح قبل ان یسلم الامام واذا سلم الامام یکبر ثلاثا
پہلی نہ لگنا چاہئی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی چاروں پوری کرین تو اب یہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پھیری تو تینوں تکبیرین
متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازۃ وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکبر الثانیۃ والثالثۃ یکبرھا ثم یکبر
پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹھنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتھ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری نہ کہی تو پہلی یہہ دونو تکبیرین کہی پھر امام کی ساتھہ
مع الامام الرابعۃ وقال ابو یوسف من جاء بعد ما کبر الامام تکبیرۃ الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینتظر التکبیرۃ الثانیۃ
چوتھی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہین جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہوجاوی دوسری تکبیر کا منتظر رہی
قال ابراھیم الحلبی فی شرح المنیۃ وبقولہ ناخذ وان جاء بعد ما کبر الامام الرابعۃ یکبر للافتتاح قبل ان یسلم
ابراہیم حلبی منیہ کی شرح مین کہتا ہی اور ہمنی انکا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتھی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی
الامام واذا سلم یقضی ثلث تکبیرات عندہ قال ابراھیم الحلبی وعلیہ الفتوی ومن دفن قبل ان یصلی علیہ یصلی علیہ ابدا
اور جب امام سلام پھیری تو تینون تکبیرین قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسہی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہوگیا ہو تو اوسی
علی قبرہ ما لم یتفسخ اقامۃ للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفۃ عدم تفسخہ اکبر الرای علی الصحیح لانہ
قبر پر نماز پڑہین جبتک بکسا نہوا تقدر امکان واجب ادا ہوجاوی اور بکسنی اور نہ بکسنی کی باب مین صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت
یختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال المیت من السمن والھزال وأولی الناس بالامامۃ فی الصلوٰۃ
باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دبلی پن مین بکسان نہین ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی
علیہ السلطان ان حضر ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی علی ترتیب العصبات فی الارث فان سبب العصوبۃ فیہ
سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پھر قاضی پھر امام قوم کا پھر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث مین
اولا البنوۃ ثم الاخوۃ ثم العمومۃ واذا انتھی الحق الیہ یجوز لہ ان یاذن لغیرہ ان یصلی علیہ ولیس لغیرہ
اول بنوت ہی پھر اخوت پھر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی اوسکو اجازت دیدی اور دوسرکو
ان یصلی بغیر اذنہ وان صلی غیرہ بغیر اذنہ فلہ ان یعید ان شاء وبعد ما صلی علیہ ھو او من کان مقدما علیہ من
یہ اختیار نہین ہی کہ اوسکی اجازت نماز پڑہاوی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہادی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پھر پڑہی اور اگر ولی یا جو ولی سی
السلطان او غیرہ لا یصلی علیہ غیرہ اذ الصلوۃ من ھو اولی بتادی حق المیت ویسقط فرض الجنازۃ فلو صلی علیہ غیرہ
سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہین ہی اسوسطی کہ سبب نماز پڑہنی ایسی کی جو دا صلی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اسلئے
بعدہ یکون نفلا والتنفل بھا غیر مشروع وھذا من صلی علیہ مرۃ قبل اذن الولی لا یصلی علیہ مرۃ اخری مع الولی ولو
بعد اسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہوگی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہین ہی اور اسہی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری فعہ ولی کی
اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ ولیس لہ ان یصلی علیہ الا برضی ولیہ وان لم یکن لہ ولی فالجیران اولی
اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہاوی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہین ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہین ہی تو ہمسایہ
ویقوم الامام بحذاء صدر المیت ذکرا کان المیت او انثی کان الصدر اشرف الاعضاء فی البدن لکونہ مع القلب الذی
اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن مین سب اعضاء سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ مین دل ہی
فیہ نور الایمان فیکون القیام بازائہ اشارۃ الی ان الشفاعۃ لہ انما یکون لاجل ایمانہ لیعفو ربہ عن عصیانہ
جسمین ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی مین یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اوسکی خطاؤن سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا رأس الميت مما يلي يسار الامام يجوز لكن لو تعمدوه يكونون مسيئين ويستحب ان يصفوا ثلثة صفوف
اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کر دیا ہے پر اگر سہو سے قصداً ایسا کیا تو عجب خطا وار ہیں اور مستحب ہی کہ تین صفیں بنا دیں

حتى لو كانوا سبعة يتقدم احدهم للامامة ويقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل
یہاں تک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہوں تو ایک شخص امامت کی آگے بڑھے اور تین آدمی اس کی پیچھے کھڑے ہوں اور دو اور ان کے پیچھے اور ایک دو کی پیچھے اور

الصفوف في صلوة الجنازة اخرها وفي سائر الصلوات اولها واذا حضر الميت صبيحة يوم الجمعة يكره تاخيره الى
نماز جنازہ کی تمام صفوں میں افضل پہلی صف ہوتی ہے اور اور تمام نمازوں میں اول صف افضل ہے اور اگر جنازہ جمعہ کے دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پھر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنے

وقت الجمعة ليصلي عليه جمع عظيم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس وعند استوائها
تاکہ اوسپر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑھی کرے مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تودى كما وجبت كان
اور غروب کی وقت جائز نہیں ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات میں آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہی اسلئی کہ جیسی واجب ہوئی ہی اسی طرح ادا ہوئے

الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخر ثلث وذكر منها الجنازة ولو حضر بعد
کہ جنازہ کی موجود ہونی سی نماز واجب ہوتی ہی یہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی اسی ارشاد نبوی علیہ السلام کی دیر نہ کرنا اور اوسمیں جنازہ کا ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنازة ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب ايضا ويكره الصلوة على
غروب آفتاب کی موجود ہوا تو پہلی مغرب کی فرض پڑھیں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر مغرب کی سنتیں پڑھیں اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتیں بھی پہلی پڑھیں اور جنازہ کی نماز مسجد میں

الجنازة في المسجد ان كانت الجنازة فيه ولو كانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه
مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں

لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة
تو کراہت نہیں اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پھر پڑھیں ہی کہ وہ نماز صحیح نہیں ہوئی اور اگر امام باوضو ہو

والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة لتعدم
اور قوم تمام بی وضو ہوں تو اعادہ نہیں ہے اسلئی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اسمیں میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی اوسی سا ساقط ہو گئی

كون الجماعة شرطا فيها وان لم يوجد من يصلي عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدهن جماعة يجوز
کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہی اور اگر مردوں میں سی کوئی نماز پڑھنے والا میسر نہ ہوا اور نری عورتوں نی جماعت کر کر نماز پڑھی تو جائز ہے

وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلوتها صحيحة وبها يتم حق الميت
اور اگر عورت نی نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کی تو اعادہ نہیں ہے اسلئی کہ مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسمیں میت کا حق پورا ہو گیا

ويتادى فرض صلوة الجنازة فلا تعاد لان تكرارها غير مشروع عندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته
اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پھر اعادہ نہ ہوگا اسلئی کہ اسکا تکرار شرع میں ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہو دی اور پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته من رفع صوت او تحريك عضو يسمى ويغسل ويصلى عليه وان لم يظهر منه عند ولادته
کوئی نشان زندگی کا معلوم ہوئے جیسے رونے کی واز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کیجئے اور غسل دیجئے اور نماز جنازہ پڑھیجئے اگر پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته لا يصلى عليه واختلف في تسميته وغسله والمختار انه يسمى ويغسل ويدرج في خرقة
کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑھیں گی اور اوسکا نام معین نہ کریں اور نہلائیں میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہی کہ اوسکا نام رکھیں اور نہلا دیں اور کپڑی میں لپیٹ کر

ويدفن تكريما لبني آدم ولو سبى صبي وحده ان لم يسب معه احد ابويه يصلى عليه لكونه تبعا للسابي
دفن کیجئے تعظیم بنی آدم کی واسطے یعنی آدم کی وقت کہ زمین اور آسمان اور جملہ موجودات پیدا نہوئے تھے تو اگر اوسکی ساتھ اوسکا ماں باپ کوئی پکڑا آوی اور نہ ہوا یا تو اوسکا ماں باپ نے اوسکو کافر ہونی کی وقت گرفتار کر نہوائے کا

او الدار وان سبوه مع احد ابویه لا یصلی علیه لکونه کافرا تبعا لمن سبوه من احد ابویه الا ان یقر هو بالاسلام وهو
یا مکلف ہے اور اگر وہ کسی یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہی تو نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ یا باپ میں سے کسی ساتھ گرفتار ہوا کہ وہ کسی تبعیت میں کافر ہے ان اگر وہ بچا اسلام کا اقرار کرلے ہو اور
یعقل صفته المذکورة فی قوله علیه الصلوة والسلام لجبریل علیه السلام حین سأله عن الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه و
اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہوئی جبکہ نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے جب دسنے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرنی تم اللہ اور اس کی
رسله والیوم الاخر بالقدر خیره وشره او یسلم من سبوه من احد ابویه فحینئذ یصلی علیه اذ قد جاء فیه الخبر ان الولد
رسولوں اور قیامت کی دن کا اور تقدیر کی اچھا اور برا کی اندازہ کرنیکا یا وہ سکا مارا یا باپ کی ساتھ ہو گرفتار ہوا ہی مسلمان ہوجاوے تو اب وہ سب نماز پڑھیں گے اسلئے کہ اس بارے میں حدیث ہی کہ بچہ
یتبع خیر الابوین دینا وان مات فی دار الاسلام بعد موت ابیه فیها لا یصلی علیه لتقرب التبعیة بموت ابیه ومن مات فی الفتنة
ماں باپ میں سے جو اچھا ہو اسکا تابع ہوتا ہی اسلئے اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنی باپ کے دار الاسلام میں مرجاوے تو اب نماز پڑھیں گے کیونکہ باپ کی موت سے اب تبعیت قریب ہے اور جو شخص فتنہ میں مرجاوے
ولم یکن فی قربها ارض یغسل ویکفن ویصلی علیه ویلقی فی البحر ومن قتل فی حراوة قصاص یغسل ویصلی علیه لما روی ان ماعزا
اور کہیں قریب جوار میں زمین نہ ہو تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑھ کر دریا میں ڈالدیں اور جو شخص حراوۃ میں مارا جاوے قصاص میں تو اسکو نہلاویں اور نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہی ماعز کو
لما رجم جاء عمه الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله قتل ماعز کما یقتل الکلاب فما تامرنی اصنع به فقال النبی علیه الصلوة
جب سنگسار کیا تو اسکے چچا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز نے کی موت مارا گیا اب حکم ہو سو کروں پس نبی علیہ الصلوة
والسلام لا تقل هذا لانه تاب توبة لو قسمت علی اهل الارض لوسعتهم اذهب فاغسله وکفنه وصل علیه ومن یقتل من
والسلام نے فرمایا یہ مت کہہ کیونکہ اسنے تو ایسی توبہ کی ہی اگر تمام روی زمین کی باشندوں پر تقسیم کریں تو سب کو کافی ہو تو جا اسکو نہلا کر کفن دی اور نماز پڑھ اور جو شخص
البغاة وقطاع الطریق لا یغسل ولا یصلی علیه لما روی ان علیا رضی الله عنه لم یغسل البغاة ولم یصل علیهم فقیل له اهم
باغیوں میں سے یا راہزنوں میں سے مارا جاوے تو نہ غسل دیں اور نہ اوپر نماز پڑھیں کیونکہ روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑھے پھر سننے والوں نے پوچھا کیا
کفار فقال لا بل هم بغوا علینا الا تری انه اما ترک غسلهم والصلوة علیهم لبغیهم لیکون عقوبة لهم وزجرا لغیرهم قیل هذا
یہ تو کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ یہ ہی باغی ہیں یہ نہیں دیکھتا ہی کہ انکا غسل اور نماز جنازہ باغیوں کہ لئے ترک ہوئی ہی تاکہ انکو سزا ہو اور اوروں کو خوف ہو کوئی کہتا ہے کہ
فی حق من یقتل فی حال المحاربة قبل ان تضع الحرب اوزارها اما لمن یقتل بعد ما تفرق بدلا او امام علیه فانه یغسل ویصلی علیه فی
یہ سزا اوس باغی کی حق میں ہی جو جنگ میں لڑائی سے موقوف ہونے سے پہلے مارا جاوے اور اوسکی سزا نہیں ہی جو بعد قابو ہونی الامام یا مارا جاوی ایسی کو غسل دیں اور نماز پڑھیں میت
الزیلعی هذا تفصیل حسن اخذ به الکبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حکم المقتولین بالمعصیة حکم اهل البغی وکذلک حکم
کہتا ہی یہ فرق خوب ہی اسکو بڑی بڑی شایخ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے مشایخ نے معصیت کے مقتولوں کو فی باغیوں میں داخل کیا ہی اور ایسی ہی جو شخص
الواقعین المتاخرین الیهم اذا صالحهم محجر وسهم وما توا فی تلک الحالة لا یصلی علیهم وان ماتوا بعد تفرقهم یصلی علیهم ومن یقتل
کہ ہمارے متاخر باغیوں کا ملنا نہ دیکھی اگر اوسکا تیر یا تیر جماعتی اور اسی حالت میں مرجاوے تو اوپر نماز نہ پڑھیں اور اگر بعد چلے جانیکے مری تو اوپر نماز پڑھیں اور جو شخص اپنے
نفسه عمدا یصلی علیه عند ابی حنیفة ومحمد وهو الاصح لانه وان کان باغیا علی نفسه الا انه غیر ساع فی الارض بالفساد
تئیں عمداً قتل کرلی علماء کی نزدیک اوسپر نماز پڑھیں اور یہی اصح ہی اسواسطے کہ وہ شخص اگرچہ اپنی جان پر باغی ہے پر اوسنے ملک میں کچھ فساد نہیں پھیلایا
بل هو فاسق کسائر فساق المسلمین ومن یقتله السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت هدم یغسل ویصلی علیه
بلکہ فاسق ہی جیسے اور مسلمان فاسق ہوتی ہیں اور جسکو درندہ پھاڑ دالی یا آگ میں جل جاوی یا پہاڑ پر سے گر کر مرجاوے یا مکان تلے دب موی تو اوسکو نہلائیں نماز پڑھیں
ومن یقتله اهل الحرب واهل البغی وقطاع الطریق ولم یکن جنبا لا یغسل لکونه شهیدا بل یصلی علیه ویدفن به وبثیابه الا
اور جسکو حربی لوگ یا باغی یا راہزن مار ڈالیں اور وہ جنب نہوا اوسکو غسل دینا اسلئے کہ وہ شہید ہے بلکہ اوسکو نہلائیں الوہا میں کپڑوں میں دفن کریں
قتل فیها الا ما لیس من جنس الکفن کالفرو والحشو والخف والقلنسوة فان کان ما علیه من الثیاب ناقصا عن کفن السنة یزاد علیه
جنمیں قتل ہوا سوا اوسکی جو کفن کی قسم کا نہو جیسے پوستین اگر اوڑھے ہو اور موزہ اور ٹوپے اور اگر اوسکے بدن کی کپڑی مقدار کفن مسنون سے کم ہو تو زیادہ کردیں

وان کان نزائد ینقص منہ مراعاۃ للسنۃ ولا یصلّی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او

اور اگر بڑھتی ہو تو اسطرح رعایت سنت کی کم کردیں اور مقتول کی عضو پر نماز نہیں ہے ان جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اسطور کہ آدھی ہی زیادہ ہو یا

نصفہ مع راسہ بخلاف ما لو وجد راسہ او نصفہ مشقوقا بالطول فانہ لا یغسل ولا یصلی علیہ والمصلوب

سر سمیت آدھا ہو برخلاف اس مقتول کی جسکا فقط سر ہی یا نہ آدمی یا آدھا طول کی جانب سے چرا ہوا ہو ایسکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترک علی خشبتہ ثلثۃ ایام عقوبۃ لہ وزجرا لغیرہ فان تم تم لہ ثلثۃ ایام یخلی بینہ وبین اھلہ لیدفنوہ ولو

تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اوروں کی لئی خوف پہر جب تین دن پورے ہو جاویں تو اوسکی وارثوں کو اجازت دیں تاکہ اوسکو دفن کریں اور اگر

مات کافرا ولیس لہ ولی من الکفار ولہ قریب مسلم یغسلہ الغریب المسلم ویدفنہ لما روی ان علیا لما مات ابوہ

کوئی کافر مرجاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کر داب دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اوکا باپ مرگیا

جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان عمک الضال قد مات فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مرگیا آپ نی فرمایا

اذھب فاغسلہ وکفنہ ووارہ ولکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیہ الماء ویغسل غسل الثوب النجس من

جاو اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ نہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہاوین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایۃ من التیامن ویلف فی خرقۃ من غیر مراعاۃ سنۃ الکفن ویحفر حفرۃ من غیر لحد ویلقی فیھا

نہ تو وضو کرائین اور نہ داہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچہہ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بدون لحد کی کھود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعہ الی اھل دینہ وان کان لہ ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امرہ بل یخلی بینہ وبینھم

اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جایز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والون کو حوالہ کردین اور اگر کفار مین سی کوئی اوکا وارث نہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہیئی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ لیوے

لیصنعوا بہ ما یصنعون بموتاھم ھذا اذا لم یکن کفرہ بالارتداد وامّا اذا کان کفرہ بالارتداد فلا یدفع الی اھل

یعنی جو کچہہ اوسکی مردہ ان کافرون سی کرتی ہون سو اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر مرا ہی تو اوسکی ملت والون کو جنکی دین مین

الدین الذی انتقل الیہ بل یلقی فی حفرۃ کالکلب بلا غسل ولا کفن یسرنا اللہ تعالی النجاۃ من زوال الایمان بلطفہ وکرمہ

ملکہ بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن کہڑی مین ڈالدین الہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف و کرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قولہ علیہ السلام من کان اخر کلامہ

مجلس چھپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ

لا الہ الا اللہ وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچہلی بول لا الہ الا اللہ ہو

دخل الجنۃ ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ معاذ بن جبل ومعناہ ان کل من کان اخر کلامہ عند الموت

وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمۃ التوحید یدخل الجنۃ اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبہ او بعد ان یعذب بقدر ذنوبہ فعلی ھذا کل من

وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہون کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق

یموت من حیاتہ ینبغی لہ ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبہ ویستحضر فی ذھنہ ان ھذا اخر وقاتہ

جسکو توقع زیست کی نہی تو اوسکو چاہئی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہون سی توبہ کری اور اپنی دلمین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتھد ان یختمھا بخیر ویسارع فی قضاء دیونہ لئلا یبقی فی قبرہ مرتھنا بدیونہ کما اخبر بہ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور یہہ ہمت کری کہ اوسکو قت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض اوتار دی تاکہ قبر کی اندر قرض مین الجہا نہ پڑا رہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یرضی عنه ویبادر فی اداء سائر الحقوق الی اهلها من رد المظالم والودایع والغصوب
فرمایا مؤمن کی جان قرض میں لپٹی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہو وی اور جلدی سی تمام حقداروں کی حق ادا کردی ناحق لیا ہوا پھیردی اور امانتیں اور والی ہوئی چیزیں
واستحلال اهله من زوجته وولده واولاده وغلمانه وجیرانه واصدقائه وکل من کان معه معاملة اوصاحبه
اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی ۔ اور ماں باپ اور اولاد اور غلامون اور ہمسایون اور دوستون سی اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو سبکی حلالی کرالی
ویوصی بما لا یتمکن من ادائه فی الحال حتی لو کان علیه حق من حقوق الله تعالی کالصلوة والزکوة والصوم والحج
اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہوسکتا اوسکی وصیت کردی یہان تک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہون جیسی نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ
وغیرها یجب علیه ان یوصی لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتیج الیه وان لم یکن علیه حق من هذه الحقوق لا
تو اسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقون کی تہائی مال مین سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہو وی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہین تو اوسپر کوئی
یجب علیه الوصیة بل ینبغی له ان ینظر الی حال الورثة فانهم ان کانوا صغارا فالافضل له ترک الوصیة وکذلک
کوئی وصیت واجب نہین ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہین تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی
لو کانوا کبارا وهم فقراء ولا یستغنون بحصتهم من التركة کان ترک الوصیة افضل له وان کانوا اغنیاء او یستغنون
اگر بالغ ہون لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ مین سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہو وین تو بھی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہون یا ترکہ مین سی
بحصتهم من التركة فالافضل له ان یوصی باقل من الثلث فیما هو طاعة لا معصیة فیه فیبدأ بمن لیس بوارث
اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاوین تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اوسمین کوئی معصیت نہو پہر اپنی فرابتیون مین سی ایسی سی شروع کری
ان کانوا فقراء وان لم یکونوا فقراء بل کانوا اغنیاء فبالجیران وقد لا استغناء عند ابی حنیفة علی ما ذکر فی قضایا الخلاصة والذخیرة ان یبدأ
اگر وہ محتاج ہون اور اگر محتاج نہون بلکہ غنی ہون تو ہمارا یونسی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور ذخیرہ کی قضایا مین مذکور ہی
لکل وارث بعد الوصیة اربعة الاف ومن الفضلی عشرة الاف وبعد الوصیة ینبغی له ان یحسن
کہ وصیت دار کر چار ہزار ہر یک وارث کی لئی بیچ رہین اور فضلی سی یہہ رویت ہی کہ دس ہزار بیچتی رہین اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان
ظنه بالله تعالی بانه یرحمه ویغفر ذنوبه ویستحضر فی ذهنه انه حقیر فی مخلوقاته تعالی
جناب الہی مین درست کری کہ مجہ پر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلین یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات مین سب سی کمینہ ہون
وانه تعالی غنی عن عذابه وطاعته وینبغی له ان یکون مشغولا بقراءة ایات من القرآن العظیم فی الرجاء
اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچھہ پرواہ نہین ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین رجا اور امیدواری ہی پڑہی
او یقرأها غیره عنده وهو یسمع وکذلک یستقرئ احادیث الرجاء او یقرأ غیرها عنده و
یا اسکی پاس اور لوگ پڑہین یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثین پڑہی یا اور لوگ اسکی پاس پڑہین اور
هو یسمع وحکایات الصالحین واثارهم عند الموت وینبغی له ان یحافظ علی الصلوات الخمس و
یہہ سنتا رہی اور صلحا کی قصی اور اوسکی مرنی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور
غیرها من وظائف الدین بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القیام فی الصلوة یصلی
سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کی جاوی بیشک اگر وہ نماز مین قیام سی تھک رہی
قاعدا برکوع وسجود وان لم یقدر علی الرکوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل سجوده
تو بیٹھکر رکوع اور سجود کی ساتھہ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹھکر اسارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی
اخفض من رکوعه لیحصل الفرق بینهما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء
پست کری تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

مضطجعا او مستلقیا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها ویجتنب النجاسات ما استطاع

یا جت بیگر اسلامی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہیں مستفاد کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہو سکی بچی

حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذا کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها یصلی معها

یہان تک کہ پانی استعمال نکر سکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگی ہو اور پاک نکر سکے تو ویسی ہی نماز پڑہے

ولا یترک الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها مادام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتیان

نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جب تک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نا جاوی کہ تقدیر طاقت

ما وجب علیه بقدر استطاعته ویحذر من التساهل فی ذلک اذ من اقرب القبائح ان یکون اخر عمره من الدنیا التی

واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو

هی مزرعة الاخرة التفریط فیما وجب علیه اوندب الیه ویجتهد فی ختم عمره باکمل الحالات ویوصی اهله واصحابه

آخرت کا کہیت ہی اوسکی اخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی نہ جاوے اور چاہیے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو

بالصبر والاحتمال علی ما یصدر منه فی مرضه ویوصیهم بالصبر وترک البکاء علیه ویقول لهم قد رضی الله عنه علیه الصلوة

اوج کا تدبر جو اوس سی بیماری مین واقع ہوں صبر و تحمل کے وصیت کری اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والسلام قال المیت یعذب ببکاء اهله علیه فایاکم یا احبائی والسعی فی اسباب عذابی ویوصیهم ایضا باجتناب

نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو پیارو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین

ما جرت به العادة من البدع فی الجنائز ویؤکد علیهم ذلک وینبغی له ان یقول فی وقت بعد وقت متی رایتم منی تقصیرا

جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیے کہ دم بہ دم یہہ سمجہاتا رہی جب مجکو بیکار دیکھو تقصیر

فی شئ بنهونی علیه برفق فانی معرض للغفلة والکسل والاهمال واذا قصرت فشطونی وعاونونی علی اهبة سفری

معلوم ہو تو مجہکو نرمی سی جتا دیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہون اور جب مجہسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر مجہکو

هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقه الایمن قال الزیلعی والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقدماه

پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا منہہ قبلہ کی طرف ہیسوین زیلعی کہتا ہی مختار رسم زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو

الی القبلة ویرفع راسه قلیلا لیکون وجهه الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلک وان کان الاول سنة لکونه

قبلہ کی طرف کر کر کچہہ اونچا اوسکا سر اوپر دین تاکہ اوسکا منہہ قبلہ کیطرف ہو جاوے آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئے مختار ہے اگرچہ صورت اول سنون ہی کہ

ایسر لخروج الروح ویلقن الشهادة لانه موضع یتعرض الشیطان فیه لافساد اعتقاده فیحتاج الی مذکر ومنبه علی

داہنی نرخ روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سواب توحید یاد دلانی والی کے

التوحید وکیفیة التلقین ان یذکر عنده کلمة التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان ینضجر ویردها فیکون الحال صعبا

حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمہ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہہ مبادا خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر سختی ہے

علیه واذا قالها مرة لا تعاد علیه الا ان یتکلم بکلام اخر فحینئذ یلقن مرة اخری حتی یکون اخر کلامه کلمة التوحید

وقت ہی اوجب وہ ایک بار ہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت کرے ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو

واما التلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیه فقیل یلقن لظاهر ما روی عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام

اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنون حدیث ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے

قال لقنوا موتاکم لا اله الا الله وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی التلقین

فرمایا اپنی موتا کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچہہ فائدہ نہین اسلئے کہ اگر وہ ایمان ہی تو اب تلقین کے کیا حاجت ہے

وان مات کافرا لایفیدہ التلقین وما ذکر من الحدیث فالجواب عنہ ان المراد بالموتی ھم الذین حضرھم الموت وقد کا
اور اگر کافر مراہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو ذکر ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کو ئی
یوم ولا ینھی عن واذا مات لم یغمض عیناہ ویشد لحیاہ بعصابۃ عریضۃ من فوق راسہ لان فیہ تحسین اذ لو ترک علی
کہنا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب دم نکلجاوے تو دونون آنکھین اوسکی بند کردین اور دونون جبڑی جو ٹھوڑی پتی سر سے باندہ دین کیونکہ ایسی صورت مین جو مردے کی گت بنتی ہی اوسکی نہ ہووے
حال یبقی قطیع المنظر ولا یؤمن من دخول الھوام فی جوفہ والماء عند غسلہ وعلی اطرافہ ویوضع علی بطنہ حدید
ایسی حال پر جیسی دین تو بدصورت موذہ کہلاوے جاوے اور سی نہین کہ اوسکی پیٹ مین کیڑا وغیرہ اور بہلاتی ہوی پانی ہو جاوی اور اوسکے ہاتھ پانو کیچ کر سڑ جاوین اور پیٹ پر لوہا رکہدین
لئلا ینتفخ ویقول مغتسلہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللھم یسر علیہ امرہ وسھل علیہ مابعدہ واسعدہ بلقائک واجعل
تاکہ یہوں نجاوی و اٹکہیں بند کر نیوالا یہہ پڑہی بسم اللہ علی ملۃ رسول اللہ اور سول اللہ کے دین پر الٰہی اوسپر اوسکا حال سہل اور اوسپر اوسکا بعد سہل صد اوسکو الٰہی وہ یدار سی ملنا مقدر ہے اور اوسکے
ماخرج الیہ خیرا مما خرج عنہ ویکرہ قراءۃ القرآن عندہ حتی یغسل ثم ان غسلہ شریعۃ قدیمۃ کما روی ان آدم لما توفی علیہ
لئی وہ منزل جہان جاتا ہے اور جس مال کی جہان سی نکلتا ہے بہتر کر اوسکو ہاتھ آن پر بہنکر وہ ہے جو کہ نہلانا چلین تہا نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ آدم نبی
الصلوۃ والسلام لما قبض نزل جبریل علیہ السلام بالمشکۃ وغسلوہ وقالوا لاولادہ ھذا سنۃ موتاکم والمراد بالسنۃ المذکورۃ
علیہ السلام جب موسی تو جبریل علیہ السلام فرشتون کو لیکر آیا اور اونکو نہلا کر اونکی میتی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہہ
ھھنا الطریقۃ لان غسلہ واجب عملا بکلمۃ علی فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام للمسلم علی المسلم ستۃ حقوق ومن
طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل اجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہہ ہین اور مین سے
جملتھا ان یغسلہ بعد موتہ لکن اذا قام بہ البعض سقط عن الباقین فلحصول المقصود فاذا اریدغسلہ یوضع علی سریر
ایکیہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچہی نہلاوی پر اس مین جسکے تئی نہلانا ہی تو باقی کی لگجاتا ہی کی ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر
لینصب عنہ الماء ویجمر سریرہ وترا تعظیما للمیت وازالۃ للرائحۃ الکریھۃ عنہ وکیفیۃ التجمیر ان یدار المجمر حول السریر
لٹا دین تاکہ اوسپر سی پانی جاوے اور اوسکو تختہ کو طاق مین تین بار یا پانچ بار خوشبو دہوئین مین سے تنفیس ہے اور بدبو دور ہو جاتی ہے اور خوشبو کا یہہ طریقہ ہے کہ مجمر کو دہوئین کے ساتھہ
بالبخور مرۃ او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیھا ویخلم ثیابہ ویستر عورتہ لان ستر ھا واجب والنظر الیھا حرام لقولہ علیہ
تختہ کی گرد ایک بار تین بار یا پانچ بار گرداگرد تین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہرادین پہر اوسکی کپڑی اوتار دین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اور اسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ
لعل لا تنظر الی فخذ حی او میت وتوضأ بلا مضمضۃ ولا استنشاق لان الوضوء سنۃ الغسل لکن فی المیت یترک المضمضۃ
علی کو فرمایا کیونکہ ران اور مردے کی ران پر نگاہ مت کر یا پہر وضو کرا دین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی
والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منہ فیبدأ بغسل وجھہ لا بغسل یدیہ ولا یؤخر غسل قدمیہ واختلف فی استنجاءہ و
اور ناک کا پانی متروک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی سونہ دہوئین پہلی ہاتہ دہوئین اور پانو کا دہونا پیچہے پر کہین اور میت کے استنجا اور
مسح راسہ والصحیح انہ یستنجی ویمسح راسہ لکن الغاسل لا یمس عورتہ لان مس العورۃ حرام بل
سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح ہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ
یلف خرقۃ علی یدہ ویغسل المخرج حتی یطھر ثم یفاض علیہ الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء
انہی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہو جاوی پہر اوسپر بیری کی پتو کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہادین اور اگر ایسا پانی نہ ملے
کذلک یغسل بالماء القراح وھو الخالص لان المقصود الذی ھو الطھارۃ یحصل بہ واما اذا وجدہ فالترتیب
تو خالص پانی سی نہلادین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین ہے حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق
علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وھو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی ہو تاکہ جو کچہہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسۃ ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونہ ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیہ
میل کچیل نجاست ہی سو بہیک کر پہول جاوی پہر بہیری یا اشنان کی جوش دئی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر سی سو چھوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور
کافور ان وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسہ ولحیتہ بالخطمی لانہ ابلغ فی استخراج الوسخ لکونہ مثل الصابون فی التنظیف
ملی ہوئی پانی سی اگر میسر نہو تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر او سکا سر اور ڈاہی گل خیرو دین دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چھوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی
وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یسارہ ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی اللحد منہ ولا یکب علی وجہہ لیغسل ظہرہ
اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر ماین کر وٹ پر لٹا کر اتنا نہلاوین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک پہہ جاوی اوپر پیٹہہ دہوئی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کردین
ثم یجلسہ الغاسل ویستندہ الیہ ویمسح بطنہ برفق وان خرج منہ شیء یغسلہ ولا یعید غسلہ ولا وضوءہ لان غسلہ
پہر او کو نہلانیوالا اپنی سہار سی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہوئی اسی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسلوسطی کہا او سکا غسل
عرف بالنص وہو قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام للمسلم علی المسلم ستۃ حقوق وذکر منہا غسلہ بعد موتہ وقد حصل مرۃ فلا یعاد
جو نص سی احدیث مین ثابت ہوا ہی داسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونمین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ایکبار ہو لیما پہر اعادہ نہین ہی
ثم ینشف بثوب لئلا یبتل الکفن ویجعل علی راسہ ولحیتہ الحنوط وہو عطر مرکب من اشیاء طیبۃ وکان یباع انواع الطیب
پہر کپڑے سی پونچہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور او سکی سر اور ڈاہی پر اگر کچہہ خوشبو مرکب حنوط خوشبو کی کی خوشبو چیزونسی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبو اونکا
غیر الزعفران والورس فانہما یکرہان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجدہ وہی جبہتہ وانفہ ویداہ و
سوا زعفران اور ورس کی کچہہ ڈرنہین ہی یہہ دونوم مردون کی حق مین مکروہ ہین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور ساجد پر کافور لگاوین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ
رکبتاہ وقدماہ لانہ کان یسجد بہذہ الاعضاء فکانت اولی بزیادۃ الکرامۃ ولا یسرح شعرہ ولحیتہ ولا یقص ظفرہ
اور دونو کہٹنی اور قدم اسلئی کہ ان اعضا پر سجدہ کرتا ہا سو اسلئی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضا لایق ترہین اور بالون مین اور ڈاہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن ترشوا دین
وشعرہ لان ہذہ الاشیاء انما تفعل للزینۃ وقد استغنی عنہا وما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال اصنعوا بمیتکم
اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا
کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطہیر لا علی التنقیص وازالۃ المخمر لکن ذلک غیر مسنون فی المیت وروی
جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور
عن ابی حنیفۃ وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذہ وشعرات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیہ ثم
ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص موجاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کراوین اور نماز پڑہین میت
ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوتہ وقیل لا تعاد ان جری الماء علی المیت او اصابہ مطر عن ابی یوسف انہ لا ینوب عن الغسل
اگر پانی ملجاوی تو نہلاوین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کے نہیں ہی
کانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابۃ المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایۃ ان
ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایکبار کافی ہی
نوی الغسل عند الاخراج عن الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایۃ عنہ یغسل مرۃ واحدۃ وعاسل المیت
پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دوبار نہلاوین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلاوین اور ایک روایت مین اوسی کی ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلانیوالا
ینبغی ان یکون علی طہارۃ وان یکون اقرب الناس الیہ وان لم یوجد فاہل الورع والصلاح واذا تم غسلہ یکفن وکل واحد
چاہئی کہ باوضو رہو اور میت کا سب سی زیادہ قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہناوین اور ہر ایک
من الرجل والمراۃ کفن السنۃ وکفن الکفایۃ وکفن الضرورۃ فی حقہا ما یوجد وکفن السنۃ للرجل قمیص وازار ولفافۃ
کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آجاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر ہوتا ہی

فالقميص من المنكبين الى القدمين بلا دخريص ولا جيب ولا كمين وكل واحد من الازار واللفافة من الفرق الى
پس قمیص دونوں سونڈیوں سی پاؤں تک بی کلی اور گریبان اور بی آستین کے اور ہ دونوں پہنے تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے
القدم فاذا اريد تكفينه ينبسط اللفافة اولا ثم الازار ثم القميص ثم يوضع الميت فيه ويقمص ثم يعطف
پاؤں تک جب کفن پہناوین تو پہلی پوٹ کی چادر بچھاوین پھر اوسکی اوپر تہبند پھر اوسکے اوپر قمیص پھر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص پہنے گئے پہناوین پھر تہبند
الازار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن يعقد صيانة عن
پہلی بائیں طرف سی پیچھے پھر داہنی طرف سی پھر پوٹ کی چادر ویسہی طور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگادین مبادا
الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة ويكره اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمراة درع وخمار
کھل جاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطے تہبند اور پوٹ کے چادر تک مگر اتنی کم مکروہ ہے مگر لاچاری کو اور کفن سنت عورت کی لٹی پیراہن اور اوڑھنے
وازار ولفافة وخرقة تربط على ثديها فانها تلبس الدرع اولا ثم يجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع
اور تہبند اور پوٹ کے چادر اور دامنی جس مین اوسکی لپیٹا جاوے پس عورت کو پہلی پیراہن پہناوین پھر اوسکی بالوں کی دو لٹین کر کر پیراہن کی اوپر دونو طرف سینہ پر
ثم يوضع الخمار على راسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم يعطف الازار واللفافة كما ذكر في حق الرجال ثم تربط الخرقة
پھر اوڑھنے اوسکے سر پر سفع کی طور پر درج کی اوپر پھیلا کر اوڑھا دین پھر ازار اور لفافہ کو اوسہی طور پر جو مرد کی حق مین مذکور ہوا لپیٹ دین پھر اوسکے سینہ پر
فوق الاكفان وعرضها ما بين السرة والركبة وكفن الكفاية لها ازار ولفافة وخمار ويكره اقل من ذلك الا عند
سب کفنون کی اوپر لپیٹ دین اسکا عرض پستان سی ناف تک چاہیے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑھنے اس سی کمتر مکروہ ہے مگر
الضرورة ويجعل الاكفان قبل ان يدرج فيها الميت وترا ولا يزاد على خمس على ما ذكره الزيلعي وقال لم ار غيره فاني على ما ذكر
لاچاری کو اور کفنوں کو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دیوین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہیں اور میرا غیر کی موافق اوسکے جو ذکر کیا
في شرح المنية ان كان في المال كثرة وفي الورثة قلة فكفن السنة اولى والا فكفن الكفاية اولى مع جواز كفن
شرح منیہ مین مذکور ہی کہتا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہون تو کفن سنت اولی ہی اور نہین تو کفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت تو بھی
السنة والمراهق في الكفن بمنزلة البالغ والطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة فالاحسن ان يكفن فيما يكفن البالغ وان
جائز ہی اور مراہق کفن کی باب مین بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابہی حد شہوت کو نہین پہونچا تو بہتر یہ ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر
كفن في ثوب واحد يجوز وبعد تكفينه يصلى عليه والصلوة عليه فرض كفاية ان اداها البعض ولو رجلا واحدا
اوسکو ایک کپڑے کا کفن دیوین تو بھی جائز ہی اور کفنا کر اوسپر نماز پڑہین اور غار جنازہ فرض کفایہ ہی اگر کوئی بھی ادا کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا
او امراة واحدة تسقط عن الباقين والا يأثم الكل واذا حمل على سريره فالسنة ان يحمله اربعة نفر من جوانبه الاربعة
ایک ہی عورت ہو تو سبکے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہین تو سب گنہگار ہوتی ہین اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹہالین تو سنت یہ ہے کہ چاروں طرف سی اوٹہاوین
اذ فيه تخفيف للحاملين وصيانة للميت عن السقوط والانقلاب وتكثير الجماعة حتى لو لم يتبعه احد يكون هؤلاء
کیونکہ اس مین اوٹہانی والو کو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور اوندھی پلٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک اگر اور کوئی ساتھہ نہ چلے تو یہ
جماعة ويسيرعون به في المشي بلا خبب وعند كثرة الناس وتناوبهم في حمله يستحب لكل من يحمله ان يحمله من كل جوانب
جماعت ہے اور چلین مین جلدی کرین دوڑین نہین اور کثرت انبوہ مین اگر باری باری اوسکو لیلین تو ہر ایک کو چاروں طرف سی
عشر خطوات لقوله عليه الصلوة والسلام من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه اربعين كبيرة وكيفية حمله
دس دس قدم لی جانا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکی کیفیت
ان يبتدي بالمقدم الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمؤخر الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمقدم الايسر
یہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹہا کر اپنی داہنے مونڈہے پر رکہی پھر پچھلے داہنے جانب اپنی داہنی مونڈہی پر رکہی پھر اگلی بائین جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم يأخذ الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ

بائیں مونڈھی پر رکھی پھر پہلی بائیں جانب اپنی بائیں مونڈھی پر رکھی اور باقی لوگوں کو یہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچھے پیچھے چلیں کیونکہ یہ پیروی

في الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا في حق من يمشي مع الجنازة

کی بہت خوب ہی اور جب قبر کی بائیں جانب تک لوگ آگئے ہوں کہ جنازہ زمین پر اتارا جائے سے پہلے بیٹھنا جائز ہے مگر مکروہ نہیں پھر اتارنے کے بعد بیٹھنا

واما الذاهب قوم الى المصلى وجلسوا ينتظرونها فجيء بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على

اور اگر ایک قوم اپنی جاگہ نماز گاہ میں اوسکی منتظر بیٹھے ہوں پھر اوس جنازہ کو وہاں لیکر آویں تو صحیح یہ ہے کہ یہ قوم جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے کھڑی نہ ہو یہی اوسکا صحیح حکم ہے رستہ پر بیٹھا ہو

الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما مر في الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغي لمن يتبعها

اور جو وہاں کو جنازہ آجاوی ہاں اگر جنازہ کی ساتھ جانیکا ارادہ کرتی کھڑا ہوجاوے اور جو حدیثوں میں جنازہ کی لئی کھڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے اور ساتھ جانیوالوکو نہیں چاہئے

ان يرجع قبل ان يصلى عليها وبعد ان يصلى عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر في المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع

کہ نماز جنازہ ہی پہلی پھر چلی آویں اور بعد نماز کے بھی کہتی ہیں کہ بدون اجازت ولی جنازہ کے نجاویں اور محیط میں ہی کہ ہے کہ غلام کو مضایقہ نہیں کہ ولی میت کی اجازت

بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى على ما ذكر في شرح المنية ويحفر القبر واختلف في مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة

کے بغیر اذنہم وہی اوجہ ہے اور اولی علی ما ذکر فی شرح المنیۃ ویحفر القبر واختلف فی مقدار عمقہ فقیل قدر نصف القامۃ

وقيل الى الصدر وان زاد الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر في جانب القبلة منه

اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کریں تو افضل اور احسن ہے پھر اوس میں اگر حد یعنی بغلی لحد ہے تو افضل ہے لحد یہ ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف بغل

حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر في وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنى جانبا

کھود کر اوسکی امید دہ کو کہدیں اور اگر زمین ہموار سی کمزور ہو تو شق کا کیہ مضایقہ نہیں شق یہ ہی کہ قبر کی بیچوں بیچ نہر کی طرح پرنالہ کھودیں اور اوسکی دونو پہلو

باللبن ويوضع الميت فيها وتسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت في قبره من جانب القبلة

کچی اینٹ سی جن کر اوسکی اندر مردہ کو کہدیں اور کچی اینٹ سی چھادیں اور چھت میت سی نہ چھوے اور طریق مسنون یہ ہے کہ میت کو قبر میں قبلہ کی طرف سی اوتاریں

ولا تعيين في عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وتراكانوا واشفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و

اور اوتارنی والوں کی گنتی مقرر نہیں ہی بلکہ یہ ہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کریں طاق ہوں یا جفت اور اوتارتی وقت سب یہہ پڑہیں بسم اللہ و

على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل

علی ملۃ رسول اللہ اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پھیریں جب تہ پر اوہیں اور گرہ کہولدیں کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نہ کہل جاوی سو ئی

الامن منه ويسوى اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وزد

سی سو ہو چکی اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس بچھادیں اور پکی اینٹ اور لکڑیاں مکروہ ہیں کیونکہ یہہ دونو چیزیں مکانوں کی مضبوطی کے واسطے ہیں اور قبر رہنے اور بقا کی جگہ نہیں ہے اور

الرحم المحرم اولى بوضع المرأة فان لم يكن فالصالح من الاجانب ويسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن

عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص اولی ہی اگر وہ نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورت کی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو پہاب چکیں کپڑہ سی

ويكره على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر

یہ دہکی ہے اسلئی کہ عورتوں کی حال ستر پر ہے اور مرد کی قبر پر کپڑہ نہیں چاہئے اسلئے کہ مرد کے حال سے ظہور مناسب ہے پھر مٹی ڈالیں دین اور قبر کو بالشت بھر اونچی

قدر شبر ولا يبسط ولا يزاد على التراب الذي خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى

اونٹ کی پیٹھ بنادیں اور چوکور بنادیں اور نہ اوپر سی مٹی سوا قبر کی کہدی ہوی کی ملادیں اور اوسپر پانی چھڑکنی کا کچہ مضایقہ نہیں تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑ جاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر

عليه بيت او قبة او يخوذلك وكذا يكره وطوءه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روى عن رشد الغنوى

یا برج وغیرہ بنادیں اور ایسی ہی یا جال کریا اوسپر بیٹھنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرف کو نماز پڑہنے کہ روہے کیونکہ روایت ہی رشد غنوی سے

انه علیه الصلوٰة والسلام قال لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها وتکرہ الذبح عندہ لما روی عن انس انه علیه الصلوٰة
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ ہی کسی طرف منہ کرکے نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے ایسا ہے کہ نبی علیہ السلام نے
والسلام قال لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة او شاة وتکرہ اتخاذ الضیافة من اهل المیت لکن
فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ کام ہے جو قبر پر بچھڑا یا بکری ذبح کرتی تھی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لکن
یستحب لجیران المیت واقربائه الاباعد تهیئة الطعام لهم والحاحهم فی الاکل لما روی عن ابن مسعود انه عم
میت کی ہمسایوں اور دور کی ناتہ داروں کو کہنا تیار کرنا اہل میت کو سامنے اور ان کو ہنسنا کہلانا مستحب ہے اسود علقمہ کی ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لما جاءه نعی جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لال جعفر طعاما فقد اتاهم ما یشغلهم ویستحب التعزیة لما روی عن ابن مسعود
جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کھانا تیار کرو کہ اوکو ایسے خبر آئی ہے جو ہنسنے میں مشغول ہونے سے اسلئے کہ ان مشغول ہونا چاہیے
انه علیه الصلوٰة والسلام قال من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن مات له قوبل اعظم الله
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے مصیبت زدہ کی تعزیت کے تو اسکو دونا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کے یہ ہے کہ اس سے کہا جاوے کہ اللہ ہی جسکا قرین گیا ہو کہی خدا تجکو اجر عظیم
اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك ان کان المیت مکلفا والا یقول وغفر لمیتك ومرجات ولم یدر فن ایاما بان وضع
عنایت کرے اور تیری عزا نیکو کرے اور تیری میت کو بخشدے بیہقی جب کبھی اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو یہہ کہے کہ اللہ تیری میت کو بخشدے اور جو شخص مر جاوے اور چند روز مدفون ہو اسطرح کہے
فی التابوت لیحمل من مصر الی مصر اخر فالمراد فن لا یسئل لان السؤال لا یکون الا فیما یستقر فیه المیت حتی لو اکله
تابوت میں رکھا ہی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاویں سو جب تک فن نہ ہو گا سوال منکر نکیر کا بھی نہ ہو گا اور اسمعی کے سوال ان ہوتا ہی جہاں میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو
السبع یکون السؤال فی بطنه وهو لکل ذی روح من بنی ادم حتی الرضیع فانه یسئل فیلهمه الله الجواب وهل للانبیاء
درندہ کہا جاوے تو سوال اوسکے پیٹ میں ہو گا اور سوال ہی آدم میں سے ہر کیلئے بنا رہی ہوتا ہے یہانتک کہ دودھ پیتے بچہ سے بھی سوال ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ اوسکو جواب سکھا دیتا ہے اور کیا انبیاء سے بھی ہے
فی القبر سؤال قد ذکر فی الظهیریة ان الزاهد الصفار قال لیس فی هذا نص ولا خبر ولا دلیل نفی ذلك عنهم او وضح بعضهم
قبر میں سوال ہوا ہی سو ظہیریہ میں مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس بیان میں نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور اسکے نفی کی دلیل ظاہر ہوتی ہے واللہ اعلم
الله تعالی حسن الخاتمة عند الممات المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم جوازها
مولیٰ وقت خاتمہ بالخیر آسان کرے ستاونواں مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان میں
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه بریدة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی تمکو قبروں پر جانے سے منع کیا تھا سو قبروں کی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے بریدہ کی روایت سے
وفیه تصریح بوقوع النهی فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور لکونها مبدأ عبادة الاصنام وکان ابتداء ذلك
اور اسمیں تصریح ہے کہ اوایل اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تھی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستے کا ہے کہ پہلی پہل یہہ سخت مرض
الداء العضال فی قوم نوح النبی علیه السلام کما اخبر الله تعالی فی کتابه وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ
نوح نبی علیہ السلام کے امت میں پیدا ہوا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہ نوح نے ای سا خبر انہوں نہ کہا تھا اور مانا ایسے کا
لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ
جسکو نہ مال اور اولاد نے اوسی اور بڑا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چھوڑیو اپنی تمہا کو نکو اور نہ چھوڑیو دکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث
وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام فلما ماتوا عکف
اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہیں کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت میں صلحا رہتی جب یہہ مر گئے تو
الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم فلما کان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور
لوگوں نے انکی قبر وں پر یہہ مہینہ رہنا اختیار کیا پھر اوکی صورتیں بنا لیں یہہ مہینہ رہتے تو گذر گئی پھر جو تے تو لوگوں نے عبادت شروع کر دی جسکا منشا قبر پرستی کا قبروں سے پیدا ہوا ہے

نهى النبي عليه الصلوة والسلام اصحابه في اوائل الاسلام عن زيارة القبور سدًا لذريعة الشرك لكونهم حديثي العهد
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی یاروں کو اوایل اسلام میں زیارت قبور سے منع کردیا تاکہ شرک کا وسیلہ نہ ہوجاوے کیونکہ انکو کفر چھوڑے ہی تھوڑا

بالكفر ثم لما تمكن التوحيد في قلوبهم اذن لهم في زيارتها وعلمهم كيفيتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك في الاحاد
عہد ہوا تھا پھر جب توحید انکے دلوں میں جم گئی تو انکو زیارت قبور کی اجازت دی اور انکو کیفیت سکھادی کبھی کہا کر کبھی سنا کر اور یہ مضمون بہت حدیثوں میں

الكثيرة بعضها في الاذن وبعضها في التعليم وفي ضمنها بيان الفائدة اما التي في الاذن فمنها ما روى عن ابي سعيد
ہی بعضی در باب اذن ہیں اور بعضی در باب تعلیم اور انکے ضمن میں فوایدکا بیان ہی پھر جو کہ در باب اذن ہیں اون میں سی ایک یہ ہی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے

انه عليه الصلوة والسلام قال انى كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فيها عبرة ومنها ما روى عن علي ابن
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سی منع کیا تہا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہی اور ایک یہ ہی علی ابن ابی طالب سے

ابي طالب انه عليه الصلوة والسلام قال انى كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الاخرة ومنها ما روى
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تہا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہی اور ایک یہ ہی

عن ابن مسعود انه عليه الصلوة والسلام قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا ومنها
ابن مسعود سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سی منع کیا تہا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے چھوڑاتی ہی اور ایک یہ ہی

ما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذكر الموت ومنها ما روى عن بريدة انه عليه السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہ ہے بریدہ کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا واما التي في التعليم فمنها ما روى عن بريرة
میں نے تمکو زیارت قبور سی منع کیا تہا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کری تو زیارت کری اور بیہودہ کہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کے باب میں سو ایک تو یہ ہے بریرہ کی روایت سے

انه عليه الصلوة والسلام كان يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر ان يقولوا السلام عليكم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين
کہ نبی علیہ السلام سکھادیتے تہے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم ای اہل قبور مومنین اور مسلمین

وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لكم تبع نسئل الله لنا ولكم العافية ومنها ما روى عن ام المؤمنين
اور ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں تم ہماری پیشو ہو اور ہم تمہاری پیچھے پیچھے ہیں ہم اللہ سی اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہ ہی ام المومنین

عائشة انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اقول يا رسول الله في زيارة القبور قال قولي السلام على
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام

اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کری اگلوں پر ہم میں سی اور تم میں سی اور پچھلوں پر اور ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں اور ایک یہ ہے

ما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله
ابوہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لی گئی سو آپ نے فرمایا سلام تمپر ای دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ

عن قريب منكم لاحقون ومنها ما روى عن ابن عباس رض انه عليه الصلوة والسلام مر بقبور المدينة فاقبل عليهم فقال
جلد تم سی ملنی والی ہیں اور ایک یہ ہے ابن عباس کی روایت سی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو گئی سو اوہر متوجہ ہوکر فرمایا

السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذا الاحاد
سلام تمپر ای اہل قبور خدا بخشی ہمکو اور تم ہماری اگلی ہو اور ہم تمہاری پیچھی ہیں پس ثابت ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان حدیثوں میں

فائدة زيارة القبور وهي احسان الزائر الى نفسه والى اهل القبور اما احسانه الى نفسه فتذكر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنیوالی کی جان پر اور اہل قبور کی جان پر ہلائی ہی اپنی جان پر تو یہ ہلائی ہی موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور مشاکت دنیا

فی الدنیا والاعتبار وأما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العافیة
دنیا کی اور پند پذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق میں بھلائی یہ ہی اوپر سلام بھیجنا اور اوکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا
قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال وأما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوٰة والسلام
عام علما کہتی ہیں یہہ مردوں کی حق میں ہی اور رہی عورتیں سو اونکو حلال نہیں کہ مقابر میں جا یا کریں اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا نسئل
قبروں میں جانے والی عورتوں پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب میں لکہا ہی کہ قاضی کی سی پوچھا کہ ایا عورتون کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا کہ ہمسے
عن الجواز فی مثل هذا وانما نسئله عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما تؤمر بالخروج کانت فی لعنة الله تعالی
جواز کو کیا پوچہتا ہی ہمہ پوچہہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستے ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالے کے اور اسکے
وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا انتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی
فرشتوں کی لعنت میں داخل ہوتی ہی اور جب جلیدی ہی تو شیاطین اوسکی تابع ہوجاتے ہیں اور جب قبر پر جا ہوچکتی ہی تو میت کی روح لعنت کرتے ہے اور جب واپس ہوتی ہی تو خدا اور فرشتوں کی لعنت میں
وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت السبع والارضین
رہتی ہی جب تک اپنی گہر میں آوی اور روایت ہی حدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتے ہے تو اوس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی فرشتے لعنت
السبع وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة
کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر میں بیٹہی ہوئی دعا خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالے ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی مروی ہے
انه علیه الصلوٰة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب دارة فاتت ابنته فاطمة رض فقال لها من
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگئین آپ نی پوچہا کہان سے
این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی مات فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد
آئی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئے تہے وہ جو مر گئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی ہی عرض کیا خدا بچاوے مین کبہی اس کام کو کرون بعد
ما سمعت منک واسمعت فقال لو ذهبت قبرها لم ترح رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال
اسکی مین سن چکی ہون آپ سے سنکر آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتے تو جنت کے خوشبو نسو نگہتے اسس بیان کی مطابق مجکو زیارت قبور کا ارادہ کرنا
ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاء ها ان یسلم علی اهلها ویحاطبهم
تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ہووے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون سے خطاب
خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر بمن کان تحت التراب وانقطع
خطاب کرے اور اوکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی جیسا کہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے
عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
جدا ہوگیا ہے عبرت پکڑے کہ یہہ جو قبر مین داخل ہوکر سوال جواب مین گرفتار ہوا آیا اچہا جواب دیا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہوگئی ہے
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی خبر ایک گڑہا دوزخ کی گڑہون سے ہوگئی ہے پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کرے کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال و اہل اور
ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب فی ماذا یکون حاله ولیکون مشغولا بهذا الاعتبار مادام
اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہگیا اور اب کیا جواب دونگا مجہسے سوال ہورہا ہی اب مجہہ پر کیا حال ہوگا اسی عبرت مین مشغول رہی جب تک
هناك ویتعلق بموالاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیه وأما قراءة القرآن هناك فجوزها بعض
وہان ہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک سے رستگاری کی دسوئلی علما پسند کرتی ہی اور سی کسیقدر التجا کرے اور قبر پر قرآن پڑہنا بعضے علما جایز بتاتی ہی

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان یکون مشغولا بالاعتبار وقراءة القرآن یحتاج صاحبها الی التدبر

اور بعضی منع کرتی ہین یہی کہنی ہین زائر کو چاہیئے کہ عبرت مین لگا رہے اور قرآن پڑہنے والے کو اوس مین غور اور

واحضار الفکر فیما یتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت

فکر لگانا چاہیئے جو پڑہتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص مین جمع نہین ہوتے اگر کوئی شخص کہی کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے

واقرأ فی وقت اخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلک الرحمة شئ ینفعهم فالجواب عنه

اور دوسرے وقت قرآن پڑہتا ہون اور حال یہ ہے کہ قرآن پڑہنے کے وقت رحمت اترتی ہی پس امید ہی کہ اوس رحمت مین سی کچہ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کے

من وجوه الاول ان قراءة القرآن وان کانت عبادة لکن کون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسوال

مین اول یہہ کہ قرآن کا پڑہنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت صحیح مین اور موت کی خوف مین اور منکر نکیر کے سوال مین غور مین

الملکین وغیر ذلک عبادة ایضا والوقت لیس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الی عبادة اخری لا سیما

مشغول رہنا ہی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چہوڑکر دوسری اختیار نہ کرنی چاہیئے خاص کر

لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما

دوسری وجہ اسکے جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گہر مین قرآن پڑہکر ثواب اہل قبور کو ہدیہ کردے اسطور کہ قرآن پڑہنے سے فارغ ہوکر زبان سے کہے الٰہی اس قرأت کا ثواب

قرأته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی القبور

اہل قبور کو پہونچا دی تو البتہ یہہ ثواب دینا اہل قبور کو پہونچ جاتا ہے کیونکہ اہل قبور کو ثواب بخشی کی دعا ہی اور دعا بلاخلاف پہونچتی ہے سو اسکے کیا حاجت ہی کہ قرآن قبر پر پڑہا جاوے

والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سببا للعذاب بعضهم اذ کلما مرت اٰیة لم یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها

تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبرون پر قرآن پڑہنے مین کبہی کسی مردہ کو عذاب ہی ہوتی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آوے گی کہ اوپر عمل نہین کیا تو اوسکو کہینگے کیا یہہ آیت تجھ

فکیف خالفتها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم تزد بها وکفی بها صنعا فاذا کان کذلک فالاولی

پڑہی تہی سنا خلاف کیون کیا اور اسپر عمل کیون نکیا سو اسکی مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتہا جواب یہہ ہے کہ حدیث مین نہین آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئی تو زائر کو یہی

بالزائران یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعداه لیکون محسنا الی نفسه والی اهل القبور کان زیارة القبور

لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شرع جو ہر توقف کرے یعنی نجاوز نکرے تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہووے اسلئے کہ زیارت قبور کے

نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التی اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم والمقصود

دو طرح پر ہی یا زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہی پس مقصود

منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو

اوسسے دو باتین ہین ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرے فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام بہیجے دعا دی اور اونکی لئے عافیت

لهم واما الزیارة البدعیة فهی زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود

کرے اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبرون مین نماز پڑہنے کو جاوے اور اونکی طواف کرنیکو اور قبرونکی بوسہ اور چومنی کو اور مونہہ قبرونپر

علیها واخذ تربها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریج

ملنی کو اور وہان کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہلنا

الکربات واغاثة اللهفان وغیر ذلک من الحاجات التی کان عباد الاصنام یبتاغونها من اصنامهم فان اصل

سختیونکا اور امداد بیچارون کے اور سوای اسکے اور اور حاجتین جو بت پرست اپنی بتون سی مانگتی ہین بیشک اصل اس

هذه الزیارة البدعیة الشرکیة ماخوذ منهم ولیس شئ من ذلک مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول رب

زیارت بدعی شرک کی بت پرستون سی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان مین سے شرع نہین ہے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہین ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول رب

العلمین

العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روى عن
اصحابین کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے اکثر اس سے کمتر بات میں انکار کیا ہے جنانچہ
المعذور بن سويد ان عمر صلى صلوة الصبح في طريق مكة ثم راى الناس يذهبون مذهب فقال اين يذهب هؤلاء
معذور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی راستہ میں پڑھی پھر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جاتی ہیں پوچھا یہ لوگ کہاں جاتی ہیں
فقيل مسجد اصلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهم يصلون فيه فقال انما هلك من كان قبلكم بمثل
کسی نے جواب دیا اس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی ہے تب سو یہ لوگ بھی وہاں نماز پڑھنے لگی پس فرمایا ہلاک ہوئے ایسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے
هذا كانوا يتبعون آثار انبيائهم ويتخذونها كنائس وبيعا فمن ادركته الصلوة في هذه المساجد فليصل فيها ومن
ہیں کہ اپنی اپنی نبیوں کی آثار پر لگے رہتی تھی اور انہی کو کنیسہ و بیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تھے پس جسکو وقت نماز کا ان مسجدوں میں ہو جاوے اوسی جاہیئے کہ یہاں نماز پڑھے اور جسکو
لا فليمض ولا يتعمدها وكذلك لما بلغه ان الناس ينتابون الشجرة التي بويع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام ارسل اليها فقطعها
وقت نہ ہو چلا جاوے اور خواہ مخواہ ارادہ کر کے اوسی مسجد میں نہ جاوے جیسے نے سنا کہ لوگ اوس درخت پر جاتے ہیں جسکے نیچے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تھی آدمی بھیجکر اوسکو کٹوا ڈالا
فاذا كان عمر نعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة تحتها رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرها الله تعالى في القرآن حيث
پس جب عمر نے اوس درخت کا یہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تھی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں
قال لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فما ذا يكون حكمه فيما عداها ولقد جرد السلف الصالح
کہا ہی اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرتی تھی تجھسے اوس درخت کے نیچے اب اور کی تو کیا اصل ہی اور بیشک سلف صالح نے توحید کے خوب
التوحيد وحموا جانبه حتى كانت الصحابة والتابعون حيث كانت الحجرة النبوية منفصلة عن المسجد الى زمن الوليد
صاف کیا ہی اور توحید کی جانب کو حمایت کے ہے یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسوقتی کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تھا ولید بن عبد الملک کے عہد تک
بن عبد الملك لا يدخل فيها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشيء آخر مما هو من جنس العبادة بل كانوا يفعلون جميع
کوئی اوس حجرہ میں نہیں گھستا تھا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کے اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت
ذلك في المسجد وكان احدهم اذا سلم على النبي عليه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الى جدار القبر
مسجد میں کیا کرتی تھی اور ہر ایک کا یہہ حال تھا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کے طرف کرتا
ثم دعا وهذا مما لا نزاع فيه بين العلماء وانما نزاعهم في وقت السلام عليه قال ابو حنيفة يستقبل القبلة عند السلام
تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علماء کو کچھ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود و سلام پڑھتی ہوئی کیا کرتی امام ابو حنیفہ کہتی ہیں بروقت درود کی ہی قبلہ کیطرف متوجہ ہونا
ايضا ولا يستقبل القبر وقال غيره لا يستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه يستقبل القبلة وقت الدعاء ولا يستقبل
چاہیئی اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتی ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکری بلکہ کہتی ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قبر کی طرف
القبر حتى لا يكون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة كما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح
سو نہ کہ کر ظاہر ہوا کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی جنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہی کہ دعا عبادت ہے ہی اور سلف صالح
من الصحابة والتابعين جعلوا العبادة خالصة لله تعالى ولم يفعلوا عند القبور شيئا منها الا ما اذن فيه النبي عليه
یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطے اللہ کا ٹھیرایا ہے اور اوسنے عبادت میں سے قبروں پر جاکر کچھ نہیں کیا مگر وہ ہی جسکی نبی علیہ السلام
الصلوة والسلام من السلام على اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافية من الله لهم وسبب ذلك ان الميت قد انقطع
نے اجازت دی ہی یعنی اہل قبور پر سلام اور انکی لئی رحمت اور مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہی کہ میت کے اعمال تو منقطع
عمله وهو يحتاج الى من يدعو له ويشفع لاجله ولهذا شرع في الصلوة عليه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم يشرع
ہو چکی ہیں تو اب وہ یہہ چاہتا ہی کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگی اور شفاعت کری اور اسہی لئی میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا مندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله فی الدعاء للحی فانا لما کنا اذا قمنا الی جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولی ان ندعوله ونشفع لانه
دعا نہ کی وہ بھی جائز نہیں سو ہم لوگ جب وسکے جنازہ پر کھڑے ہوکر اوسکے واسطے مغفرت مانگتی ہیں اور اوسکی شفاعت کرتی ہیں تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگیں اور شفاعت
فی قبره بعد الدفن اشد احتیاجا الی الدعاء له منه علی نعشه لانه حینئذ معرض للسوال وغیره علی ما روی عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ آنا نعش پر ہیں تہا کیونکہ اب وسکو سوال وغیرہ درپیش ہیں ہیں اتق سوایت عثمان
بن عفان انه علیه الصلوة والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفروا لاخیکم واسالوا له
بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسی جگہ توقف کر کر دفن کے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی واسطے دعا کرو
التثبیت فانه الآن یسئل وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل المیت من ربك یتراءی له الشیطان فی صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب اوس سے سوال ہوتا ہے، اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سی سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورت ہو کر
ویشیر الی نفسه انی انا ربك قال الترمذی هذا فتنة عظیمة ولذلك کان النبی علیه الصلوة والسلام یدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب میں ہوں ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسیہی لیئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ
اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وکان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللهم
الہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیو اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہولدی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگیں الہی
اعذه من الشیطان الرجیم فهذه سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة
اوسکو شیطان راندہ سی بچا پس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق مین کئی اوپر بیس سال رہا
وهذه سنة الخلفاء الراشدین وطریقة جمیع الصحابة والتابعین فبدل اهل البدع والضلال قولا غیر الذی قیل
اور یہہ ہی طریق خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیون نی وہ بات جو اون سی کہی گئی ہی بدل ڈالی
لهم فانهم قصدوا بالزیارة التی شرعها رسول الله صلی الله علیه وسلم احسانا الی المیت والی الزائر سوالهم بالمیت و
انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق مین نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے ایسے کہ کہیے کہ
الاستعانة به ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود رض کیف اذا لبستکم فتنة یهرم فیها الکبیر
اور سہائتہ کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمین بڑا بڈہا ہو جاوے
وینشأ فیه الصغیر تجری علی الناس تتخذ ونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة قال ابن القیم واغانته هذا بدلك
اور بچہ جوان ہو جاوی لوگون پر جو گذری گا اوسکو سنت سمہہ لینگے اگر اوسکو بدلین تو یہہ کہین سنت بدل گئی ابن قیم اغانتہ مین کہتا ہے ابن سوے
علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیه وقد جری العمل علی خلاف السنة منذ زمن طویل
اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونے لگی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ اوسکی طرف توجہ ہے اور مدت دراز سی عمل برخلاف سنت ہوتا ہے،
فاذن لا بد ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنك طباقهم علی ما حدث
سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہون اوسکی اتفاق پر دہوکا کہا کہ بدعات پر جو
بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الی الله اشبههم
بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہین کر رہتا ہے بلکہ تجکو لایق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب مین بڑا عالم اور اللہ تعالی کا بڑا مقرب وہی ہی جو اونکی ساتہہ
واعلمهم بطریقتهم اذ منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة مرصاحب الشرع فلا بد لك ان لا تکثرت بخالفتك
خوب ملتا ہو اونکی طریقہ سی خوب واقف ہو اسواسطے کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنہین اصل ہین سو تجکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا
لاهل عصرك فی موافقتك لاهل عصر النبی علیه السلام فقد جاء فی الحدیث اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت مین کچہہ فکر نکری کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب اوسمین مین دو راہ ہو جاوین تو بڑی انبوہ کو لو

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامۃ حیث جاء الامر بلزوم الجماعۃ فالمراد بہ نزوم الحق واتباعہ وان کان
عبدالرحمن بن اسمٰعیل جو ابوشامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ
المتمسک قلیلا والمخالف لہ کثیرا الا ان الحق ما کان علیہ الجماعۃ الاولی وھم الصحابۃ ولا عبرۃ الی کثرۃ الباطل
حق والی تھوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہون یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اولی رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت پھیل گیا اوسکا
بعدھم وقد قال الفضیل بن عیاض عامعناہ الزم طرق الھدی ولا یضرک قلۃ السالکین وایاک وطرق الضلالۃ
کچھ اعتبار نہین اور فضیل بن عیاض نی ایسی بات کہی ہی کہ معنوی اوسکی یہ ہین راہ ہدایت پر لگاوہ اوسکی چلنی والون کی کمی سی نہ گھبلو کچھ غم نہو گا اور گمراہی کی راہون سی بچتا رہ
ولا تغتر بکثرۃ الھالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیہ المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم
اور ہلاکین کی کثرت سی دھوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کرے اور عنقریب ہی زمانہ آنے والا ہی
خیرکم فیہ المثبت المتوقف لکثرۃ الشبہات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی ھذا الزمان بل
کہ تمہارا بہتر وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کرے سبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ سچ کہا ہے اسنے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہے بلکہ
وافق الجماھیر فیما ھم فیہ وخاض فیما خاضوا فیہ یھلک کما ھلکوا فان اصل الدین وعمدتہ وقوامہ لیس بکثرۃ
جمہور کا ساتھ دی جو وہ کر رہی ہین اور جو اونکی لگاوٹ مین غور کرنے لگی تو ہلاک ہو دیگا جیسے وہ ہلاک ہوے کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری
العبادۃ والتلاوۃ والمجاھدۃ بالجوع وغیرہ وانما ھو باحترازہ من الافات والعاھات التی یاتی علیہ من البدع و
عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بھوکے پیاسے رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہین ہے بلکہ دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کے بچنے سی ہے جو اوسپر عنقریب آنے والے
المحدثات التی یؤدی الی تبدلہ وتغیرہ کما تبدل وتغیر دیانات الرسل علیھم السلام من قبل بسبب ذلک فعلی ھذا
نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسہی سبب سے بدل گئے ہین اس بنا پر
ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوۃ تصمیمہ علی شیٔ وکثرۃ عبادتہ انہ علی الحق فان تصمیم قدم رجع عنہ
مومن شخص کو چاہی کہ فریب مین نہ آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شی پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہ استدلال نکرے کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اگر کوہ تصمیم سے کسی شی پر اوسے پھیر گیا ہو
ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونہ علی الحق فیہ لان جزمہ وتصمیمہ علیہ لیس من حیث کونہ حقا بل من حیث
اگرچہ وہ فرقون مین بہت جلد پر بہ پر لات نہین کرتا کہ اوسکا جزم اور تصمیم اوس پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس حیث سی ہے
نشاتہ بین قوم یدینون بہ وللنشاۃ والمخالطۃ اثر عظیم فی تصمیم شیٔ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل ھذا
کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوسکو دیانت سمجھتی ہین اور ایسی ملنی اور صحبت کو بڑی تاثیر تصمیم حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہین کہ ایسی ایسی
التصمیم یوجد عامۃ من ذوی الجھل المرکب کالیھود والنصاری ومن فی معناھم وان کان کذلک فالواجب علی کل
تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہ حال ہے تو ہر مسلم پر لازم ہے
مسلم فی ھذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شیٔ من البدع والمحدثات ویصون دینہ من العوائد التی
واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جنمین
استانس بھا وترکی علمھا افھا سم قاتل قل من سلم من آفاتھا وظھر لہ الحق معھا الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتھا
مانوس ہو رہا ہی اوسمین سی بہت تھوڑے ہین جو بچے ہون ہی سکی آفت سی کم بچتی ہین رجال مین حق کر ظاہر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہین کہ قریش نے انہیں عادات کے ماتحت کیسی کیسی
نفوسھم انکروا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاء بہ من الھدی والبیان وکان ذلک سببا لکفرھم وطغیانھم ولذلک
اونکی جان لگی ہوئی تھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو ماننا اور اسہی سبب سے کافر ہوگئے اور سرکشی کی اور اسہی لئے
کان ابن مسعود یقول ایاکم ومایحدث من البدع فان الدین لا یذھب بمرۃ من القلوب بل الشیطان یحدث لکم
ابن مسعود کہا کرتے تھے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین انکبارگی دلون مین سے نہین جاوے گا بلکہ شیطان تمہارے لئے بدعتین نکالتا جاوی گا

بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم نسئل الله تعالی ان یرینا الحق حقا ویرزقنا اتباعه ویرینا الباطل باطلا و
آخر ہوتی ہوتی تمہارے دلوں میں سے ایمان نکل جاویگا ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ہم کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو
یرزقنا اجتنابه المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری اٹھاون مجلس موت کی یاد گاری اور اوسکی تیاری کی رسول اللہ لزوم میں
الله صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر هازم اللذات الموت هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یاد گاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت
ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاکثروا ذکره حتی تستعد له فان قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر
سی اوسکی یہہ معنے ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اوسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اوسکی سامان میں لگو بیشک قول علیہ السلام کا کہ اکثر ذکر کرو
هازم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیها جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقة ینقص علیه لذة الحاضرة
لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمیں تمام مواعظ بہر دی ہیں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد کریگا تو اوسپر لذت حالیہ
ویمنعه من تمنیها فی المستقبل ویزهده فیما کان یؤمله منها لکن النفوس الرکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی التکثیر
کمزور ہوجاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کردیگی اور جو جو امیدیں رکھتا ہوگا سب جھوڑ دیگی پر نفوس سست اور غافل دل تو کہیہ حاجت ہے
اللفظ وتطویل الوعظ ولا ففی قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هازم اللذات المتوجع قوله تعالی کل نفس ذائقة
کو عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کر یاد گاری لذات توڑنی والیکے جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے
الموت فایکفی السامع له والناظر فیه لان ذکر الموت یوجب استعدادا لا نزعاج عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل
ہر جان چکھنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجھنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلیئے کہ موت کی یاد کرنیمیں اس دار فانی سی اٹھنیکے اور
لحظة الی الدار الباقیة اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته
ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی سو اسلیئے کہ علما کہتے ہیں کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی
عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حیث قال
تعلق روح کا بدن سی جھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال سے بدل جانا اور ایک گھر سی دوسری گھر میں چلا جانا اور موت ہے
فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمی واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذکره وقلة التفکر فیه مع
بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالی نے ہی اسکا نام مصیبت کرکہا ہی جہان فرمایا پہر آوی تم پر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوسی سی بڑھکر موت سی غفلت
ان فیه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرته ان الامة اجتمعت علی ان الموت لیس له سن معلوم ولا زمن
یاد نکرنا اور اوسمیں فکر نہ کرنا ہا جو کہ سب اوسمیں عبرت ہا ہی اور القرطبی بڑی عبرت سے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ میں کہا ہی کہ نام امت ہا لاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہیں ہا اور نہ
معلوم ولا عرض معلوم وانما کان کذلک لیکون المرء علی هیبة منه مستعدا لله لکن من غلب علیه حب الدنیا والاهتمام
زمانہ معلوم اور نہ کوئی عرض مقرر اور یہہ اسلیئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی ہو اور اوسکی فکر تو ہمیں
فی لذاتها فهو لا محالة یغفل عن ذکره ولا یذکره بل اذا ذکر عنده یکرهه وینفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنیا فی قلبه
کہ اوسکی لذتوں میں ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبھی یاد نہیں کرتا بلکہ اوسکی باس اگر موت کا ذکر آئی تو اوسکا ناخوش ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلیئے کہ اوسکی دل میں دنیا کی
ورسوخ علاقتها فیه یمنع عن التفکر فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا یحب ذکره وان ذکره یذکره للتاسف علی الدنیا
محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روکتی ہیں جو کہ سبب اوسکی مفارقت کا ہی اور اوسکا ذکر اچھا نہیں لگتا اور اگر موت کو یاد بھی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر
ویشتغل بذمه ویزهده ذکره بعدا من الله تعالی اذ قد ورد فی الحدیث ان من کره لقاء الله تعالی کره الله لقاءه ومع هذا
موت کی برائیان کرتا ہی اور موت کا الیسا ذکر اللہ تعالی سی اور بہی دور کردیتا ہی سو اسلیئے کہ حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہی اللہ تعالی بھی اوسکی ملاقات کو مکروہ جانتا ہی

فتذکرہ للموت خیر لہ لان تذکر الموت ینقص علیہ نعیمہ ویکدر علیہ صفوۃ لذتہ فکل ما یکدر علی الانسان لذتہ وینقص
مگر وہ کہتا ہی تسپر ہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئے کہ موت کو یاد کرنیسے دنیا کا عیش ناقصہ اور صفا لذت مکدر ہوجاتی ہی پس جو چیز انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص
علیہ شہوتہ فھو من اسباب سعادتہ ولذا قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام اکثروا ذکر ھازم اللذات لان الانسان لا ینفک
کردے وہی اسباب سعادت مین سی ہی اسیلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی بہت یاد کرو قوڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالتون سے خالی
عن حالتین اما فی ضیق ومحنۃ او فی سعۃ ونعمۃ فان کان فی ضیق ومحنۃ فذکر الموت یسھل علیہ ما ھو فیہ بانہ
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین پس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کردیتا ہی
یزول ولا بد وھم والموت اصعب منہ وان کان فی سعۃ ونعمۃ فذکر الموت یمنعہ عن الاغترار بھا والسکون الیھا کما
کیونکہ وہ فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہین ہی اور موت اوسسے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی طرف سے بیتکلفی سے روکدیگا اور اوسکو نہایت ہی چسپانیوالی
روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال کفی بالموت واعظا وقال اللفاف من اکثر ذکر الموت اکرم بثلثۃ اشیاء تعجل
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد کریگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی سے
التوبۃ وقناعۃ القلب ونشاط العبادۃ ومن نسی الموت عوقب بثلثۃ اشیاء تسویف التوبۃ والحرص علی الدنیا
توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بھولا رہیگا تو وہ تین باتون مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
والتکاسل فی العبادۃ وقالت ام المؤمنین عائشۃ رض یا رسول اللہ ھل یحشر مع الشھداء احد قال نعم من یذکر الموت
عبادت مین سستی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شہداء کے ساتھ بھی اوٹھیگا فرمایا ہان جو ہر روز
فی الیوم واللیلۃ عشرین مرۃ وسبب النیل الی ھذہ الفضیلۃ ان ذکر الموت یوجب التجافی عن الدنیا والاستعداد
رات دن مین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہ ہے کہ موت کی یاد کرنی دنیا سی الگ کردیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے
للاخرۃ والغفلۃ عنہ تدعو الی الانھماک فی شھوات الدنیا ولذاتھا ونسیان الاخرۃ وقد قال النبی علیہ الصلوۃ و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بھلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے
السلام لابن عمر کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل فکانہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لہ انک مسافر ستسافر الی
ابن عمر کو فرمایا دنیا مین ایسا رہ جیسی مسافر یا راستہ چلتا پس گویا نبی علیہ السلام نے اوس سے یہ کہا تو مسافر ہی عنقریب آخرتکا
الاخرۃ فلا تتخذ الدنیا وطنا ولا تمیل الی حظوظھا وحطامھا واغتنم صحتک واصرفھا فی طاعۃ اللہ تعالی و
سفر کرنیوالا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذات اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجھکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر
اجتھد ان تقدم فی حیاتک ما تقربہ عینک یوم الجزاء وذلک انما یحصل بذکر الموت فلذلک کان ذکر الموت
اور کوشش کر کہ اپنی زندگی مین پہلے اعمال کرلی جسمین قیامت کی دن تیری آنکھ ٹھنڈی ہی رہے اور یہ عاقبت دون یاد کرنیسے موت کی حاصل نہین ہوتی اسلئے موت کا یاد کرنا
افضل وانفع وغفلۃ الناس عنہ لقلۃ فکرھم فیہ وعدم ذکرھم لہ ومن یذکرہ لا یذکرہ بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے اور جو یاد کرتا ہی تو صفائی دلسی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین
مشغول باشغال الدنیا فلا ینفع ذکرہ فی قلبہ مع ان الواجب حتی یعبر ان یفرغ قلبہ عن کل شیء الا عن ذکر الموت
دنیا کی خیالات بھری ہوتی ہین سو اسے دلمین موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا یاد جو وہ یکہ انسان پر واجب ہی یہ کہ اپنی دل کو سب خیالات سی سوا ہی ذکر موت کے
الذی ھو بین یدیہ فانہ اذا ذکرہ بقلب فارغ یوشک ان یؤثر فیہ وعند ذلک یقل فرحہ وسرورہ بالدنیا وینکسر قلبہ
جو سامنی کھڑی ہی حالی کردی ہیشک انسان کا فارغ دل ہوکر موت کو یاد کریگا تو امید ہین کہ یہ جلد معلوم ہوگی اور اوسپر دنیا کی فرحت اور سرور کچھی ہوتا جاریگا اور دل شکستہ ہوجائیگا
فان من کان اسیر النفس مصرا علی الذنوب یجب علیہ ان یجتھد فی اصلاح نفسہ بمداواۃ قلبہ فان مداواۃ
پس جو شخص نفس کا مقید گناہون پر مصر ہوتا ہو اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی وسطی اصلاح نفس کے مشقت اٹھیا کرے کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاصل ایسی حالت مین کہ وہ سخت ہو جاوین پھر اوسکا علاج چار چیزون ہی اسلئے کہ علما کہتے ہین کہ جب دل سخت ہو جاوین تو ایسی
فعلى اصحابها ان يلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الاخرة ومن
لوگون کو چاہئی کہ چار چیزونکو لازم کرین اول علم کی ایسی مجلسون مین حاضر ہوا جسمین خلق کی رہنمائی دنیا سی آخرت کے طرف اور
المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب وتخشع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم اللذات ومفرق
معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سی دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسرے موت کا یاد کرنا جو کہ لذتون کو توڑتے ہی اور
الجماعات وموتم للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته
جماعات کو برگشدہ کرتی ہی اور بیٹا بیٹے کو چھوڑا دیتی ہی اور تیسری مرنی ہو دنکا حالت نزع مین دیکھنا کیونکہ مشاہدہ سکتے کا اور دیکھنا اوسکے بیحجن اور نزع کا
وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان
اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو
من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس مصرا على الذنوب
ارام سی الگ کر دیتا ہی اور طاعات پر اوبھارتا ہی سو یہ تین طریقہ ہین جاہیے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی
ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه ذين القلوب واستحكمت دواعي الذنوب
اپنے دل کا علاج کرے جو اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئی اور اگر دل کے عیب جسم گئی اور اسباب گناہ کی جڑ پکی گئے
فزيارة القبور يؤثر في ذلك ما لم يؤثر الاول والثاني ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور
تو پھر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو پہلے دو اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسیلئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو
فانها تذكر الموت والاخرة وتزهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و
کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا جھوٹی ہے کیونکہ اول طریقہ کا نوسنی سنتی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجھ کا ہی اور
في مشاهدة من احتضر زيارة من قبر معاينة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
سکتی کو دیکھنی ہین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معائنہ ہوتا ہی اور اسیلئے یہی یہ دو نو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ليس الخبر كالمعاينة لكن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج
سنا ہوا دیکھی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سکتے کی حال سی ہر وقت سیدہ ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج
قلبه في ساعة من الساعات وانما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة
کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتھہ آنا جلد ہو سکتا ہی اور نفع اسکی بہت ہے پر لایق یون ہی کہ قبور کی زیارت کرے
القبور ان يحترز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبركين
تو زیارت بدعتے سی پرہیز رکھی جو کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنے متبرک لوگون کی قبر پر جاکر
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی
والاستسقاء بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير
اور اونپر ہرہوسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضہ اتکا ادا اور سختیونکی کشایش اور نا توانون کی مدد مانگنے اور
ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شئ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمين
سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ اپنے بتونسی مانگا کرتے تہے سوا اسکے کہ مسلمین سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جایز نہین ہے

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب باداٰبها ویکون حاضر
کیونکہ کیا تو نے رسول رب العالمین نبی کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکھے کہ حضور دل یہ
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله
ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہ بات تو جو پاؤں کی سی ہی ہے جانے زیارت سے صرف مقصود رضاء خدا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویحلم لعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پھرا نکرے اور نہ اوپر بیٹھے اور قبروں میں جانی ہوئی جوتی اوتارلی جنانچہ حدیث میں آیا ہی
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بھیجے اور اون سے مخاطب ہو کر کلام کرے یہ کہے سلام تم پر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ ہے علیہ الصلوۃ والسلام
کان یقول کذلک واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہ ہی کہا کرتے تھے اور جب کسی مردہ کی پاس حاوی تو چاہی کہ اوسکی سمت کی سامنے سی جاوے اور اوسپر بھی سلام علیک کہے لیکن اگر دعا مانگنی کا قصد کرے
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلک الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو اور بقبلہ کھڑا ہو کر مانگی اور ایسی ہی گفتگو ہے علیہ السلام کے زیارت میں ہے پھر اوسکی حال سے جو مٹی تلے دبگیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان ناقش الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سی جدا ہو گیا جدا ہو گیا عزیز بندر ہوا ایک دن تہا کہ یاروں اور کنبی میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آگئی جو گمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نہ کرتا تہا پھر مبتلا ہے قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانی جواب میں پورا اترا کہ نہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہو گیا ہو پھر اپنی آپ کو تصور کرے گویا مر گیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسال فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان سب جدا ہو گئی کیسا تن تنہا رہ گیا اب جیسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دیں اور کیا انجام ہوگا پھر اپنی گذشتہ بھائی بندوں اور ہمسر کی حالتوں پر تامل کرے
الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف انقطعت امالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتی تہی اور جو مال جمع کیا تہا کیونکر امیدیں ٹوٹ گئیں مال جمع نہ کچھ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے اونکی اچھی چہرے بگاڑ دیئے اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلموا ان میله الی الدنیا کیا لهم
گور میں اونکی اجزاء بکہر گئے اور اونکی جورویں رانڈ ہو گئیں یتیم اولاد میں یتیمی پھیل گئی اور اوروں نے بانٹ لیا اور یوں سمجھے کہ ہمیشہ دنیا میں رہینگے
وغفلته کغفلتهم وانه لاشک صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت الفظیع والهلاک السریع بین یدیه
اور ہمیں غفلت اون کیسی غفلت میں مبتلا ہے شک جگہ جانی نکالنی جہاں وہ گئی ہیں وہ ہمیں درپیش حال ہے اور ایسا ہی حال ہوگا اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہی
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمع الاعتبا الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اسلئے کی یاد اور اعتبار سی البتہ دل نرم ہو جاوے گا اور ہاتھ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رائیں جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا
ویترک هواه ویتوجه الی الطاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر فرائه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا ہوس ترک کر کر مولی کی طاعت اختیار کریگا پھر اسکو چاہی کہ دم بدم اپنے اقران اور امثال کا جو کہ اس سی پہلی مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول املهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحک واللعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بھروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم يتأمل كيف كانت حالهم وحلت منهم محل ستهم وديارهم وانقطعت آثارهم وضاعت أموالهم ثم ينظر في نفسه فإنه
پھر یہہ سوچے کیسا اونکا حال تھا اور اب اونکی محلسرا اور گھر بار بستی خالی ہوگئی اور اونکے مال تباہ ہوگئے پھر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا بھی
سيكون عاقبة أمره كعاقبة أمرهم فيسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب
انجام یہہ ہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کرے کہ ہی جو اسکی ذمہ پر فرایض اور واجبات باقی رکھتا ہی اونکو ادا کرے
عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات بسرنا الله التوبة والاستغفار اناء الليل واطراف النهار
اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہون اور بری کار سے توبہ کرے اللہ ہمکو رات کو اور صبح شام اور استغفار کی توفیق دے ۱۲
المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه
اونسٹھوین مجلس وبا کی حقیقت مین اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بہاگنا
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجز ارسل على طائفة من بني اسراءيل فاذا سمعتم به بارض فلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنے وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین مین وبا سنو تو
تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه اسامة بن زيد
اوسمین نجاؤ اور جب وبا آجاوے اور تم وہان ہو تو وہانسے بہاگنے کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سے ہی اسامہ بن زید کی روایت سے
والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين
اور مراد گروہ مذکورہ سے وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالی کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاؤ سو وہ لوگ دروازہ مین
حنطة فخالفوا امر الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
حنطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اونہون نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نے اون پر وبا بھیجے سو اون مین سے گھڑے بھر کی عرصہ مین چوبیس ہزار
شيوخهم وكبرائهم فدل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
بڑی بڑے آدمی مر گئی اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب وبا کے پھیلنیکا وہ ہے امر الہی کی مخالفت اور اس حدیث مین وہان یعنی وبا کی جگہہ مین جانی کی ممانعت ہے
القدوم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا يجوز للعبد ان يلقي نفسه الى
اور وہان سے بہاگنی کی پہلی ممانعت ہی تو اس سبب سے کہ اپنی جان کو تلف مین پڑنی سے بچے اسلئے کہ بندہ کو جایز نہین ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالی
التهلكة لقوله تعالى وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضا بقضاء الله تعالى وقدره
اسل آیت سی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا
ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي
اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب بسبب گناہ کے نازل ہوتا ہی وہ بہاگنے سے نہین دفع ہوتا اور سکو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی مین اختلاف ہے
فقال القاضي تاج الدين السبكي وهذا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتحريم وقال بعض العلماء
سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہی جسپر اکثر علماء ہین کہ وہان سے بہاگنی کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہین
هو للتنزيه واتفقوا على جواز الخروج لشغل غرض غير الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منها فرارا منه
کہ نہی تنزیہی ہی اور بالاتفاق کہتی ہین کہ وہانسی چلا جانا واسطے کسی کام کی سوائی بہاگنی کے جایز ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث مین فرماتی ہین وہانسے نکلو
ويدل على التحريم ما روى عن ام المؤمنين عائشة رضه انه عليه السلام قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف والخارج
اور حرمت ام المومنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی ہین وبا سی بہاگنی والا اور
ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبائر والله تعالى يعاقب عليه ان لم يعف واختلف العلماء في حكمة ذلك النهي
ابن خزیمہ اپنی صحیح مین نقل کیا ہی کہ وبا سی بہاگنی گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالی اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علما کو اس ممانعت کی حکمت مین اختلاف ہے

فقیل هو تعبدی لا یعقل معناه کان الفرار من المهالک مامورا به وقد وقع النهی عنه وفیه سر لا یعلمه الا الله تعالی
کوئی کہتا ہی اسمین بندگی ہی کچھ معنی سمجھ مین نہین آتی اسلئے کہ ہلاکت کے مقام سی بھاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی ایسی پوشیدہ حکمت ہوگی کہ اسکے سوائے
وقیل هو معلل بان الطاعون اذا وقع فی بلاد یموت من کان فیه بمداخلة سببه فلا یفید الفرار منه بل ان کان اجله حضر
اور کوئی کہتا ہی اسکی یہ علت ہے کہ واجب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہنچ جاتی ہی کیونکہ سبب کے دخل ہوتا ہی پھر بھاگنا کسی مین کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ اگر
فالطاعون سبب موته سواء اقام اورحل فلا تعین المفسدة ولا انفکاك عنها تعین الاقامة لما فی الخروج من العبث
اسکی موت کے لیے وہی تو وہان ہی اسکی موت کا سبب ہے برابر ہی کہ وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے کیونکہ ہر حال مین اسکا فساد معین ہی اگر وہان ہی ہے تو ہر اقامت ہی معین ہی اسلئے کہ چل جانے مین بیہودہ حرکت ہی
الذی لا یلیق بالعقلاء معران فیه الفرار من حکم قدر الله تعالی وامر بالصبر علیه وجعل لمن یموت به اجر الشهید بل
جو عقلا کی حال کسی مناسب نہین ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الٰہی سی بھاگنا ہی حال یہ ہے کہ اسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنی والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ
جعل للمقیم فیه صابرا اجر الشهید ولو لم یمت بالطاعون والفرار من مثل هذا اجر خسارة عظیمة مع انه لا یعلم
اسمین جو صبر سی قائم رہنی والی کی اسکے اجر شہید کا ہی اگرچہ وہ نہ مرے اور بھاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی نوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہ خبر نہین
ان الموت الذی فر منه هل یسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائنی عن ابیه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال
کہ جس موت سی بھاگتا ہون اسی سلامت رہونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بھاگنے والا کم بچتا ہے
تاج الدین السبکی والذی حکاه مجرب ولیس ببعید ان یجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء فی الکتاب الکریم
تاج الدین سبکی کہتا ہی یہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اس بھاگنی کی باعث سی اسکی عمر کوتاہ کردی چنانچہ کتاب کریم مین منصوص حاصل ہوا ہی
ما یوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالی قُلْ لَنْ یَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ
کہ جہاد مین سی بھاگنا عمر کوتاہ کردیتا ہے اور وہ یہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیوے گا تمکو بھاگنا اگر بھاگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے
وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا وحکی ان والده استنبط ذلك من هذه الآیة وقال اهل التفسیر فی قوله تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا
اور اب نہ پہل بھاگے مگر تھوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ حبیب عجمی سے اپنے بیٹے نے یہ مضمون سمجھا ہی آیت کے مخالاہی اور مفسرین اس آیت مین فرماتے ہین کہ لوگ جو گھر
مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قریة وقعم فیهم فخرجوا منها هاربین فاماتهم الله تعالی ثم احیاهم لیعتبروا ویعلموا
اپنے گھروین سی اور وہ ہزارون تھی موت کی ڈر سی یہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین بڑی سی وبا پڑی سو وہ لوگ وبا سے بھاگی پھر اللہ تعالی نی اونکو مار دیا پھر زندہ کیا تاکہ عبرت پکڑین اور جانین
ان لا ینفر من قضاء الله تعالی وقدره وقد ورد فی الحدیث انه وخز اعدائنا من الجن علی ما روی عن ابی موسی الاشعری
کہ تقدیر الٰہی سی نہین بچا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وہ ہماری دشمنون مین کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسے اشعری کے
انه علیه السلام قال فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائکم
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی ہماری
یعنی الجن وفی کل منهما شهادة قال ابن القیم فی کون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حکمة بالغة وهی ان اعدائنا منهم
یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑے حکمت ہی وہ یہ ہے کہ الجن ہمارے دشمن ہین
شیاطینهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا فی الدین وقد امرنا الله تعالی معاداة اعدائنا من الجن والانس وان
اور جو اونمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بھائی ہین اور ہمکو حکم الٰہی ہے کہ اپنے دشمنون کی انسان ہون یا جن دشمنی کریں اور اونسے
نحاربهم طلبا لمرضاته وابی اکثر الناس المسلمین مولاتهم فسلطهم الله تعالی علیهم عقوبة لهم لما استحبوا حین اخذوهم
وہ طلب رضا مندی اسکے کرین اور اکثر لوگ اس حکم سی پھر کر اونکی محبت کے طلبگار رہے گئے سو ہی اونکو اللہ تعالی نی اونپر عقوبت کی لئی غالب کردیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو
وامرهم بالفسق والفجور واطاعوهم فی الفساد والشر وقد اقتضت الحکمة الالهیة ان یسلطوا علیهم بالطعن فهم
فسق وفجور کے بکڑا تو مان گئے اور فساد اور شر اونمین مطیع ہو گئی تو حکمت الٰہی نی چاہا کہ جیسے اونپر غالب آگر اونہون نے طعن قایم کرین

کما یسلط علیهم اعداءهم من الانس حین افسدوا فی الارض ونبذوا کتاب الله تعالی وراءهم فهذه المحاربة طلحمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہو جاتی ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتے ہیں پس یہ محاربت صف جنگ
الانس والطاعون طلحمة من الجن وکل منهما یسلط علیهم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة لهم لمن یستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہود و نواہ نیچر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے وسلی عذاب سختی عذابکے اور دوسلطی شہادت مستحق
لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالی فی العقوبات التی یقع عامة فیکون طهرة للمتقین وعذابا للفاجرین وقد ثبت
شہادتکے سلط ہو جاتا ہیں پس ان عقوبات میں جو عام نازل ہوتی ہیں عادت الٰہی یہ ہی جاری ہی سو متقیوں کی واسطے طہارت اور بدکاروں کی لئی عذاب ہی اور حدیث
فی الحدیث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنکرات علی ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال لم تظهر
میں ثابت ہو چکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل میں آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ کبھی ظاہر نہیں ہوتا
الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا افشی فیهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبرانی مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نے مرفوعا نقل کیا ہی نہیں ظاہر ہوا
الزنا فی قوم قط الا کثر فیهم الموت قال ابن حجر الحکمة فی ذلك ان حد الزنا فی المحصن اذهاق الروح بصفة مخصوصة وهی
زنا کبھی کسی قوم میں نگر اوسمیں موت کے کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمیں یہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق میں جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنے
الرجم فاذا لم یقم فیه الحد یسلط علیهم الجن لیقتلوهم قال السیوطی ومن تتمة ذلك ان الزنا لم یکن فی غالب الاحوال
سنگسار کرکے مرجانے سمیں یہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اوسپر تعینات ہوتا کہ اونکو قتل کریں سیوطی کہتا ہی اسکا بقیہ یہ ہے کہ زنا جو نکہ اکثر اوقات
یقم سرا یسلط الله علیهم عدوا یقتلهم سرا من حیث لا یرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی ہی اور نہ ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مارڈالی ایکا کسیکو معلوم ہو اور عذاب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہی تو سبھی پر عام ہو جاتا ہی
ثم یبعثون علی نیاتهم کما روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیهم
پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کی موافق مبعوث ہوتی ہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہی تو جو وہاں ہوتا ہی سب پر عذاب ہوتا ہی
ثم یبعثون علی نیاتهم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظهور المنکرات ولاعلان بها لان انکارها وتغیرها
پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہیں علماء کہتی ہیں کہ تمام لوگو کو عذاب اسلئے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا
یصیر واجبا علیهم فمن لم ینکر صار کمن فعل فی استحقاق العقوبة کما روی عن ابن عباس انه قیل یا رسول الله
اوسپر واجب ہو جاتا ہی پھر جو شخص انکو نہ روکے وہ انکے ارتکاب کرنیوالو کی مانند ہو گیا کما روی کہ یا رسول اللہ سے کسی نے عرض کیا ابن عباس سے کہ
اتهلك القریة وفیها الصالحون قال نعم قیل بم یا رسول الله قال بترکهم النهی وسکوتهم عن معاصی الله تعالی تتران
کیا تمام گانو ہلاک ہو جاتا ہی اسمیں صلحا ہوتی ہیں فرمایا ہاں عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا منع کرنے سے اونکی بسکے اور جب نہی سے بہرشک وہ
الطاعون وان کان یقع عذابا لهم بسبب سکوتهم عن المنکرات عند ظهورها لکن لما جعل لهم کفارة وطهرة کان لهم
وبا اگرچہ اونکی لئے منکرات کی ظہور ہو جب نہی کی سزا میں عذاب آتا ہی برحسب کہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق میں
رحمة کما روی عن ام المؤمنین عائشة رض انه علیه الصلوة والسلام قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی ہیں اور کفارہ اوسکا کچھ نہیں ہوتا
الله تعالی بالحزن لیکفرها ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لزیادة
تو اللہ تعالی کفارہ کیواسطے اوسکو غم میں مبتلا کرتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق میں جو تمام واجبات ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تقصیر نہ کی اوسکے افزایش
حسناته کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله تعالی منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله یبتلیه بما یکرهه
حسنات کے جو چنانچہ حدیث میں آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی میں ایک مرتبہ کی لایق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سے نہیں حاصل کر سکتا تو اللہ تعالی اوسکو بہت سی مکروہات میں مبتلا کرتا ہی

حتی یبلغه ایاه وقد ورد فی الحدیث ان الطاعون شهادة للمؤمنین ورحمة لهم ورجز علی الکفرین وهو صریح فی ان
آخرہ اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور مینگ حدیث مین آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق مین شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے آسسے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
کونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنین واذا وقع فی الکافر فانما هو عذاب عجل علیه فی الدنیا وله فی الآخرة اشد
وبا مرض مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور مینگ کافر پر پڑتے ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوسپر جلدی سے دنیا مین آگیا اور آخرت مین اوسکے لئے
العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرة من هذه الامة اذا کان مصرا علیها ولم یتب عنها فکون الطاعون شهادة
اور بہی سخت عذاب ہی اور راگنہگار کبیرہ کا مرتکب اوسی امت مین سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہین ہوا تو وبا اوسکی حقمین شہادت ہی یا نہین
له محل نظر اذ یحتمل ان یقال انه لاینال درجة الشهادة لشومه وکان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالی
اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص اون گناہون کی وباں سی ہمین تبلا تہا شہادت کا درجہ نہین پا سکتا اور مینگ اللہ تعالی فرماتا ہی
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وایضا قد سبقت ان الطاعون
کیا خیال رکہتے ہین جنہون نے گمانی ہین برائیان کر ہمسر کر دینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہین اور کئی بہلے کام اور یہہ ہو گذر چکا ہے کہ وبا
یشاء من عباده لما احشه ویقع عقوبة بسبب المعصیة فکیف یکون شهادة ویحتمل ان یقال انه ینال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة
فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پہلے اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہو سکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہے کہ شہادت کا درجہ پاوینگا
فیها لاسیما الحدیث الوارد عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لکل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس
اسپر سبہی کہ حدیثون مین حکم عام ہے خاصکر اس حدیث مین جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اسمین صاف عام ہی العموم ہے
علی شهید المعرکة ان یحکم له بالشهادة ولو کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها الا تتبعات الآدمیین للحدیث الوارد
اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کر کر حکم شہادت کا کر سکتی ہین اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی سر پر کتنی ہی گناہ کی ہون توبہ نہ کی ہو ہون بلیں احمد حدیث کی کہ
ان الشهید یغفر له کل ذنب الا الدین وسائر التبعات فی معنی الدین ولا یلزم من حصول درجة الشهادة لمن اکتسب السیئات
شہید کی تمام گناہ بخش دیتا ہی سوا قرض کے مستثنا ہوجاتی ہین اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہین اور یہہ لازم نہین آتا کہ ایک شخص ہو گناہ کرتا رہا شہادت کا درجہ پاکر
ان ساوی المؤمن الکامل فی المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم یستفاد من الحدیث ان الشهادة لاتکفر
مومن کامل سے درجہ مین برابر ہو جاوے اسیواسطے کہ شہیدونکی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہین البتہ احمد حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق
التبعات لکن التبعات لاتمنع الشهادة اذلیس للشهادة معنی الا انها اذا حصلت لشخص یثیبه الله تعالی ثوابا مخصوصا
نہین معاف ہوتی ہین لیکن حقوق باقی رہنے سے یہہ شہادت مین فتور نہین آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہین کہ جب خدا کیطے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی کی طرف سے
ویغفر له ذنوبه غیر التبعات ثم ان کان له اعمال صالحة فهی تنفعه فی موازنة ما علیه من التبعات وتبقی له درجة الشهادة
اکیخاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہوجاتی ہین پہر اگر اوسکی آگے اعمال صالحہ ہین تو وہ اون حقوق کی مقابلہ مین فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بہتا رہیگا
وان لم یکن له اعمال صالحة فالشهادة تکفر اعماله السیئة غیر التبعات وهو فی حق التبعات یبقی فی مشیئة الله تعالی
اور اگر کچہہ اعمال صالحہ نہین ہین تو شہادت اوسکی گناہون کو سوائی حقوق کی تو محو کر دیگی اور باقی حقوق اللہ تعالی کی مشیت مین رہے گا
فانه تعالی اذا رآهم لا یعذبه یرضی علیه خصمه کما روی انه علیه الصلوة والسلام بینما هو جالس اذ ضحک حتی
بیشک اللہ تعالی اگر آگے سوا یہہ عذاب نہو تو وہ جو کو راضی کر دیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹہی ہوئی ایسے ہنسی
بدت ثنایاه فقیل له لم تضحک یارسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فیقول احدهما یارب خذ
کہ دندان مبارک بیشمین نظر آنے لگے پہر کسیے نے جو پوچہا یا رسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق
لی مظلمتی من هذا الاخ فیقول الله تعالی اعط اخاک مظلمته فیقول یارب لم یبق من حسناتی شیء فیقول الله تعالی
اس بہائی سی دلادی پہر اللہ تعالی فرماتا ہے ملینے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہین رہی پہر اللہ تعالی فرماتا ہی

للطالب ما تصنع باخیك لم یبق من حسناته شیء فیقول یارب فلیحمل عنی اوزاری فقاضت عینا رسول الله

طالب مدعی سے کہیگا تجھ اپنی بھائی ہی کیا سمجھ کر بیگا اوسکی پاس تو کوئی حسنات باقی نہیں رہا ہوگا مجھ پر پھیر دیجیو یعنی گناہ اوسکا لیں دو فرمائیں سول دو فرمائیں سول اللہ

صلی الله علیه وسلم قال ان ذلك الیوم لیوم عظیم یحتاج الناس فیه ان یحمل عنهم اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی

صلے اللہ علیہ وسلم کی تبسم کہ یہ دن بڑا ہی سخت ہے لوگو کو بوجھ اوپر کی ضرورت ہوگی کہ اوسکی گناہ اوروں پر ڈالدیں پھر آپنے فرمایا پھر اللہ تعالے

للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الی الجنان فیرفع بصره فیری ما شاء من فضة وقصورا من ذهب مكللة باللؤلؤ فیقول

مدعی سے فرمائیگا نگاہ اوٹھا کر جنت کی طرف تو دیکھہ پھر وہ آنکھہ اوٹھا کر کیا دیکھتا ہی شہر کی شہر جاندی کی اور محل کے محل سونے کی تمام موتی جڑی ہوئے پھر وہ عرض کریگا

لمن هذا یارب فیقول الله تعالی هذا لمن یعطی ثمنه فیقول فمن یملك ثمنه یارب فیقول الله تعالی انت تملكه فیقول

آہی یہ کسکی ہین پھر اللہ تعالی فرماویگا جو کوئی اسکی قیمت ادا کریگا پھر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پھر اللہ تعالی فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پھر عرض کریگا

بماذا یارب فیقول الله تعالی بعفوك عن اخیك فیقول یارب قد عفوت عنه فیقول الله تعالی خذ بید اخیك وادخله

کس چیز کی بدلہ پھر اللہ تعالی فرماویگا تیری اس بھائی کی معافی کی بدلہ پھر عرض کریگا الٰہی مین نے بیشک اسکو معاف کیا پھر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بھائی کا ہاتہہ پکڑ اور جنت مین لیجا

الجنة ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بینكم فان الله تعالی یصلح بین المؤمنین

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ اللہ تعالی قیامت کے روز مومنون مین

یوم القیمة قال القرطبی نقلا عن شیخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالی ان لا یعذبه وكذا ماروی عنه علیه الصلوة

ملاپ کردیگا قرطبے اپنی اوستاد سے نقل کرتا ہی یہ حال کسی کسی کا ہی جسکو اللہ تعالی عذاب سے بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام

والسلام ان منادیا ینادی یوم القیمة من تحت العرش یا امة محمد اما ما كان لی قبلكم فقد وهبته لكم فبقیت التبعات

سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتی هذا ایضا لبعض الناس اذ لو كان فی جمیعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحیحة

سو ہر ایک دوسرے کو معاف کرکے میرے رحمت سے جنت مین چلے جاؤ یہ بھی کسی کسی کو ہوگا اگر سب کے لئے ہوتا تو کوئی ہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین

نقلها ثقات ولا بد من الایمان بها عن كان من اهل الایمان لا یبقی فی النار بسبب العصیان بل یخرج منها ولو بعد حین

جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اوسپر ہی ایمان لانا ضرور ہی کہ کوئی ایمان والا کسی سبب سے دوزخ مین نہین پڑا رہیگا بلکہ دوزخی نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ طویل

وزمان والخروج منها لا یكون الا بعد الدخول فیها عصمنا الله تعالی عن الدخول فیها المجلس السبعون فی بیان فضیلة الصبر فی

یا زمانہ دراز کی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہوئی کے نہین ہو سکتا الٰہی ہمکو دوزخ مین جانے سی بچائی ساٹھویں مجلس صبر کی فضیلت کا بیان

موضع الطاعون وعدم جواز الفرار منه لرفعه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس من احد یقع الطاعون فیمكث

موضع طاعون مین اور اوسکی دفع کے لئے وہان سے بھاگنا جائز ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئے نہین کہ طاعون واقع ہو پھر وہ

فی بلده صابرا محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهید هذا الحدیث من صحاح الصحاح

اوس شہر مین صبر کرکر ثواب کے لئے یہ سمجھکر کہ مجھکو وہ ہی پہنچیگا جو اللہ تعالے لکہہ رکہا ہی مگر اوسکی واسطے برابر اجر شہید کے ہوگا یہ حدیث صحاح کی صحیح حدیثون سے ہی

روته ام المؤمنین عائشة رض قال ابن الحجر مقتضی هذا الحدیث ان اجر الشهید یكون لمن لا یخرج من البلد الذی

ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سی جہان

وقع فیه الطاعون ویكون فی حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالی راجیا موعوده عارفا بان ما یقع له فهو بتقدیر الله تعالی

طاعون واقع ہوا ہی چلا نہ جاوی اور وہان تہرا ہوا اللہ سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہ سمجہکر کہ مجھپر جو کچھ آویگا سو تقدیر الٰہی سی ہے

وما یصرفه عنه فهو بتقدیر الله تعالی غیر متضجر بوقوعه معتمدا علیه فی كل حال فمن اتصف بهذه الصفات فان

اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر الٰہی سی ہے اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہوا ہی رب پر ہر حال مین بہروسہ کرے سو جس شخص مین یہ صفات موجود ہون پھر وہ

بغیر الطاعون فظاهر الحدیث ان اجر الشهید یحصل له ویؤیده روایة من مات فی الطاعون فهو شهید الحدیث
طاعون میں مری تو ہے موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتا ہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون میں مرجاوے وہ شہید ہے اور مدینہ میں مرجاوے وہ شفیع ہے اور مکہ میں مرجاوے وہ حساب سے بچ جاوے
ثم قال لو وجدت فی شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحدیث انه یکون شهیدا و
پھر کہا جس شخص میں یہہ صفتیں موجود ہون پھر وہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث کے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہید ہے اور
نیة المؤمن خیر من عمله ثم قال ومما یستفاد من هذا الحدیث ان الصابر فی الطاعون المتصف بالصفات المذکورة
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پھر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون میں صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو
یامن فتنة القبر لانه نظیر المرابط فی سبیل الله تعالی وقد صح ذلك فی المرابط کما فی حدیث مسلم وغیره ثم
قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ گویا اللہ کی ہوئی جہاد میں تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق میں ثابت ہوچکا ہی جیسا کہ حدیث مسلم وغیرہ میں موجود ہے
قال واما من لم یتصف بالصفات المذکورة تراه یشتد تضجره ویشتغل بوجوه من الحیل فی دفعه بانواع کاشیاء
اور جس شخص میں صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکھو کہ تنگ دل ہوتا ہی اور دافع کرنیکو قسم قسم کی حیلی طرح طرح کی باتین جو وبا کی دور کرنیکے
التی یقال انها تدفعه کالرقی والخواتم والتعویذات التی تعلق فی الرؤس وتکتب علی الابواب ویتشام بانواع الطیرة
مشہور ہین کہے جاتے ہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے مین ڈالتے ہین اور دروازون پر لکھتے ہین اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے
التی نهی الشارع عنها ویحیل امره علی الهوی والماء من غیر نظر الی سببه الحقیقی الذی هو ظهور الفاحشة واعلان المنکرات
جو شرع میں ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آپ ہوا پر اور حقیقی سبب کا کچھہ لحاظ نہین جو ظاہر ہوتا فحش کا اور پیدا ہونا منکرات کا ہے
ویجتنب عن عیادة المرضی وحضور الجنائز التی ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشیة والخشوع واکثرهم
اور بیماروں کی عیادت اور جنازہ پر جانا جسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف اور انکسار پیدا ہوتا ہی اور ایسی لوگ اکثر
یموتون فی زمن الطاعون بالطاعون وغیره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر علیه
طاعون کی موسم میں طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو اونکو درجہ شہادت کا نہین ملتا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا
عند وقوعه وقد یموت بعض منهم فیزعمون انه یقوم بعد موته ویخرج من قبره لیلا ویدور بیوت الناس و
اور ان میں کوئی مرجاتا ہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹھتا ہی اور رات کو قبر میں سے نکل کر لوگون کے گھرونمیں پھرتا ہی
یدعو بعض اصحابها ویموت من دعاته وبهذا الزعم ینبشون قبره وبین بحونه بل ربما یخرجونه ویحرقونه کما یفعله
اپنی یارون میں کسی کسی کو پکارتا ہی پھر مرجاتا ہی اسی کا بہانہ لیکر اوسکی قبر اوپر کراوسکو نیچے کردیتا ہی پھر اوسکو نکال کر جلا دیتے ہین جیسا کہ ہندو مسلمان
کفار الهند مع کون هذه الافعال کلها مما ورد النهی عنها فی الشرع المحمدی وانما یرتکبونها لنفرتهم عن الطاعون وکراهتهم
کفار یہہ بھی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی مین سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسلیے کرتے ہین کہ طاعون سے گھبراتے ہین اور مصدر ہوتے ہین
له وقد ثبت انه علیه السلام دعا بانه امته وقال اللهم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشکل
اور بیشک ثابت ہوچکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کی حق میں دعا کی تھی یہہ فرمایا ہی الٰہی میری امت کے موت طعن اور طاعون سے دیجے اور بعضون نے اگرچہ اس حدیث پر
هذا الحدیث بان اکثر الامة یموتون بغیرها لکن اجیب بانهما الغالب علی فناء الامة وهو صحیح بلاشك اذ لو استقرء
یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتے ہی لیکن جواب یہہ دیا کہ اکثر یہہ ہی دونون اسکے موت کے لئے ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی ہوگا اگر تحقیق
الامر لوجد المعدد الذی مات فی الطاعون اکثر من العدد الذی مات فیما بینه وبین الطاعون الذی قبله فکیف اذا انضم
تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی اون مردون سی زیادہ ہوگی جو درمیان بن اس طاعون کے اور پہلی طاعون کی مرے ہین پھر اگر متقولین کو شامل
الیه القتل الحاصل فی الجهاد وفی الفتن فانقیل کیف دعا علی امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء لیس
کرین جو جہاد یا فتنہ مین قتل ہوئی ہین تو کیونکر زیادہ ہونگی پھر اگر کوئی یہہ کہی کہ اپنی امت کی ہلاکت کی کیون دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاکت کا سونا مقصود نہین ہے

دعاء علیهم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامرين لان الموت
اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی ہلکن اس دعا سے بوسیلہ ان دونو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو ایسے پیچھے لگی ہوئی ہے
امر لازم لاخلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سببا للموت الذى قدّره الله تعالى ولا مفرّ منه حتى
کہ اوس سے اصلا مخلصی نہین ہے پس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی موت آیا کری جو اللہ تعالی نے مقرر کے ہی اور اوس سی کوئی بچا نہین ہے
يحصل بكل منهما الشهادة اما حصولها بالطعن الذى هو القتل الحاصل فى الجهاد والفتن فظاهر واما حصولها
تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کری پہر حصول شہادت طعن سی جو صین جہاد مین یا فتنہ مین مارے جاتے ہین ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا
بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخز اعدائنا من الجن فيكون شهادة بلا ريب وهذا كان الدعاء برفعه غير
طاعون سے سواسکے کہ حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو جہاد ہماری دشمنون جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسہی لئے اسکے رفع کی دعا جایز نہین ہے
مشروع قال النبيجى يكره الان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام
نبیجے کہتا ہی کروہ ہی اسلئے کہ معاذ رضہ نے دعا کی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے
على ما روى عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب فى طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر
عبداللہ بن رافع کے کہ ابوعبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس مین مبتلا ہوکر فوت ہوے تو معاذ رضہ کو اپنا نائب کیا اور اوس شدت ہوئی
فقال الناس لمعاذ ادع الله يرفع هذا الرجز فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم ومؤت صالحين قبلكم وشهادة
معاذ سے کہا کہ اللہ سی دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہوجاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہین ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور تمکو صلحا کی موت اور شہادت ہی
يخص الله تعالى بها من شاء منكم اللهم آل معاذ نصيبهم الاوفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان
تم مین سی جسکو چاہے اللہ عطا فرماوی آپنے معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت مین سی عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ
الدعاء برفعه غير مشروع وقد صرح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا
اسکے دور ہونیکے دعا جایز نہین ہی اور تحقیق ہوچکا ہے کہ معاذ تمام امت مین حلال اور حرام کو خوب جانتا تہا اور قیامت کی روز تمام فقہا کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا
لما احوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا البادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ماظنوا
جایز ہوتی تو لوگون کے کہنے کی کیا حاجت تہی بلکہ وہ خود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو ضرور اگر تب لوگون نی اوسسے عرض کیا تہا ہمارا خیال ہی کہ ہمکو حق ہین
انه مصلحة لهم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقنت له لانه لم يثبت القنوت فى طاعون
پہنچے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونمین سی کہتا ہی اسکی دعا کے لئے اسلئی کہ طاعون عمواس مین دعا ثابت نہین ہوئی
عمواس وغيره وابن الجوزى مال الى مشروعيته قلت وادى الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما فى
اور ابن جوزی اگرچہ اسکو مشروع کرتا ہی لیکن اوسنے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئی جیسے
الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق فى الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعمائة ولم يفد شيئا بل ازداد الامر
نماز استسقا مین ہوتی ہی سو بیدعت ہی دمشق مین آخر ہوئی تہی بڑے طاعون مشنہ سات سو انچاس مین اور کچہ فایدہ نہی ہوا بلکہ حال اور بہی
شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا لم يخف على السلف لا على فقهاء الامصار وابتاعهم فى الاعصار الماضية فلم يبلغنا
تباہ ہوگیا پہر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر پوشیدہ نہ رہتے اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تابعدار پر زمانہ گذشتہ مین سو اس باب مین ہمکو کوئی روایت نہین پہنچی
فى ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعيته بقول
اور نہ محدثین سی کوئی اثر اور نہ کوئی جزی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکہی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہا کے
بعض الفقهاء ان القنوت فى الصلوات كلها مشروع عند النوال وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تصريح
اسس قول سی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون مین بروقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کو درست جایز ہے اور صریح

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمیں طاعون ہی داخل ہے اور یہ ہے بڑا حادثہ ہے اور جواب یہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلاة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہیں کہ طاعون وغیرہ بھی انمیں داخل ہیں پر طاعون میں خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہے برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون وبتقدير ذلك ورد النهي عن الفرار منه دون الوباء و

وبا اور حوادث کی اور اسی لئے دعا کرنا شرع میں آیا ہی اور نوازل کی رفع کی دعا جایز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جایز نہیں اور اسی کی تایید کرتی ہی طاعون سے بھاگنے کی ممانعت سوا وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اولی میں کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑی تعداد موجود تھے اور کسی سے یہ ثابت نہیں

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و

کہ کسی نے ایسے سے کچھ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوۃ نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کردی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو تم سے ماریں مراد ہیں اونمیں کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی پس کہتا ہی کہ اون لوگوں سی بنی اسرائیل مراد ہوسکتی ہیں کیونکہ طاعون

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تھا وقت ظہور اور پر ملا ہونے منکرات کے جو دم کہار ہے منع نکیا برائی حق میں اونکی وہم کہا رہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت تھے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمیں ایک دوسرے کو ہاتھہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی قتل ہوئے کیونکہ یہہ تایب اور صلحی اور سلیم تھے اور اسسے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاطها في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح میں کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرایض اور واجبات ہیں ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہوں اور برائیوں سی توبہ کری اور جو اور حقوق کی معافی اور حقوق سی رستگاری میں جلدی کری اور تنگی سی تنگ مروت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عليه

درکاری اور اسمیں وبا کی موسم میں عموماً تاکید ہے اور جو طاعون میں مبتلا ہوا ہو اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت میں کہ بلا تصریح اس کمی کے ہوسکتی ہو صلی اللہ علیہ وسلم

ما حق امرئ مسلم له شئ يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرئ مسلم شئ يريد ان يوصي فيه

نہیں چاہیا کہ تا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکھی ہوئی اوسکے پاس ہو یعنی ہیں جب کسی مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمیں وصیت کیا چاہے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منيته ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہیں ہے مگر اوسکی وصیت لکھی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا کہ کبھی اوسکی موت تک پہنچ میں آگر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچھہ مقصود نہیں ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہیں چاہئی کہ اوسپر کچھہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکھی ہوئی اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فيلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اب اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمیں جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبری کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جائے

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تعالى

پہر بے وصیت مرجاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار رہوویگا اگر اوسپر وصیت بانی لحاظ واجب تھے کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

وحقوق الناس وان لم یکن علیه من هذین الحقین بشیء لا یجب علیها الوصیة بل یستحب ومحلها لمن کان له مال ولم یکن له
یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ اینمیں سی کچہ نہیں ہی تو وصیت واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکی جنمیں جسکا پاس مال توہی
وارث جمیع المال وان کان له وارث فثلث المال ویستوفیه فی الوصیة الواجبة ان احتیج الیه وینقص منه فی الوصیة
پروارث نہیں تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پہر تہائی مال پر تہائی مال وصیت واجبہ مین اگر حاجت پڑی تو پورا کردی اور وصیت مستحب مین تہائی سی کم
المستحبة وطریقها ان یذکرها بلسانه عند عدلین ویبین قدرها وجنسها وصفتها وان کتبها وقرأها علیهما واشهدهما
اور طریقہ وصیت کا یہہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کریں اوسکا مقدار اور جنس اور صفت بیان کردی اگر وصیت لکہکر کردی تو اوسکو پڑہکر سنادے اور دونکو گواہ
علیها کان اولی لکن ینبغی له ان یحترز غایة الحترز ان یخص وارثا من ورثته بشیء علی وجه التملیک او الاقرار فیکون خائنا
گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہئی کہ بہت پرہیز کری کہ خاص کسی وارث کو کوئی چیز معین کر کی مالک اوسکی کردی یا اوسکا اقرار کردی
شرا لا خاتمة خیرا ان الله تعالی تولی قسمة المواریث بنفسه واعطی کل ذی حق حقه وعینه له فی کتابه الذی انزل علی
برا انجام ہی اچہا نہیں اسلئے کہ اللہ تعالی نے عبارت خود قسمت سوارث کا زمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حق دار کی اپنی کتاب مین جو اپنی رسول پر نازل کی ہی
رسوله وتوعد من عصاه وبدل حکمه بدخول النار والخلود فیها فقال فی آخر آیات المواریث ومن یعص الله ورسوله ویتعد
حصہ معین کر چکا ہی اور نافرمان کی حق مین جو اوسکی حکم کو بتدیل کرے دوزخ مین جانی کا ہمیشہ کی اسمین خبر آیات میراث کی آخر مین دیدہ فرمایا ہی جنمیں جو کوئی اللہ کی اور اسکے رسول کی
حدوده یدخله نارا خالدا فیها وله عذاب مهین وروی عن ابی هریرة رضی الله عنه علیه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمراة
اور جو شخص اوسکی حدونسے اوسکو داخل کری آگ مین پڑی اوسمین ہمیشہ اوسکو ذلت کی مار ہی اور ابو ہریرہ رضی سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت
لیعملان بطاعة الله ستین سنة ثم یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فتجب لهما النار ثم قرأ ابو هریرة قوله تعالی من بعد وصیة
ساٹہ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہین پہر مرتی ہین پہر مرتے وقت اونکی موت آتی ہی تو وصیت مین ہی ناحق ضرر دیدیا ہی پہنا نچہ اونکی لئی دوزخ واجب ہوجاتا ہی پہر ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑہی بعد وصیت
یوصی بها او دین غیر مضار الی الخر الایة یسر الله تعالی من الاعمال ما یوافق رضاه المجلس الحادی والستون فی بیان
جو مرچکے ہے یا قرض کی حجت اور نہ تقاضا کیا ہوا تو تک اوسکی ہمہ اعمال ہوا فق اپنی رضا کی آسان کر اکسٹہوین مجلس صبر کی بزرگی مین
فضیلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضیلة الاسترجاع عندها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن
بلیات اور مصائب پر اور سوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی بڑہنی کی فضیلت مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد
والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیه من خطیئة هذا الحدیث عن حسان المصابیح رواه ابو
اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اور ترتی رہتی ہی تاکہ اللہ تعالی سے ملتا ہوا کہ اوسپر کوئی گناہ باقی نہ رہے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سے
هریرة ومعناه ان البلاء لا یزال یلحق بالمؤمن فی نفسه وماله وولده حتی یموت ولا یبقی له ذنب بل یکون ذنوبه
اسکے معنی یہہ ہین کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہین رہتا بلکہ اسکی تمام گناہ
کلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلایا والمحن وقد روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه الصلوة والسلام
اسلئے محو ہوجاتی ہین کہ بلا اور محنتین اوٹہاتا ہے اور ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے
قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وروی عن ابی موسی الاشعری انه علیه
فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہوجاتی ہین اور اوسکو کچہہ کفارہ نہین ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی کہ کفارہ ہوجاوے اور ابو موسی اشعری سی روایت ہی
الصلوة والسلام قال لا یصیب العبد نکبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما یعفو الله تعالی عنه اکثر وقرأ قوله تعالی
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تہوڑا بدون گناہ کی نہین آتا اکثر اللہ معاف کردیتا ہے سوبہت ہین اور یہہ آیت پڑہی
وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر یعنی ما اصابکم من مصیبة ای مصیبة کانت
جو بڑی تکلیف کی ہوتے سو بدلا اوسکا جو کیا یا تمہاری ہاتہون نے اور معاف کرتا ہی بہت سے تمہپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہوسے

فهی بسبب معاصیکم التی اکتسبتموها والله تعالی یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی رضی الله عنه ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم وما یعفو الله عنه اکثر

موده تمہاری نافرمانی کی شامت سی ہے جو تم کرتی ہو اور اللہ تعالیٰ بہتری گناہ معاف کردیتا ہی انکی سزا دنیا مین نہین دیتا اور علی رضی اللہ عنہ کہتی ہین جو تمکو کچھ

عند الله تعالی خمس نقمات فاولها الموت ثم المصائب فان کان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلک

اللہ تعالیٰ کی پہان پانچ عقوبت ہین پہلی ہماری پھر مصیبتین پھر اگر اوسکی گناہ بڑہتی ہوتی ہین تو قبر مین عذاب ہوتا ہی پھر اگر اسسے زیادہ ہوتی ہین

یحبس علی الصراط وان کانت اکثر من ذلک یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا کله مختص بالمجرمین واما

تو صراط پر رکہتا ہی اور اگر اس سے بڑہتی ہوتی ہین تو گناہون کی موافق دوزخمین عذاب ہوتا ہی پھر دوزخسے نکلیگا یہ تمام حال گنہگار مون کا ہے اور رہے

غیر المجرمین من المؤمنین فانما یصیبهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون

بے گناہ مومن اونپر مصایب دنیا وی اسلیے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے مین بلند کیجاوین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ

له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکرهه حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی

اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سو وہ عمل کی برکت سی حاصل نہین کرسکتا پس اللہ تعالیٰ اوسکو مکروہات مین آزماتا رہتا ہی اور وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اسطرح کی حدیثین

کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة

بہت ہین لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثون مین اور اور جگہہ آیا ہی اوسکا مدار صبر پر ہے مین مصیبت پر نہین ہے

علی ما روی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق به الانسان ویختص به ولا

موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کرسکتا ہی انسان ہی کیساتھ

یتصور فی الملئکة والبهائم وهو شبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکوی

فرشتے اور جانورون مین نہین ہوسکتا یعنی تقدیر اور شرع کی حکام پر دل کا قایم رہنا اور نفس کو بیصبری سی اور زبان کو شکوہ شکایت سی

والجوارح عن فعل لا ینبغی قال الشیخ الامام عز الدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور علی مصیبة

اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سی روکنا کہتا ہی شیخ الامام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعضے لوگون کا یہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی

وهذا خطاء لان المصائب لیس من کسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون

اور یہ گمان غلط ہی اسلیے کہ مصیبت انسان کی کمائی ہی نہین ہے نہ تو بلا اعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہی بدلہ پاوگے جو کرتے تھے

فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجر

پس جسکا بیٹا مرجاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوی تو یہ مصیبتین اوسکی اختیار سے نہین ہین اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سی تاکہ اسپر ثواب ملے

علیها بل ان صبر علیها یکون له اجر الصابرین وان رضی بها یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر

بلکہ اگر سبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر راضی ہوا تو رضا مندون کا اجر ملیگا لیکن حدیث مین ہی کہ صبر

عند الصدمة الاولی کما روی عن انس انه علیه السلام مر بامراة تبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت ایلیک

پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا اے عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جواب دیا اگاں سے تجھ

عنی فانک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی علیه السلام فاتت النبی علیه السلام فقالت لم اعرفک یا رسول

ایسی مصیبت نہین پڑی ہی اور نہ تجکو اوسنی پہچانا کسیسے کہدیا کہ یہ نبی علیہ السلام ہین پھر وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مین آئی اور عرض کیا مین تجکو پہچانتی نہین تھی

الله فقال النبی علیه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولی وانما قال کذلک لانه قد مضی علیه زمان یحصل الصبر

پہچانا نہین تہا پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہ اسلئے فرمایا کہ جب اوسپر کچھ دیر گذر جاتی ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی

لکل مصاب شاء ام ابی وقال ابن المبارک المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها

چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پھر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتین ہوجاتی ہین ایک تو وہ ہی مصیبت

والاخری ذهاب اجرها وهو اعظم من المصیبة نفسها فان الجزع لا یرد ما فات ولا یرفع الحزن بل یبطل ثواب المصیبة
دوسرے ثواب کا فوت ہوجانا اور یہ دونوں میں اعلیٰ عین مصیبت سے سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پھیر لاتی اور غم کو دور کرنے ہی بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کر دیتی ہے
لان من یجزع علی المصیبة فهو انما یشکو ربه ویرید ان یرد قضاءه وقد ورد فی الحدیث ان المیت لیعذب ببکاء
اسلئے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پھر جاوے اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل وعیال کے رونے سے
اهله علیه وذلك اذا كان علی طریق النوح وكان المیت راضیا به قبل موته واما اذا لم یكن كذلك فلا باس بالبكاء
عذاب ہوتا ہی لیکن یہہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بھی زندگی میں پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دونوام نہ ہوں تو پھر اوسپر
علیه رحمة له وشفقة علیه لما هو فیه من السؤال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبی علیه السلام حین مات
بطور رحمت اور شفقت کے رونے کا کیا اوسپر کہ وہ سوال جواب اور عقوبت موہوم میں مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام جب آپ کا
ابنه ابراهیم بكی وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكی یا رسول الله فقال النبی علیه السلام یا ابن عوف انها رحمة
بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو رونے لگے اور عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ رونے ہیں یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابن عوف یہہ رحمت ہے
جعلها الله تعالی فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال القلب یحزن
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں کی دلوں میں رحمت بنادی ہے اور اللہ انہی رحیم بندوں پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا دل محزون ہوتا ہی
والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب وفی روایة ولا نقول الا ما یرضی ربنا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان
اور آنکھیں روتی ہیں اور ہم وہ کلمہ نہیں کہتے کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت میں ہے ہم وہ کہتے ہیں جس سے ہمارا پروردگار راضی ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک
الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولكن یعذب بهذا واشار الی لسانه وفی حدیث اخر انه علیه السلام
اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو سے عذاب نہیں کرتا ہی اور نہ دل کی غم ہی پر اس سے عذاب کرتا ہی زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة والمراد بدعوی الجاهلیة قولهم او ویلاه او ثبوراه واكاسیا وانا صراه
ہمارا ساتھی نہیں ہی جو منہ کو پیٹے اور گریبان چیرے اور جاہلیت کیسی باتیں بولے اور جاہلیت کی باتوں سے یہ اقوال ہیں ہائے ہی ہائے ہی مرنیوالی ہائے ہی ہائے کرے اے میرا مددگار
ونحو ذلك وروی انه علیه السلام قال الضرب علی الفخذ عند المصیبة یحبط الاجر وظهر انه بت التعزیة وهی الحمل
اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کھو دیتا ہی اور سمجھ میں آگیا کہ تعزیت مستحب ہوگئی ہی یعنے
علی القراءة وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للمیت بالمغفرة قال الزیلعی لا باس بتعزیة اهل المیت وترغیبهم
صبر کا تعلیم کرنا وسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے بیچارہ کی زیلعی کہتا ہی اہل میت کی تعزیت میں اور صبر کے رغبت دلانی میں
فی الصبر لقوله علیه السلام من عزی مصابا فله مثل اجره وكیفیة التعزیة ان یقال لمن اصابته المصیبة
کچھ ڈر نہیں واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی
عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك وقال الفقیه ابو اللیث ان العبد لا یدرك منزلة الاخیار الا بالصبر
خدا تجھکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کرے اور تیرے مردہ کو بخشدی اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہیں ملتا جب تک سختی اور
علی الشدة والاذی وقد امر الله تعالی نبیه بالصبر فقال فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل فالامر للنبی امر لامته
تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالیٰ اپنی نبی سے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹھہرا رہ جیسی ٹھہرے ہی ہمت والی رسول پس نبی سے کہنا گویا اوسکے کہنا ہی
فیجب علی من كان من الامة ان یقتدی بنبیه ویصبر علی ما یصیبه من الالم ویعلم ان ما دفعه الله تعالی عنه
سو جو امت میں داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کرے اور یقین کرے کہ جو جو بلا اللہ تعالیٰ نے بندہ پر سے دفع کی ہی
من البلاء اكثر مما اصابه ویحمد الله تعالی علی ذلك اذ روی انه علیه السلام قال اذا مات ولد العبد یقول الله تعالی
وہ زیادہ ہی ان سی جو اوسکو پہنچے ہیں اور اوسپر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب بیٹا بچہ مرتا ہی تو اللہ تعالیٰ

للملئکة اقبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول اقبضتم ثمرة قلبه فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی
فرشتوں سے پوچھتا ہی کیا تم نے میرے بندہ کی جان نکال لے وہ عرض کرتی ہیں ہاں پھر فرماتا ہی کیا جان لی اسکی اکلوتی بیٹی کی وہ عرض کرتی ہیں ہاں پھر پوچھتا ہی میرے بندے نے کیا کہا
حمدك واسترجع فیقول الله تعالی ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الحمد وقد ذکران اهل الاعمال
پھر وہ عرض کرتی ہیں تیرے محمد کی اور انا للہ پڑھا یہ سنکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہی میرے بندہ کی لئی جنت مین گھر بناؤ اور بیت الحمد نام رکھدو اور مذکور ہے کہ نمازے
من الصلوة والزکوة والصوم والحج یؤتی یوم القیمة فیوفی الیهم اجورهم بالمیزان ثم یؤتی باهل البلاء فلا ینصب
اور زکوۃ دینی والے اور روزہ دار اور حاجی سب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو انکا ثواب میزان سی تول کر پورا کیا جاویگا پھر مصیبت رسیدہ لوگ
لهم المیزان ولا ینشر لهم الدیوان بل یصب الاجر صبا فیود اهل العافیة لو ان جلودهم کانت قرضت فی الدنیا
بلائی جاوینگی سو انکے لئی نہ ترازو کھڑی ہوگی اور نہ کچھ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جاویگا پھر عافیت والی آرزو کرینگے کاش کی دنیا مین ہمارے کہال قینچیون سی کتری
بالمقاریض یرون ما یعطی لاهل البلاء من الثواب بغیر حساب فذلك قوله تعالی انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر
جاتے ۔ کیونکہ دیکھینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا ہی جسکو قول اللہ تعالیٰ کا ٹھہرانی والون سے کہ ملتا ہی اور ٹھکانیگے۔
حساب وهذا کان السلف الصالح یفرحون بالبلاء فی الدنیا لما تحققوا ان فی الصبر علیه اجرا جزیلا لا نهایة فان
ان گنت اور اسی لئی متعدین صلحاء دنیا مین بلا پر خوش ہوتے تھے کیونکہ انکو یقین تھا کہ بلا پر صبر کرنے مین بڑا ہی ثواب بیحد ہی اگر کوئی
قیل ان کان المراد بالصبر علی البلاء الرضی به وعدم الکراهة فلا قدرة للادمی علیه وان کان المراد به الفرح بوجوده
اعتراض کرے کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ آوی تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہیں ہے اور اگر اوسسے یہہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ینه عن شئ لا یدخل تحت الوسع وانما نهی عن المکتسب کشق الجیوب وضرب
تو یہہ اوسسے بھی بعید تر معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہے کہ شارع نے ایسی شی ہی کہین منع نہین جو اوسکی اختیار مین نہو حالانکہ اوسسے ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی اگر بیان پر ہنرنا
الخدود والقول بالسان کا الندب والنیاحة واما ما ذکر من فرح الصالحین به فذلك فرح شرعی مکتسب من قوة الایمان
کلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے بینے بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے
والیقین مثاله مثال رجل قال له الملك کلما اضربك سوطا اعطیك مائة دینار فان ذلك الرجل کما یفرح بکثرة ضرب
حاصل ہوتی ہی اوسکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی مین تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کی جیسا
الملك له مع وجود الم الضرب لما یرجوا من جزیل العطاء فکذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالی انما یوفی الصابرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کی امیدوار ہی تو ایسی نے جب یہہ آیت سنے ٹھہرنے والون ہی کو ملتا ہی اوٹھانیگے
بغیر حساب وقوله تعالی وجزیهم بما صبروا جنة وحریرا وتبقنوا بحصول جزیل الثواب هان علیهم ما اصابهم فی
ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ بھوکے رہے پیاسے اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب بلنی کا تو اونپر دنیا مین جو
الدنیا من المصائب کما حکی عن بعض النساء الصالحات انها عثرت یوما فانقطع ظفرها فضحکت فقیل لها اما تتحزنین
مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسی لگی کسیٹے کہا کیا تجکو
مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالی بالصبر والرضی ازالت عنی مرارة الوجع قال العلماء حقیقة الرضی
اسمین دکھ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو اللہ تعالیٰ سے صبر اور رضا پر ملیگا دکھہ کی تلخی کو میری لسی دور کر دیا ہی علما کہتی ہین حقیقت رضا
ما علمته الله تعالی ان نقوله عند المصیبة انا لله وانا الیه راجعون وهذا استرجاع باللسان فلابد للعاقل عند اتیانه
وہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت یہہ کہا کرین ہم مال اللہ کا ہین اور اوسی کی طرف پھر جانا ہی اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پھر عاقل کو لازم ہی اوسکو زبان کہنی سے پہلے
بان یتفکر فی ثواب المصیبة لیسهل علیه المصیبة فان ثواب المصیبة اذا استقبله یوم القیمة یود لو ان جمیع اعضاءه
مصیبت کی ثواب کی تصور کرے تاکہ اوپر مصیبت آسان ہوجاوے ۔ بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کے روز سامنے آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکی میرے سارے اولاد

وافزایانه ما تواقبله فی الدنیا بالمال تواب مصیبتهم وقد وعد الله تعالی فی المصیبة ثوابا عظیما حیث قال ولنبلونکم
اور تمام تکلیفوں دنیا میں سے ہر سامنی مرحمت تاکہ اوسکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مصیبت میں بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ فرمایا ہے اور البتہ ہم ضرور تمکو
بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و
کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سی مالوں کی اور جانوں کی اور میوؤں کی اور خوشی سنادو صابروں کو کہ جب اونکو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور
انا الیه راجعون اولئك علیهم صلوت من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون یعنی ان کل من اصابه مصیبة فی ماله او ولده
ہمکو اوسیکے طرف پھر جانا ایسے لوگ اونپر برشا باشیں ہیں رب کے اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو پہنچے مصیبت کچھ بھی مال میں یا اولاد میں
او نفسه او عرضه کالکلمة القبیحة التی یسمعها فی حقه او الهم الذی یهمه او الغم الذی یغمه من ضیق معیشته او
یا جان میں یا آبرو میں جیسے عیب کی بات اونکی حق میں سن پاوی یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگاوی یا غم آپہنچے جسسے فکر میں ڈال رکھا ہو تنگی معیشت کا
قلة قوته او تعذر کسبه او عدم نبات زرعه او غیر ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصیبته التی اصیب بها یعطیه
یا قلت روزی کا یا بیشہ نچلنے کا یا کھیتی ماری جانیکا یا کچھہ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری ہی امید وار ہوگا تو اللہ تعالے
الله تعالی ما وعده فی کتبه من الصلوة والرحمة والهدایة لانه تعالی لا یخلف المیعاد وروی عن عکرمة انه علیه السلام
وہ ہی عطا کریگا جو اوسکی لئی اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالی وعدہ کیخلاف نہیں کرتا اور عکرمہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
طعن سراجه فقال انا لله وانا الیه راجعون فقیل له امصیبة هی یا رسول الله فقال نعم کل شیء یؤذی المؤمن فهو له
چراغ بجھگیا تہا سو آپنے فرمایا ہم مال رکھا ہیں اور پھر اوسیکے طرف پھر جانا کسے فی عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی پس فرمایا ہاں جس شی سی مؤمن کو اندہو وہی ہوی اوسکی
مصیبة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اذا انقطع شسع احدکم فلیسترجع فانها من المصائب وروی عن ام سلمة
مصیبت ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو انا للہ پڑہی کیونکہ یہہ بھی مصیبت ہی اور ام سلمہ سی روایت ہی
انه علیه السلام قال ما من مسلم یصیبه مصیبة فیقول انا لله وانا الیه راجعون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پھر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسی کے طرف پھر جانا الٰہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دی اور مجھکو اوسکے
خیرا منها الا اجره الله فی مصیبته واخلف له خیرا منها وروی عن ابن عباس انه علیه السلام قال من استرجع عند المصیبة
بہتر عوض میں دی اللہ تعالی اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اوسسے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے مصیبت پر انا للہ پڑہا
جبره الله مصیبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا یرضاه وروی عن الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب
تو اللہ تعالی اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیکہ کریگا اور اوسکا اچہا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلمکو اوپر
بمصیبة فیذکرها وان قدم عهدها فیحدث لها استرجاعا الا کتب الله له مثلها من الاجر یعنی انه تعالی یعطیه من الاجر
مصیبت کے گذری پھر وہ اوسکو یاد کریگا اگرچہ مدت گذر گئی ہو پھر وہ از سر نو انا للہ پڑہیگا مگر اللہ تعالی اوسکی اوسی مصیبت کا اجر تحریر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو اجر
مثل الاجر الذی اعطاه یوم اصیبها وروی عن سعید بن جبیر ان الاسترجاع لم یعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطی
برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تہا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر ہی روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسیکو ملتا
لاحد لاعطی یعقوب النبی علیه السلام لا تری انه حین اصابه لم یسترجع بل قال یا اسفی علی یوسف وروی عن ابن عباس
تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکہتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا للہ نہیں پڑہا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سی روایت ہی
انه نعی الیه ابنه له وهو فی السفر فاسترجع ثم نزل فصلی رکعتین ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالی فانه تعالی قال استعینوا
کہ اوسکو سفر میں بیٹی کی خبر آئی تو انا للہ پڑہا پہر اوتر کر دو رکعت پڑہیں پہر کہا ہمکو اوسکا حکم تہا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی قوت پکڑو
بالصبر والصلوة فینبغی للمؤمن ان یفعل کذلك فانه علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوة لکونها ام العبادات
ثابت رہنے سے اور نماز سی اب مؤمن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کرے کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسے بات سی غمگین ہوتے تو نماز شروع کرتے اسلئے کہ نماز سب عبادات کی اصل

ومعراج المؤمنین ومناجات رب العلمین قال علیه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالی اذا

اور مومنین کے لئے معراج اور پروردگار کی سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہی اور بیشک اللہ تعالی جب

احب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضی ومن سخط فله السخط یعنی ان کثرة الثواب یحصل بحصول کثرة

کسی قوم کو محبوب کرتا ہی تو انپر بلا نازل کرتا ہی پھر جو اسپر راضی ہوا تو اوسکی لئے رضامندی ہی اور جو بیزار ہوا تو اوسکی لئے بیزاری ہی مراد یہ ہے کہ ثواب کے کثرت بلا کی کثرت سے

البلاء فمن رضی به وصبر علیه یحصل له رضاء الله تعالی ومن کره البلاء وجزع ولم یرض بحکمه تعالی یحصل

حاصل ہوتی ہی پھر جو راضی ہوا اور اسپر صبر کیا تو اوسکے لئے اللہ کی رضا مندی ہی اور جسنے بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی نہوا تو اوسکی لئے

له سخط الله وغضبه لکن ینبغی ان یعلم ان الرضی والسخط محلهما القلب وهما یتعلقان به لا باللسان فلهذا تری

اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئی کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونوں سی علاقہ رکھتی ہین زبان سی علاقہ نہین کہتی اسی لئے

کثیرا من الناس یکون له انین من وجع اوشدة المرض مع ان فی قلبه الرضی والتسلیم بالله تعالی فعلی هذا کل من

اکثر لوگون کو دیکھتی ہو کہ درد کی مار سی یا بیماری کی شدت سی آہ اف تو کرتے ہین لیکن اللہ تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہی اس بیان کی موافق جس سی کہ آہ اف

یسمع منه انین لا یجوز ان یقال فی حقه انه غیر صابر وغیر راض بحکم الله تعالی اذ لا یطلع احد علی قلب احد

سنے مین آتی ہین اسکو یہہ نہین کہنا چاہئی کہ صبر نہین کرتا اور اللہ کی حکم پر راضی نہین ہی اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے

وروی عن عامر الرامی انه علیه السلام قال المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالی کان کفارة لما مضی من

اور عامر رامی سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہی پھر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہی تو گذشتہ گناہون کا کفارہ

ذنوبه وموعظة له فیما یستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفی کان کالبعیر الذی عقل اهله ثم ارسلوه فلم یعلم

اور آیندہ کی واسطے پند ہی اور بیشک منافق اگر بیمار ہوکر صحت پاتا ہی تو ایسے ہی جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو باندھون نی باندہ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا

لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالی انما یبتلی عبده المؤمن لمحو سیاته اولرفع درجاته التی لم یبلغها

تو اوسکو سمجھ نہین ہوتی کہ کیون باندھا تھا اور کیون چھوڑ دیا اسسی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کو اسلئی مبتلا کرتا ہی کہ اوسکی گناہون کو محو اور وہ درجات کہ بدون مصایب کے نہین

الا بانواع البلایا فانه تعالی یرسل علیه فی الدنیا شدائدها ومحنها حمیة له عن الافتتان بها وترهیدا له عنها

لے سکتا تا بلند ہو جاوین سو اللہ تعالی اوسپر دنیا مین سختیان اور محنتین دنیا کی فتنہ سے بچانی کی اور دنیا سے چھوڑانیکو ڈالتا ہی

لئلا یطمئن الیها ویالف محبتها فیقطعه ذلک عن منازل الاخرة لانه متی ابتلی یضعف سورة نفسه ویذهب

تاکہ دنیا پر اطمینان کر کر اوسکے الفت مین نہ پھنسجاوی پھر اوسکی محبت سی اخروی مراتب سی محروم نرہ جاوی کیونکہ جس بلا مین اوسکی نفس کے تندی سست اور شیری

صفات بشریته وینقطع عنه مواد لهوی ولذة الدنیا فیتوجه فی کل حال فی السراء والضراء الی مولاه ویالف الاقبال علیه

عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دل سی دور ہوجاویگی بہر بہر حال راحت اور رنج مین اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور اوسکو سچا نگاہ سے

ویستوطن بالصبر والرضی بین یدیه الی ان یرفعه الی درجات الاحباب والاولیاء وهذا معنی ما روی عن انس انه علیه السلام

الفت پکڑی گا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکھی گا آخر اوسکو مرتبہ دوستون اور اولیا کا حاصل ہو جاویگا اور انس رضی کی روایت کے یہہ ہی معنی ہین کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالی اذا اراد بعبد خیرا واراد ان یصافیه صب علیه البلاء صبا ومن جملة ما یصب علیه من البلاء

فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر چاہتا ہی تو اوسکو پاک کیا چاہتا ہی تو اوسپر بہت بلا ڈال دیتا ہی اور بعضے بلا مین اس قسم کی ہین کہ

انه تعالی یقیض له ویسلط علیه من بعض خلقه من یقصده بالاذی حتی لو اختفی فی جحر ضب اوفارة یقیض الله تعالی

کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق مین سی ایسی کو اوسپر تعین کر کر غالب کر دیتا ہی کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہی یہان تک کہ اگر وہ با جو ہی کی بل مین جا کر بھی تو اللہ تعالی

له من یؤذیه کما روی عن علی انه علیه السلام قال لو کان المؤمن فی جحر ضب لیقیض الله تعالی له فیه من یؤذیه وروی

اوسی جگہ اذا رسان کو بھیجتا ہی چنانچہ علی رضی سی ہے کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل مین بھی ہوتا ہی تو اوسمین بھی بل بچھو پیدا ہوتا ہی اور ایسی ہے

مثلہ عن انس بلفظ لوان المؤمن کان فی جحر فارۃ لقیض لہ فیہ من یؤذیہ والحکمۃ فی ذلک ان البلاء یسبک صفات
انس سے بلفظ روایت ہی اگر مومن جو ہی کی ہو مٹہ میں ہووے تو اوسکہی جگہہ اوسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمیں حکمت یہ ہی کہ بلا صفات بد کو کلا کر صاف کر دیتی ہی
العبد کما نہ تعالی یسبک نفس عبدہ المؤمن بنار المحنۃ والبلاء لیصفیہ من کدورات اخلاق بشریۃ لیصلح لولایتہ
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تا کہ عادات بشری کی کدورت سی صاف ہو کر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے
ومحبتہ المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قولہ علیہ السلام اغتنم خمسا قبل خمس

باسٹھوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے اخر حدیث تک

الحدیث وما یتفرع علیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل یعظہ اغتنم خمسا قبل خمس شبابک
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو پند دیتی ہوئی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل ھرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک ھذا الحدیث
پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سی اور تونگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندی سی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث
من حسان المصابیح مرواہ میمون بن مھران فانہ علیہ السلام بین فیہ ان الانسان فی حال شبابہ یقدر علی
مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہے میمون بن مہران کی روایت سی مینبک نبی علیہ السلام نی احدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین جو کلا کر سکتا ہے
الاعمال التی لا یقدر علیھا فی حال ھرمہ فلابد لہ ان یغتنم الفرصۃ ویشتغل بالطاعات فی حال شبابہ قبل ھرمہ لانہ
جو حالت بڑہاپی مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین بڑہاپی سے پہلی عبادت مین مشغول رہی کیونکہ
فی حال شبابہ ان ترک العمل واتبع ھواہ وتعود بالمعصیۃ لا یقدر علی ترکھا فی حال ھرمہ فینبغی لہ ان یترک
جوانی مین اگر عمل نیکہ ترک کر کر ہوا ہوس مین پہنسا اور معصیت کی عادت کر لے تو پھر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چھوڑ دی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو
المعاصی فی حال شبابہ ویعود نفسہ باعمال الخیر حتی یسھل علیہ فی حال ھرمہ وبین ایضا انہ فی حال صحتہ یقدر
جوانی مین ترک کر دی اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تا کہ بڑہاپی مین جاکر آسانی رہی اور یہہ ہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی
علی کسب الخیرات بمالہ وبدنہ فینبغی لہ ان یغتنم صحتہ ویجتھد فی کسب الخیرات بمالہ وبدنہ لانہ اذا مرض یضعف
مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پھر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہو کر بدن ناتوان ہو جاتا ہی
بدنہ فلا یقدر علی الطاعات ببدنہ ویقصر یدہ عن مالہ فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی مالہ الا فی مقدار
پھر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتھہ بہی تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پھر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثہ وبین ایضا انہ فی حال غناہ وفی حال فراغہ یقدر علی الطاعات بلا موانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی تونگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب تونگری کی بدلہ فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا
یظھر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی لہ ان یغتنم غناہ وفراغہ فی تحصیل الاعمال
تو پھر موانع پیدا ہو جاتے ہین پھر طاعت کی قوت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی ہی کہ تونگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجھے
الصالحات لان الغنی یعقبہ الفقر والفراغ یعقبہ الشغل وبین ایضا انہ فی حال حیوتہ یقدر علی العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کی پیچھے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی مین عمل کر سکتا ہی اور جب مرا
ینقطع عن العمل فینبغی لہ ان یغتنم حیاتہ ولا یضیع عمرہ فیما لا یعنیہ فان کل نفس من انفاس العمر جوھرۃ نفیسۃ لا
تو عمل تمام ہوئے پس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر کھوئی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس سے بہا جوہر ہے
قیمۃ لھا اذ یمکن ان یشتری بھا کنز من کنوز الجنۃ التی لا تتناھی نعیمھا ابدا لابادفاضاعۃ تلک الانفاس واشتراء ضدھا
اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتھہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہے تمام نہونگے پھر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یکون سببا هلاکه باتباع هواه غایة الخسران ونهایة الخذلان فان من یتبع هواه یفعل ما یضره ویهلکه

کہ ہوا ہوس مین پہنسا کر ہلاک کردے بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہی سو جو شخص ہوا ہوس مین لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمین

حالا امآلا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح اللذة الحاضرة التی لابقاء لها علی العقوبات الاخرویة

حال اور مآل کا ضرر اور فنا ہی ہو پر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر ہلی دقوفی سی حال کی لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی

التی لانهایة لها و بظن لعمی بصیرته وتناهی حماقته انه ظفر بشیء من اللذائذ لایعلم ذلک لاحمق انه

کچھہ انتہا نہین ہے اور اندھا ہو کر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچھہ عیش اوڑایا اور احمق یہہ نہین سمجھتا کہ دنیا سے

یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ الا صلا لامن لذائذ الدنیا لانها عنه تزول ولامن اللذائذ

اٹھی نظر دیکھہ لیگا کہ کچھہ ہی عیش نہ کیا نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب سو ہوجیگی اور نہ

الاخرة اذ لیس له الیها الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لاینفعه الندم وقد روی انه علیه السلام قال

آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہان ہاتہہ آسکے ہین پہر حسرت اور ندامت ہی ہوگی اور سوءت ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لایکون ازداد وان کان

جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یارسول اللہ ندامت کیون ہوتی ہی فرمایا اگر نیکوکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیون نکئے اور اگر

مسیئا ندم ان لایکون تنزع فیا ایها العاقل لاتضیع عمرک فی الغفلة واجتهد فی تحصیل متعة الاخرة قبل

بدکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت کیون نہ ہوگی آیا سودا ہو کر اپنے عمر غفلت مین کیون کھوتا ہے آخرت کی سامان حاصل کرنیمین کوشش اس سے پہلے کہ

ان یجیء یوم لاتقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم علی

کہ ایسا دن آجاوی کہ اوسدن تو ہرگز حاصل نہ کرسکے بیشک تو اوس دن کو عنقریب دیکھہ لیگا پہر تو گذشتہ عمر پر

ما فات من عمرک فی غیر طاعة ربک ولاینفعک الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا و

بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سی کچھہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار مین لگا رہتا ہے

کان شغله یمنعه من العمل واحیانا لذلک العمل علی فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلک من حماقته

اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکہتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرلونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی

وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرة ولیس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالی بل تؤثرون

دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہہ عاقل کا کام نہین ہے اور مینک اللہ تعالی فرماتا ہی بلک تم پسند

الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی والثانی تسویفه العمل الی وان فراغه فانه قد لایجد مهلة بل یختطف

کرتے ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گہر بہتر ہے اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہنا کیونکہ بیشے دفعہ مہلت نہین ملتی بلک

الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد فالواو

موت فرصت کی وقت سی پہلی آپکڑتے ہی یا وہ دنیا کا دہندا بڑہتا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سی خالی رہجاتا ہے

علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله

سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلد یسی اعمال صالح کو کسے حال مین ہو موت سی پہلی اور فوت سی پیشتر اختیار کرلی اس لیے کہ

تعالی وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه

مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوی ہی واسطے پرہیزگارونکی بیشک جسکا دل

بالدنیا واخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرة علیه الا ان یستعین

دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا مین سی کچھہ مقدار حاجت سی بڑہ کر کہانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق مین ضرر ہی ان اگر اوسسے طاعت الٰہی مین مدد ملے

علی طاعۃ اللہ تعالی لان کل ما احبہ الانسان وظفر بہ لابد ان یفارقہ فان کان احبہ لغیر اللہ یعذب بہ
اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہی تو البتہ اوس سے جدا ہونا ہوگا پھر اگر اوسکی محبت
بقواتہ ان یحصل لہ من الالم قدر ما تعلق بہ قلبہ ولھذا قال بعض السلف من احب الدنیا فلیوطن نفسہ علی
سے دل دکھیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہوگا جسقدر اوس سے دل متعلق ہوا اسی لئے بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہی چاہیئے کہ اپنی جان کو
تحمل المصائب فان محبتہا لا تنفک عن ثلث مصائب ھم لازم وتعب دائم وحسرۃ لا تنقضی فلو لم یکن لمحبہا
مصیبت کا گھر بنالی کیونکہ دنیا کے محبت مین مصیبت سے خالی نہین ہوتی مگر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور آگر دنیا دار کو ترت کوئی
العذاب لعاجل لاھل الکفی لہ مصیبۃ فکیف اذا حیل بینہ وبین محبوباتہ ولذاتہ کلھا بالموت وصار
عذاب سوا اسکے ہو تو یہہ مصیبت ہی اوسکی اتنی کفایت کرتی ہی پھر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمین اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ مین آجاوے اور جہنی کے
معذبا بنفس ما کان متلذذا بہ علی قدر لذتہ التی شغلتہ عن سعیہ فی طلب زادہ لیوم معادہ اذ لو کان
عذاب مین رہ جاوے جس سے نرمی اور مزا تا تھا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زاد راہ کی طرف سعی نکی اسلئے اگر کیسی
لاحد الف محبوب ینزل بہ عند الموت فی وقت واحد الف مصیبۃ لانہ کان یحب جمیعہا ویسلب
ہزار محبوب ہون تو موت کے آتے ہی اوسپر ہزار مصیبت اکبارگی پڑ جاتے ہین اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تھی اور وہ سب کی سب
عنہ فی لحظۃ واحدۃ کلھا ویبقی فی حسرتہ ونداماتہ بعد موتہ وھذا اول ما یلقاہ عقیب موتہ من الالم فضلا
ایک دم بھر مین جاتی رہتی ہین اور مرتے ہی حسرت اور ندامت مین رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
عما اعدہ اللہ تعالی للذین استحبوا الحیوۃ الدنیا ورضوا بہا من عذاب الاخرۃ والحاصل ان من احب
اوسکو تو کیا کہنے جو اللہ تعالی کے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر سکتی ہین آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص
شیئا سوی اللہ تعالی ولم یکن محبتہ لہ للہ تعالی ولا لکونہ معینا علی طاعۃ اللہ تعالی یحصل لہ بہ
سوا اللہ تعالی کے اور جنکی محبت پیدا کریگا وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہوا اور نہ طاعت الہی پر مدد گار ہو نواسکے حق مین
الضرر سواء ظفر بہ او لم یظفر فانہ ان لم یظفر بہ یعیش بغصتہ ولا یستریح من التعب وان ظفر بہ یکون
مضرر ہی برابر ہے کہ وہ شی اوسکو حاصل ہوا ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم مین لگا رہتا ہی رنج سی آرام نہین پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
ما حصل لہ من الالم قبل حصولہ ومن الحسرۃ علیہ بعد فواتہ اضعافا اضعافا ما حصل لہ من اللذۃ
کے حصول سی پہلی دیکھا وہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
ولو نال العبد کل حظ من حظوظ الدنیا وکل لذۃ من لذاتھا ومضی عمرہ علیہا ولم یسع فی تحصیل
اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتین عمر بھر حاصل رہین اور اوسنے آخرت کی سعادت مین
السعادۃ فی الاخرۃ یصیر عند الموت کانہ لم یظفر بشیء من حظوظھا ولذاتھا وتفوت تلک الحظوظ
کچھہ سے نکے تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا مین کچھہ ہے ہی نہین اور آرام نہ پایا اور وہی عیش اور آرام
واللذات عذابا لہ ویصیر معذبا بنفس ما کان متنعما بہ من جھتین من جھۃ فوتہ مع شدۃ تعلق
اوسکے حق مین عذاب ہو جاویگی اور وہی عیش کی چیزین دو وجہ سی عذاب کا سبب ہونگی ایک تو اوسکا چھوٹنا اور
قلبہ بہ ومن جھۃ عدم حصول ما ھو لہ انفع وادوم فالمحبوب الحاصل یفوت عنہ والمحبوب الاعظم
دل اوسمین لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکے لئے بہت ہی مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو اوسسے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم
لا یحصل لہ وھذا اول ما یلقاہ من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء لیس الموت بعدم محض
اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب سی پہلے اسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت عدم محض

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من
اور نری فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کہا ہی روح کا علاقہ بدن سی چھوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرے احوال بدل جانا اور ایک جگہ سی
دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت
دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی سی بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی جیانچہ فرماتا ہے پہر پہنچی تم پر مصیبت موت کی
فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له وانما
سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہکر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہیں اور نہ اوسکا کچہہ فکر کریں اور نہ اوسکی کچہہ عمل کریں اور
الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضى الى الهلاك يوم الدين مع ان المومن بنفس الايمان
ہوا ہوس مین بڑا رہی بیشک ہوا ہوس کی اطاعت دین کی حق مین زہر ہی کہ قیامت کی روز ہلاک کر ڈالیگا باوجودیکہ مومن مصرف ہوا ہوس سی ایمان کی
قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله بصدق كانه
اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرون گا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور ملتزم کو کہتے ہین پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی
يقول انى علمت واعتقدت انه تعالى احد فى ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر فى العالم شئ الا
کہ مین نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین یگانہ ہی اور عالم مین کوئی شی اوسکی علم اور ارادہ اور
بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو وانى التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه
پیدائش کے بدون ظاہر نہین ہوسکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہین اور مین نے اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اوسکی سوا کسیکے عبادت نکرونگا الخ
المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه فى شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهده مولاه
عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنے حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکے یہہ مین مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی
يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبى عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله
تو اوسکو لازم ہے کہ کہے مین یہہ کبھی نہ کرونگا جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنے اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ
انه ربى احسن مثواى انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه
وہ عزیز مالک ہے میرا اچہی طرح رکہا ہی بھلا اللہ بھلا نہین پاتی جو لوگ بے انصاف ہین بیشک جسکا دل شہوت پر بڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے
فى موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون ذليلا على صحة معاهدته مع ربه فى ايمانه فان المؤمن اذا علم
ایسے مقام مین کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو سکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو سچے ساتہہ پورا کیا بیشک مومن جب یہہ سمجہتا ہے
ان يرضى مولاه فى ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا
کہ مولی کے خوشی ہوا ہوس کے ترک مین ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفائے مولی کی رضامندی مین ہوتی ہی اگرچہ خواہش اسکے مخالف
لهواه ويكون المه وجفاه فيما يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته فى ترك شهواته لله تعالى
اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی مین ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات مین لذت اس سی زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو
اعظم من لذته فى تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده فى خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و
حاصل کرے بلکہ اوسکو ترک لذت کی بیزاری مین خلوت مین مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے
الحبس لا ترى ان يوسف لنبى عليه السلام حين قالت امراة العزيز فى حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن
کیا معلوم نہین کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہہ کہا اور اگر نکرے گا جو اوسکو مین کہتی ہون البتہ قید ہوگا
وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الى مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها
اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہہ ہی کہا ہی رب مجھکو قید بسبب ہی اسبات سی مسلط رکہا مجھکو بلا تیان مین کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کی دل

خالیا عن الایمان مالتا الی السوء والفحشاء مع کونها ذات زوج ویوسف النبی علیه السلام لما کان

چونکہ ایمان سے خالی تہا تو بدی اور فحش کی طرف جھکی باوجودیکہ شوہر گھر نہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے

قلبه غالبا بالایمان اعرض عما ارادت منه مع کونه شابا عزبا فان من یعمل بمقتضی الایمان یکون لہ

دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نہ مانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو

فی الصدر عما یمیل الیه نفسه اذا کان فیه سخط الله تعالی ویتقید بمحاسبة نفسه لیکون الحساب علیه

نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا ہوتا ہے تو مراقبہ میں آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب

اهون علا وطریق المحاسبة ان ینظر فی احواله هل لیه من حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء

آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکھتا رہی کہ اوسپر کوئی حق اللہ تعالی یا حقوق عباد مین سی کچھہ باقی ہے

اما لا فیتدارک ما فاته من فرایض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له

یا نہین پہر اگر فرایض الہی سی کچھہ قضا ہوا ہو تو اوسکو ادا کرکے عوض کر دے اور دانہ دانہ دعوی کا ہٹا کر دیوی اور کسیکو

بدیه ولسانه ویطیب قلوبهم بالاحسان الیهم حتی اذا مات لا یبقی علیه فریضة ولا مظلمة و

ہاتہہ یا زبان سی ستایا ہو تو معاف کرالی اور احسان کرکر اوسکا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور

یدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصماؤه و ینشبون فیه مخالبهم فهذا

بے صاف کتاب بہشت مین چلا جاوی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اوسکے مدعی گہیر کر فوچینگے یہہ

یقول ضربتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استخدمنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول احدثنی

کہیگا تو نی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تو نے مجہکو

مظلوما وکنت قادرا علی دفع الظلم فما دفعت عنی الظلم وهذا یقول رایتنی علی منکر فما نهیتنی

مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پہر تو نی مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تو نے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو نہ روکا

عنه فبینما هو کذلک مبهوت متحیر من کثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومل عن الرجا الی

اب وہ اس حال مین مدعیون کی کثرت سی بحواس اور حیران ہو کر اونکی جواب دہی سے اور مقابلہ سے تنگ کر

المولی الغفار لعلة یلقیه من ایدیهم اذ یقرع سمعه نداء الجبار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم

مولی غفار کی طرف امید وار ہوویگا شاید کہ انکی ہاتہہ سی بچا لیوی ناگاہ اوسکی کانہین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کیا تہا ظلم نہین

الیوم فعند ذلک ینخلع قلبه ویوقن بهلاک نفسه فتفکر ایها الغافل ما انزل الله تعالی فی کتابه

آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرا اب سوچ تو اور غافل اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے

حیث قال ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشیطان لانه عدو

جہان فرماتا ہی اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سی جو کرتے ہین ظالم اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تمہی آدم کا

لبنی ادم یرید اضلالهم لیجرهم مع نفسه الی النار فیجب علی المومن ان یدفع وسوسته ویتخذه

دشمن ہے راہ سے بہلاتا ہے تاکہ لے ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے

عدوا کما قال الله تعالی ان الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدوا وذکر الفقیه ابو اللیث فی التنبیه

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے

ان لک ربعة من الاعداء یحتاج ان تجاهد مع کل واحد منهم احدهم الدنیا وهی عذارة مکارة

کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سی ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہی ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فلینظر

فلذلك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحيوة الدنيا والثاني نفسك وهي شر الاعداء لما روى عن ابن عباس رضي الله عنه عن النبي عليه السلام

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی سو تمکو نہ دھوکا دیوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہ سب سے بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہتی علیہ السلام

قال اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذاتها امارة بالسوء حيث قال ان

نی فرمایا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس جو تیری دونو پہلوؤں میں ہی اور بیشک اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہاں فرمایا ہی بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء داخل وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طارئ عليها

جی تو سکھاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دیتا اسکا طریق اور عادت ہی اسلئے کہ اصل میں بیراہ اور جاہل پیدا ہوتی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتحترق من لظى نارها

اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہتی ہو اور شیطان کی جماعت میں ہوتی ہو اور اپنی نہوان برادر کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجرى بطبعها فى ميدان المخالفة والعبد يجهد يمنعها عن سوء المطالبة

گناہوں میں اور رحمان کی مخالفت پر لیجاتی ہی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کے میدان میں چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سے منع کرتا ہی

فمن اطلق عنانها فهو شريكها فى فسادها والثالث شيطان الجن فاستعذ بالله تعالى منه والرابع شيطان

پھر جسنے اوسکی باگ ڈھیلی چھوڑدی تو فساد میں اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سے خدا کی پناہ مانگنا رہ اور چوتھا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان

شیطان انسی ہی سو اوس سے بچنا بہت شیطان سے بھی تیری لئی سخت تر ہی اسلئے کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سے ہوتا ہی اور انسی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواؤه بالمعاشرة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجه ما يريك عما كنت عليه

تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہکر کہلا آشنائی سے ہوتا ہی سردم یہی تلاش رہتی ہی کہ کسیطرح تجھکو تیری وضع سے اُکھاڑی

كما قال بعض السلف انك تستعيذ بالله من الشيطن الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يرحتى يوقعك فى

جیسا کہ بعض متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ لیتا ہی تو وہ ٹلجاتا ہی اور یہ شیطان انسی سو معصیت میں ڈالے بغیر کہیں نہیں ٹلتا

المعصية ولهذا قال النبى عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقى فانه عليه السلام حذر فى هذا

اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا سوای مؤمن کے کسیکی پاس مت بیٹھ اور تیرا کھانا سوای پرہیزگار کے کوئی اور نہ کھاوی پس بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقى لان عن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فى القلب فينزه

بدکار کی ہمنشینی اور ملی جلی سے اسلئے ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور ملی جلی سے دلمیں الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پھر ضرور ہی کہ موافق

ان يكون كما قال النبى عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى الاخلاء

ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر ہوتی اب ہریک کو غور کرنا چاہئی کیسی سے دوستی کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہی جو دوست ہیں

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يا ليتنى لم

اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہیں پرہیزگار نہیں ہیں وہ قیامت کی روز پہچہ کہینگی ای خرابی میری کاش میں نہ

اتخذ فلانا خليلا يا ليت بينى وبينك بعد المشرقين فخليل الانسان ومحبه من يسعى فى عمارة اخرته وان كان فيه

پکڑی ہوتی یعنی فلانی کی دوستی کیونکر مشرق اور مغرب میں فرق ہو مشرق و مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہی ہی کہ آخرت کی بھلائی میں سعی کرے اگرچہ اوسمیں

ضرر لدنياه وعدوه من يسعى فى خسارة اخرته وان كان فيه نفعه لدنياه فعلى هذا ينبغى للمؤمن ان لا يتخذ

دنیا کا ضرر ہو جاوی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کرے اگرچہ اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مؤمن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی ہی کرے

خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لما روى انه عليه السلام

جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور بھلائی اور تقوی معلوم ہو اسلئے کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتھہ ہوویگا اس حدیث کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا يغرنكم ظاهر قوله عليه السلام المرء مع من احب فانكم لن تلحقوا
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کی ہوگا حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کی ظاہر مضمون پر نہ ہونا کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہوگا بیشک تم ہرگز دن نیکوں کی
الابرار الا باعمالكم فان اليهود والنصارى يحبون انبياءهم ولا يكونون معهم يوم القيمة وهذا القول منه
ابرار سی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہود اور نصاری اپنی انبیا کو محبوب رکھتے ہیں اور قیامت کی دن انکی ساتھ نہونگی انکی اسمیں ہیں یہہ
يشير الى ان مجرد المحبة من غير الموافقة في العمل لا ينفع فان تعظيم الانبياء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما
اشارہ ہی کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کی منفعہ نہیں ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحا کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہی
يكون باتباعهم فيما دعوا اليه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء آثارهم وسلوك طريقتهم لان من اتبعهم
کہ انکی اطاعت کری جو کہہ وہ بلاتی ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور انکی پیروی کری اور انکا طریق اختیار کری اسلئے کہ جو شخص
اقتفى آثارهم فيكون سببا لتكثير اجورهم بمقتضى قوله عليه السلام من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور
انکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اوسکو برابر ہدایت ہونی والونکی ثواب ہوویگا
من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا واما من لم يتبعهم ولم يقتف آثارهم بل خالفهم في العمل واشتغل بتقبيل
اور اوسکی ثواب میں سی کچھ کم نہوویگا اور جسنی اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل میں تو اونسی مخالف اور اونکی ہنسہ یا تو چوستا
ايديهم وتقليب غلمهم والتملق بين ايديهم والقيام عند رؤيتهم فليس ذلك من التعظيم والمحبة لانه جعلهم
اور جوتیاں سیدھی کرتا اور سامنی خوشامد اور دیکھہ کی تعظیم کی لئی کھڑا ہوتا رہا تو یہہ کچھہ تعظیم اور محبت نہیں ہی کیونکہ اپنی ساتہہ
مع نفسه محروما من الاجر فاى تعظيم ومحبة في ذلك المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
اور کو بھی ثواب سی محروم کریگا پہر اسمیں کیا تعظیم اور محبت ہوئی ترجمہ تیرسٹھواں مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان میں
العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول
قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہل سکتی دو قدما
قدما عبد يوم القيمة حتى يسئل عن اربع خصال عن عمره فيما افناه وعن جسده فيما ابلاه وعن
پانو کسی نوکی قیامت کی روز جب تک پوچہا جاوی چار چیز نسی عمری کیونکر کہوئی اور بدنسی کیونکر پرانا کیا اور
ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ما عمل فيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن
مل سی کہانسی کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سی اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حسنان میں ہی ابن مسعود کی
مسعود والعبد المذكور فيه وان كان عاما لكونه نكرة في سياق النفي لكنه مخصوص بقوله عليه السلام
روایت سی اور عبد جو اس حدیث میں آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ بیچی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی
يدخل الجنة من امتي سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا يكون السؤال المذكور فيه لغير هؤلاء السبعين
میری امت میں سی ستر ہزار بی حساب جنت میں جاوینگی احدیث کی موافق یہہ چاروں سوال سوا ان ستر ہزار کی اوروں سی ہونگی
الفا فلا بد لكل من يؤمن بالله واليوم الاخر ان يعلم انه يسئل يوم القيمة ويناقش في الحساب ويطالب
ہر ہر ایک کو جو خدا اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضرور ہی کہ جان رکہی کہ قیامت کی دن سوال ہوگا اور حساب میں جہکڑا جاویگا اور ذرہ ذرہ
بمثاقيل الذر من الخطرات واللحظات ويتحقق انه لا ينجيه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
سی خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور تحقیق ہی کہ اوس خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہیں ہو سکتی
في تجارتها الاخروية ومطالبتها في انفاسها وساعاتها وحركاتها وسكناتها فان من حاسب نفسه قبل ان
اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطے اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات میں دم دم اور گھڑی گھڑی بیشک جسنی حساب دینی سی پہلی اپنا حساب

یحاسب یخف علیه یوم القیمة حسابه ویحضره عند السؤال جوابه ویحسن منقلبه ومآبه ومن لم
درست کیا تو آسپر دز قیامت کو حساب دیا جا سہل ہو ویگا اور سوال ہوتی بی تلین جواب پیدا ہو جاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہو ویگا اور جسنی حساب
یحاسبها یدم حسرته ویطول فی عرصات القیمة وقفاته ویعود الی الخزی والمقت سیاته فاذن
درست نکیا تو ہمیشہ کو ویران رہی گا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان مین کھڑا رہی گا اور اوسکی تمام گناہون کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سواے
لابد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه فی حرکاتها وسکناتها ولحظاتها وخطراتها
مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحاظات اور خطرات کو دیکھتا رہی
لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدرة المنتهی مع النبیین والصدیقین والشهداء فتدقیق
کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہی سواس تجارت کی
الحساب فی هذه التجارة اهم من تدقیقه فی تجارة الدنیا لان ارباح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعیم المقیم فی
حساب کی صفائی یہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسسی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتون اخروی کی کمتر ناپائدار ہی
العقبی قلیلة سریعة الزوال ولا خیر فی خیر لا یدوم بل شره لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر الذی لا یدوم اذا
اور عیش ناپائدار مین کچھ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار ہی بہتر ہی اسسی کہ تکلیف ناپائدار جب ہو چکی
زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذا زال یبقی الاسف دائما فعلی هذا ینبغی للمؤمن اذا اصبح وفرغ
تو ہمیشہ دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپائدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی
من فریضة الصلوات یفرغ قلبه یقول لنفسه یا نفس لیس لی بضاعة الا عمری فاذا فنی یفنی
فرض کی نماز سی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہو چکی تو
راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قد امهلنی الله تعالی فیه و
راس مال ہو چکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیا دن ہی کہ اللہ تعالی نی مجکو جسمین مہلت عطا کی ہی اور
اخر فی اجلی ولو کان توفانی لکنت تمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمر فیه صالحا فاحسب
اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو کیا آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجکو پہر دنیا مین پہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلون ای نفس تو اپنی سمجھ لی
یا نفسانک توفیت ثم ردت الی الدنیا فایاك ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر
کہ مر کر پہر دنیا مین آیا ہی سو خبردار رہہ یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا
کل نفس من انفاسه جوهرة نفیسة لا بدل لها فیمکن ان یشتری بها کنوز الجنة لا یتناهی نعیمها ابدا
ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول لیسکتی ہین جسکی نعمتین کبھی تمام نہون گی سوایسی انفاس کی
الا بادفانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهایة الخذلان فان عمر الانسان
بیکار گذرنا یا معاصی مین لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی
زمان لاعماله الصالحة المقربة له الی الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی
اعمال صالحہ کی واسطی ہی جسسی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی
السعادة التی ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس
سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ
للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیا من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدره وهو لها
کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی گذرتا ہی وتنی ہی سعادت اخروی گم ہوتی ہی اور ایسا ہی ہوئی

عظمت حراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادرتهم الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم يضيعوا عمرهم في
متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تھی اور ہر دم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی عمر کو
البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادركت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنانيركم ودراهمكم
بیکار اور تقصیر میں نہ کھوتی تھی حسن بصری کہتے ہیں میں ایک قوم کو دیکھا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سے زیادہ سنبھالتی تھی کہ تم اپنی اشرفی و روپیہ کو سنبھالتی ہو
فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون
کیونکہ جیسی تم میں سے کوئی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوی کہ کچھ فائدہ نہ ہو وہ لوگ بھی ایسی ہی خوش نہ ہوتی تھی کہ ان کی عمر میں سے ایک ساعت
ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد
بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ
في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيامة لكل يوم وليلة اربع وعشرون
آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس
خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيرى منها مملوءة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فينال
خزانوں کی قطار پیش آویگی پھر اسکی لئی دیکھیں سی ایک خزانہ کھولیگی تو دیکھیگا کہ حسنات کی نور سی بھری جو جو اوس ساعت میں کیا تھا پھر اوسکو
من الفرح والسرور ما لو وزع على اهل النار لاذهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له
اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم اوین تو بی جو ہی سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکیں پھر اوسکی لئی اور خزانہ کھولیگا
خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفوح نتنها ويتغشاه ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها
اوسکو سیاہ تاریک دیکھیگا کہ بدبو پھیل رہی ہی اور الم حیران پریشان ہی یہ وہ ساعت ہوگی جسمیں اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی
فينال له من الحزن والغم ما لو قسم على اهل الجنة لنغص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيراها فارغة
پھر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کردیں تو انہیں جنت کی تمام نعمتیں ہی مزہ تلخ ہوجاوین پھر ایک اور خزانہ کھولیگا اوسکو خالی پاویگا
ليس فيها ما يسره وما يسوده وهي الساعة التي نام فيها واشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيتحسر على خلوها
نہ اوسمیں کچھ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہ وہ ساعت ہوگی جسمیں سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہوگیا پھر اسکی خالی ہونی پر
ويناله من الالم ما ينال من قدر على الرمي الكثير والملك الكبير وهو اهمله وتساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض
اتنا پچھتاوا ہوگا جیسا کسیکو بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک اتنہ آسکتا تھا مگر اتفاقی سستی اور دیر کی کرہ ہاتھ سی جاتا رہا اسی طرح خزانی
عليه خزائن اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدع منها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب
عمر کی ساعات کی پیش آتی جاینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو ابادکری اور خزانو سی خالی نچھوڑی جو کہ باعث اعلی سعادت اور ملک کا ہین
سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد
اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکھ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتھ
والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافرا لنعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها
اور پانو کیونکہ انمین سی اگر کسی ہی بھی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتوں کا تمام اسباب مین سلب ہوجائیگا جن جن اسباب کی عمل کرنیمیں ضرورت ہوتی ہی اسمیں
في اقدامه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى
کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدائش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری
ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا ببدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء
اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا

اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہ سب بدون پیدائش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پھر جسنے کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کام میں لگائی کہا تو وہ اللہ کی ان تمام

لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس

نعمتوں سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہوویگا پھر جسکی پاس اصل مال ہی نہیں

المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع آلة للهلاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها

تو وہ فائدہ کیونکر حاصل کرسکتا ہی اور ان ساتوں اعضا سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بھی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اونکی چھوڑ دینی اور حفاظت نکرنی سی

ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم اهمالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب

اور جو نجات پاتا ہی تو اونکی حفاظت اور نہ چھوڑنی سی اب اعضاء کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چھوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازے ہیں

وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها

اور وہ دروازی نافرمانوں کی واسطی اون اعضاء کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پہر آنکہہ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی

عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغنى عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن

بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ اللہ تعالی بندہ سی فضول نگاہ کا بھی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا

فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستدل

اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹہہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکہہ کر اوسکی

به على وجوده وقدرته ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر فى كتابه وسنة رسوله وسائر

وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام

كتب الدين ليتعلم امور دينه ويتعظ وهكذا يفعل فى كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذى يلزم

کتب دین کو دیکہی تاکہ امور دینی سیکہی اور پند پذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام میں لاوی خصوصا تمام اعضاء کی رئیس کو یعنی دل کو

تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة

عادات بدسی پاک رکہنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم باعمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی

من مسائل الدين ينبغى له ان يكون عاملا بها ولا يسئل يوم القيمة عنها يدرك عليه قوله عليه السلام وعن علمه ما

مسائل دینی میں سی کوئی مسئلہ سیکہی تو چاہیئی کہ اوسپر عمل کری اور نہیں تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہووویگا اسمیں بیشک سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچہینگی

عمل فيه فانه محرف لانه عليه السلام ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اثنى

کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نے یہہ نہیں فرمایا اوسمیں کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہئی اپنی علم میں آیا اوسپر عمل کیا یا نہیں کیا اگر صادقین

الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا وخالف علمه بفعله ودخل فى قوله عليه السلام اشد الناس عذابا

میں داخل ہو جنکی اللہ تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہوں نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کرکی اس حدیث کی مضمون میں داخل ہوا سخت تر عذاب

يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم

قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی اللہ تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہا جو ہی تم میں سی سو اکیلا دیکہیگا اللہ کو جیسی دیکہتی ہو تم اکیلی

بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بى يا ابن ادم ما عملت بما علمت يا ابن ادم ماذا اجبت المرسلين يا ابن ادم الم اكن رقيبا

چودہویں رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی اسی شخص میری حق میں کیا دہوکا کہایا اسی شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا اسی شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا اسی شخص کیا میں تیرا

على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على ذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين وغظيم

آنکہہ کا نگہبان نتہا اور تو آنکہہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا میں تیری کان کا نگہبان نہیں تہا اسہی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی خطا ہی

خيانتك اذا ذكرك الله تعالى ذنوبك شفاها اذ يقول لك يا عبدي اما استحييت مني فبارزتني بالقبيح
جب اللہ تعالی تیری خطاؤں کو منہ در منہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تو نی مجھسی حیا نکی جلد ایسی خطا کر بیٹھا

واستحييت من خلقي واظهرت لهم الجميل انت اهون عليك من سائر عبادي استخففت بنظري
اور میری خلقت سی حیا کر اوکی سامنی اپنی نیکو کاری ظاہر کی کیا مین تیری نظر دل مین تمام مخلوقات سی ہلکا ہوا میری نگہبانی کو ہلکا سمجھ کر کچھ وا نہ کی

اليك ولم تكترث به واستعظمت نظر غيري فكيف يكون حالك وخجالتك اذ عدّ عليك
اور دن کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجھہ پر اوسکی

نعماءه ومعاصيك والاؤه ومساويك فان انكرت شيئا يشهد عليك جوارحك فتفتضح على ملأ
نعمتین اور تیری گناہ اور اوسکی خوبیان اور تیری خطا شمار ہوگی پہر اگر تو انکار کریگا تو تیری اعضا ہاتھ پانو گواہی دینگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالى وعد المؤمن ان يستر عليه ذنبه ولا يطلع عليه غيره
اعضاء کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہان بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چھپاوی اور غیر کو اوسپر خبردار نکرے

كما روى عن ابي هريرة رضوانه عليه السلام قال يدني الله العبد منه يوم القيمة ويضع عليه كنفه
جیسی ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ويستره من الخلائق كلها ويرفع اليه كتابه في ذلك السر فيقول له اقرا كتابك فيمر بالحسنة فيبيضّ لها
تمام خلایق سی چھپا لیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہ تو سہی پہر یہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ويمر بالسيئة فيسودّ بها وجهه فيقول الله له اقرا يا عبدي فيقول نعم يا ربّ اعرف فيقول اني اغفرها
اوسکا منہ کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہوجاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچھہ جانتا ہی ہی عرض کریگا ان ای پروردگار مین تو جانتا ہون

لك منك قد غفرتها لك فلا يزال يمر بحسنة تقبل فيسجد وسيئة تغفر فيسجد فلا يرى الخلائق منه
پہر اللہ فرماویگا مین تجھسی زیادہ جانتا ہون کہ تجھکو معاف کرچکا ہون پہر یہی حال رہی گا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا غرض کہ

الا ذلك حتى ينادي الخلائق بعضها لبعض اما طوبى لهذا العبد الذي لم يعص قط ولا يدرون ما جرى بينه
اسکا یہی حال نظر آویگا یہان تک کہ آپسمین ایکدوسرسی کہیگا یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبھی نہین کیا اور یہہ معلوم نہین کہ اللہ تعالی مین

وبين الله تعالى فيها وقفه عليه والاخبار بهذا المعنى كثيرة وذلك بفضل منه فانه يخاطبه خطاب
اور اوسمین وہان کہڑی کہڑی کیا معاملہ گذرا کیا اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور یہہ اوسکا فضل ہی محض ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فيقول له هل تعرف عبدي فيقول اعرف يا ربّ ويقول ممنا عليه ومظهرا فضله لديه
ای شخص جانتا ہی ہی عرض کریگا پروردگار مین جانتا ہون پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فاني ستر تها عليك في الدنيا وانا اغفرها لك اليوم فيقال هذه ذنوب تاب عنها كما ذكر انفا
میںنی دنیا مین تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہہ لی آج بہی تجھکو معاف کرتا ہون بعضی کہتی ہین یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن ابي زاعي عن هلال بن سعد ان الله تعالى يغفر الذنوب لكن لا يمحوها عن الصحيفة حتى يوقفه عليها يوم
اور عی سی اوہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہین مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القيمة وان تاب عنها قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه ولا يعارض هذا ما في التنزيل والحديث من
اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی استاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہین ہی

ان السيئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما يوقفه عليها ويدل على هذا ما روى عن ابن مسعود
یعنی خطایین بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہین شاید کہ تبدیل آگاہ کرینگی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی اٰخرها حسنات فلما رجع فی اوله
وہ کہتی ہیں کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال میں نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر میں حسنات پھر جب ابتداء نامہ پڑھیگا
رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه فی اٰخر اٰیات العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ما کانوا علموا من سیاٰته
تو کیا دیکھتا ہی کہ سراسر حسنات ہیں اور ابن عباس رضی سے ہی کہ کہتی ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اسمہ بہی اور پھر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ
عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وما به من السماء لیجیء یوم القیمة ولیس
دیکھ چکی ہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو خطا کی تہی اور زمین پر کا ٹہوڑ ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف
من الخلق احد شیء یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ما کان بینه وبین العباد فلا
آویگا کہ مخلوقات میں سی کوئی اوسکا برا کہنیوالا نہوگا بعضی کہتی ہیں یہہ وہ گناہ ہیں جو صرف حقوق اللہ ہیں نہی وہ گناہ جو حقوق العباد ہیں سوا ہیں ضرور ہی
فیها من القصاص بالحسنات کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من
حسنات ہیں سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا
عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ
یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی
منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمله علیه وروی عن ابی هریرة رض
تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اوسپر ڈالی جاویگی اور ابو ہریرہ رضی سی روایت ہی
انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت میں
امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی
وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوة لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکا مال کہایا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا
هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم
پہر نیکیاں کچہہ اوکو دی جاویگی اور کچہہ اوکو پس اگر اوسکی حسنات ادا حقوق سی پہلی ہو چکیں تو اوکی گناہ لیکر اوسکی ذمہ پڑیگی
فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من
پہر اوسکو دوزخ میں پہینکدیگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد سی اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ
حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم
یا حق العباد کچہہ ہی یا نہیں پہر اوسکا عوض کردی جو فرایض الہی میں سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری
حبة حبة ویستحل من تعرض له ببدنه ولسانه وسائر جوارحه وبطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه
اور جسکو ناحق سی یا زبانی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوسی معاف کرالی اور اوسکا دل خوش کہی آخر عمری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی
فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل ردّ المظالم یحیط به خصماؤه ویتشبثون
فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب چلا جاوی اسلئے کہ اگر حقوق ادا کرانی سی پہلی مر گیا تو مدعی کہیر کرنا خبر سی نو جینگی
فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخففت بی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزات
ایک کہیگا تجکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی ہنسی چہل کی تہی
وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعك وهذا
کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب ظاہر نکیا کوئی

يقول كنت بتي في سعة متاعك وهذا يقول وجدني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ میں تو نی مجھسی جھوٹے بولا اور کوئی کہیگا تو نی مجھپر ظلم ہوتی دیکھا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تو نی مجھکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا يقول رأيتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
اور کوئی کہیگا مجھکو تو نی گناہ مین مبتلا دیکھا پر مجھکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت مین مدعیون کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہی گا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر
تام عمر مین جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو در ہم سی یا بیٹہا ہو مجلس مین مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع
حقارت سی دیکہیگا اور عاجز ہوگا مقابلہ سی تہک رہی گا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہا دیگا کہ شاید وہ ہی انکی ہاتہ سی بچادی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك يخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
کان مین یہہ آواز آوی گی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین آج اسسنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرا یا سو ای غافل

ايها الغافل ما اذن لك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون فما اشد فرحك
یاد کر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کا مرتبی جو کرتی ہین بی انصاف سواب تو لوگون کی

اليوم بكسر اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت
آبرو لگاتر کر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجھکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك توخذ من حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگیا طاقت ہوگی حق ادا کرنی کی یا عذر پیش لانی کی سواوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي صرفت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
حقوق کی بدلہ مین تیری مدعیون کو دیدی جاویگی چنانچہ حدیثون مین آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة تسلمت من آفات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
ایسی دن مین غور کر اسلی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز مین

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
کوئی ایک آدہا بچا ہی تو مدعی نزت چہین چہیٹ لینگی اور کہتی ہین اگر کسی شخص کی پاس ستر نبیون کی برابر ہو وی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يوخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى
نیم دانگ کا ہوتی رضامندی مدعی کی جنت مین نہین جاسکتا اور کہتی ہین کہ ایک دانگ کی بدلہ سات سو نمازون کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحرير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحریر مین اور امام غزالی احیا مین کہتی ہین اور کا سنگی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انك لا تقضي عليك يوم لا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہی تب تو بیشک معلوم کریگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہین گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف بقية السيار من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
حسنات کو بوا کر لیتی ہی پہر باقی گناہون سی کیونکر بری گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادتون کو تاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه للجماء من القرناء ويقول الكافر يليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
جس روز منڈی جانور کا سینگ والی سی بدلہ لیا جاویگا اور کہیگا کافر کیطرح مین مٹی ہوتا سو ای مسکین حقوق العباد مین خدا کا خوف کر کیونکہ

ما کان بینك وبین الله تعالی خاصة فالمغفرة الیه اسرع واما ما کان علیك من حقوق العباد فلا بد من
جو کہ صرف حقوق الٰہی ہیں تو اوسکی مغفرت جلد ہوسکتی ہی اور جو تبہیر حقوق العباد ہیں تو اوسمیں مالکونسی ضرور
الاستحلال ارباحها فمن عسر علیه الاستحلال فعلیه ان یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحة ویستغفر
معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اوسکی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات
لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی عامة الاوقات فانه اذا فعل کذلك یوحی من فضل الله تعالی وکرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی
ان یرضی خصمه یوم القیامة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام بینما هو جالس اذ ضحك حتی بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک
ثنایاه فقیل له مم تضحك یا رسول الله فقال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فیقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسیہی پوچھا یارسول اللہ آپ کیوں ہنستی ہیں فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا
یا رب خذ مظلمتی من هذا الآخر فیقول الله تعالی اعط اخاك مظلمته فیقول یا رب ما بقی من حسناتی
یا الٰہی میرا حق اس بھائی سی دلادی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بھائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہیں ہی
شیء فیقول الله تعالی ما تصنع باخیك لم یبق من حسناته شیء فیقول یا رب فلیحمل عنی من اوزاری
پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بھائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر بھی لادین
ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلك الیوم الیوم یحتاج الناس فیه ان یحمل عنهم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روپڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگون کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اوروں پر پڑجاوین
من اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی للطالب حقه ارفع بصرك الی الجنان فیرفع بصره فیری ما لا عین
پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی حیر اور نعمت
من الخیر والنعمة فیقول لمن هذا یا رب فیقول الله تعالی هذا لمن یعطینی ثمنه فیقول ومن یملك ثمنه
موجود ہی پوچھا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دی سکتا ہی
یا رب فیقول انت فیقول بمّ ذا یا رب فیقول بعفوك عن اخیك فیقول قد عفوت عنه یا رب فیقول
اللہ فرماویگا تو دی سکتا ہی عرض کریگا الٰہی کیا نسی اللہ فرماویگا اپنی بھائی کو معاف کردی عرض کیا الٰہی میں نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی
الله تعالی خذ بید اخیك وادخل الجنة ثم قال رسول الله علیه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم
فرماویگا اپنی بھائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو
فان الله تعالی یصلح بین المؤمنین یوم القیمة قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا بعض الناس
بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانون مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین
ممن اراد الله تعالی ان لا یعذبه بل اراد ان یعفو عنه ویغفر له ویرضی خصمه وکذلك ما روی عنه علیه السلام
جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث
ان منادیا ینادی من تحت العرش یوم القیمة یا امة محمد اما ما کان لی قبلکم فقد وهبته لکم فبقیت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو میں نی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین
فتزاهبوا وادخلوا الجنة برحمتی فانه ایضا لبعض الناس لا لکل احد اذ لو کان ذلك لکل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت مین چلی جاؤ یہہ بھی بعضی شخصون کی لئی ہی ہر ایک کی لئی نہین ہی کیونکر اگر ہر ایک کی لئی ہوتا تو کوئی بھی دوزخ مین نہ جاتا

وقد ورد اخبار صحیحة نقلها ثقات ولا بد من الایمان بها ان من کان من اهل الایمان لا یبقی فی النار

اور بیشک صحیح حدیثیں ثقات نے نقل کی ہیں اون پر ایمان لانا ضرور ہی کہ جو ایمان والا ہوگا سو گنہگار ہوں کی شامت سی دوزخ میں نہیں رہی گا

بکسب لا ذنب بل یخرج منها والخروج منها لا یکون الا بعد الدخول فیها قال القرطبی فی تذکرته وقد ظن بعض

بلکہ دوزخ سی نکلی گا اور دوزخ میں سی نکلنا بدون داخل ہوئی نہیں ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں کہتی ہیں بعضی علماء یہہ گمان کرتی ہیں

العلماء ان الصیام یختص بعامله صوفر الله اجره ولا یوخذ منه شئ لمظلمة ظلمها متمسکا بما قال الله تعالی

کہ روزہ صرف روزہ دار ہی کا کام آیگا اوسہی کی ثواب کو بڑہا دیگا اسمیں کسیکی حق کی بدلہ میں کچھہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی

فی الحدیث القدسی الصوم لی وانا اجزی به لکن احادیث القصاص یرد هذا الظن فان الحقوق توخذ

حدیث قدسی میں فرمایا ہی کہ روزہ میری لئی ہی اور میں ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ یعنی کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام

من جمیع الاعمال صوما کان او غیره وقیل الصوم سر بین العبد وربه لا یطلع علیه احد سواه لکون نیته وترک

اعمال میں سی ادا کی جاویگی روزہ ہو یا کچھہ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی ہیہ ہی اوسپر سوا اوسکی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئکة الکتبة لا یطلعون علی ما لا علم لهم فیه فاذا لم یکن معلوما لاحد ولا مکتوبا فی الصحیفة

نیت رہنی اور مفطرات سی بچنا اور فرشتی کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہیں جسکا اونکو علم ہو پھر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہوا

یستره الله تعالی ویخبوه حتی یکون له جنة من النار فانهم یطرحون علیه سیاتهم فتذهب عنهم ولا

تو اللہ تعالی اوسکو چھپا رکہتا ہی تاکہ اوسکی لئی دوزخ کی ڈال نجاوی بیشک یہ بھی اوسپر اپنی گناہ ڈالینگی سوا اونسی اوتر جاوینگی کچھہ

تضرهم لزوالها عنهم ولا یضره ایضا لکون الصوم جنة له قال القاضی ابوبکر بن العربی فی سراج المریدین

ضرر نکر سکینگی کیونکہ اونکی مرسی موقوف ہوچکی اور اسکو بھی ضرر نہ کرسکینگی اسلئی کہ روزہ اوسکی لئی ڈال موجود ہی قاضی ابوبکر بن عربی سراج المریدین میں کہتی ہیں

هذا تاویل حسن ان شاء الله تعالی ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون فی بیان لزوم

یہہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچھہ نہیں ہی اور حمد اللہ کی ہی چوسٹھواں مجلس اس بیان میں

محاسبة العبد نفسه قبل ان یحاسب ویناقش فیهلک قال رسول الله صلی الله

کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سی ضرور ہی کہ مناقشہ میں ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

علیه وسلم لیس احد یحاسب یوم القیمة الا هلک هذا الحدیث فی صحیح المصابیح روته ام المومنین عائشة

فرمایا نہیں کوئی جسی قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہووینگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المومنین عائشہ کی روایت

فانها للمسعته قالت ولیس یقول الله تعالی فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال النبی علیه السلام فذلک العرض

سی عائشہ رضی اللہ عنہا نی یہہ سنتی ہی عرض کیا اللہ تعالی یہہ نہیں فرماتا تو اوسی حساب لینا ہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ پیشی ہی

ولکن من نوقش فی الحساب یهلک والمناقشة فی الحساب ان یستقصی فیه بحیث لا یترک قلیل ولا کثیر ولا

ولیکن جسکی حساب میں مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہو اور حساب میں مناقشہ یہہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغیر ولا کبیر الا یسئل عنه وامّا العرض فهو ان یعرض علی العبد عمله ولا یستقصی فی حسابه والحدیث یحتمل

چہوٹی نہ بڑی باتی نرہی کہ اوس سی سوال ہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اوسکی اعمال کردیں اور پورا حساب نہو اور حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہیں

معنیین احدهما ان یکون نفس المناقشة هلاکا لما فیها من التوبیخ وثانیهما ان تقضی الی الهلاک فاذا ثبت

ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اوسمیں زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد یسئل یوم القیمة عن کل شئ حتی عن سمعه وبصره وفواده کما قال الله تعالی ان السمع والبصر

کہ آدمی سی قیامت کی دن ہر شی کا سوال ہوگا یہاں تک کہ کان اور آنکھہ اور دلی سی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک کان اور آنکھہ

والفواد

والفؤاد كل ولذلك كان عنه مسئولا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب كما نه هو تاجر
اور دل یہہ سب پوچھ جاویگی آپ آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حال کر حساب کی مناقشہ سے پہلی پوتا لنا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی

في طريق الاخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيات ونفسه
رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات مین صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیات مین تلف کرنا

شريكه وهذه التجارة هي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلابد له من مراقبتها ومحاسبتها
خسارہ ہی اور اس تجارت مین نفس اوسکا ساجھی ہی اور نفس مین اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونو کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کیطرف بہت جھکتا ہی

لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله
سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بھر بھی حفاظت نکریگا تو وہ نہایت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چھوڑی رکھا تو بیمایہ خیانت سے کیا ہوا

واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان
آخر وہ اصل مال تمام ہوچکیگا اور جسنے اوسکو مہمل نہین چھوڑا بلکہ دیکھتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹا بڑہا معلوم ہوتا رہی گا

ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما
اور اسی واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سے اور چاہی دیکھتی رہی کیا

قدمت لغد ففي هذه الاية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر العبد
بہیجا ہی کل کیواسطے سو اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک شخص مین سی یہہ نکہا کرتا رہی

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام من الطالحات التي تردیه فان الحسنات يوم القيمة
کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکھا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بدی ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء
اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا مین لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہوگا جسنے نفس کو چھوڑ رکھا ہی اور حساب نہین لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب لیتا ہی اوسکی وقت

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان
سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضا مندی اور آرزو مند کیطرف ہی اور جو چھوڑی رکھتا ہی اور اوسکا حساب نہین لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن مكشوفا في حياته كما ينكشف للمستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه
بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی وہ سب باتین معلوم ہوجاتی ہین جو زندگی مین معلوم نہین تہین جیسی نیند سی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی ہی مین

والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما يعفو من حسناته وما يضره من سيئاته فلا ينظر الى سيئة الا
معلوم نہتا اور آدمی اب سوتی ہین مریگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہلی پہل حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیون کی طرف کمال حسرت سی

يتحسر عليها ولحسنة الا يتمنا ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن
دیکھکر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا مین ڈوبون کیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا مین رہا تو دنیا کی کاروبار مین اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه
اب موت سی وہ کاروبار چھوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جسدیکی آگ دنیا فانی کی لذتونسی

نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد
جن پر جی لگا رہا تھا بیکلی آگ بھڑک اوٹھیگی اور یہہ بھی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك
ایک اور طرح کی عذاب کی واسطی اوسکی بدن مین پہر جان ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر مین

عند عيبة اعتماداً على ان الملك يتساهل في امرها وكا يدري ما يتعاطاه من قبيح افعاله فاخذه الملك يوماً بغتة
اوکی پیچھی اس بھروسہ پر عیش اور امن لگا کہ بادشاہ اس باب میں درگذر کریگا یا یہ نہیں سمجھتا کہ کیا بدمعاملہ کر رہا ہی پہرا دسکو بادشاہ نی ایک روز جا پکڑ
وعرض عليه جريدة قد دونت فيها جميع فواحشه وخيانا ته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غيور
گرفتار کری اوسکی عرضی کی فہرست اوسکی تمام بدیان اور چوریاں ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکھی ہوئی تہیں اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت
على حرمه منتقم من الجناة يأخذ على ملكه غير ملتفت الى من يتشفع اليه من العصاة عليه فتفكر في امر هذا الشخص
اپنی سلطنت میں خطاوار کا سفارشی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہیں کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق میں کہ بادشاہ کی عذاب کرنی ہی پہلی
فايكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك عليه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا يكون حال الميت
مدی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتوں پر
المغتر بلذائذ الدنيا المطمئن اليها قبل نزول عذاب القبر عند موته وكما من احترز عن شهوات الدنيا واشتغل
الھیتان سی ہولا ہوا ہوتا عذاب قبر کی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سی الگ اور طاعات میں مصروف رہتا ہا
بالطاعات وليم يكن له انس الا بذكر الله تعالى فيكون حاله كحال من كان محبوساً في مكان ضيق مظلم ففتح له
اور اوسکو سوا یاد الٰہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان میں قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی
باب ففرج منه الى بستان واسع لا يرى منتهاه وفيه انواع الاشجار والازهار والطيور والثمار والحياض
اوسمیں سی ایک بڑی وسیع باغ میں چلا جاوی جسکی کچھ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمیں قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین
والانهار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يقبل على نفسه ويقول لها يا نفس اما تعرفي ان بين يديك الجنة والنار
اور نہرین ہوں اس صورت میں عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہو کر نفس سی کہی ای نفس کیا تجکو خبر نہیں کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ
وانت ذاهب الى احدهما عن قريب فمالك لا تستعدّ للموت وهو اقرب اليك من كل قريب فانك ان تراه
اور تو انہیں سی ایک میں جلدی جا نیوالا ہی پہر تجکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہیں کرتا اور وہ ہر نزدیک سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گمنا ہی
بعيداً لكن الله تعالى يريه قريباً اذ قال ان الموت الذي تفرون منه فانه ملاقيكم وعساه ان يختطفك
دور سمجہہ پر اللہ کی علم میں بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجکو آج آدبادی یا کل
اليوم او غداً فانه اذا جاء يجيء بغتة من غير تقديم رسول اذ ليس لمجيئه سن معين ولا وقت معلوم لا في
سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی پیغامبر نہ بہیجیگا کیونکہ اوسکی آمد کا نہ تو کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا نہ
الصيف ولا في الشتاء ولا في الليل ولا في النهار ولا في الصبي ولا في الشباب بل كل نفس من انفاسك يمكن ان يجيء
جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن یہہ اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات میں سی ممکن ہی کہ آنا گاہ
فيه فجأة ولو لم يجئ الموت فيه مجأة وهو يفضي الى الموت اما تعجب غفلتك عنه اما تأمل قوله تعالى اقترب للناس
موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ بہی آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہی تو تنگ لیجاوی اسمیں تجکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت میں غور نہیں کرتا نزدیک
حسابهم وهم في غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعي الايمان بلسانك وانت النفاق ظاهر عليك فان
آگیا ہی لوگوں کو حساب کا وقت اور وہ بی خبر ہیں تو تنہیں اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکر تیرا
سيدك ومولاك قد تكفل لك في امر الدنيا حيث قال وما من دابة في الارض الا على الله رزقها وانت تكد به
سید اور مولی دنیا کی خرچ مرچ کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہیں پانوچلنی والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو
بافعالك وتتكالب عليه تكالب المدهوش المستهزأ وكل امرك الآخرة الى سعيك حيث قال وان ليس للانسان الا
اپنی عمر کا تمسی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش جہل باز اور دنیا آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہی

ماسعى وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستخف وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان
جو کہا یا اور تو ایسی ایسی بڑی بڑی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منہ پھیر لیتا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی ہے
لكفى فلما ذا يكون المنافقون في الدرك الاسفل من النار فما جرأتك على معصية الله تعالى ان كان مع عتقا
کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ مین کیون جاتی پس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی
انه تعالى لا يراك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يراك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك
کہ اللہ تعالی مجھکو نہین دیکھتا تو بیشک بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی
فبأي جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشديد عقابه واليم عذابه اقطن انك تطيق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یون جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو
هيهات هيهات كانك لا تؤمن بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذاطعمتك انه يبرئك في مرضك
ہیہات ہیہات گویا تو قیامت کی دن پر ایمان ہی نہین لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب ہی مرغوب طعام کو کہدے کی اس مرض مین یہہ تجھکو نقصان
لصبرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتبه المنزلة وقول الانبياء المويدين بالمعجزة اقل عندك
دیگا تو البتہ اوسپر صبر کریگا اور کھانا چھوڑ دیگا پس گویا اللہ تعالی کا مذکورہ منزل کتابون مین اور انبیا کا ارشاد جسکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک
تاثيرا من قول يهودي يخبرك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
تاثیر مین یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر مین کمتر ہی یا وجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر بچہ یہہ کہدی کہ
في ثوبك عقربا لميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سوال فكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
تیری کپڑی مین بچھو ہی تو تو تر ت بی تامل اپنی کپڑی پہینکدی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی
قول صبي وصار نار جهنم واغلالها وافاعيها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا يوما
یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچھو تیری نزدیک ایسی بچھو جسکی ہر عایت ایک دن
واقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد
یا کمتر ہوتی ہی ہان اگر تو یہہ تمام باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پھر تجھکو کیا ہوا کہ شہوات مین مشغول ہتا ہی اور نیک عمل مین تاخیر کرتا ہی اور موت تیری
فلعله يخطفك من غير مهل فما ذا امنت من ان تستعجاله فكم من مستقبل يوما لم يستكمله وكم من مؤمل غدا لم
دا ؤ مین ہی مشاہدہ کردہ مجھکو ابھی اچک لی پھر تجھکو اوسکی جلدی کیا بجا دہی سو اکثر صبح کا نیوالی دن پورا نہین کرتی ہی اور اکثر اگلی دن کی امید وار وہ
يبلغه وعلى تقدير انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الى آخرها فما ظنك ان من لم يطم الا مدة
دن نہین پہنچ سکتی ۱۰۰ برس تک تجھکو سوبرس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل مین تاخیر کرتا ہی اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی مٹھو کو کہا نا دانہ
الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل الما نع عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير
کہی نہ دیوی سوا ی دامن کوہ کی کیا وہ اتنی طاقت رکھتا ہی کہ اوس ٹٹو پر بیٹھکر پہاڑ پر چڑھ جاوی اور تو نے عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی کا اور کیا سبب ہی سوا اسکی
عجزك وعن مخالفة هواك وما في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما ما تنيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہین کرسکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کبھی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہوا و ہوس کی مخالفت دشوار نہوگی ایسا دن تو
لم يخلق الله تعالى ولا يخلقه الا في الجنة والجنة محفوفة بالمكاره والمكاره لا تكون خفيفة على النفوس
اللہ تعالی نے کبھی نہین پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چارطرف مکارہ ہین اور مکارہ نفس کو کبھی خوش نہین آتی
فط هذا محال وجوده فان كنت لا تقدم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاي حماقة تزيد على هذه
یہہ محال ہی ہرگز نہین ہوسکتا پھر اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہین سمجھتا اور عمل مین درنگ کئی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہوگی اور اگر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما
تجھکو اسکے کرم اور فضل پر بھروسہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ دنیا کی کاروبار مین اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بھروسا نہین کرتا بھلا
تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و
کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہین کرتا کہا تا اور اوڑہنا اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بھروسہ
كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افتظن ان برد زمهرير جهنم
نہین کرتا تاکہ اللہ تعالی یون ہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالی کو یہہ ہی قدرت ہی کیا تجھکو یہہ خیال ہی کہ تجھکو یہہ تکلیف زمہریر کی جاڑی کی
اخف برداً واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تجو امنها من غير سعي فيها ان هيهات هيهات فان برد الشتاء
ٹہنڈی ہلکی ہی اور تھوڑی دنون ہوگی یا تجھکو یہہ خیال ہی کہ اوس ہی کی تکلیف سے بچ رہی گا کبھی نہین کبھی نہین بیشک جاڑی کی ٹہنڈ
كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذلك لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن
جیسی بدون جبہ اور اوڑہنا وغیرہ لوازم کی دفع نہین ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹہنڈ ہرگز نہین جاتی بدون پناہ لینی
بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله فان يعرفك طريق التحصن لا في ان يدفع
طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور اللہ تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی ہی کہ تجھکو طریقہ پناہ کا بتا دیا یہہ نہین ہی کہ اوسکی تکلیف
عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و
بدون پناہ کی دور کردی بیشک اللہ تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب مین یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور
يهديك طريق استراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شري الجبة والحطب
اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی ٹہنڈی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور اوڑہنا
وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما اشتريته لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك
اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچھہ پروا اور نیازمندی نہین ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی
طاعتك ومجاهدتك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هو طريق نجاتك من عذاب اليم ورصولك
تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہین ہی عذاب الیم ہی سی نجات کا یہہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ
الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعملك تقول لا يمنعني
جسنی بھلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برائی کی سو اوسی پر اوسی نقصان کو اور اللہ بی پروا ہی عالمین سی اور شاید تو کہی لگی مجھکو راہ راست سی
عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الآلام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك
بجز حرص مزہ داری شہوت کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہین روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہی تو تیری کتنی بڑی
فما اشد حمقك وما افقح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدرات في
نادانی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوت تو فانی ہی ابہی ہو چکین گی اور کبھی کسی وقت مین کدورت سی خالی نہین ہین
حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن
اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت مین جانا طلب نہین کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف
الكدرات في جميع الاحوال فان الآخرة خير وابقى فاستعد للآخرة على قدر بضاعتك فيها فان بضاعتك
کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جیسک کہ تو وان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ
ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فان اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية
زندگانی کے دن ہین سو تو اکثر کو کھو چکا ہی اوسمین سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بھی کھو دیا

واستمررت على عادتك القديم خسرت خسرانا مبينا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت موعدك

اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہوویگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکھیں کھول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بيتك والتراب فراشك والفزع الاكبر امامك وعسكر الموتى في خارج البلد ينتظرونك كلهم

اور گور تیرا گھر ہی اور مٹی تیرا بچھونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

الرابا الايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوك ويضمون الى انفسهم اما تعلم انهم يتمنون

سخت سخت قسمین کہائی ہوئی ہین کہ تجھکو نہ پھیر اپنی جگہ سی نہ ٹلیگی اور تجھکو اپنی ساتھ ملا ویگی کیا تجھی خبر نہین کہ وہ ایک گھڑی کیواسطی دنیا کی آرزو کرتی ہین

الرجعة الى الدنيا يوما ليشتغلوا فيه بتدارك ما فرط منهم وانت تضيع ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة

تاکہ اپنی تعدی کا عوض اداکرین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین

وانت من الخالدين هيهات هيهات فانك في هدم عمرك مندفع خرجت من بطن امك تبني على ظهر الارض

اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبھی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جس سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برابر کھدتا جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی

قصرك وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة

اور عنقریب زمین کا گڑھا تیری قبر ہوجیگی ہر روز مال بڑھنے سی خوش ہوتا ہی اور عمر گھٹنی کا کچھ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پھیرتا ہی

وهي مقبلة عليك وتقبل على الدنيا وهي معرضة عنك فما اعجب حالك انك ومع كونك مرتكبا الانواع

اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوا ہی اور وہ تجھسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کیے جاتا ہی

الخطايا لا تجتهد في عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يا مسكين

آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبھی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان برای مسکین

يوفا الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عبدا مرة في الدنيا ونهاره فيها حتى يسئله عن عمله قليله و

اور لنسی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچھوڑیگا یہان تک کہ اوسکی تمام اعمال کی پرسش کریگا تھوڑا ہو

كثيره دقيقه وجليله خفيه وجليه فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب

یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکھہ تو اے غافل کیا منہہ لیکر سامنی کھڑا ہوگا اور کس زبانسی اوسکی سوال کا

عن سؤاله واعدّ للسؤال جوابا والمجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصار لايام

جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر کہہ جواب باصواب اور بچیتی عمر چھوٹی چھوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی

طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعات فما سبيل

دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعت کو نہین مانتا پھر کیا

معالجتها فاعلم ان انفع اسبابه لك ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار صحبة عبد يتجاهد

کیا علاج تو سمجھہ لے کہ اسکا بڑا مفید علاج تو مواعظ بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الٰہی مین مجاہد ہو

في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقتدي به لكن هذا العلاج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد

کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کرکر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

في العبادة اجتهاد الاولين فلا عليك ان تفتش لك في هذا الزمان عن سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا

جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی بلا ضرر کوئی نہین ہی

فيه من الجهد الجهيد وقد انقضى تعبهم وبقي ثوابهم ونعيمهم لا ينقطع ابدا الا بادوا شد حسرة من لا يقتدي

کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تھے اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہیگا جو کبھی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوسکو ہوگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

يهم فيمسع نفسه اياما قلائل بشهوات عكرة ثم يأتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فهلك ان ظن
کہ اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکھی پھر اوسکو مطلق شہوات سی روک دیگی سو بیچکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعدُ
اور تابعین اور انکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ پر ہیہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما يتيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان
دیندارون سی کتنا الگ ہین پھر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادت اوسی زمانہ مین ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

وامّا في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقتهم فيما هم فيه فلا
اور رہا یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ تجکو مسخرہ بناکر باؤلا کہینگے سو اوکی موافق جو وہ کرتے ہین کی جا

يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتتخدع
جو اونکا حال ہوتا ہے حال مرگ یا ہوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اسکی حیل اور فریب اور مکر اور زور مین آجاوی

بتدبيرها وقل لها ارايت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وشبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم
تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانیکی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈبولی اور ایک گاؤں والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکرین

ولنت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة
اور تجکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی اب یہہ تیری دلمین یہہ خدشہ آوی گا کہ مرگ یا ہوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك عما دهاك فاذا كنت لا توافقهم خوفا
یا اونکا ساتہہ چھوڑکر اس حرکت سی اوکو نادان بتاویگا اور اوس روسی اپنا بچاؤ کر لیگا پھر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چھوڑتا ہی

من الغرقة صار الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا هرب من عذاب لا بد وانت متعرض له وكل
اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن مین بجز ایک ساعت کی زیادہ نہین ہوتی پر دائمی عذاب سی کیون نہین بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
اور مرگ یا ہوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوتی ہین کیونکہ یہی کہتی تہی

انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى
ہمنی اپنی باپ دادی اوپر ایک راہ پر پاتی اور ہم اونہین کی قدمون پر چلتی ہین سو بچنا پر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہین نگاہ نکرنا

قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندون کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بچلا دینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلثة

پینسٹوین مجلس امت کو توبہ رغبت دلانی مین اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق باعتبار تینون معانی کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ مین اللہ کی طرف توبہ کرتا ہون السلام

وفي اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة كانه عليه السلام
اغر مزنی کی روایت سی اور اسمین امت کو توبہ پر ترغیب دی کہ نبی صلعم ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا
ہمہ وز سو بار توبہ کرتی تہی باوجود اس شوکت کی معصوم ہوکر پھر کیونکر رات دن توبہ نکرتا رہی

من يدنس جريدة اعماله بالذنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلثة امور

جسکا نامۂ اعمال پی درپی گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہوسکتی ہی

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب

علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہی تیسرا مرتبہ عمل ہی اور یہہ اسلئے کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہی کہ گناہ سی بڑا ہی ضرر

وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الآخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تألمه هذا ندما

نقصان ہوتا ہی اور گناہ آخرت مین میری اور محبوب کی بیچمین مثال پردہ کی ہوجاویگا تو اس معرفت سی اوسکی دلمین الم پیدا ہوتا ہی اور اس الم کو ندامت کہتی ہین

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصدا الى فعل له

پس یہہ معرفت تو علم ہی اور یہہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت سی پیدا ہوتا ہی پھر یہہ ندامت جب دلپر غالب ہوجاتی ہی تو دلمین ایسی کام کا ارادہ آتا ہی

تعلق بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فبترك الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم

جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سی لگاؤ ہوتا ہی پہر زمانہ حال سی یہہ علاقہ ہوتا ہی کہ گناہ ہی باز رہتا ہی اور استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ عزم کرتا ہی

على تركها الى اخر العمر واما تعلقه بالماضي فبترك مافات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء

کہ عمر بھر پرہیزگاری کا رہوں گا اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ جو بات فوت ہوگئی ہی اوسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کی ہو

وهذا الفعل على حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب سموم

اوسکا یہہ فعل علی ہذا ندامت سی حاصل ہوا اور وہ ندامت سی پیدا ہوئی اور یہان علم سی مراد ایمان اور یقین ہی کہ گناہ کو آخرت مین زہر قاتل ہوتی ہین

مهلكة في الآخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق على القلب يثير نار الندم لانه يبصر باشراق نور الايمان عليه انه

اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہی تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہی کیونکہ ایمان کی نور سی جو اسپر چمکتا ہی ظاہر دیکھتا ہی کہ اپنی محبوب سی الگ رہ گیا

صار محجوبا عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بالذكر

اب محبت کی حرارت شعور زن ہوتی ہی پھر اوس حرارت کی زور سی اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہی جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سی

من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها

متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہین اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہین

فاذا تحققت هذه المعاني الثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة

جب یہہ تینون امر موجود ہوتی ہین تو توبہ بیشک ہوتی ہی اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتی ہین اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹہراتی ہین

والفعل المذكور كالثمرة وهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبة اذ لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره

اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتی ہین اور اسی اعتبار سی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی ندامت ہی توبہ ہی اسلئے کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجب ہی اور

وعن عزم يتبعه ويتلوه فيكون الندم محفوفا بطرفيه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع

بغیر عزم کی کہ اوسکی پیچھی لازم ہوتا ہی نہین ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سی گہری ہوتی ہی ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجب ہوتا ہی پھر بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين

مسلمانون پر بالفعل نہایت واجب ہی وجوب تو سبکی اوپر اس آیت سی ثابت ہی اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب طرح کی ایمان والو اور اس آیت سی اے ایمان والو

اصنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين

توبہ کرو اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونون آیتون کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہی

لورود الامر فيهما على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعا

کیونکہ امر ان دونو آیتون مین سبکو عام ہی اور دل کی روشنی بھی یہہ ہی گواہی دیتی ہی اسواسطے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی نارضامندی سی

الی مایرضاہ وذلک لا یتصور الا من العاقل والعقل لا یکمل الا بعد کمال الشہوۃ والغضب وسائر الصفات المذمومۃ

رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہ امر صرف عاقل ہی سے ہوسکتا ہے اور عقل کامل نہیں ہوتی بدون کامل ہونے قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کے

التی ھی وسائل الشیطان الی اغواء الانسان فان الشہوۃ من جنود الشیطان والعقل من جنود الملئکۃ ولیس

جو جو وسائل ہیں شیطان کی انسان کی شیطان کی وسیلے ہیں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتوں کا لشکر ہی اور ابلیسا

فی الوجود انسان الا وشہوتہ التی ھی عقل الشیطان مستقرۃ علی عقلہ الذی ھو عدۃ الملئکۃ فیکون الرجوع

انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہو سو اسب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدۃ الشہوات ضروریا فی کل انسان بعد البلوغ لان من بلغ کافرا جاھلا دین الاسلام یجب

مدد گار ہیں باز رہنا ہر انسان کو بلا غت کی دونوں ضرور ہی اسلئے کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سی ناواقف بالغ ہو گیا تو اوسپر

علیہ التوبۃ عن کفرہ وجہلہ بنعلم ما یحصل بہ الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابویہ غافلا عن حقیقۃ الاسلام

توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کرنا وہ باتیں سیکھی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص باپ کی ساتھ حالت اسلام میں بالغ ہوا ہی خبر اسلام کی حقیقت سی

یجب علیہ التوبۃ عن غفلتہ بفہم معنی الاسلام اذ بعد البلوغ لا یفید اسلام ابویہ شیئا مالم یسلم بنفسہ

تو اوسپر توبہ اس غفلت ہی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجھی اسلئے کہ بالغ ہو کر باپ کا اسلام اسکی حق میں کچھ مفید نہیں ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فہم معنی الاسلام بعد البلوغ یجب علیہ الرجوع عن عادتہ والفہ بالاسترسال فی الشہوات والعادات وھو شق

پھر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجھ سیکھا تو اوسپر واجب آتا ہی اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوات وغیرہ عادات میں بی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اوس قسم کی توبہ

ابواب التوبۃ وفیہ ھلک اکثر الخلق لعجزہم عنہ لان الشہوۃ تکمل فی الصبی قبل البلوغ وکمال العقل فیکون

سب قسموں کی نسبت دشوار ہی اسمیں اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہوگئی ہی اسلئے کہ شہوت لڑکپن میں بلا غت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو

جند الشیطان فی الابتداء مستولیا علی مملکۃ القلب ویقع للقلب انس والف بمقتضیات الشہوات والعادات

شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی

ویغلب فیہ ذلک ویعسر علیہ النزوع عنہ ثم بلوغ العقل الذی ھو من حزب اللہ تعالی وجندہ فان کان کاملا

اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پھر عقل کہ اللہ تعالی کا جتھا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پھر اگر وہ کامل

قویا ینتھض لانقاد عباد اللہ تعالی من ید اعدائہ شیئا فشیئا علی التدریج فیکون اول شغلہ قمع جنود

اور قوی ہی تو درمیانی چھوڑانی عباد الٰہی کی دشمنوں کی ہاتھ سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پھر شیطانی لشکر کا اوکھاڑنا شہوتوں کو توڑ کر

الشیطان بکسر الشہوات ومفارقۃ العادات وترد الطبع علی سبیل القہر الی العبادات وھو معنی التوبۃ الا ھذا وان لم یکن

اور عادات کو چھوڑنا اور طبیعت کو بزور مشاکر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل

کاملا قویا یتسلم مملکۃ القلب للشیطان ویبخ اللعین وعدہ حیث قال لئن اخرتن الی یوم القیمۃ لاحتنکن ذریتہ

اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈھیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو جڑ سی اکھاڑ ڈالونگا

الا قلیلا والمعنی انک ان اخرتنی حیا الی یوم القیمۃ لاقودنھم حیث ما شئت

مگر تھوڑی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چھوڑیگا قیامت تک تو بیشک اوکو جدہر چاہونگا کھینچ لیجاؤنگا

ولاستولین علیھم استیلاء قویا الا قلیلا منھم وھم المخلصون من عباد اللہ الصالحین

اور بیشک اوپر غالب رہونگا مگر اونمیں سی بعضوں پر کہ وہ مخلص بندی اللہ کی اور صلحاء ہیں

وھذا اکقول اللعین لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لآتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم

اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی الخ میں اوسکو تیاری دکھاؤنگا میں تیری راہ میں کہووں گا اچھا سنو اور وہ اسمیں حصول اس مطلب کا باوجود یکہ حیران نہیں ہی

يعلم الغيب يستدل الابصار اى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية
اس دليل سے سمجھ گیا کہ اوسنی دیکھا کہ آدمیوں کی اندر بدی کی اسباب فوجت ہین اور بھلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات مین قوت بہیمیہ
شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية
شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینون قوتین ابتداء پیدایش ہی اسپر غالب ہیلی آتی ہین شر کی طرف
له الى الشر وبعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء
متوجہ کہتی ہین اور ان تین قوتون کی بعد اوسمین قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ
الثلثة الاول على القلب فلما راى العين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين
وہ پہلی تینون قوتین دل پر غالب ہوجاوین جب شیطان ملعون نی انسان مین یہہ قوتین دیکہین تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوسکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ
على كل شخص ولا يتصور ان يستغني عنها احد من افراد البشر اما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار
فرض عین ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ افراد انسان مین سی کوئی ہی اسکا حاجتمند ہو اور اسکا توبہ کا ترت نی الحال واجب ہونا سو اسلئے کہ تاخیر کرنی مین اصرار
الحرام الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب اخر واجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة
حرام لازم آتا ہی یعنی ہمکو کرنا کہ جس سی گناہ در گناہ بڑہتی چلی جاتی ہین کیونکہ توبہ سی ایکدم بہرتا خیر کرنی مین ایک ہر گناہ واجب التوبہ پیدا ہوتا ہی
عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها ودقائق التوبة عنها كبائر الايمان وترك التوبة عن كل منهما
اسلئے کہتی ہین کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سی ایکدم بہرتا خیر کرنی دو کبیرہ ہوجاتی ہین ایک وہ ہی پہلا اور اوسی کی توبہ کرنی اور دوسرے ہین جا کبیرہ ہر ہر حق مین وہ جدا جدا اور دقیقی توبہ کرنی
وقد قالت زمانة تمانى كبائر اربعة ازمنة ستة عشر كبيرة رحمة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا
اور تین دم مین آٹھہ کبیرہ ہوتی ہین اور چار دم مین سولہ کبیرہ ہوتی ہین اور پانچ دم مین بتیس کبیرہ ہوتی ہین سو جی کڑا ہو بڑہتی جاویگی
يتضاعف الذنوب فهما زاد التاخير وقد ذكرنا فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت
جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو گناہ نہ جاننا مین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا
ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعتبار على ترك الذنوب فمن لم يترك فهو فاقد لهذا الجزء من الايمان
کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطے ترک ذنوب کی باعث ہوا کرے پہر جو شخص گناہ کو ترک نہین کرتا تو اوسمین ایمان کا یہہ جزء نہین ہی
ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اسی نبی صلعم نی فرمایا کہ زانی زنا نہین کرتا کہ زنا کرتا ہوا وہ مسلمان ہی جو بیشک نبی صلعم اسکی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا جاننا
بالله وملئكته وكتبه ورسله وان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون اور نبیا کا ہی جاننا ہی کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہین ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سی یہہ مراد ہی کہ وہ ایمان جسمین یہہ سمجھنا تھا
بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا لمقته فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه
کہ زنا خدا سی دور کردیتا ہی اور ہلاک کر ڈالتا ہی باقی نہین رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جما ہوا ہی ایمان کا کامل نہین رکہتا بلکہ ایمان کی باب مین ناقص ہوتا ہی
وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
اسلئے کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال مین نہین آتا اور صبر بدون خوف کی میسر نہین ہوتا اور خوف پیدا نہین ہوتا جبتک گناہون کا بڑا ہی ضرر یقین نہ کری
والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب اصر عليها يصير كان لم يصدق
اور گناہون کی ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہین ہوتا پہر جو شخص گناہ نہ چہوڑتا ہو اوسی پر جما ہی ہی تو گویا اوسنی خدا اور رسول کی تصدیق
الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ ربما يكون موته على الاصرار سببا لزوال ايمانه فيحترز له يسوء
نہین کی تو اوسپر مرتی دم بڑا ہی خوف ہی اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت اسی پر ہو کہ ایمان کو لیجاوی پہر اوسکا انجام

الخاتمة ويبقى في جهنم ابدا الابد وان لم يختم له بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشيئة الله تعالى ان

خاتمہ بد پر ہووے اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہے اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہووے بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہیئے اور سکو دوزخ میں ڈالکر

شاء يدخله جهنم ويعذبه فيها بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة ولو بعد حين وان شاء يعفو عنه

بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر روح میں ہی نکال کر جنت میں داخل کرے اگرچہ بعد بہت سے حرصہ کی ہو اور چاہی تو سکو معاف کر دی

ويدخل الجنة بلا عذاب اذ لا يستحيل ان يشمله عموم العفو بسبب خفي حتى لا يطلع عليه احد غير الله تعالى

اور بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اسلئے کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اور سیر ہی ہو جاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز اللہ تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو

كما لا يستحيل ان يدخل احد خزانا للطلب كنز فانقوان بجدة لكن من خرب بيته وضيع ماله وترك نفسه وعياله

جیسی یہ ممکن ہی کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش میں جاوی پہر اتفاقا خزانہ پا لیوی لیکن جسنے اپنا گہر خراب کر دیا اور مال تلف کر کر اپنی جان کو اور اولاد کو

جيا عليز عم انه ينتظر من فضل الله تعالى ان يرزقه كنزا تحت الارض في بيته فانه كما يعد من الحمقى المغرورين وان

ہو کا مارا کہی کہ میں اللہ کی اس فضل کا منتظر ہون کہ میری کہر کی اندر زمین میں سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص بیشک احمق بی وقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی ہوا ہش

كان ما ينتظره غير مستحيل في قدرة الله تعالى وفضله كذلك من ينتظر المغفرة من فضل الله تعالى مع كونه مصرا

اللہ تعالی کی قدرت اور فضل میں کچہہ محال نہیں ہی ہو سکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی اللہ تعالی کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غير سالك طريق المغفرة يعد من المعتوهين فبعض من هؤلاء الحمقى المغرورين يروج حماقته بكلام حسن

گناہون پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا ہو وقوف کہلاویگا پہر بعضی انمین سی احمق ہوں اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہین

ويقول ان الله كريم لا تضيق جنته عن مثلي ولا تنقره معصيتي ثم نرى ذلك الاحمق يركب البحار ويختار مشاق الاسفار

اللہ تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہ سوال ہی تنگ نہین ہو جاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تمام اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

في طلب الدرهم والدينار واذا قيل له ان الله تعالى كريم وخزائن درهمه ودنانيره لا يقصر عن مسئلة ولا يضره كسلك

واسطے طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی شقت کیہینچتا ہی اور اگر یہہ کہئی کہ اللہ تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی مین روپیہ اشرفی کی تجمہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہین ہی اور تجارت مین تیری

بترك التجارة فاجلس في بيتك عساه ان يرزقك من حيث لا تحتسب فانه يستحق من يقول هكذا ويستهزئ

سستی ہی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ ہی تجہکو روزی دیولیگا جہانسی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور جنچی کی راہ سی کہتا ہی

به ويقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما يحصل ذلك بالكسب هكذا جرت عادة

یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہین برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہین ہوتا اسیطرح اللہ کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبديل لسنة الله ولا يعلم هذا الاحمق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبديل

اور قاعدہ جاری ہی اللہ کی ہان قاعدی نہین بدلتی اب یہہ احمق نہین سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فيهما جميعا وقد اخبر ان ليس للانسان الا ما سعى فكيف يعتقد بكونه كريما في الاخرة ولا يعتقد بكونه

جہانمین نہین بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہین ہی واسطے انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب مین

كريما في الدنيا فان من يخاف من الهلاك في هذه الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه الاحتراز عن السموم وما

کریم نہین سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی مین ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا سی

يضره من المهلكات في كل حال فكيف من الهلاك الابدي اولى ان يجب عليه الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم

ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق مین زہر ہین احتراز کرتا رہی

الدين فان الخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي ليست اضعافا عمار الدنيا عشر عشير تها اذ

کیونکہ اس زہر ہی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی بربر دنیا کی چند در چند عمرین سو ویں حصہ کو نہین پہنچتی کیونکہ

لیس لمدتها غاية ولا نهاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم فمن فوتها تأكله الجحيم ويعذبه الاليم المجلس السادس

آخرت کی مدت کا نہ کچھ ٹھکانہ ہی اور نہ کچھ انتہا اور وہ تین عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی قوت میں دوزخ کی آگ پھی اور عذاب دردناک جیسا سو ین مجلس

والستون فی بیان قولہ ع ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر قال رسول اللہ صلعم ان اللہ یقبل توبۃ العبد

اسسے پیش کی بیان میں بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلیمیں نہ اٹکی ہو نرخ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول

مالم یغرغر هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عمر الغرغرة تردد الشئ في الحلق وتستعمل في تردد الروح

جبتک کہ سانس گلیمیں آوی یہ حدیث مصابیح کی حسن احادیثوں میں ہی ابن عمر کی روایتسی اور اصل میں غرغرہ کہی چیز کا منہ میں آنا جانا اور حلق میں روح کی آمد رفت مجازاً

وهو المراد ههنا والمعنى ان توبة المذنب مقبولة مالم يبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم

یہاں استعمال کیا جاتا ہی اور یہاں یہی مراد ہی اور معنی یہہ ہیں کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک مرنے گلیمیں نہ آجاوی اسلئے کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلقمیں آتی ہی

يعاين ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حينئذ توبة ولا ايمان كما قال الله تعالى فيما انزله من القرآن

تو اپنی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فایدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالی قرآن منزل میں فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا بأسنا وقال في اية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيات حتى اذا حضر

پھر نہ ہوسکا کہ اوی انکو یقین لاتا اور انکا جب دیکھنا ہمارا عذاب اور ایک اور آیت میں فرمایا اور اونکی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں بری کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال اني تبت الآن من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي تُبت عنه وعدم المعاودة

ایسی کسیکو موت کہنی لگا میں نی اب توبہ کی اسواسطے کہ توبہ میں عزم کرنا ترک گناہ کا جسسی توبہ کی ہی اور اوسکو کبھی عمل میں نلانا شرط ہی اور یہہ عزم

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكن التائب منه وبقي او ان الاختيار فما لم يبلغ الروح الحلقوم لا ينقطع الرجاء فيصح

جبھی ہوسکتا ہی کہ تایت کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق میں نہیں آتی تو امید منقطع نہیں ہوتی اپس تائب سی

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتى يعاين قابض الارواح وذلك

ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاينة

کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق میں آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معائنہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا يباس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا يايس من روح الله الا القوم الكافرون وقال في اية اخرى

اور اللہ تعالی کی رحمت سی ناامید نہو اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ناامید نہیں اللہ کی فیض سی مگر کافر ہی لوگ جو منکر ہیں اور ایک اور آیت میں فرمایا

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على

اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سی اور معاف کرتا ہی برائیاں سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑا جاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه السلام

کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہیں ہوتا اگرچہ دن بھر میں پھر پھر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا يحتسب و

ہی جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو اللہ تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہانسی گمان نہو اور

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال والله

ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہیں اور اچھی خطاوار وہ ہیں جو توبہ کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اللہ کی

اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ فانظروا یا اھل الانصاف اذا کان النبی علیہ السلام یستغفر و
اللہ کی آگ توبہ کرو بیشک میں اوسکی آگی ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں اے اہل انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار اور
یتوب وقد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فالذی لم یظھر حالہ اغفر لہ ام لا کیف لا یتوب الی اللہ
توبہ کرتی ہوں باوجودیکہ اللہ تعالی اوسکی تمام گناہ بالفرض اگلی اور پچھلی سب معاف کرچکا ہی پھر جسکا حال کچھ معلوم نہیں کہ معاف ہوا ہی یا نہیں وہ اللہ کی سامنی
فی کل وقت وکیف لا یجعل لسانہ ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام فی ھلاک
ہر وقت کیونکر توبہ نہ کئی جاوی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار میں مشغول نہ رکھی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی
المسوفون والمسوف من یقول اتوب وھو لا یتوب لانہ یبنی الامر علی البقاء الذی لیس مفوضا الیہ فلعلہ لا یبقی
رنگنے کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرونگا اور وہ ہلاک ہوا جاتا ہی اسلئے کہ بقا پر بھروسہ رکھتا ہی جو کہ اوسکی حوالہ نہیں ہی پھر شاید کہ جیتا نہ بچی
فان بقی فانہ کما لا یقدر علی ترک الذنب الیوم لا یقدر علی ترکہ غدا لان عجزہ عن الترک فی الحال لیس الا
اور اگر بچا بھی تو جیسی اب گناہ نہیں چھوڑ سکتا آگی کو چھوڑ سکی کیونکہ الفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبۂ شہوت کی کوئی نہیں
لغلبۃ الشھوۃ علیہ والشھوۃ لا تفارقہ غدا بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشھوۃ التی لذعھا
اور شہوت تو اگلی روز بھی ساتھ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کرکر
الانسان بالاعتیاد کالتی لم یؤکدھا وعن ھذا ھلاک المسوفون فانھم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا بد یرون
قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی اسہی میں درنگ کرنیوالی مارگئی کیونکہ وہ یہہ خیال کرہی ہیں کہ دو متماثل میں فرق ہوتا ہی پھر نہیں جانتی
ان الایام متشابھۃ فی کون ترک الشھوۃ شاقا فیھا ولیس مثال المسوف الا مثال من یجتاز الی قلع شجرۃ فیراھا
کہ دن سب ایکسی ہیں ترک شہوت جیسے دشوار ہی اور مسوف یعنی توبہ میں دیرلگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکھاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکھا
قویۃ لا تنقطع الا بمشقۃ شدیدۃ فیقول اٰخرھا سنۃ ثم اعود الیھا فاقلعھا ومن المعلوم قطعا ان الشجر
تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہیں اوکھڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایکبرس پھر اور اکھاڑ رہتی دوں پھر آکر اسکو اکھاڑ دونگا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت
کلما بقیت فی الارض ازداد رسوخھا فلا حماقۃ فی الدنیا اعظم من حماقتہ لانہ عجز عن قلعھا قبل ازدیاد
جتنا زمین میں گہرا رہی گا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا میں اس سی بڑا احمق کونی نہیں ہی کیونکہ اس سی اب تو اکھڑ نہیں سکتا کہ ابھی خوب نہیں ہوا
رسوخھا ثم اخذ ینتظر القدرۃ علی قلعھا بعد ازدیاد رسوخھا اذا تحقق ھذا فلابد للمؤمن ان لا یفرغ من التوبۃ
پھر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہوجانیکی اکھاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہوچکی تو مومن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبھی کسیوقت فارغ نہ ہی
فی وقت من الاوقات حتی یاتیہ الموت وھو تائب فان التوبۃ فرض علی جمیع المؤمنین باتفاق المسلمین لقولہ تعالی
اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب ہی ہو بیشک توبہ تمام مومنوں پر فرض ہی سب مسلمانوں کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی
وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون وقولہ تعالی یا ایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا فانظر الی رحمت اللہ تعالی
اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر اے ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی اے ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دلی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت
ورافتہ علی عبادہ کیف دلھم الی التوبۃ وھو یمنھا ویسمیھم مؤمنین بعد ما اذنبوا ثم بین لھم من الکرامۃ فی التوبۃ فقال
اور مہربانہ دن کی حال پر دیکھہ تو کسطور اوسنے توبہ کا ارشاد کیا اور اوسکا نام گناہ کرنیکی بعد بھی مومن رکھا پھر توبہ سی جو اوسکو عزت ہوگی سو بیان کیا فرمایا
عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر واخبر انہ غفار لمن تاب وقال و
شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیاں اور داخل کری تمکو باغوں میں جنکی نیچی بہتی ہیں نہریں اور جتادیا کہ میں گناہ کا بڑا بخشنی والا ہوں اور فرمایا اور
للذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا
وہ لوگ جب کرتے ہیں کھلا گناہ یا برتتے ہیں اپنی جی میں تو یاد کرتے ہیں اسیکو اور بخشش مانگتے ہیں اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑ پڑتے ہیں

علی ما فعلوا وہم یعلمون اولئک جزاؤہم مغفرۃ من ربہم وجنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا ونعم اجر
اپنی کئی پر جانتے ہوئے اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہریں رہ پڑی اونمیں اور خوب مزدوری ہی

العملین ونص علی انہ یحبہم بعد التوبۃ فقال ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین واشار الی ان التوبۃ طہارۃ
کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی اونکو محبوب رکھتا ہون سوفرمایا اسکو خوش آتی ہیں توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہیں ستھرائی والی اور یہہ اشارہ کیا کہ توبہ اونکو

لہم عن انجاس الاوزار فلابد للمؤمن من التوبۃ لکن لہا اربعۃ شروط ان اختل شرط منہا لا یتحقق التوبۃ الاول الندم
پاک کرتی ہے گندگیان ہون کی نجاست سی اب مؤمن کو توبہ کرنی ضرور ہے پہر لیکن توبہ کی واسطے چار شرطین ہین اگر ہمین سی ایک بہی کم ہوگی تو توبہ نہیں ہوگی اول ندامت گذشتہ کی

بالقلب علی ما فعل من الذنوب فی الماضی فمعنی الندم تحزن وتوجع علی ما فعل وتمنی کونہ لم یفعل والثانی ترک
دل سے پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور درد مند ہونا اور آرزو کرنا کاشکی یہہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصیۃ فی الحال والثالث العزم علی ان لا یعود الی مثلہا فی الاستقبال والرابع ان یکون ذلک خوفا من اللہ تعالی
فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آیندہ کو پہر کبہی نکرون گا اور چوتہی شرط یہہ اور اللہ تعالی خوف سی ہون کرئی

لا لامر اخر فان من ندم علی شرب الخمر وترکہ لمافیہ من الصداع وزوال العقل والخجل بالمال والعرض لا یکون تائبا
اور لہجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کہ اسسی سر چہڑتا ہی کمسمجہی درد سر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موفق شرع کی

شرعا وکذلک من قال بلسانہ استغفر اللہ وقلبہ مصر علی المعصیۃ فاستغفارہ ذلک یحتاج الی استغفار
نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبانی تو استغفر اللہ کہا کرے اور اسکا دل معصیت پر جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہئی جو ندامت کی ساتہہ ہو

مقارن بالندم لما روی عن علی انہ مر ای رجلا قد فرغ من صلاتہ وقال انی استغفرک واتوب الیک سریعا فقال
کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہون نی ایک شخصکو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلد ایسی کہنی لگا آپہی ہین جسسی مغفرت مانگتا ہون تبہی گا توبہ کرتا ہون حضرت

علی یا ہذا ان سرعۃ اللسان بالاستغفار توبۃ الکذابین فتوبتک تحتاج الی توبۃ وعن الحسن البصری انہ قال
علی نی کہا ای شخص زبانی جلد ایسی استغفار کرتی جہوٹون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی

استغفارنا یحتاج الی استغفار قال القرطبی ہذا قولہ فی زمانہ فکیف فی زماننا ہذا الذی یری فیہ الانسان مکبا
ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتے ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ مین ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہی پڑی ہوئی ہین

علی الظلم حریصا علیہ لا ینقلع عنہ والسبحۃ فی یدہ یزعم انہ یستغفر منہ وذلک استہزاء منہ واستخفاف کما روی
ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہہ تسبیح پہرا تی ہین یا ین خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی چہل یاری اور استخفاف ہی کیونکہ روایت ہی

انہ علیہ السلام قال المستغفر باللسان المصر علی الذنب کالمستہزئ بربہ وانما التوبۃ ان یستغفر بلسانہ وبینوی
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب کی چہل کرتا ہی توبہ وہی جو زبانسی استغفار کرکر دل سی یہہ نیت کری

بقلبہ ان لا یعود الی الذنب صلاقا ذا فعل ذلک یغفر اللہ لہ ذنبہ وان کان عظیما اذ لیس ذنب اعظم من الکفر
کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کردیتا ہی گنتا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی

وقد قال اللہ تعالی لنبیہ فی حق اہل الکفر قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف فما ظنک فیما دونہ من المعاصی
اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آویں تو معاف ہوا اونکو جو ہو چکا پہر تجکو معاصی کی نسبت کیا کہنا ہی

وقد روی انہ علیہ السلام قال لو اخطا احدکم حتی ملا ما بین السماء والارض ثم تاب تاب اللہ علیہ قی حدیث
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطائین کرے کہ آسمان اور زمین کو بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کرے تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین

اخر انہ علیہ السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ یعنی انہ اقر بکونہ من تبا ثم تاب وندم
ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کرکر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مراد یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوں کا اقرار کرکر پہر توبہ کرکر

علی ما فعل من الذنوب وکتب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثلہ یقبل اللہ تعالی توبتہ ویتجاوز عن
کئی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیوں سی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پھر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہوں سی درگذر فرماتا ہی

سیاتہ لکن ینبغی ان یعلم ان الذنوب علی نوعین ذنب فیما بینک وبین اللہ تعالی وذنب فیما بینک وبین العباد
لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ گناہ ہی دو نوع قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان ہین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذی بینک وبین اللہ تعالی یکفی فیہ الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود
پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دل سی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلک لا یبرح من مکانہ حتی یغفر لہ ذنبہ الا ان یکون شیئا من الفرائض فان الشرع لا یکتفی فیہ
جب یہہ حال بنا یا تو اپہی اپنی جگہہ سی نہین ٹہنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبۃ بل اضاف الی ذلک فی البعض قضاء کالصلوۃ والصوم وغیرھا وفی البعض کفارۃ ایضا وأما حقوق
بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا کہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا کہا ہی اور رہی حقوق

الادمیین فلابد من ایصالھا الی مستحقیھا فان لم یوجد وا یلزم تصدقھا عنھم بنیۃ ان تکون ودیعۃ
العباد پس پہچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضروری پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو دینا اوسکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند اللہ تعالی یوصلھا الی اصحابھا یوم القیمۃ فمن لم یجد السبیل لتخروجہ عما علیہ من التبعات لعسارہ
رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو مالی مفلسی کی حقوق ادا کرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعلیہ ان یکثر من الاعمال الصالحۃ ویستغفر لمن ظلمہ من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانہ اذا فعل
یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلومون کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

کذلک یرجی من فضل اللہ تعالی ان یرضی خصماؤہ یوم القیمۃ قیل لبعض العلماء ھل للتائب من علامۃ یعرف بھا
تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اوسکی مدعیون کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جسسی معلوم ہو

قبول توبتہ قال نعم علامتہ اربعۃ اشیاء الاول ان ینقطع عن اصحاب السوء والثانی ان یکون معرضا عن
کہ توبہ قبول ہوئی کہا ان اوسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بیکار دوستی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہرگناہ سی نفرت کری

کل ذنب مقبلا علی الطاعات والثالث ان یذھب من قلبہ فرح الدنیا ویری حزن الاخرۃ دائما فی قلبہ والرابع
اور طاعات کی طرف متوجہہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتھی یہہ

ان یری نفسہ فارغا عما ضمن اللہ لہ من امر الرزق ویکون مشغولا بما امرہ فاذا وجد فیہ ھذہ العلامات
کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکرسی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجالاوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

یکرمہ اللہ تعالی باربع کرامات احدھا ان یخرجہ من الذنوب کانہ لم یذنب قط والثانی ان یحببہ والثالث ان
تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہون سی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

یحفظہ من الشیطان ولا یسلط علیہ والرابع ان یؤمنہ من الخوف قبل ان یخرج من الدنیا لانہ تعالی قال
کہ اوسکو شیطانسی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین رہتا چوتھی یہہ کہ خوفسی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ویجب لہ علی الناس اربعۃ اشیاء
اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکی چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولھا ان یحبوہ لانہ تعالی قد احبہ والثانی ان یدعوا لہ بالثبات علی التوبۃ لان الثبات علی التوبۃ اشد من
اول یہہ کہ اوسسی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوسسی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر ثابت رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة والثالث ان یجانب السوء ویداکره ویعاونه والرابع ان لا یعیّره وہ بما سلف عن ذنوبه لانه تعالی قال حکایة

دشوار تر ہی تیسری یہ کہ اوسکی پاس بیٹھ کر یاد الٰہی اور امداد کیا کریں چوتھی یہ کہ باعتبار پہلی گفتار ہونے کی ملامت نہ کیا کریں اسلئے کہ اللہ تعالی حضرت یوسف

عن یوسف علیه السلام لا تثریب علیکم الیوم قال الفقیه ابواللیث وذلک ان المؤمن لیس من شانه ان یقع فی الذنب

علیہ السلام کی طرف سی حکایت کرتا ہی کہ آج تمکو ہمارا الزام نہیں تمہر آج فقیہ ابواللیث کہتی ہین یہہ اسلئے ہی کہ مؤمن کی شان سی نہین ہی کہ گناہ مین مبتلا ہووی

لا یتعمده کما یدل علیه قوله تعالی وکرّه الیکم الکفر والفسوق والعصیان فانه تعالی قد اخبر انه ابغض علی المؤمنین

اور عمداً کیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا انکو کفر اور گناہ اور نافرمانی کو اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ ہمی مؤمنون پر معصیت کو ناپسند

المعصیة فلا یقع المؤمن فیها الا ذا کان ایمانه حقیقیا لا سانیا الا فی حال الغفلة فاذا تاب عنها لا یجوز ان یعیّره بها قال

کردیا ہی سو مؤمن گناہ مین نہین پڑتا اگر وہ کامل ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت مین پھر جب اوسی گناہ سی توبہ کی تو جایز نہین ہی کہ طعنہ زنی کا کرین

رسول الله صلی الله علیه وسلم الکیّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو زلیل رکھی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی بھی نگاہداری اور اللہ سی آرزوین

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه شداد بن اوس وفی معناه ان العاقل من غلب علی نفسه وقهرها وحاسبها

طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی شداد بن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آگر اوسکو دبا لی اور محاسبہ لیکر

وظر فما عملت لآخرتها فان وجدها عملت خیرا یحمد الله تعالی ویسعی فی ان یزداد فیه وان وجدها عملت شرا یشتغل

دیکھی کہ آخرت کی لئی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر گزار اسمین اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر

التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الی الطاعات المنجیة عن العقبات فی العرصات والموصلة الی الدرجات

حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجون پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت علیه نفسه وصارت تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهیات

اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آگر اوسکو اپنا تابع کرلی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات مین سی اوسکو دیدی

وتمنی علی الله ان یغفر له ویدخل الجنة من غیر التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور علی

اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت مین داخل کردی اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی

ماذکره الامام الغزالی فی الاحیاء هو سکون النفس الی ما یوافق الهوی ویمیل الیه الطبع عن شبهة وخدعة من

امام غزالی نی احیاء العلوم مین ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی ملمع کی ہی

الشیطان فمن اعتقد انه علی خیر ما فی العاجل وفی الاجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور وأکثر الناس یظنون فی

سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ مین گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمین اپنی حال کو

انفسهم خیرا مع کونهم مخطئین اثمین فهم آمنون مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتی

بہتر سمجھتی ہین باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہین اب وہ دہوکہ مین ہین اگرچہ جہات اور طریقی دہوکی مختلف اور ادکی درجی کم وزیادہ ہوون یہان تک

کان غرور بعضهم اظهر واکثر من بعض فمنهم من غرتهم الحیوة الدنیا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذین غرتهم

کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی کو دنیا کی دہوکہ مین ہین اور بعضی اللہ کی ساتہہ دہوکہ مین ہین پہر جو شخص دنیا کی

الحیوة الدنیا فهم الذین قالوا لنفقن خیر من النسیئة والدنیا نقد والاخرة نسیئة فاذن الدنیا خیر فلابد من ایثارها

زندگی کی دہوکہ مین ہین سو وی شخص ہین جو کہتی ہین نقد اور ادہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت اور ادہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی

وهذا القیاس فاسد ابلیس حیث قال فی حق آدم النبی علیه السلام انا خیر منه خلقتنی من نار

اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسی آدم علیہ السلام کی حق مین کہا تہا مین اوس سی بہتر ہون مجکو تو نی بنایا آگ سی

وخلقته من طین وأما هؤلاء الاشارة بقوله تعالی الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالاخرة فلا یخفف عنهم العذاب
اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت مین جنہون نی خریدی دنیاکی زندگی آخرت دیکر سونہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولاهم ینصرون وعلامة هذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان او التصدیق بالبرهان اما التصدیق بمجرد الایمان
اور نہ اونکو مدد پہنچی گی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهوان یصدق الایات الواقعة فی القرآن من جملتها قوله تعالی ما عندکم ینفد وما عند الله باق وقوله تعالی
تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن مین آئی ہین تصدیق کری جنمین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی ہیچ جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خیر وابقی وقوله تعالی وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فانه علیه السلام قد اخبر بذلك طوائف
اور پچھلا کہیر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیاکا جینا یہی ہی جنس دغاکی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کھار کو اسکی خبر سنائی

من الکفار فصدقوه وامنوا به ولم یطالبوه بالبرهان وهذا ایمان یخرج العامة من الغرور وأما التصدیق
پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایسا ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهوان یعرف وجه فساد هذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبه فان کل مغرور فلغروره سبب و
یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دلیله وکل دلیل نوع قیاس یقیم فی القلب ویورث السکون الیه وان کان صاحبه لا یشعر به
وہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا یقدر علی نظمه بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین احدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کرلی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنیا نقد والاخرة نسیئة وهذا صحیح والثانی النقد خیر من النسیئة وهذا محل التلبیس ابلیس الامر کذلك مطلقا
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اودہاری یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہاری یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یون نہین ہی

بل اذا کان النقد مثل النسیئة فی المقدار والمقتضی هو خیر منها وأما اذا کان اقل من النسیئة فالنسیئة خیر منه
بلکہ نقد اوداد ہار دونو اگر مقدار اور مقتضہ مین برابر ہون تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین اودہار سی کمتر ہو تو پہر نقد کا اودہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور یبذل فی تجارته درهما نقدا لیاخذ عشرة نسیئة ولا یقول النقد خیر من النسیئة ولکن اذا
کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ اودہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی اودہار سی اور ایسی ہی اگر

حذرة الطبیب من الفواکه ولذائذ الاطعمة یترك ذلك فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلهم
طبیب میوی اور لذیذ کہانون سی منع کردی تو آیندہ کی تکلیف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

یرکبون البحار ویختارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الربح والراحة واللذة فی الاستقبال فاذا کانت العشرة فی
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کرلیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خیرا من الواحد فی الحال وکذا اذا کان الربح والراحة واللذة فی الاستقبال خیرا من الالم والمشقة فی
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فکیف لذة الدنیا وراحتها من حیث مدتها بالنسبة الی مدة الاخرة فان اقصی عمر الانسان مائة سنة
پس دنیاکی لذت اور راحت کو باعتبار دنیاکی مدت کی آخرت کی مدت کی بہنسبت قیاس کرلی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما یتجاوزعنها وهو لیس عشر عشیر من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فکانه ترك واحدا الی ماخذ الف الف
اس سی بہت کم بڑہتی یا تا ہی سو یہہ سو توان حصہ بہی نہین ہی ہزار دین حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسنی ایک کو دس لاکہہ یعنی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ ما لانهایة له هذا من حیث المدة واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرة مشوبة بانواع الآلام
بلکہ بی نہایت کی وسعت یہہ افزایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتین طرح طرح کے الم سے مکدر اور سخت تر سی الودہ ہین
والشدائد ولذات الاخرة صافیة غیر مکدرة فاذن یظهر غلطه فی قوله النقد خیر من النسئة وعند ذلك
اور آخرت کی لذتین صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اور ہاتھی اور اسوقت
یرجح الشیطان الی قیاس اخر وهو ان الیقین خیر من الشك والدنیا یقین والاخرة شك فلا یترك الیقین وهذا
شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت مین شک ہی سو یقین کو ترک نہین کرسکتی اور یہہ
القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیه باطلا لان الکلام الیقین خیر لیس الا اذا کان مثله لا مطلقا
قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونو اصل غلط ہین پہلی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچھ کلیہ نہین ہی
الا تری ان التاجر فی تعبه علی یقین وفی حصول ربحه علی شك وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریه وهو فی
کیا تو نہین دیکھتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی مین شک پر ہی اور ایسہی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی
مرارة الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شك لکن یقول الم مرارة الدواء قلیل بالنسبة الی الم امتداد المرض الذی
اور صحت ہونی مین شک ہی پروہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس مین
الی الهلاك فمن کان علی شك فی امر الاخرة یجب علیه ان یقول الصبر فی ایام قلائل وهو منتهی الامر قلیل بالنسبة
مرجاتی ہین پھر جو کہ آخرت کی باب مین شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت
الی ما یقابله من امر الاخرة فان کان ما یقال فیه کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل
اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جھوٹ نکلا تو میرا سوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور عیش مین ازل سی
الی الان واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیه صدقا ابقی فی النار دهرا طویلا وهذا مما
اب تک نابود ہی تہا سو مین سمجھونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سمجھو ہوا تو مین زمانہ دراز تک آگ مین جلونگا اس مصیبت کی طاقت
لا یطاق به وکذلك قال علی لبعض الملحدین المنکرین للاخرة ان کان ما قلتم حقا نجوتم ونجونا وان کان
ہرگز نہین ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نے ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب مین یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بھی بچی اور ہم بھی بچی اور اگر
ما قلنا حقا نجونا وهلکتم ولیس هذا القول منه علی شك فی الاخرة بل کلام الملحد علی قدر عقله ودینه له
ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم ماری گئی اور یہہ قول علی کا آخرت مین کچھ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا
انه وان لم یکن متیقنا فهو مغرور وامّا الاصل الثانی الذی هو ان الاخرة شك فهو باطل ایضا لان ذلك یقین
کہ بلا شبہ اگر وہ نہین یقین رکہتا تو وہ دہوکہ مین ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بھی باطل ہی اس لئے کہ مؤمن کی نزدیک
عند المؤمن وایمانه یدفع غرور الشیطان الا انه اذا ترك اوامر الله تعالی وضیع الاعمال الصالحة ولابس المعاصی
یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کردیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الٰہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی
والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی هذا الغرور لانه وان کان معترفا بکون الاخرة خیرا من الدنیا لکنه مال
اور منکرات مین مبتلا ہوا تو اس دہوکہ مین کفار کا شریک ہوگیا اسواسطے کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر
الی الدنیا واثرها علی الاخرة واستحق ان یکون من اهل النار کالکفار الا ان امره یکون اخف لان اصل الایمان
دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان
ینجیه من العذاب الابدی ویخرجه من النار ولو بعد حین وهذا هو فائدة مجرد الایمان ومرده واما
ابدی عذاب سی بچاکر دوزخ مین سی نکال دیگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه آیات القران
حاصل کرنا مقصود کا سو اسمیں نرا ایمان کافی نہیں ہی بلکہ اوسکی ساتھ عمل صالح بھی چاہئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالی فامّا من تاب وامن وعمل صالحا فعسی ان یکون من المفلحین وقوله تعالی ان رحمت الله قریب
اونمیں سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بھلا کام پھر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی کرنیوالی

وقوله تعالی والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات فوعد المغفرة فی کتاب الله تعالی منوط
اور یہہ آیت قسم اوقت کی اول کی مقرر انسان پر ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائی اور کری بھلی کام پس کتاب اللہ میں بخشش کا وعدہ ایمان

بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الاخرة خیر وابقی ثم ترک العمل واشتغل بالمعاصی
اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہیں پھر جسنی زبانی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پھر عمل خیر ترک کرکر معاصی میں مشغول ہوا

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین للموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات
تو وہ دنیا کی مغرور ہوکر مرنیوالا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت میں موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہوجاوی یہہ خوف نہیں ہی کہ آخرت کی لذت

الاخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم غافلون واما الذین غرهم بالله الغرور
فوت ہوکر عقاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہیں جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہیں اور جنکو دہوکہ میں ڈالا اللہ کی نامی غرور نی

فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا
وہ وی لوگ ہیں جو اعمال میں سستی کرتی ہیں اور منکرات میں مشغول رہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اللہ کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب لان الشیطان لا یغری الانسان الا بکلام مقبول الظاهر
بات اگرچہ حقیقت میں راست ہی دل مانتی ہیں پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر میں مقبول ہو

مردود الباطن ولو لا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلک بقوله الکیس
اور باطن میں مردود اور اگر ظاہر میں پسندیدہ نہوتی تو دلہا اوسکی بات پر دل ہرگز فریب کہاوین لیکن نبی علیہ السلام نی اوسکو ظاہر کردیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیّر
وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجھی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا وہوس کی پیچھی لگاوی اور اللہ پر آرزوئیں کری یہہ آرزو پکانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بہلکے

الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذین امنوا وهاجروا
رجا نام رکہا ہی یہاں تک کہ بہت لوگوں کو اس فریب میں لی لیا ہی اور جاکی شرح اللہ تعالی نی اس آیت میں آپ کردی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا فی سبیل الله اولئک یرجون رحمت الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال
اور لڑی اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہیں اللہ سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہیں حسن نی کہا

هیهات هیهات تلک امانیهم یتمنونها من غیر تدبر فیما یرجی ومن خاف شیئا طلبه ومن رجا شیئا رغب فیه منه وکما لا ینبت فی الارض
افسوس افسوس یہہ آرزوئیں ہیں انکی فکر میں پڑتی ہیں جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بھاگتا ہی اور جیسی زمینی میں

زرع الا بالحراثة کذلک لا یحصل فی الاخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح
کھیتی بدون بوئی نہیں اگتی ایسی ہی آخرت میں اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہیں ملتا اور جیسی ناداں کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

ولم ینکح ولم یجامع وجامع ولم ینزل کذلک یکون معتوها من رجا رحمة الله تعالی ولم یؤمن او امن ولم یعمل
یا نکاح تو کری پر صحبت نکری یا جماع ہی کری پر منزل نہو ایسی ناداں کہلاتا ہی جو شخص رحمت اللہ کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم یترک السیات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد
نکری یا اعمال صالح بی نکری پر برائیاں نچھوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پھر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان یخاف عدم حصوله کذلك ان من امن وعمل الصلحت وترك السیات ینبغی له ان یرجو حصول الاجر
اور اولا رہو نیکا بھی خوف کرے ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اور اعمال نیک کئی اور برائیاں چھوڑ دیں تو اوسکو لایق ہی کہ اجر اور ثواب کا متوقع ہووے
والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی مؤمن ان یتوب عن السیات ویداوم علی الطاعات
اور محوی سی ڈرتا رہے پس مؤمن پر یہہ واجب ہی کہ برائیوں سی توبہ کرے اور ہمیشہ طاعات کرتا رہے
ثم یکون بین الخوف والرجاء ولا یقنط من رحمة الله ولا یامن من عذاب الله فان المنهمك فی المعاصی
پھر خوف اور رجا دونو رکھے اور اللہ کی رحمت سی ناامید اور عذاب الہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہوں مین مبتلا ہی
قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطان آنی یقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فیجعل یعد
اوسکی دل پر یہی کبھی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکا دیتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہون مین گرفتار رہی پس اوسی حالت مین
ذلك فمع القنوط بالرجاء ویقول ان الله كریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالی قال وانی لغفار لمن
کہ نا امیدی کو دفع کرکر امیدوار ہو جانا چاہئی اور کہے کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالون کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور مین البتہ
تاب وعد قبول التوبة وقال وهو الذی یقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تكفر الذنوب كلها صغیرها
بخشنے والا ہون جو توبہ کرکا اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب اوتار دیتی ہی
وكبیرها حتی الكفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تكفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو راج
یہان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادت کی سو اور عبادت صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پھر جو شخص توبہ کرکر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ رجا ہی
ومن توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع یورث التوبة والتشمر علی العبادة فهو رجاء وكل توقع
اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کرے تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووے وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین
یوجب الفتور فی العبادة والركون الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یترك الذنوب ویشتغل بالعبادة
عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آدمی و ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دلمین یہہ خیال آوے کہ گناہ سی بچون اور عبادت کرون
یقول الشیطان له مالك تؤذی نفسك وتعذبها ولك رب كریم غفور رحیم فیغتر بذلك عن التوبة والعبادة
تو شیطان اوسکو یہہ وسوسہ دیتا ہی تجھکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین اگر توبہ اور عبادت سی
فهذا غرور وعند ذلك یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بغضب الله تعالی وعظیم عقابه
باز رہتا ہی سو یہہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خود کرے اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی اوسکو یہہ سمجھاوی
ویقول لها ان الله تعالی كما كان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدید العقاب ایضا وانه مع كونه كریما
کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر
رحیما خلد الكفار فی النار ابدا لا باد معان كفرهم لا یضره بل یسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر
کفار کو دوزخ مین قدیم کی نئی ڈال رکہا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا بلکہ دنیا کی اندر اپنی بندون پر عذاب اور محنت اور دکہہ اور بیماری اور فقیری
والجوع علی عباده فی الدنیا مع كونه كریما رحیما قادرا علی ازالتها فمن كان سنته فی عباده كذلك كیف یغتر به
اور بہوک تعینات کر دیتا ہی حال یہہ کہ کریم اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کرسکتا ہی پھر جسکا بندون کی حق مین یہہ طرز ہو تو آدمی کو کب فریفتہ
العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اكثر الخلق فی هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم علی الدنیا
ہوسکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو اوسکی رجا ہی کہ عمل مین سست دنیا پر متوجہ
واعراضهم عن طاعة الله تعالی واهمالهم السعی للاخرة وهم لا یعلمون انه غرور ولیس برجاء وقد اخبر النبی علیه السلام
طاعت الہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین چست کو ضعیف کردیتی ہی اور وہ یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبر دی

ان الغرور سیغلب علی اخرهذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان

یکی ہین کہ غرور آخر اس امت پر جلد زور پکڑ جاوے گا امام غزالی کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے جو خبر دی تھی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ مین لوگ ہمیشہ

الاول کانوا یواظبون علی الطاعات والعبادات ویبالغون فی الاحتراز عن الشبهات والاشتهوات ومع ذلک کانوا

طاعت اور عبادت مین مشغول رہتے تھے اور شبہات اور شہوات سے خوب بچتے تھے اور پھر بھی ایسے حال پر

یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلوات وامالان فتری الخلق آمنین فرحین غیر خائفین معزاربهم علی

ڈرتے رہتے تھے اور تنہائی مین رویا کرتے تھے اور اب اس زمانہ مین دیکھتے ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخرم بلا خوف وہراس معاصی پر اکر سوئی

المعاصی وانهماکهم فی الدنیا واعراضهم عن طاعة الله تعالی ویزعمون انهم یرجون رحمة الله تعالی وفضله و

اور دنیا مین کبھی ہوئی طاعت الٰہی سے جی پرداہی اور کہتے ہین ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بھروسہ ہی اور اسکی

راجون لعفوه ومغفرته ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته ویسمون

درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتے ہین کہ اسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندون کی معاصی کی اسکی دریای مغفرت مین کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنیهم واغترارهم برجاء ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانهم یزعمون انهم عرفوا من کرم الله تعالی و

اور اغترار کا نام رجا رکھ چھوڑا ہی اور کہتے ہین کہ رجا دین مین پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہ کہتے ہین کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله مالم یعرفه الانبیاء والصحابة والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی

انہیا جانتے ہین کہ انبیا اور صحابہ اور صلحا جیسا ہین نہین جانتی تھی اٹھسٹھوین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت مین اور بیان دونوں کی حقیقت کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کیا چیز ہی جو جنت مین لوگون کو زیادہ پہنچاوے گی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

مرحسان المصابیح رواه ابوهریرة ومعناه ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین هاتین الخصلتین

مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہین کہ اکثر سبب سعادت ابد کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتون کی حاصل نہین ہو سکتا

فان التقوی اشارة الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الی حسن المعاملة مع الخلق فعلی هذا ینبغی

کیونکہ تقوی سے اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتھ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سے اسکی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الاخرة باقیة ان یختار سعادة الاخرة علی سعادة الدنیا وسعادة

اسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کرے اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوی الله تعالی لان حسن الخلق وان ذکر معها هنا ما یشانه الا انه داخل فیها لانها عبارة عن

اخروی بدون تقوی الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی سایتہ عظمت شان کی ملی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی مین داخل ہی اسلئے کہ تقوی کہتے ہین

اجتناب المنکرات والمسارعة الی الخیرات والمراد بها ما یحصل خیرات الدنیا والاخرة اما الخیرات الدنیویة

منکرات اور ممنوعات سے بچنا اور امور حسنہ اور خیرات کی فرمودہ کو بجالانا اور انہین دنیا اور آخرت کی خوبیان موجود ہین پھر خوبیان دنیا کی

فمنها الحفظ والحراسة کما قال الله تعالی وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدهم شیئا ومنها النجاة من الشدائد والمرزق من

ایک انہین سے حفاظت اور نگہبانی ہی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم بڑی رہو اور بچتے رہو تو کچھہ بگاڑ نہ سکیگا تمہارا اوسکی فریب سے اور انہین سے سختیون سے نجات پانی اور حلال روزی

الحلال کما قال الله تعالی ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب واما الخیرات الاخرویة

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کردی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سے اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیون مین سے یہہ ہی

فمنها اصلاح العمل کما قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ومنها

درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دی تمکو تمہارے کام اور انہین سے

قبول العمل کما قال الله تعالی انما یتقبل الله من المتقین ومنها الاکرام والاعزاز کما قال الله تعالی ان اکرمکم
تمہاری عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سوا سے والوں ہی اور انہیں ہی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک عزت اللہ کی ہان
عند الله اتقکم ومنها البشارة کما قال الله تعالی الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا
اوسی کو بڑی جو کہ اوب بڑا اللہ انہیں ہی مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اوکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی
وفی الاخرة ومنها النجاة من النار کما قال الله تعالی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیها جثیا ومنها الخلود
اور آخرت میں اور انہیں ہی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پھر بچالینگی ہم اوکو جو ڈرتی رہی اور چھوڑینگی گنہگارون کو اوسمین اوندہی پڑی اور انہیں ہی جنت
فی الجنة کما قال الله تعالی لکن الذین اتقوا ربهم لهم جنت تجری من تحتها الانهر خالدین فیها ومنها الدرجة
میں ہمیشہ کو رہینا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اوکو واسطے ہین جنگی نیچی بہتی ندیان رہ پڑی اوانہین اور انہین ہی درجہ بلند
العلیا والمرتبة القصوی التی هی محبة الله تعالی کما قال الله تعالی ان الله یحب المتقین ولو لم یکن فی
اور اعلیٰ کا مرتبہ یعنی محبت الٰہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین
التقوی سوی هذه الخصلة لکفت فکیف لا یسعی العبد فی تحصیلها مع ان لها فضائل کثیرة سواها و
سوا اسکی کوئی خصلت نہوتی تو ہی کافی تہی پھر آدمی کیونکر نہ سعی کرا وسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوائی بہت فضیلتین ہین اور
القرآن مملو بذکر فضائلها فانه تعالی قال فی آیة الله ولی المتقین وقال فی آیة اخری والعاقبة للمتقین
قرآن اسکی فضائل سی پر ہی بیشک اللہ تعالی ایک آیت مین فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالون کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور اخیر کہلاہی ڈرنیوالون کا
وقال فی آیة اخری واتر لفت الجنة للمتقین وغیرها من الایات الدالة علی فضیلة التقوی فانه تعالی قد وصی
اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈرنیوالون کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اللہ تعالی نے بیشک
بها الاولین والاخرین من حیث قال ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا الله الحاصل
پہلون اور پچھلون کو وصیت کی ہی جہانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکہا ہی پہلی کتاب والون کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی
انها اجماع کل خیر وهی فی اللغة فرط الصیانة وفی عرف الشرع عبارة عن التوقی عما یضره فی الاخرة من فعل او
کہ اسمین تمام خوبیان جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی افعال سی بچنی کو کہتی ہین جو کرنی سی آخرت مین ضرر
ترک فیلزم اجتناب الکبائر بالاتفاق فی تحصیلها وعند البعض یلزم اجتناب الصغائر ایضا
چھوڑنی سی آوے تو ہی بچنا اور بعضون کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی بہی بچنا ضرور ہی
فی تحصیلها وهو الحق وقیل لا یلزم اجتنابها لانها مکفرة عن مجتنب الکبائر
اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سی اجتناب ضروری نہین کیونکہ صغائر اوسکی اور جاتی ہین جو کبایر سی بچتا ہی
فلا یستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم لکن هذا خطا
سو بندہ صغایر کی بدلہ سزا اور عقوبت کا نہین ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہوگی بڑی چیزون سی جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تمی تمھاری لیکن یہہ ای
مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب علی الصغیرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الکبائر لان بعض المفسرین
خطا اور اہل سنت کی قاعدی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا ہی کیونکہ بعض مفسرین نی اس آیت مین کبایر سی مراد
حملوا الکبائر فی الایة علی انواع الشرک کشرک الیهود والنصاری والمجوس وغیرهم لان المطلق عند عدم القرینة
اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی شرک کامل مراد ہوتا ہی اور
یصرف الی الکامل وهو الشرک وباجتنابه لا یتعین تکفیر غیره بل یبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء غفران
فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہین ہوتا بلکہ مشیت الٰہی مین رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہین بخشتا

یشکر به ویعفر صادون ذلک لمن یشاء مع ان الاصرار علی الصغائر کبیرة فلا یکون مکفرة بل لابد من اجتنابها وقد
کہ اسکا شکر کیا جاوے اور اوس سے بھی بخشنا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر بھی ہمنا کبیرہ ہوتا ہی پھر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی بھی اجتناب ضرور ہی اور
روی عن عطیة انه علیه السلام قال لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس به حذرا مما به
عطیہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہیں پاتا جبتک کہ باس کو چھوڑدی بخوف ابتلا ادنی درجہ کی
باس وهذا الحدیث نص فی لزوم اجتناب الصغائر فی تحصیل التقوی لانها علی تقدیر کونها مکفرة عن مجتنب الکبائر یکون
اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر کا واسطے حصول درجہ تقوی کی ضرور ہی کیونکہ صغایر کو ہاتا کہ کبایر کی بچنی والی ہی اور جاتی ہین
مما لا باس به فیلزم اجتنابها مع ان المعنی اللغوی الذی هو فرط الصیانة مرعی فی المعنی الشرعی ما امکن وفرط الصیانة
پر باس ہین تو داخل ہین پس صغایر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی شرعی معنون مین جہان تک ہوسکی کرنی ضرور ہی
یقتضی اجتناب الکبائر والشبهات ایضا لکن الاحتراز عن جمیع الشبهات لا یمکن فی هذا الزمان کما قال قاضیخان فی فتاواه
اور خوب احتیاط کا تقاضا یہہ ہی کہ کبایر سی اور شبہاتسی بھی بچی لیکن اس زمانہ مین تمامی شبہات سی احتراز نہین ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین
لیس لنا فی زماننا الشبهات وعلی المسلم ان یتقی الحرام العائن وکذا قال صاحب الهدایة فی التجنیس وزمانهم قبل ستمائة سنة
ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہین ہی مسلم کا یہہ ہی زمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز کرلی اور ایسی ہی ہدایہ والا تجنیس مین کہتا ہی اور ان دونو کا زمانہ چھ سو برس کی
وقد بلغ التاریخ الآن ما بلغ ولا شک ان الفساد والتغییر یزدادان بزیادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسلف
پہلی ہی اور اب تو زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اسمین کچھ شک نہین ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہین اور اس زمانہ مین
فی عدم امکان الاحتراز عن الشبهات فی هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن وانتظام المعاش لیس الا
شبہات سی احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہین
اول یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود
بالنقود والحبوب ونحوهما مما یخرج من الارض والغالب المستعمل فی النقود والفلوس لیس الا الدراهم وقد صغرها بحیث لا یعلم
اور دانہ وغیرہ کی جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور تولنی مین چلن سوای درام کی نہین ہی سو انکو اتنا کہ کر ڈالا ہی کہ اصلا
کم منها یبلغ قدر وزن درهم واحد شرعی بل الطامعون من اخشاء الفسقة والکفرة لا یزالون یقطعونها حتی صار
معلوم نہین ہوتا کہ اتنی سی کی درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہین بلکہ لالچی فروما یہ فاسق اور کفار ہمیشہ درام کو کترتی جاتی ہین یہان تک
المقطوع فی الدراهم غالبا علی غیره وسبب ذلک ترویج زیفها وجعلوها من المعدودات فی التبایع والاستقراض فی الفضة وزنیة
کہ کترا ہوا بچی سی بڑہتی ہو گیا ہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ درام کو تولنا چہوڑ دیا ہی اور انکو بجوع اور قرض وغیرہ مین معدود ومشمار کرتا ہی اور چاندی کا ہر
ابدا فلم یشارع علیه فلا یتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص فی هذا مذهب ابی حنیفة ومحمد وروایة ظاهرة
ہمیشہ کی لئی وزنی ہی شارع نے اوسکو صاف فرما چکا ہی موعوف کی برتا وی بدل نہیں سکتی اسلئی کہ عرف وہان معتبر ہی جہان نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابوحنیفہ اور
عن ابی یوسف وفی روایة ضعیفة عنه یعتبر العرف مطلقا فاذا کانت الفضة وزنیة ابدا یلزم بیان وزنها فی
محمد کا اور یہہ ہی ہی ظاہر روایت ابویوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابویوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پھر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی رہی تو اوسکا وزن بیان کرنا لازم
التبایع والاستقراض لان بیان مقدار الثمن شرط صحة البیع ونحوه ومقدار الوزن لا یعلم بالعد کما لا یعلم مقدار
بیوع اور قرض مین ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہین ہوتی جیسی تولنی سی
العددی بالوزن فاذا لم یبین وزنه یفسد البیع والاجارة والقرض ونحوها فیکون ما اشتری بالبیع الفاسد من
گنتی معلوم نہین ہوتی پھر جب اوسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا
الطعام والجاریة ملیکا للمشتری بعد القبض لکن لا یحل له اکل الطعام ولا وطی الجاریة ولا تخلص منه و
کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہونگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہین ہی

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العدد والوزن خصوصا
اور نہ آہمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سے ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر
في حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبيح المحظورات والثاني غلبة الطمع على الناس بحيث ترى كثيرا
فقراء کے حق میں اور بیشک طے ہوچکا ہی کہ ضرورت میں ممنوع چیز مباح ہوجاتی ہی دوسرا سبب لوگوں پر طمع کا غالب ہوجانا چنانچہ تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہی
منهم لا يرضون بحقوقهم ولا يقنعون بحظوظهم بل يتجاوزون الى الحرام والثالث غلبة الظلم بين الخلق
کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہیں ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہیں کرتی بلکہ حرام تک بڑھ جاتی ہیں اور تیسری خلقت میں ظلم کا پھیلنا
من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل على التجار والصناع والأجراء والشركاء
چھین لینا چرا لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتھی اصل یا سبب میں جہالت کا غلبہ سوداگروں اور کاریگروں اور مزدوروں اور شرکا پر
في الاصل والعلة فذ براعون شرائط الشرع في معاملاتهم فاذن معاملاتهم لا تخلو اما ان تبطل فيكون
سو یہہ لوگ شرعی شرطوں کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ میں نہیں کرتی پس اب اوکی معاملات اس سی خالی نہیں یا باطل ہونگی پہ تو
مكسوبهم حراما او تفسد فتكره فتكون مكسوبهم خبيثا والحرام لا يكون ملكا بالقبض بل ان امكن الرد
اوکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہوں گی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہیں ہوجاتی بلکہ اگر اوکی مالک تک
الى صاحبه يجب الرد اليه ويحصل الاثم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او هبة او صدقة او
مٹا دینا ممکن ہو تو مٹا دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہیں خریدکر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا
نحوها اذ لا يصير بها حلالا وان تعذر الرد الى صاحبه فسبيله التصدق لاجنبي والخبيث وان كان ملكا
کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہیں ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بچز صدقہ دینی کی کوئی نہیں اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک
بالقبض لكن يجب على مالكه التصدق وياثم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه الا ان يتصدق عليه وهو فقير فاذا
نہو جاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہیں ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب
كان كذلك فكيف يمكن المعاملة بالناس في هذا الزمان مع الاحتراز عن الشبهات فان كثيرا في ايديهم
حال یہہ ہی تو اس زمانہ میں لوگوں سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہوسکتا ہی کیونکہ اکثر مال اوکی قبضہ میں ہیں
من الاموال اما حرام او خبيث بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها
یا حرام ہیں یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی سبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغابازی وغیرہ کی
او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع في معاملاتهم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات في هذا
یا اپنی معاملات میں شرعی شرطوں کی رعایت نہ کرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس
الزمان يستدعي ان لا يعامل مع الناس ويقتضي العزلة عنهم والفرار الى الجبال وسكنى المغارات وبطون الاودية
زمانہ میں یہہ چاہتا ہی کہ لوگوں کی ساتھہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہوکر پہاڑوں میں بھاگ جائی اور غاروں اور نالوں کی اندر رہا کرئی
ومرتع العشب والكلاء وفي هذا حرج عظيم وتكليف بما لا يطاق وكلاهما منفيان في الشرع بالنص لان الانسان
اور کہانس پھونس کہا لیا کرئی اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بالات نص نہیں ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت
مدني بالطبع لا يمكنه ان يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس فيتعين في هذا الزمان لا محالة الاخذ
ملنی سارنی پر ہہ کب ہوسکتا ہی کہ اکیلی گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون میں ہوگی پس اس زمانہ میں بالضرور امداد اوسی دانہ سی لینی چاہئی
بما قال محمد ومن تبعه من المشائخ من جواز اخذ مال الغير باذنه ورضائه بعوض وبغير عوض مالم يعلم كونه
جو امام محمد کہتی ہیں اور اونکی تبعیت بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا جایز ہی اور پی بدلہ جب تک صاف صاف معلوم نہو

حراما بعینہ تمسکا باصول مقررۃ فی الشرع من ان الید دلیل الملک وان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ وان
جایز بتاتی ہیں قواعد مقررہ شرع سے تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیاء میں اباحت ہی اور
الیقین لا یزول بالشک وانما یزول بیقین مثلہ وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین
یقین شک سے دفع نہیں ہوتا یقین جب ہی جاتا ہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ میں اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو تعین کرنی سی
بالتعیین بل یثبت بالذمۃ حتی لو اشیر الی الثمن النقد ودفع غیرہ یجوز بخلاف المبیع فانہ یتعین بالعقد حتی
متعین نہیں ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی یہاں تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیوی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہو جاتا ہی
لا یجوز استبدالہ باخر واقامتہ مقامہ الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرح بانہ ہو الذی علیہ
بخلاف اسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹھہرا دینا جایز نہیں ہی جبتک پہلا فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کرنا امام کرخی کی قول سی کہ صراحت کر چکی ہیں
وفی ہذا الزمان ان المشتری بحرام بعینہ حلال طیب الا ان یشار الیہ حین العقد ثم سلم فی یکون ملکا خبیثا
کہ اس زمانہ میں فتوی اسپر ہی کہ کوئی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہو جاتی ہی مگر اوس صورت میں کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پھر وہ ہی دیدین
ویجب التصدق وبما ذہب الیہ ابو حنیفہ من ان الخلط الرافع للتمیز استہلاک موجب للملک والضمان وبما روی
اور وہ شی ملک خبیث ہو گی اوسکا عوض کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملا دینا دو چیز کا جسمیں امتیاز باقی نہری ہلاک کر دینا ہی اسمیں ملک حاصل ہو جاتی ہی اور ضمان
عنہ ان سبب الطیب وجوب الضمان لا ادؤہ نعم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ فان لا احترز عن جمیع الشبہات لما
اور تمسک کرنا جو اوسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اوسکا ادا کرنا نہیں ان جو چیز سراسر سیہ نہ آوی تو سراسر چھوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ
لم یکن ممکنا وفی ہذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبہات التی یمکن الاحتراز عنہا فی تحقق التقوی لان الطاعۃ
اس زمانہ میں ممکن نہیں ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہیں واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسلواسطی کہ اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی
بحسب الطاقۃ فمن اتقی عما فی وسعہ من الشبہات یرجی من فضل اللہ تعالی ان یعفو عنہ ما لیس فی وسعہ
پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتا ہی تو اسکہ فضل سی امید ہی کہ اوسکو معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی
ویجعل لہ ثواب المتقین وأما طعام اہل الوظائف من الاوقاف وبیت المال فہو کسائر المکاسب فان الکسب
اور اوسکو ثواب متقین کا عنایت کری اور رہا کھانا وظیفہ داروں کا اوقاف میں سی یا بیت المال میں سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا
بالبیع والاجارۃ ونحوہما اذا روعی فیہا شرائط الشرع کما یکون حلالا طیبا کذلک الوقف اذا صح وروعی فیہ شرائط
بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمیں شرطیں شرعی رعایت کی جاویں جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطیں وقف کی اوسمیں
الواقف یکون حلالا طیبا وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفا لہ وأخذہ بقدر الکفایۃ وتفصیل الکفایۃ علی ما
رعایت کی جاویں تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان
فی الاحیاء وغیرہ من الکتب فی السلوک ولا فرق بین الوقف وبین بیت المال وبین غیرہما من المکاسب فی کون
احیاء وغیرہ کتب کی سلوک میں اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیوں کی اس باب میں کچھہ فرق نہیں ہی
کل منہا حلالا طیبا اذا روعی فیہ شرائط الشرع وفی عدم کونہ حلالا اذا لم یراع فیہ شرائط الشرع وذکر فی الواقعات
کہ یہ سب حلال طیب ہیں اگر انمیں شرایط شرعی رعایت کیجاویں اور مراد رعایت ہونی ہیں شرایط شرعی رعایت نہوویں اور واقعات میں مذکور ہی
ان الذین یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویأکلون من بیت المال فانہم لیسوا عاملین بالاجرۃ بل ہم عاملون
کہ جو لوگ حکم کرتی ہیں اور فتوی دیتی ہیں اور درس تدریس میں مصروف رہتی ہیں اور بیت المال میں سی کہاتی ہیں سو یہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس خود نہیں ہیں
للہ تعالی واجرہم علی اللہ تعالی ولکن ذلک ما یعطیہ الامراء والسلاطین من اموالہم او رجل حلال عالم یعلم انہ حرام
بلکہ یہ کاروبار کرتی ہیں اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور سلاطین اپنی مال میں سی کسیکو کچھہ دیتی ہیں سب حلال ہی جبتک معلوم نہوکہ وہ شی خاص حرام ہی

بعينه تعد درجات الحلال كثيرة عالية بعضها اعلى من بعض لكن في زماننا لا يمكن الاخذ بالقول الاحوط في
ان مرتبہ حلال کی بہت ہیں ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ میں تقوی کی باب میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہی
التقوى لان الاستقصاء البالغ في الحلال على قانون الورع الاعلى في زماننا مما يفضي الى الحرج وهو مدفوع في الدين
کیونکہ حلال کی باب میں نہایت درجہ کا مبالغہ کرنا سی موافق قواعد علی متبہ کی پرہیز کی ہماری زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی
بل الشرع هو الميزان المستقيم فما لا يذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالى على عباده فاذا تمسك احد بالشريعة
بلکہ شرع سیدھی ترازو ہی جسکو مشرع برا نہ کہی وہ سب حلال ہی یہہ اللہ کی طرف سی بندوں کی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی متمسک ہوا
فليس لاحد ان ينكر عليه لان الانكار عليه استخفاف بالشريعة ومن استخف بالشريعة يخاف عليه زوال الايمان
پیر یہہ کسکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی
اذا تحقق هذا فالورع والتقوى في هذا الزمان ان يجعل ما في يد كل انسان ملكا له ما لم يتيقن انه بعينه مغصوب
جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ میں یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اوسی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چھینی ہوئی
او مسروق وان علم يقينا ان في ماله حراما اذ قد قال قاضيخان في فتاواه رجل دخل على سلطان فقدم اليه شيء
یا چوری ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسکی مال میں حرام ہی ملا جلا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم کی اوسی کوئی چیز
من المأكولات ان لم يعلم انه بعينه غصب يحل له ان ياكل لانه لم يعلم بالحرمة والاصل في الاشياء الاباحة
کہا کیکودی اگر یہہ نہ معلوم ہو کہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسکی مال میں حرام ہی ملا جلا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم کی اوسی کوئی چیز
وان علم انه بعينه حرام لا يحل له ان ياكل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بكر البلخي عن الفقير انه لو اخذ
اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچھا کہ اوسی اگر
جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا يحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم
عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا او سکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری
بعضها ببعض فلا بأس باخذه وان دفع اليه عين الغصب من غير خلط لا يحل له اخذه قال الفقيه ابو الليث
قسم میں ملا دیئی تو لینی میں کچھ خوف نہیں ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم وہ کی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہیں ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں
هذا الجواب يستقيم على قول ابي حنيفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض يملكها الغاصب
یہہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی کی چھین کر ایک کو دوسری میں ملا دئی تو غاصب مالک
ويكون مديونا لهم وذكر في بستان العارفين ان الناس اختلفوا في اخذ جائزة السلطان قال بعضهم يجوز
اور اوسکا قرضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی
لم يعلم انه يعطيه من الحرام وقال بعضهم لا يجوز اما من اجازه فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب
جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیتا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہیں ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی
انه قال السلطان يصيب من الحلال والحرام فما يعطيك فخذه فانما يعطيك من الحلال وروي عن عمر انه عليه السلام
کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال من اعطى شيئا من غير مسئلة فليأخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالى وروي عن حبيب بن ابي ثابت انه قال
فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی پہر دیوی تو لی لینا چاہیئی کیونکہ وہ اللہ تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی
رايت ابن عمر وابن عباس ونوكود يكهتا ہی کہ اوکی پاس ہر یہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیتی با وجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن بو حنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابراهيم النخعي خرج الى زهير ابن عبد الله الازدي وكان عاملا على حلوان يطلب جائزته هو وابو بردة

روایت کرتی ہیں کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جسے وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینے گئی وہ اور ابو بردہ انی دونو

الهمداني قال محمد وبه ناخذ ما لم تعرف شيئا من عطائه حراما بعينه وهذا قول ابي حنيفة المجلس التاسع والستون

محمد کہتا ہی ہمارا یہہ ہی سنہ ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شی عطیہ میں بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اوہنتروین مجلس وسبع

في بيان لزوم طلب كسب الحلال واي الطيب من المكاسب واقبحها قال رسول الله صلى الله عليه

بیان میں تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان اطيب ما اكلتم من كسبكم وان اولادكم من كسبكم هذا الحديث من حسان المصابيح رواته ام المؤمنين

بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ہی ام المؤمنین عائشہ کی

عائشة وفيه تحريض على الكسب الحلال كان المراد بالطيب ههنا الحلال ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل

روایت سی اسمیں کسب حلال کی ترغیب ہی اصلی کہ طیب سی مراد یہاں حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی

الرزق وانما جعل الولد كسبا لان الوالد يطلبه ويسعى في تحصيله فيكون من جملة اكسابه فيجوز له ان ياكل

اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر

من كسبه اذا كان محتاجا وقد اورد الامام ابو الليث في بستان العارفين كره

محتاج ہو وی تو اولاد کی کمائی مین سی کہانی اور نہین تو کہا وی ان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ

بعض الناس الاشتغال بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوكل عليه وحجتهم

کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اوسکی دلیل

قوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبي عليه السلام اوحي الي ان اجمع المال واكن من التاجرين

یہہ آیت ہی اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجھپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون

ولكن اوحي الي ان سبح بحمد ربك وكن من الساجدين واعبد ربك حتى ياتيك اليقين وقال عامة اهل العلم الكسب

لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالون اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچے تجھکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری

بمقدار ما يكفيه ويعياله واجب فان زاد على ذلك فهو مباح ولا يكون الاشتغال بطلب الزيادة حراما اذا لم يرد

کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی

به الفخر والرياء وحجتهم انه تعالى قد فرض الفرائض ولا يتاتى اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا يحصل ستر العورة

ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی جبتک فرایض فرمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرایض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہوسکتی اور ستر عورت

الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالى وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام وتحصيل القوة واللباس

بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہانی کی ہیچی نہین ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا

لا يكون في الغالب الا بالكسب فما ذكر في انكار ذلك من الحجة فالجواب عنه ان يقال ان التجارة اما ان يكون

اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی

لطلب الكفاية او لطلب الزيادة على الكفاية فان كانت لطلب الكفاية فهي واجبة ماجورة فاعلها فيكون الاشتغال

یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا

بها اشتغالا بالعبادة وان كانت لطلب الزيادة فان كان طلب تلك الزيادة لاستكثار المال وادخاره لا لصرفه

بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الى

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال علی الدنیا التی جمعها رأس کل خطیئة فلا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

تو یہہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گناہوں کا سرور ہی پس یہہ ہمدا شغل عبادت کا نہیں ہی

بل ان وجد فیها تلبیس وخیانة یکون فسقا وظلما وان کان طلبها لیواسی بها الفقراء والضعفاء ذهی افضل

بلکہ اسمیں اگر کچھہ فریب اور خیانت ہوویگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئے ہی کہ اس مال سی فقرار اور ضعفار کی مدد کرونگا تو یہہ مروت علی من لا

من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیة فکیف لا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکرنا فی الاختیار

تو یہہ شغل عبادت بدنیہ سی نفلوں کی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوگا حالانکہ بیشک اختیار میں مذکور ہی

ان الرسل علیهم السلام کانوا یکتسبون ویأکلون من کسبهم فادم النبی علیه السلام نزاع الخیاطة وسقیها وحصد

کہ رسل علیہم السلام اپنہ کا کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی سی پس آدم نبی علیہ السلام فی کھیون بوئی پیرکو پانی دیا پیرکاٹی

وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واکلها ونوح النبی علیه السلام کان نجارا وابراهیم علیه السلام کان بزازا ودود

پہرگانہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکاکر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور اودر

النبی علیه السلام کان یصنع الدرع وسلیمان النبی علیه السلام کان یصنع المکتل من الخوص وبنیبا محمد علیه السلام

نبی علیہ السلام درعہ بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی

رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول الله علیه السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلهم

بکریاں چرائی ہیں اور احیاء العلوم میں مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریامیں تجارت اور اپنی باغوں کی اندر کام کیا کرتی تہی

وهم القدوة فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعة انکروا ذلک وقعدوا فی المساجد وعبوهم طامحة الی ما

اور یہہ لوگ پیشوا ہیں انکی پیروی ضرور چاہیئی اور کیا اعتبار ہی اون لوگوں کا جو اسی احتراز کرکر مسجدوں میں جا بیٹہی ہیں اور اونکی آنکھیں لوگوں کی مال کو تک رہی ہیں

فی ایدی الناس فیسمون انفسهم متوکلین ولیسوا کذلک بل هم خارجون عن حدود الشرع فانهم قد ترکوا سنة الله تعالی

اور اپنا نام متوکل رکہہ چہوڑا ہی اور حقیقت میں متوکل نہیں ہیں بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکلی گئی ہیں انکی سند یہہ آیت ہی

وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنهم بمعناه وتاویله جاهلون فان المراد به المطر الذی هو سبب انبات

اور آسمان میں ہی روزی تمہاری اور جو کچھہ تمسی وعدہ کیا پر اونکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہیں ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال الله تعالی فابتغوا

اور اگر رزق بہیر آسمان بہری بی محنت اوتزا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب

فضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله وقال فی آیة اخری لیکسر علیکم جناح ان تبتغوا فضلا

تمام ہوچکی نماز تو پہیل پڑو دیس میں اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک دوآیت میں ہی کچھہ گناہ نہیں تمہر کہ تلاش کرو فضل

من ربکم وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة وسئل

اپنی رب کا اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا گناہوں میں سی بعضی گناہ ایسی ہیں کہ اونکا کفارہ نہیں سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی

ابراهیم عن التاجر الصدوق اهو احب الیک ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانه فی جهاد

کسیی حال سمجی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا زاہد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئے کہ وہ جہاد کرتا ہی

یاتیه الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والعطاء فیجاهده وقال ابو قلابة لرجل لا تزال

اوسکی پاس شیطان دو سو کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابوقلابہ نی ایک شخص کو کہا کہ

تطلب معاشک احب الی من ان ترابک فی زاویة المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشتغله معاشه عن معاده فیکون عمره

مین تجہکو معاش کی طلب میں دیکہوں تو بہت بہتر ہی بنسبتہ اسکے کہ تجہکو مسجد کی کونہ میں دیکہوں پر تاجر کو یہہ نہیں چاہیئی کہ معاش کی شغل میں معاد کو بہلا جاوی پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان مایفوته من الربح فی الاخرة لایفی به ماینا له فی الدنیا فیکون ممن اشتری
برباد ہوئی اور تجارت میں نقصان آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا عوض جو دنیا میں پیدا کیا نہیں ہوسکتا پس ایسوں میں ہوگا کہ دنیا کو
الحیوة الدنیا بالاخرة بل ینبغی لمن یشفق علی نفسه فی تجارته ولا ینسی نصیبه من الدنیا لدخرة کما
زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یوں چاہئی کہ تجارت میں اپنی جان کی غمخواری کرے اور نہ بھولے اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی کھیتی
قال الله تعالی وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا فان الدنیا مزرعة الاخرة وفیها تکتسب الحسنات والمسجد
کو فرمایا اللہ تعالی نے اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا میں سے ف کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہی اسہی میں حسنات حاصل ہوسکتی ہیں اور مسجد
والبیت والسوق له حکم واحد وانما النجاة بالتقوی وهی تتحقق فی جمیع الاحوال وقد روی عن ابی ذر انه علیه السلام
اور گھر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور تجارت تقوی کی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال میں متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال اتق الله حیث ما کنت فان وظیفة التقوی لاتنقطع عن المتدین کیف ما تقلبت بهم الاحوال
اللہ سے ڈرتا رہ جہاں رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینوں سے کہیں دور نہیں ہوتی اوٹکا حال کیسا ہی بدلتا رہی
اذ فیها یرون نجاتهم وربحهم وبها یکون حیاتهم وعیشهم وانما یتم شفقته علی نفسه فی تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسمیں اپنی نجات اور فائدہ دیکھتے ہیں اور اوسہی میں اوٹکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کے اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سے پوری ہوتی ہی
عدة امور الاول ان ینوی بما اکتسبه الاستعفاف عن السوال وکف الطمع عن الناس واستعانة علی
اول یہہ کہ اس نیت سے کماوی کہ مانگنے تانگنے سے بچتا رہی اور لوگوں کی طرف طمع نہ کری اور دین کی مدت کری
الدین وقیاما بکفایة عیاله لیکون من المجاهدین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من سعی
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدوں میں داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی عیال کی
علی عیاله من حله فهو کالمجاهد فی سبیل الله فاذا اضم فی قلبه هذه النیات یکون عاملا فی طریق الاخرة
خبر حلال علی سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ میں مجاہد جب اپنی دلمیں یہہ نیتیں کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا
فان استفاد مالا فقد ربحه فی الدنیا والاخرة وان لم یستفد مالا ربحه فی الاخرة والثانی ان یقصد فی صنعته
پھر اگر اوسکو مال ہاتھ آیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دونو کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشہ
وتجارته القیام بفرض من الفروض الکفایات اذ لو ترکت الصناعات والتجارات کلها لبطلت المعائش وهلك
اور تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ میں اوکا کرنا ہی اسلئے کہ اگر تمام پیشے اور تجارتیں کردین تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت
الخلق لان انتظام امر الکل یتعاون الکل وتتکفل کل فریق بعمل اذا قابل کلهم علی صنعة واحدة لتعطلت البواقی
مرجاوی اور مرجائیں لیکن بعضی پیشے تو بہت ضرور ہوتی ہیں اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اوٹکا مال عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنجھلنا اور ارایش ہی
وهلکوا لکن الصناعات منهم ما هو مهم ومنها ما هو مستغنی عنه لرجوع اهل طلب التنعم والتزین فی الدنیا فینبغی
لہذا چاہئی کہ پیشہ اختیار کری جو ضرور ہی اور ایسا پیشہ اختیار نکری جو ضرورت میں نہ ہو
ان یشتغل بصناعة مهمة لیکون فی قیامه بها کافیا عن المسلمین فی امر الدین ولا یشتغل بصناعة
تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین میں سب مسلمانوں کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرکری وغیرہ
النقش والصیاغة وجمیع ما ترخرف به الدنیا وذکر فی الاختیار ان افضل اسباب الکسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام اوسپنچی جنمیں دنیا کی زیب وزینت ہی اختیار نکری اور احیاء میں مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمانی کی تجارت ہی پھر کھیتی
ثم الصناعة لما روی انه علیه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة علی التجارة لکونها
پھر ہاتھ کی کاری گری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کھیتی کو بہتر کہتی ہیں کیونکہ اوسکا

اعم نفعا اذ قد روی انہ علیہ السلام قال ما زرع مسلم زرعا ولا غرس شجرة فتناول منہا انسان او دابة
نفع عام ہوتا ہی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو مسلمان کھیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پھر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت لہ صدقة والثالث ان لا یمنعہ سوق الدنیا عن سوق الاخرة وھو المسجد فینبغی لہ ان
یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی نہ روک رکھی کہ وہ مسجد ہی سو یون چاہئی کہ

یجعل اول النہار الی وقت دخول السوق لاخرتہ فیلازم المسجد فی ذلک الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد
اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک کہ دکانین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوسوقت مین مسجد کی بیٹھا ہوا ذکر اور وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال اللہ تعالی فیہم فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو و
تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جسکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ اللہ نی حکم دیا ہی اونکو بلند کرینگا اور اون اوسکا نام پڑہنی کا یا لکری مین اوسکی دان صبح اور

الاصال رجال لا تلہیہم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ الآیة انہ مہما سمع الاذان للظہر والعصر ینبغی لہ ان یفرغ
شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی پہر جب وقت ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دنہی سی فارغ ہوکر

عن شغلہ وینزع من مکانہ ویدع کل ما کان فیہ لان ما یفوتہ من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت
اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑدی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیہ بہا الدنیا بما فیہا وقد جاء فی تفسیر قولہ تعالی رجال لا تلہیہم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ انہم کانوا
اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہوسکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدہم اذا رفع المطرق او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج للاشفی ولم یوقع المطرقة
لوہار اور موچی ہتی اور ہریک کا یہہ حال ہتا کہ اگر مٹوڑا اوٹہایا یا ستاری کی گوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بہا وقام الی الصلوة وہکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتمتع فی الدنیا فان مثلہ یحترق الدنیا
بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش وتنعا کا مقصد نہین رکہتی تہا کی تجارت سو ہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینہ فی تجارتہ لعلمہ بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا لاستعانة
اور اسی تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بہا علی الاخرة کیف یدعی ربح الاخرة بل ینبغی لہ ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل
وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑدیگا بلکہ اونکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جاکر ی

فیہا واخر خارج منہا اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد اللہ بن عمر ان ابلیس یقول لولدہ ما زینوا بکتا بذا فانہ
اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی رانیو سی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار مین نجا

لا اسواق ومزین لہم الحلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن معاول من یدخل فیہا واخرہم من یخرج منہا
اور اونکو بہلا بنا کر دکہا خلاف اور جہوٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشرا ہلہا اولہم دخولا واخرہم خروجا وطریق الاحتراز عنہ ان یراقب
اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار ہین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایتہ فاذا حصل لہ کفایة وقتہ ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة ہکذا کان یفعل صلحاء السلف
اپتہ لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی عمارت مین لگی صلحا پہلی زمانہ کی یون ہی کیا کرتی تہی

فمنہم کان ینصرف بعد الظہر ومنہم من کان ینصرف بعد العصر ومنہم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا
اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

يوما او يومين وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان

ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اوسمیں پر اکتفا کرتی پھر پیشہ ور کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئے

المعاملة قد تخرب على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط

کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہو کہ جاتا ہی کہ مفتی اوکو صحیح اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمیں ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد المعقود والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير

الہی آجاوی کیونکہ ہر نہی ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمیں غیر کا نقصان ہو جاوی پھر جسمیں غیر کا نقصان ہوتا ہو

فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضرر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما

وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی جسمیں کسیکا کچھ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمیں یہہ ہی کہ ہر ایک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پھر

حمل به لو كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهم

معاملہ اسپر دشوار اور اوسکی دل پر بھاری گذرتا ہو تو چاہیئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی

ودرهم غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي عدة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها

یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور رہی تفصیل سوکئی باتوں مین ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما ليس فيها فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها

جو اوسمین نہیں ہی اگر خریدار نمانی پس وہ نزا جھوٹ ہی اور اگر خریدار اسی مان لیا تو اب وہ جھوٹ کا جھوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف

بما فيها فان علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان

کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پھر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اسکا حساب لیا جاویگا اسلئے کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی

فانه يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري عالم يدرك

اوسپر محاسبہ ہو نیوالا ہی اس دلیل سی نہین ہو تا کہ ایسی بات جو نہین اوس پاس راہ دیکھتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک یہہ ذکر نکری

فلا باس بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب وينبغي قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم

تو چنتا ہو وتا کہنی مین کچھ دُہین ہی مبالغہ نکری اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہو جاوی تو رغبت سی خریدی

فيرغب فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس

اور اوسکا کام بن جاوی اور ہرگز لایق نہین ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئے کہ اگر جھوٹ ہوا تو اسنی بیمین غموس کہلائی

وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساءه فيه

اور یہہ بیسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ کرتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور برا کیا

لان الدنيا اخس من ان يقصد تروجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا

اسلئے کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا

ہرگز کوئی اور بات چھپی ہوئی چھپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چھپی اور ظاہر بیان کردی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چھپا دیگا تو ظالم اور خائن ہوگا

تاركا للنصح والغش حرام والنصح واجب وهما اظهر احسن وجهي الشرب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك

خیر خواہ نہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیر خواہی واجب اور اگر جتان کا اچھا پلا دکھلاوے تو دوسرا ایسا چھپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردي الخفين والنعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش

اگر موزہ کا اچھا فرد پیش کردی اور جوتی کی اچھی پوائی اور ماننہ اسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندھیری مین سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنايع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتعاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له

تمام بیع اور صناعت مین حرام ہی سو کوئی عمل کو نہین چاہیے کہ اپنی کاریگری ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتھ ویسا معاملہ کرے تو کبھی پسند نکرے بلکہ لازم ہے ہمیشہ

ان يحسن الصنعة ويعلمها وان وقع فيها عيب بين عليهما وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما لاخيه

کہ اپنا کام بہت درست اور مضبوط بناوے اور اگر اتفاقا کسی عیب دار چیز جاوے تو عیب بیان کردی اسمین دغا سی جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنی سی بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روي عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و

اور اسی قسم کی امام احمد سی یہہ روایت ہی کہ اونسی کسی نی ایسی رفو کا مسئلہ پوچھا کہ ہرگز معلوم نہو سو اسنے جواب دیا بیچنی والی کو جایز نہین ہی کہ کپڑا بیچے اور عیب چھپاوے

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه اولا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام

اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوی کہ یہہ بیان کردیگا چھپاویگا نہین یا بیچیگا نہین اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس گئی کہ وہ گیہون بیچتا تھا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول

سو اسکو پسند آئی پھر آپ نی اوسکی اندر اپنہ ڈالا تو اونگلیان بھیگ گئین فرمایا یہہ کیا ای گیہون والی عرض کیا یا رسول اللہ مونہ پر گئین ہین

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسکو اوپر کی رخ کیون نکر دیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکھتی جو کوئی ہمکو دغا دیوی ہم مین سی نہین اور فرمایا

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف حذره و

کی وجوب پر عیوب کی اظہار کی یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب جریر سی اسلام پر بیعت لی اور اوسنی روانگی کا ارادہ کیا تو اوسکو کہیچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها يبصر عيوبها ثم يخبر مشتريها ويقول له

یہہ شرط کی کہ مسلمانون کی خیرخواہی کرتی رہنا اور جریر کا یہہ حال تہا جب اسباب بیچنی کہڑا ہوتا تو اوسکا عیب دیکہا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پھر خریداری سی کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل

چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلۃ بن الاسقع کہڑی تہی کہ ایک شخص نی اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچدالی اور واثلہ کو خبر نہ کی

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها الظهر او اللحم فقال بل للظهر فقال ان

خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پھر واثلہ نی پیچہی سی دوڑ کر پکار کر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تو نی سواری کی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واثلی نی کہا

يخفها نقبا قد رابته وانها لا تبلغ السير فعاد فردها فنقصه الف بايع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد

اسکی تلوی مین زخم ہی مینی دیکہا ہی یہہ خوب نہین چل سکتی پس وہ پھیرکر پھیر بایع نی سو درہم قیمت کی کم کردی اور واثلہ سی کہا اللہ تجھپر رحم کری تو نی

افسدت علي بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

میری بیع بگاڑدی واثلہ نی کہا ہمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہر مسلم کی خیرخواہی پر بیعت کی ہی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا النصح

کہ فرماتی تہی حلال نہین ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچی مگر بیان کردی جو اوسمین ہی اور عیب کی جاننیوالی کو حلال نہین ہی مگر بیان کردی اور بیشک اس سی ظاہر ہوا کہ وہ کو یہہ سمجہ گیا تہی

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه

وہ شرطہی کہ اونکی بیعت اسلام مین داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی پسند نکری اپنی برادر مسلم کیواسطی مگر وہ بات جو اپنی لیہی پسند کرتا ہی

وهذا مما يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان يعلم ان تلبيسه العيوب و

اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہین ہوسکتی ایک تو یقین کری کہ عیوب کو چہپانا اور

ترويجه السلعة لا يزيد في رزقه بل يمحقه وبين هب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى

اسباب کو رونق دینا رزق نہین بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کردیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو حال طرح طرح کی دغا باز یونسی جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایک پل مین

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق وباخذ اللصوص او الظلمة او الكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الآخرة خير

تلف کردیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا چور بجا لیتا ہین یا ظالم اور کفار چھین لیتے ہین اور دوسرا یہہ یقین کرکی آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان اموال الدنيا ينقضي بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل

دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فایدی جب عمر ہوچکتی ہین اوسکا وبال اور بوجہ سر پر رہ جاتا ہی پھر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل فما وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها

اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جب بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبھی پورا نہوگا پھر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشتري الا بالجيد بحيث لو امسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير

تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کرلی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکھی تو مقبول پہنہ ہووی سو تاجر جب اوکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه ولا يحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشتري المعيب فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع

کری تو اوسمین برکت ہووےگی دغا فریب کی کچھہ حاجت نہین ہی پھر جبکی یہہ عادت ہوجاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پھر اگر اتفاقی عیب دار اوسکی ہاتہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون بربح كثير ولا يحصل ذلك الا بتلبيس

کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جب ہی ہوسکتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك فمن جملتها ان ابن سيرين باع

اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحا کی ایسی باتین بہت مشہور تہین اوعین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتري ابين لك ما فيها من العيب انها تعلك العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال

بیچی اور خریدار سی کہا میں اسکا عیب تجھسی بیان کردون یہہ بکری کہاس کو پاؤنسی روندہ کر خراب کردیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتري انها تحمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فمن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او

خریدار سی کہا کہ ہستی ہماری پاس ایکبار فصد ہووے لاہتا اور دیندار لوگون کو ایسا ہی ہونا جس سی اتنا نہوسکی تو وہ معاملہ چہوڑدی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيها

دونیز کی اندیشا کرنا ہی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونون سی احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا

کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کمتا نیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین لوگون سی پورا بہرین اور جب ناپ دین اونکو یا تول دین تو کمتا کردین

مخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي فلما بتصور فان من يستقصي في

اسکا بجاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچھہ بڑا دیوی اور لیتی ہوئی کچھہ کم لی اسلئی کہ ٹھیک پورا پورا بہت کمتر ہوتا ہی بیشک جو شخص ایسا نہ کرے خوب پورا دیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان ينعدم وذلك اذا اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يزن

تو عجب نہین کہ حق سی بڑہ جاوی اور اسہی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا نشتري لزيل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة

ثمن تول دی اور کچھہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین یہہ کہا کرتی تہی ہم ویل کو بجو دانہ کی نہین خریدتی پھر اگر کچھہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر دیکر دیتی تو بمقدار

وكان يقول للثمن بيبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون

اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بجو دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہون مین مٹی یا بھوسی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين في الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن

پیمانہ کا کہٹا نیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کیساتہ ہڈی یا کچھہ خلاف رسم چھیچھڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن کا کہٹا نیوالا ہی

واقف

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذراع الذي يتعاطاه البزاز فانه في وقت الدرعان أرسل الثوب ولم يمده
اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزیں قیاس کرلو یہاں تک کہ گز گز جس سے بزاز لین دین کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گز کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈھیلا کردی اور

اذا اشتراه ومده ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل والرابعة ان يصدق
جب آپ خریدی اور کھینچی اور ڈھیلا کری جب بیچی تو یہہ سب وہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور چوتھی ہر وقت بہاؤ کو سچ سچ

في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر
کہا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہین ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بہاؤ وقت کا چھپایوی اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی بہاؤ کی گرانی

او من المشتري انحطاطه فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنصح الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کرلی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يجري مجرى سلامة الراس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بھلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت سی اصل

للمال والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجري مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پھر جیسی کہ عاقل نہین شمار کیا جاتا شخص معاملات دنیا مین

الدنيا برأس ماله كذلك في معاملة الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع انه نفع
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی مین سو مومن کو لایق نہین ہی کہ صرف عدل پر اکتفا کرکر احسان کا باب بند کردی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال واحسن كما احسن الله اليك وقال في اية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہی اور بھلائی کر جیسی بھلائی کی اللہ نی تجھسی اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی بیشک مہربانی اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سی اور احسان سی مراد یہان یہہ ہی

نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وبين العامل رتبة الاحسان
کہ معاملہ مین جس بات سی منفعت ہو اگری یہہ واجب تو نہین پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بدل المشتري
جوکوئی ان چند امور مین سی کوئی سا عمل مین لاوی پہلی غبن مین یعنی لازم ہی کہ مالک کو اتنا نقصان نہ دیوی کہ عادت کی موافق وقتا نہ ہوتی ہوون یہان تک کہ اگر مشتری

زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبايع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
اپنی ضرورت کا مارا فایدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہیی کہ نہ لیوی اس لئی کہ یہہ بھی کسی مین
اگر بدون دغا بازی کی ہووی

وان لم يكن ظلما لكنه ترك للاحسان مع من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكرارها ربحا
اگرچہ ظلم نہین ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جوکوئی تھوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری مین بہت فایدہ ہو

كثيرا وبه يظهر البركة والثاني في حنث الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن يتساهل
رہتا ہی اور اسی مین برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹھانی مین بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اوٹھالی اوسپر آسانی اوسپر آسانی کرکر

فيه فانه يكون بحسن اداخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع والشراء وأما من يشتري من غني
تووہ محسن ہوتا ہی ان روایت مین داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شراء کو اور جو شخص آسانی نکرے اور کسی سوداگر سی خریدی

تاجر يطلب زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بحسن بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا
جو فایدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹھانا قابل تعریف کی نہین ہی بلکہ بی فایدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فایدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا محمود ولا مأجور والكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيار السلف
اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹھاوی اور گذرے لوگ

یستقصون فی الشراء ثم یهبون کثیرا من المال فقیل لبعضهم تستقصی فی شرائک علی الیسیر ثم تهب الکثیر
خرید میں خوب پورا دھیان لیا کرتی ہی پھر اکثر مال بخشدیتی ہی کسیسی کسی سی پوچھا خریدتی وقت دونی چیز کو خوب پورا کرتی ہو پھر اکثر بخشدیتی ہو

فقالت ان الواهب یعطی فضله والمغبون یضیع عقله والثالث فی استیفاء الثمن وسائر الدیون
توکچھ پروا نہیں کرتی جواب دیا بخشنے والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہی اور تیسیری ثمن اور قرض پورا لینی ہین

والاحسان فیه یکون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والثالث اخیرا وتارة بالمساهلة فی طلب جودة النقد وکل
اسمین احسان کبھی تو درگذر کرنی مین ہی اور کبھی مہلت دیتی ہین اور کبھی سہولت برتتی ہین کھرا روپیہ لینی سی اور یہ تمام امور

ذلك مندوب الیه محثوث علیه لقوله علیه السلام رحم الله امرأ سهل البیع سهل القضاء سهل الاقتضاء
محبوب اور مرغوب ہین بدلیل اس حدیث کی رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی برتی بیچ مین آسانی برتی ادا مین آسانی برتی تقاضا مین

فینبغی له ان یغتنم دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اسمح یسمح لك
اوسکو چاہیی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجھسی

وفی حدیث انه علیه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا یسیرا وفی لفظ اخر اظله
اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسی اللہ تعالی آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت مین ہی اوسکو

الله تحت ظل عرشه یوم لا ظل الا ظله فهذا هو طرق التجارات فی السلف فقد اندرست فمن قام بها فی هذا
اللہ تعالی اپنی عرش کے سایہ دیگا اوس روز کہ اوسکی کوئی سایہ نہو گا سلف مین تجارت کا یہہی طریق تھا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس نامہ مین

الزمان یکون ممن احیی هذه السنة ویرجی له من فضل الله تعالی جزیل الرحمة المجلس السبعون
زمانہ کو پھر قایم کریگا تو اوسی پر سنت زندہ کی اسکی نی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی ستر ویں مجلس مین

فی بیان حرمة الاحتکار وسائر ما یتعلق به من الاحکام الشرعیة قال رسول الله
بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سی متعلق ہین رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم من احتکر فهو خاطئ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن عبد الله ومعناه
سی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی احتکار کیا پس وہ خطاوار ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی عمر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی معنی

ان من یجمع الطعام الذی یکلب الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و
جو شخص غلہ جمع کرتا ہی جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور اوسکو روکے رکھی اسلئی کہ گران کرکر بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسمین سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس والامتناع عن البیع یرید ابطال حقهم وتضییق الامر علیهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما
حبس کرنا اور روک کر بیچنی سی یہہ چاہتا ہی کہ اونکا حق باطل کرا اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہی اور یہہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روی انه علیه السلام قال الجالب مرزوق والمحتکر ملعون فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الترك
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہی اور محتکر پہ لعنت ہی پیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین فرمایا کہ جو شخص

یجلب الامتعة والاقوات ویبیعها بالتعجیل الربح یحصل له الربح ولا اثم علیه لان الناس ینتفعون به فینال له ببرکة
اسباب اور قوت لاکر واسطے تعجیل فایدہ کی بیچتا ہی تو اوسکو نفع ہوتا ہی اور کچھ اوسپر گناہ نہین ہی اسلئی کہ سب خلقت اوس سی فایدہ لیتی ہی

دعائهم والذی ینتری الطعام الذی یجئ الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو ملعون بعید عن رحمة
بوجہ ہی اونکی دعا سی فایدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکھتا ہی تاکہ مہنگا کر بیچی سو وہ ملعون اور اللہ کی رحمت سی دور

الله تعالی ولا یحصل له البرکة فادام قد خلك الفعل فاذا رفع امره الی القاضی یامره القاضی ببیع ما فضله
ہوتا ہی اور اوسکو کبھی برکت نہین ہوتی جبتک یہہ کام کرتا رہی پھر اگر اوسکی فریاد قاضی تک جاوی تو اوسکو قاضی وقتی غلہ کی جو اوسکی ضرورت سی

من

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بعه كما يبيع الناس ولا يسعر لقول عليه السلام

عیال کی فراغت کی سانتہ کہانی سی بڑی قیمت برابر سی بیچی کا حکم ہی اسطرح کیدی کہ اسکو بیچڈال جیسے لوگ بیچتی ہین اور . بہاؤ نہ ٹہرادی بدلیل اسحدیث کی

لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير

تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اسہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اسحدیث مین بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بين فيه ان التسعير مما يتولاه الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا ما

اسکی اسمین یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندون مین سی حوالہ نہین کیا سو اونکو نہین چاہیئی کہ اسمین تکلف کرین

وان فعلوا لا يحصل لهم الا ضيق وشدة عقوبة لهم على معارضتهم له تعالى في قضاياه فعلى هذا ينبغي للقاضي

اور اگر کرینگی تو اونکو ملیگی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھہ نہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہین احکام الہی مین اس بیان کی موافق قاضی کو چاہیئی

ان يتعرض لحقه لا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتها تعديا فاحشا بان

کہ اوسکی حق مین دخل دیوی ہان اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطرح کہ مال والی اوسکی قیمت مین تعدی فاحش کرتی ہون

يبيعوها باضعف قيمتها فحينئذ يسعر القاضي بمشورة اهل الرأي والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من

کہ دو چند قیمت کو بیچتی لگین ایسے اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لیی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی

باع منهم بما قدره القاضي وان ضم بيعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص يخاف ان يضر

اونمین سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جایز ہی کیونکہ بیچ پر زبردستی نہین ہوتی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کرے تو خوف قاضی کی

القاضي يحل للمشتري ما يبيعه للبايع لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء بغبن فاحش

مارکا ہی تو مشتری کو بایع کا بیچا ہوا حلال نہین ہی کیونکہ یہہ بہی گویا زبردستی کی بیع ہی ایسے مشتری کو یون چاہیئی کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میرکی بایع

فبأي شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي اذا رفع اليه امر المحتكر ان لا يحل بالعقوبة والتسعير بل ينهاه

اپنی مرضی کی موافق بیچہ دی اسوقت جنسی کو بیچیگا حلال ہوجاویگا اسصورت مین قاضی کو لازم ہی کہ جب اوکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت مین جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر

عن الاحتكار ويزجره عنه ويامره بالبيع وان لم يمتثل يعظه ويهدده وان امتنع ولو بيع بجنسه ويعزره

منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچڈال تو سمجہاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتى يمتنع عن سوء عمله لانه بارتكابه لا يحل له استحق العقوبة وليس فيه حد مقدر فيعزر دفعا للضرر

یہان تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکے عقوبت کا سزاوار ہوگیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہین ہی لاچار دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحيح انه ان امتنع عن البيع يبيعه القاضي اتفاقا وهذا فيما يضر حبسه عند الحاجة اليه

دیا جاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہا کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کرکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہو

مما هو قوت البشر والبهائم كالبر والشعير والتمر والتين والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضر بالناس حبسه سواء

جیسے قوت آدمیون کا اور جانورون کا جیسی گیہون اور جو اور چہاری اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہین جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

كان ماكولا او غيره اكول فهو احتكار لا يجوز حبسه وان كان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قيل اربعون

کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جایز نہین ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندے اور مدت روک کہنی کی یعنی احتکار کی کوئی کتنا ہی

يوما لما روي انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حديث

چالیس دن ہین کیونکہ یہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے چالیس دن احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اللہ سی اور اللہ بیزار ہوا اوسی اور ایک اور حدیث مین ہی

اخر انه عليه السلام في من احتكر اربعين يوما ثم تصدق به لم تكن صدقته كفارة لاحتكاره وقيل شهر

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہین ہوسکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ

وھذا فی حق العاقبۃ فی الدنیا واما الاثم فھو حاصل وان قلت المدۃ وقس حبس غلۃ ارضہ لا یکون محتکرا بہ
اور یہہ مدت داسطی سنڈار دنیاوی کی ہی اور اگناہ وہ بہرصورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نی اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکھا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطی
خالص حقہ لم یتعلق بہ حق العامۃ لکن لو کان للناس الیہ حاجۃ فلا فضل لہ ان یبیعہ ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہی اس سی حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہووی تو پہر افضل یہہ ہی کہ بیچڈالی اور اگر نہ بیچی
البیع یکون مسیئا لسوء نیتہ وقلۃ شفقتہ علی المسلمین واما ما جلبہ من بلد اخر فھو فیہ اختار وفی الاحتیاط
تو پر اگر تا ہی کیونکہ اوسکی نیت بری اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ دیگر یہ باہر کر اور شہر سی باہر ہی سو اوسمین اختلاف ہی احتیاط اسمین ہی
فی بیعہ بسعر یومہ حتی ینال الثواب الموعود بقولہ علیہ السلام من جلب طعاما فباعہ بسعر یومہ فکانما
کہ اوسہی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جسکا اسی حدیث مین وعدہ ہی جلب لیجاوی اور اوسہی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی اور تولہ
تصدق بہ وفی لفظ اخر فکانما اعتق رقبۃ وقد حکی عن بعض السلف انہ کان بواسط فجھز سفینۃ حنطۃ
اوسنی وہ تمام صدقہ کر دیا اور ایک اور روایت مین ہی گویا اوسنی غلام آزاد کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط مین تہا اوسنی ایک کشتی گیہون کی بصرہ کو روانہ کی
الی البصرۃ وکتب الی وکیلہ بعم ھذا الطعام یوم یدخل البصرۃ ولا تؤخرہ الی غد فوافق سعۃ فی السعر فقال لہ
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اسغلہ کو بصرہ مین پہنچتی ہی بیچدینا اگلی دن تک نرکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہوگیا تاجرون نی
التجار ان اخرتہ جمعۃ ترجی فیہ اضعافہ فاخرہ جمعۃ فرخ امثالہ فکتب الی صاحبہ بذلک فکتب الیہ صاحبہ
کہا اگر جمعہ تک اوسے تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہو جاوی اوسنی جمعہ تک تہام لیا تو خوب فایدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نی گماشتہ کو پہر لکہا
یا ھذا انا کنا قنعنا بربح یسیر مع سلامۃ دیننا وانک قد خالفت فاذا وصل الیک کتابی ھذا فخذ المال کلہ فصدق
ای شخص ہمنی تو تہوڑی نفع پر دین کی سلامتی کی ہمنی اور تونی اوسکی خلاف کیا اسی خط کی پڑہتی ہی وہ سبکا سب بصرہ کی فقرا کو صدقہ دیدینا
بہ علی فقراء البصرۃ لعلی انجو من اثم الاحتکار راسا بارا س وقد علم من ھذا ان الاحتکار لا یخلو عن الکراھۃ
کاشکی مجہکو احتکار کی گناہ ہی نجات ملی برابر برابر اس سی معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سی خالی نہین ہی
وان اتسعت الاطعمۃ وکثرت الاقوات واستغنی الناس عنہا ولم یرغبوا فیہا وذلک لان المحتکر ینتظر عبادی
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو اوسکی نہ پروا ہو اور نہ اوسمین کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئی کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر
الاضرار التی ھی ارتفاع الاسعار وانتظار عبادی لاضرار محظور کانتظار عینہ لکنہ دونہ والحاصل ان التجارۃ فی
نظر ہستی ہی کہ وہ گران ہونا بہا ؤ کا ہی اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر وہ اس سی کمتر ہی حاصل یہہ ہی کہ تجارت
الاطعمۃ والاقوات لطلب الربح مما لا یستحب بل ینبغی طلب الربح فی شیء اخر وفی حکم الاحتکار علی ھذا التفصیل تلقی
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچہی نہین ہی بلکہ منفعت اور شی مین حاصل چاہئی اور احتکار ہی مین داخل ہی اسہی تفصیل پر بڑہ کر
الجلب وھو بفتحتین ما یجلب من بلد الی بلد فاذا قرب الی البلد یکرہ استقبالہ واشتراؤہ ثمہ لتعلق حق
جالینا جلب اور جلب جیم اور لام کی زبر سی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سودہ سے جبہ شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگی بڑہ کر وہان جا خرید نا مکروہ ہی کیونکہ اوس سی
العامۃ بہ والمتلقی بربا بطالہ حقہم وتضییق الامر علیہم وقد نہی النبی علیہ السلام عن تلقی الجلب وقال لا تلقوا
عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور آگی بڑہ کی یعنی والا اوکا حق مارلیتا ہی اور تنگ کیا چاہتا ہی اور پیغمبر نبی علیہ السلام نی تلقی جلب سی منع فرمایا ہی رسد کو آگی بڑہکر
الجلب فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال لا تلقوا السلع حتی یھبط بہا الی السوق وھذا اذا لم یلبس السعر علی الوارد ین
مینے تحریر اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار مین نہ اوتری اور یہہ حکم جسیہ کہ بہاؤ بہرتی والون کو معلوم ہو
واما اذا لبس علیہم السعر واشتری منہم متاعہم باقل من قیمتہ فی تعدد الکراھۃ وبتاکد الحرمۃ لان ھذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اوسنی قیمت کہشکر جا خریدی تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلئی کہ یہہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب فالمفسر بان لا یرضی لاخیہ ما لا یرضی لنفسہ بل ھو من الظلم لان کل ما یتضرر
غش خیانت حرام میں داخل ہی اور نصح واجب کی برخلاف جسکی یہہ تفسیر ہی پسند نکری اپنی بہائی کی واسطے جو اپنی واسطے پسند نکری بلکہ یہہ ظلم ہی اسواسطے کہ جسمین کسی
به المسلم فھو ظلم وانما العدل ان لا یضر احدًا لاخیہ المسلم ولا یحب لہ الا ما یحب لنفسہ لما روی انہ علیہ السلام
مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان نہ دی اور پسند نکری اوسکی حق مین سواء اوسکی کہ پسند کری اپنی واسطی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ قال بعض العلماء من باع شیئا بدرھم فانہ لو کان لا یشتریہ
نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی یہان تنک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بہائی کی جو محبوب اپنی واسطی اپنی بعضی علماء کہتی ہین جس شخصنی کوئی شی ایکسیر پیسہ کو بیچی اور اگر وہ شی اوسکی
الا بنصف درھم فھو یکون ممن ترک النصح المامور بہ ولم یحب لاخیہ ما احب لنفسہ وقد حکی ان یونس بن
ہوتی تو آپ آپڑہ آنی سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور سے تارک ہی اور سی اپنی بہائی کی لئی وہ بات پسند نکی جو اپنی لئی پسند کرتا ہی حکایت کرتی ہین کہ یونس بن
عبید اللہ انہ کان عندہ حلل مختلفۃ الاثمان قیمۃ بعضھا اربعمائۃ وقیمۃ بعضھا مائتان فذھب الی الصلوۃ
عبید اللہ کی پاس چادرین مختلف قیمت کی تہین کوئی چار سو کی تہی اور کوئی دو سو کی پہر یونس اپنی بہتیجی کو بھلا
وترک ابن اخیہ فی الدکان فجاء اعرابی وطلب حلۃ باربعمائۃ فعرض علیہ من حلل المائتین فاستحسنھا واشتراھا
دکان مین بٹہا کر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نی آکر چادر چار سو درہم کی مانگی اوس لڑکی نی دو سو والی اوسکی سامنی کردی اوسنی پسند کرکی چار سو کو خرید کر
منہ باربعمائۃ وذھب فاستقبلہ یونس ورای حملتہ فی یدہ وعرفھا فقال بکم اشتریتھا فقال باربعمائۃ
چلا تو اوسکی سامنی سی یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتھ مین دیکھہ کر پہچان لی پوچھا کتنی کو لی جواب دیا چار سو کو
فقال لا تساوی اکثر من مائتین فارجع حتی تردھا قال ھذہ تساوی بیننا خمسمائۃ درھم وانا ارتضیھا ولا
یونس نی کہا یہہ چادر دو سو سی زیادہ کی نہین ہی چل پہیر دی اوسنی جواب دیا یہہ چادر ہماری مشترکہ پانسو درہم پیسہ کی ہی مجھنی پسند کرکہی ہی مین
ارضاھا فقال لہ یونس انک وان رضیتھا لکن النصح فی الدین خیر من الدنیا بما فیھا فرده الی الدکان ورد علیہ
نہین پیسہ تا پہر یونس نی کہا اگرچہ تجھکو پسند کرکہی ہی لیکن دین کی خیرخواہی دنیا اور ما فیہا کی خیرخواہی سی بہتر ہی دنیا اور ما فیہا کی خیرخواہی سی پہر اوسکو دکان پر پہنچا لایا اور سو درہم پیسہ پیسہ دی
مائۃ درھم ثم توجہ الی ابن اخیہ وقال لہ اما خشیت اللہ تعالی حتی بعت مثل الثمن وترکت النصح
پہر بہتیجی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجھکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تو نی نفع لیا اور مسلمانون کی خیرخواہی ترک کردی
للمسلمین فقال لہ ابن اخیہ واللہ ما اخذھا الا ورضی بھا فقال فھلا رضیت لہ ما ترضی لنفسک وابلغ من
بہتیجی نی جواب دیا خدا کی قسم اوسنی تو خوب پسند کرکہی تہی یونس نی کہا پہر تو نی اوسکو کیون نکیا جو اپنی لئی پسند کرتا ہی اور اوسکی بڑہکر
ذلک ما حکی عن رجل من التابعین انہ کان بالبصرۃ ولہ غلام بالسوس یجھز الیہ السکر فکتب الیہ غلامہ
ایک شخص تابعی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ مین تہا اور اوسکا غلام سوس مین تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نی لکہا
ان قصب السکر قد اصابہ آفۃ فی ھذہ السنۃ فاشتر السکر فانہ یربح کثیرا فاشتری من رجل سکرا کثیرا
کہ اس سال مین ایکیہ ماری گئی ہین شکر خرید لینا اسمین خوب نفع ہو دیگا سو اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی
فلما جاء وقته باعہ وربح فیہ ثلثین الف درھم فانصرف الی بیتہ فتفکر لیلتہ فقال ربحت ثلثین الفا و
پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل مین سوچتا رہا کہ مینی تیس ہزار درہم نفع لیا اور
ترکت نصح رجل من المسلمین فلما اصبح غدا الیہ فدفع الیہ ثلثین الفا فقال بارک اللہ لک فیھا فقال و
خیرخواہی ایکیہ مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دی دئی اور کہا تیری لئی خدا اسمین برکت دی اوسنی کہا
من این صارت ھذہ لی فقال انی کتمتک حقیقۃ الحال وکان السکر قد غلا فی ذلک الوقت فقال رحمک
یہہ درہم میری کیونکر ہوگئی جواب دیا مینی تجھسی اصل حال چہپایا تہا شکر اوسوقت مہنگی ہوگئی تہی اوسنی کہا خدا تجھپر رحم کری

قد اعلمتنی الان وقد طیبت نفسک فرجع الی بیتہ فتفکر وقال ما نصحتہ لعلہ استحیی منہ فترکہا الی فکر آلیہ
بجکو جواب جتادیا مسیحی تجھی کو حلال کئی وہ پھر اپنی گھر چلا آیا پھر سوچہ کر کہا یہہ غیر خواہی ہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجھکو دی ہوں پھر صبحدم اوسکی پاس
فقال عفاک اللہ خذ مالک فہو اطیب لقلبی فاخذ منہ ثلثین الفا وکم من ہذا ان لیس لاحد ان
جاکر کہا خدا تجھکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پھر اوسنی تیس ہزار روپہ لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یوں نچاہیئی
ینتہض الفرصۃ ویخفی من المبایع غلاء السعر ومن المشتری انحطاطہ فان من یفعل ذلک یکون ظالما
کہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر بایع سی گرانی چھپاوی اور خریدار سی ارزانی چھپالیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن
غاشا تارکا للنصح الواجب فان المعاملۃ قد تجری علی وجہ یفتی المفتی بصحتہا وانعقادہا لکنہا تشتمل علی ظلم
اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طورسی بہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادیوی پر اوسمیں ایسا ظلم ہوجاتا ہی
یتعرض بہ العامل لسخط اللہ تعالی اذ لیس کل نہی مقتضیا لفساد العقد کالبیع عند الاذان الاول للجمعۃ فانہ
کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الٰہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر ہر نہی نو عقد کو فاسد نہیں کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوئی یہہ بیع
وان کان جائزا لکنہ مکروہ لان فیہ اخلالا بواجب السعی ہذا اذا قعدا او وقفا فاما اذا قرفال اللہ تعالی اذا
اگرچہ جایز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمیں سعی واجب میں دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت میں کہ بایع اور مشتری بیٹھہ جاویں یا کھڑی رہکر بیع کریں کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع وامّا اذا تبایعا حال مشیہما فلا کراہۃ فیہ
جب اذان ہوتا ہی جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا ہاں اگر وہ دونو جلتی چلتی بیع کریں تو اسمیں کچھہ کراہت نہیں ہی
وکذا یکرہ البخش وہو ان یزید فی الثمن من لا یرید الشراء بعد ما بلغت السلعۃ قیمتہا لیرغب غیرہ فیہا وانما
اور ایسی ہی بخش مکروہ ہوتا ہی بخش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اوسمیں رغبت پیدا ہو
کرہ ذلک لانہ تغریر للمسلم وظلم لہ مع انہ علیہ السلام نہی عن البخش وقال لا تناجشوا ہذا اذا بلغ السلعۃ
اور مکروہ اسلئی ہی کہ اسمیں ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی بخش سی منع فرمایا ہی کہ بخش مت کرو یہہ اس صورت میں کہ مبیع
قیمتہا وامّا اذا لم تبلغ قیمتہا وزاد فی الثمن من لا یرید الشراء الی ان تبلغ السلعۃ تمام قیمتہا لا یکرہ وکذا یکرہ
اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہیں آئی اور کسیسی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہیں ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی
السوم علی سوم غیرہ بعد رضائہما بثمن لقولہ علیہ السلام لا یسوم الرجل علی سوم اخیہ وہو ہی بصیغۃ
ثمن بڑہانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہوں اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور
النفی فیکون البلغ وامّا اذا لم یرکن احدہما الی الآخر فلا باس للغیر ان یساومہ ویشتریہ لانہ بیع من یزید ولا
لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمیں بڑا مبالغہ ہی ہاں اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہیں ہی تو غیر کو کچھہ مضایقہ نہیں ہی کہ قیمت بڑہا کر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی
کراہۃ فیہ لورود الاثر فیہ وہو ما روی عن انس انہ علیہ السلام باع قدحا وحلسا بیع من یزید وکذا یکرہ
اسمیں کچھہ کراہت نہیں ہی کیونکہ اسمیں آثار آئی ہیں ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی
بیع الحاضر للبادی لقولہ علیہ السلام لا یبیع الحاضر للبادی وہذا اذا کان اہل البلد فی قحط وہو یبیع من
بیع شہر والی کی صحرا نشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی مشہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع کو ان چیز کی لاچاری
اہل البلد وطمعا للثمن الغالی لما فیہ من الاضرار بہم وامّا اذا لم یکن کذلک فلا باس بہ لانعدام الضرر وقیل
صحرا نشین لوگوں کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمیں شہر والوں کو ضرر ہوتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط ہو تو کچھہ مضایقہ نہیں کیونکہ کوئی ضرر نہیں ہی اور بعضی
صورتہا ان یجیء البادی بسلعۃ الی مصر فیقول لہ الحاضر دعہ سلعتک عندی لابیعہا لک بثمن غال ویحبسہ
کہتی ہیں اسکی صورت یوں ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر میں سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا میں گران قیمت سی بیچ رکہوں گا پھر اپنی پاس لیگو

عنده الى ان يغالى في الثمن وهذا مكروه في ايام العسرة ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الحنفية كما ينعقد بالقول
اتنی دنوں رکھہ چھوڑی کہ مہنگا ہوجاوی اور ایسا معاملہ تنگی کے دنوں مین مکروہ ہی پر سمجھنی کی بات ہی کہ بیع حنفیون کی نزدیک جیسی لفظونسے بولنی سے ہوجاتی ہی
ركنه الايجاب والقبول كذلك ينعقد بالفعل وركنه التعاطي فلا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند
اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہاتہ کی حرکت سی پوری ہوجاتی ہی اور اسکا رکن لینا دینا ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع کا حوالہ کرنا
البعض وعند البعض يكفي الاعطاء من احد الجانبين اذا بين الثمن او كان معلوما كما لو قال رجل لمن يبيع الخضة
ضرور ہی اور بعضون کی نزدیک صرف ایک طرف سی حوالہ کردینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہوچکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہون بیچنے والی سی یا پوچھی
كيف تبيع الخضة فقال قفيز بدرهم فقال كلني خمسة اقفزة وكال فذهب بها فهذا بيع وعليه خمسة دراهم
ترکیب کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لیگیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی ذمہ پر
وكذا لو قال البايع للمشتري بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتري ولم يقل شيئا ينعقد البيع وعليه درهم
اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیری ہاتہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کرلی اور کچہہ نہ بولی تو یہہ بیع ہی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم
وكذا لو اشترى وقر امن الحطب بثمانية ثم قال اثت بوقر اخر والقه ههنا ففعل يكون ذلك بيعا وليطلب
اور ایسی ہی اگر ایک گٹہہ لکڑی کا آٹہہ پیسے کو مول لیا پہر کہا ایک گٹہہ اور لاکر یہان ڈالدی اور اوسنی لاڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹہہ پیسے
الثمانية وكذا لو كان لرجل على اخر الف درهم وقال المديون للدائنه اعطيك لدينك دنانير ولم يقع بينهما بيع
مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہون اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی تین تیری قرضہ کی بابت اشرفیان لاسی دیتا
بل فارقه ثم اتى بالدنانير ودفعها اليه يكون في تلك الساعة بيعا بالتعاطي واما لو اشترى رجل من اخر وساومه
بلکہ وہ چلاگیا پہر اشرفیان لاکر اوسکی حوالہ کردین تو اب اسوقت تعاطی سی بیع پوری ہوجاوی گی اور اگر ایک شخص دوسری سی بیکنی اور فروش
وطاف ولم يقع بعد ولم يضربا اجلا حتى لو صبر سلما فلا يكون ولو نسخ الوساوس والطاف وسلمها اليه لا يصير
خریدی اور وہ ابہی ہوئی ابہی تیار نہون اور مدت بہی نہ ٹہہراوین تاکہ بیع سلم ہی ہوجاوی تو یہہ بیع جائز نہین ہی اور اگر بیکنی اور فروش تیار کرکر اور سوچہہ اگر کرسی تو بہی بیع
ايضا لان التعاطي انما يكون بيعا اذا لم يكن مبنيا على بيع فاسد او باطل واما اذا كان مبنيا عليه فلا فعلى هذا
جائز نہین ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہو تو بیع ہوگی تو جایز نہین ہوتی اس
ما يفعله اكثر الناس في هذا الزمان من اخذ المراد وامر صاحبه من المأكولات وغيرها من غير عقد صحيح
اس زمانہ مین جو اکثر لوگون کا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سودہ کان دار سی کہانی یعنی کا سامان اور سوار اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین
ولا معاطاة ولا بيان الثمن الى وقت المحاسبة فذلك حرام وكل من يأكل منه او ينتفع به مع العلم به فهو متعمد
اور نہ نرت طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کہاتا ہی یا جانکر جو کہ فائدہ اٹہاتا ہی سو وہ متعمد
لاكل الحرام ولانتفاع به ومرتكب للاثم اذ فيما سوى الخبز واللحم لا بد من بيان الثمن ليكون بيعا بالتعاطي ثم
حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی کی ہوجاوی پہر
ينبغي ان يعلم ان البيع الذي لا يجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لكن لا يفيد الملك
یاد رکہنا چاہیئی کہ بیع جو جایز نہین ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہوجاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فائدہ نہین
بمجرد العقد بل انما يفيد بعد قبض المشتري المبيع باذن البايع صريحا او دلالة فانه اذا قبضه في مجلس العقد
بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کرلی لیں جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کرلی
بحضرة البايع ولم ينهه البايع بملكه ملكا خبيثا وهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك وانتفاع حتى لو
اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہوجاتا ہی اسہی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی کسیکو مالک کرکہکا یا برتنی کا یا کہانی

کان طعاما لا یحل لہ اکلہ ولو کان جاریۃ لا یحل لہ وطیہا بل یجب علی کل واحد من البائع والمشتری فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کھانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہیں ہی بلکہ ہر یک بایع اور مشتری پر واسطے دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم یفسخاہ بل باع المشتری ما قبضہ بالشراء الفاسد بعقد صحیح ینفذ بیعہ لانہ لما ملکہ ملک
واجب ہی اور اگر دونو نی فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کر کر بطور عقد صحیح کی اور کی اہنسہ بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاوی گی اوسکی

تملیکہ لغیرہ بالبیع وغیرہ فلا یتصور بعدہ الفسخ لتعلق حق العبد بہ ووجوب الفسخ سابقا کان لحق الشرع
کہ جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بھی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پیر بعد اوسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوسی حق عبد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ میں فسخ عقد حق واجب

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد یقدم حق العبد لحاجتہ نعم کان لا اولی للمشتری ان ینزہ عن شرائہ
تو واسطے حق شرع کی تنہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہیں تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہیں اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی اس مشتری ثانی کی حق میں بہتر یہہ تہا کہ اوسکی

اذا قیل من غلب علی ظنہ ان اکثر معاملات اہل السوق علی الفساد ینبغی لہ ان ینزہ عن شراء شیء منہم ومع ہذا لو
کیونکہ کہتی ہیں جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فساد سی خالی نہیں ہیں تو اوسکو چاہیئی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پیر بھی اگر اونسی

اشتری منہم شیئا یجل لہ لانقطاع بہ اذ کان العقد لا خیر صحیحا ومما ینبغی ان یتعلم من اشتری متاعا بالف درہم
کوئی شی مول لیلیوے لگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگرچہ یہہ عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہیئی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسدا وقبضہ ثم باعہ وربح فیہ لا یحل لہ الربح بل یجب علیہ ان یتصدق بہ ومن باع متاعا بالف درہم
پیر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہیں ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کر دی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بیعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشتری بہ شیئا وباعہ وربح فیہ یحل لہ الربح ولا یجب علیہ ان یتصدق بہ والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی پیر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدی سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہیں ہی اور فرق

بینہما علی ما ذکر فی الہدایۃ ان المتاع مما یتعین بالتعیین فیتعلق العقد بہ فیتمکن الخبث فی الربح والدراہم والدنانیر
ان دونو صورتوں میں موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ سبب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد سبب میں سی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ میں اثر کرتی ہی

لا تتعینان فی العقود والفسوخ بل یثبت الثمن فی ذمۃ المشتری فلا یتعلق العقد الثانی بعینہا فلا یتمکن
عقود اور فسوخ میں متعین نہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہیں ہوتا

الخبث فی الربح الا ان یستدل الیہا ویتقدر منہا فیتعلق سلامۃ المشتری بہا لو قوعہا ثمنا فیکون ملکا خبیثا واجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ میں اثر نہیں کرتی ہاں اگر اوسکی طرف اشارہ کری پیر اوسی میں سی پھر کسی نو اب ظہر یا اوسی سی متعلق ہو گئی کیونکہ وہ ثمن ٹہرا اب ملکہ دار ہو گی خیرات کرنا

واما الباطل فہو غیر منعقد فلا یفید الملک اصلا وبہذا قیل من غلب علی ظنہ ان اکثر معاملات اہل السوق علی
اور بیع باطل سری سی منعقد نہیں ہوتی سوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہیں دیتی اسہی لئی کہتی ہیں کہ جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں

البطلان لیس لہ ان یشتری منہم شیئا ولا یحل لہ اما اشتراہ منہم واما الموقوف فہو بیع مال الغیر بغیر اذنہ فانہ
تو اوسکو کسی چیز اونسی مول لینی جایز نہیں ہی اور اونسی جو مول لیگا حلال نہیں ہو گا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بی اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہو جاتی

وان کان منعقدا وعفید الملک علی سبیل التوقف علی اجازۃ مالکہ لکن لا یفید تمام الملک لتعلق حق الغیر بہ
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز کر لی لیکن اجازت بیچکے پوری نہیں ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمیں باقی ہی

وجمیع المعاملات الجاریۃ فی جمیع المغصوبات والغارات الواقعۃ فی ہذا الزمان من ہذا القبیل وکذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ میں تمام چیزیں اور لوٹ ہوئی اشیا میں جاری ہیں سب اسہی طرح کی ہیں اور آہی

صاحب البزازیۃ فی ایام غارۃ المسلمین لا یشتری من العسکر شیئا لانہ حرام ملک الغیر ثم ینبغی للتاجر ان
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانوں کی غارت گری کی عہد میں لشکر یوں سی کوئی شی مول نہ لیجاوی اسلئی کہ حرام غیر کی ملک ہی پیر تاجر کو لازم یوں ہی

یراعی فی معاملته العدل ویجتنب الظلم والمراد بالظلم ان یتصرف به الغیر فکلما یتضرر الغیر فهو ظلم وانما
کہ اپنی معاملہ میں عدل کا لحاظ رکھے اور ظلم سے بچے اور ظلم سے مراد یہ ہی ہے کہ جسمیں غیر کا نقصان ہووے سو جسمیں غیر کا نقصان ہو تا ہو یہ ظلم ہی

العدل ان لا یتضرر منه احد بشیء ما ولا یتصور ذلک الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا یجوز فی
عدل وہ ہی ہے کہ جسمیں کسیکا کچھ نقصان نہووے اور یہ امر خیال میں نہیں آتا جبتک کئی باتوں سے احتراز نکرے ایک یہ کہ مقدار میں تفاوت

المقدار وذلک بتعدیل المکیال والمیزان والاحتیاط لانه تعالی قال ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا
نکرے اور یہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط کہنی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کمٹنے والوں کی وہ کہ جب ناپ لیں

علی الناس یستوفون واذا کالوهم او وزنوهم یخسرون ولا یخو من هذا الامن یزید اذا اعطی وینقص اذا
لوگوں سے پورا بھر لیں اور جب ناپ دیں اونکو یا تول کر دیں تو کمٹ کر دیں اور اس سے وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچھ زیادہ دیوی اور لیتی ہوی کچھ کم لیوی

اخذ لان العدل الحقیقی قلما یتصور فان من یستقصی فی اخذ حقه بکماله یوشک ان یبتدء ولذلک
اسلئے کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر زیادتی کر بیٹھی اور اسہی واسطے

کان مرسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اشتری شیئا یقول للوزان زن وارجح وکان بعض السلف یقول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تھی

لانشتری الویل بحبة وکان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطی زاد حبة ویقول ویل لمن یبیع بحبة جنة عرضها
کہ ہم ایکدانہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتی اور اگر کچھ مول لیتی تو کچھ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچھ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پھیلاؤ

السموت والارض والثانی ما یجب الاحتراز عنها ان لا یمدح السلعة فانه ان وصفها بما لیس فیها فان له
آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جسسے احتراز چاہئی یہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمیں نہیں ہی پھر خریدار نے اسکا قول اگر

یقبل قوله فهو کذب محض وان قبل فهو مع کونه کذبا تلبیس وظلم وان وصفها بما فیها فان علم به المشتری
نہ مانا تو یہہ صرف جھوٹ ہی جھوٹ ہی اور اگر مان لیا تو جھوٹ کا جھوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پھر اگر خریدار بھی جانتا ہی

فهو هذیان وتکلم بما لا یعنیه فیحاسب علیه لان کل کلمة تصدر عن الانسان فانه یحاسب علیها القول تعم
تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر بھی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان سے جو کلمہ نکلتا ہی اوسکی بر حساب ہووینگا بدلیل اس آیت کی

ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید وان لم یعرف المشتری ما فیها فالمبدء کر فلا باس بذکر القدر الموجود فیها من
نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکھتا تیار اور اگر خریدار نہیں جانتا جبتک بیان نکرو تو پھر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کر نہیں

غیر مبالغة واطناب ولا یحلف البتة لانه ان کان کذبا یکون یمینه غموسا وهو من الکبائر التی تدمر الدیار
بدون مبالغہ اور تطویل کی کچھ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کہاوی اسلئے کہ اگر جھوٹی ہی تو یمین غموس ہو گی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجاڑ دیتی ہی

بلا قمة وان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالی عرضة لایمانه وأساء فیه لان الدنیا احتقر من ان یقصد
اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور اسمیں برنکیا اسلئے کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترویجها بذکر اسم الله تعالی من غیر ضرورة حتی قال الفقهاء یکره للتاجر ان یذکر اسم الله تعالی او یصلی علی النبی صلی
اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہانتک کہ فقہا کہتی ہیں تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله علیه وسلم عند فتح متاعه علی قصد ترویجه بان یقول اللهم صل علی محمد ما اجود هذا والثالث هما
پڑھکر کہی اللھم صل علی محمد کیا مال ہی اور تیسرا امر جسسی احتراز کرنا چاہئی

یجب الاحتراز عنها ان یکتم شیئا من عیوب السلعة بل یجب علیه ان یظهر جمیع عیوبها خفیها وجلیها لانه
یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چھپا رکھی بلکہ بیع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفی شیئا منہا یکون غاشا تارکا للنصح الواجب فمن اظہر الحسن وجمی الثوب او عرضہ فی الموضع المظلم
اگر کچھ عیب چھپا رکھی گا تو خیانت پیشہ ناصح واجب کا تارک ہوگی پھر جس نی ہتان کا اچھا پل دیکھا دیا یا اندھیری کی اندر سامنی کیا

او عرض احسن فردی الخف او النعل او نحوہما یکون غاشا والغش حرام فی البیع والصنایع جمیعا فلا ینبغی للصانع
یا مزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھا دی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوپ اور کاریگریوں مین خیانت کرنی حرام ہی سو گاہگ اور کاریگر کو لایق نہیں ہی

ان یتہاون بعمله علی وجه لو عامله به غیره لا یرتضیه بل ینبغی له ان یحسن الصنعة ویحکمها ثم یبین عیبها
کہ اپنی کارین ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یون چاہیئی کہ کار خوب صورت اور مضبوط بنایا کری پہر اوسکا عیب بیان کردی

ان وقع فیها عیب فان قیل اذا وجب علی التاجر ان یذکر عیوب متاعه لا یتم له المعاملة فما الطریق فیها فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب دار ہو گیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبھی پورا نہ ہوویگا پہر اسکا گوزارہ ہی تو سمجھلی

التاجر اذا شرط علی نفسه ان لا یشتری للبیع الا الجید وقنع بربح یسیر یبارك له فیه ولا یحتاج الی تلبیس فمن
کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کی لئی سوا مال جید کی کبھی نہ لونگا اور تہوڑیسی نفع پر قناعت کری تو اوسمین برکت ہوویگی دغابازی کی کچھہ حاجت نہین ہی

تعود هذا لا یشتری معیبا فان وقع فی یده نادرا یبدی عیبه ویقنع بقیمته وانما یتعذر هذا علی التجار لانهم
پہر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہین لیتا پہر اگر اتفاقا اوسکی ہاتہہ آبہی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجارون پر اسکی

لا یقنعون بربح یسیر بل یطلبون ربحا کثیرا ولا یحصل ذلك الا بتلبیس والتلبیس حرام فلا یحل للبایع ولا للمشتری
دشوار ہوتا ہی کہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی خاردہ کی طالب ہوتی ہین اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہین ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جایز نہین ہی نہ

ان یلبس احدهما الآخر لان من یفعل هذا یکون ظالما تارکا للنصح علی المسلمین وقد روی انه علیه السلام قال
کہ ایک دوسرے سے فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی اوسنی مسلمانون کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

البیعان اذا صدقا ونصحا بورك لهما فی بیعهما واذا کذبا وکتما نزعت برکة بیعهما ومن لم یعرف الزیادة والنقصان
بایع اور مشتری دونو اگر سچ بولین اور خیرخواہی کرین تو اونکی لئی بیع مین برکت ہوویگی اور اگر جہوٹ بولین اور عیب چھپالین تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص تہوٹی

الا بالمکیال والمیزان لا یصدق هذا الحدیث ولا یعرف ان الدراهم الواحد قد یبارك فیه ویکون سببا لسعادة
بدون پیمانہ اور ترازو کی نہین جانتا تو اسی حدیث کی تصدیق نہین کرتا اور وہ یہہ نہین جانتا کہ ایک درہم مین کبھی ایسی برکت ہوتی ہی جسسے سعادت دین اور دنیا کی حاصل ہوجاوے

الدین والدنیا بان یصرفه فیما یجب علیه من امر دینه او دنیاه وان الا لاف المائة قد ینزع عنها البرکة وتکون
سو وہ یہ کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی مین صرف کری اور بیشک ہزارون جمع کی ہوئی مین سی کبھی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو

سببا لهلاکه فی الدنیا والآخرة اما فی الدنیا فکما یشاهد فی هذا الزمان من تسلط الظلمة علیه واخذ ماله بانواع
دین اور دنیا مین لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ مین دیکہتی ہین کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دی کر

العقوبات واما فی الآخرة فبان یصرفها فی المحرمات والممنکرات لا سیما فی الرشوة التی یکون بها کل واحد من الراشی
نہین لیتی ہین اور ہا آخرت مین سو اس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات مین خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت مین جسکی باعث سی ہر ایک رشوت دینی والا

والمرتشی والساعی بینهما ملعونا بلعن رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن اراد ان یتیسر علیه النصر للمسلمین فلا یدرك
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی

من امرین احدهما ان یعلم ویعتقد ان تلبیسه لا یزید فی رزقه بل یمحقه ویذهب برکته فان ما یجمعه من
میسر ہووی تو اوسکو دو باتین لازم ہین ایک تو یہہ سمجہی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہین بڑہتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا

متفرقات التلبیسات قد یهلکه الله تعالی دفعة واحدة اما بالاحتراق او بالاحراق او یاخذ اللصوص او الظلمة
طرح طرح کی فریب سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اللہ تعالی ایک ہی سی تلف کردیتا ہی یا ڈبوکر یا جلاکر یا چور چرا لیجاتے ہین یا ظالم

الکفرة وکالثانی ان یعلم ویعتقد ان مرجع الآخرة خیر من مرجع الدنیا وان فوائد اموال الدنیا تنقضی بالانقضاء
اور کافر لوگ جن میں پہلی جن اور دوسری قسم کے لوگ ہیں اور یقین کرنی کہ آخرت کا ٹھکانہ دنیا کی فائدہ سے بہتر ہی اور بیشک دنیا کی فائدی ہر چیز ہی جب نقصان ہو لیتی ہی
الصرف تبقی مظالمها واوزارها فکیف یرضی العاقل ان یستبدل الذی هو دنی بالذی هو خیر والخیر کله فی
اور اسکا بال اور وبال جمع ہو کر رہتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سے بدلی لیوی اور خرابی سلسلہ

بسم الله الدین یسر تالله سلامة الدین المجلس الحادی والسبعون فی بیان ای تاجر یحشر
دین کی سلامتی ہیں ہی الہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہترویں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھیگا

یوم القیمة فاجرا وای صادقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التجار یحشرون یوم القیمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھینگی

الا من اتقی وبر وصدق هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبید بن رفاعة ولا اصل فی الفجور المیل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل میں فجور مل جانا

عن القصد ومنه یقال للکاذب فاجر وعلی هذا المعنی سمی التجار فی الحدیث فجارا اذ من عادتهم فی تجارتهم
راستی اور میانہ روی سی اسی جگہ سی جھوٹی کو فاجر کہتی ہیں اور اسی اعتبار سی سوداگرون کو حدیث شریف میں فجار نام کیا کیونکہ تجارت میں

غالبا التدلیس واتهالك علی ترویج السلع بما تبتسرهم من الایمان الکاذبة ونحوها وهذا حکم علیهم فی الحدیث
عیب کا چھپا لینا اور اسباب کی رواج دینی پر کہپڑ ہنا اکثر اوکی عادت ہوتی ہی جسطرح سوکی جھوٹی قسمون سی یا مانند اوکی اسی لئی حدیث میں اونکی حق میں حکم ہوا

بانهم یحشرون یوم القیامة فی زمرة الکذابین الذین کثر منهم الکذب الا من اتقی الکذب وبر فی یمینه وصدق
کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جھوٹون میں داخل ہون گی جنکا جھوٹ کثرت سی ہی مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم میں پاک اور بات میں سچا ہو

فی حدیثه فانه لا یحشر معهم بل یحشر مع الابرار کما روی عن ابی سعید انه قال التاجر الصدوق الامین یحشر
اسواسطے تاجر جھوٹون میں داخل نہیں ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتہہ اوٹھیگا چنانچہ ابوسعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر

مع النبیین والصدیقین والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر فی معاملته ان یستعمل الصدق والامانة
نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں صداقت اور امانت سی کیا کری

ویجتنب الکذب والخیانة حتی یحشر مع الابرار ولا یحشر مع الفجار بل الواجب علیه ان یراعی فی تجارته
اور جھوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار میں داخل ہووی اور فجار میں شامل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت میں عدل اور انصاف کا

العدل والانصاف ویجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی سی بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر بہتک جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتاوی

لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به المعامل لسخط الله تعالی اذ لیس کل ما هو مقتضی لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمین ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی وہ شخص شامل غضب الہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر بہنی سی عقد فاسد نہیں ہو جاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمین

یتضرر به الغیر فکل ما یتضرر به الغیر فهو ظلم ونعنی بالعدل ان لا یتضرر منه احد بشیء ولا یتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہو جاوی سو جس عمل مین غیر کا نقصان ہوتا ہووہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی کہ جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہووی اور عدل جبہی ہوسکتا ہی کہ جہد بالتونسی

عن عدة اصول الاول ترویج الزیوف من النقود فانه ظلم عام یتضرر به الناس کلهم من یروج شیئا منها الی غیره
احتراز کری اول کہوٹی نقودکی برتاوی بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمین سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا

فذلك الغیر ان لم یعرف انه زیف فهو یتضرر به وان عرف انه زیف فهو یروجه الی غیره وغیره الی غیره وهکذا
پہر اوسنی اگر نہ پرکہا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پرکہا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور سلسلہ جاری

لا یزال یتردد فی ایدی الناس ویعم ضررہ ویشیع فسادہ ویکون وبال الکل من حین ترویجہ الی وقت انقراضہ فہا

لوگوں کی انہوں میں پہر تا رہیگا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پھیلتا جاویگا اور سبکا وبال جب سی اسنی دیا ہتا اوسکی مٹی تکا تک اسکی سر پہ چڑیگا

الیہ بمقتضی قولہ علیہ السلام من سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرہا ومن عمل بہا الا

بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پہر اوسپر اوروں نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو اوسپر عمل کریگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ینقص من اوزارہم شیء ولہذا قال بعض السلف انفاق درہم واحد من الزیوف اشد من سرقۃ مائۃ درہم

اوسکی گناہ ہی کچہہ کم نہ کریگی اسسے ہی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا جو کہی سو درہم کی چوریسی بہ تر ہی

من الجیاد لان سرقۃ المائۃ معصیۃ واحدۃ منقضیۃ وامّا انفاق زیف فہو معصیۃ مستمرۃ یعمل بہا مادام

اسسے کہ چورانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آئی جاتا ہی جبتک وہ کہوٹا

ذلک الزیف یدور فی ایدی الناس فیکون علیہ فی حیاتہ وبعد مماتہ اثم ما فسد ونقص من اموال الناس بسببہ

روپیہ لوگوں کی ہاتہہ مین پہر تا رہتا ہی سو اوسکی زندگی پہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہی گا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہووے گا

الی اخر فناء ذلک الزیف وانقراضہ فطوبی لمن یموت ویموت معہ ذنوبہ وویل لمن یموت ویبقی بعدہ ذنوبہ

جبتک وہ کہوٹا روپیہ لشکر فنا ہو جاوی سو مژدہ ہی اوکو جو مرجاوی اور اوسکی تمام گناہ ہو چکین اور افسوس ہی اوکی لئی جو مر جاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قیل انفاق الدرہم الردی علی من یعلمہ اکبر ذنبا من انفاقہ علی من لا یعلمہ لان الاول متعمد والثانی

اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کہ دیدینا بڑا گناہ ہی بہ نسبت اوسکی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطا طرہی لیکن خطا یعنی آن جان بہی گناہ بڑا لگی ہی متین

مخطی لکن الخطاء فی حق العباد غیر موضوع فعلی ہذا یجب علی التاجر ان یتعلم احوال النقود لیمیز الزیف من غیرہ

معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تا جر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا بہان لیا کری

لا یستنقص نفسہ بل لئلا یسلمہ الی غیرہ بعدم علمہ فیکون اثما بالتقصیر فی تعلم ما یلزمہ فی معاملتہ اذ لکل

اس نیت سی نہین کہ اپنا حق بودیا کیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان اپنی غیر کو زیادتی پہنچا کر گنہگار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہم

عمل علم یجب تحصیلہ لمن یباشرہ کیلا یقع فی الاثم وہذا کان السلف یتعلمون احوال النقود نظرا لدینہم لا لدنیاہم

کاروبار کی لئی علم حاصل ہوتا ہی کہ اوس کام کو ائی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسہی واسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فان من یقع فی یدہ شیء من الزیوف ینبغی لہ ان یجتہد فی اعدامہ وافنائہ ومحو اثرہ ولا یسعی فی ترویجہ لانہ

اہستگوئی کہوٹا روپیہ پیسا آجاوی تو اوسکا لائق ہی کہ اوسکی کہوٹی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اوسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجہ الی من لا یعرفہ یکون اثما ایصالہ الیہ الضرر وان روجہ الی من یعرفہ یکون اثما ایضا لان من

اگر انجان کو دیدیا تو اسسی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تونہی گنہگار ہوگا اسسی

یاخذہ لا یاخذہ غالبا الا لیروجہ الی غیرہ اذ لو لم یکن قصدہ ذلک لکان لا یرغب فی اخذہ اصلا فیکون

کہ لینی والا اکثر اسہی لئی لیتا ہی کہ اوروں کو بیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو اب اسنی

تسلیمہ الیہ تسلیطا لہ علی الفساد واعانۃ لہ علی الشر ومشارکۃ معہ فی الاثم وامّا من یاخذہ لیکون من الذین

کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور ہر وہ شخص جو اسسو اسطی لیتا ہی کہ اوس زمرہ مین

دعا لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ رحم اللہ امرأ سہل البیع سہل الشراء سہل القضاء سہل الاقتضاء

داخل ہووی جنکی حقین یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا خیر فرمائی ہی اسی نیت مین رحم کری انسانی سی بیچی آسانی سی اداکری آسانی

لہ ان یاخذہ علی قصد اعدامہ وافنائہ ومحو اثرہ لا علی قصد ترویجہ فی معاملتہ اذ لو کان قصدہ ذلک

اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو کہوٹی اور فنا کردی اور نشان مٹادی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

یکون داخلا فی شر وجه الشیطان الیه فی معرض الخیر والمراد بالزیف من الدراهم والدنانیر ما لیس فیه فضة
تو وہ اوس برائی مین داخل ہی جسکو شیطان نی خوب صورت بناکر دکہا یا ہی اور کہوٹی درہم اور دینار سی وہ مراد ہی جسمین نہ کچھ چاندی ہو
ولا ذهب اصلا بل هو مموه وأما ما فيه فضة وذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدراهم
اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا تہا تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی
الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقود لا تخلو عن قليل غش
تو وہ چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیادہ ہووی تو وہ سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچھہ نہ کچھہ ملونی نہ ہو
إما خلقة كما في الردي من الفضة او الذهب او عادة بسبب انها تنفق وتروج بدون الغش وانما
یا اصلی ہوتی ہی جیسی ردی چاندی اور کم درکا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین اور بدون ملونی کی کھرا نہین جانتا
تنطبع بخلاط الغش بها فعلى هذا يعتبر الغالب لان المغلوب في مقابلة الغالب كالمعدوم فاذا كان الغالب
کیونکہ جب ہی جانتا ہی کہ اوسمین کہانکا ملی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کچھہ ہستی نہین ہوتی پس تو اگر درہم مین چاندی
على الدراهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهي في حكم الفضة والذهب وان كان الغالب عليهما الغش فان كانا
غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وہ دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر دونو کی اندر میل بہتی ہو تو پہر اگر اوسکا
نقد البلد فاذا دام مروجها بانها فهما اثنين لا يتعلق العقد بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجها
چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہی گا تب تک وہ ثمن یعنی نقد مین عقد اونکی تعین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی درہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وہ چلن یا اور
فهما سواء ان يتعلق العقد بعينهما ان علم المتعاقدان حالهما او علم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالهما وان لم يعلما
تو پہر وہ رخت اور چیز لست مین داخل ہین عقد مین متعین ہو جائینگی اگر دونو کا حال یا بیع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتے ہون کہ ہر ایک کو ان درہم دنانیر کا
او لم يعلم احدهما او علما لكن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالرائج
دونون کو معلوم نہین یا ایک کو معلوم ہین یا دونو کو یہہ خبر نہین کہ وہ دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی درہم و دنانیر کی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازاری
في البلد وان لم يرتفع رواجها بالكلية بل كانتا بحيث يقبلها البعض دون البعض فهما كالزيوف لا يتعلق العقد
علاقہ رکہتا ہی اور اگر دونو کا رواج چلن سے سر نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وہ درہم و دنانیر کہوٹون مین داخل ہین عقد کا تعلق
بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما من الزيوف ان كان البايع يعلم حالهما لثبوت الرضى منه بجنس الزيوف وان كان
نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی کہوٹی درہم اور دنانیر دینی ہونگی اگر بایع کو اونکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہو چکا ہی اور اگر
البايع لا يعلم حالهما لا يتعلق العقد لا بجنسهما من الجياد لعدم ثبوت الرضى منه بجنس الزيوف والثاني مما
بایع کو اونکی حال سی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی
يجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من يصفها بما ليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذب وان قبل قوله فهو
احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی بیشک جو شخص کسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وہ مان بہی نہین لیتا تو وہ صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا
معصية كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه وبجانب
کہا مان لیا تو وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو سفت کی بک بک اور بیفائدہ کلام ہی اسپر محاسبہ
عليه ۱۱ مما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب
کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راہ دیکہتا
عتيد وان كان المشتري لا يعلم عافيها فاذا باس بذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافراط ويكون
تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو وہ کا مضائقہ نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین واقعی ہی بی مبالغہ کی کم و کاست کہدی اس نسبت سی

قصده منه ان یعرفه اخوه المسلم ویرغب فیه ویحصل مقصوده ولا یحلف البتة لانه ان کان کاذبا یکون
کہ اپنی بھائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہوجاوی اور قسم ہرگز نہ کہاوی کیونکہ اگر جھوٹی ہی
یمینه غموسا وهی من الکبائر التی تذر الدیار بلاقع وان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالی عرضة لایمانه
تو یہ یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ مکانوں کو ویران کر دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا
واساء فیه لان الدنیا اخس من ان یقصد ترویجها بذکر اسم الله تعالی من غیر ضرورة حتی قال الفقهاء اکره
اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی کہ بیضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجیوی
للتاجر ان یذکر الله تعالی او یصلی علی النبی علیه السلام عند فتح متاعه علی قصد ترویجه بان یقول اللهم
یہان تک کہ فقہا کہتی ہیں تاجر کو
مکروہ ہی کہ اسباب کھولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہاکری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللہم
صل علی محمد ما اجود هذا والثالث مما یجب الاحتراز عنه کتم عیوب السلعة فان من یکتم شیئا منها یکون
صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چھپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چھپاتا ہی تو وہ
ظالما تارکا للنصح الواجب مرتکبا للغش الحرام فالواجب علیه ان یظهر جمیع عیوبها خفیها وجلیها وهذا امر
ظالم اور خیرخواہی کا تارک ہوا کیونکہ واجب تھا اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کردیا کری اور یہ بات
یشق علی اکثر الخلق فمن لا یقدر علیه فلیترک التجارة اولیوطن نفسه علی عذاب النار والرابع مما یجب الاحتراز
اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی پھر جس سی یہہ بات نہوسکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ میں جانا بنا وی اور چوتھا امر جس سی احتراز کرنا
عنه الخیانة فان من یخون لا یخلو اما ان یکون خیانته فی المقدار او فی السعر او فی المرابحة والتولیة فاما
واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اوس خالی نہیں کہ یا تو مقدار میں خیانت کرتا ہی یا بھاؤ میں یا نفع لینی میں یا ادا کی اور لینی میں پھر
من یکون خیانته فی المقدار فهو یدخل تحت قوله تعالی وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ
جو شخص مقدار میں خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی خرابی ہی کہنیوالوں کی وہ کہ جب ماپ لیں لوگوں کی کسی پورا بھر لیں
وَاِذَا کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ولا یخوم هذا الا من یزید اذا اعطی وینقص اذا اخذ لان العدل الحقیقی
اور جب دیں اونکو یا تول دیں تو کہٹا کر دیں اور اس وباں سی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی میں کچھ زیادہ دیدی اور لینی میں کچھ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو
فلما ینصور فان من یستقصی فی اخذ حقه بکماله یوشک ان یتجاوزه ولذلک کان النبی علیه السلام اذا
بہت مشکل خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا عجب ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب
اشتری شیئا یقول للذی یزن الثمن زن وارجح وکان بعض السلف یقول لا تشتری الویل بحبة وکان اذا اخذ
کوئی شی مول لیتی تو تول دینی والی سی فرمادیتی کہ تول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہیں خریدتی اور اوسکا یہہ حال تہا
نقص حبة واذا اعطی زاد حبة وکان یقول ویل لمن یبیع بجنة جنة عرضها السموت والارض واما من یکون
کہ جب لیتی تو کچھ کم لیتی اور جب دیتی تو کچھ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچ ڈالی جسکا پہلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص
خیانته فی السعر فهو من الظالمین التارکین للنصح الواجب اذ لیس لاحد ان یلبس علی البایع والمشتری سعر الوقت
بہاؤ میں خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہیں ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا رلا دیوی
ویتهض الفرصة ویخفی من البایع غلاء السعر ومن المشتری انحطاطه فان من یفعل ذلک یکون من الذین لا یحبون
اور فرصت کو غنیمت سمجھی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں میں داخل ہی انہیں پسند نہیں کرتا
احدهم لاخیه المسلم ما یحب لنفسه وقد روی انه علیه السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
اپنی بھائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور یہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جبتک نہ پسند کری اپنی بھائی کی

لنفسه وأما من یکون خیانته فی المرابحة والتولیة فلابد له من معرفتهما حتی یمکنه الاحتراز عنهما

حق ہیں کی دام اپنی حق ہیں پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر بیچتا ہی اور دام کی دام اپنی حق ہیں خیانت کرتا ہی تو اسکو بھی ان دونوں کا سمجھنا چاہیئی تاکہ اوس سی بچ سکی

أما المرابحة فهی بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه بزیادة ربحه وأما التولیة فهو بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه

مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اوسمیں کچھ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زیادة ربح وکل منهما انما یصح اذا کان رأس المال مثلیا لان مبناهما علی الامانة والاحتراز

بدون نفع کی یعنی دام کی دام اور یہہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہین کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونوں کی بنیاد امانت اور خیانت سی

عن الخیانة وشبهتها فان الغبی الذی لا یهتدی فی التجارة یعتمد علی الفعل المذکر الذی یهتدی فیها و

اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک بیوقوف جو تجارت کی ذہنمائی نہین جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کی ہی جو تجارت کا مشاق ہو اور

یطیب نفسه بمثل ما اشتراه بزیادة ربح فی المرابحة وبدونها فی التولیة وان لم یکن رأس المال مثلیا

اپنی جی مین خوش ہوتا ہی خرید کی مثل زیادہ نفع لیکر مرابحہ مین اور بدون فائدہ کی تولیہ مین اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو

بل کان قیمیا یکون قوله مجهولا لا یعلم الا بالظن والتخمین فیتمکن فیه شبهة الخیانة فلا یتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہوگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پہر اسمین خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پہر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت

والتولیة الا ان یکون المشتری مرابحة وتولیة ممن ملک ذلک المال بوجه من الوجوه فحینئذ یمکن للبایع ان

نہین ہوتی مگر اوہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی اوسمین سی کہ مالک ہو گیا ہو اسی مال سی یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اوسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری

یبیع منه ما اشتراه بذلک المال وبربح معلوم فی المرابحة وبدونه فی التولیة ومن اشتری متاعا

بیچیا مالک مال کی ہاتہ اوسپر کہ خریدہ ہاتہ مشتری اول کی عوض اوس مال کی مع نفع معلوم کی مع نفع معلوم کی بیع مرابحہ مین یا بدون نفع کی بیع تولیہ مین اور جس شخصی کچھ مال

بالنقود یجوز له ان یضم الی الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغیر ذلک مما یزید فی عین المبیع او

نقدون خریدا تو روا ہی سکو جایز ہی کہ ثمن مین ملا دیوی دھوبی اور رنگ ریز اور بار بردار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا

قیمته کسوق الغنم فانه یزید فی قیمته لکثیر الحمل فی قیمة المتاع لان القیمة تختلف باختلاف المکان ویقوم

قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریان سکا لیجانا اس سی بہی بڑی کی قیمت بڑہتی ہی جیسی بیل کی اوسکی قیمت مال کی بڑہتی ہی اسواسطی کہ سکا بیلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور دونون بیان کی

قام علی کیلا ولا یقول اشتریت بکذا اخبارا عن الکذب وان فعل شیأ من هذه المذکورات بنفسه لا یضمه

کہ جسکو اتنی مین پڑی ہی یہہ نہیں جیسی اتنی کو خریدی ہی تاکہ جہوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکور سابقہ سی بذات خود سے انجام کریا ہو تو اوسکی مزدوری شریک

وکذا لا یضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا کراء بیت الحفظ ولا اجر الطبیب والمعلم والراعی والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور استاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذکورات لا تزید فی المبیع شیأ ومن اشتری ثوبا بعشرین وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثین تقابضا

ان اخراجات سی مبیع مین کچھہ نہین بڑہتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپہہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اوسکو طور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچدیا دونونی اپنی اپنی حال پر

قبضہ کر لیا

ثم اشتریه من مشتریه بعشرین واراد ان یبیعه مرابحة یطرح الربح ویبیعه علی عشرة ویقول قام علی

پہر اسنی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچنی تو اوس کا نفع کم کر کی دس روپیہ پر نفع لی اور یون بیان کری کہ یہہ تہان

بعشرة ولو کان اشتریه بعشرین وباع بار بعین ثم اشتراه بعشرین لا یبیعه مرابحة اصلا لانه قبل شراءه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول وہ یہہ مین بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت مین ہرگز روا نہ ہی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی

ثالثا یحتمل ان یرد علیه بعیب ویسقط الربح الذی ربحه فلما اشتریه ثانیا تأکد ذلک الربح الذی کان

ثانیہ کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اسنی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جبسے اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہو گیا تہا قایم

علی شرف السقوط فیصیر الشراء الثانی شبهة حصول الربح به وللتاکید حکم الایجاب فتفی المسئلة الاولی بصیر
اور ثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنے میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس خرید کی سبب سے نفع ملا اور تاکید کی کئی حکم ایجاب کا ہوتا ہے سو پہلی صورت کا انجام یہ ہے ہی
کانه اشتری ثوبا وعشرة دراهم بعشرین فیتقابل العشرة بالعشرة فیبقی الثوب بعشرة فلا یبیعه مرابحة
گویا اس نے ایک تھان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئے پھر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئے اور تھان دس میں پڑ گیا سو اگر بطور مرابحہ
وتولیة الا علی عشرة وفی المسئلة الثانیة یصیر کانه اشتری ثوبا وعشرین درهما بعشرین فیتقابل العشرون
اور تولیہ کی بیچی تو دس روپیہ ہی پر بیچی اور دوسری صورت کا انجام یوں ہی کہ گویا ایک تھان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئے پھر بیس روپیہ کی برابر ہوئی
بالعشرین فیبقی الثوب مجانا فلا یبیعه مرابحة ولا تولیة احترازا عن شبهة الخیانة لانها تحقیقة فیهما
اور وہ تھان مفت پڑ گیا سو مرابحہ اور تولیہ سے نہ بیچی تاکہ شبہ خیانت کا نہ رہی کیونکہ مرابحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہ ہی
احتیاطا وهذا لو کان لرجل علی آخر عشرة دراهم فصالحه منها علی ثوب لا یبیع ذلک الثوب مرابحة ولا تولیة
تبرعا مذکور عین خیانت کی بناء ہی اسی لئے اگر کسی دوسرے پیسہ پر صلح کرلی اور اس کی ایک تھان پر صلح کرلی تو اس تھان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کے
علی عشرة لان هبنی الصلح علی الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاکید یحصل بغیره ومن اشتری
اس روپیہ پر نہ بیچی اسواسطے کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اس صورت کے کہ تیسرا شخص بیچ میں آجاوے اس لئے کہ اب تقرر غیر سے حاصل ہوا اور جس شخص
اشیاء صفقة واحدة بثمن واحد لیس له ان یبیع بعضها مرابحة علی حصتها من الثمن لان ذلک لا یکون
کئی چیزیں مجموعہ ایک عقد میں ایک ہی ثمن کو لیں تو اس کو جائز نہیں ہی کہ اس میں سے بعض کو بطور مرابحہ کے ثمن میں کا حصہ ثمن کر کے بیچے کیونکہ حصہ ثمن میں سے
الا باعتبار القیمة ونقسیمه لا یخلو عن شبهة الغلط فمن اشتری جاریة سلیمة واعورت بافة سماویة او وطیها
مگر یہ اعتبار قیمت کی نہیں چکا اور تقسیم کرنے میں غلطی کا شبہ باقی رہتا ہی اور اگر کسی ایک لونڈی اپنی بیچی خریدی پھر اوقت سلامتی بیچی فی اختیاری کانی ہوگئی یا اندھی
هی ثیبة ولم ینقصها الوطی یجوز لهان یبیعها مرابحة او تولیة لکن یجب علیه بیان عیبها ولا یجب علیه بیان
ہوگئی یعنی شوہر نے جماع کیا تو بیچنا جائز اور حلال ہوگیا اور تولیہ کی بھی کہ بطور مرابحہ کے بیچے لیکن اسپر اتنا واجب ہی کہ عیب بیان کردی اور یہ واجب نہیں ہی
حدوث العیب عنده فانه یسئل المشتری ولا بیان وطئه اذا لم یکتسب عنده شیئ یقابل الثمن لان الاوصاف
کہ عیب میرے پاس پیدا ہوا ہی جبکہ خریدار سے پوچھے اور صحت کا بیان اس لئے کرنا واجب ہی اس لئے کہ کسی لونڈی ایسی شی نہیں کہ اسی جوش کی مقابلہ ہو کوئی چیز اس کی
لا یقابلها شیئ من الثمن وکذا منافع البضع اذا لم ینقصها الوطی لا یقابلها شیئ من الثمن وما اذا وفقا المشتری
مقابلہ میں ثمن میں سے اور ایسی ہی منافع بضع کی جبکہ وطی سے کچھ نقصان نہ آیا ہو ثمن میں کوئی مقابلہ میں نہیں ہوتا ہاں اگر جوڑ مشتری ہی نے
بها او وقفا هما اجنبی فی احد مشتری ارشها او وطیها البکر فلا یبیعها الا بالبیان لانه حبس بعض المبیع
اس کی کچھ چوٹ کھائی ہو یا اجنبی نے کسی مشتری سے ایسی ہی یا مشتری نے اجنبی سے ایسی ہی تحت کردیا ہو یا مشتری نے باکرہ ہی تو اس کو بدون بیان کے نہ بیچے کیونکہ اس نے مبیع میں سے کچھ کو
الثوب فانه لا یصیر کالسالم له معنی یاخذ به اذا جنی غیره وکذا اذا جنی بنفسه اذا لو لم یکن ملکه لکان
اپنے ہی ہاتھ سے ضائع کیا ہو تو اپنا ہی ہاتھ سے ضائع کرنا اگر اس کی ملک نہ ہوتی تو اسی سے تاوان لیتے سو ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو سو بھی کہ اگر وہ کسی کی ملک نہ ہوتی
مضمونا علیه فصار کسقوط الضمان عنه کما دخل البدل فلا یمکنه بیع الباقی مرابحة وتولیة بکل الثمن بلا
تو جبکہ تاوان کی وجہ سے ساقط ہوگیا تو تھان کا وہ حصہ پر نہ آنا جو عوض جنی کی ہی سو اسی طرح مرابحہ تولیہ کی پوری اصلی قیمت سے باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا
بیان لان الاوصاف اذا ذهبت ببعض المبیع صار کانه باع شیئا مقصودا بالاتلاف بصیر لها حصة من الثمن وکذا العوزة یصیر لها
نہیں ہی اس لئے کہ جب اوصاف کسی مبیع کے بعض مبیع کے ساتھ ہوتا ہی تو وہ کل کے مقابلہ میں حصہ رسد ثمن ہوگیا ہی اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ رسد ثمن کے
حصة من الثمن لما مر ولا بد من بیان ما فقد جنسها او لا بد من البیان ومن اشتری ثوبا فاصاب قرضا فارة
ہوتا ہی کیونکہ یہ بھی اصل کا اثر ہوتا ہی سو اوصاف کی طرح اس کو بھی بیان کرنا ضرور چاہیے اور جس نے تھان خریدا ہو اور سکو چوہے نے کتر دیا

او حرق نار یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان حدوث العیب عنده اذ قد زکران الاوصاف تابعة

یا کچھ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلوئی جایز ہی اسواسطے کہ آگ کی کہہ چکے ہین کہ اوصاف تابع ہوتی

لا یقابلها شئ من الثمن وان تکسر بشرة وطیه لا یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان لانه صار

ہین اونکی مقابلہ مین ثمن کچھہ نہین ہوتا اگر پسپیاتی اور تہہ کرتی پھٹگیا تو اب جایز نہین کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار یہ چیڑ لی اسلئے کہ وصف تلف کرنی

مقصودا بالاتلاف ومن اشتری دابة او اصاب من غلتها شیئا لا یجوز له ان یبیعها مرابحة او تولیة بلا

سی مقصود ہوگیا اور جس نی کوئی کہہ یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھہ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز نہی کہ دونو کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بی

بیان لان الغلة لیست متولدة من العین بل هی استیفاء منفعة واستیفاء المنفعة لا یمنع بیع المرابحة والتولیة

اظہار چیڑ اسلئے کہ کرایہ اصل مین سی نہین پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہین کرتا

بخلاف ما لو اشتری شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولیة یطرح من رأس المال قدر

برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودہ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت مین سی جتنا

ما اصاب منها ولو اشتری جاریة او شاة ونخیلا فولدت الجاریة والشاة واثمر النخیل بیع الاصل مع الزیادة

فایدہ لیا ہی کم کردی اور اگر کونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیائی یا درخت پہل لایا تو اصل کو مع افزایش یعنی بچہ و

مرابحة او تولیة ولو استهلك الزیادة لا یبیع الاصل مرابحة او تولیة حتی یبین ما استهلك منها ولو اشتری شیئا

بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہوجاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری دسکو زیادتی سی تلف ہوئی اور اگر کوئی چیز

بثمن ثم زاد فی الثمن او حط البائع عنه او زاد فی المبیع یلتحق کل من الزیادة والحط باصل العقد ویظهر حکم ذلك

ثمن معین کرکر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچھہ بڑہادیا تو یہہ تمام کہٹی بڑہی اصل عقد مین ملحاوی کی اور حکم اس کی زیادتی کا مرابحہ اور تولیہ مین ظاہر ہوگا

فی المرابحة والتولیة حتی اذا اراد ان یبیع ذلك الشئ مرابحة او تولیة لا یبیعه الا بما بقی من الثمن بعد الحط فی صورة

یہان تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت مین اوس ثمن پر بیچی جو کمر کرنی کی بعد باقی رہا تھا

الحط وبما زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالف درهم نسیئة وباعه من

اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل مبیع پر بعد بڑہائی کی ہوگیا ہی وجس شخص نی کچھہ مال ہزار روپیہ کو اودہار مول لیا اور اوسکو صورہ بیچ

مائة ولم یبین للمشتری ذلك فله المشتری فهو مخیر ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجر شبها بالمبیع

گیا اور موکو بیچا اور مشتری سی حال اودہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو معلوم ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی تو وہ مال پھیرادی اور چاہی تو بیان سوا سو روپیہ سی لیوی

ان یزاد فی الثمن لاجل الشبهة فی هذا الباب ملحقة بالحقیقة فصار کانه اشتری شیئین وباع احدهما

مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جاتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب مین یعنی مرابحہ تین بیچہ خیانت ہوتا ہی تو گویا اس نی دو چیزین مول لین اور ایکو بیچ دیا

بثمنهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخیانة بقدر الامکان لان الاحتراز عن جمیع شبه الخیانات

کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچی اور یہہ مین ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی اتنی تمام شبہات اور خیانت سی احتراز کرنا جمیع تمہارے

المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

بہتر وین مجلس تاجر کو رغبت دلانی مین اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال مین

وافعاله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء هذا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیون اور صدیقون اور شہدا کی گروہ مین ہے

الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو سعید وفیه تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت ہے اوسمین تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لاسیما فی بیعه وشرائه کما هو مقتضی صیغة المبالغة فی الصدوق والامین فان رب الامر بالشیء یحب

اور افعال ہیں خاص کر بیع اور شراء میں جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین میں بیشک پروردگار عالم اور سبب

الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنیا دار التثمر والاکتساب لکن لیس التثمر فی الدنیا مقصورا

الاسباب نے آخرت کو ثواب اور عذاب کا گھر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گھر مقرر کیا لیکن دنیا میں صرف آخرت کی لئی محنت کشی

علی الاخرة بدون المعیشة بل المعیشة ذریعة الی الاخرة ولا یکون المعیشة ذریعة الی الاخرة مالم یتاثر بالمتثمر فی

بدون معیشت کی نہیں ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہیں ہوسکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی

طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر فی طلبها ارکانا وشروطا یجب علیه رعایتها عند مباشرته فی طلبها حتی یکون

اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹھہرائی ہیں جب دنیا کی طلب کری تو انکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ

کسبه صحیحا خالیا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والکراهة اذ لو ترک رعایتها لا یکون کسبه

اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت ترکیگا تو اوسکی کمائی

صحیحا بل تارة یکون باطلا وتارة یکون فاسدا فلا یکون خالیا عن الحرمة والکراهة فعلی هذا لابد له من معرفة

درست نہوگی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبھی پاک نہوگی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شراء

البیع والشراء وکیفیة انعقادهما حتی یتمیز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحیح ویتخلص من الحرمة والکراهة

اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور ہی تاکہ باطل کو فاسدی اور فاسد کو صحیح سی الگ کرسکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی

ویتیسر له الصدق والامانة فیهما فالبیع مبادلة المال بالمال ویتعقد بالایجاب والقبول والمراد بالایجاب الکلام الصادر

اور بیع اور شراء میں صدق اور امانت میسر ہووی تو بیع بدلنا مالی کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی

من احد المتعاقدین اولا بایعا کان او مشتریا والمراد بالقبول الکلام الصادر من الاخر ثانیا بایعا کان او مشتریا

جو دونو میں کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری

وانما ینعقد بهما اذا کانا بلفظ الماضی مثل ان یقول البایع للمشتری بعت منک هذا فیقول المشتری اشتریت

اور بیع ایجاب اور قبول سی جب گہتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال میں تیری ہاتہہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی میں لی چکا

او یقول المشتری للبایع اشتریت منک هذا فیقول البایع بعت لان البیع انشاء تصرف شرعی والانشاء اثبات ما

یا پہلی مشتری بایع سی کہی میں تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی میں بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا میں قایم کرنا

لیس بثابت وهو لا یعرف فی الشرع الا ان واضع اللغة لم یضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فیه اللفظ الموضوع

معدوم کا ہونا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہیں ہوتا اوسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی کوئی خاص لفظ نہیں وضع کیا اور شرع نی اسمیں ایسا لفظ

للاخبار المستعمل فی الماضی الذی یدل علی الوجود حتی یدل علی ان هذا التصرف مما یراد وجوده فینعقد به البیع و

جو ماضی میں خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمیں وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہوجاتی ہی

لا ینعقد بلفظین احدهما امر بل لابد فیه من ثلثة الفاظ کما اذا قال المشتری للبایع بعنی هذا بکذا وقال البایع

اور ایسی لفظوں سی منعقد نہیں ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمیں تین لفظوں کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی

بعت فلم یقل المشتری ثانیا اشتریت لا ینعقد البیع ولکن اذا قال البایع للمشتری اشتر منی هذا بکذا وقال المشتری

میں نی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یوں نکہیگا کہ میں نی خریدا تو بیع منعقد ہوگی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خریدلی اور مشتری کہی

اشتریت فلم یقل البایع ثانیا بعت لا ینعقد البیع وامّا اذا کان احد اللفظین او کلاهما مضارعا فینعقد البیع اذا اراد

میں نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یوں نکہیگا کہ میں نی بیچا تو بیع منعقد نہوگی اور اگر دونو میں سی ایک لفظ یا دو کلام مضارع ہون تو یہہ بیع منعقد ہوجاتی ہی

النية ويحمل لفظ المضارع على الحال وكذا ينعقد البيع بكل ما يدل على معنى بعت واشتريت كما اذا قال البايع
نیت ہو اور اوس لفظ مضارع سی حال کی معنی لیلینگی اور ایسی ہی بیع ہر لفظ سی جسمین بیعت یا خریدنے کی معنی ہون منعقد ہو جاتی ہی جیسی بایع مشتریسی کہی
للمشتري بعت منك هذا بكذا وقال المشتري قبلت أو قال للمشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا وقال البايع
میں بیہ شی تیری ہاتہ اتنی کو بیچی اور مشتری کہی میں نی قبول کی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجسی فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہی
خذه ينعقد البيع في كلتا الصورتين أما في الصورة الاولى فظاهر وأما في الصورة الثانية فلانه لما امر ان
لیلی تو بیع دونو صورتون مین منعقد ہو جاوی گی پہلی صورت مین تو ظاہر ہی اور دوسری صورت سو اسلئے کہ جب بایع نی اوسکو
یاخذه بالبدل وهو لا يكون الا بالبيع صار كانه قال بعته منك به فخذه فيقدر البيع اقتضاء فيثبت العقد
بعوض بدل کی لیلینی کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہین ہوتا تو ناچار اسکا یہہ ہوا گویا بایع نی کہا مین نی تیری ہاتہ اتنی کو بیچی سو تو لیلی پس بیع
باعتباره لا بلفظين احدهما ارحتى بنافي ما سبق لان المعنى هو المعتبر في هذه العقود وهذا ينعقد البيع بالتعاطي
باعتبار اقتضاء کی مقدر ہو گی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سی ہو گا اور بیع منعقد نہین ہوتی ایسی لفظون سی کہ اونہین سی ایک امر سو منافی بیان سابق کی ہو اسلئے کہ اکثر عقود
في النفيس والنفيس هو الصحيح لتحقق الرضيات لكن لا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند البعض وعند البعض
مبیع کہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہی کیونکہ رضامندی ہو جاتی ہی لیکن اس صورت مین بعضون کی نزدیک ضرور ہی کہ دونو طرف سی ثمن اور مبیع ہبکی دین اور بعضون کی نزدیک
يكفي الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار في الجامع الصغير الى ان تسليم المبيع يكفي في تحقق البيع هذا
ایک طرف سی ادا کرنا بہی کفایت کرتا ہی کیونکہ امام محمد رح نی جامع صغیر مین یہہ اشارہ کیا ہی کہ مبیع کا حوالہ کر دینا واسطی ثبوت بیع کی کافی ہی یہہ اس صورت مین
اذا بين الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبايع الحنطة بكم تبيع الحنطة فقال قفيز بدرهم فقال لك
ہی کہ ثمن بیان کر دین یا کسیطرح سی معلوم ہو جیسی کوئی گیہون بیچنی والی سی پوچہی گیہون کیا بہاو بیچتا ہی اوسنی کہا فی روپیہ ایک پیمانہ یہہ اوسنی کہا مجکو یا ہم
خمسة اقفزة فكاله فذهب بها فهذا بيع فعليه خمسة دراهم وكذا الواشتري وقر من الحطب بثمانية ثم
تفیز ناپ دی اوسنی ناپ دی پہر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی ذمہ پانچ روپیہ مین اور ایسی ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آہتہ بیسی کو خریدا پہر
قال ائت بوقر آخر والقه هنا ففعل فهذا بيع وله ان يطلب الثمانية وكذا لو قال لبايع الحطب كم تبيع هذا الوقر
کہا ایک بہار اور لا کر یہان ڈالدی اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکو مطالبہ آہتہ بیسی کا پہنچتا ہی اور اگر لکڑہارسی کہا یہہ گٹہا لکڑی کا کتنی کو
من الحطب فقال بثمانية فقال سق الحمار فساقه اختلفوا فيه قال بعضهم لا يكون بيعا ما لم يتسلم الحطب ولم يسق
بیچتا ہی اوسنی کہا آہتہ بیسی کو پہر اوسنی کہا گدہا ہانک لیگیا اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی کہتی ہین بیع پوری نہین ہوتی جبتک لکڑیان حوالہ نکر دی
الثمن وقال بعضهم يكون بيعا لانهما تراضيا على التمليك والتملك والتراضي هو المعتبر في الباب لانه لما كان
اور بیسی نہ لیلی اور بعضی کہتی ہین بیع ہو گئی کیونکہ دونو یعنی دینی پر راضی ہین اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہی بیوع مین معتبر ہی اتنا ہی کہ دلکی رضامندی
باطنا اقيم الايجاب والقبول مقامه لدلالتهما عليه فلذا وجب احد العاقدين بايعا كان او مشتريا كما اذا قال البايع
امر مخفی ہی ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہہرا دیا ہی اس سی رضا معلوم ہو جاتی ہی پہر جب ایک نی ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسی کہ بایع مشتری سی کہی
للمشتري بعت منك هذا بكذا وقال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فالاخر بالخيار ان شاء قبل
مین نی تیری ہاتہ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجسی اتنی کو مول لی اب دوسری کو اختیار ہی چاہی اوس مجلس مین قبول کرے
العقد في المجلس وان شاء رده وهذا الخيار يسمى خيار القبول ويمتد الى اخر المجلس ولا يبطل بالتاخير اليه و
اور رد ہی رد کر دی اور اس اختیار کو خیار قبول کہتی ہین اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہی مجلس تک تاخیر سی باطل نہین ہوتا
ان طال المجلس ما لم يظهر ما يبطله اذ يحتاج اليه المرء للتروي وليس له ان يقبل العقد في البعض دون البعض اذ فيه
اگرچہ مجلس دراز ہو جاوی جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سی خیار باطل ہو جاوی کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت فکر کرنیکی ہوتی ہی اور اوسکو یہہ اختیار نہین ہی کہ مبیع کو

تفریق الصفقۃ فیتضرر بہ احد العاقدین لان المبیع ان کان واحدا یلزمہ ضرر الشرکۃ وان کان متعددا فالعادۃ
صفقہ یعنی عقد پورا نہیں رہتا پھر دونوں میں سی کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایکہی شخص کی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہیں تو عادت یوں پڑ گئی ہی
ضم الجید الی الردی ونقص ثمن الجید لترجح الردی فلو ثبت لہ خیار القبول فی البعض یقبل الجید ویرد
کہ عمدہ کو ناقص کی ساتھ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچھ کم کر دیتی ہیں اب اگر وہ کو یہہ اختیار ہووی کہ جو سی چاہی جھانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیوے گا اور
الردی فیزول الجید عن ید البایع باقل من ثمنہ وفیہ ضرر لہ الا اذا ذکر العقد وبین ثمن کل واحد بان
ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتھہ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی گی سو اسمیں بایع کا بڑا ضرر ہی ہاں اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی
قال بعت ھذا بکذا وھذا بکذا فحینئذ ینتفی الضرر عنہ فالم یحصل القبول یبطل الایجاب بقیام واحد منہما
اسطرح کہ مینی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچھہ ضرر نہیں ہی پہر جبتک قبول نہووی تو ایجاب دونوں میں سی ایک کی بھی ہوا
ایھما کان ولا یبقی لواحد منہما ولایۃ القبول بعدہ لان القیام دلیل الرجوع وکذا لو قال البایع للمشتری بعت
کوئی ہی کہڑا ہووی پہر دوسرا کو نہیں سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہیں رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی کہ بایع نی مشتری سی کہا میں نی تمہری ہاتھہ مبیع
منک ھذا بکذا ولم یقل المشتری شیئا حتی کلم البایع انسانا فی حاجۃ لم یبطل الایجاب واذا حصل الایجاب
اتنی کو بیچا ابہی مشتری نی کچھہ جواب نہیں دیا کہ بایع اور شخص سی کچھہ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہیں ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہوچکیں
والقبول یتم العقد ولا یکون لواحد منہما خیارا صلا الا فی المجلس ولا بعدہ الا من عیب او عدم رویۃ
ہیں تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونوں میں سی ہرگز کسیکو کچھہ اختیار پھیرنی کا نہیں ہی نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکھنی کی
وفی العوض المشار الیہ مبیعا کان او ثمنا یکفی الاشارۃ فی صحۃ البیع بلا علم بقدرہ ووصفہ وفی غیر
اور عوض میں جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو
المشار الیہ لابد من علم بقدرہ ووصفہ لان التسلیم واجب بالعقد ویمتنع حصولہ بالجھالۃ المفضیۃ
تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہوویگی بسبب جہالت کی جس سی جھگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہیں ہوسکتی
الی النزاع ویصح البیع بثمن حال ومثمن مؤجل لاطلاق قولہ تعالی واحل اللہ البیع ولما روی انہ علیہ السلام
اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور مثمن مؤجل یعنی ادہار دونو صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہی اور حلال کی اصل ہی بیع کہ اور اسلئی کہ رویت ہی
اشتری من یھودی طعاما الی اجل ورھن درعہ لکن لا بد ان یکون الاجل معلوما اذ لو لم یکن معلوما بل
ایک یہودی سی ایک مدت پر اور ہاغلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہدی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہوگی بلکہ
کان مجھولا کالبیع الی قدوم الحاج او الی الحصاد او الی الدیاس او الی القطاف او الی الجزاز لکانت جھالتہ مانعۃ من
مجہول ہوگی جسمیں بیچنا بشرط اور ثمن حاجیوں کی آنی پر یا کھیتی کٹنی پر یا پیراوغیرہ پر یا انگور توڑنی پر یا یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی
التسلیم الواجب بالعقد لان ھذہ الاوقات تتقدم تارۃ وتتاخر اخری فربما یطالبہ البایع فی قریب المدۃ و
مانع ہوگی جو عقد سی واجب ہوگئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کبھی آگیتی ہوتی ہیں اور کبھی پچھیتی سو کبھی بایع اول وقت میں مطالبہ کریگا اور
المشتری یؤخرہ الی بعیدھا ویقع بینہما التنازع الموجب لفساد العقد ولو نھما تبایعا الی ھذہ الاجال ثم تراضیا
مشتری پچھیتی وقت تک ٹلا دیگا پہر اون دونو میں جھگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونو نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونو نی راضی ہوکر
باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس فی الحصاد والدیاس وغیرھما ینقلب البیع صحیحا لارتفاع الفساد
حاجیوں کی آنی سی اور کھیتی کی کاٹنی سی اور پیر کی اوہٹانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوت کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد رفع ہولی
قبل تقرر ہ ولو وقع بینہما البیع مطلقا ثم اجل الثمن الی ھذہ الاوقات یجوز لان ھذا تاجیل الدین بالدین والجھالۃ
جاتا رہا اور اگر دونو میں بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکی ثمن کی یہہ بھی اوقات مقرر کر دیئی تو جایز ہی ہوئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور ہتو دیسی

اليسيرة متحملة فيه لان كل دين اذا اجله صاحبه الى اجل معلوم او الى اجل مجهول جهالة يسيرة كان اجيله
جہالت کی اتنی گنجایش ہوسکتی ہی کیونکہ کوئی دین ہو جب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مدت کچھ مجہول مقرر کردیتا ہی جیسی مدت
الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله لا يكون لازما
ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہوجاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہوجاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اسکی مدت لازم نہیں ہوتی
بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة ولو اراد ان يكون تاجيله لازما فطريقه ان يجعله
بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہیں چلتی جیسے عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہوجاوی تو یون طریقہ ہی
المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لازما
کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کردی پھر قرض خواہ اوس شخص کی لئی مدت معلومہ مقرر کردی پس اب مدت لازم ہوجاویگی
حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا مما ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى
یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہیں ہی اور جسنی کوئی شی منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچڈالن جایز نہیں ہی
يقبضه لما روي انه عليه الصلوة والسلام نهى عن بيع ما لم يقبض لما فيه من غرر انفساخ العقد على تقدير
اسواسطے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بی قبضہ کی ہوئی بیع سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع
هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قديم ملك البايع فيكون المشترى بايعا ملك غيره
تلف ہوجاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہوجاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہوجاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال
واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ملك نفسه فلما كان قبل القبض لا يدري ان البيع يتم فيكون
بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کرچکا تو اب بیع پوری ہوچکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبضی سی پہلی نہیں معلوم کہ آیا بیع پوری ہوگی کہ اپنا مال بیچتا ہی
بايعا ملك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا ملك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز
یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہہ بیع جایز ہی
لعدم المانع فيه وهو عزر انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن
کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہیں ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز
قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقود وما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع منا عابر اهم او بكرة
ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہان تک کہ اگر کچھ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی
يجوز له ان يأخذ بدلها شيئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو عزر الانفساخ بالهلاك لان الثمن
ثمن
يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان صيعا من وجه لكنه ثمن من وجه فلا ينفسخ
ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہی اور تعین کرنی سی معین نہیں ہوتا اور مکیل اور موزون اگر چہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی
البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تمليكه ممن عليه الدين ولو بعوض لا جواز تمليكه من
نہیں ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی ہمارا یہ مدعا ہی کہ جسکی ذمہ پر دین ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگر چہ بدلہ مین ہو یہہ مراد نہیں ہی
غير ممن عليه الدين لان تمليك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحنطة وغيرها من
کہ سوا اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ زمین کا مالک کرنا اور کو ہو اردین دار کی جایز نہیں ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا
المكيل والموزون مكايلة ومجازفة وبالناء لا يعرف قدره ولا يجوز بالكيل بالكيل وزنا اذا كان بينهما تفاضل ونحوه فلا يجوز
جسنی تفاضل غیرہ پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈھیری اور ایک ایسی پیمانہ سی اپ کہ جسکی مقدار معلوم نہو اور کسینچی سی نہ بڑھتا ہو جایز ہی اور ان اگر کسینچی سی بڑھتا ہو

فمن اشترى كيلا مجازفة يجوز له ان يبيعه او يأكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار
اور جس نے کیلی شی کی ڈھیری انکل ہی مول لی تو اسکو جایز ہی کہ بغیر کیل کی بیچڈالی یا کھالیوی اسواسطے کہ اس صورت میں بیع موجود کی ہوئی ہی مقدار معین کی نہیں ہوئی
معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا يأكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط
وہ سبکا سب اوسہی کا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کی نہ بیچی اور نہ کہاوی اسواسطے کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی
وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان
اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال میں تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور چاہیئی اور بیچنی کی صحیح مذہب میں کفایت کرتا ہی صحیح یہ ہی کیونکہ
المبيع بصيرته معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل
مبیع اس سی ہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلیئے کہ شرط کیل
البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير
بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بھی نہیں ہی نہ بایع ہی اور نہ مشتری مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی بس غیبت اسلیئے کہ کیل تسلیم کی ہی
المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا الواشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا يأكله حتى
مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوسی بغیر نہیں ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بدون تولنی یا گنی نہ بیچسی اور نہ کہاوی
يزيه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع
جبتک کہ تولدی یا گن دی بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تو لدی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گز گت کی شی بشرط گز گت کی مول لی
لا يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شئ من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم
تو جایز ہی کہ نہ بیچی سی پہلی بیچڈالی اسلیئے کہ گز گت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت میں ہی
البايع لكل ذراع ثمنا وانما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع
کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹھہراوی اور اگر فی ذرعہ ثمن معین کردی مثلاً چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہیں ہی کہ گز گت لیئے اوسمیں تصرف کرے اور اگر کسینی
صبرة كل قفيز بكذا ولم يبين كرعدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى
ناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہیں ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہیں پڑتا
الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه
اسلیئے کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہیں جسمیں جھگڑا اٹھ ہوجاوی اسواسطے کہ بایع موافق تقاضا عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہیں دیوینگا
لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو تراضيا
کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہی اسلیئے کہ مبیع معلوم نہیں ہی اور چونکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہیں کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاویگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر
الجهالة في المجلس بالكيل وبد كر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم
مجلس کی اندر جہالت رفع ہوجاوی کیل کرنی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈھیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو یعنی نہ یعنی کا اختیار ہوگا اور تمام
في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يبين كرعددها لا يجوز البيع في جميعها
موزونات اور معدودات میں جو ایک سی ہوں ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریوں کا اسطور بیچا کہ ہر ایک اس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک
عند ابي حنيفة كما اذا كران العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد
بیع سراسر جایز نہیں ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلیئے کہ راس بکریوں کی ایک سی نہیں ہوتی اور تفاوت افراد کا
يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يبين كر
ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمیں جھگڑا اٹھ ہوجاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تھان کی اسطور بیچی کہ ہر ایک تھان اتنی کو اور گنتی بیان

عندهما لا يجوز البيع في جميعها للجهالة المفضية الى النزاع وعندهما يجوز البيع في جميع ذلك وقد ذكر في
مگر ہی تو بیع سراسر جایز نہو گی بسبب جہالت کی جو جھگڑا اگڑا دیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان میں

فتاوى قاضيخان ان الفتوى على قولهما تيسيرا على الناس وكذا ذكر عندهما وقال للمشتري بعت منك هذا
مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطی صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کر کر مشتری سی کہا میں نی تیری ہاتہہ یہہ ریوڑ

القطيع على انه مائة شاة اوهذا العدل على انه مائة ثوب بكذا يصح البيع لكون كل من المبيع والثمن معلوما
کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑی کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین

بالتسمية لكن ان وجده المشتري اقل او اكثر يفسد البيع اما فساده اذا وجده اكثر فلعدم دخول الزوائد
لیکن اگر مشتری نی رکم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہوجاوی گی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فروزائد عقد کی

تحت العقد فيجب رده وهو مجهول لكون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب
تلی نہین آیا تو اوسکا ہٹا دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کو نسا ہی اسلئی کہ اس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایسی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ

سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او ردیا ولو
مقدار قیمت کتنے فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کہ کمی کی چاہیی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا اس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کمتیل ہی اور اگر

بَيَّنَ لكل منها ثمنا وقال كل شاة او كل ثوب بكذا يصح البيع في الاقل لكن يكون المشتري مخيرا ان شاء اخذ الموجود
بایع نی ہر ایک کا ثمن بیان کر دیا کہ ہر ایک اس اور ہر ایک تہان اتنی کو تو بیع کی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ سی

بحصته من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ويفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيره بعت منك كُرّ من
ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور مرتہتی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسرا سی کہا میں نی تیری ہاتہہ یہ غلہ

الحنطة التي في هذا الانبار ومن هذا الكدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا يجوز لان ما سوى النقود يتعين
گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی سی

بالتعيين فلا يجوز استبداله واقالة لا خر مقامه لا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال للمشتري بعته منك
معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور اوسکا اور کو اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی ان دہ عقد تو کر دوبارہ عقد کی تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا میں نی تیری

بغير ثمن يكون البيع باطلا لان الثمن اذا انتفى ينتفي ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع
بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوئی اونگلوی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی

بل يفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه
بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا

بقيمته وبيع الشيء بقيمته فاسد لا باطل والحاصل ان البيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون
اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی

فاسدا فلا بد من بيان كل منهما ليمكن الاحتراز عنهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصله ووصفه ولا يفيد الملك اصلا
فاسد اب ہر ایک کا بیان کرنا ضرور ہوا تا کہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فایدہ ملک کا نہین دیتی

ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما
اسہی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوکو خریدنا نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور حلال اونسی لیگا

اشتراه منهم والبيع الفاسد ما يصح باصله لا بوصفه ويفيد الملك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على
حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فایدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پایدگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث وهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ می نہیں بلکہ خباثت کی راہ سی اسی واسطی کہتی ہیں کہ ایسی مبیع میں تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہیں ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو
لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشترى فسخ العقد دفعا للفساد
تو کھانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہیں ہی بلکہ ہر یک بایع اور مشتری پر واسطی اوسکا فی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی
وان لم يفسخ ابل باع المشترى ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره اه
اور اگر وہ لوٹی مکر بیع نہ توڑی بلکہ مشتری نی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ میں لیکر اور کسی ہاتھ عقد صحیح سے بیچدیا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب بیع کا مالک ہوا تو
بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ وغیرہ کی اوسنے اوسکا مالک ہوا اب بعد اسکی فسخ نہیں ہوسکتا کیونکہ اب بندکا حق متعلق ہوگیا اسلئی کہ پہلی تو اوسکی حق شرع کی فسخ واجب تھا اور جب حق عبد اور حق شرع
حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الاولى للمشترى ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہوجاتی ہیں تو حق عبد کا مقدم رکھتی ہیں کیونکہ عبد محتاج ہی ہان مشتری کو اولی یہ تھا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہیں جسکو ظن معلوم ہو
ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغى له ان يتنزه عن شراء شئ منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہیں تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور اونسے ہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا
يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل مبيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹھانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پھر جس بیع کی رکن میں
فى ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل فى ركنه بل فى غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن میں خلل نہیں ہوتا بلکہ وصفین ہووی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہیں اور انتفاع جو مبیع سی
وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التى مات حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی جو وہ مبیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لوہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ انکی اصل اور وصف دونو
لعدم وجود ركنه الذى هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشئ انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہیں ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہیں ہی اسواسطی کہ شی میں وصف مالیت کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجھیں
اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد من اهل دين سماوى والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزیں یعنی لوہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والہ مال نہیں سمجھتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل میں
باصله لوجود ركنه الذى هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہی اوسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزیں بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہیں اور وصف صحیح نہیں ہی
لعدم تقومها لان التقوم للشئ انما يثبت بإباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما فى حق المسلمين
اسلئی کہ یہہ چیزیں فیحی نہیں ہیں کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع میں اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق میں باطل
ومن باع كرامن الخمطة ولم يكن فى ملكه خمطة يبطل البيع لعدم وجود ركنه الذى هو مبادلة المال بالمال
اور جس نی ایک پیالہ گیہوں کا بیچا جبکہ اوسکی ملک میں گیہوں نہیں ہیں تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہیں ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی
لان المال موجود ميل اليه الطبع ويجرى فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت فى ملكه خمطة لكن كانت تالفة
اسلئی کہ مال وہ موجود ہوتا ہی کہ اسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکھی اور شی معدوم مال نہیں ہوتی ہووے اگر اوسکی ملک میں لیکن تلف ہوگئی ہو
فما سماه يبطل البيع فى المعدوم ويفسد فى الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
اسمقرری مبیع سی کہتی تو معدوم میں بیع باطل اور موجود میں بیع فاسد ہوتی اور جایز نہیں ہی جیسا تل کا یہان شرط کہ برتن سمیت تول کر یہوض وزن برتن کی

كذا شرطا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف واذا شرط ان يطرح عنه
اتنی رطل تیل کہٹاوین اسلئے کہ یہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا جتنا وزن ہووی دتنا کہٹاوین اور جب شرط یہہ پڑی کہ رطل تین
كذا شرطا يكون شرطا فاسدا لمخالفته لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدي الى جهالة
کہتی کرین تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہوی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا بڑہتی ہووی اس سی ایک تو مبیع مجہول ہو جاتا ہی
المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه
دوسری یا کچہہ تیل مفت جاتا ہی یا کچہہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کرین کہ جتنا وزن برتن کا ہووی
وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد ولا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع
دتنا کم کرین تو جایز ہی اسلئے کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہیں کرتی بلکہ عقد مقرر کرویتی ہی اور ایسی ہی دریامین
السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه
تیرتی مچھلی کی بیع جایز نہیں ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہیں ہوتی پسیہ عدم جواز بطلان کی معنون مین ہی اور شکار کرکر جو اوسکو حوض مین
في الخطيرة ان كانت الخطيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم
چھوڑدین اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچھلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتہہ نہیں آتی تو اوسکی تسلیم قابو مین نہیں ہی اب عدم
الجواز بمعنى الفساد وان كانت الخطيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم
جواز بیع سی فساد مراد ہووی گا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بی حیلہ مچھلی ہاتہہ آسکتی ہی تو اس صورت مین بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کرسکتا ہی
لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان رآه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز
لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئے کہ مچھلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہو جاتی ہی اوسی طرح بیع
بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله
بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہیں ہی اسلئے کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہیں ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنون مین ہی اور جب اوسکو پکڑکر ہاتہہ سی پہر چہوڑدیا
من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه فلا تمام
اگر اسکی بلائی سی نہیں آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو مین نہیں ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر
يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك لوجود احتمال كونه انتفاخا فلا يكون
تو اسکی بیع جایز ہی اسلئے کہ تسلیم کرسکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنون کی اندر بی دوہی بیچنا جایز نہیں ہی السواسطے کہ اوسمین شک ہوتا ہی شاید کہ باکہہ پہول رہا ہو پہر تو
ما لا فعل هذا يبطل البيع لو كانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع
وہ کچہہ مال نہوگا پس اب بیع باطل ہو ویگی یا اسی کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع مین بڑہتی مال داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہین ہوتا پس بیع صحیح
بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما متصل بالحيوان
مین یکانکہ شی ایسی رل گئی کہ تمیز نہین ہوسکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی پر یعنی بغیر کترے جایز نہین ہی دو وجہ سی ایک یہہ کہ اون جیون سی
فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجري بيعه والوجه الثاني انه ينمو من
جبتک بکری ہوتی تبتک اون کا نرا وصف ہی وصف ہی برخلاف اسکی جو درخت مین لگا رہتا ہی بیشک وہ بہی وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ کہ
اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك
اون نیچی کیطرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال مین ملجاتی ہی برخلاف ٹہنون کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہین ملتی اور یہہ
ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على رأسه لانه في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها
اسطرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیوین تو یہہ چند روز کی رنگی ہوی اوپر کی طرف ہوجاتی ہی جڑ مین نہین رہتی اور رہی قوایم اگر اوسمین سرکی اوپر ڈاکا

یبقی ذلک الخیط بعد ایام اسفل مما ھو راسہا الان والاعلی ملک للمشتری ومایحدث من الزیادۃ یحدث فی ملکہ و

بعد چند روز کی سرسی جواب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور جو کچھ جو بڑھتا جاویگا سو اوسکی ملک مین بڑھیگا اور

کذا لا یجوز بیع جلد المیتۃ قبل ان یدبغ لکونہ غیر منتفع بہ لنجاستہ وقد قال النبی علیہ السلام لا تنتفعوا من

ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہین ہی کیونکہ ناپاکی کسبب اوس سی نفع نہین لی سکتی اور جیسکے نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چڑی کو مت برتو

المیتۃ باھاب وھو اسم لغیر المدبوغ وبعد الدباغ یجوز بیعہ والانتفاع بہ لطھارتہ بالدباغ فان قیل نجاستہ

(اہاب ایسی چمڑی کو کہتی ہین جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کر کر بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلیے کہ دباغت سی پاک ہو جاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کرے

غ باتصال الدسومات بہ وذلک لا یمنع جواز البیع کالثوب النجس فالجواب ان الدسومات فی الجلد خلقیۃ فما لم تزل الدن

کہ نجاست تو چکنائی کی ملی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممنع نہین ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد مین چکنائی پیدایشی ہوتی ہی جب تک کہ سکور باغت سی

تکون کعین الجلد وبہذا الاعتبار یکون الجلد محرم العین بخلاف النجاسۃ فی الثوب فانہا لیست خلقیۃ بل جاورتہ

نوگو یا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑے کی سو یہہ پیدایشی نہین ہوتی بلکہ کپڑے سی لگ جاتی ہی

بعد ما لم تکن متصلۃ بہ فلا یتغیر حکمہ من جواز بیعہ والانتفاع بہ فکما یجوز بیع جلد المیتۃ والانتفاع بہ بعد

بعد سکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہین سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی

الدباغ کذلک یجوز بیع عظمہا وقرنہا وعصبہا وصوفہا وشعرھا ووبرھا والانتفاع بہا اذا لم تکن علیہا دسومۃ

ایسی ہی مردار کی ہڈیان اور سینگ اور پٹھی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جایز ہی جب ان پر چربی نہووی

لانہا طاھرۃ لا یحلہا الموت لعدم الحیوۃ فیہا بل فیہا النمو کالنبات واما اذا کانت علیہا دسومۃ ھو نجسۃ لا یجوز بیعہا

کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہین نہین موت کا اثر نہین ہوتا اسلیے کہ انہین جان نہین ہوتی بلکہ انہین صرف بڑہنا ہوتا ہی جیسے کہانس پہوس ان اگر ان پر چربی لگی ہو تو ناپاک ہو گی تو

ولا الانتفاع بہا وکذا لا یجوز بیع الجذع فی السقف والذراع فی الثوب اذا لا یمکن تسلیمہ الا بضرر لا یوجبہ العقد ع

اور نہ استعمال اور ایسی بچنا شہتیر چھت مین چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی مین سی جایز نہین اسلیے کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہین کر سکتا اور عقد ضرر کو نہین چاہتا

لو قلع البایع المجذع او قطع الذراع قبل ان یفسخ المشتری العقد یعود البیع صحیحا لزوال المفسد الذی ھو الضرر

اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکاڑ لیا اور گز بھر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہین توڑا تو بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرری پہلی دفع ہو گیا

قبل تقرره ھذا اذا کان الجذع معینا والثوب مما یضره التبعیض کالقبیص ونحوه اذ لو لم یکن الثوب مما یضره التبعیض

بہہ اوس صورت مین ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسی پہاڑنی سی نقصان نہوتا ہو جیسے کرتہ وغیرہ اسواسطے کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو

کالکرباس یجوز البیع ولو لم یکن الجذع معینا لا یعود البیع صحیحا للجہالۃ فان قیل اذا باع جلد الشاۃ المعینۃ قبل

جیسی بہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہو گا تو بھی بیع جہالت کی سبب درست نہین ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی

الذبح لا یجوز ولو ذبح الشاۃ وسلم جلدھا وسلمہ الی المشتری لا ینقلب البیع صحیحا وان کان الجلد عینا موجودا کالجذع

بیچدی تو جایز نہین ہی پہر اگر بکری کو ذبح کر کر اور چمڑا اوسپر کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہین ہو جاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شاہتیر

فی السقف وکذا لو باع ذرعا شق ثوبا واکارعہا شق ذبحہا وسلمہا باع منہا فالجواب ان الجلد وان کانت عینا موجودا لکنہ

چھت کی اندر موجود ہی اور اسی طرح اگر بکری بیچدی پہر ذبح کر کر جو بیچا تہا سو حوالہ کر دی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتھ

متصل بغیر المبیع خلقۃ فیکون تابعا لہ فیکون العجز عن التسلیم معنی اصلیا لا حکمیا بخلاف الجذع فانہ

پیدایشی متصل ہی سو اسکی تابع ہی پہر تسلیم مین عجز اصلی ثابت ہی کچھ عجز حکمی نہین ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ

عین مال فی نفسہ وانما ثبت الاتصال بینہ وبین غیرہ بعارض فعل العباد والعجز عن التسلیم حکمی

بذات خود جداگانہ مال ہی اور عبور کی سابقہ جو متصل ہو گیا ہی تو یہہ آدمیون کا کام ہی یہان تسلیم مین عجز حکمی

لغۃ

لما فیه من افساد بناء غیر مستحق بالعقد فاذا قلع والترم الضرر یزول المانع فیجوز ومن باع جاریة ثم
کیونکہ اسمیں ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہیں چاہتا جب اوسنی اوکہاگر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر
انکر بیعه لا یحل له وطیها لما لم یترک المشتری الخصومة فاذا ترکها وسمع البایع انه ترکها یحل له وطیها ومن
مکر جاوی تو اوس سے صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک مشتری دعوی چھوڑدی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص
اشتری جاریة ثم انکر شراءها لا یحل للبایع ان یطیها لما لم یعزم علی ترک الخصومة لان البیع لا ینفسخ بجحود
لونڈی خرید کر مکر جاوی تو بہی بایع کو صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک پکا قصد ترک خصومت کا نکرلی اسلئے کہ بیع مشتری کی انکار کرنے سے نہیں
جحود المشتری ما لم یعزم البایع علی ترک الخصومة فاذا عزم علی ترکها یتم الفسخ بتراضیهما فیحل له وطیها کما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پہر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونوں کی رضامندی سے فسخ کامل ہوگیا پہر صحبت حلال ہی جیسی
اذا اشتری جاریة علی انه بالخیار ثلثة ایام وقبضها ثم ردها علی البایع فی ایام الخیار جاریة وفاءها
اگر کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خرید کر قبضہ کر لیا پہر خیار کی مدت کے اندر اندر اور لونڈی بایع کو پہنچا دی اور بیان کیا ہمہ وہ ہی لونڈی ہی
التی اشتریتها وقبضتها کالقول قوله لانه انکر قبض غیرها فان رضی البایع بها یحل له وطیها لان المشتری
جو میں مول لی کہا تہا تو اب اسکی کا قول معتبر ہوگا اسلئے کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پہر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اسکو اوس سے صحبت حلال ہی اسلئے کہ
لما رد غیرها اشتریها فقد رضی بتملک البایع ایاها بالاولی فاذا رضی البایع بها یتم البیع بینهما بطریق التعاطی
جبلے لونڈی ہی پھر اگر اوی تو بایع کی ملکیت پر اوس لونڈی کی حق میں پہلی کی بہلا راضی ہوا پہر اگر بایع بہی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونوں میں تعاطی کی بیع ہوگئی
وکذا القصار اذا رد علی صاحب الثوب ثوبا غیر ثوبه ورضی بهما صاحب الثوب ومن اشتری شیئا مما یتسارع الیه
اور ایسی ہی دھوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا زیادہ دی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑ کر نہ لیجانی ہو
الفساد کاللحم والسمک ونحوهما ولم یقبضه بل ذهب الی بیته لیجئ بالثمن وطال مکثه وخاف البایع ان یفسد
جیسی گوشت اور مچھلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گہر چلا گیا تاکہ ثمن لاوی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع
ذلک الشیء یجوز له ان یبیعه من غیره استحسانا وللمشتری الثانی ان یشتریه منه وان کان یعلم ذلک
بگڑ جاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کسی کا ہاتہہ بیچدالی اور اس دوسری مشتری کو بہی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو
لان البایع رضی بالفسخ وکذا المشتری الاول ظاهرا ثم ان کان الثمن الثانی اکثر الاول کان علیه ان یتصدق
اسلئے کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پہر اگر دوسری دفعہ شی پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتہہ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ دنیی کو خیرات کردی
بالزیادة وان کان اقل کان النقصان علیه لا علی المشتری الاول ولو جاء صبی الی القاضی بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہیں پڑیگا اور اگر کوئی اوکا مانا بالغ جیسا روٹی لیکر کسی دکاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز
منه شیئا مما ینتفع به فی البیت کالملح والاشنان ونحوهما یجوز له ان یبیعه منه وان طلب منه خبزا وفسقیة
مانگی جو گہر وں مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اوکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتہہ بیچی اور اگر جوز یا پستہ
او نحو ذلک مما یشتریه الصبی لنفسه لا یبیعه منه لانه فی الوجه الاول ماذون ظاهرا وفی الوجه الثانی لا ومن دفع
یا اسکی مثل مانگی جوڑکی اپنی واسطے لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتہہ نہ بیچی اسلئے کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہیں ہی اور اگر کسینی
الی خبّاز درهم وقال له اشتریت منک بهذا الدرهم کذا منا من الخبز وجعل یاخذ کل یوم منه خمسة اقناء
نان بائی کو درہم حوالہ کی اور کہا مین نی تجسے اس نقد کے بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز تجھسے ایک ایک درہم کی پان سیر روٹیان لینی شروع کی
بدرهم فالبیع فاسد وما یاکله یاکله بعقد فاسد وهو مکروه واما لو اعطاه درهما ولم یقل اشتریت منک
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی اگر اوسکو درہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین نے تجسی

كنا منا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء بدرهم فالبيع جائز وما يأكله حلال وان كان نبته
اتنی سیر و طیان مول لی چکا اور ہر روز اس سی پان سیر روٹیان ایک ایک درہم کی لینی مشروع کین تو بیع جایز ہی اور جو کچا ناہی سی حلال ہی اگرچہ دراہم دینے ہوئی
عند الدفع الشراء اذ لمجرد النية لا يتعلق البيع وانما يتعلق عند الاخذ وعند الاخذ كان من المبيع والثمن معلوم
خریداری کی نیت ہووی اسواسطی کہ نری نیت سی بیع نہین ہوجاتی بیع جب ہی ہوتی ہی جب لیوی اور لیتے وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین
وتصح بيع الثمر على الشجر سواء بدا صلاحه او لم يبد لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال او في المآل و
اور بیع پھل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی برابر ہی کہ کام کی لایق ہوا ہو یا نہین ہوا ہو کیونکہ وہ مال قیمت دار ہی اوس سی اب یا آگی کو فایدہ پہونچتا ہی
على المشتري قطعه في الحال تقريغا لملك البايع وهذا اذا اشتراه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتراه بشرط
یعنی مشتری کو لازم ہی کہ زرت توڑ کر بایع کا درخت خالی کردی اور یہان اوس صورت مین ہی کہ مطلقا خریدہ کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کرلیا ہو اور اگر درخت پر چھوڑنی کی
تركه على الشجر فيفسد البيع لانه شرط لا يقتضيه العقد وفيه نفع لاحد المعاقدين اذ يحصل فيه للمشتري زيادة
شرط کرلی ہو تو بیع فاسد ہی اسلیئ کہ یہہ شرط عقد سی خارج ہی اور اسمین مشتری کا فایدہ ہی اسواسطی کہ مشتری کا پھل اب خوب تیار
جودة وطراوة ولو اشتراه مطلقا وتركه على الشجر باذن البايع يطيب له الفضل وان تركه بغير اذنه يتصدق
اور تروتازہ ہوگیا اور اگر پھل کو مطلق خریدکر کر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنے دیا تو فضل یعنی فایدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکہا
بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وهي حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا تركه قبل ان ينتهي
تو جتنا فایدہ پھل کی اندر پیدا ہوا ہی وہ خیرات کردی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی روسی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پھل جتنا بڑہتا ہی اوس سی
عظمه واما اذا تركه بعد ان ينتهي عظمه فلا يتصدق بشيء منه لان هذا تغير حال من النمو الى النقصان
پھل خریدکر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا ہتا بڑہ لیا پھر بی اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہین ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچہ ہاتہ لگ گیا
زيادة في جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلك المبلغ لا يزيد فيه شيء من ملك البايع بل يكون نضجه من الشمس ولونه
کیونکہ مادہ جسم کا نہین بڑہتا کیونکہ پھل جب اپنی مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پھر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہین بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی
من القمر وطعمه من الكواكب فلا يوجد فيه الا عمل الشمس والقمر والكواكب وذلك بتقدير العزيز الحكيم المجلس
ٹہنڈی سی رنگت پکڑتا ہی تارون کی تاثیر سی مزہ دار ہوتا ہی پھر اوسمین بجز تاثیر سورج اور چاند اور تارون کی کچہہ نہین ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا واحكام غوائله قال رسول الله صلى الله

تہتر ویں مجلس ربٰو کی حقیقت اور اوسکی انجام بد کی بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

عليه وسلم ليأتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربوا فان لم يأكله اصابه من غباره وفي رواية
فرمایا البتہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اونمین سی کوئی بی سود نہ کہاویگا اگر سود نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار ہی پہنچیگا اور ایک روایت مین
من بخاره هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة وقد يبين فيه ان الناس ليأتين عليهم زمان يكثر
اوسکا بخار یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین یہہ بیان ہی کہ لوگون پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی
فيه الربوا ولا يبقى فيه منهم احد الا يأكله فان لم يأكله يصيبه من غباره او بخاره والبخار ما يرتفع من الماء
وہ سب کو کہاوے گا اگر نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار یا بہاپ تو پہنچیگی ہی اور بخارہ ہی جو پانی مین سی جوش کہاتی ہوئی
عند غليانه كالدخان والماء لا يغلي الا بالنار التي توقد تحته والربوا لكونه يوم القيمة نارا يغلى منه دماغ آكله
دہوئین کی مثال اوٹہتا ہی اور پانی کو بدون آگ کی جو اوسکی تلی دہکائی جاوی جوش نہین آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانی والی کا دماغ آگ سی
ويخرج منه بخار نسأل الله ان يجنبنا اياه وكذا الغبار اذا ارتفع ينتشر في الجو فيصيب كل من كان تحته
جوش کریگا اور اوسمین سی بہاپ نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اور گرد زمین آسمان کی درمیان مین پھیلتا ہی پھر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پڑتا ہی

منہ فعلی ھذا یکون معنی الحدیث علی ما ذکرہ النوربشتی ان الربوا یکثر تعاطیہ فینتقل عند التعامل من ید
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیان نوربشتی کی یہ ہیں کہ سود کا لین دین بہت پھیل جاویگا پھر جب ایک کا تہی دوسری میں گیا تو منتقل ہو کر
الی ید فیختلط باموال الناس فیاکلونہ من غیر قصد فیہ فلا یسلم احد من اثمہ وضررہ وان سلم من تناولہ
تمام لوگوں کی مال میں مخلوط ہوجاویگا پھر سب اوسکو لاچار بی ارادہ کھاویںگی پھر کوئی بھی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ ظاہر میں لین دین سی سلامت رہی
وتعاطیہ وسبب ذلک شیوع الجھل وعدم العلم باحکام البیع والشرٰی اذ قلما یوجد من یخبر بما اخبر بہ النبی علیہ السلام
اور اسکا سبب یہ بھی جہالت کا پھیلنا اور بیع اور شراء کی احکام کی بی علمی ہی اسیلئے کہ بیسا شخص بہت کمتر ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتاوی
ویعمل بہ فیتحرز من الشبہات فیاکل الربوا وھو لا یعلم انہ ربوا فیکون اثما لتقصیرہ فی امر دینہ فان من یبیع ویشتری من غیر
اور اوسپر عمل کرکی پھر تو تو بچیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کھاوے ہی اور نہیں جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ اسکی گنہگار رہتا ہی کہ دین کی باب میں تقصیر کی بیشک جو شخص مسائل
ان یتعلم احکام البیع والشرٰی یاکل الربوا شاء ام ابی وھذا کان عمر یطوف السوق ویضرب التجار بالدرۃ ویقول لا یبیع فی
اور احکام بیع اور شراء کی سیکھی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کھاویگا دل چاہی یا انکاری اور اسیلئے لی عمر رضہ بازار میں پھرتی اور سوداگروں کو کوڑی مارتی اور کہتی ہماری
سوقنا من لم یتفقہ فی الدین ولا یاکل الربوا شاء ام ابی فعلی ھذا یجب علی المؤمن ان یتعلم احکام البیع والشرٰی حتی یکون
بازار میں جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سود انکیا کری نہیں تو وہ سود کھاویگا دل چاہی یا انکاری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع شراء کی مسایل سیکھا کری
لہ الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمہ اللہ تعالی فی کتابہ وشدد الامر فیہ بایات من جملتھا قولہ تعالی الذین
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں حرام کرکی آیات میں تشدد کیا ہی اوسمیں سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ
یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس فانہ تعالی قد اخبر فی ھذہ الایۃ ان الذین
کھاتی ہیں سود نہ اوٹھینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹھتا ہی جسکی حواس کھوئی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ
یاکلون الربوا لا یقومون من قبورھم اذا بعثوا الا کقیام المصروع من الجنون الذی یکون فیھم بسبب اکلھم الربوا
سود کھاتی ہیں وہ قبروں میں سی جو اٹھائی جاوینگی تو اوسیکی نظیں کی جیسی مرگی مارا ہوا مسٹربن سی جو اوسکی اندر سود کھانی سی پیدا ہوگی
فیکون قیامھم وسقوطھم کالمصروع لکن لا لاختلال عقولھم بل لان اللہ تعالی یربی فی بطونھم ما اکلوہ من الربوا
پھر اوٹھنا اور گرنا مرگی والیکا سا ہوویگا پر اسلیئے نہیں کہ اونکی عقل میں فتور ہووی بلکہ اسواسطے کہ اللہ تعالی اونکی پیٹ میں سود کو پرورش کریگا اوسکی
فبثقلھم یصیرون کالمبلین یقومون تارۃ ویسقطون اخری وھذہ العقوبۃ تشملھم یوم القیمۃ یعرفون بھا عند
بوجھ کی مارکی حاملہ کیطرح کبھی اوٹھینگی اور کبھی گرینگی اور یہہ عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑیگا کہ اسھی سی اہل محشر کو معلوم ہوجاویگی
اھل المحشر فان کل احد من اھل الموقف یعرفھم کلمۃ الربوا وقد روی انہ علیہ السلام قال لیلۃ اسری بی اتیت علی
بیشک ہر شخص اہل موقف میں سمجھ جاویگا کہ یہہ بیاج خور ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو میں ایک قوم پر گیا
بطونھم کالبیوت فیھا حیات وعقارب ترٰی من ظاھر بطونھم فقلت یا جبرئیل من ھؤلاء فقال اکلۃ الربوا فعلی ھذا
کہ اونکی پیٹ اتنی فراخ تھی جیسی گھر اوسکی اندر بہت سانپ اور بچھو باہر سی نظر آتی تھی میں نی پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافق
ینبغی لمن یتجر ان یتعلم من العلم مقدار ما یحتاج الیہ فی تجارتہ لیسلم من اکل الربوا فان الربوا من الکبائر وھو فی
تاجر کو لازم ہی کہ اتنی مسائل جسکی تجارت کی اندر حاجت پڑتی ہی ضرور سیکھہ لی تاکہ سود کھانی سی بچی کیونکہ سود لینا کبیرہ گناہ ہی اور سود
اللغۃ مطلق الفضل وفی الشریعۃ فضل خال عن عوض شرط فی احد البدلین وھو نوعان ربوا الفضل وربوا
اصل لغت میں مطلق زیادت کو کہتی ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ زیادت جسکا بدلہ احد البدلین میں مشروط ہو اور سود کی دو قسم ہیں ایک سود زیادت کا
النسیئۃ اما ربوا الفضل فشرطہ ان یکون العوضان من جنس واحد وان یکونا من جنس المکیل او الموزون وان یکونا
اور ایک سود ادھار کا سو زیادت میں تو یہہ شرط ہی کہ دونو عوض ایک جنس کی ہوں اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہوں یا جنس موزوں سی اور بیشتر شرط کہ دونو

مما یدخل تحت المعیار الشرعی وھو الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنھما بالقدر فعلی ھذا فضل
ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تولی داخل ہوں کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اوران دونوں کو قدر کہتے ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت

قفیز شعیر علی قفیز بر لا یکون ربوا لعدم کونھما من جنس واحد وفضل مذروع علی مذروع کفضل ذراعی
دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہوگا کیونکہ دونو ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گز کی گز پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی

ثوب علی ذراع منہ وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضۃ لا یکون ربوا لعدم کونھما من جنس المکیل
ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈوں کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہ دونو نہ جنس مکیل ہیں

والموزون وفضل حفنتی حنطۃ علی حفنۃ منھا لا یکون ربوا لعدم دخولھما تحت المعیار الشرعی لان
اور نہ جنس موزوں اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہیں ہی اسلئے کہ یہ دونو قدر شرعی کی تولی داخل نہیں ہی

المعتبر فی تقدیر المکیلات فی الشرع نصف الصاع لا ما دونہ وفضل کری بر وکری شعیر علی کر بر وکر
اسواسطے کہ شرع میں اقدیر مکیلات میں معتبر آدھا صاع ہی اس سے کمتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک پیمانہ

شعیر لا یکون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثانی الا انہ غیر خال عن العوض بصرف الجنس الی خلاف
جو کی سود نہیں ہی اسلئے کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑھتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی

الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس یقابل کل جزء من احدھما بکل جزء من الاخر فان وجد فی احدھما فضل یصیر
کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزو ایک کا دوسری کی ہر ہر جزو کی مقابلہ ہوتا ہی پھر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت

ذلک الفضل تلویا علی مالکہ فلصیانۃ اموال الناس عن التوی اوجب الشارع فیھا المماثلۃ بالقدر واذا قابل
مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگوں کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمیں مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف

الجنس بغیر الجنس لا یتصور مقابلۃ جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلۃ الجنس
جنس کی مقابلہ ہووی تو پھر مقابل جزو کا جزو سی متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئے تحقق جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ

بالجنس مع وجود الفضل فی احدھما وانما ربوا النسیئۃ فشرطہ ان یکون الجنس والقدر متحدا فی العوضین
جنس سی ہو اور ایک بڑہتی ہو اور ہا سود اودہار کا سواوسمیں یہہ شرط ہی کہ دونو عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہووی

لان علۃ الربوا عند العلماء الحنفیۃ الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعنی
اسلئے کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونو وصف یعنی جنس اوکیل یا وزن ساتہ لئی ہوئی یعنی کیل

المفہوم البدء من الکیل والوزن یحرم الفضل والنساء لوجود العلۃ المحرمۃ لھما واذا عدما یحل الفضل والنساء
اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور اودہار دونو حرام ہوتی ہیں اسلئے کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونو وصف نہوں تو زیادت اور اودہار

لعدم العلۃ المحرمۃ لھما واذا وجد احدھما وعدم الاخر یحل الفضل ویحرم النساء لان جزء العلۃ وان
دونو حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور اودہار حرام اسلئے کہ علت کا جزء اگرچہ

کان لا یوجد الحکم لکنہ یورث الشبھۃ وھی فی باب الربوا ملحقۃ بالحقیقۃ وان کانت ادنی منھا فلا بد من
حکم کو پیدا نہیں کرسکتا پر شبہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب میں شبہ حقیقت کی ساتہ شمار ہواہی اگرچہ شبہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس

اعتبار الطرفین ففی النسیئۃ احد البدلین معدوم وبیع المعدوم لا یجوز فیصیر ھذا المعنی مرجحا لثلاث
اعتبار دونو وصف کا ضروری ہی سواودہار میں احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جایز نہیں ہی پھر یہہ ہی بات شبہہ کو قوی کردیتی ہی

الشبھۃ وفی غیر النسیئۃ ھذہ الشبھۃ لا تعتبر لکونھا ادنی من الحقیقۃ والحاصل ان حرمۃ الفضل بوجود الوصفین
اور بدون اودہار کی اس شبہہ کا کچھہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی بی حقیقت ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہوتی ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما أما القدر والجنس فعلى هذا لزم بيان ما كان من جنس واحد وما لم يكن من جنس واحد
اور حرمت ادھار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہیں
فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وكذا الدبيب حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا
سو انکو سب ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی رنگ اور نام جدا جدا ہوں اور ایسی ہی مویز یہاں تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہیں مگر برابر برابر اور ایسی ہی
ثمار النخل كلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا كل نوع من
چھوہاری تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی قسمیں مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہیں اور ایسی ہی ہر ایک پھل
الشجر كالكمثرى وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوع منه بنوعه الا متساويا وكذا البقر والجواميش جنس واحد لا يجوز
درخت کا جیسی امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی دوسری نوع سی کمتی بڑھتی جایز نہیں اور ایسی ہی گای اور بھینس ایک جنس ہی ایک کا گوشت
بيع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساويا وكذا الابل عرابها وبخاتيها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساويا
دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہیں
وكذا الغنم ضانها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساويا ولحم الابل والبقر والغنم ولبانها اجناس
اور ایسی ہی گوسپند ہیں بھیڑ اور بکری ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم وزیادہ بیچنا جایز نہیں اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودھ
مختلفة وكذا الشحم واللحم والشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتى
مختلف جنسیں ہیں اور ایسی ہی چکنی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسیں ہیں یہاں تک
يجوز بيع بعض هذه الاجناس بعضها لآخر متساويا ومتفاضلا لانسئة لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في
کہ بیع ہر ایک کی انہیں سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑھتی دونو طرح جایز ہی اور ادھار نہیں جایز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جز موجود ہی یعنی وزن
جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر
اور اصل اسمیں یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہوں بدلہ گیہوں کی اور جو بدلہ جو کی اور چھوہارا
بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الآخذ والمعطي سواء وهو حديث مشهور بالقبول
بدلہ چھوہاری کی اور نمک بدلہ نمک کی تمام برابر برابر بہت اس نے بڑھتی اس نے بڑھتی دیا اور زیادہ دیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہیں اور یہہ حدیث مشہور ہی
بالقبول واتفقوا على ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشياء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفية في الذهب
سکو علماء قبول کر کر بہت متفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چھوں اشیاء پر حصر نہیں ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور سکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی
والفضة الوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحديد ونحوه وفي الاربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى
اور چاندی میں وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزوں میں پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی اسکا اثر
الى كل مكيل كالجص ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات اما جاء
ہر کیل میں پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلئے کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی کیلیات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ
في رواية اخرى وزنا بوزن وكيلا بكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النصب
ایک اور روایت میں وزناً بوزن وکیلاً بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلاً بمثل کی اور اسی حدیث کی دو روایت ہیں زبر اور پیش زبر کی صورت میں
فتقديره بيعوا الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره بياع الذهب بالذهب فيكون الكلام
تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور پیش اس صورت میں تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ
خبرا وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمراد بالمماثلة
خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور جونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة فی القدر لا فی الوصف لما روی عن عبادة بن الصامت انه علیه الصلوة والسلام قال جیدها
قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہیں ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اعلیٰ عمدہ
ورديها سواء وكلام الرسول يفسر بعضه بعضا فكل ما ورد فيما النص من الشارع انه يباع بالكيل كالبر والشعير
اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرفسی پہر نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو
والتمر والملح فهو كيلي ابدا وان ترك الناس فيه الكيل وكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالوزن كالذهب
اور چھواری اور نمک سو وہ ہمیشہ کو کیلی ہی اگر چہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزنسی بیچی جاوی جیسی سونا
والفضة فهو وزني ابدا وان ترك الناس فيه الوزن وكل ما لم يرد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل
اور چاندی سو وہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگر چہ آدمی اوسمین وزن کرنا چھوڑدین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچھ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو
او الوزن فهو محمول على عرف الناس وعاداتهم فبيع الحنطة بجنسها متساويا في الوزن او بيع الذهب بجنسه
یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون کی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر
متساويا في الكيل لا يجوز لتوهم الفضل على ما هو المعيار الشرعي في كل واحد منهما وهو الكيل في الحنطة والوزن
بیچا جاوی تو جایز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی
في الذهب وكذا بيع الحنطة بجنسها او الذهب بجنسه مجازفة لا يجوز اذ البيع يعرف العاقدان القدر في
سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہونسی یا سونی کو سونی سی اٹکل سی بیچین تو جایز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار
الحنطة والذهب وان كانت في الواقع الحنطة متساوية بجنسها في الكيل والذهب متساويا بجنسه في الوزن
گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگر چہ واقع مین گیہون گیہونسی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو
لان العلم بالتساوي وقت العقد شرط لصحة العقد حتى لو تبايعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا
اسلوسطی کہ برابر ہی کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونونی گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی اٹکل کرکر بیچا اور قبضہ بھی کرلیا
ثم علما التساوي بكيل الحنطة ووزن الذهب لا ينقلب العقد جائزا فعلى هذا يكون معنى الحديث اذا بيع شئ من
پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہو جاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شی
الموزونات او المكيلات بجنسه يجب ان يباع وزنا بوزن وكيلا بكيل فان بيع متفاضلا لا يكون حراما لانه
وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم و زیادہ بیچین تو حرام ہی اسواسطی کہ نبی
عليه الصلوة والسلام اخبر في هذا الحديث ان من اعطى الزيادة او اخذها فانه يدخل في الربوا والمعطى والآخذ
علیہ الصلوۃ والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سود ہی اور دینی والا اور لینی والا
سواء في الاثم واللعن الذي جاء في حديث رواه جابر انه عليه الصلوة والسلام لعن آكل الربوا وموكله وكذا يجب
گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی
ان يباع يدا بيد لكن المعتبر في غير الصرف ما يجري فيه الربوا تعيين البدلين في مجلس العقد لانقابضهما فيه حتى لو
کہ اتہہ ہو جاتا ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن شیا مین سود ہو سکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین تعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک
باع حنطة بحنطة بعينها وتفرقا قبل القبض يجوز البيع لان المراد من قوله عليه الصلوة والسلام يدا بيد عينا بعين
کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو تفرقہ سی پہلی جدی ہوگئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدا بید سی جو حدیث مین ہی مراد عیناً بعین ہی یعنی دونو متعین
بدلين ان عبادة بن الصامت رواه هكذا عينا بعين بخلاف القرض فانه نوع من البيع يكون كل واحد من عوضيه من
اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عیناً بعین برخلاف قرض کی کیونکہ یہہ اسقسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس الاثمان وهی النقود فاذا بیع منها الجنس بجنسه کما اذا بیع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثمن سی ہوتی ہین یعنی نقود اسمین اگر ایک جنس کو اپنی جنس ہی بیچین جیسی سونا سونی سی یا چاندی چاندیسی تو وزن مین برابر ہونا

بشرط التساوی فی الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بیع منها الجنس بغیر جنسه کما اذا بیع الذهب

شرط ہی اور افتراق جسمانی سی پہلی قبضہ بھی شرط ہی اور اگر ایک جنس ہو دوسری جنس سی بیچین جیسی سونا

بالفضة او الفضة بالذهب لا یشترط التساوی فی الوزن بل یجوز التفاضل والمجازفة لکن یشترط التقابض

چاندی ہی یا چاندی سونی سی تو وزن مین برابر ہونا شرط نہین بلکہ کمتی بڑہتی اور اگل ہی بھی جایز ہی لیکن قبضہ طرفین کا

قبل الافتراق بالابدان لقوله علیه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة

افتراق جسمانی سی پہلی شرط ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنی خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق

والسلام نی فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ہاء مد اور ہمزہ کی زبر سی آواز ہی بمعنی لی اس سی مراد ہی دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سی

بالابدان لان المعنی ان کل واحد من المتعاقدین یقول لصاحبه هاء فیتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان

پہلی کیونکہ معنی یہہ ہین کہ بایع اور مشتری ہر ایک دوسری سی کہی لی تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سی پہلی ہو جاوی اور اگر

کانا یمشیان معا فی جهة واحدة حتی لو مشیا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق یصح لقول ابن عمر رضی الله عنه

وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہون یہان تک کہ اگر کوس بھر جاکر پھر قبضہ کرین افتراق سی پہلی تو درست ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی

وان وثب من سطح فبیعه باطل وکذا لو باع الهلکة بل المراد منه المبالغة فی ترک

اگر وہ چھت سی کود پڑی تو یہہ بیع اوسکی ساتھہ کودی اور اس کلام سی مراد کود پڑنی کا حکم نہین ہی جو ہلاک کر دیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ ہی کہ قبضہ سی پہلی ساتھہ ہرگز

الافتراق قبل القبض ولا یشترط وجود العوضین فی ملکهما وقت العقد حتی لو باع احدهما من الاخر دینارا

نچھوڑی اور یہہ شرط نہین ہی کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک مین ہون یہان تک کہ اگر ایک نی دوسری کی ہاتھہ ایک دینار

بعشرة دراهم ولم یکن فی ملکهما شیء من العوضین واستقرض کل صنهما وجب علیه اداؤه من الدین

بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہی اور نہ دوسری پاس تو ہم پہر دونو نی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نی دینار اور دوسری نی دراہم

ودفعه الی صاحبه قبل الافتراق یجوز فعلی هذا یکون من الربوا ما یفعله کثیر من الناس فی هذا الزمان

قرض لیکر افتراق سی پہلی ادا کر دیا تو جایز ہی اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ مین عمل کرتی ہین سب سود مین داخل ہی

وهو ان احدهم یذهب الی واحد من اهل السوق فیعطیه دینارا او قرشا فیقول له اعطنی به دراهم فیعطیه

یعنی ایک شخص بازار مین دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہی اسکی مجھی دراہم دیدی پہر وہ اوسکو

بعضا من الدراهم ولا یعطیه شیئا بل یقول له لیس عندی دراهم فات بعد ساعة فاعطیک دراهمک فیذهب

کبھی تو تھوڑی سی دراہم دیدیتا ہی اور بعضی دفعہ کچھہ بھی نہین دیتا بلکہ اوس سی کہتا ہی اب تو دراہم میری پاس نہین ہین پہر گھڑی بہر کی بعد آجانا تمہاری دراہم جو لے کر دونگا

من غیر قبض جمیع الدراهم وهذا باطل داخل فی الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب فی الصرف وعلی تقدیر

پہر وہ دراہم اوسی بغیر چلا جاتا ہی یہہ سب باطل سود مین داخل ہی کیونکہ افتراق قبضہ سی پہلی جو صرف مین واجب ہی ہو جاتا ہی اور بالفرض تمام دراہم پر

قبض الدراهم کلها قبل الافتراق بالعدد لا بالوزن وهو ان کان جائزا فی الدینار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

قبل الافتراق قبضہ ہی کرتی ہین تو گنکر قبضہ کرنی ہین وزن کر کر نہین کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار مین جایز ہی کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہی تو وزن واجب نہین

الجنس لکن لا یجوز فی القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتی یعلم التساوی فی الوزن والظاهر ان القرش

ہوتا لیکن قرش مین جایز نہین ہی اسلئی کہ جب جنس متحد ہووی تو وزن واجب ہوتا ہی تاکہ برابری وزن مین معلوم ہو جاوی اور ظاہر یہہ ہی کہ قرش

اکثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
دراہم معدودی وزن میں زیادہ ہوتا ہی پھر سودہی ہوویگا اوحیلہ سودی بچنی کا اگر بلا وزن بڑھتی چاندی سی بیچیں تو یہہ ہی

القليلة ان يجعل في قلبهما وزنا شيء عن خلاف الجنس مما له قيمة اذا لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع
کہ وزن میں تھوڑی چاندی کی ساتھ کچھ اور چیز قیمت دار خلاف جنس دین اسلئے کہ اگر بی قیمت شی ہوگی جیسی ایک مٹھی مٹی تو بیع جایز نہوگی

واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
اقل کم کسی کم قیمت دار شی جسمین بیع درست ہوجاوی جیسا ہی پیسہ اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر اودہر کی برابر قیمتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی

وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقيل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تھوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمدی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچھا تمہاری دلین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسا پہاڑ اور اگر

بعث رجل الى الصيرفي مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه
کسی شخص صراف کی پاس رسول کی ہاتھہ دینار بھیجا تاکہ بھنا لاوی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کا قبضہ اور تسلیم کا

لا يعتبر فينبغي ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
کچھہ اعتبار نہین ہی اسلیئے لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی اسلئے کہ وکیل موکل کی حکمہ ہوتا ہی واسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی

بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی مثلاً اگر کسی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر اپنی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا

اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جوازه
ایک تھان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تھا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی

لان الدراهم والدنانير لا تتعين فيصرف العقد الى مطلقها وانما يجري ان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
اسلئے کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف پھیرا جاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضروری ہی اور

فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الاخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من
اسمین سوا دونو ثمن کی کچھہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچھہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر ایک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن

وجه وان كانا ثمنين خلقة والقبض في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور

كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا في السلم يسرنا الله تعالى عملا موافقا
نہین ہی کہ متعین بھی ہوجاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی الٰہی ہمیں اعمال موافق اپنی رضامندی کی

لرضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
آسان کری چوہترویں مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام

العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شی مین بہنی بہنی ہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہون اور وزن معلوم ہو

الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتھہ سبب بھی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام

قدم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلث اى يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لای تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بہنی کیا کرتی تھی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پھل ایک سال کا یا زیادہ کا خریدتے

الى

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی الله علیه وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم
یعنی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیعنی کسی شئی میں کرے تو چاہیئے کہ بیعنی کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت بمعلوم تک
الی اجل معلوم فانه علیه الصلوٰة والسلام امرهم ان یبیتوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن
کری پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سی کہول لیا کریں اور وزن کی مقدار وزن سی کہول لیا کریں
اذا اشتراشیاء منها بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والاخر السلم
جب ان دونو معنین سی کسی چیزین بیعنی سلف کی معنی دونو زبر سی اگرچہ دو ہین اور سلف کی معنی ایک قرض اور دوسری بیع سلم
الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون البیع فیه دینا علی البایع وثیسی المبیع مسلما فیه
پر یہان مراد سلم ہی ہی کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اسمین مبیع بایع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہی اور مبیع کو مسلم فیہ کہتی ہین
والبایع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات
اور بایع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شئی مین جسکی مقدار اور وصف معلوم ہوسکتا ہو جایز ہی جیسی اشیاء کیلی
والموزونات والمزروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان
اور وزنی اور گنتی کی جو ایک سی ہون اور اوسکی احاد مین فرق ظاہر نہوتا ہو جیسی جوز اور انڈی کیونکہ
الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذا لبیاع جوز بفلس واخر بفلسین و
انمین بڑا اور چھوٹا برابر ہوتا ہی اصلئی کہ اس تفاوت کی چھوڑنی پر سب لوگ متفق ہین پہر نہین کہ ایک جوز ایک پیسی کو ملی اور دوسرا دو پیسی کو اور
کذلک البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وتفاوت احادهما فی المالیة
ایسی ہی انڈی بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد مین ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہو تی ہی
یعرف کونهما من العدد ی المتفاوت لا من العدد المتقارب لان الضابط فی معرفتها تفاوت احادهما فی المالیة
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عددی متفاوت ہین عددی متقارب نہین ہین کیونکہ انکی پہچان کا یہہ ہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت مین انکے ملتے ہین
وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادها
یہہ تقریر امام ابو یوسف سی روایت ہی اور اسکی تائید ہی ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سی ہی کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈون مین جایز نہین ہی اوسکی احاد مالیت مین
فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعد تارة وبالکیل اخری
مختلف ہوتی ہین پہر بیع سلم معدودات متقاربہ مین جیسی گنتی کر کر جایز ہی کیل سی بہی جایز ہی اسلئی کہ مقدار کبہی گنتی سی معلوم ہو تی ہی اور کبہی کیل سی
ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من
اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمین سلم جایز نہین ہی جیسی حیوانات اور اوسکی اطراف اور گوشت اور چمڑی اور ایسی ہی اوس شئی مین جو عقد کی وقت سی
حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد
آخر مدت مقرری تک موجود نہی جایز نہین ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنی پر باقی نہی یا ان دونون کی بیچمین ہر جگہ اور انقطاع کی حد یہہ ہی کہ بازار مین جہاں
فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا
شئی بکتی ہی نہ ملی اور گہرون مین اگر ہو دی تو اسکا اعتبار نہین ہی کیونکہ ممکن نہین ہی کہ کسی سبیل سی پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کردی اور ایسی ہی
لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض آفة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا
کسی خاص گانو کی غلہ مین اور کسی خاص درخت کی پہل مین جایز نہین ہی شاید کہ وہ کسی آفت سی فنا ہو جاوی پہر کہانسی دی سکیگا اور ایسی ہی
لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذ لعله یتعذر به لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلک
ایک شخص خاص کی پیمانہ سی یا کسی شخص کی گز سی جایز نہین ہی اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت مین تسلیم کو دیر لگی کی سو اس مدت مین شاید کہ وہ پیمانہ

المکیال او ذلک النزاع فیفضی الی المنازعۃ والحاصل ان السلم لا یصح عند ابی حنیفۃ الا بسبع شرائط وھو

یا وہ زراع جاتا آتا رہی پھر جھگڑا مچی گا خلاصہ یہ ہی کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کی نزدیک بدون سات شرطوں کی جایز نہیں ہی ایک تو

بیان جنسہ کبرا وشعیر وبیان نوعہ کصیفی او خریفی وبیان وصفہ کجید او ردی وبیان قدرہ کعشرین

بیان جنس جیسی گیہوں یا جو اور بیان نوع جیسی صیفی یا خریفی اور بیان وصف جیسی عمدہ یا کہٹیل اور بیان مقدار جیسی بیس

کرا او ثلثین رطلا وبیان اجلہ واقلہ شھر فی الاصح وبیان راس مالہ ان کان کیلیا او وزنیا او عددیا وبیان

پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور یہ کہ کمی کم صحیح دو تیس ایک مہینہ ہی اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان

مکان ایفائہ ان کان لحمل مؤنۃ یحتاج الی ظھر واجرۃ وان لم یکن لحملہ مؤنۃ کالمسک والعنبر یوفیہ حیث

مکان کا جہاں وہ شئی ادا کی جاوی اگر ادا کی اوٹھا لی جانی میں ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت بار برداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر ادا کی یہ جانی میں کچھ خرچ نہ ہوتا ہو جیسی مشک اور عنبر

یشاء وما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فلیس بشرط لصحتہ بل ھو شرط لبقائہ علی الصحۃ فانہ ینعقد

تو جہاں چاہی ادا کری اور راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی سے پہلی سو یہ صحت عقد کی شرط نہیں ہی بلکہ یہ شرط ہی واسطے باقی رہنے عقد کی صحت پر بیشک یہ عقد

صحیحا ثم یبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان یتواری کل واحد منھما عن عین صاحبہ حتی لو اسلم

صحیح ہو کر تا ہی پھر افتراق قبل قبض ہی باطل ہو جاتا ہی اور افتراق کی حد یہ ہی کہ ہر یک ایک دوسری کی نظر وسنی چپ جاوی یہاں تک کہ اگر کسینی بیس درہم کا

رجل عشرین درھما فی کر بر ولم یکن عندہ الدراھم ودخل بیتہ لیخرج الدراھم وتوارى عن عین صاحبہ

گیہوں کی ایک پیمانہ میں عقد سلم کیا اور اوسکی پاس درہم نہیں تھی وہ درہم لاینکی واسطے گہر میں گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہو گیا

یبطل السلم وان لم یتوار لا یبطل بل یبقی علی الصحۃ ولکن لو سار میلا او اکثر ولم یفترقا الا بعد القبض لا یبطل

تو سلم باطل ہو جاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہو گی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دو تو کوس پر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کئی جدا نہوئی تو سلم باطل نہیں ہو تی

السلم بل یبقی علی الصحۃ ومن اسلم الی رجل دینا لہ علیہ وافترقا قبل النقد لا یجوز وان نقد قبل الافتراق یجوز

بلکہ درست رہتی ہی اور اگر کسینی ایک شخص سی قرض کی بدلہ چلدہ کی نہ آتا تھا بیع سلم کی اور پھر کہہ دینی سی پہلی جدا ہو گئی تو جایز نہیں ہی اور اگر افتراق سی پہلی پھر کہہ دینی

ولا یجوز التصرف فی راس المال والمسلم فیہ قبل القبض اما عدم جواز التصرف فی راس المال فلان فیہ تفویت القبض

تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ سی پہلی تصرف جایز نہیں ہی راس المال میں تصرف سو اسطی جایز نہیں ہی کہ امین قبضہ فوت ہو تا ہی جو

الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف فی المسلم فیہ فلانہ مبیع والتصرف فیہ قبل القبض لا یجوز وکذا لا یجوز فیہ

عقد سی واجب ہو تا تھا اور مسلم فیہ تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع میں تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہیں ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ میں

قبل القبض الشرکۃ والتولیۃ ونحوھما لانہ تصرف فیہ قبل القبض فصورۃ الشرکۃ ان یقول رب السلم لرجل اعطنی نصف

قبض سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہ سب قبل القبض تصرف ہی لہذا شرکت کی صورت یہ ہی کہ رب السلم کسی سی یہ کہے پیش کری مجھکو آدہ راس المال

راس المال لیکون نصف المسلم فیہ لک وصورۃ التولیۃ ان یقول رب السلم لرجل اعطنی جمیع راس المال لیکون

دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہو گا اور تولیہ کی صورت یہ ہی کہ رب السلم کسیکو کہوی تمام راس المال مجھکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہو گیگا

جمیع المسلم فیہ لک ومن اسلم فی کر بر فلما حل الاجل اشتری المسلم الیہ من رجل کر برا مر رب السلم ان یقبضہ

اور اگر کسینی گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی پھر جب وہ گذر کیلو ہوئی تو سلم الیہ کی کسی شخص سی پیمانہ گیہوں کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہوں اپنی حق کی

قضاء لحقہ وقبضہ لا یکون قضاء لحقہ حتی لو ھلک المقبوض فی ید رب السلم ھلک من مال المسلم الیہ ولو

لیسی اور اوسنی لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ الا ہو گا یہاں تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ میں تلف ہو جاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو

امرہ ان یقبضہ لہ ثم لنفسہ فاکتالہ لہ ثم لنفسہ یجوز لاجتماع الصفقتین بشرط الکیل فلا بد من الکیل مرتین

یوں کہی کہ میری لئی قبضہ کر پھر اپنی لئی پھر اوسی پہلی اوسکی لئی کیل کئی پھر اپنی لئی کیل کئی تو جایز ہی بسبب جمع ہو جانی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور چاہیی

لنهی النبی علیه الصلوة والسلام عن بیع الطعام حتی یجری فیه صاعان ومن اسلم فی کر فلما حل الاجل دفع

کیونکہ نبی علیہ السلام نے غلہ کی بیچنی سی منع کیا ہی جبتک اوسمین دو بار پیمانہ جاری ہوئی اور اگر کسینے کیہوں کی پیمانہ مین سلم کی جبت ہ گذر گئی

الی المسلم الیه عزایر وامره ان یکیل المسلم فیه فیها وکال وهو غائب ولم یکن فی العزائر من جنس المسلم فیه شیء لا یکون

تو اوسنے مسلم الیہ کو گون یا شبکہ دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمین ناپ دینا مسلم الیہ نے اوسکی بھی کیل کر کر بہر دی اور حال یہہ ہی کہ اون گون مین مسلم فیہ کی جنس کا کچھ نہین تھا

قضاء حتی لو هلك یهلك من مال المسلم الیه لان امره لم یصادف ملكه لكون حقه فی الدین لا فی العین ویصیر

تو پہلے انتہا یہانتک کہ اگر تلف ہوجاوین تو سلم الیہ کا مال تلف ہوگا اسلئے کہ اوسکا امر اوسکی ملک سی متصل نہین ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابھی دین مین ہی عین مین نہین ہی اور صورت

المسلم الیه كانه استعار العزائر وجعل ملكه فیها ولو اجتمع الدین والعین بان اسلم رجل فی كر بر فلما حل

یون ہوجاتی ہی کہ گویا مسلم الیہ نے شبکہ عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمین بھر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہوجاوین اسطور کہ کسی شخصنی پیمانہ کیہون مین بیع سلم کی جبت نام ہو

الاجل اشتری من المسلم الیه كر اخر معینا وقبضه عن ذلك السلم فیه لم یجز ولو اشتری به عزائر لیجعل فیها الكر العین والكر الدین فانه ان جعل العین

تو رب السلم نے مسلم الیہ سی ایکہ اور پیمانہ گیہون کا خرید کر اوسکو شبکہ دیدیا کہ اوسمین یہہ گیہون حال کی خریدا اور گیہون مسلم فیہ بھر دیوی اب مسلم الیہ نے اگر گیہون خریدہ حال کی

فیها اولا یصیر المشتری قابضا لها جمیعا اما العین فلصحة امره فیه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فیكون

اوسمین پہلی بھر دی تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض ہوگیا عین کا تو اسلئے کہ اسمین اوسکا حکم درست ہی کہ اوسکی ملک مین واقع ہوا ہی کیونکہ خریدکر مالک ہوچکا ہی

فعل المامور كفعل الامر واما الدین فلا تصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضی یثبت القبض وان جعل

اور عمل مامور کا بجای عمل آمر کی ہی اور رہا دین یعنی مسلم فیہ سو اوسپر قابض ہوا کہ رضا سی اوسکی ملک مین مل گیا اور رضا مندی کی ساتھہ ملک مین ملجانی سی قبضہ ثابت ہوجاتا ہی اور اگر

الدین فیها اولا یصیر المشتری قابضا شیئا منها اما الدین فلعدم صحة امره فیه لعدم مصادفته ملكه لان حقه

مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو پہلی بھر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض نہین ہوویگا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئے کہ اسمین اوسکا حکم درست نہین ہی کیونکہ اوسکی ملک پر نہین ہی اسلئے کہ اوسکا حق

فی الدین لا فی العین وهذا عین فیكون المامور بجعله فی العزائر متصرفا فی ملك نفسه فلا یكون فعله كفعل الامر

حق دین مین ہی عین مین نہین ہی اور یہہ عین ہی اب مامور یعنی مسلم الیہ نے جو گیہون گون مین بھر دی ہین تو اپنی ملک مین تصرف کیا ہی سو اسکا کیا ہوا مانند آمر کی کی کا نہین ہی

واما العین فلانه خلطه بملكه قبل التسلیم وهو استهلاك عند ابی حنیفة فینفسخ البیع وهما نوع آخر من البیع

اور رہا عین سو اسلئے کہ رب السلم نے یا بیع نے تسلیم سی پہلی اپنی ملک مین ملادی اور یہ بنا امام ابوحنیفہ کی نزدیک ہلاک کردینا ہی سو بیع فسخ ہوجاویگی اور یہان ایک اور قسم کی بیع ہی

یسمی استصناعا وهو ان یقول رجل لصانع اصنع لی من مالك شیئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر

اوسکو استصناع کہتی ہین وہ یہہ ہی کہ ایک شخص کاریگر سی کہی میری لئی اپنی مال مین سی فلانی چیز اوس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنادی مدت کا کچھہ ذکر نہین کیا

اجل معلوم فان كان ذلك الشیء مما جری فیه التعامل كالخف والطشت والفقعة ونحوها یصح استحسانا

پہر اگر وہ ایسی شئی ہوائی جسمین لوگون کا عمل رہا آمد رواج پڑ رہا ہی جیسی موزہ اور لگن اور قفعہ وغیرہ تو استحسانا درست ہی

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبی علیه السلام الی یومنا هذا ویكون بیعا لا عدة حتی یجبر الصانع علی تحصیله

کیونکہ رواج کی سبب نبی علیہ السلام کی عہد سی آج تک اجماع چلا آتا ہی اور یہہ بیع ہی ہوتی ہی کچھہ وعدہ نہین ہی یہان تک کہ کاریگر پر بنانی کی لی زور کیا جاویگا

ولا یرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم یكن علی الصانع الجبر والمبیع هو العین فاعلی حق لو جاء بما

اور سائی دیوی نہ الابہر نہین سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو سائی والا پھر جاسکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئی یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہین ہوتا یہانتک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد اوصنعه غیره یصح ولو كان المبیع عمله لما صح ولا یتعین المبیع للامر بلا اختیاره حتی یصح

عقد سی پہلی کا بنا ہوا یا اوسکاری کر کی بانہہ کا دیوی تو جایز ہی اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کیونکر جایز ہوتا اور مبیع اسکا بغیر آمر کی نہین ہوجاتی یہان تک کہ

للصانع بیعه قبل رویة الامر ولو لغین له لما صح بیعه وللامر الخیار عند الرویة لانه اشتری ما لم یره فیكون له خیار

کاری کر کو اختیار ہی کہ آمر کی دیکہنی سی پہلی چاہی تو بیچدی اور اگر اوسکی ہوچکی تو بیع ہرگز نہ جایز ہوتی اور سائی والی کو دیکہنی پر اختیار ہی لی یا نہ لی اسلئے کہ لی بیکہی خریدا ہی

الربوية وان لم يكن ذلك الشئ مما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وقت
وقت حاصل ہی اور اگر وہ شئی ایسی نہیں ہی جسمیں لوگوں کا عمل و آمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہیں ہی جبتک کہ اوسمیں مدت نہ ٹھہری اور ساتوان شرط میں سلم کی
شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه
نہ بیان ہوں سو اب بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہیں پھر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی بھی تو بیان اسکا بھی بیان مناسب معلوم ہوا
ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتتقاضاه
اگرچہ مراد نہیں ہی کیونکہ شرع نے اسمیں اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیرکو دیدی تاکہ وہ اوسکو پھیرا دیگا
ويجري في كل كيلي وموزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والاصل فيه ان
اور قرض ہر یک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب میں جایز ہی عددی متفاوت میں جایز نہیں ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی
كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لا يكون
کہ جو شئی ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہیں ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئی
من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض
ذوات الامثال سی نہیں ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہیں آتا بلکہ ضمان بالقیمۃ آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہیں ہی بیان اسکا یہ کہ اگر کسی شخص نے
رجل من آخر عبدا او حيوانا آخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد
دو سرے سی غلام یا اور حیوان اور ہر لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد
يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا او
ملک میں آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد میں اور اگر کسیني دوسرے کو مال دیکر
قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوائجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان
کہا یہہ مال لی اور اپنی کاربار میں لگالی تو یہہ مال قرض ہوویگا ہبہ نہیں ہوویگا اسلئے کہ اس قول میں اگرچہ
يحتملها لان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادنا هما ولو دفع اليه ثوبا وقال له اكسنيه
دونوں مراد ہوسکتی ہیں پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونوں میں کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس سی کوٹ اوسٹا یا کر
لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا للتصرف ومن اخذ من القصاب لحما
تو قرض نہیں ہوگا کیونکہ کپڑا قرض فاسد ہی بلکہ ہبہ ہوویگا تاکہ اوسکا تصرف درست ہی اور اگر کسیني قصائی سی گوشت لیا
ولم يبن كرانه قرضا او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم
اور یہہ نہ کہا کہ اودہار لیتا ہوں یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوویگا اور منتقی میں مذکور ہی کہ گوشت کا
يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي فيضمن بالمثل
قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئے کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی
وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس
اور جامع کبیر میں مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت میں ہی کہ لوگوں کی قابو میں نہ ہی
وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل
اور شرح طحاوی میں ہی کہ وزنی چیزیں سب مثلی ہیں اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت
مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان
مثلی ہووی اور اودہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئے کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسیني بیگانہ شیرہ خرما وغیرہ تلف کردیا تو قیمت دیوینگا اسلئے

ما کان من صنع العباد لا یمکنہم مراعات المماثلۃ فیہ لتفاوتہم فی الحذاقۃ فعلی ھذا کان ینبغی ان لا یجوز
کہ جو چیز آدمیوں کی بنائی ہوئی ہو وہ میں مماثلت ممکن نہیں ہی کیونکہ کاریگری میں سب مختلف ہوتی ہیں اس تقریر کی موافق چاہیئے کہ کاغذ کا
استقراضہ لکن قیل یجوز استقراضہ لکونہ مثلیا علی قولھما والعصیر مثلی وکذا ذا صار دبسا بغیر نار
قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتے ہیں کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی بغیر آگ کے شیرہ خشک ہو جاوی
والدقیق والخبز فقیاسی فعلی ھذا کان ینبغی ان لا یجوز استقراضھما لکن ذکر فی فتاوی قاضیخان ان استقراض الدقیق
اور آٹا اور روٹی قیاسی موافق یوں چاہیئے تہا کہ انکا اوہار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی کہ اوہار لینا آٹی کا
یجوز وزنا وکیلا وکذا یجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابی یوسف یجوز وزنا لا عددا وعلیہ
وزن یا کیل کر کر جایز ہی اور ایسی ہی اوہار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کر کر تو جایز ہی گنکر نہیں جایز
الفتوی ولو استقرض جماعۃ من رجل دراھم وامروہ ان یدفعھا الی واحد منھم ودفعھا الیہ لیس لہ ان یطلب منہ
اور اسی پر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم میں سی فلانی شخص کو دیدینا اور اوسی کو حوالہ کئی اب اسکو اختیار نہیں
الا حصتہ فقط والتوکیل بقبض القرض صحیح کما اذا قال رجل لآخر اقرضنی کذا درھما ثم وکل رجلا بقبضہ یصح
کہ اوس فلانی سی سوای اوسکے حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجکو اتنی درہم قرض دیدی پہر کسیکو اوسکی قبضہ کی نی وکیل کردی تو صحیح ہی
ولا یصح التوکیل بالاستقراض حتی لا یثبت الملک للموکل فیما استقرض لہ لانہ تفویض التصرف فی الملک الغیر
اور قرض نکلوانی میں وکیل کرنا صحیح نہیں ہی یہانتک کہ وہ جو قرض اوسکی نی نکلوائیگا اوسمیں موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک میں تصرف کا حوالہ کرنا ہی
فلا یجوز بخلاف الرسالۃ فانھا صحیحۃ اذ لیس فیھا تفویض التصرف لکون الرسول سفیرا محضا لانہ یقول ارسلنی
سو جایز نہیں ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمیں حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک میں نہیں ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جا کر یہہ ہی کہیگا
الیک فلان ویستقرض منک کذا فحینئذ یثبت الملک للمرسل والتوکیل بالاقراض صحیح لانہ تفویض التصرف فی
مجکو فلانی نی تیری پاس بہیجا ہی اتنی درہم تجسی قرض مانگتا ہی اب ملک بہیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی میں درست ہی اسلئے کہ اپنی ملک میں تصرف
ملک نفسہ ومن کان لہ علی آخر حنطۃ وباعھا منہ بدراھم الی اجل لا یجوز لانہ بیع الدین بالدین وقد نھی عنہ
اوسکی حوالہ کرنا ہی اور اگر کسیکی گیہوں دوسری کی ذمہ آتی ہوں اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہیں ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی پیغمبر
النبی علیہ السلام وطریق الجواز ان یشتری بھا منہ ثوبا ویقبضہ ثم یبیعہ منہ بدراھم الی اجل وھذا
نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور جسکو جواز کا طریق یوں ہی کہ اوس سی بعوض کیہوں لی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور
مما یحفظہ فی ھذا الزمان لان بعض الناس یستقرض حنطۃ او شعیرا او غیر ذلک مما یجوز استقراضہ
اس زمانہ میں اسکی حفاظت واجب ہی اسلئے کہ بعضی آدمی گیہوں یا جو وغیرہ جو جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا بیچڈالتی ہیں
ویتلفھا ثم یطالبہ المالک بھا ویعجز عن ادائھا ویشتریھا منہ بدراھم الی اجل فھو فاسد لا یجوز ثم ینبغی ان یعلم
پہر مالک انگتا ہی تو ادا نہیں کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ درہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہیں ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی
ان کل دین حال اذا اجلہ صاحبہ بصبر ذلک الدین مؤجلا ویکون تاجیلہ لازما الا القرض فان تاجیلہ
جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمیں مدت ٹہراوی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہوجاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمیں مدت
لا یکون لازما بل یجوز للمقرض طلبہ متی شاء لانہ فی الابتداء اعارۃ وبھذا الاعتبار لا یلزم فیہ التاجیل لکونہ
لازم نہیں ہوجاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مالک کی کیونکہ قرض ابتدا میں عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمیں مدت نہیں ہوتی اسسی
من التبرعات ولا جبر فیھا کما فی الاعارۃ وفی الانتہاء معاوضۃ وبھذا الاعتبار لا یصح فیہ التاجیل لکونہ
کہ صرف احسان ہی احسان ہیں کسیکا کچہہ زور نہیں ہی جیسی عاریت میں اور آخر کو ادلا بدلا ہوجاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمیں مدت درست نہیں ہی اسسی

بیع الدراهم بالدراهم نسیئة وهو ربوا وهذا یقتضی ان لا یجوز القرض وانما جوز نظرا الی ابتداءه لکن بلا
کہ یہہ بیع درہم کی درہم سی اوڈارون ہی اور یہہ سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض ہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن
لزوم الاجل فیه ولو اراد یکون الاجل لازما فیه فطریقه ان یحیل المستقرض المقرض علی رجل بدینه علیه فیتجا
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ
المقرض ذلک الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون الاجل لازما حتی لا یکون للمقرض ان یطالب ذلک الرجل قبل تمام
اوسکی لئی مدت معین مقرر کردی اب مدت
تلک المدة المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیه وفی ای موضع
لازم ہوجاویگی بیان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی پہلی مانگی پچہتروین مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر
یجوز قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مایزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیامة لیس فی وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت
مزعة لحم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر والمزعة بضم المیم وسکون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زا نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی
قطعة لحم والمراد بعدمها یوم القیامة فی وجه السائل مایلحقه فی الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑہ کا کوئی نہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین
حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما کان الاصل فیه الحرمة لانه لا ینفک عن مذلة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا
الاول اظهار الشکوی من الله تعالی فکما ان العبد المملوک اذا سئل یکون سؤاله شنیعا علی مولاه فکذلک
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بھیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار گزرتا ہی ایسی ہی
سؤال العبد یکون شنیعا علی الله تعالی وهذا یقتضی ان یحرم السؤال ولا یحل الا عند الضرورة والثانی اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبھی حلال نہووی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین ہوتا اور دوسری
فی نفسه لغیر الله تعالی ولیس للمؤمن ان یذل نفسه لغیر الله تعالی بل الواجب علیه ان یذل نفسه لله تعالی
بی تہین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہیی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری
تنبیه عزه وشرفه فی الدنیا وفی الاخرة والثالث ایذاء المسؤل طالبا لانه ربما لا یسمع نفسه بالبذل ویستحی
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسؤل کو اکثر حال مین سنتا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی
ان یری بالمنع فی صورة البخلاء ففی البذل نقصان ماله وفی المنع نقصان جاهه وبکل منهما یحصل له الایذاء
کہ بخیلی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور ندینی مین عزت کا نقصان اور دونوبات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹھاتا ہی
والایذاء حرام لا یحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا یبذل الا حیاء او ریاء فیحرم علی الآخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بھی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو لیسا ریا لینی والی پر بھی لینا حرام ہی جب
فهمت هذه المحظورات فهمت قوله علیه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تو لی یہہ خرابیان سمجھ لین تو اسحدیث کی معنی بھی سمجھو آگئی سوال کرنا اور بیسی فواحش سی ہی فواحش سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی
خبرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء فی ای
دیکہو تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبھی مباح نہین ہوتا اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

وقت یحل السوال فقال بعضهم من وجد غداء یومه وعشاء لیلته لا یحل له السوال وقال بعضهم من ملک
وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہین جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اور بعضی کہتی ہین جو شخص کا سکتا ہو اوسکو

علی الکسب لیس له ان یسال الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم لیس لنا وضع المقادیر بل نستدرك
سوال کرنا نہ چاہیئے مگر جو وقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل مین مشغول ہو اور بعضی کہتی ہین ہمکو اختیار نہین کہ اندازہ ٹھہراوین بلکہ اسکا علم

ذلك بالتوقیف وقد ورد فی الحدیث انه علیه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالی قالوا وما هو یا رسول الله
نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا غنی رہو اللہ کی غنا سی صحابہ نے پوچھا وہ کیا ہی یا رسول اللہ

قال غداء یوم وعشاء لیلة وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما
فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم

او عدلها من الدهب فقد سئل الحافا وفی لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروایات فی التقدیرات یلزم
یا اتنا اوسکی سونے کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت مین چالیس درہم آئی ہین اور جب تقدیرات کی روایتین مختلف ہوئین تو لازم ہی

ان نحمل علی احوال مختلفة فما یحتاج الیه السائل فی الحال من طعام یومه ولیلته ولباس یلبسه وداوی یسکنه
کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاوین ہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلاً دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا

فلا شك فیه واما سواله للمستقبل فله فیه ثلث درجات احدها ما یحتاج الیه غدا والثانیة ما یحتاج الیه
تو اوسکی جواز مین کچھ شک نہین ہی اور سوال کرنا آیندہ کی ئی اسمین تین درجہ پر ہوتا ہی ایک جہ یہہ ہی کہ اگلی ہی دن اوسکا محتاج ہو اور دوسرا یہہ کہ

بعد اربعین یوما او خمسین یوما والثالثة ما یحتاج الیه فی السنة فقط فمن معه ما یکفیه ولعیاله سنة
چند چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بھر مین محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچھ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بھر

فسواله حرام لان ذلك غایة الغناء فان کان یحتاج الیه قبل السنة لکن یقدر علی السوال فی ذلك الوقت ولا
کفایت کریگا تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پھر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوسوقت حاجت پوری سوال کر سکتا ہی

یفوت فرصة السوال لا یحل له السوال لانه مستغن عن السوال فی الحال وربما لا یعیش الی الغد فیکون قد
فرصت سوال کی ہاتہہ سی نکل جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہین کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہین ہی اور بعضی وقت اگلی روز کی جیتا نہین رہتا

سئل ما لا یحتاج الیه اذ وجد عنده ما یکفیه من غداء یومه ولیلته وان کان یفوته فرصة السوال ولا
تو اس جو چیزین ناحق سوال کیا اسلئے کہ اوسکی پاس اتنا ہتا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کریگی اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہہ سی جاتی ہی

یجد من یعطیه لو اخرت السوال یباح له السوال لان البقاء الی السنة غیر بعید وهو بتاخیر السوال یخاف
اگر سوال پہیر پر کہین تو اپنی والا نہ ملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچھ بعید نہین ہی اور سوال پہیر پر کہنی مین خوف یہہ ہی

ان یبقی مضطرا عاجزا عن کسبه والمدة التی یحتاج فیها الی السوال لا یقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره
کہ مبادا عاجز لاچارہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمین حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہین ہی وہ صرف اسکی قیاس پر موجہ پر

لنفسه فیستفتی قلبه ویعمل به ولا یصغی الی تخویف الشیطان لانه یعد الفقر ویامر بالفحشاء الق یحث للضرورة
اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کریگا اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہریگا وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشا کا امر کیا کریگا

فان من عجز عن الکسب واشتد جوعه وخاف علی نفسه یلزمه السوال لان السوال نوع اکتساب لما روی ان
بیشک جو شخص کمانی سی لاچار ہوا اور بہوکا مرنی لگا اور جانکا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہیئی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کا کمائی ہی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی

علیه الصلوة والسلام قال السوال اخر الکسب فان ترك السوال فی تلك الحالة حتی مات یاثم لانه القی نفسه
علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت مین سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الى التهلكة اذ كان السوال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذل في السوال في تلك
اسوا طی کہ سوال کا وہ چیز میسر ہوتی ہی جس سی اسکی جان ایسی حالت مین بچ جاتی جیسی کا ئی سی اور ایسی حالت مین سوال سی کچھ ذلت نہین ہوتی
الحالة وانما الذل اذا سال من غير حاجة فان من له قوت يومه لا يحل له السوال لانه يذل نفسه من
ذلت تو جب ہی کہ بلا ضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اسلی کہ اپنی تئین بی ضرورت
غير ضرورة وهو حرام لما روى انه عليه السلام قال لا يحل للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب القوت
ذلیل کرتا ہی اور یہہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ المسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمانی سی عاجز ہو
نفسه يفرض على كل من علم حاله ان يطعمه او يدل عليه من يطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا
تو ہر واقف حال پر یہہ فرض ہی کہ اوسکو کہانا دیوی یا ایسی کو جتلادی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تاکہ وہ مرتی سی بچی اور اگر نہین سی کسینی ندیا
من ذلك حتى مات يشتركون في الاثم وان اطعمه واحد يسقط الاثم عن الباقين قال الحسن البصري وابو
آخر وہ مر گیا تو گنہ مین سب شریک ہین اور اگر کسی ایک نی ہی کہلا دیا تو سب سی گنہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید
عبيد من كان له اربعين درهما فهو غني وذهب الثوري وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من
کہتی ہین جسکی پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایکجماعت علما کا یہہ مذہب ہی
العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شيء من الزكوة وقالت الحنفية
جسکی پاس پچاس درہم ہون یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوۃ نہ دینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہین
يجوز دفع الزكوة الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكتسبا مع قولهم من كان له قوت يومه
ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ یہلا چنگا کہاؤ گا ہو باوجودیکہ یہہ بھی کہتی ہین جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی
لا يحل له السوال وذكر في الخانية القدرة على الغداء والعشاء يحرم سوال الغداء والعشاء ويجوز معها سوال
اوسکو سوال حلال نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ صبح شام کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کر دیتی ہی تسپر مانگنا کرنا
الجبة والكساء وقال الزيلعي وكذا الفقير القوي يحرم عليه السوال وروى ان عمر سمع سائلا يسئل بعد
اور چادر کا جائز ہی اور زیلعی کہتا ہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر نی سوال کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا
المغرب فقال لواحد من خدامه اعش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانيا يسئل فقال لخادمه الحاقل لك
سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹھا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا میری تجھی کہا نہین تہا
اعش الرجل فقال قد عشيته يا امير المؤمنين فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست
کہ اوسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نی دیدی پہر عمر کیا دیکہتی ہین کہ اوسکی بغل مین ننہیلا روٹیون سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو پہر گرسائل نہین ہی
بسائل بل انك تاجر تتخذ مخلاة ونشر ما فيها بين يدي ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم يكن سواله
بلکہ تو سوداگر ہی پہرا وسکا ننہیلا لیکر جو اوسمین تہا آخرات کی اونٹون کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو کوڑے سی تعزیر دی اب اوسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا
حراما لما ضربه ونما اخذ مخلاته ونشر ما فيها بين يدي الابل ما ضربه فكان للتاديب فيجوز تاديب السائل
تو اوسکو کیون مارتی اور اوسکا ننہیلا لیکر اونٹون کی آگی کیون ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سوائل کی تادیب اور اوسکا
وزجره اذا كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه رآه مستغنيا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه
دہمکانا جبکہ سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جایز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اوسکو دیا ہی
انما اعطاه على اعتقاد انه محتاج وقد كان كاذبا في اظهار الحاجة ولم يدخل في ملكه باخذه مع التلبيس
محتاج سمجہکر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنین جہوٹا تہا سو اسکی ملک مین نہین آیا مگر سی جو لیا ہی

وعسر تمییزه ورده الی اصحابه ان لا یعرف اصحابه باعیانهم فبقی مالا لا مالک له فوجب صرفه الی مصالح
اور اب اوسکی تمیز دشوار ہی کہ اوسکی مالک پر رد کیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی کسکی دیا ہی اسلئے مال لا مالک ہوگیا اب اوسکو مصالح مسلمین میں صرف کرنا
المسلمین وابل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمین فصرفه ایها فعل من فعل عمران السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کھانا مصالح مسلمین سی ہی سو اونکو آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرع سی تجاوز کری
الشرع بجوز زجره وتادیبه وامّا قوله تعالی واما السائل فلا تنهر فهذا فی حق السائل للحاجة فان من کان
تو اوسکو زجر اور تادیب جایز ہی اور ہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑک سو یہہ حاجتمند سائل کا حق ہی بیشک جو شخص
یسئل لفاقة وحاجة وکان سواله علی وجه الشرع یکون زجره معصیة لکونه یرید الاخرة علی ما قال ابراهیم النخعی
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ایسی کا زجر گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی
ان السائل یرید الاخرة الی باب احدکم فما تبعثون شیئا الی اهلیکم وقال ابراهیم بن ادهم نعم القوم السوّال یحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچھ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتے ہین کیا خوب لوگ ہین مانگنی والی ہمارا
زادنا الی الاخرة فاذا کان کذلک لا ینبغی ان یرد محروما بل ینبغی ان یعطی له شیئا قلیلا وان کان قلیلا خفیفة ان یکون
توشہ آخرت مین اوٹھا لیجاتی ہین جب حال یہہ ہی تو لایق نہین ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچھہ نہ کچھہ دیا چاہئی اگرچہ تھوڑا ساہو دی باین خوف شاید کہ
صادقا فی اظهار الحاجة فیهلک من برده محروما واذا قدر علی اعطائه شیئا واما اذا لم یقدر علی اعطائه شیئا فینبغی
کہ اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پھر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹا دیوی اگر کچھہ دی سکتا ہی اگر کچھہ دینی کا مقدور نہی نہین تو لایق یون ہی کہ اچھی نرم بات کہکر
له ان یرده برد جمیل من القول ولا یزجره ولا یغلظ له القول الا اذا الح علیه فحینئذ یجوز زجره وتغلیظ القول
ہٹا دی نہ جھڑکی اور نہ سخت بات کہی ان اگر وہ الحاح کری جانکی تو جھڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی
علیه کما قال بعض العلماء اذا سئل فقیر من انسان شیئا فرده برد جمیل من القول ثم الح علیه الفقیر یجوز ان
چنانچہ بعضی علماء کہتی ہین جب فقیر کسی شخص سی کچھہ مانگی پھر وہ اوسکو اچھی بات سی ٹلا دی پھر فقیر وہین گڑ گڑائی جاوی تو جھڑک دینا
یزجره ویغلظ علیه القول بان یقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالی ولا تؤذ الناس بالحاحک فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگون کو کیون ستاتا ہی بیشک الحاح
ممنوع ولذا السائل الذی یسئل فی المسجد ویؤذی الناس یتخطی رقابهم لا ینبغی ان یتصدق علیه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد مین مانگتا ہو اور نمازیون کو ستاکر گردنون پر کوا چلتا ہو تو ایسی کو دینا اچھا نہین اسلئے کہ یہہ مسجد مین گناہ کی
له علی الاثم فی المسجد کما قال قاضیخان فی فتاواه لا ینبغی ان یتصدق علی السائل فی المسجد الجامع لان ذلک
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی بہتر نہین کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیون کہ نمازیون کی ستانی کی
اعانة له علی اذی الناس وعن ابی نصر العیاضی انه قال من اخرج السوّال من الجامع ارجوان یغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجھکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی
باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ایوب انه قال لو کنت قاضیا لم اقبل شهادة من یتصدق علی السائل فی
اور نکو جو مسجد مین سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تھا اگر مین قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا
المسجد وعن ابی بکر بن اسمعیل انه قال فلس واحد یحمله الی سبعین فلسا یکون تلک السبعین کفارة لذلک
اور ابی بکر بن اسمعیل سی روایت ہی کہ کہتا تھا ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی جاہئین تا کہ وہ ستر اس ایک پیسی کی کفارہ ہون
الفلس الواحد وعن ابی مطیع البلخی انه قال لا یحل للرجل ان یعطی سوّال المساجد لما فیه من الوعید فان کان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تھا کہ مسجدون کی سائلون کو دینا کسیکو حلال نہین ہی کیونکہ اسمین وعید آئی ہی پس اگر سائل

الناس لا یتخطی رقاب الناس ولا یمر بین یدی المصلی ویسئل لا مرکذا منه ولا یسئل الحاف فلا باس بالسوال والتصدق

لوگون کی گردنون پر نہ جاتا ہو اور نہ نمازیون کی سامنی کو پہر تا ہوا ور امر ضروری مین سوال کرتا ہو اور لحاح نکرتا ہو تو بیجہ مضائقہ نہین مانگنی کا اور نہ دینی کا

علیه لما روی ان السوال کانوا یسئلون علی عهد رسول الله علیه الصلوة والسلام فی المسجد حتی روی ان علیا

کیونکہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین ہی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تہی ۔ یہان تک کہ روایت ہی کہ علی رضی

تصدق بخاتمه وهو فی الرکوع فمدحه الله تعالی بقوله ویؤتون الزکوة وهم راکعون وذکر فی نصاب الاحتساب

عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹہی دیدی اور اللہ تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا ہی اور دیتی ہین زکوۃ اور وہ نوری ہین اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی

ان القاضی سئل عن التصدق علی سوال المسجد الجامع فی وقت الخطبة وقبلها هل یجوز ام لا فقال اما فی الخطبة

کہ قاضی ہی کسی نی حال صدقہ کا جو جہا مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جایز ہی یا نہین قاضی نی جواب دیا

فلا یجوز التصدق بحال من الاحوال وان خیف الهلاک علی السائل لان فی وقت الخطبة لا یجوز الصلوة التی هی

خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت مین جایز نہین ہی اگرچہ سائل مرتی لگی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز ہی جایز نہین ہی جو تمام عبادات مین

راس العبادات واساسها ولا التسبیح والتهلیل وقراءة القرآن فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهی علی

عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان اللہ پڑہنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور نہ خطبہ سی پہلی اسکی

وجهین ان کان السائل یلزم مکانه ولا یدور من صف الی صف ولا یتخطی رقاب الناس فالتصدق علیه یجوز

دو حال مین اگر سائل اپنی جگہ بیٹہا ہوا ہی صفون کو چیرتا نہین پہرتا اور نہ نمازیون کی گردنون پر کودتا ہی تو ایسی کو دینا جایز ہی

ویثاب علیه واما اذا کان یتخطی رقاب الناس فالتصدق علیه حرام ومن تصدق علیه یشارکه فی وزره

اور ثواب ہی اور اوہ سائل جو نمازیون کی گردنون پہ کودا ہوا سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ مین

الذی یعتریه من المرور بین یدی المصلی وتشوش فی القراءة ولخطی رقاب الناس فروی انه علیه الصلوة والسلام

جو اسپر مصلیون کی سامنی سے پہونیسی اور قراءت مین خیال جانی سی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمین شریک ہوگا اور روایت ہی کہ نبی

قال اذا کان یوم القیامة ینادی منادٍ لا یقم احد الا الله فلا یقوم الا سوال المساجد لان المساجد انما بنیت

فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سنو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاؤ سو سوا مسجد مسجد کی منگتون کی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجدین صرف نماز

للصلوة والذکر لا للمسئلة والشکایة من الله تعالی فان الانسان اذا جاء دار فلك وهو جالس مع اصدقائه

اور یاد الہی کی واسطے ہی بنی ہین گدائی اور اللہ تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطے نہین ہین بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار مین جاوی کہ وہ اپنی دوستون مین بیٹہا ہو

فشکی منه بین یدی اصدقائه فانه یغضب علیه لا محالة فکذلك ههنا فعلی هذا کان القیاس ان لا یجوز

پہر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسی ہی یہان اسکی موافق قیاس مین یون آتا ہی کہ مسجد کی

التصدق علی سوال المساجد لما ذکرنا من المنقول والمعقول لکن استحسن فی السائل الذی یسئل لحاجة

منگتون کو صدقہ دینا ہرگز جایز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہو چکی ہین لیکن ایسی سائل کی کہ جو حاجتمند ہو وی

ولا یتخطی رقاب الناس ولا یسئل الحافا بالنصوص العامة فی التصدق وفی حق السائل والحاصل ان السوال

اور نمازیون کی گردنون پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جایز ہی کیونکہ نصوص عمدہ قرآن مین اور سائل کی حق مین عام ہین خاص نہین ہی کہ سوال مین

قد ورد فیه ما یدل علی جوازه وما یدل علی عدم جوازه فیکون قسمین احدهما جائز فیحمل الاعطاء علی ما جاز

دونو طرح کی روایات ہین بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جایز سو اوسمین دینا بہی جایز ہی

والآخر غیر جائز فلا یجوز الاعطاء لاجله واذا لم یعلم حال السائل هل یسئل عن حاجة

اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بہی جایز نہین اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

او غير حاجته ولم يظهر منه ما يخالف الشرع ينبغي للمؤمن ان لا يرده
یا مفتی ہی اور کوئی حرکت اوس سی خلاف شرع ظاہر نہووی تو مؤمن کو لازم ہی کہ ایسی کو محروم نہ
محروما اذا قدر على اعطائه شيئا واحتمال ان يكون محتاجا فلا يقدم من يرده
جانی وی اگر کچھہ دینے کی مقدور رکھتا ہی شاید وہ محتاج ہو پھر محروم رکھنا اچھا نہیں ہی
محروما اذا قدر على اعطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسؤال
اگر کچھہ دینے کی مقدور رکھتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ ماری بھوک کی ناتوان ہوگیا کسینے کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا تجھکو
حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على اعطائي فيهلكهم الله تعالى
تو اس حالت میں سوال کرنا حلال ہی اوسنی کہا مجھکو یہہ ڈر ہی کہ میں لوگونسی مانگوں پھر وہ باوجود مقدور کی محروم رکھیں اور اسپر اوکو اللہ تعالی ہلاک کرڈالی
ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم
پھر یہہ سمجھنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس میں لوگون سی کوئی شی طلب کرین تو یہہ اونکو حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمائی ہی
والطاعات سواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم وعن السؤال للمذموم هذا قيل لا خذ كثير كما يفعل في دعوة العرس
برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کرین یا غیر کی واسطی اور ایکی لئی ہمکا سوال یہہ ہی کہ تہوڑا لیکر دیدے بہت سا لینا جانچہ عرس اور ختون کی دعوت
والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيه نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام
میں ہوتا ہی اور ولیمہ غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پھر یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ
قال لابي بكر ولابي ذر وثوبان لا تسئلوا احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عند سقوط
ابوبکر اور ابوذر اور ثوبان سی فرمایا کسی کچھہ نہ مانگنا اگر چھڑا کوڑا گر پڑی اور ابوبکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگون کی
سوطهم الى اجمع ما يكون من الناس ولا يقولان لمن شاء عندهما ناولونيه فقد هذا على ان حرمة السؤال لا تقصر
بیچ میں وہ تہہ سی گر پڑتا تو اونکو اوٹھانی کسی پیادہ یا سی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچھہ حال پر منحصر نہیں ہی
على سؤال المال بل تعم الاستخدام وسؤال النفقة عن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير
بلکہ خدمت لینی کو بھی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بھی ایسی شخص سی کہ اوسمیں حقدار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو
فاما في نفسه فيجوز استخدامه للتهذيب والتاديب وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح
ہان اگر اپنا کچھہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور ضرور سی خدمت لینی جایز ہی اور اپنی بالغی ہی
داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسر الله تعالى عملا موافقا لمرضاته
گہر کے اندر کی کاروبار میں اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق انعم المماليك على المولى وغيره من

چہترون مجلس غلامون کی حقوق مین مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق
اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہنا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب عمل ما لا من
یہہ حدیث صحاح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہوی کہ مملوک کی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت
فقد شرع ما يكفيه وسوى بقدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من العمل الا ما يطيق لانه لما ملك فكأنه
اوپر شرع احوالق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہین چاہیئی کہ کاروبار مین ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکہتا ہو سوا اوسکی کہ

الكريم لا يكلف نفسا الا وسعها وقد روى عن علي بن ابي طالب انه عليه السلام قال في خطبته بايها الناس
اپنی کتاب بزرگ میں فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ میں فرمایا ای لوگو
الله الله فيما ملكت ايمانكم فاطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون ولا تكلفوهم ما لا يطيقون فانه لحم ودم
ڈرو اللہ سی ڈرو اللہ سی اپنی غلام لونڈیوں کی حق میں اونکو کھلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہ ہوسکی کیونکہ وہ بھی گوشت اور خون
وخلق امثالكم فمن ظلمهم فانا خصمهم يوم القيمة فالله حاكمهم وفي حديث آخر انه عليه السلام قال اخزنكم
تمہاری مثل پیدا ہوئی ہیں پھر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو میں اونکا دشمن ہونگا اور اللہ اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری
جعلهم الله تعالى تحت ايديكم فمن جعل الله تعالى اخاه تحت يديه فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا
خدا نی اونکو تمہاری ماتہت تلی کر دیا ہی سو اللہ تعالی نی جسکی ماتہت تلی یعنی فرمان بردار بھائی کو کر دیا ہی تو اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ
يكلفه من العمل ما يغلبه فان كلفه ما يغلبه فليعنه عليه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان المماليك
اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ مملوک
من العبيد والاماء اخوان لمالكهم اما من جهة كونهم من بني ادم او من جهة كونهم مسلمين فمن كان
غلام لونڈیاں اپنی مالکوں کی بھائی ہیں یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہیں یا اس جہت سی کہ مسلمان ہیں پھر جسکی ماتہت تلی اوسکا بھائی ہووی
اخوه تحت يده يجب عليه ان يطعمه مما ياكل ويلبسه مما يلبس ولا يكلفه من العمل الا ما يتمكن ان يخرج
تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وتنا ہی کام کہی جسکو وہ بہکتا سکی
من عهدته ويطيق ان يدوم عليه لا على ما يطيق عليه يوما او يومين او اكثر ثم يعجز عنه بل ان كلفه امرا
اور اوسکو ہمیشہ کر لیا کری ایسا کام نکہی کہ ایک دو دن یا کچھ زیادہ کر کر پھر تھک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی
صعبا يعينه عليه ولا يجمع عليه عملين او اكثر مثل ان يامره بالخبز والطبخ والغسل فلا روى ان رجلا دخل
تو اوسکی مدد کری اور دو کام بانا دیوہ اوسپر نہ ڈالی مثلاً اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی
على سلمان وهو يعجن فقال يا ابا عبد الله ما هذا فقال بعثت الخادم في شغل فكرهت ان اجمع عليه
پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد اللہ یہہ کیا ہی جواب دیا میں غلام کو ایک کام بھیجا ہی مجکو پسند نہیں آتا کہ اوسپر دو کام
عملين وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال لا يدخل الجنة سيء الملكة والمراد بسيء الملكة من يسيء
ڈالدوں اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت میں نہیں جاویگا اور مراد برا مالک سی ہی شخص کہ اپنی غلاموں کی
مملوكه وذكر في كتب الفقه ان المولى يجب عليه نفقة مملوكه فان ابى عن الانفاق عليه فان كان المملوك
ساتھہ برائی کری اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پھر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر
قادرا على الكسب يؤمر المولى ببيعه لما روى عن ابي ذر انه عليه السلام قال من لا عمل من مملوكيكم فاطعموهم
کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچدال کیونکہ ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق نہو تو اوسکو اپنی کہانی میں سی
مما تاكلون واكسوهم مما تكسون ومن كان لا يلائمكم منهم فبيعوهم فلا تعذبوا خلق الله تعالى يعني ان من كان من
کہلاؤ اور اپنی کپڑہیں سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہوا اوسکو بیچدو اللہ کی بندوں پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جو نسا
مملوكيكم موافقا لكم فاحسنوا اليهم ومن لم يكن منهم موافقا لكم فبيعوهم ولا تعذبوهم وذكر الفقيه ابو الليث
غلام تمہاری موافق ہووی تو اوسکی ساتھہ سلائی کرو اور جو تمہاری موافق نہیں ہی تو اوسکو بیچدو اللہ کے بندوں کو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث
في التنبيه عن عطاء بن يسار ان بادر ضرب وجه غلام له فاستعدى عليه النبي عليه السلام قال لا تضرب
تنبیہ الغافلین میں عطاء ابن یسار سی روایت کرتی ہیں کہ ابوذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمان کی منہہ پر مت مارو

(یکسب ویتفق علی نفسه وان لم یکن قادرا علی الکسب)

وجوم المسلمين واطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون فان رايتموهم فبيعوهم وروى عن ابى مسعود الانصارى
اوڑھاؤ جوم کہلاؤ جوم کھاتی ہو اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو پھر اگر وہ تمہاری ساتھ زیادتی کریں تو انکو بیچ ڈالو اور ابو مسعود انصاری سے ہی
انه قال كنت اضرب غلاما لى فسمعت من خلفى صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه
کہ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی غلام کو مار تا تھا سو میں نے پیچھے سے ایک آواز سنی سمجھ لی ابی ابو مسعود اللہ تجھپر بہت قوی تا ہی بہ نسبت تیری اس غلام پر
فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لولم تفعل للفحتك
میں جو اد پھر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں عرض کیا یہ واسطے خدا کی آزاد ہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو یوں نکرتا تو البتہ تجھکو
النار او لمستك النار وفى حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا
آگ پہنچتی یا یہہ فرمایا بیشک تجھکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث میں ہی ابن عمر کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے اپنی غلام کو نا حق حد ماری
لم يات له او لطمه فان كفارته ان يعتقه يعنى ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعله او لطمه فالتر ذلك
یا طمانچہ مارا تو اسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کردی مراد یہہ ہی کہ جسنے اپنی غلام کو خطا کی پہا مارا جو اوس سے نہیں ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس پر کفارہ واں
الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبى عليه السلام
بدون آزاد کئے نہیں جاتا یہہ اوس صورت میں ہی کہ اوس سے خطا نہوئی ہو اور اگر اوسنے خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نے اجازت دی ہی
فى تاديبه بقدر ذنبه وان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغى ان لا يبلغ حده اقل الحد واقله اربعون
کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا چاہئے کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ حد سے کم ہو حد کی کم سے کم چالیس درہ ہیں
سوطا وحد العبيد والاماء فى القذف والشرب فينبغى ان يكون التعزير عند ابى حنيفة اقل من ذلك
اور یہہ حد غلام لونڈیوں کی ہی گالی دینے اور شراب خواری میں اب سزا واسطے یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تعزیر اس مقدار سے کم ہو
بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذا قل منها لا يقع الزجر فيضربه
یعنی زیادہ سے زیادہ انتالیس درہ ہوں اور کم سے کم تین درہ اور کم سے کم تعین اسلئے ہیں کہ اس سے کمتر میں کچھ دہمکی نہیں ہوتی بہتر ہیں سے ایکر
منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه يزجره لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه
انتالیس تک اختیار ہی جتنی میں دیکھے کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ ماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری
اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغى له عند غضبه عليه
اسواسطے کہ غصہ میں شاید کہ گناہ سے زیادہ مار بیٹھے پھر اوس بڑھتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہووی بلکہ چاہئے کہ جب غلام پر کسی
بجرم وخيانة ان يتفكر فى معاصيه وجنايته على الله تعالى وتقصيره فى طاعة الله تعالى ويرى تقصير مولاه
جرم اور خیانت سے غصہ آوی تو فکر کری کہ میں اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہیں اور طاعت الہی میں کیا کیا قصور کیا ہی پھر مولک کی تقصیر
فى خدمته ناشيا عن تقصيره فى خدمة خالقه ويعفو عنه فى اليوم والليلة سبعين مرة لما روى عن عبد الله
اپنی خدمت میں دیکھہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن میں اوسکی ستر خطائیں معاف کردیا کری اسواسطے کہ عبد اللہ
بن عمر ان رجلا جاء الى النبى عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت
بن عمر کی روایت ہی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر پوچھا یا رسول اللہ ہم خادم کو کہی بار معاف کردیا کریں آپ چپ ہورہی اوس نے دوبارہ عرض کیا آپ پھر چپ ہورہی
فلما كانت الثالثة قال اعفوا فى كل يوم سبعين مرة وفى حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب
پھر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی
احدكم خادمه فتذكر الله تعالى فليمسك اى يخبى عنه بالعفو ويتذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على زلة
اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہئے کہ باز رہی یعنی معاف کرکی انگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکو ادنی لغزش

ونسيان ولا على كسر الاناء لما روى عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر اناء كم
اور بھول پنہ ماری اور نہ برتن ٹوٹنی پر ۔ ماری کیونکہ کعب بن عجرہ سی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اپنی لونڈیون کو برتن توڑنی پر مت مارا کرو
فان لها اجالا كاجال الناس وفى حديث آخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تضعبوا ولا تسخطوا فى
کیونکہ برتنون کی بھی عمر ہوتی ہی جیسی آدمیون کی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی صعق کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برتن توڑنی پر غصہ مت کرو اور مت بیچو
كسر الانية فان لها اجال الانس وقد حكى ان ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستعجل جارية له بالعشاء
بیشک برتنون کی عمرین ہین انسانون کی سی اور حکایت ہی کہ میمون ابن مہران کی پاس مہمان آگیا اوسنی جلدی سی لونڈی کی ہاتھہ شام کا کھانا منگایا
فجاءت مسرعة وفى يدها قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتها على راس سيدها قال سيدها احرقتنى بالجارة
وہ بھاگی آئی اور اوسکی ہاتھہ مین پیالہ گرم گرم کھانیکا بھرا ہوا تھا سو پیسل کر گر پڑی اور وہ کہنا مولی کی سر پر گر گیا مولی نی کہا ای لونڈی تونی مجھکو جلا دیا
فقالت يا جارية يا معلم الخير ويا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال ما يقول الله تعالى قالت يقول
وہ لونڈی بولی ای معلم الخیر اور ای مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہی مولی نی کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہی بولی فرماتا ہی
والكاظمين الغيظ قال كظمت غيظى قال نرد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت
اور دبا یتی ہین غصہ میمون نی کہا میںنی اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہی اور معاف کرتی ہین لوگون کو میمون نی کہا میںنی تجھکو معاف کیا
عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل للاحنف
لونڈی نی کہا اللہ تعالی فرماتا ہی اور اللہ چاہتا ہی نیکی والون کو میمون نی کہا تو اللہ کی خاطر تو اسکی آزاد ہی اور احنف بن قیس سی
بن قيس ممن تعلمت الحلم قال من قيس بن عاصم انه كان فى داره جالسا اذ اتت جارية بسفود عليه شواء فسقط
کسینی پوچھا تو نی حلم کس سی سیکھا ہی کہا قیس بن عاصم سی وہ اپنی گہر مین بیٹھا تھا اچانک اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لیکی ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکی اوپر سی
من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يتكن روعك هذه الجارية الا العتق فقال
چھوٹہ کر قیس کی بیٹی پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پھر وہ مر گیا اسمین وہ لونڈی ہوبچارہ گئی پھر قیس نی کہا اس لونڈی کا خوف بدون ازاد ہوئی نہین جاویگا پھر کہا
انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا باس عليك وروى عن ابى امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب لعلى
ای جاریہ تو اللہ تعالی کی خاطر آزاد ہی ڈر کی مت اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حضرت علی کو ایک غلام دیا
غلاما فقال له لا تضربه فانى نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلى فانه عليه السلام اشار فى
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھکو نماز گی مارنی سی ممانعت ہوئی ہی اور مینی اسکو نماز پڑہتی دیکھا ہی بیشک نبی علیہ السلام نی احادیث مین اشارہ
هذا الحديث ان المصلى اذا فى غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وروى عن الحسن البصر
مزا کا کہ ماری اکثر ایسی خطا نہین کرتا جسمین مار کہا وی اسلئی کہ نماز فحشا اور منکرات سی بچا رکھتی ہی اور حسن بصری کی روایت ہی
انه سئل عن مملوك يرسله مولاه فى حاجة وتحضره صلوة المجاعة او الجمعة بائى ذلك يبدأ قال بحاجة مولاه
کہ اونسی کسی نی حال غلام کا پوچھا کہ اوسکو مولی کسی کام کو بھیجی اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوی تو اب کیا کری جواب دیا مولی کا کام
قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان فى الوقت سعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتها فلا يجوز له
فقیہ ابو اللیث کہتی ہین یہہ جب ہی کہ وقت مین گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پہر نماز کی وقت سی تاخیر
تاخيرها عن وقتها لما روى انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق وذكر فى المظهر ان السيد
جایز نہین ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا خدا کی گناہ مین بندہ کی تابعداری نہین ہی اور مظہر مین مذکور ہی کہ مولی کو
لا يجوز له ان يمنع عبده عن اداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا ادى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
جایز نہین ہی کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظر سی فرایض الہی ادا کرنی سی اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکی تو اوسکو جایز نہین ہی

له ان یترك خدمة سیده وینشتغل بعبادة غیر واجبة علیه الا ان یاذن له سیده فیها حتی لو احرم
کہ مولی کی خدمت چھوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اوسکا مولی اجازت دیوی تو مضائقہ نہیں یہانتک کہ اگر غلام نے حج کی
للحج بغیر اذن سیده کان یجوز للسید ان یخرجه من الاحرام ویمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة
نی احرام باندہا تو مولی کو جایز ہی کہ اوسکو احرام مین سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دی اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسکی خدمت مولی کی فوت ہوگئی
سیده کان یکون اثما وکذا یجوز لسید ان یمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا یجوز له ان یمنعه
تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جایز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جایز نہیں ہی کہ نشہد اور الحمد
عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سور من القرآن وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة
اور چند سورتین قرآن کی اور فرایض نماز روزہ کی نہ سیکھنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہین
لا یجوز لهما الهما بخلاف غیرها وینبغی للعبد ان یغتنم ایام مرقته لما روی انه علیه السلام قال اذا نصح العبد سیده
انکا ترک جایز نہین ہی اس سی علاوہ کا ترک مضائقہ نہین اور غلام کو چاہئی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام اپنے
واحسن عبادة ربه كان له اجران مرتين وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال نعم المملوك ان یتوفاه الله تعالی
اور عبادت اپنی رب کی اچھی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچھا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی
یحسن عبادة ربه وطاعة سیده نعماله وقد روی انه علیه السلام قال فی وعید لابق من مولاه اذا
کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچھی کرگیا اوسکیلئی نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق مین جو مولی سی بھاگ جاوی فرمایا جبتک پھر نہ جاوی
ابق العبد لم یقبل له صلوة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ایما عبد ابق برئت منه الذمة وینبغی
تو اوسکی نماز قبول نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بھاگ جاتا ہی اوس سی ذمہ خالی ہی اور مولی کو
للمولی اذا طالت مدة مملوكه فی خدمته ان یعتقه لعله یتوب به مما بقی علیه من حقوقه ومظالمه رجا
لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہوجاوی تو اوسکو آزاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب سی اوسکی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی
براس ولعل الله تعالی یعتق بكل عضو منه عضوا من لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال
شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو آزاد کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالی بكل عضو منه عضوا من النار حتی فرجه بفرجه وفیه اشارة الی استحباب اعتاق کامل الاعضاء بان لا یکون مجبوبا او خصیا اتماما للمقابلة اذ فهم منه انه تعالی
جسنی غلام مسلمان آزاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا یہانتک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمین یہ اشارہ ہی
کہ آزاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہون ایسا نہ ہو کہ خصیہ ہو یا خوجہ ہو تاکہ پورا مقابلہ ہوجاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یون معلوم ہوتا ہی
یعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوكه من الرق وكذلك قیل المستحب ان یعتق الرجل
کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی آزاد کریتا ہی بدلہ اوسکی آزادگی شرمگاہ غلام کی غلامی سی اسلیئی کہتی ہین کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام آزاد کیا کری
عبدا والمراة امة تحقیقا للمقابلة وكذا ینبغی للسید اذا اتی مملوكه بطعام قد اصلحه ان یقعده معه
اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہوجاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتھہ دستر خوان پر بٹھالی
علی الخوان وان لم یقعده یعطیه لقمة ویقول له كل هذه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
اور اگر نہ بٹھاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی اور کہدی کی کہالی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا صنع لاحدكم خادمه طعاما ثم جاء به وقد ولی حره ودخانه فلیقعده معه فلیاكل وان
جب تمہاری نبی غلام کہانا پکاوی پھر لیکر آوی اور بیشک اوسنی گرمی اوٹھائی اور دہوان کہایا تو چاہئی کہ اوسکو کہانی کو ساتھہ بٹھالی اور اگر

كان الطعام مشفوها قليلا فليضع في يده منه اكلة او اكلتين وفي الفتاوى رجل لا ينفق على عبده
کہانیوالی بہت ہوں اور کہانا تھوڑا ہو تو اوسکی ہاتھ پر اوسمین سی ایک یا دو لقمین رکھدی اور فتاوی مین ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہین اوٹھاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا يأكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او ضعفه
اگر وہ غلام کماسکتا ہی تو مولی کی مال مین سی اوسکی بی رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہین سکتا یا مولی کمانی نہین

مولاه عن الكسب يجوز له ان يأكل من مال مولاه بلا رضاه ولامة تاكل مطلقا روي عن ام سلمة رض
دیتا تو اب جایز ہی کہ مولی کی مال مین سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہا یکری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة
کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت مین فرماتی تھی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی مماليک کو نماز کی ساتھہ ملاکر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعليم الدين واجب
اونکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ مالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکھنی کی مالکون نی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبيده واماءه قدر ما يكفيهم كذلك
ایسی واجب ہی جیسی او نپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلامون اور لونڈیون کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء في هذا
ویسہ یہہ واجب ہی کہ سیکھادی اللہ تعالی نی کیا کیا فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ مین اکثر علماء نی چھوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون
عوام کو کیا رونین بیشک غلام لونڈیان اس زمانہ مین دین سیکھنی کا ارادہ ہرگز نہین کرتی بلکہ بخرمقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عندهم حيوان بهيمي لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعي
دنیوی کی پچہ ارادہ نہین کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہین اونکی ذمہ احکام شرعی نہین من بیشک اس زمانہ مین اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و
دعوی کرتی ہین اونکی پاس غلام لونڈیان ہین پہر اونکو نہ کسی واجب کا حکم کرتی ہین اور نہ حرام سی روکتی ہین بلکہ غلام لونڈیون کو

الجارية في ملكه عدة سنين لا يصلي ان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات
اونکی ملک مین کئی برس گذر جاتی ہین کہ فرض نماز نہین پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جالتی

وهو يراهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما
اور دیکہا کرتی ہین اور کچہہ نہین کہتی اس خیال مین ہین کہ اونکا گناہ اونپر ہی مجہہ نہین ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہین کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ بھی پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة نادى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع
اور اوسی پوچہہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسئول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده واماءه يوم القيمة لا يتركهم كالبهايم
اور تمکو اپنی نگہبانی کی سب سی پوچہہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیون کی بھی پوچہہ ہوگی تو اونکو بیشتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط ديني ولا مزاجر شرعي بل يستلتهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم
بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کیون چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی مین باندہی اور احکام دینی مین گہیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا وقودها
اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنی گہر والون کو اوس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا وكيف ان يكون المراد ههنا هذا

اگرچہ اصل میں قرابت دار پر بولتی ہیں لیکن اتباع کو بھی کہتی ہیں اور کیا بعید ہے کہ یہاں عموم کی جہت سی

المعنى لعمومه فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبيده واماءه من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم

یہ بھی معنی مراد ہوں اس تقدیر کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی غلام لونڈیوں کو احکام دینی جسقدر او پر واجب ہیں سیکھا دیوی

ثم يامرهم باداء الفرائض والواجبات وينهاهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا

پھر اونسی فرائض اور واجبات ادا کرائی اور محرمات پر عمل کرنیسی منع کردی پہلی تو نرمی سی پھر اگر نہ مانیں

يغلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فمن لم يدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك يبيعه لانه ما دام

تو سختی و جبکا کر پھر بھی اگر باز نہ آویں تو مار کر پھر بھی اگر کوئی اونمیں سی طریقہ خوبی کا نہ لی تو اوسکو بیچڈالی اسلئے کہ جب تک اسکی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه لما قال قاضيخان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن

میں رہی گا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتی ہیں ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہی وضو نہیں کرسکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه ما دام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و

امام محمد سی کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہی اسلئی کہ جبتک اسکی ملک میں ہی تب تک اوسکا ذمہ دار ہی لیکن سمجھنا چاہئی کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

جایز ہی اگرچہ ایسی خطا کری کہ جسمیں حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمیں حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہیں ہی کہ مقدمہ پیش کری پر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم يترجر ببيعه ولو بثمن بخس

بیت کر حکم نہ دی اسپر حد جاری کری پھر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بیچڈالی اگرچہ کم داموں سستا

لما روي عن ابي هريرة رضه انه قال اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليجلدها الحد ولا يثرب عليها ثم ان

اسواسطے کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کری اور وہ ظاہر ہوجاوی تو اوسکو حد مارنی چاہئی اور اوسکو کچھ سرزنش نہ کری پھر اگر

زنت فليجلدها الحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبعها ولو بحبل من شعر وفي ذكر الامة على الاطلاق

دوبارہ زنا کری تو پھر حد مارنی چاہئی اور کچھ سرزنش نہ کری پھر اگر تیسرے دفعہ زنا کری تو اوسکو بیچڈالی اگرچہ بدرسیال کی رسی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنی میں

اشعار بان حدها منكوحة كانت او غيرها المجلد الا انه نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة

بہ اشارہ ہی کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ہو درجہ ہیں اتنا ہی کہ آزاد عورت سی آدہی بدلیل اس آیت کی پھر اگر یہ بھی نہ کانیں

فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب والمراد بالفاحشة في الآية الزنا وبالمحصنات الحرائر وبالعذاب

تو اونپر ہی آدہی مار جو بی بیوں پر مقرر ہی اور مراد لفظ فاحشہ کی اس آیت میں زنا ہی اور محصنات سی مراد آزاد عورتیں ہیں اور عذاب سی مراد

الجلد لا الرجم لانه لا ينصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان المولى اقامة الحد على مملوكه وقال

درتہ ہیں سنگسار کرنہیں ہی کیونکہ سنگسار کی آدہا نہیں ہی اور امام شافعی نی اسحدیث سی استدلال کیا ہی کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہی اور

الحنفيون ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاة وذكر منها الحدود والولاة جمع الوالي

حنفی کہتی ہیں کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہیں ہی یہ اس حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کی ہیں حدیث میں اونہیں میں حدود کو ذکر کیا اور والا جمع والی کی ہی

وهو اذا طلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التثريب

اور سکو بولی قید بولتی ہیں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہی جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سی لونڈیوں کو

عليها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير

بعد حکم دینی درہ زنی کی اسواسطی ہی کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہونی سی پہلی تثریب تھی یعنی جھڑکنا اور شرم دلانی

فيكون معنى الحديث لا يقتصر على تعييرها بل ليقم عليها الحد وقيل معناه لا تثريب عليها بعد اقامة الحد
تو معنی حدیث کی یہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نہ کریں بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہیں اسکی معنی یہہ ہیں کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہیں ہی
عليها وأما الامر ببيعها في الثالثة فلما فيه من ترك المخالطة مع الفساق واهل المعاصي فانقيل كيف يكره
اور ہاں حکم بیچنیکا تیسری دفعہ میں اسلئے ہی کہ اسمیں فسّاق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چھوٹتی ہی پھر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی
شيئا لنفسه ويرتضيه لاخيه المسلم مع انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب
کہ ایک شئی کو اپنی لئے پسند کری اور بھائی مسلمان کی لئی پسند نکری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی مؤمن نہوگا کوئی تم میں سی جبتک کہ پسند کری واسطی بھائی
لنفسه فالجواب انه يبيعها على قصد ان تستعف عند مشتريها بضبطها او بالاحسان اليها والتوسعة عليها
مسلمان کی جو پسند کری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی
وذكر في نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان يشتم مماليكه كل يوم وكل ساعة لا يقبل شهادته وان كان
اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلاموں کو ہر روز اور ہر وقت گالیاں دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبھی کبھی گالی دیتا ہو
احيانا تقبل لم يكن قذفا وان كان قذفا يسقط العدالة ويوجب الجلد لكن لا يضرب في الدنيا لان المولى
تو گواہی اوس صورت میں قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہیں رہتا اور درّہ مارنی آتی ہیں لیکن دنیا میں نہیں اسلئے کہ مولی پر
لا يعاقب في الدنيا بسبب عبده بل يضرب في الاخرة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من قذف
دنیا میں غلام کی جہت سی عقاب نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں گلیگی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی غلام کو
مملوكه وهو بري مما قال جلد يوم القيامة الا ان يكون كما قال وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه عن عامر الشعبي
گالی دی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن درّہ گلینگی الّا اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابواللیث تنبیہ میں عامر شعبی سی روایت کرتا ہی
انه قال استسقى رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل بيت فدعت المرأة خادمتها فابطأت
کہ ایک شخص نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی کہروالی نے لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی
فقد فيها فقال ذلك الرجل اما انك تستحقين لها يوم القيامة او تقيمن اربعة انها كما قلت فاعتقها
پھر بی بی نے اوسکو گالی دی پھر اوس شخصنے کہا تحقیق تم بیشک قیامت کی دن تیرکی حد لگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی پھر بی بی نے اوسکو آزاد کردیا
قال عسى ان يكفر هذا عنك هذا الحديث وان دل على ان قذف المملوك يوجب الحد لكن لا
اوس شخصنے کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد
يوجبه لعدم الاحصان فيه لان شرط الاحصان في حد القذف حرية والاسلام والعقل و
واجب نہیں ہوتی اسلئے کہ محصن نہیں ہی اسلئے کہ حد قذف میں احصان کی شرطین پانچ ہیں ازادگی اور اسلام اور عقل اور
البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم يوجد فيه واحد من هذه الشروط الخمسة لا يكون محصنا فقذفه
بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پھر جسمیں ان پانچ شرطون میں سی کوئی سی ایک ہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہیں ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہیں آتی
لا يوجب الحد بل يوجب التعزير البالغ غايته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابي حنيفة رحمه الله وعند ابي يوسف في
بلکہ بڑیسی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابوحنیفہ کی انتالیس درّہ ہین اور امام ابویوسف کی نزدیک ایک
رواية خمسة وخمسون وفي رواية تسعة وسبعون فان لم يضرب في الدنيا يضرب في الاخرة بسياط
روایت میں پچپن درّہ ہین اور ایک روایت میں اناسی درّہ ہین سو دنیا میں اگر نہ گلینگی تو آخرت میں سب کی سامنی آگ کی درّہ لگین گی
من النار على رؤس الاشهاد ومن يوجد فيه هذه الشروط الخمسة كلها يكون محصنا ويوجب قذفه الحد
اور جسمیں یہہ پانچون شرطین تمام موجود ہون تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وھو ثمانون سوطا للحر ونصفھا للعبد مع عدم قبول شھادتھما ولو بعد التوبۃ لقولہ تعالی والذین یرمون
یعنی اسی درّہ آزاد کی لئی اور ڈیڑھ سو غلام کی لئی اور گواہی بھی مقبول نہ ہوگی اگرچہ توبہ کریں بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہیں

المحصنت ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا واولئک ھم
قیدوالیوں کو پہرہ نہ لائی چار شاہد تو مار دو ان کو اسی چوٹ قہری کی اور نہ مانو ان کی کو ئی گواہی کبھی اور وہ ہی لوگ ہیں

الفسقون الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فانہ تعالی قد بین فی ھذہ الایۃ ان الذین یرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہوں نی توبہ کی اس پیچھی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہین پاکدامن عورتون پر

بالزنا ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء یتوجہ علیھم ثلثۃ احکام وجوب جلدھم وردّ شھادتھم وکونھم فاسقین الا
پہر نہین لاتی چار گواہ تو واجب ہی تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہین پہر اتنا ہی

انھم ان تابوا واقروا بالکذب وبراءۃ للقذوف واستعلموا منہ واصلحوا ما افسدوا من کسر العرض وھتک الستر
کہ اگر وہ توبہ کرین اور اپنی جھوٹ اور مقذوف کی برات کی قائل ہوون اور اوس ہی معاف کرالین اور جو خرابی کی تھی لوگون مین درست کرین یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

یرتفع عنھم الفسق للاستثناء الواقع فی الایۃ ولا یرتفع عنھم الجلد ولا ترد الشھادۃ عند العلماء الحنفیۃ والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا اسلئی کہ آیت مین استثناء واقع ہی اور درّہ معاف نہین ہو سکی مقبول ہو سکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان فی الایۃ تصریحا بترتیب الاحکام الثلثۃ علیھم بمجرد العجز عن اقامۃ البینۃ بلا اشتراط الکذب فی الحقیقۃ
کہ آیت مین صاف تینون حکم اوپر مرتب کر کہی ہین گواہ گذارنی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہین اور کچھ شرط نہین ہی کہ حقیقت اور نفس الامر مین

ونفس الامر ان القذف خبر یحتمل الصدق والکذب لانھم یھتکون ستر العفۃ بلا فائدۃ حیث عجزوا عن الاثبات
جھوٹ ہووی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکھتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کر کر کہ ثابت نہ کر سکی

کانوا فاسقین مستحقین للعقوبۃ التی ھی الجلد وردّ الشھادۃ وان کانوا صادقین فی نفس الامر اذ قال اللہ تعالی
فاسق ہو گئی اور سزاوار اوس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور ردّ شہادت اگرچہ واقع مین سچی ہی ہون اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا علیہ باربعۃ شھداء فاذلم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون فعلم من ھذا ان ملاحجۃ
کیون نہ لائی وہ اس بات پہ چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہان وہ ہی ہین جھوٹی اس سی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہ ہو سکی

علیہ فھو فی حکمہ تعالی کذب ولذلک رتب علیہ الحد لعدم الفائدۃ فی الاخبار بہ من الحسبۃ
وہ حکم الٰہی مین جھوٹ ہی اسی لئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر مین کوئی سا فائدہ نہین ہی نہ تنبیہ

والزجر والسیاسۃ بل ھو مجرد ھتک الستر وکسر العرض وھذا اذا کانوا صادقین فکیف اذا کانوا
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت مین ہی اگر سچی ہون پہر کیا کہون اگر

کذبین وھم یحسبون ھینا وھو عند اللہ عظیم ولھم فی الاخرۃ عذاب الیم نعم من رای رجلا یزنی
جھوٹی ہون اور سمجھتی ہین اوروہ اللہ کی ہان بڑی ہی اور واسکی لئی ہی آخرت مین دکھہ کی مار ہی ہان جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکھی

یحل لہ ان یقتلہ وانما لا یقتلہ لانہ لا یصدّقا انہ قتلہ لانہ راہ یزنی المجلس السابع والسبعون
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہین کرتا کہ ثابت نکر سکیگا کہ مین نی زنا کرتا تہا جبکہ کر قتل کیا ہی ستترویں مجلس

فی بیان حرمۃ اللواطۃ وعقوبتھا وغیرھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان مین اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجکو بڑی ہی بڑا خوف

اخاف علی امتی عمل قوم لوط ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ جابر وفیہ تنبیہ عظیم علی کون عملھم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی اور اسمین بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

من اعظم الذنوب وهذا عاقبهم الله تعالی بما لم یعاقب به امة من الامم وجمع علیهم من انواع العذاب ما لم
اعظم المعاصی ہی اسلیے اللہ تعالی نے اوکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سی کسیکو نہیں دیا اور اونپر کیسی قسم کی عذاب جمع کردی جو اور کسی
یجمعه علی غیرهم من بنی آدم وذکر قصتهم فی عدة سور من کتابه الکریم حتی یرتدع من علم الذین یعملون
بنی آدم پر۔ جمع نہیں کیا اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی
بالله والیوم الاخر اشد الارتداع ویحترزوا عنه وعن مبادیه کالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لاتے ہیں اس سی خوب باز آویں اور اوس سی اور اوسکی اسباب سی جیسا دیکھنا اور اوس سی بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منہ چومنا
الاحتراز ولا یقربوا منه ولا یجوموا حوله فضلا عن ان یفعلوه اذ قد روی ان طباع جمیع الحیوانات
خوب احتراز کریں اور اسکی پاس نہ بیٹھیں اور اسکی گرد نہ پھریں کہ نیکا تو کیا ذکر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کے اس عمل سی
یا باه الا الخنازیر والقرد وفی روایة الا الخنزیر والحمار فمن یمیل طبعه الیه یکون فی الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہی سوای سور اور گدہی کی ہر جنکی طبیعت اوسپر مایل ہووی تو وہ دنائت اور خساست
والخباثة مثل الخنازیر والقرد والحمار بل هو ادنی منها حالا لما روی انه علیه السلام قال الخنازیر والقرد
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدہی کی برابر ہی بلکہ اونسی بھی بدتر اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سور اور بندر
اعقل عند الله تعالی ممن یرتکب المعاصی وذلک لان من یرتکب المعاصی علی الاستمرار من غیر التوبة والاستغفار
اللہ کی نزدیک اوس سی زیادہ بیوقوف ہی شیا میں جو معاصی اختیار کرتا ہی اوسکی کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ کرتا رہتا ہی نی توبہ اور استغفار کی
یکون من الذین قال الله تعالی فیهم اولئک کالانعام بل هم اضل فانه تعالی شبههم بالبهائم فی کون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہی جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایی بلکہ اونسی زیادہ نی یا وہ کہ جنکو اللہ تعالی انکو چوپایہ سی تشبیہ دی کہ انکی دل و دماغ
متوجهة الی اسباب الدنیا ومقصورة علیها وعدم التفکر فیما یقرع اذانهم من الایات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہوکر اسی ہی ہو رہی اور اونکا بھیجہ فکر نہیں ہی اور اونسی شیکہ سنتے ہیں اور آیات سنتی ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو
جعلهم اضل منها لانها تدرک ما من شانها ان تدرکه من المنافع والمضار وتجتهد غایة جهدها فی جلب
اونسی بھی گمراہ نرہ ٹہرایا کیونکہ وہ نکو نہ سمجھتی ہیں جو اونکی سمجھ کی لایق ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں
ما ینفعها ویسلم ما یضرها وتتفاوت اصنافها وتتمیز من یحس الیها ممن یسیئ الیها وهؤلاء لیسوا کذلک حیث لا یمیزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہہ منفعت
بین المنافع والمضار ویجتهدون غایة جهدهم فی جلب ما یضرهم وسلب ما ینفعهم ولا ینقادون لربهم ولا یعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کھونی پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمان برداری نہیں کرتی اونسے اونکی احسان
احسانه الیهم من اساءة الشیطان الذی هو عدو هم ویقدمون علی العذاب الالیم ولا یقدمون علی
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں
النعیم المقیم ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم
اور ہمیش دائمی کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وی لوگ آخرت سی
غافلون یعنی انهم یعلمون ظاهرا حقیرا خسیسا من الدنیا وهو ما یشاهدونه من زخارفها ولذاذها وسائر
غافل نہیں رکھتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سی یہہ ہی حقیر بی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور وہ ہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام
احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الاخرة التی هی مطلب الاعلی والمقصد الاقصی غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سی جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا یخطرونها ببالهم ولا یدرکون من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها ولا یتفکرون فیها حتی یحصل لهم علم بها

اسکا خیال دلمین نہین لاتی اور دنیا کی حالات مین سی اوسپر نظر نہین ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسپر فکر کرتے ہین تاکہ اوسکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلک العلم لا یحصل

کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور اراده اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاه

الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فی احوالها المتغیرة وهم قصروا النظر علی الظواهر الخسیسة کالبهایم ولم یتفکروا فی

کرنیکی مصنوعات مین اور بغیر فکر کرنیکی بدنی حالات مین حاصل نہین ہوسکتا اور اونہون نی ڈنگروں کی طرح صرف ظاہر ہی حقیقت پر نگاہ کرکہی ہی

عجائب صنعه تعالی لیستدلوا بها علی وجوده وصفاته التی یتوقف علیها وجود الممکنات فیعلموا ان ما اخبر به من امور

اور عجائبات صنع الہی مین فکر نہین کرتی تاکہ اوسکی وحدانیت پر استدلال کرسکین جسپر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کرین کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممکنة یلزم شوبها وکون المکلفین فیها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر بحکم صدور الاعمال

آئی ہی امور ممکنہ ہین انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمین دو قسم پر ہین اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت مین اور ایک قسم دوزخ مین پہر بیشک سب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصی والتجبر فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جمیعا بل قد قیل فساد

آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا تو اسکا علم فاسد ہی یا اسکا قصد فاسد یا دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہین

القصد من فساد العلم فان من علم ما فی المضار من المضرة حقیقة العلم لا یمیل الیه الا تری ان من علم

قصد کا فساد بھی علم کی فساد مین سی ہی اسلیئے کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز مین نقصان ہی تو اوسپر ہرگز رغبت نہین کرتا تو دیکھتا نہین کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذیذ انه مسموم لا یقدم علیه فعلی هذا ان الایمان الحقیقی هو الذی یحمل صاحبه علی فعل

کہ فلانی لذیذ کہانی مین زہر ملا ہی اوسمین اپنہ نہین ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی ہی جس سی آدمی صفت اخروی کو اختیار کری

ما ینفعه فی الاخرة وترک ما یضره فیها فاذا لم یفعل ما ینفعه فی الاخرة ولم یترک ما یضره فیها لا یکون ایمانه حقیقیا

اور مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہین ہی پہر اگر آدمی نہ تو صفت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہین ہی

بل لسانیا لا قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقة الایمان حتی کانه یراها لا یسعه طریقها الموصلة الیها فضلا

بلکہ زبانی ہی دلی نہین کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہہ رہا ہی تو ایسا راہ نہین چلیگا جو اوسپر لیجاوی اور سعی کرکر

عن ان یسعی فی خولها والمؤمن بالجنة حقیقة الایمان حتی کانه یراها لا یهمل عن طلبها بل یسعی فی دخولها

داخل ہونیکا تو کہان مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب مین سستی نہین کریگا بلکہ سعی کرکر داخل ہوگا

وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه فی امور الدنیا من دفع ما یضره وجلب ما ینفعه فعلی هذا کل من اعتاد

اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار مین لگتا ہی تو اپنی دلمین سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بات کی ہر ایک موافق

ان یعمل عمل قوم لوط لا یکون ایمانه حقیقیا بل لسانیا لان جرمه لا یشبه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء

جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑ جاوی تو اسکا ایمان حقیقی نہین ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤنسی نہین ملتی اسہی لیئے اسکی حد مین علماء کو اختلاف ہی

فی حده فذهب قوم الی ان الفاعل یحد حد الزنا فانه ان کان محصنا یرجم وان لم یکن محصنا یجلد مائة جلدة

ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کرین اور اگر محصن نہین تو سو درہ مارین

وهو قول الشافعی وابی یوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصری وعطاء والنخعی وقتادة والاوزاعی وذهب قوم

اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتاده اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الی انه یرجم محصنا کان او غیر محصن وکذا المفعول به وهو قول مالک واحمد واستدلوا علی ذلک بان الله تعالی

کہ سنگسار کرین محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اوسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ اللہ تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم كما قال فی محكم تنزيله وامطرنا عليهم حجارة من سجيل فجاء استدلال ان شريعة
نی قوم لوط کو پتھراؤ سے ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب مبین فرماتا ہی اور برسائی ہمنی اوپر پتھریاں کہ کنکر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتین

من قبلنا شريعة لنا اذا قصته بلا انكار ولم يظهر نسخها وقد حكيت بلا انكار ولم يظهر نسخها بل روی انه عليه السلام
یعنہ ہماری شریعت ہی اگر اوسکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اوسکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکاری اور اسکا نسخ ہی ظاہر نہین ہی بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق عليه الصحابة وان اختلفوا فی كيفية قتل
فرمایا جسکو دیکھو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول بہ دونو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہین اگرچہ طریقہ قتل مین مختلف ہین کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوهم ابوبكر وعلی وعبد الله بن زبير وهشام بن عبد الملك ويروی عن ابی بكر انه قال اهدم
چار خلفا نی اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابو بکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابو بکر سی یہہ بھی روایت ہی کہ کہتا تھا اوسکی اوپر

عليه البيت وقال ابن عباس ينظر اعلى بناء فيرمى منه منكوسا ثم يتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلكوا كذلك حيث
گھر کو گرا دین اور ابن عباس کہتی ہین ایک بلند مکان مجوبر کر کی اوسپر سی سر کی بل گراوین پہر پتھر مارین کہ قوم لوط اسہی طرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ

حملت قريتهم ونكست بهم ولا شك فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذكر صدر الشريعة فی درر الاحكام ان الصحابة
اوسکی گانو کو اوندھا کر افنہ ڈال دیا تھا اور بیشک جب وہ کری ترت اوسکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام مین ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتكليس من محل هم تفع واتباع الاحجار وعند ابی حنيفة يعزر
اسکی سزا مین یعنی آگ مین جلانا اور دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا کر ترت پتھر مارنی اختلاف کرتی ہین اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کہ تعزیر دین

بامثال هذا لامر وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجناية ووجود الموافقة للصحابة فان التعزير بهذا الوجه و
اور اس محل مین یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر

ان كان فوق الحد لكن يجوز على طريق السياسة حتى لا يبقى للوطی رخصة فی السبيل الى اللواطة فان عدم لزوم الحد
اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی لواطت کی طرف سہلا راہ رعیت کا باقی نرہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف سہلا راہ رعیت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا

فيها عند ابی حنيفة ليس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جميع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لكون خبثها
اس گناہ مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک اسلی نہین ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اوسکی اور تمام علماء کی نزدیک زنا کی حرمت سی برتر ہی بلکہ اسکی خباثت

مركوز فی الطباع لان المحل مستقذر لا يميل اليها من له طبع سليم ولا تستدعی زاجرا للامتناع عنها بل الكفی فيها
جو دلون مین مرکوز ہی کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبھی خیال نہین کرتا ہی اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہہ ہی نفرت طبعی

بالمانع الطبعی كما اكتفی به فی اكل الرجيع وشرب البول لكن الكلام فی النفوس الخبيثة المتعدية لحدود الله تعالى اقوى الدواعی
مکن کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبعی گوہ کہانی اور موت پینی مین کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسون کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہین اور ہر بڑا سترقی ہی تو خوب سختی سی

اليها وجب الزجر عنها بالبلغ وجه فانها فی هذه الازمان فشت فی هذه الامة المحمدية وانتشرت بين عربها وعجمها وعالمها و
روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ مین درمیان امت محمدی کی بہت پھیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا كانوا يفتخرون بها ويلومون من لا مرد له ويطعنون فيه ويقولون انه
جاہل اور خاص و عام مین منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ انہین فخر کرتی ہین اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہین کہتی ہین یہہ

ليس بلبق ولا مذاق له ويفتخرون بقيام الامرد بين ايديهم ويلبسونه احسن الثياب من الحرملت ليرى على احسن
کیا آدمی ہی اوسکو کچھہ مذاق نہین ہی اور نار کرتی ہین کہ لونڈی سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچھی اچھی حرام کپڑی پہنا تی ہین تاکہ اچھی صورت نظر آوی

الهيئة وقد روی انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعيد
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہین تو وہ اپنی بیٹھک دوزخ مین بناوی بیشک یہہ وعید

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المردان الذین لا یجوز النظر الیهم علی ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز

مردوں کی قیام ہم ہی پہلو مرد کی قیام پر جسکی طرف دیکھنا بھی جایز نہیں دیکھنی کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکھنا جایز نہیں ہی

النظر الیه لما روی انه علیه السلام قال ایاکم ومجالسة اولاد الاغنیاء فان لهم صورة العورة وفتنتهم اشد من

کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سی کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہی اور انکا فتنہ عورتوں کی

فتنة النساء وذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان

فتنہ سی بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچے اور خوب صورت نہو دی تو اوسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر

صبیحا فحکمه حکم النساء وهو علوة من قرنه الی قدمه لا یحل النظر الیه عن شهوة وأما السلام والنظر لا عن شهوة

خوب صورت ہو دی تو اوسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سی پانوتک بنظر شہوت اوسکو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکھنی بین

فلا باس به ولهذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد الله بن عمر کان جالسا فی نادی داره مع بعض اصحابه

کچھ مضائقہ نہیں اور اسی لئی اوسکو منہ ڈھکنی کا حکم نہیں ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گھر کی دروازہ میں اپنی یاروں کی صاحبہ بیٹھی تھی سو اوہوں نی

فرای غلاما صبیحا اقبل من السکة فقام ودخل داره فلما قالوا له ذهب خرج من الدار فقیل له هذا من عندك

ایک لڑکا خوبصورت دیکھا کہ چوہٹین سی سامنی آگیا تو کھڑی ہو کر گھر میں کھس گئی جب یاروں نی کہا وہ چلا گیا تب گھر میں سی نکلی کسینی پوچہا یہہ اپنی طرف کا احتیاط ہی

یا اباعبد الرحمن ام سمعت شیئا من رسول الله علیه الصلوة والسلام فقال سمعت رسول الله علیه السلام یقول النظر

یا ابو عبد الرحمن یا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی جواب دیا ہمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تہی کہ لڑکون کی طرف

الیهم حرام والکلام معهم حرام ومجالستهم حرام وقال القاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امراة شیطانین ومع

دیکھنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی ہمنی امام سی سنا ہی کہتی تہی بیشک ہر عورت کی ساتھہ دو شیطان ہوتی ہین اور ہر

کل صبی ثمانیة عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفة یجلسه خلفه او خلف سارية المسجد

خوبصورت لڑکی ساتھہ اٹھارہ شیطان ہوتی ہین اور محمد بن الحسن خوبصورت تہی امام ابو حنیفہ یا وہ دکان تقوی کی اوسکو پیچی بیٹھا یا کرتی تہی یا مسجد کی ستون پیچھی

حتی لا یقع علیه بصره مخافة خیانة العین مع کمال تقواه وقال سفیان یکون فی هذه الامة ثلثة اصناف من

تاکہ اوسپر نگاہ پڑی مبادا آنکھہ سی خیانت ہوجاوی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت مین تین قسم کی لوگہی ہونگی

اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبه الی

ایک قسم بیہا پنی والی نظر باز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور مردون مین بہ نسبت عورتون کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پر

امراة یمکن استباحتها بالنکاح والنظر الی وجه الصبی یورث الحب فلا یمکن استباحة اللواطة بوجه من الوجوه

مبتلا ہوتو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکون کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطت کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہیں ہی

فاذا غلب علیه حبه یرتکب الفعل القبیح ویکون من الهالکین المستهزءین بایات الله تعالی ودینه اذ قل یشتد بینهما

پھر جب اوسکا عشق غالب ہوویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہوکر آیات اور دین الٰہی سی چہل کرنیوالون مین ٹہریگا کیونکہ بعضے فعہ دونون مین

الاتصال ویحصل فیهما من الاقتران والمخالطة مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقة یسمون احدهما زوجین

نہایت محبت ہوجاتی ہی اور ہردم کی ملاقات اور لگاتار ملنا ہوتا ہی جیسی میان بی بی مین یہان تک کہ فاسق بد کار اونکو خصم جورو نام رکہتی ہین

ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون یسمعون قولهم ویرون حالهم ولا یمنعونهم بل یضحکون ویعجبهم مثل ذلك

اور کہتی ہین فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹہنی والی اوسکی یہہ باتین سنا کرتی ہین اور انکا حال دیکھا کرتی ہین اور منع نہین کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہین اور ایسی حرکت

المزاح ولا یبالون بخروج الایمان والاسلام عنهم وقد قال قاضیخان فی فتاواه یکره بیع الغلام الامرد ممن یعلم فاسق

پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتا رہا یا رہی اسکچھہ خیال نہیں کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی

یعلم انه یعصی الله تعالی به لانه اعانة علی المعصیة واتفق العلماء من السلف والخلف علی کون اللواطة حراما
جسکو جانتا ہو کہ اسسے اللہ کا نافرمان ہی کیونکہ اسمین معصیت کی امداد ہی اور تمام علماء متقدمین اور متاخرین لواطہ کو حرام کہتی ہین
لانه تعالی خلق الخلق ذکرا وانثی وخلق لکل منهما اعضاء لیصرف کل منهما کل واحد من تلک الاعضاء الی ما خلق
کیونکہ اللہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دئی تا ہر ایک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضا کو اور ہر صرف کرین جسسو اصلی پیدا کی گئی ہین
له وجعل الانثی محلا للحرث کما اخبر به فی کتابه وقال نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم فهل یلیق للعاقل
اور عورت کو محل پیدا ئش کا بنایا جیسا کچھ اپنی کتاب مین خبر دی ہی عورتین تمہارے کھیتی ہین تمہارے سو جاؤ اپنی کھیتی مین جہانسی چاہو پھر عاقل کو کیا لایق ہی
ان یصرف عضوا من اعضائه الی غیر ما خلق له وهل یمکن له الحرث فیما لیس محلا للحرث فانفیل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضا مین سی خلق الہی کی بی محل صرف کری بہلا کہیتی کب بنتی ہی ایسی جگہ جو محل کھیتی کا نہین پھر اگر کوئی کہی کہ یہ تو مانا کہ اولاد کا
لیس محلا للحرث لکنه محل لقضاء الشهوة واستیفاء اللذة فاذا کان مملوکا له لا یجوز لصاحبه ان یتصرف فیه
کھیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضا شہوت کا اور استیفا لذت کا تو ہی پھر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو تو ہمین ولیسا تصرف کیون نہین جایز ہی
کما یتصرف فی سائر املاکه من المأکولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان کان له ان یتصرف فی ماله لکنه
جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پینی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو
ممنوع عن التصرف التام فیه لان ما فی یده من المال لیس له فی الحقیقة بل هو فی یده عاریة اذن له فی الشرع ان یتصرف
غلام مین پوری تصرف نہی ہا لعت ہی اسلئے کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین ہی مستعار ہی شرع سی یہہ اجازت ہی کہ اوسمین
فیه بوجه ومنع عن التصرف فیه بوجه اخر ولهم ان یأذن له الشرع ان یتصرف فی هذا المحل المکروه لغایة خباثة ونهایة
ایک وجہ کا تصرف کری اور ایک وجہ سی ممانعت ہی کہ ایک وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبہ کی
قذارته الا تری ان وطی الزوجة فی القبل مع کونه حلالا اذا وقع المنع عنه حال الحیض لاجل الاذی بقوله تعالی
نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کیہی اوس سی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطے امر شارع الہی کی
ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض وهی ایام یسیرة من الشهر فکیف لا یمنع عن موضع
اور پوچھتی ہین تجھسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پرہی رہو عورتونسی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینی مین چند روز ہوتا ہی پھر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہکی
لا یفارق النجاسة التی اشد من دم الحیض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملک لا یقتضی التصرف فیما لم یأذن فیه
جہانسی نجاست اغلظ مین دور ہوتی ہو کہ حیض کی خون سی زیادہ تر نجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری
الشرع الا تری ان الامة المجوسیة او الوثنیة مع کونها محلا للحرث لا یجوز لصاحبها ان یتصرف فیها بالتقبیل والتفخیذ
پرستش نہین کرتوندی مجوسی آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کھیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اوسمین کچھ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ
وغیرها من دواعی قضاء الجماع وکذا البهیمة مع کونها محلا لقضاء الشهوة لا یجوز لنا لکما قضاء الشهوة فیها
جو جماع کی لوازم مین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی جو چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی پر مالک کو چوپایسی قضاء شہوت جایز نہین ہی سبب یہہ ہی ات محکم ہوی
اذا تقرر هذا فالواجب علی کل مسلم ان یحترز عن هذا الفعل القبیح لما روی انه علیه السلام قال من عمل عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بیہودی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا
یعذب فی النار منکوسا وروی ایضا انه علیه السلام قال اذا علا الذکر الذکر اهتز العرش وتقول السموات قرنا
دوزخ مین اوندھا پھینکا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑھتا ہی تو عرش کانپ اٹھتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو
یا رب باهلاکه وتقول الارض قرنا ان تبتلعه فیقول الله تعالی دعوه فان طریقه علی وقوفه بین یدی
حکم دی اسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگلجاوین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا راستہ میری طرف ہی آتا ہی میری سامنی کھڑا ہونا ہی

وروى ايضا انه عليه السلام قال لو غسل اللوطي بالبحار السبع لم يجي يوم القيمة الا جنبا وذكر في الفتاوى
اور يہہ بہی روايت ہی کہ نبی عليہ السلام نے فرمايا لوطی اگرچہ ساتوں دريا مين نہاوی پر قيامت کی دن ناپاک ہی آويگا اور فتاوی
الصغيرة عن سفيان ان اللواطة لا تكون في الجنة لان الله تعالى استبعدها واستقبحها وقال ما سبقكم بها
صغيرہ مين سفيان سے نقل ہی کہ لواطت جنت مين نہين ہوگی کيونکہ الله تعالی اسکو بہت مستبعد اور بدتر شمار کيا ہی اور فرمايا تم سے پہلی نہين کی
من احد من العلمين وسمها خبيثة حيث قال ونجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث والجنة منزهة
يہہ کسينی نے جہان مين اور انکا نام خبيثہ رکہا جہان کہ بيان کيا ہی اور بچايا ہمنے اوسکو اوس شہر سے جو کہ فی تہی کرنده کام اور جنت مين
عن الخبائث قيل قد يعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة الطيبة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل اللواطة
خباثت کا کيا کام ہی کسيکی يہہ تقرير ہی اسی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طيب اور غايت درجہ پاکيزہ تر ہی جب اوسمين لواطت نہين ہوسکتی
لكونها فعلا خبيثا يلزم ان لا يقبل من يفعلها في الدنيا لكونه خبيثا خسيسا في غاية الخباثة والخساسة لان
کيونکہ فعل خبيث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجايش نہو اوسکی جو دنيا مين لواطت کرتا ہی کيونکہ غايت درجہ کا خبيث اور خسيس ہی اسلئے کہ
المتصف بالخبث خبيث الا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب المجلس الثامن
جو خباثت کا کام کری وہ ہی خبيث ہوتا ہی مگر اس صورت مين کہ الله تعالی توبہ خالص ہی اسکا بدلہ کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہين اٹہترويں مجلس
والسبعون في بيان حرمة شرب الخمر وبيان عقوبتها قال رسول الله صلى الله
اور اوسکی عقوبت کا اور تمام منکرات کا رسول الله صلی الله
عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يدمنها ولم يتب منها لم يشربها في الاخرة هذا الحديث
عليہ وسلم نے فرمايا جسنے دنيا مين شراب پی پہر مرگيا اور ہميشہ پيتا رہا اور توبہ نہ کی تو قيامت مين اوسکو نہ پی سکيگا يہہ حديث
من صحاح المصابيح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم على شرب الخمر فمات ولم يتب منها لا يدخل الجنة
مصابيح کی صحيح حديثون مين سے ابن عمر کی روايت سے اسکا يہہ معنی ہی جو ہميشہ شراب پيتا رہا پہر مرگيا اور توبہ نہين کی تو جنت مين نہين جاويگا
ولا يشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالى وانهر من خمر لذة للشاربين يعني ان في
اور نہ وہ کبهی شراب نصيب ہوگی اسلئے کہ ايک قسم دوا کی شراب خمری دليل اس آيت کی اور نہرين ہين شراب کی جسمين مزہ ہی پينے والون کا مراد يہہ ہی کہ
الجنة انهارا من خمر لذيذة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار وانما هي تلذ محض
جنت مين چند دارشراب ہين کی نہرين ہين اور لہو مکروہ ہی اور رنج نشہ اور خمار کا وہ تو مزہ ہی مزہ ہی
يتلذ ذها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه
پينے والی مزہ اوڈاويگی پہر جو جنت مين جاويگا وہ بالضرور پيويگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ پينا شراب کا
منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجس نجاسة غليظة لا يحل
استعارہ ہی کہ دنيا کی شراب پينی سی جنت مين نہ جاويگا کيونکہ دنيا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پينا حلال نہين
شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم يضرب
ہی اور جو شخص يہ طيب خاطر اگرچہ ايک قطرہ پيوی اوسپر حد جاری کيجاويگی يعنی اسی درہ آزاد کی اور پچاس درہ غلام کی اگر دنيا مين نہ لگينگی
في الدنيا يضرب في الاخرة بسياط من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلها ويحرم بيعها وشراؤها وأكل
تو آخرت مين آگ کی درہ سبکی ساموں لگين کی اور جو شخص حلال سمجهی وہ کافر ہی اور اوسکا بيچنا اور خريدنا اور اوسکی قيمت
ثمنها ويمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبيعها وقد ذكر في كتب الفقه ان اجارة بيت بالامصار وبقرانا
کہانا سب حرام ہی اور ذمی لوگ پر علانيہ اور بيچنے نہ پاوين اور فقہ کی کتابون مين مذکور ہی کہ کہر ونکا کرايہ دينا شہرون مين اور ہماری قريون مين شراب

من یبیع فیه الخمر مسلما کان او کافرا لا یجوز لانه اعانة علی المعصیة وقد قال الله تعالی تعاونوا علی البر و
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہیں ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمیں نیک کام پر اور
التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ومانقل عن ابی حنیفة انه جوز ذلك فی السواد فمراده بالسواد علی
پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابوحنیفہ سی منقول ہی کہ سواد میں بیچنا یا گرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد
ماصرح به العلماء سواد الکوفة لان غالب اهلها کان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلم الاسلام فیها
موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسسی کہ اکثر باشندہ وانکی ذمی تہی اور ہمارے شہروں کا سو اسلام کی نیزہ یہاں
ظاهرة فلا یمکنون فیها کما لا یمکنون فی الامصار وهو الصحیح وقد ذکرنا فی نصاب الاحتساب ان المحتسب لیس احرق بیت
غالب ہیں یہاں اونکی ایسی اتنی قدرت کہاں جیسی شہروں میں قدرت نہیں یہی صحیح ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا امکان جو
الخمار المشهور لا یضمن اذا علم انه لا ینزجر بدونه لتعینه طریقا للحسبة تعلن اصحابنا لم یروعنهم فی
شراب خانہ مشہور ہو پھونک دی تو ضمان نہیں آتا اگر یہہ سمجھی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ہمارے علماہی در باب جلا دینی کھلال خانہ کی
احراق البیت شئ وانما ورد عنهم هدم البیت وکسر الدنان لکن ذکرنا فی الفصل الثامن من کتاب الصلوة من
کوئی روایت نہیں ہی اونسی یہہ ہی روایتیں ہیں کہ کلال خانہ کو گرادیا اور ٹھیکی پھوڑدی لیکن محیط کی آٹھویں فصل میں کتاب الصلوة سی مذکور ہی
المحیط انه علیه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس وانظر الی قوم یتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میںی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی اوار نماز جماعت کی مقرر کروں اور میں اون لوگوں کو دیکہوں جو جماعت سی پیچہے رہ جاتی ہیں پہر اونکی گہر
بیوتهم وهذا الحدیث دلیل علی جواز احراق بیت من یتخلف عن الجماعة لان الهم علی المعصیة لا یجوز من الرسول لانه
پہونک دوں اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہہ بہی
معصیة فاذا علم جواز احراق البیت علی ترك السنة المؤکدة فما ظنك فی احراق البیت علی ترك الواجب و
معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت مؤکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی میں ترک واجب اور فرض پہ تیزتر حال کہ ہی
الفرض قد ذکر الباب لتلقین من شرح ادب القاضی للخصاف ان عمر خطب الناس یوما فقال بلغنی ان فی بیت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوں باب میں مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگوں کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ
فلان وفلان مسکرا فانی آتی بیوتهما فان کان حقا احرق بیوتهما وهما رجلان رجل من قریش ورجل من
فلانی اور فلانی کی گہر میں شراب ہی میں اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ دونہیں
ثقیف فسمع القرشی بذلك فحدر وخرج ما فی بیته من المسکر واراقه ولم یفعل الثقفی وکان اسمه مرشدا فاتی
ایک تو قریش میں سی تہا اور ایک ثقیف میں سی قریشی نی یہہ بات سن پائی ڈرا اور جو اوسکی گہر میں شراب تہا سب پھینک دیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر
عمر بیت القرشی فلم یجد فیه شیئا من المسکر واتی بیت الثقفی فوجد فیه خمرا فاحرق بیته وقال انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہاں نشہ آور موجود تہی سو اوسکا گہر پہونک دیا اور فرمایا تو مرشد
بمرشد علم من هذا الاثر ان المحتسب اذا بلغه خبر من المنکرات ینبغی له ان یعلنه ویهدد علیه لان عمر
نہیں ہی اور اس اثر سی معلوم ہوا کہ محتسب جب منکرات کی خبر سنی تو اوسکو چاہیی کہ مشہور کری اور دہمکاوی کیونکہ عمر نی
لما بلغه خبر المسکر اعلنه فی خطبته وهدد علیه باحراق البیت والتقط القرشی ولم یحرق بیته
جب شراب کی خبر سنی تو خطبہ اور وعظ میں ظاہر کیا اور گہر پہونک دینی سی دہمکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا گہر بچا
ولم یتعظ الثقفی فاحرق بیته لانه هدد به فلا یلیق بالسیاسة ان یهدد بشئ ثم لا یاتی به وروی ان نفرا من
اور ثقفی نی پند نہ مانی سو اوسکا گہر جلا دیا کیونکہ یہہ ہی دہمکی دی تہی پہر سیاست کی خلاف ہی کہ دہمکی تو دیوی اور اوسپر عمل نکری اور روایت ہی کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هي لنا حلال لانه تعالى قال ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
میں سی چیز کو آدمیوں نی شراب پی اور کہنی لگی ہمکو حلال ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہیں گناہ جو کچھ پہلی کہا چکی
فكتب فيهم الى عمر بذلك وكتب عمر ان ابعثوا بهم الي فلما قدموا جمع عمر رض اصحاب رسول الله عليه السلام
سو یہہ بات عمر کی پاس لکھی آئی عمر رض نی جواب لکھا کہ اونکو یہاں بہیجدو جب وہ آئی تو عمر رض نی اونکی لئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرکر
وشاورهم فيهم فقالوا يا امير المؤمنين انهم افتروا على الله تعالى وشرعوا في دينه ما لم يأذن به فاضرب اعناقهم
مشورہ کیا سب نی کہا یا امیر المؤمنین ان لوگون نی اللہ پر افترا کیا اور اسکی دین مین نیارہ نکالا حکمی اجازت نہین ہی سو انکو قتل کر
وعلي في القوم ساكت فقال له عمر ما ترى فيهم يا علي فقال اري ان تستتيبهم فان تابوا فاضرب كل واحد منهم
اور علی رض سب مین چپ بیٹی عمر رض نی اونسی پوچہا یا علی انکی بابت مین آپکی کیا رائی ہی کہا میری نزدیک اونسی توبہ کراؤ اگر توبہ کرین تو ہر ایک کی
ثمانين جلدة وان لم يتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب كل واحد منهم ثمانين جلدة والجواب
اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکرین تو انکو قتل کرو سو اونسی توبہ کرائی تو اونمین نی توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درہ ماری اور جواب
عن الاية التي استدلوا بها على اباحة الخمر ما روي عن ابن عباس انه قال لما نزل تحريم الخمر قالوا يا رسول الله كيف
اوس آیت کا جس سی اونہون نی اباحت خمر پر حجت کی تہی یہہ ہی جو روایت ہی ابن عباس سی کہ جب شراب کی حرمت قرآن مین آئی تو لوگون نی عرض کی یا رسول اللہ
باخواننا الذين ماتوا وهم يشربون الخمر فنزل قوله تعالى ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
ہماری بہائیون کا کیا حال ہوگا جو مر گئی اور شراب پیتی تہی تب یہہ آیت اتری جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہیں گناہ جو کچھ پہلی کہا چکی
يعني ان الذين شربوا الخمر قبل تحريمها لا اثم عليهم انما الاثم على الذين يشربونها بعد تحريمها فان قيل تحريم
مراد یہہ ہی کہ جنہون نی حرام ہونی سی پہلی شراب پی وہ گنہگار نہین ہین گنہگار وہ ہی ہین جو بعد حرمت کی پیتی ہین اگر کوئی کہی کہ حرمت
شرب ما يزيل العقل الذي هو ملاك معرفة الله تعالى وشكر نعمه حسن لا شبهة فيه فلم كان حلالا الا اصم
ایسی چیز کی پینی کی جو عقل کو کہو دیوی کہ وہ معرفت آپنی اور نعمتون کی شکر کی حرمی بہت خوب ہی اسمین کچھ شبہ نہین ہی پر پہلی امتون کی واسطے کیون حلال تہی
السالفة مع احتياجهم الى ذلك فالجواب ان العقل لا يزول بشرب القليل منه وانما يزول بالسكر والسكر حرام
اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہی سو جواب یہہ ہی کہ تہوڑی سی مین عقل گم نہین ہوتی عقل جب ہی جاتی ہی کہ نشہ چڑہی اور نشہ
في جميع الاديان لكن القليل من الخمر قد حرمت على هذه الامة المشهود لهم بالخيرية تكراما لهم من الله تعالى
تمام دینون مین حرام رہا ہی لیکن اس امت کی حق مین جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہی تہوڑی سی شراب بہی حرام ہوگئی ہی یہہ اللہ تعالی کی طرف سی اکرام ہی
لئلا يقعوا في المحظور الذي هو السكر لان قليلها يدعو الى كثيرها وهذا من خواصها وهذا يزداد لذة بمشاربها
تاکہ نشہ مین جو کہ ممنوع ہی مبتلا نہو جاوین کیونکہ تہوڑی سی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہی یہہ ہی اسکا خاصہ ہی اسہی لئی شرابی کا مزہ شراب بڑہاتی ہی
بالاستكثار منها بخلاف سائر المشروبات فانقيل الداعي المذكور كان موجودا فيها فلم لم يحرم ابتداء ولم حرمت
بڑہتا جاتا ہی برخلاف اور شربتون کی اگر کوئی کہی کہ داعی یعنی خاصہ مذکور تو اوسمین ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام مین کیون نہ حرام ہوئی
بالتدريج فالجواب ان الشهادة بالخيرية لم تكن اذ ذاك واما التحريم الطارئ فلئلا يقع النفرة عن الاسلام فانهم في
اور پہر آہستہ آہستہ کیون حرام ہوئی تو جواب یہہ ہی کہ عمدگی کی گواہی ابتدا مین کہان تہی اور یہی آہستگی سو اسلئی کہ اسلام کی نفرت نہ ہو جاوی کیونکہ وہ لوگ
الجاهلية كانوا مؤلفين بشربها فلو كونهم مؤلفين بشربها اظهر الله تعالى فضله واحسانه ولم يحرمها دفعة واحدة
جاہلیت مین شراب کی بڑی شوقین تہی تو اونکی مؤلفی کی طلبسی اللہ تعالی نی اپنا فضل اور احسان ظاہر فرمایکہ لخت حرام نہ کی
بل بالتدريج حتى تواردت في شانها اربع ايات نزل في مكة قوله تعالى ومن ثمرت النخيل والاعناب تتخذون
بلکہ تدریج سی حرام کی یہان تک کہ شراب کی باب مین چار آیتین اوترین مکہ مین تو یہہ آیت اتری اور میوہ اونسی کھجور انکی اور انگور کی جانی ہو

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تتميز من الرزق الحسن
اوس سی نشہ اور روزی خاصی اور سکر سی شراب مراد ہی بڑی بڑی فہیم صحابہ قایل ہوئے اگر شراب میں کچھ خوبی ہوتی تو رزق حسن سی الگ کیوں ہوتی
فتركوها وخفي على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو اعن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركوا
سو انہوں نی تو ترک کی اور اور لوگوں پر یہہ امر پوشیدہ رہگیا کہ معطوف کی موصوف ہونی میں خوبی سی یہہ ہی دلالت ہی کہ معطوف علیہ میں کچھ برائی ہی سو انہوں نی پہلی کو چھوڑی
ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والآخر
پھر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئی کا حکم بتاؤ بیشک ایک تو عقل کھو دیتی ہی اور دوسرا مال تلف
متلف للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کرتا ہی تب یہہ آیت آئی تجھسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہدیا تمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بھی ہیں لوگون کو اور انکا گناہ فائدہ سی بڑا ہی اس آیت مین
فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما وبنى به دين الملك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم في الامور للاغلب فامتنع كثير
بیشک اللہ تعالی نی شراب حرام تو نہین کی بلکہ اوسکی ہجو کی اور اس سی آگاہ کیا کہ شراب سی کمارہ کرنا بہ نسبت برتنی کی اولی ہی اسلیی کہ ہر کام مین حکم غالب پر ہوتا ہی پھر بہت لوگ تو
منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم نأخذ نفعهما ونترك اثمهما فلو يمتنع عنهما نأثم ان عبد
روہی باز آئی کہا ہمکو اوسکی کچھ حاجت نہین جسمین بڑا گناہ ہو اور بعضی لوگ کہنی لگی ہم انکا فائدہ حاصل کرتی ہین اور گناہ ترک کرتی ہین سو دونوسی باز نہ آئی پھر عبدالرحمن
الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة وأتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا
بن عوف نی ضیافت کا کیا نا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پھر سب نی پی اور مست ہوگئی اور وہین مغرب کا وقت ہوگیا تو انہون نی ایک کو
احدهم فقرأ قل يا ايها الكافرون اعبد ما تعبدون وسكت الى اخر السورة بحذف لا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا
امام کیا اوسنی اسطور پڑھا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسہی طرح لفظ لا کا نہ پڑھا پھر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو
لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع
نزدیک نہو نماز کی جب تمکو نشہ ہو یہہ آیت پہلی آیت سی تیز ہی اسلیی کہ اللہ تعالی نی اس آیت مین اوقات نماز مین نشہ حرام کردیا اسلیی کہ کامل
النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو المقيد مع بقاء المقيد لا زما بحاله
نہی کا متعلق نہین ہی اگر قید جون کی تون مرخص رہی بلکہ کامل نہی کا وہ قید ہی مقید سمیت لازم بحال
لان الصلوة كانت على المؤمنين كتبا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فتريث
کیونکہ نماز مسلمانون پر فرض وقت بندہی ہوا تھی گویا اللہ تعالی نی فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پھر اکثر لوگون نی
اكثرهم شربها قبلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه
شراب پینا ترک کیا اور کچھ لوگ سوای اوقات نماز کی پیتی رہی پھر بعضی ایسی تہی کہ نماز عشا کی بعد پیتی صبح ہوتی تک نشہ اوتر جاتا
السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحو عند مجيء وقت الظهر فحلا اكثروا قاتهم عن الشرب فسهل
و بعضی صبح کی نماز کی بعد پیتی تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہوجاتی سواونکا اکثر وقت شراب سی صاف جاتا تہا اسمین دشواری
نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم رأس بعير فاكلوا وشربوا الخمر
حرمت مطلقہ کی اوپر سہل ہوگئی پھر عتبان بن مالک نی کئی شخص مسلمان بلاکر اونکی لئی اونٹ کی سری بھونی پھر اونہون نی کہانا کہایا اور شراب پی
فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
جب مست ہوئی اپنی اپنی شیخی کرنی لگی اور شعر پڑہنی شروع کئی اس جماعت مین سعد بن ابی وقاص بہی تہی اونہون نی انصار کی ہجو کی شعر پڑہنی شروع کی پھر ایک شخص نی
منهم لحى البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة وانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
اونٹہی کا جبڑا لیکر سعد کی سر پر جڑا کہ سر کہل گیا پھر سعد نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضرا فقال اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزل قولہ تعالی یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب
عمر اوسوقت حاضر تھے دعا کی یا الٰہی ہمپر شراب کا بیان شافی کھولدی پھر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت

والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء
اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو اسسے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ ڈالی تم مین دشمنی اور بیر

فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون فقال عمر انتھینا یارب قرأت ھذہ الایۃ
شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اللہ کی یاد سی اور نماز سی پھر اب تم باز آؤگی عمر نی کہا الٰہی ہم باز آئے اس آیت سی

علی تحریم الخمر قطعا من عشرۃ اوجہ احدھا انہ تعالی قرنھا بالمیسر الذی ھو القمار وھو حرام بالاتفاق وکذا ما
شراب کی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اللہ تعالی نی شراب کو میسر کی ساتھہ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی ہی جو

قرن بہ والثانی انہ تعالی قرنھا بالانصاب وھی فی الحرمۃ کذلک والثالث انہ تعالی قرنھا بالازلام وھی فی الحرمۃ
اوسکی ساتھہ ہووی اور دوسری یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتھہ ملایا انصاب بھی حرمت مین ویسی ہین تیسری یہہ کہ اللہ تعالی نی ازلام کی ساتھہ متصل کیا وہ بھی حرمت مین

کذلک والرابع انہ تعالی سماھا رجسا وھو اسم للحرام النجس العین والخامس انہ تعالی جعلھا من عمل الشیطن تنبیھا
ویسی ہی ہین اور چوتھی یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکا نام رجس کہا اور رجس حرام نجس ذاتی کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا قرار دیا اس تنبیہ کی

علی ان تعاطیھا شر بحت والسادس انہ تعالی امر باجتنابھا والامر للوجوب فیلزم الامتثال والسابع انہ تعالی وعد
وجھی کہ اسکا برتنا شہ محض ہی اور چھٹی یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو اون سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امری امور یہہ واجب ہوجاتا ہی اب اوسکا چھوڑنا ضرور ہی اور ساتوین یہہ کہ اللہ تعالی نی

الفلاح علی ذلک الاجتناب والفلاح لا یحصل الا باجتناب المحرم والثامن انہ تعالی قال انما یرید الشیطن ان یوقع
اوس کنارہ کشی پہ فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کئے بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹھوین یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین

بینکم العداوۃ والبغضاء وما یؤدی الی ذلک فھو حرام والتاسع انہ تعالی بین ان مراد الشیطن ان یصدھم
دشمنی اور بیر پیدا کردی اوجس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہوسو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اللہ تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الٰہی

عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ وذلک حرام والعاشر انہ تعالی امر بالانتھاء عنھا والانتھاء لا یجب الا عما ھو حرام
اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا اس سی باز آؤ اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہووی

فثبت بھذہ الوجوہ حرمۃ الخمر قطعا فترکوا شربھا جمیعا حتی روی عن انس انہ قال کنت مع جماعۃ من الصحابۃ
اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پھر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتھہ

فی دار ابی طلحۃ الانصاری وھم یشربون الخمر وانا ساقیھم اذ مر علینا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فداللہ
ابوطلحہ انصاری کی گھر مین تھا اور دور شراب کا چل رہا تھا اور مین اوکو پلاتا تھا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پھر خدا کی قسم

ما توقفوا وما سئلوا عنھا حتی قالوا اھرق ما فی اناءک یا انس فاھرقتہ وما عادوا فیھا ابدا حتی لقوا اللہ تعالی وروی
ذرہ دیر نکی اور نہ کچھہ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی کہنڈادی سو مینی کرادی اور کبھی پھر کبھی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور

عن علی انہ قال لو وقعت قطرۃ منھا فی البیر فبنیت مکانھا منارۃ لما أُذِّنَ علیھا ولو وقعت قطرۃ منھا
علی رضی روایت ہی کہ کہتی تھی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پھر کوئی کی جگہ مینار بناوین تو مین اوسپر اذان پڑھون اور اگر شراب کی ایک بوندہ

فی البحر ثم جف فنبتت فیہ الکلاء لم ارعہ وروی عن عثمان انہ قال اجتنبوا الخمر فانھا ام الخبائث
دریا مین گرپڑی پھر وہ خشک ہوکر کہاس جم آوی تو مین نہ چراؤن اور عثمان رضی سی روایت ہی کہ وہ کہتی تھی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خبائث کی ماہی

فواللہ لا یجتمع الایمان والخمر فی قلب رجل الا یوشک ان یذھب احدھما بالاخر
قسم ہی اللہ کی کہ کسی شخص کی دلین ایمان اور شراب دونون جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ نہین تو کوئی ایک دوسری کو کھودی

یعنی ان شارب الخمر اذا سکر یجری علی لسانہ کلمۃ الکفر فانہ وان لم یعتبر ارتدادہ فی حال السکر لعدم القصد
مراد یہ ہی کہ شرابی جب مست ہوتا ہی تو اوسکی زبان پر کلمہ کفر کا اجاتا ہی اب حالت سنی مین قصدا و اعتقادا نہونی سی اگرچہ اوسکی ارتداد کا اعتبار نہین ہی
والا اعتقاد لکن ینبغی لسانہ ذلک وینجانوعلیہ عند الموت ان یجری علی لسانہ کلمۃ الکفر ویخرج من الدنیا علی
پر اوسکی زبان کو یہہ ہی عادت پڑجاتی ہی اوسپر یہہ خوف ہوتا ہی کہ مرتی دم ہی اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلی اور دنیا سی کافر ہوکر مرجاوی
الکفر لان اکثر ما ینزع الایمان من العبد عند الموت لیس الا بسبب ذنوبہ التی یفعلہا فی حیاتہ فیبقی فی النار
کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرتی وقت جو کہو جاتا ہی سو صرف بسبب گناہونکی جو زندگی بھر کرتا رہتا ہی پھر ہمیشہ کو دوزخین پڑا رہیگا
ابدا وقد روی ان اھل النار یسألون الی النار فاذا دنوا منہا یستقبلہم الملئکۃ بمقامع من حدید فاذا
اور روایت ہی کہ دوزخیون کو جب دوزخ کی طرف بلیجاتی ہین جب وہ دوزخ کے نزدیک پہونچتے ہین تو سامنی سی فرشتی لوہی کی گرز لیکر آتی ہین جب
دخلوھا لا یبقی منہم عضو الا یلزمہ عذاب اما حیۃ تنہشہ واما عقرب تلسعہ وانار تسفعہ اوملک
وہ دوزخ مین داخل ہوجاتی ہین تو اوسکا کوئی ٹکڑا بدن کا ایسا باقی نہین رہتا کہ اوسکو عذاب نہو یا تو اوسکو سانپ ڈستا ہی یا بچھو ڈنک مارتا ہی یا آگ جلاکر کوئلا کردیتی ہی یا فرشتہ
یضربہ بمقمع فاذا ضربہ الملک ضربۃ یہوی فی النار مقدار اربعین عاما لا یبلغ قرارھا وقعرھا ثم یرفعہ
کرتنسی مارتا ہی جب اوسکی فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہی تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کی اندر دہس جاتا ہی ابھی اوسکی تہ کو نہین پہونچتا کہ آگ کی لپٹ
اللھب فاذا بدء راسہ یضربہ الملک ضربۃ اخری فیہوی فیہا فیعذب فیہا ما شاء اللہ تعالی ان یعذبہ ثم
پہر اوچہال دیتی ہی وہین اوسکا سر نکلتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پہر آگ مین اوتر جاتا ہی پہر یہہ ہی عذاب ہوتا رہیگا جب تک مرضی الٰہی عذاب دینی کی ہوگی
یدعون بخزنۃ جہنم قائلین لہم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب فلا یجیبونہم ثم یدعون مالکا فلا
پہر دوزخ کی تعینا تیون کو پکارکر یہہ کہینگی مالک تو اپنی رب سی کہ ہمپر ہلکا کری ایکدن تہوڑا عذاب سو وہ کچھہ جواب نہینگی پہر وہ مالک کو پکاریگی وہ بھی
یجیبہم فیقولون قد دعونا الخزنۃ ودعونا المالک فلم یجیبونا ھلموا فلخزع فلا یغنی عنہم ثم یقولون ھلموا
جواب نہ دیگا پہر کہینگی ہم تعینا تیون کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سو کوئی جواب نہین دیتا اوہم ہین فریاد کرین سو کچھہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی آؤ
فنصبر فیصبرون ولا یغنی عنہم فیقولون سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص فہذا العذاب و
صبر کرین پہر صبر کرینگی اور کچھہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی برابر ہی ہماری حق مین ہم بیقراری کرین یا صبر کرین ہمکو خلاصی نہین پس یہہ عذاب
ان کان للکفار لکن المسلم اذا شرب الخمر یجری علی لسانہ کلمۃ الکفر ویتعود لسانہ ان یتکلم بکلمۃ الکفر
اگرچہ کفار کی لئی ہی لیکن مسلم ہی اگر شراب پیتا ہی تو اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکارکری
فینزع عنہ الایمان فیصیر من جملۃ الکفار فیبقی ابدا فی عذاب النار فینبغی للمؤمن ان یمتنع عن شربہا و
سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہی اور کفارین داخل ہوجاتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخین پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہیئی کہ شراب پینی سی باز رہی اور
ینقطع عمن یشربہا ویتفکر فی ھول یوم القیمۃ فان من یتفکر فی ھولہ لا یمیل قلبہ الی شربہا ولی صحبۃ من
شرابی کی پاس نہ بیٹہی اور قیامت کی ہول کا خیال رکہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال کہتا ہی اوسکا دل نہ شراب پینی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو
یشربہا لکن لا بد من معرفۃ حقیقتہا وھی التی من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم یقذف بالزبد
لیکن شراب کی حقیقت کی دریافت کرنی چاہیئی شراب وہ ہی جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہاکر کف گرانی لگی اور جبتک کف نہ گرانی لگین
لا یصیر خمرا عند ابی حنیفہ وعندھما اذا اشتد یصیر خمرا وان لم یقذف بالزبد وأما المثلث وھو ما طبخ
امام ابو حنیفہ کی نزدیک تو جبتک کف نہ گرانی شراب نہین ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوی خمر ہوجاتی ہی اگرچہ کف نہ آوین اور مثلث وہ ہوتی ہی کہ انگور کا شیرہ
من عصیر العنب حتی ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ ثم غلا واشتد وصار مسکرا فعند محمد واکثر الفقہاء قلیلہ وکثیرہ
پکتے پکتے دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوی پہر خوب جوش کہاکر مسکر ہو جاوی سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اسمین سی تہوڑی اور بہت

حرام وکذا کل ما ھو مسکر من کل شراب سواء کان مما یتخذ من الحبوب کالحنطۃ والشعیر والذرۃ او من الالبان
سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سی جو مسکر ہو یعنی برسی کہ دانہ سی بنتی ہو جیسی گیہوں اور جو اور جوار یا دودہ
والعسل والتین وعند ابی حنیفۃ رح والی یوسف یحل شربہ ما لم یسکر واذا سکر الشارب لا یحل شربہ حتی قال ابو
اور شہد اور انجیر سی اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوی پینا حلال ہی اور جب پیوی والیکو مست کردی تو پینا حلال نہیں
اللیث فی التنبیہ الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانہ شرب المحرم الحرام فیصیر
اللیث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینی والا بڑا گنہگار ہی شراب پینی والی سی اسلیے کہ شراب پینی والا قائل ہی کہ
سودہ فاسق
فاسقا وشارب المطبوخ یشرب المسکر وہو یراہ حلالا وقد اجمع المسلمون علی ان شرب المسکر حرام واذا استحل ما ھو
ہوتا ہی اور مطبوخ پینی والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجھی تو
حرام بالاجماع یصیر کافرا وشرب المطبوخ مالم یشکر انما یحل اذا لم یقصد بہ اللھو والطرب فاما اذا قصد بہ اللھو
کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبھی تک حلال ہی کہ اوس سی لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر یہ نیت لہو اور
الطرب فلا یحل شربہ حتی سئل عنہ ابو حفص الکبیر فقال لا یحل شربہ فقیل لہ خالفت الشیخین فقال لا لانھما
طرب کی پیویں تو حلال نہیں یہی بیان تک کہ ابو حفص کبیر سی یہ پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسیکی کہا شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہیں اسلیے کہ وہ دو
کانا یحلانہ لاستمراء الطعام والناس فی زماننا یشربونہ للفجور والتلھی فعلم من ھذا ان المحل فیما قصد بہ التقوی
ہضم طعام کی اسلی حلال کہتی تھی اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کی لیی پیتی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو
علی العبادۃ واما اذا قصد بہ التلھی فلا یحل اتفاقا قال واذا شرب الماء وغیرہ من المباحات بلھو وطرب علی ھیئۃ
اور اگر صرف مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ گریانی وغیرہ مباحات نہو اور طرب سی فاسقوں کی وضع پر ہیوی
الفسقۃ حرمت ایضا المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمۃ الغلول ووجوب التقسیم بین
تو یہہ بھی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں
الغانمین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذوا الخیاط والمخیط وایاکم والغلول فانہ عار علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی لاکر دیا کرو سوئی اور دوا گا اور بچو غنیمت کی چوری سی قیامت کی دن
اھلہ یوم القیمۃ ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ عبادۃ بن الصامت والمراد من الغلول الخیانۃ فی
غلول کرنیوالوں پر بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادۃ بن الصامت کی روایت سی اور مراد غلول سی غنیمت کی
الغنیمۃ فما اخذ من الکفار غنوۃ وھی لم تکن حلالا لاحد من السالفۃ لکن اللہ تعالی تفضل لھذہ الامۃ فجعلھا
خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہوکر کفار سی چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالی نی اس امت پر اپنا فضل کرکر انکو غنیمت
حلالا لھم حیث قال فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا وحکمھا بعد اخراجھا الی دار الاسلام ان یجمع ما فی ایدی الغزاۃ
حلال کردی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کھاؤ جو غنیمت لیا حلال ستھری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آویں تو یہہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہو وی سب
حتی ما فضل من طعامھم ومعالفھم سوی النفل وسیاتی بیانہ ثم یخرج منھا الخمس للیتمی والمسکین وابن السبیل ثم
جمع کرین یہاں تک کہ جو کھا کر اور دواب کی کہاس سی بچ رہی بجز تنفیل یعنی عطا زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پہر اوسمیں سی پانچوان حصہ واسطے یتیموں اور مسکینوں اور مسا
یقسم باقیھا بین الغانمین فیعطی للراجل سھم وللفارس ثلثۃ اسھم عندنا بخلاف الشافعی رح وعند ابی حنیفۃ رح یعطی للفارس سھمان
نکال کر پہر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو ایکہرہ حصہ اور سوار کو دو ہرا حصہ اور سوائی اوسکی اور کہتی ہیں کہ سوار کو تہرا حصہ ہی
اسھم ولیس للامام علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان یقسم الغنائم فی دار الحرب قبل اخراجھا الی دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سی پہلی تقسیم کردی ہان

ان یفتح بلدة من بلاد اهل الحرب ویقسم الغنائم فیها فیجوز قسمته لانه لما فتحها صار تلك البقعة من
اگر کوئی شہر اہل حرب کی شہروں میں سے فتح کرکر اوسمیں غنایم تقسیم کردی تو اب تقسیم جایز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ حکمہ دارالاسلام کی ہوگئی
دار الاسلام فیجوز قسمة الغنائم فیها هذا حکم الشرع فی الغنیمة لکن فی هذا الزمان قد ترك هذا الحکم
پہر اوسمیں قسمت غنایم کی جایز ہی غنیمت میں شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ میں یہہ حکم چھوٹ چھٹ کر ایسا ہوگیا ہی
وجعل کالشریعة المنسوخة حیث لا یقسم الغنائم بین الغانمین ولا یخرج خمسها لان العادة فی هذا الزمان
جیسی دین منسوخ کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پر بٹتی ہین اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ عادت ہی
ان العسکر اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا علی الکفار ینتهبون اموالهم فیاخذ بعضهم شیئا کثیرا وبعضهم
کہ جب لشکر دارالحرب مین جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہین تو کوئی تو بہت کچھہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا
شیئا قلیلا وبعضهم لا یاخذ شیئا بل یبقی محرومًا ثم یقترفون علی تلك الحالة بلا قسمة بینهم ولا اخراج الخمس
اور کسیکو کچھہ نہین ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی اوہرا ودہر ہو جاتی ہین اور اونمین قسمت نہین ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی
وهذا هو الغلول الذی ورد من الشارع وعیدات شدیدة فی احادیث کثیرة منها ما روی عن ابی هریرة ان
اور یہہ ہی غلول ہی جسمین شارع نی بہت حدیثون مین سخت سخت وعید فرمائی ہین ایک یہہ ہی جو ابوہریرہ سی روایت ہی کہ
رجلا اهدی لرسول الله صلی الله علیه وسلم غلاما یقال له مدعم فبینما هو یحط رحل رسول الله صلی الله
ایک شخصنی غلام دا ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا
علیه وسلم اذا اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنیئا له الجنة فقال رسول الله علیه السلام کلا
ناگاہ دشمن کی طرف سی اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہرگز نہین
والذی نفسی بیده ان الشملة التی اخذها یوم خیبر من المغانم لم یصبها المقاسم لتشتعل علیه نارا فلما
قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت مین سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب
سمع الناس ذلك فزعوا فجاء رجل بشراك او شراكین فقال اصبت هذا یوم خیبر فقال رسول الله صلی
یہہ لوگون نی سنا تو گہبرا اٹہے پہر ایک شخص ایک تسمہ یا پوشی کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن بینی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
الله علیه وسلم من نار شراك او شراكان من نار ومنها ما روی عن زید بن خالد ان رجلا من اصحاب النبی علیه السلام
فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دونو تسمی آگ کی ہین اور ایک حدیث مین سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی
توفی یوم خیبر فذکروا ذلك لرسول الله علیه السلام فقال صلوا علی صاحبکم فتغیرت وجوه الناس فقال ان
خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگون کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا
صاحبکم قد غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز یهود لا یساوی درهمین ومنها ما روی
تمہارا یار نی غنیمت مین خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب مین ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہرون مین سی پایا دو درم کا بہی نہین تہا اور ایک یہہ ہی
عن عبد الله بن عمرو انه علیه السلام کان اذا اصاب غنیمة امر بلالا فینادی فی الناس فیجمعون یغنائمهم فیخمسه
جو عبد اللہ بن عمرو سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام پر وقت حصول غنیمت کی بلال کو فرما دیتی وہ لوگون مین پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کردیتی پہر آپ خمس نکال کر
ویقسم فجاء رجل بعد ذلك بزمام من شعر فقال هذا فیما اصبناه من الغنیمة فقال النبی علیه السلام اسمعت
تقسیم کردیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک روز بالون کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت مین سی یہہ لی تہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو
بلالا ینادی ثلثا قال نعم قال فما منعك ان تجئ به فاعتذر فقال کن انت الذی تجئ به یوم القیامة فلن اقبل عنك
آواز تیسری سنا تہا عرض کیا ہان فرمایا پہر تو کیون نہ لایا اوسنی کچھہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آنا مین تجہسی نہین لیتا

وانما امتنع النبی علیه السلام من اخذ الزمام لانه کان فیه لجمیع الغانمین شرکة وقد تفرقوا ولم یمکن ایصال

اور نبی علیہ السلام نے وہ رسی اسوا سطے نہ لی کہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تہی وہ سب ادہر اودہر ہوگئی تہی اور ہر یک کا

نصیب کل واحد منهم من ذلك الزمام الی صاحبه فترکه فی یده لیکون اثمه علیه لانه هو الغاصب

حصہ اوس سی مین سی حصہ دار کو پہنچانا ممکن نہین تہا اور اوسہی کی پاس اسنے رہنے دی کہ اوسکا گناہ اوسی پہ ہو کیونکہ وہ ہی غاصب تہا

فعلی هذا ما یاخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس لا یحل لاحد منهم ان یاکل منها لان

ان روایت کی موافق ہمارے زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیتے ہین اور خمس بہی نہین نکالتے تو انکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ

اخذهم لم یکن علی طریق الشرع ومع هذا تسمع کثیرا منهم یقولون لقد وصلنا من اهل الحرب مال هو حلال

اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی تم سنتی مین آتا ہی کہ اکثرلوگ کہتے ہین ہمنے کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی

لنا من المال الموروث من ابائنا وامهاتنا ولا یعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه علی غیر طریق الشرع فلا یکون حلالا

کہ ویسا ماں باپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اور ان مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نے خلاف شرع لیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا

اذ فیه حق الفریقین من المستحقین احدهما الیتامی والمساکین وابن السبیل لان الخمس حقهم وهو باق فیه والثانی

کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق

الغزاة الذین کانوا معهم لان الباقی بعد الخمس حقهم وهو باق فیه لم یقسم بینهم علی طریق الشرع فکیف یکون حلالا

وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئے کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطریق شرع انمین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوگا

بل لو کان الماخوذ جاریة لا یجوز للاخذ علی هذا الوجه ان یتصرف فیها لکونها مشترکة مستحقة البعض ولو

بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو یعنی واسکو اصلا تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچہہ اوسکا حق ہی اگرچہ

بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقی الغزاة فیها ولا خلاف ان الجاریة المشترکة یحرم وطئها علی جمیع الشرکاء ولا فرق

خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی سی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین

فی الحرمة بین من قل نصیبه او کثر وقد اتفقوا علی ان احدا من الغانمین لا یجوز له ان یطاء جاریة من السبی قبل القسمة

اسکی کچہہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور سپہر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلے وطی کری

واختلفوا فیما یجب علیه اذا وطئها فقال مالك یحد لانه زان وقال ابو حنیفة لا حد علیه بل علیه عقوبة

اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتے ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی

وان حصل منها ولد فهو مملوك یرد الی الغنیمة فاذا کان الامر کذلك یخاف علی من یقتل الکافر الکفر

اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا ہو

ان یکفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغیر المقسومة والفروج المشترکة شویسر

کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجہہ کر پہر تہوڑا فساد

هذا الفساد الی کل من یتملك منهم الجواری وغیرها وهذا داء عضال عسیر الزوال

آگی کو چلی گا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ

اکثر الاجناد فی هذا الزمان نبذوا احکام الاسلام وراء ظهورهم کانهم

اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو

لم یکلفوا بها فلا یبالون بما فعلوا فکیف یمکن العلاج بجمع ما فی ایدیهم من الغنائم

کچہہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اوسکی کچہہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

وتقسیمها بینهم مع عدم انفکاک رهم الی الشرع فلما تعذر جمعها وتقسیمها بینهم صار فی ید کل واحد منهم بمنزلة القطاء
اور کیونکر تقسیم کریں اس صورت میں کہ وہ تابع شرع کی نہیں ہیں پھر جب جمع کرنا اور انہیں تقسیم دشوار ہوئی تو جو جو اونکی ہاتھ آیا ہی لقطہ کی برابر ہی

فمن کان فقیرا یرجی ان یجوز له ان یتصرف فیه ومن کان غنیا لا یجوز له ان یتصرف فیه بل یلزمه ان یتصدق
پھر جو شخص فقیر ہو تو امید ہی کہ اوسمیں اوسکو تصرف جایز ہو اور جو غنی ہیں اوکو جایز نہیں ہی کہ اوسمیں تصرف کریں بلکہ غنی کو لازم ہی کسی فقیر پر خیرات کرنی

به علی فقیر ثم ان اراد ان یتملکه من ذلک الفقیر فاما بالاستهاب او بالشراء فهذا اذا کان ما فی یده ماخوذا من غیر تنفیل
پھر اگر چاہی کہ اوس فقیر ہی کیطرف مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہ سب اوس صورت میں ہی کہ جو اوسکی قبضہ میں ہی بغیر تنفیل یعنی بغیر انعام کی ہو

وامّا اذا کان اخذه بطریق التنفیل فهو له خاصة لا یشارکه فیه احد لکن لا یملکه الا بعد اخراجه الی دار الاسلام
اور جس صورت میں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہی اوسمیں کوئی شریک نہیں ہی لیکن اوسکا مالک نہیں ہوتا جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی

حتی لو قال الامام او امیر العسکر من اصاب جاریة فهی له فاصاب احد من الغزاة جاریة واستبرأها لا یحل له
یہانتک کہ اگر امام یا سالار لشکر نے حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتھ آوی وہ اوسہی کی ہی پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتھ آ جاوی اور حیض سے جہاک کرلی تو بھی نہ وطی

وطئها ولا بیعها قبل اخراجها الی دار الاسلام والمراد من التنفیل التحریض علی القتال باعطاء شیء زاید علی سهم الغنیمة
حلال ہی اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی اور اوسکو تنفیل سی لڑائی کی رغبت دلانی ہی کچھ حصہ غنیمت سی زاید دیکر

وهو مندوب لقوله تعالی یا ایها النبی حرض المؤمنین علی القتال فینبغی للامام او لامیر العسکر ان ینفل بان یقول
اور رغبت دلانی مستحب ہی جیسا اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائیکا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہیئے کہ عطا رزاہد ربوی اسطرح کہی

من قتل قتیلا فله سلبه او یقول لسریة ما اصبتم فلکم ربعه او ثلثه او نحو ذلک ولا ینفل بکل الماخوذ
جسنے مارا کسی کافر کو تو اوسہی کا ہی سامان اوسکا یا چوتھی لشکر کو حکم دی کہ لوٹ سب تمہاری ہی یا اوسکا چوتھائی یا تہائی یا مانند اوسکی اور تمام لوٹ کو مستحق کردی

لانه ابطال حق الکل وان فعل ذلک مع سریة یجوز اذا قد یکون المصلحة فیه کذا ذکر فی الهدایة وذکر فی شرح المجمع
کیونکہ ایسمیں سبکا حق ملتف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سریہ کو کردیا تو جایز ہی اسلئے کہ بعضی وقت ایسی مین مصلحت ہوتی ہی ہدایہ میں یہہی مذکور ہی اور شرح مجمع میں مذکور ہی

ان الامام لا ینفل بکل الماخوذ اذ فیه ابطال القسمة المشروعة فی الغنیمة وذکر فی السیر الکبیر ان الامام اذا قال للعسکر
کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکردی کیونکہ ایسمیں قسمت جو غنیمت میں شرعا چاہیئے باطل ہوتی ہی اور سیر الکبیر میں مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ

جمیعا ما اصبتم فهو لکم بعد الخمس لا یجوز لان المقصود من التنفیل التحریض علی القتال وانما یحصل ذلک بالتخصیص
لوٹ تمہاری ہی خمس نکالکر تو جایز نہیں ہی اسلئے کہ غرض تنفیل سی لڑائی پر اوبھارنا ہوتا ہی پہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کسی کو خاص کر

البعض بشیء وفی التعمیم ابطال تفضیل الفارس علی الراجل وکذا اذا قال ما اصبتم فهو لکم ولم یقل بعد الخمس انه فیه
کچھہ مقرر کریں اور تعمیم میں سوار کی فضیلت جو پیادی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جایز نہیں اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس کہی اسمیں کہ

ابطال الخمس الذی وجبه الله تعالی فی الغنیمة تعالی هذا ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان الامام اذا قال من اصاب شیئا
خمس جو اللہ تعالی نے غنیمت میں واجب کیا ہی باطل ہوتا ہی اس بیان کی کو فتوی جو فتاوی قاضی میں مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی کہ جسکو جو شی ہاتھ لگی

فهو له فاصاب واحد منهم شیئا فی دار الحرب یکون له خاصة ولا یجب فیه الخمس ولا یشارکه فیه غیره وان
وہ اوسہی کی ہی پر کسیکو کوئی شی دار الحرب میں ہاتھ لگی تو خاص اوسہی کی ہو جاوی گی نہ اوسمیں خمس واجب ہی اور نہ کوئی اور اوسمیں شریک ہی اور اگر

عادت فدار الحرب فما اصابه یکون میراثا عنه وکذا ذکر فی منیة المفتی ان الامام اذا قال من اصاب شیئا فهو له
دار الحرب میں وہ مرجاوی تو وہ شی اوسکی میراث ہوویگی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی میں مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو ہاتھ آوی وہ اوسہی کا ہی

لا یدخل الامام فی التنفیل ینبغی ان یحمل علی کون قول الامام مقولا سریة لا لکل العسکر لئلا یفهم منه المخالفة لسائر
تو امام ہی تنفیل میں داخل ہوتا ہی بعد دور رہیت قاضی خان اور منیۃ المفتی کی چاہیئے کہ محمول اس حال پر ہوں کہ امام یہہ حکم سریہ کو دی تمام لشکر کو نہیں تاکہ یہہ مسئلہ کتابوں کی مخالفت

الكتب ولا يظن جواز التنفيل العام وتمام دخول الامام في التنفيل فلدهابه معهم لا لكون التنفيل عاما وتمام يصرحا
نہوجاوی اور یہہ گمان نہوجاوی کہ تنفیل عام جایز ہی اور امام تنفیل مین آپہی داخل ہوتا ہی کہ اوسکی ساتھہ جاتا ہی بلکہ یہہ تنفیل عام ہوتی ہی اور دونوں تصریح تکی

به والتنفيل بالاطلاق لاعتمادهما على ظهور الامر وشهرته نظرا الى قانون الفقه وبناء على قاعدة الاصول من ان
اور مطلق پر اکتفا کرلیا اسلیے کہ دونوکو یہہ اعتماد تہا یعنی لحاظ قانون فقہ اور قاعدہ اصول کی یہہ ظاہر اور مشہور ہی کہ جو چیز مین سی حکم بات مراد ہوتی ہی

المحتمل يحمل على المحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة يجب فيها الخمس
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنے کوئی چیز دار الحرب مین بلا تنفیل لوٹی تو وہہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہوویگی اوسمین خمس واجب ہوگا

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام او خرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة يجب فيها
موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا کہاس چارہ کی تلاش مین جاوی تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا يختص بالسرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ
خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اور سی قاتل کو کچہہ خصوصیت نہین اور اوسمین یہہ بہی مذکور ہی

في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والحشب والكنز يكون ذلك
کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسیکی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسے پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشيء غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها
غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور کہاس کی برابری یہہ بہہ ہی

ايضا ان الغازي اذا ذبح عنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بمأكول ولا
اوسمین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی کہالی کی کی حاجت کی وقت ذبح کرڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کردی کیونکہ چمڑا نہ کہانی کی چیز ہی اور نہ

من تعلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يحل لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان
کہاس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جایز نہین کہ اپنی جانورون کو غنیمت مین سی چارہ دیوین یا آپ

ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت ولا باحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قيل القسمة
کہاوین سی کہاوین کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی وہتی تہی اور جسکی پاس کہاس یا کہانا بچارہ گیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کردی

وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان
اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کردے اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کردی اور اگر اوس سی نفع اوٹہاوی تو اوسکی قیمت خیرات کردی اور اگر

من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك معان
محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ

للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام
غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنون بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی

في هذه الايام لا سيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا للتحصيل يأخذون اموال الناس ظلما في البادرة
خاص کر بروقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر منتہین ہوتی ہین وہہ لوگون کا مال ظلم سی بندرون مین اور

الاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها اشد بدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث
بازارون وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات
کسی اصحاب کو کسی کام کو بہیجتی تو فرماتی تہی بشروا یعنی آسانی کرنا تنگ کرنا یعنی لوگون کو طاعات اور انواع خیرات پہ ثواب کا مژدہ سنانا

التی من جملتها اعطاء ما یجب علیهم من العشر والزکوة ولا تقنطوهم من رحمة الله تعالی عند تکلیهم المنکرات و

کہ جسمیں اداء عشر اور زکوۃ واجب ہی داخل ہی ثواب کی بشارت دینا اور انکو رحمت الٰہی سی مایوس نکرنا اگر اونسی کچھ عمل بد ہو جاوی

مباشرتهم للمحرمات بل رغبوهم الی التوبة والطاعات وطیبوا انفسهم بقبولها وسهلوا علیهم لا موا خذ ما یجب علیهم

اور حرام فعل کر بیٹھیں بلکہ انکو توبہ اور عبادت پر رغبت دلاؤ اور انکی دل ایسی باتی کرو کہ وہ بکوشی جان ہیں اور اونپر آسانی کرنا انکی واجبات

من العشر والخراج وزکوة السوائم واموال التجارة بسهولة ولطف ولا تشددوا علیهم فی اخذ ما لا یجب علیهم واخذ اکثر

عشر اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوۃ لینی ہیں سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہیں ہی وہ لیا کرو یاد رکھو

ما یجب علیهم اذ روی انه علیه السلام قال لا یدخل الجنة صاحب مکس وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال صاحب

سی زیادہ لیا کرنا ایسی حرکوت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت مین نہین جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب

المکس فی النار قال البغوی اراد بصاحب المکس من یاخذ من التجار مکسا باسم العشر اذا مروا علیهم وقال الحافظ و

مکس وضع ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگرون سی عشر کا نام رکھکر محصول لیتا ہی جب اونکی پاس سی گذرین اور حافظ کہتا ہی اور

اما الان فانهم یاخذون مکسا باسم العشر ومکسوا اخر لیس لها اسم بل کل ما یاخذونه حرام وسحت وقد قال الله تعالی

اب تو وہ لوگ ہین کہ ایک خراج نو عشر کی نام لیتے ہین اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہین کہ انکا کچھ بھی نام نہین ہی بلکہ جو وہ لیتی ہین سب حرام اور نہایت مردار ہی اور اللہ تعالی

ویل للمطففین الذین فاذا کان حال المطفف هکذا مع ان اخذ شیء قلیل من راس المکیل والموزن فما ذا یکون

خرابی ہی کہتا نیوالون کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی باوجودیکہ وہ کیل یا وزن مین سی تھوڑا سا کہہ لیتا ہی پھر اون لوگون کا کیا حال ہوگا

حال الملتزمین الذین یاخذون اموال الناس بالکیل والوزن ویقولون هو حق السلطان او حق فلان ویخرجون

جو خواہ مخواہ مال لوگون کا لیلیتی ہین نہ ناپین اور نہ تولین یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایسا سی باہر

عن الایمان اذ قد ذکر فی کثیر من کتب الفتاوی ان من قال بلسانه المال هذا مال السلطان یکفر فکیف لغیره بل انهم

ہو جاتی ہین اسلئی کہ اکثر فتاووں مین مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہو جاتا ہی پھر کیونکر نہو جب اونکا یہ بتادی

یحزنون فی بیت المال ایضا وقد روی انه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ویتصرفون فیه بغیر امر الله تعالی

بلکہ وہ لوگ بیت المال مین بھی خیانت کرتی ہین اور وہ ایسی ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا جو لوگ بیت المال مین براہ ناحق کا تی ہین اور اونمین بی حکم

ورسوله فلهم النار یوم القیمة فان بیت المال علی ما ذکر فی البزازیة وغیرها اربعة انواع الاول الصدقات وما

خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہین سو اونکی لی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال مواقع بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہین اول نمبر صدقات اور جو

فی معناها کالعشر فیصرف الی المصارف التی ذکرت فی قوله تعالی انما الصدقات للفقراء والمسکین والعاملین علیها والمؤلفة

اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت مین مذکور ہین زکوۃ جو ہی موجی مثل عشر ان کا اور محتاجون کا اور اوس کام پر جانیوالون کا اور

قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فهم ثمانیة اصناف لکن سقط منهم مؤلفة القلوب وبقی

جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چھڑانی مین اور جرمانہ والون پر اور اللہ کی راہ مین اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹھ قسم کی لوگ ہین پر انمین سی مؤلفۃ القلوب اب باقی نہین رہی اور

سبعة اصناف وهم الفقراء والمسکین والعاملون والمکاتبون والمدیونون ومنقطع الغزاة وابناء السبیل والثانی

یہہ سات قسم باقی رہے ہین فقیر اور مسکین اور اگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا

خمس الغنائم والمعادن والرکاز فیصرف الی ما ذکر فی قوله تعالی واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول

بیت المال غنیمت کا خمس اور کان اور دفینہ کا خمس اس آیت مین مذکور ہی اور جان رکھو جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سو اللہ کی واسطی اور اسمین سی پانچوان حصہ

ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل وهم ستة اصناف لکن ذکر الله تعالی للتبرک وسهم الرسول وذوی القربی

اللہ قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چھہ قسم کی لوگ ہین لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط فبقی ثلثۃ اصناف وھم الیتمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی یدخلون فیھم
اب نہیں ہی اب تین قسم باقی رہیں یتیم یعنی اور مسکین اور مسافر انتا ہی کہ ذوی القربا میں سی فقرا انمیں داخل
ویقدمون علیھم دون اغنیاءھم والثالث ما یوخذ من خراج الارض وجزیۃ الرؤس وما اھدی الی الامام
اور اونپر مقدم ہیں یعنی لوگ داخل نہیں ہیں اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینوں کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو ہدیہ نذرانہ
من اھل الحرب وما یاخذہ العاشر ممن یمر بہ من اھل الذمۃ والمستامن فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الثغور
دیویں اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجر وسی لیوی یعنی سب مسلمانوں کی مصالح میں خرچ میں آویگا یعنی راہ آمد کفار کا رد کنا
وعمارۃ الرباطات والحصور وحفر انھار العامۃ وارزاق العلماء النافعین والقضاۃ العادلین والغزاۃ
اور خانقاہوں کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کھدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیوں کی اور غازیوں کی
والمحتسبین والرابع اللقطۃ وترکۃ المیت الذی لا وارث لہ فیصرف الی معالجۃ المرضی وادویتھم واطعمتھم
اور محتسبوں کی مشاہرہ اور چوتھا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یعنی خرچ ہوگا بیماروں کی علاج اور ادویات اور کھانی میں
واکفان الموتی ونفقۃ اللقیط ومن ھو عاجز عن الکسب نعلی الامام ان ینظر فی ھذہ الاموال ویضعھا مواضعھا
اور مردوں کی کفنوں میں اور لاوارث بچوں اور کمائی عاجزوں کی نفقہ میں سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام مالوں کو غور کر کر الگ الگ محلی سر کی
فان الشارع قدر لھا المصارف وجعل لکل مال قوما فان تعدی فیہ وصرفہ الی شھواتہ ولذاتہ یکون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کر چکا ہی اور ہر یک مال کی لئی حق دار ٹہرا دیا ہی پھر جو کوئی انمیں تعدی کر کی اپنی ہوا اور ہوس اور لذت میں صرف کر ڈالی
الخاسرین لانہ تعالی لم یوکلہ علی المسلمین لیکون رئیسا اکلا شارہا مستبدا بل لیصیر الدین ویرتفع فساد المفسدین
وہ ٹہرا ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو اللہ تعالی نی والی مسلمانوں کا اسلئی نہیں کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور سفد دنکا فساد دفع کری
وینظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین وینزلھم منازلھم ویعطیھم کفایاتھم من بیت المال الذی ھو امانۃ
اور علماء اور فقرا اور تمام حق دارون پر شفقت کری اور انکی مراتب میں فرق نکری اور انکو بقدر کفایت بیت المال میں سی جو اوسکی یا مسلمانوں سی عطا کیا کری
عندہ لیس لہ فیہ الا کواحد منھم اذ قد ذکرنا فی التمہید ان الواجب علی الائمۃ والسلاطین والولاۃ ان یصرفوا ھذہ
اور امام کا اوسمیں یہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمیں سی اسواسطی کہ تمہید میں مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق
الحقوق الی اربابھا ولا یحبسوھا عنھم وان قصروا فیہ فوبالہ علیھم یسئلون عنہ یوم القیمۃ وذکرنا فی الجمع
حق داروں کو پہنچادین اونسی روک نہ رکہین اور اگر اسمیں کچہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپہی قیامت کی دن اوسکی پوچہہ ہوگی اور شرح مجمع میں مذکور ہی
ان الواجب علی الامام ان یجعلوا الکل نوعا من تلک الاموال بینا علی حدۃ ویصرفوا کلا منھا الی مصرفہ ولو اخذ واحد منھا لنفسہ
کہ امرار پر واجب ہی کہ ہر ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امرار اوسمیں سی کچہہ اپنی لئی
اکثر مما یکفیھم اوخلطوھا وصرفوھا الی غیر المصارف ولم یراعوھا یکونون من الظالمین وقال الزیلعی وعلی الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملا جلا کر لی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی
یجعل لکل نوع من ھذہ الانواع بیتا یخصہ ولا یخلط بعضہ ببعض لان لکل نوع حکما یختص بہ وان لم یکن فی بعضھا
کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری میں نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ میں
شئ فللامام ان یستقرض علیہ من النوع الاخر ویصرفہ الی اھل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شئ یردہ
کچہہ باقی نہ رہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق داروں پر صرف کردی پھر جب اوس خزانہ میں مال آجاوی تو اوس
فی المستقرض منہ الا ان یکون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم علی اھل الخراج وھم فقراء فانہ لا یرد فیہ
خزانہ سی مستقرض منہ میں لوٹا کردی مگر اوس صورت میں کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ مضائقہ نہیں

شیئا لانهم یستحقون بالفقر وکذا فی غیره اذا صرفه الی المستحق ویجب علی الامام ان ینفی الله تعالی ویصرف الی
اسطرح کہ فقر کی جہت سی وہ حق دار ہی ایسی ہی اور خزانہ مین اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر ہر مستحق کو
کل مستحق قدر حاجته من غیر زیادة وان قصر فی ذلک کان الله تعالی علیه حسیبا وذکر فی المحیط ان الامام ان
بقدر حاجت دیدیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمین قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینی والا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال
استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج وصرفه الی الفقراء لا یصیر قرضا علیهم لان الخراج له حکم
صدقات پر بیت المال خراج سی قرض لیکر فقراء پر صرف کردی تو قرض نہین ہوتا اسلیے کہ خراج کو حکم
الفیء والغنیمة وللفقراء فیه حظ وانما یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیه یصرف الیهم فعلی الامام
فی غنیمت کا ہی اور فقراء کا اسمین حصہ ہوتا ہی اور اوسکو دینے اسلیے نہین کہ صدقات کی جہت سی مستغنی ہوتے ہین جب اوسکو اور ہر احتیاج ہوتی تو دیا جاتا ہی سو امام کو
ان یتقی الله فی صرف هذه الاموال الی مصارفها وفی ایصال هذه الحقوق الی اربابها علی ما یری من تفضیل وتسویة
لازم ہی کہ اللہ سی ڈری ان اموال کو اسکی حق دارون پر صرف کری اور یہ حقوق حق دارون کو پہنچادی جیسا نیک سمجھی کم وزیادتی یا برابر برابر
من غیر ان یمیل فی ذلک الی الهوی ولا یحبسها عنهم ولا یجعل لهم الا قدر ما یکفیهم ویکفی اعوانهم بالمعروف وان قصر
اسمین کسیکی طرف داری نکری اور اوسکو حق دار سی روک نرکھی اور اونکا اتنا ہی مقرر کری جو اونکو اور اونکی مددگارون کو دستور کی موافق کفایت کرجای اور اگر
فی ذلک وقعد عنهم کان الله علیه حسیبا فقد ظهر من هذا ان السلطان لیس له فی بیته من بیت المال ملک بل
اسمین قصور کری تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ مین ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہین ہوتا بلکہ
هو امانة عنده یجب علیه ان یصرفه الی مصارفه لکن اذا کان هو ایضا من المصارف جاز له ان یاخذ من مال الخراج
اوسکی پاس امانت ہوتا ہی اوسپر واجب ہی کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بھی مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جاینے کی خراج کی مال مین سی فقط
قدر کفایته فقط لا غیر ولو اخذ اکثر من قدر کفایته وصرفه الی مماليکه اصطفاها وزینها بانواع الملابس المحرمة
بقدر کفایت لینی زیادہ نہین اور اگر قدر کفایت سی زیادہ لیکر اپنی محبوب غلامون پر صرف کری اور اونکو اچھی اچھی کپڑی جو پہنی حرام ہین پہنا دیجا کر
وافتخر بقیامها بین یدیه یکون من الخائنین وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یمثل له الرجال قیاما
عزت کی واسطے سامنی کھڑا رہکی خیانت والون مین سی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کھڑی رہین
فلیتبوا مقعده من النار ثم ینبغی ان یعلم ان من له عطاء من بیت المال ان کان من المصارف یحوز له ان یصرفه
تو اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلی پھر جان رکھو کہ جسکی لئی بیت المال مین سی روزینہ مقرر ہوا گر وہ شخص مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جاینے کی اپنی کام مین لاوی
الی مصالحه وان لم یکن من المصارف لا یحوز له ان یصرفه الی مصالحه بل یلزمه ان یتصدق به الی الفقراء واذا
اور اگر مصارف مین نہین ہی تو اوسکو جایز نہین ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام مین لگاوی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر
مات لا یورث عنه بل یصیر محلولا للسلطان او نائبه ان یقرر فیه من کان من المصارف وان قرر فیه من
چھوڑ مریگا تو وہ درست نہین آوےگا بلکہ فقراء کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین داخل ہو اور اگر اتفاقا
لیس من المصارف یجب علیه ان یخرجه ویقرر فیه من هو من المصارف وان لم یفعل یکون اثما بوجهین کما ذکر فی الزیادیة
ایسی مقرر کردی جو مصارف مین نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو برطرف کری اور ایسی کو تایم کری جو مصارف مین داخل ہو اگر نہین کریگا تو دو وجہ سی گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی
ان من له عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطلحا ان یکتب فی الدیوان اسم احدهما ویاخذ العطاء ولا یکون
کہ جسکی لئی روزینہ کچہری مین مقرر ہوی اگر وہ دو بیٹے چھوڑ کر مرجاوی وہ دونو صلح کرلین کہ دفتر مین ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور
للاخر شیء من العطاء وبذلک لو کان له العطاء فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام
دوسرا روزینہ سی محروم اور وہ روزینہ لینی والا کچہ مال منین اوسکو دیدیا کری تو یہہ صلح باطل ہے اور بدل صلح کا یعنی وہ مال جو دیا جاوےگا اور وہ روزینہ اسی کا ہوگا

العطاء

العطاء له لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فيه برضى الغير يجعله غير ان السلطان ان منع المستحق
جسکی لئے امام تجویز کرے اسلئے کہ حقیقت روزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکا اسمین کچھ دخل نہین ہی سوا اسکی کہ سلطان اگر مستحق کو روکے تو
یعقوبی الظلم مرتین فی قضیة واحدة حرمان المستحق واثبات غير المستحق مقامه يسر نا الله عما موافقا لرضا
گویا تو ایک مقدمہ مین دو بار گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا انتہی عمل مطابق اپنی رضامندی کے ہمپر آسان کر

المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن ومایخالف الشرع وکیف یعمل حینئذ قال رسول الله

اسی مجلس مین بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطور عمل کیا جاوی رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جلدی کرو اعمال فتنون کی پہلی جیسی اندھیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو
كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوهريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اشارہ فرمایا طرف

ظهور الفتن المتكاثرة المتراكمة كتراكم ظلام الليل المظلم لا يعرف احد طريق الخلاص منها وامر بالمسارعة الى الاعمال
ظہور بہت فتنون کی تہ برتہ جیسی اندھیرا تاریک شب کا تہ برتہ ہوتا ہی کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور دواطی جلدی اعمال صالحہ کی نسبت

الصالحة قبل مجيئها اذ عند مجيئها يشتد الامر ولا يقدر احد فيها على الاشتغال بالاعمال الصالحة بل يصير الرجل
پیدا ہونی سی پہلی اسلئے امر فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہوجاویگا تو بڑی مشکل پڑی کی پھر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نرہیگی بلکہ آدمی صبح کو

مؤمنا ويمسي كافرا او يمسي مؤمنا ويصبح كافرا وسبب وقوع المسلم في الكفر عند ظهور الفتن يحتمل ان يكون بوقوع
مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی ظہور پر مسلمان کفر مین شتابی کہ اوسمین مبتلا ہوگی کہ اوسمین راہ انجان

القتال بينهم فيستحل كل واحد منهم دم الاخر وماله فيكفر كل واحد منهم باستحلاله دم الاخر وماله ويحتمل ان يكون
ہوگی سو ہر ایک طرفین سی ایک دوسرے کیلئے خون اور مال حلال سمجھی گا سو ہر ایک دوسرے کیلئے خون اور مال حلال سمجھکر کافر ہوجاویگا اور شاید کہ اس سبب سی کہ

بوقوع الاختلاف بينهم فيغلب الكفار على بلادهم فيدعونهم الى دينهم فيرتد بعضهم لطلب الجاه والمال منهم
آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اوسکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پھر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پھر کوئی بہ جاہ اور مال کی ہوس مین مرتد ہوجاویگا

كما اشير اليه في اخر الحديث حيث قيل يبيع دينه بعرض من الدنيا فان العرض بفتح الراء متاع الدنيا وحطامها
چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچدیگا بیشک عرض بہ راء کی زبر کہتے دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہین

ويحتمل ان يكون بغلبة الظلم والفساد عليهم فلا يراعون الشرع في الحكومات بل يخرجون منه الى انواع الظلم و
اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور

السياسات ويسفكون الدماء ويأخذون الاموال بغير حق ويعتقدون انهم على الحق في ذلك بهم تلك الاثام
سیاستون مین مبتلا ہونگی اور خون بیزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چھین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجھینگی

ولا يدرون انهم بذلك الاعتقاد يخرجون من الاسلام ورب ما يصلبون السارق ويقتلونه باعتقاد جواز
اور یہہ نہین سمجھینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوئی اور بعضی دفعہ چور کو صولی دینگی اور قتل کرڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو

صلبه وقتله فيكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس صلبه وقتله بل حده قطع يده لقوله تعالى
سولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہوجاوینگی اسلئے کہ چور کی حد سولی اور قتل نہین ہی بلکہ اوسکی حد ہاتھ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی

السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما ورب ما يغضب ملكهم على واحد منهم فيامرهم بقتله من غير سبب يوجب قتله
اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتھ اور بعضی دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اوسکی قتل کا حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ اوسکی قتل کی نہین ہوتی

فیقتلونہ باعتقاد کون امرہ حقا واجبا علیہم فیکفرون بذلک الاعتقاد ذلک الطاعۃ المخلوق فی معصیۃ
سو وہ لوگ اوکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھہ کر کہ حکم بادشاہی حق ہی ہمپر واجب ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہوجاتی ہیں اسکی کہ خدا کی

الخالق علی ما ورد فی الحدیث فالقبیل مجرد الامر من السلطان بلا تہدید ولا وعید اکراہ فاذا کان اکراہا فہل
کی اطاعت نہیں ہی چنانچہ حدیثے مین ہی اگر کوئی کہی صرف حکم بادشاہ کا بغیر دھمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا

یرخص لہم قتلہ فالجواب ان قتل المسلم بغیر حق لا یحل لضرورۃ مطلقا ذکرنی اکراہ شرح الہدایۃ انہ متی اکرہ بقتل علی
اوسکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت مین بہی حلال نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ مین اگر کسیکو قتل سی

قتل غیرہ بغیر حق لا یسعہ ان یقدم علیہ بل یصبر حتی یقتل فان قتلہ یکون اثما لان قتل المسلم بغیر حق مما
اکراہ کیا کسیکی ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہین ہی کہ اوسپر پیش دستی کرکی بلکہ صبر کری یہان تنگ کہ جان دی اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئی کہ ناحق

لا یستباح لضرورۃ ما فکذا بالاکراہ وذکرنی الاصول ان دلیل الرخصۃ خوف الہلاک والقاتل والمقتول
قتل مسلم کا کسی ضرورت مین بہی مباح نہین ہی ایسی ہی اکراہ ہی اور اصول مین مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول اسمین

فیہ سواء فاذا استویا لا یحل للفاعل قتل غیرہ لتخلیص نفسہ لان اللہ تعالی عظم امر قتل المسلم حیث قال و
دونو برابر ہین پہر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جایز نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ فرمایا ہی چنانچہ فرمایا اور

من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا فاذا کان کذلک ینبغی ان یعلم ان کثیرا من ولاۃ زماننا وقضاۃ
جوکوئی مارڈالی مسلمان کو قصد کرکر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمین جب یہہ ہٹر تو یہہ بہی کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیان ملی اور ہماری عہد کی اکثر قاضیان ملی

عصرنا قد ہجروا الشرع المحمدی واخذوا طریقا غیر مرضی وسموہ عرفا وشاع بینہم العمل بہ حتی کادان یترک الشرع
شرع محمد کا کو چہوڑ دیا ہی اور ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسہی پر عمل کرتی ہین یہان تنگ کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک

بہ لانہم کانوا لا یفصلون قضیۃ بمحض الشرع بل لاحظ العرف ولکنہم کانوا یفصلون قضایا کثیرۃ بمحض العرف بلا لاحظ
ہوجاوی کا کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملائی فیصلہ نہین کرتی لیکن بہتیری قضیہ صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی تمیصہ کرتی ہین

الشرع ویعتقدون ان بمحض الشرع لا یتم النظام ولا یستقیم حال الانام ویقولون ذلک جہلا ولا یعدونہ کفرا فاطاف
اور یہہ سمجھتے ہی ہین کہ نری شرع سی نظام پورا نہین ہوتا اور خلقت کا حال درست نہین رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہین کچہہ برا نہین جانتی اب سوچ تو

ایہا المنصف ہل ہذا القول وہذا الاعتقاد محمل غیر القول بنسخ الشریعۃ المحمدیۃ بما ابتدعوہ بآرائہم الفاسدۃ من
اے منصف ایا کچہہ اس قول اور اس اعتقاد کی یہی معنی ہین بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو کہ سب سماسات بدلہ اور تغذیات سخت کی جواپنی فاسد عقلون سی نکالکر

السیاسات الشنیعۃ والتعذیبات الشدیدۃ وما حاہم علی ذلک الاعتقاد وما جراہم علی ذلک الفساد الا ما یرونہ من
کڑوی کی ہین منسوخ کہتی ہین اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرات اس فساد پر اسلئی ہوتی ہی کہ دیکہتی ہین

ظہور السارق والقاتل احیانا بتہدیدہم لا بتہدیدہم البلیغۃ وتشدیدہم لا بتہم لا البتہ نعم قد یظہر السارق والقاتل احیانا بتہدیدہا
تہم کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیون اور سخت گیریسی انتہہ آجاتی ہین ان سچ کہی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی

وتشدیدہم لکن الی ان یظہر ظالم واحد یظلم خلقا کثیرا فی انفسہم واعراضہم بل یہلک بعضہم بانواع العقوبات
اور سختی سی پیدا ہوجاتا ہی پر جب تک ایک ظالم انتہہ نکلی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابروی پر ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت

واصناف التعذیبات ویتعطل اعضاء بعضہم وأما اخذ اموالہم واہلاکہا فلا یعدونہا شیئا بل یبیحونہا ویستحلونہا
اور قسم قسم کی عذاب مین ہلاک اور بعضون کی اعضا بیکار ہوجاتی ہین اور اموال لیلینا یا تلف کردینا یہہ تو کچہہ شمار مین نہین ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی ہین

فاذا کان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم کثیرۃ غیر منحصرۃ فتفکر ایہا العاقل ہل یلیق مثلہا
پہر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی مین بہت سی ظلم غیر منحصر عمل مین آئین اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الایمان وهل یجوز فعلها فی دار الامان وتحقق ان الشارع لم یترک تلك القاعدة الا بعد وزنها بمیزان
اور دارالامان میں ایسا کام کہاں جایز ہی اور ثابت ہی کہ شارع نبی یہہ قاعدہ تب چھوڑا ہی کہ اسکو حکمت کی ترازو میں خوب تول لیا ہی
الحکمة وظهور غلبة مضارها علی منفعتها فان الحکیم لا یحکم له الا بما فیه المنفعة العامة الشاملة او بما
اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہوچکا ہی بیشک حکیم وہ ہی حکم دیتا ہی جسمیں منفعت عام اور شامل ہو یا جسمیں فائدہ
یغلب منفعته علی مضرته لا بما یغلب مضرته علی منفعته الا تری ان الخمر والمیسر کیف حرمهما الله تعالی فی
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو جیسکو معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نے قرآن میں
القرآن بعد ما نص فیه بنفعهما حیث قال یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدہ بھی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہدیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی ہیں لوگوں کو اور انکا
لان جانب النفع اذا غلب علیه جانب الضرر یحمی جانب الضرر فان اهل العرف فی هذا الزمان کثیرا ما یظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہوجاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ میں ایک ظالم کی وہ سطی شہر کی شہر پر اور
اهل قریة بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا یظفرون بذلك الظالم فیکون مظالمهم اشد بالفرقة
اسکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہوجاتا ہی گانوکی گانو پر قسم قسم کی اکثر ظلم کرڈالتی ہیں اور کسیپر بھی وہ ظالم ہاتھ نہیں آتا
من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فلیس مثلهم الا کمثل من یقصد احراق حشیش نبت خلال زرعه فیوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلانی کا ارادہ کری جو کھیت کی اندر اوگتا ہی پھر اوس کھیت کی اندر آگ جلاوی
وسط زرعه فیحترق الزرع واما الحشیش الذی قصد احراقه فربما یحترق وربما لا یحترق فکذلك ظلم الله لیس هذا
اور تمام کھیت پھک جاوی اور وہ کہاس جسکا جلانا منظور تہا کبھی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ
من الاصلاح بل هو من الافساد فلو کان فی هذا العرف خیر لکان القرون التی یستعمل هذا العرف فیها خیرا من
انتظام نہیں ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف میں کچھہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمیں یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد سی
القرون التی لم یستعمل فیها هذا العرف کقرون النبی علیه السلام والخلفاء الراشدین والتابعین ولا شك ان خیر
جنمیں یہہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمیں شک نہیں کہ
القرون قرن النبی علیه السلام ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم شاع الکذب والفساد الی قرننا الذی هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پھر اوسکا جو اوسی متصل ہیں پھر اونکا جو اوسی متصل ہیں پھر جھوٹ اور فساد پھیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی
القرون بشهد بذلك الاحادیث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فانقیل تلك القرون لکونها قرون
مشہور حدیثیں بلکہ متواتر اسکی گواہ ہیں اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پھر اگر کوئی کہی وہی زمانہ چوکہ رشد
الرشد والصلاح وعهد الصدق والفلاح کان الامر بینا بسهولة الشرع ولا یحتاج الی صعوبة العرف وانما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہوجاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی سہی اور یہہ
القرون فلما کان الغالب فیها الفسق والفساد والکذب والعناد اضطر العقلاء الی اجراء العرف الشدید لما رأوا
زمانہ اسمیں فسق اور فساد اور جھوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلا نے لاچار ہوکر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ یہ دیکھتی تہیں
من عدم انزجار اهلها بالشرع السدید فالجواب ان هذا السؤال لا یبقی له مورد بعد ما عرف فی اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہہ کہ اس سوال کو موقع نہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی میں مفاسد
المفاسد وانی الشرع من کفایته فی جمیع الاعصار لجمیع المقاصد لهذا عدت من کون القرون السابقة قرونا
مان لئی اور شرع کی کفایت تمام عہدوں میں تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پھر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانہ رشد

الرشد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا بركة اجراء الشريف فی تلك القرون وشامت احداث
اور صلاح کی تھی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجرا شرع شریف کی اوس عہد میں اور بسبب نحوست پیدا کرنی
العرف السخيف فی هذه القرون اذ فی هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب كراهة اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نگی عرف کی اس عہد میں کیونکہ اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئے کہ اہل عرف ہر یک شہر پہ اور ہر یک گانو پہ
فی كل سنة بل فی كل شهر مرارا علی الحلف بالطلاق فی انواع القضايا فيلزم الحدث بالضرورة وهذا السبب اكثر
سال بسال بلکہ ماہ ماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہر یک قضیہ میں طلاق کی قسمیں دلاتی ہی پھر قسم کا توڑنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سبب سی
اولادا لزنا فی هذا الزمان واشتغلوا بالترويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بد ذات آدمی ہی سو اسد ذاتی کی
الا الافعال الخبيثة فاذا نقل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر فی الكتب المعتبرة
اور کیا ہوتا ہی پھر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑہ جاوی جیسکا سلف سی بھی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی
انها محمولة علی السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا علی السياسة ايضا فالجواب ان السياسة علی
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیوں نہیں جایز کہ یہہ عرف مذکور بھی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست
ما ذكر فی معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخری عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع فی حرام اور مطلق ناجایز رکھا ہی
والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويوخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہ ہی اور اسہی کے سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کہل جاتی ہیں اور مال چھنتی ہیں اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی
العادلة فالشرع يوجب المصير اليها ولا اعتماد عليها وهی ما ذكر فی العناية تغليظ جناية لها حكم شرعی حسما لمادة
عادلہ تو شرع سی اوسکی طرف تو جہہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ کہ وہ ہی جو کتاب عنایہ میں مذکور ہی خطا پر حکم شرعی سی فساد کی جڑ
الفساد وقيل هی الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی وسطی تنگ پڑتا ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ ہی شریعت بہاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور بہت مظالم بند ہوجاتی ہیں اور مفسد لوگ
الفساد وباهاها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلابد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چھوڑ دیتے ہیں پھر اگر اسکو چھوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجھ لینا چاہیئی تاکہ اوس پر بڑھکر
منها الی غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچھہ نہ کہیئی اسواسطے کہ روئی زمین سی فساد دور نہیں ہوسکتا جب تک مفسدوں کو عقوبت شرعی نہو جیکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں
بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر فی حدود فتاوی قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہیں جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہویا تو قید کرکر چنانچہ حدود فتاوی قاضی خان میں ہی کہ جسکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہووی
ويحلف فی السجن الی ان يظهر توبته وذكر فی باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اوسکو قید کرین اور قید خانہ میں اتنی پڑا رکہیں کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس میں اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور
اموال الناس وانفسهم يحبسون حتی يعرف توبتهم يظهر شعار الصالحين فی سيماهم او بالضرب كما ذكر فی كراهة البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہیں قید کئی جاوین جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہروں پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاوین یا مار مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ میں مذکور ہی
ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتی يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضرب
کہ حسن بن زیاد سی پوچہا گیا چور کو چوری کی تہمت میں مارنا جایز ہی تاکہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹ جاوین اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا مارین

ینبغی ان لا یخرج عن صفة ضرب الحدود ولا یعاقب بغیر عقوبات الشرع بل یضرب ضرب تعزیر لا ضرب حد او
کہ حد کی وضع سی مخالف ہو جاوی اور کوئی اور عقوبت سوائی عقوبات شرعی کی نکریں بلکہ تعزیر پر کیسی مار مارین حد کیسی مار نمارین یا

قتل کما ذکر فی سیر البزازیة ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة البغاة والظلمة فی ایام الفترة فقال اجاد
قتل کر کر جیسا کہ سیر بزازیہ مین مذکور ہی کہ عطا بن حمزہ سی پوچھا کہ ایام فترہ مین باغیون اور ظالمون کی جو حامی ہون اونکو قتل کرنا چاہئی جواب دیا

قتلهم لانهم مسارعون فی الارض بالفساد وقیل له انهم یمتنعون عن السعی فی تلک الایام ویتوارون قال ذلک امتناع
اونکا قتل مباح ہی کیونکہ وہ ملک مین فساد کر نیکو دوڑتی ہین کسی کی کہا اب تو وہ اوس عرصی بازآئی ہین اور چھپ گئی ہین کہا لاچاری کو بازآئی ہین

ضرورے ولو ورد والعاد والما منهوا عنه وکذلک قال الامام السید ابو شجاع وزاد بان قال یثاب قاتلهم قال کان من
اور اگر پھر وہ ہی حال ہو تو پھر وہ ہی کرین جو اونکو منع ہوا تھا اور ایسی ہی امام سید ابو شجاع نی کہا ہی اور اتنا زیادہ کیا کہ اونکی قاتل کو ثواب ہوویگا کسیسی کہا کہ قاتل

شرط الاسلام الشفقة علی الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم ویدم علی عکس ذلک وذکر فی کراهیة البزازیة انه کان
کیسا ہوگا کہا اسلمی کہ اسلام کی شرط ہی کہ خلق پر شفقت کری اور اونکی خوشی سی خوش ہو اور اونکی غم سی غمگین اور وہ لوگ اسکی برخلاف ہین اور بزازیہ کی کراہیہ مین مذکور ہی

یفتی بکفرهم واختیار المشایخ ان لا یفتی بکفرهم وجواز القتل لا یدل علی الکفر قال الله تعالی انما جزاء الذین یحاربون
کہ اونکی کفر پر فتوی نہا اور مشایخ کا اختیار یون ہی کہ کفر پر فتوی نہ دیوین اور قتل جایز ہونی سی کفر نہین ثابت ہوتا اللہ تعالی فرماتا ہی یہہ ہی سزا ہی اونکی جو اللہ کی اور

الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او الاعونة من المحاربین الله ورسوله وذکر فی باب السعایة من
اللہ سی اور اسکی رسول سی اور دوڑتی ہین زمین مین فساد کر نیکو کہ اونکو قتل کری یا سولی چڑہائی اور مدد گار بھی اللہ اور رسول سی لڑنیوالی ہین اور باب السعایہ مین

جنایات البزازیة ان المشایخ لفساد الملک بسبب السعایة افتوا بان قتل الاعونة والسعاة فی زمان الفترة جایز والقید
جنایات بزازیہ مین مذکور ہی کہ مشایخ نی اسلمی کہ بسبب سعایہ کی ملک مین فساد پہیل گیا تہا فتوی دیا تہا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترہ مین جایز ہی اور قید سی

لکونهم فی مثل ذلک الزمان اشد ضررا فیلحقون بالذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا فعلی هذا
کیونکہ اونسی ایسی زمانہ مین بڑا ضرر ہووے گا پھر وہ اون لوگون مین مل جاوینگی جو اللہ اور رسول سی لڑتی ہین اور ملک مین فساد کرتی ہین پھر تی ہین اس بنا کی اطلاق

یجوز قتلهم لکن باسهل الطرق واقلها عذابا کالصلب وضرب العنق لا باصعبها واکثرها عقابا کالسیاسات الجاریة
اونکا قتل جایز ہی پر آسانی سی جیسین کم تکلیف ہووی جیسی سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سی ہین جیسین تکلیف زیادہ ہو جیسی سیاسات اس زمانہ مین

فی هذا الزمان لما روی انه علیه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات
مروج ہین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو ان نقلون سی معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا

انما یجوز اذا کان المدعی علیه متهما بالجرائم مشهورا بها وانکر ما ادعی علیه واما اذا لم یکن متهما بها بل کان رجلا صالحا
جب جایز ہی کہ مدعی علیہ جرم مین بدنام اور خطاوارہی مین مشہور ہو اور وہ دعوی سی منکر ہو اور اگر اسپر کچہہ تہمت ہو بلکہ درنیک خوبی سی مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا یجوز عقوبته اصلا بل یحلف ویخلی سبیله ان لم یقم علیه بینة وان کان مجهول الحال لا یعرف بخیر
تو اسپی کی عقوبت ہرگز جایز نہین ہی بلکہ قسم لیکر چھوڑدین اگر گواہ نہون اور اگر مجہول الحال ہو یعنی نہ تو نیکوکار مشہور ہی اور نہ بدکار تو اسپی کو

ولا فحش یجوز حبسه یوما او یومین حتی یتبین حاله بالبینة او بالاقرار وان لم یظهر شیء منها یحلف ویخلی سبیله ولا
ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہی یہان تک کہ اوسکا حال یا گواہ سی یا اقرار سی ظاہر ہو جاوی اور اگر کچہہ بھی ظاہر نہو تو قسم لیکر چھوڑدین اور

یجوز ضربه کما ذکر فی سرقة الخلاصة والبزازیة ان عصام بن یوسف دخل علی الامیر فاتی بسارق فانکر السرقة فقال الامیر
مارنا جایز نہین ہی چنانچہ خلاصہ اور بزازیہ کی باب السرقہ مین مذکور ہی کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہین ایک چور پکڑا آیا سو اوسنی چوری سی انکار کیا امیر نی

لعصام بن یوسف ایش یجب علیه فقال عصام علیه الیمین وعلی المدعی البینة فقال الامیر هاتوا لی بالسوط والعقال
عصام بن یوسف سی پوچھا اسپر کیا واجب ہی عصام نی کہا اسپر قسم ہی اور مدعی پر گواہ امیر نی کہا کوڑا اور دو رسیان لاؤ

فما ضرب عشر احتی اقر وانی بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رایت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر کیف
پھر دس کوڑی نہیں لگائی تھی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا کہ الا یا عصام نی کہا سبحان اللہ میں نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہیں دیکھا اب دیکھو تو کیونکر
سماه ظلما مع ظهور الحق ولم یجعله عدلا بل رجعله شبیها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلک
اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہو گیا تھا اوسکو عدل نہیں ٹھہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہو جاوی نہیں تھی
لانه وان ظهر به الحق فی هذه المرة لکن کثیرا ما لا یظهر فیکون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرایم فان ضربه
اسوسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہو گیا لیکن اکثر حق ظاہر نہیں ہوا کرتا پھر مزاطر ہی ظلم ہوتا ہی برخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہوا ہو بیشک نہ
لیس بحرج لاستخراج الحق بل یمتنع عن افعاله المذمومة سوء ظهر الحق ولم یظهر فافترقا وکما ذکرنا هنا من جو
اسکا مانا صرف حق پیدا کرنی کی لیئی نہیں ہی بلکہ اس لیئی کہ اپنی افعال بدسی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونو مین فرق ہی اور بیان تمک جو مذکور ہوا
اجراء العقوبة علی المتهمین بالجرایم انما هو قبل ثبوتها بالبینة والاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فیقام علیهما ما
یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہوتا جرایم کی بدنامون پر ثبوت سی پہلی ہی گواہی سی یا اقرار سی ہی ہوتی ہی
عین لهم فی الشرع من الحد والتعزیر یسر نا الله تعالی المجلس الحادی والثمانون فی بیان احکام القضاء
وہ ہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر اتنی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر کیا سی مجلس احکام قضا کی بیان مین
واخذه بالرشوة وحکومته بشهادة الزور قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما ان
اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی مین اور جھوٹی گواہی پر حکم کرنہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مین تو
بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم یکون الحن بحجته من بعض واقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن
خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم مین می حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سونگا مین فیصل کر دونگا پھر
قضیت له بشئ من حق اخیه فلا یاخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح
مین جسکو دوسری کی حق مین سی دلا دی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوی یہ ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جلا کی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی
رواه ام المؤمنین ام سلمة ومعناه انکم تختصمون الی وربما یکون بعضکم مبطلا فی دعواه ولا اعرف
ام المومنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصل میری پاس لاتی ہو اور بعضی اوقت کوئی اپنی دعوی مین جھوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی
کونه مبطلا فی دعواه الا انه اقطن بحجته واقدر علی تقریرها بحیث اظنه صادقا فی دعواه اقضی له
دعوی مین جھوٹا معلوم نہیں ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کر کر اوسکی دعوی کی السلام
علی وفق دعواه فیکون ما قضیته له من حق اخیه قطعة من النار لکونه حراما یسوقه الی النار فانه علیه
موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون ہماری کی حق مین سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ مین کھینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام
صدر کلامه فی هذا الحدیث بقوله انما انا بشر تنبیها علی جواز عدم مطابقة حکمه لما فی نفس الامر لکونه بشرا
اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامری غیر مطابق ہو سکتا ہی کہ وہ بشر ہین الخطاء
یعلم من الغیب ولا یطلع علی الضمائر الا ما یوحی الیه ولا یلزم منه ان یکون حکمه خطاء أ فلیس هذا من قبیل
غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہین ہی
فی الحکم لان الحاکم ما مور مکلف بان یحکم بین الخصمین بالظاهر علی حسب ما یسمعه من کلامهما وعلما یقتضیه
کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیسے کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کر دی
حجتهما لا بما فی نفس الامر حتی ان من کان مبطلا فی دعواه اذا اتی بشاهدی الزور ولم یعلم القاضی بکذبهما وقضی
یہہ نہین ہی کہ نفس الامری حکم ہو بیان تمکہ جسکا دعوی جھوٹا ہو اور وہ جھوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جھوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشهادتهما بعد تعديلهما فهو حق في الحكم وان لم يكن ما حكم به ثابتا في نفس الامر فعلم من هذا ان حكم القاضي
موافق تعدیل کی بعد حکم کری تو قاضی کا حکم حق ہے ہی اگر چہ وہ بدعا نفس الامر میں ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم
بشهادة الزور لا يحل ما كان حراما ولا يحرم ما كان حلالا ولا ينفذ قضاؤه الا ظاهرا وهذا متفق عليه
جھوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہیں کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی میں جاری ہوتا ہی یہہ بات اطلاک مرسلہ
في الاملاك المرسلة التي لم يذكر فيها سبب معين من اسباب تملك واما في العقود كالبيع والشراء والنكاح
کہ جنمیں کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور ہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح
والاجارة ونحوها وفي الفسوخ كالاقالة والطلاق ونحوهما عند ابي حنيفة ينفذ ظاهرا وباطنا وعندهما
اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن میں جاری ہوتا ہی اور صاحبین کی
انما ينفذ ظاهرا لا باطنا لهم ان القضاء اظهار ما كان ثابتا لا اثبات ما لم يكن ثابتا واما دعوى من العقود والفسوخ لم يكن
نزدیک فقط ظاہر میں جاری ہوتا ہی باطن میں نہیں ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی نہ کہ ثابت کا ثابت کرنا نہیں ہی اور دعوی عقودین اور فسوخ مین ثابت
ثابتا عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة فلا ينفذ القضاء فيه الا ظاهرا واما باطنا فلان القضاء انما
نہیں ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جھوٹا ہو اور گواہی جھوٹی ہوں تو اب قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی اسی کہ قضا حجت کی
ينفذ بقدر الحجة والحجة باطلة في الباطن لكون شهادة الزور حجة في الظاهر لا في الباطن والمشهود له
موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جھوٹی ہین ظاہر میں حجت ہی باطن مین نہیں اور گواہون والا
يعلم ذلك والقاضي لا يعلمه فينفذ قضاؤه ظاهرا لا باطنا كما في الاملاك المرسلة وله ان القاضي اذا قامت عنده
اسکو جانتا ہی اور قاضی نہیں جانتا سو قضا ظاہر میں نافذ ہوگی باطن مین نہیں ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس
البينة وعدلت يكون عليه القضاء واجبا حتى لو امتنع عن القضاء واخر يكون اثما لكن لما كان القضاء اظهار
جب گواہ آئی اور تعدیل ہو چکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچھ حکم نہ دیوی یا در نگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا
ما كان ثابتا ولم يكن ما ادعى من العقود والفسوخ ثابتا عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة وجب ابتناؤه
ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ کی ثابت نہیں ہوتا جسصورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جھوٹی ہون تو اب بطور قضا کی
القضاء لئلا يلزم ان يكون القاضي مكلفا بما ليس في وسعه فان قضاء القاضي فيما يحتمل الانشاء ولم يكن في المحل
مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سرسی ہوسکتا ہی اور اس محل مین
مانع وكانت الشهود كاذبة يكون انشاء لانه مامور بالقضاء بالحق ولا يكون قضاؤه بالحق فيما يحتمل الانشاء ولم
کوئی مانع نہیں ہی اور گواہ جو جھوٹی ہی تو انشا یعنی از سرنو اب ہوجائیگا کیونکہ قاضی قضا حق کا مامور ہی اور اوسکی قضا بہ حق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہوتا ہی اور
يكن في المحل مانع وكانت الشهود كاذبة الا بالحمل على الانشاء والعقود والفسوخ مما يحتمل الانشاء وللقاضي ولاية الانشاء
وہان مانع بھی نہو اور گواہ بھی جھوٹی ہوں نہیں ہوسکتی بدون حمل کی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی از سرنو کا احتمال ہی اور قاضی از سرنو کر سکتا ہی
في الجملة فيجعل قضاؤه انشاء بطريق الاقتضاء فيصير كانه قال في دعوى عقد النكاح له زوجتك اياه وحكمت
فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضاء انشا از سرنو ہوگی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی مین یہہ کہتا ہی میں تیرا نکاح اوسکی ساتھ کر دیا
بينكما بالنكاح وفي دعوى فسخ النكاح يصير كانه قال فرقت عنه وحكمت بينكما بالطلاق وكذا في غيره لك
اور مین نی تم دونون مین نکاح دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مین نی تجکو اوس سی جدا کیا اور تم دونون مین طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور
مما ادعى من العقود والفسوخ بخلاف الاملاك المرسلة فان القضاء فيها بشهادة الزور لا ينفذ لا ظاهرا لان
دعوون مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہوں برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک ان مین قضا جھوٹی گواہی سی صرف ظاہر میں نافذ ہوگی کیونکہ

الملك لا بد له من سبب وفي الاسباب كثرة وفراحة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطے کوئی سبب چاہئی اور اسباب تو بہت ہین ایک دوسری کا مخالف قاضی سی یہہ نہین ہوسکتا کہ اوہ نہین ہی کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کرلی کیونکہ ایکہی
اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچھہ فوقیت نہین ہی سو اب بطریق اقتضاء قضای پہلی کچھہ بہی ثابت نہین ہوسکتا اسلئی کہ ملک مین احتمال انشا کا یعنی ازسرنو کا تو نہین ہی
والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعى فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہین کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتہہ مدعی سی کوتاہ کردی سو یہہ ہی ہی کہ ظاہر مین نافذ ہوتی ہی
ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور وقضى القاضي
فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخصنی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شراء کا دعوی کیا اور دو جہوٹی گواہ گذاردئی اور قاضی نی
بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاشتراء
اون دونون مین بیع یا شراء کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہر اور باطن مین نافذ ہوجائیگا یہان تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی ہی بعد رحم صاف کرنی کی
ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
وطی کری اور کہانا کہانا یہوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سی ثابت ہوچکی جسکی گواہ گذر چکی ہین اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی
طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کری اور گواہ گذرانی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی نی ویسا حکم ملکیت کا دیدیا تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر مین نافذ ہوگا
ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
یہان تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلادیوی حلال نہین ہی کہ لونڈی سی صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیمابینہ وبین اللہ یعنی واقع مین ثابت
الله تعالى ومن امثلة العقود ان حد امن الرجال او النساء ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
نہین ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی
القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة في
اونہین حکم نکاح کا کردی تو اب قضا ظاہر اور باطن مین نافذ ہوجائیگی یہان تک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ وہ عورت
نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير او عدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسوخ
اور کی نکاح مین یا عدت مین نہو اور اگر اوسکی نکاح یا عدت مین ہوگی تو قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی
ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو مین سی کسینی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذارئی اور قاضی نی اونہین جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہوگا
باطنا حتى يحرم للرجل الوطي للمراة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج
یہان تک اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو چاہیز ہی کہ اور خصم کرلی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جایز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی
الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلموا ايضا ان
خاوند نی اسکو طلاق نہین دی ہی اسطور کہ اوس دو جہوٹی گواہون مین کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سی ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجہ لو کہ
قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند البعض خفية لكنه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ مین جہوٹی گواہی سی اگرچہ ظاہر و باطن مین نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ
انشاء بطريق لا اقتضاء لان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
بطور اقتضاء کی ازسرنو ہوجاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الٰہی اور عقاب سی نہ بچینگی کیونکہ اونہون نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا فی ابطال حق الغیر وظلمه لاسیما اذا لم یکن الثمن الذی تشهد به مساویا للقیمة فانه حینئذ یکذب
اور اسکے رسول نے منع کیا ہی اور غیر کی حق تلفی اور ظلم ہین سعی کی ہی خاص کر اوس صورت مین کہ ثمن جسکی گواہی دی ہی قیمت کی برابر نہو مدعی فی تو جھوٹ بولا
فی دعواه ویسعی فی ابطال حق المسلم فلیتبوأ مقعده من النار وأما الشهود
اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی اور دراصل اوسکی کہ نہی علیہ السلام نے فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہی چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین تیار کرلی
الکذبة فی الشهادة علی المیت فقد روی انه علیه السلام قال من ادعی مالیس له فلیتبوأ مقعده من النار وأما الشهود
اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہی چاہئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین تیار کرلی
فانهم ارتکبوا الکبیرة التی تشابهت للشرک وهی شهادة الزور لکن المدعی حیث رضی بها وقد روی انه علیه السلام
اور یہی گواہ سوداگر ہین ان نے وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جھوٹی گواہی لیسی ہی مدعی کہ اوسپر رضامند ہوا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے
قال عدلت شهادة الزور بالاشراک بالله تعالی ثلث مرات ثم قرأ قوله تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه
تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہی پھر یہہ آیت پڑہی سو بچتی رہو بتون کی گندگی سی اور بچتی رہو جھوٹی بات سی بیشک کھائی علیہ
بین فی هذا لحدیث ان شهادة الزور کانت مساویة للشرک فی فصول الاثم الموجب لخلود النار الا ان الشرک موجب للخلود
نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جھوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سی باعتبار دوزخ مین داخل ہونا ہی اتنا ہی کہ شرک سی دوام کو دوزخ ہی
فیها وشهادة الزور غیر موجبة له ومما ینبغی ان یعلم ایضا ان قضاء القاضی بشهادة الزور فی الحقوق والفسوخ انما ینفذ ویفید
اور جھوٹی گواہی سی دوام نہین ہی اور یہہ بھی سمجھنی کی بات ہی کہ قاضی کا حکم جھوٹی گواہی سی عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہی وحلت کا فائدہ
الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر الرشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمه علی ما ذکر فی عامة
دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہی تو شدہ قاضی ہی اور بنا وسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابون مذکور ہی
الکتب فعلی هذا لا یوجد فی هذا الزمان قاض ینفذ حکمه اذ قلما یوجد قاض یاخذ القضاء بغیر الرشوة فان القضاة وهذا
اس وقت کی موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہین جنکو قضا بدون رشوت کی ملجاوی بیشک اس زمانہ کی قاضی
الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوة سعیا بلیغا ویبذلون فی تحصیله مالا کثیرا سموه باسماء غیر الرشوة معرون کله
رشوت دیکر قضا لینی مین نہایت درجہ کی سعی کرتی ہین اور قضا کی لئی خوب مال خرچ کرتی ہین اوسکا نام سوای رشوت کی کچھ اور کہہ چھوڑا ہی یا وجود یکہ سب
رشوة فکیف یوجد فیهم قاض ینفذ حکمه فانهم یاخذهم القضاء بالرشوة یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام الشرعیة
رشوت ہی پہر کہان ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووی کیونکہ قاضی تو رشوتون سی قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتی ہین
لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رأیهم وموقوف علی حکمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ینفذ حکمهم فی شیء
اسلئی کہ اکثر امور مسلمانون کی اونکی راے پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نی جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا
من المحکومات الشرعیة فیلزم بطلان کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیهم فان القاضی الذی اخذ
تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتی ہین خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہی بیشک جس قاضی نی رشوت دیکر
القضاء بالرشوة اذا عقد النکاح الذی فوض الیه یکون ذلک النکاح باطلا فیلزم ان یکون الزوج والزوجة زانیین ما داما
قضا حاصل کی ہی جسنے کسیکا عقد نکاح کر دیگا جو اوسکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہی کہ دونو خاوند جورو زانی ہون جب تک
تحت ذلک النکاح ولیس هذا لاکثرة محبتهم للدنیا وقلة مبالاتهم فی الدین فانهم لغلبة غفلتهم عن الاخرة یاخذون القضاء
اوس نکاح مین رہین اور یہہ حال اسلئی نہی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتر ہی کیونکہ یہہ قاضی آخرت سی خوب غافل ہو کر قضا کو رشوت سی
بالرشوة ولا یبالون بکونهم ملعونین بلعن رسول الله علیه السلام بل یفتخرون به معرضین عن کثیر من السلف امتناعا عن قبوله
حاصل کرتی ہین اور اوسکی کچھہ پروا نہین کہ اوپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوسپر فخر کرتی ہین باوجودیکہ سلف مین اکثر لوگون نی باوجود نہایت اکراہ کی بھی
حتی اکرهوا اکراها بلیغا علی قبوله فلم یقبلوه فضلا عن بذل المال فی اخذه الا تری ان ابا حنیفة ابی القضاء ثلث مرات
قبول نہین کیا اور اوسکی لئی مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہی دیکھتا نہین کہ امام ابو حنیفہ کو قضا کی لئی تین دفعہ بلایا

فابی حتی حبس وضرب فی کل مرة ثلثین سوطا فلما خاف علی نفسه قال حتی اشاور اصحابی فشاورهم فقال ابو یوسف
پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کھائی پھر جب جان کا خوف ہوا تو کہا مجھ کو اپنے یاروں سے مشورہ لینا چاہیئے پھر مشورہ کیا تو ابو یوسف نے کہا

لو تقلدت لا تنفعت الناس فنظر الیه ابو حنیفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لکنت اقدر علیه
اگر قضا لیلو تو لوگوں کا بڑا فائدہ ہی پھر ابو حنیفہ نے اونکی طرف غصہ سی نہور کر کہا اگر مجھکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤں تو البتہ مجھکو قدرت تھی

فکانی بک قاضیا فاعرض ولم ینظر الیه بعد ذلک وکذلک دعی محمد الی القضاء فابی حتی قید وحبس نیفا وخمسین یوما
میری جگہہ تو ہی قاضی سہی پھر منہہ پھیر لیا اور اونکی طرف نہیں نظر کیا اور اسہی طور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہانتک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن مجبوس

والمنظر فقلده وانما امتنع هؤلاء الکرام عن تقلد کما مر وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من جعل قاضیا
رہی اخیر لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نے اسہی لئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بین الناس فقد ذبح بغیر سکین والمراد من الذبح فی هذا الحدیث القتل فان القتل بغیر سکین کسقی السم مثلا لا یؤثر
بیشک بی چہری کی ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

فی الظاهر وانما یؤثر فی الباطن بانزهاق الروح کذا القضاء لا یؤثر فی الظاهر لانه فی الظاهر رفعة وعظمة وانما یؤثر
اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فی الباطن باهلاک الدین لان القاضی قلما یعدل بین الخصمین بل ربما یمیل فی الحکم الی الاصدقاء والاقرباء والی من
کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتی ہین بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور قربا کی طرف داری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب یتوقع نواله او یخاف بلاءه وربما یوسوس له نفسه علی قبول الرشوة فمن کان حاله کذلک فالموت خیر
جس سی کچہہ وصول کی توقع ہو یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دلین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پھر جسکا ایسا حال ہو دی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہو

من القضاء لان الموت یقطعه عن المعاصی والقضاء یوقعه فی المعاصی فالقبیل القضاء بالحق من اقوی الفرائض
کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پھر اگر کوئی یہی حکم حق پر دینا عمدہ فرایض ہی

واشرف العبادات لکونه امرا بالمعروف ونهیا عن المنکر وقد امر الله به النبیین کما قال فی کتابه انا انزلنا التوراة
اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی اور اللہ نی انبیا کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فیها هدی ونور یحکم بها النبیون وقال لنبینا علیه السلام انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس فما وجه
اسمین ہدایت اور روشنی اسپر حکم کرتی پیغمبرون ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پھر اس کی

الامتناع عنه فالجواب انه وان کان من اقوی الفرائض واشرف العبادات لکن ذکر فی کتب الفقه ان من کان
رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا له ینبغی له ان لا یطلبه بقلبه ولا بسئاله بلسانه فان دعی الیه بلا طلبه قال بعض العلماء یکره له الدخول فیه
قضا کی لایق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبانسی اوسکا سوال کری پھر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علما کہتی ہین کہ اختیار سی قضا مین

مختار لما روی عن انس انه علیه السلام قال من ابتغی القضاء وسئله وکل الی نفسه ومن اکره علیه انزل الله تعالی
پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا اوپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو زبردستی قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

علیه ملکا یسدده فانه علیه السلام اشار فی هذا الحدیث الی ان من یطلب القضاء بقلبه ویسئله بلسانه یفوض امره
اوپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اسحدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو دل تلاش اور زبانسی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الی نفسه ومن یفوض امره الی نفسه لا یهدی الی الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الی المخالفة وسوء المطا
ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہیں پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور برے مطلب کی طرف کھینچتا ہی

فلا یسلم من الوقوع فی الظلم والمعصیة وایضا من یطلب القضاء ویسئله یعتمد علمه ودرجه فیکون صاحب عجب
کیونکہ اپنی سوظلم اور معصیت سے سلامت نہیں رہتا اوسیطرح ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیزگار ہونے پر بھروسہ کرتا ہی اب اوسمیں بڑا عجب آویگا
فیحرم التوفیق ومن امن یکره علیه فانه یصیر منکسر القلب بالاکراه فیعتصم بحبل الله تعالی ویتوکل علی الله
اور توفیق سی محروم ہوگا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہوکر اللہ کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور اللہ پر توکل کرتا ہی
ومن یعتصم بالله فقد هدی الی صراط مستقیم ومن یتوکل علی الله فهو حسبه فیلهمه الرشد ویوفقه
اور جو اللہ کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدھی راہ پاتا ہی اور جو شخص اللہ پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ دار ہی پس اوسکی دین رشد پر ہدایت کرتا ہی اور
الصواب ییسر نا الله تعالی علما مطابقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الثانی والثمانون فی بیان
صواب میں پہنچاتا ہی اپنی تیسر علم مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان میں
من یجوز له الوعظ للناس ومن لا یجوز وما یتفرع علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
جسکو لوگوں کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہیں جایز اور اوسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
لا یقص الا امیر او مامور او متحال هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عمرو بن مالك ومثله مارواه ایضا انه
وعظ نہیں بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عمرو ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی
قال القصاص ثلثة امیر ومامور ومحتال والقص التکلم بالقصص ویستعمل فی الوعظ وهو المراد هنا والمعنی الذین
علیہ السلام نی فرمایا واعظ کہنی والی تین ہیں امیر اور مامور اور شیخی نرالا اور قصہ کی معنی ہیں قصہ بیان کرنا اور قص وعظ میں برتا جاتا ہی اور یہاں وعظ ہی مراد ہی اور معنی یہ ہیں
یعظون الناس ثلثة احدهم الامیر وهو الحاکم فان الحکام فی الزمان الاول کانوا یعظون الناس ویقصون علیهم اخبار
جو شخص لوگوں کو وعظ کہتی ہیں تین ہیں ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ میں حکام ہی لوگوں کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبریں اوسکو سناتی تہی
الماضیة لیعتبروا وثانیهم المامور وهو الذی امره الامیر بالوعظ واذن له فیه وثالثهم المحتال وهو الذی لیس بامیر
تاکہ عبرت پذیر ہوں اور دوسرا مامور یعنی حکومیرنی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا محتال یعنی نہ وہ امیر ہی
ولا مامور من جهته یراهو فضولی یفعل ذلك تکبرا علی الناس وطلبا للریاسة بینهم ویرائیهم بقوله وفعله وفیه
اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زایدہی یہہ پیشہ لوگوں پر بزرگ ہونی کو اور اونمیں ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اوسکو اپنا قول اور فعل دکھلاتا ہی اوسمیں
زجر للواعظ عن الوعظ بغیر اذن الامام وانما کان کذلك لان الامام یجب علیه ان یقوم بمصالح الرعیة ویرتب
واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ اوسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر محلہ میں
فی کل قریة وفی کل محلة عالما متدینا یعلم الناس دینهم فینظر فی العلماء فمن یری فیه علما ودیانة وحسن عقیدة
اور ہر ہر محلہ میں ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگوں کو دین تعلیم کیا کری پہر علماء میں غور کری جسمیں علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکھی
یاذن له ان یعظ الناس ومن لا یری فیه هذه الصفات لا یاذن له فی الوعظ لئلا یوقع الناس فی البدعة والضلالة
اوسکو اجازت دی کہ لوگوں کو وعظ کیا کری اور جسمیں یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگوں کو بدعت اور بی راہی میں نہ پہنچا دی
کما هو واقع فی هذا الزمان وذلك لان الخلق لا یولدون بالعلم وانما یولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
جیسا اس زمانہ میں ہو رہا ہی اور یہہ ایسا واسطی ضرور ہی کہ خلق عالم نہیں پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت میں پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریوں میں سی ایک مرضی ہی
فلا بد له من طبیب حاذق یعالجهم ویزیل مرضهم بتعلیم احکام الدین فی اصله وفرعه ومن لم یکن حاذقا
سو اوس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کر کر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکھا کر اونکا دلی مرض کھودی اور جو پکا طبیب نہیں ہی
لا یزیل مرضهم بل یزیدهم مرضا فیهلکهم وقد ذکر فی الاحیاء ان الدنیا دار المرض اذ لیس فی بطن الارض میت
تو اوسکا کہنا نہیں کھویگا بلکہ اور دکھہ بڑہا کر ہلاک کر دیگا اور احیاء میں مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا علی ظهرها الا سقیم وقرض القلوب اکثر من مرض الابدان وانما صار کذلك لثلث علل احدها ان مرض
اور جو اوسکی باہر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دیکھہ جسمانی بیماریسی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایکے تو یہہ کہ جو
مریض القلب لا یدری کونه مریضا والثانیة ان عاقبة مرض القلب لا یشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دلکا دکھیا ہی وہ اپنی تئین دکھیا نہین سمجھتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیمار یکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی
فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع وتکون ما بعد الموت غیر مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سوئی طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہونسی نفرت کم ہوگئی ہی
ویتکل مرتکبها علی فضل الله تعالی ولا یشتغل بعلاج مرض قلبه بل یشتغل بعلاج مرض بدنه من غیر اتکال
اور گنہگار اللہ تعالی کی فضل پر تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دیکھہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر بی تکیہ کئی کرتا ہی
علی فضل الله تعالی مع کون فضل الله تعالی عاما فی الدنیا والاخرة والثالثة وهی الداء العضال فقد الطبیب
باوجودیکہ اللہ تعالی کی فضل دنیا اور آخرت دونو مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکھہ ہی یعنی طبیب کا نہونا
فان الاطباء هم العلماء وهم فی هذا الزمان قد مرضوا مرضا شدیدا حتی عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکھہ
علاج غیرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فلیتهم
اور بہی زیادہ پھیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغواء مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب
اذ لم یصلحوا لم یفسدوا ولیتهم سکتوا ولم ینطقوا فانهم اذا تکلموا لا یقتصرون فی مواعظهم الا استمالة قلوب العوام
اگر علاج نکرتی تو دکھہ ہی نہ بڑہاتی اوکاشکی وہ خاموش رہتی کچھہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا پیلا نی قلوب عوام کی کچھہ اور غرض نہین
ولا یتوصلون الیها الا بذکر الرجاء والرحمة لکون ذلك اللذ فی اکثر الطباع واخف علی الطباع فینصرف الخلق عن مجلس
ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر ہی پڑا رکہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتون پر ہلکا ہی پھر خلقت مجلس وعظ سی جب اوٹہتی ہی
وعظهم وقد استفادوا من هذا جرأة علی المعاصی وهما کان الطبیب کذلك یهلك المریض بالدواء حیث یضعه
تو اونکو گناہون پر اور بہی جرات پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکھیا دواہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا
فی غیر موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لکن لشخصین متضادی العلة فالذی غلب علیه الخوف حتی هجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی چال رہتون پھر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی
الدنیا بالکلیة وکلف نفسه ما لا یطیق وضیق علیه العیش یکسر سورة خوفه بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کرکی
الله تعالی لیعود الی الاعتدال وکذا المصر علی الذنوب المشتهی للتوبة الممتنع عنها لحکم القنوط والیاس استعظاما
ہٹلاوی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزومند کہ سبب نا امیدی اور یاس کی اپنی گناہونکو سخت سخت سمجھہ کر
لذنوبه التی سبقت یعالج ایضا بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالی حتی یطمع فی قبول توبته فیتوب
جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ کرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرتا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الہی کا تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پھر وہ توبہ کرکی
واما معالجة المغرور المسترسل فی المعاصی بذکر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالی فیضاهی معالجة المحموم
اور رہا دھوکی مین پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الہی سی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو
بالعسل وذکر فی موضع اخر من الاحیاء ان هذا الزمان زمان لا ینبغی ان یذکر فیه للخلق اسباب الرجاء وسعة
شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة الله تعالی لان ذکرها یهلکهم بالکلیة لکنها لما کانت اخف علی النفوس والذ فی القلوب ولم یکن غرض

رحمت الٰہی کا چرچا نہیں کیونکہ یہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کھوئی دیتی ہیں لیکن یہ نے کر لوگوں پر جو ہلکا ہی اور دلوں کی دلوں میں لذت پیدا کرتا ہی اور واعظوں کی

الوعاظ الا استمالة القلوب واستطاق الخلق بالثناء علیهم کیفما کانوا مالوا الی الارجاء حتی ازداد الفساق فسادا

غرض بھی دلونکی بھلائی اور خلقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچھ اور نہیں ہی خلق کا حال کچھ ہی ہو اکرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہیں یہانتک کی فساق میں

والمنهمکون فی طغیانهم نماد یا وذکر فی موضع اخر ان الخلق الموجودین فی هذا الزمان کان الاصلح لهم غلبة الخوف یشرط

اور بھی فساد بڑھگیا اور طغیانی میں پھنسی ہوئی لوگ اور بھی ڈوب گئی اور یہی حکمت میں مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ اونپر خوف غالب کیا جاوی برائتا

ان لا یخرجهم الی الیاس وترک العمل وقطع الطمع من المغفرة فیکون ذلک سببا للتکاسل عن العمل ودا عیا الی الانهماک

کہ وہ ناامید ہوکر عمل ترک کردین اور مغفرت کی طمع نہ جاتی رہی کیونکہ اب عمل میں سست اور اپار معاصی میں کھپ جاوینگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی

فی المعاصی فان ذلک قنوط ولیس بخوف بل الخوف هو الذی یحث علی العمل ویکدر جمیع الشهوات ویزعج القلب

خوف کا نہیں ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاوین اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہوکر

عن الرکون الی دار الغرور ویدعوه الی المیل الی دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الیاس الموجب للقنوط فاذا کان

اوکہ جاوی اور اخرت کی رغبت ہوتی لگی اور یہہ حالت اچھی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہیں جسمیں ناامید ہوجاوی جب حال ایسا ہی

الامر کذلک فالطریق الذی ینبغی ان یسلکه الواعظ فی وعظه مع الخلق فی هذا الزمان اذا کان مامورا من

تو وہ رستہ جو واعظون کو وعظ میں اس زمانہ کی خلقت کی ساتھہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ

جهة الامام ان یذکر فی القرآن من الایات الخوف للمذنبین وما ورد فی الاخبار والاثار فی ذم المجرمین ومدح التائبین

کہ قرآن میں سی وہ آیات بیان کری جمسیں گنہگارون کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جمسیں گنہگارون کی ہجو اور توبہ کرکر اطاعت کرنیوالون کی مدح ہی

المطیعین ویستکثر منها ان کان وارث رسول رب العالمین فانه علیه السلام ما خلف دینارا ولا درهما وانما

اور اسمی قسم کی کثرت کری اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی نہ دینار چھوڑا ہی اور نہ درہم بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ ہی

خلف العلم والحکمة ورثة کل عالم بقدر ما اصابه ثم ینبغی له ان یقرر عندهم ان تعجیل العقوبة علی الذنب متوقع

علم اور حکمت چھوڑ گئی ہین اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب مین تھا پھر یون چاہئی کہ اوکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا مین ابہی عقوبت ہوجاتی

فی الدنیا وبیان لهم ان کل ما یصیب الانسان من المصائب فی الدنیا فهو بسبب ذنبه کما قال الله تعالی وما اصابکم

ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پہ دنیا مین جو مصیبت پڑتی ہی سو وہ سب گناہون کی وبال سی ہی چنانچہ اسہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تمپر

من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فینبغی له ان یخوفهم بذلک لان بعض الناس یخاف من العقوبة فی الدنیا ویتساهل

کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھون نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہین اور آخرت کی

فی امر الاخرة لفرط جهله فیلزمه ان یبین له ان الذنوب کلها یتعجل فی الدنیا شؤمها فی غالب الامر ویضیق علیه رزقه

بات مین جہالت کی ماری سہولت برتتی ہین تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اوسکی سامنی یہہ ہی بیان کری کہ گناہون کی شامت اکثر دنیا مین جلد آجاتی ہی اور اسکی سبب روزی تنگ

بسببها لما روی انه علیه السلام قال ان العبد لیحرم الرزق بسبب ذنب یصیبه ثم ینبغی له ان یفخم امر الوعظ ویرفع

ہوجاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہوجاتا ہی پھر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور پکار کر کہی

صوته ویکون منه فی وعظه ما یشعر بالحال الذی هو فیه من الترغیب والترهیب لما روی عن جابر انه علیه السلام

اور وعظمین جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صوت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

کان اذا خطب احمرت عیناه وعلا صوته کانه منذر جیش ویکاد ینبغی له اذا تکلم بکلام ان یکرره ثلثة مرات

یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو انکمین سرخ اور آواز بلند ہوجاتی گویا فوج سی ڈرانی ہین اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

لیفهمه سامعوه ویتمکن فی قلوبهم ویحفظوه کما روی عن انس انه علیه السلام کان اذا تکلم بکلمة اعادها ثلثا
تاکہ سبھی والی سمجھ لیں اور اوسکی دلمیں بیٹھ جاوے اور یاد رکھیں کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتی تو تین بار کہتی
حتی تفهم عنه لکن یجب علیه ان یحترز عن خلط کلامه البدعة کما ذکر فی الاحیاء ان الواعظ مهما مزج کلامه ببدعة
تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن واعظ پر واجب ہی کہ اپنی کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیاء میں مذکور ہی کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنی لگی
یجب منعه ولا یجوز حضور مجلسه الا علی قصد الرد علیه ان قدر وان لم یقدر لا یحضر مجلسه وکذا مهما کان کلامه
تو اوسکو روکنا واجب ہی اور اوسکی مجلس میں جانا جایز نہیں مگر بارادہ رد کی جاوی اگر قدرت رکھتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسکی کلام
مائلا الی الارجاء وتجرئة الناس علی المعاصی وزاد بسببه رجاء الخلق علی خوفهم فهو منکر یجب منعه لکون
ارجا کی طرف جھکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پر جرءت ہوتی ہو اور اس باعث سی خلق کو رجا خوف سی زیادہ بڑہ جاوی اب وہ واعظ نہیں منکر ہی اوسکو روکنا چاہئی
مفسدة عظیمة بل الاولی بالاقرب والایلیق بطباع الخلق ان یرجح خوفهم علی رجائهم لانهم الی الخوف احوج وذکر فی الرسالة
اسکا بڑا فساد ہی بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہہ ہی کہ اومیں رجا سی خوف غالب رہی کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کی رسالہ میں
المسماة بایها الولد للامام الغزالی ان الواعظ ینبغی له ان یکون عزمه وهمته ان یدعو الناس من الدنیا الی
جسکا نام یا ایہا الولد ہی مذکور ہی کہ واعظ کو چاہئی کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووی کہ لوگوں کو دنیا سی آخرت کی طرف بلاوی اور معصیت سی طاعت کی طرف
الاخرة ومن المعصیة الی الطاعة ومن الحرص الی القناعة ویحبب الیهم الاخرة ویبغض الیهم الدنیا ویعلمهم
طلب کرے اور حرص سی قناعت کی طرف اشارہ کرے اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوی اور اونکو عبادت
العبادة والتقوی لان الغالب فی طباعهم الزیغ عن منهج الشرع والسعی فیما لا یرضی الله تعالی فیلقی فی قلوبهم
اور پرہیزگاری تعلیم کرے اسلئے کہ اونکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ سی کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہی سو اونکی دلوں میں خدا کا خوف
الرعب یحوقهم عما یستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغیر ومعاملة ظاهرهم تتبدل ویظهر منهم الحرص
ڈالی اور اونکو سامنی آنی ہوئی خوفناک چیزوں سی ڈراوی شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوی اور انہی طاعت کی حرص
الی الطاعة والرجوع عن المعصیة وهذا هو طریق الوعظ والنصیحة وکل واعظ لا یکون وعظه هکذا فوعظه وبال
اور معصیت سی رجوع ظاہر ہونی لگی اور یہہ ہی ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووی تو اوسکا وعظ کہنی
علی القائل والسامع بل قیل انه شیطان فی صورة الانسان یخرج الخلق عن طریق الحق ویهلکهم فیجب علیهم ان لا یقبلوا
اور سننی والوں پر وبال ہی بلکہ بعضی کہتی ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہی کہ خلقت کو طریق حق سی بچلا کر ہلاک کرتا ہی سو خلق پر واجب ہی کہ اوسکی ایسا بیان
منه فرارهم من الاسد لان مایفسده هذا الواعظ من دینهم لا یستطیعه ان یفسد بمثله الشیطان ومن کان لا یدو
سی فرار ہم من الاسد لان مایفسده هذا الواعظ من دینهم لا یستطیعه ان یفسد بمثله الشیطان ومن کان لا یدو
جیسی شیر سی بہاگتی ہیں کیونکہ یہہ واعظ جتنا خلقت کا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کردی اور جسکو قابو اور قدرت ہووی
قدرة یجب علیه ان ینزله من منابر المسلمین ویمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکذا الوعاظ
واجب ہی کہ اوسکو مسلمانوں کی منبر سی اوتار دی اور وعظ کہنی سی موکدی کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور ایسی ہی وہ واعظ
الذین یشتغلون بالقصص التی یتطرق الیها الزیادة والنقصان والکذب والبهتان قد ورد نهی السلف عن الجلوس فی
کہ کہانیاں بیان کرتی ہیں جنمیں زیادتی کمتی اور جھوٹ اور بہتان ملا ہوا ہی قدیمی لوگ مجلس میں جانی سی منع کر گئی ہیں
مجلسهم لان القصص منها ما ینفع سماعه ومنها ما یضر سماعه وان کان صدقا فمن فتح علی نفسه ذلک الباب یخاط
اسلئے کہ بعضی قصوں کا سننا مفید ہوتا ہی اور بعضی قصوں کا سننا ضرر کرتا ہی اگرچہ سچا ہووی پھر جو شخص اپنی اوپر یہہ دروازہ کھولیگا تو اوسپر
علیه الصدق بالکذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان کانت من قصص الانبیاء والصالحین
سچ جھوٹ میں اور نافع مضر میں ملا رہی گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ قصہ اگر انبیا اور صلحا کا ہو

فیما یتعلق بامور الدین وکانت صحیحة الروایة فلا اری به باسا فلیحذر الکذب وحکایة احوال تؤدی الی هفوات
جو امور دینی سی متعلق ہی اور روایت بھی صحیح ہو تو اسمین کچھ مضائقہ نہین معلوم ہوتا سو جھوٹ سی اور ایسی احوال بیان کرنی سی ہر ہر کری جسمین خطا
ومساهلة یقصر فهم العوام عن درک معانیها فان العامی یتمسک بذلک فی مساهلاته وهفواته ویهلک نفسه
اور سہل انکاری ہو اور عوام کا فہم اوسکی معانی سمجھنی ہی قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت مین سی سہل انکاری اور خطا کی سند کر اپنی لی ایک عذر بنا کر
عذرا فیها ویقل قصد رعن بعض المشائخ وبعض الاکابر کیت وکیت وکیف بنا وکلنا بصدد المعاصی فلا غرو
کہ بزرگون مین اور کہنی لگتی ہین اور کہتی ہین بیشک بعضی بعضی مشائخ اور بزرگون سی ایسی ایسی باتین ہوگئین ہین اور ہماری تو کیا شمار ہی ہمنو سر اسر گنہگار سی ہین
ان صدر منی ذنب فقد صدر ممن هو اکبر منی ویفید ذلک جرءة علی الله تعالی من حیث لا یدری وبعد احتراز
اگر مجھ سی کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہی جبہ ہم سا کا جو بڑی بزرگ ہین اونسی ہوگیا ہی اور اسمین عوام کو خطا پر ایسی جرءت پیدا ہوتی ہی کہ اوسکو خبر نہین ہوتی اور
عن هذین فلا باس به وعند ذلک یرجع القصص الحمیدة الی ما استمل علیه القرآن وصح فی الکتب الصحیحة من الاخبار
یہہ دونو امر اگر نہون تو پھر کچھہ خوف نہین ہی اب وہ اچھی اچھی سچی حکایات مطابق ہوجاوین جو قرآن مین آئی ہین اور تاریخ کی معتبر کتابون مین صحیح صحیح مذکور ہین الغرض
وامامایوجد فی بعض الکتب التی یدین فیها من قصص الانبیاء مالا یلیق بحالهم فیجب تنزیههم عنها لقصة داود
اور یہی وہ قصے جو بعضی کتابون مین ملتی ہین جنمین انبیاء علیہم السلام کی قصہ ایسی مذکور ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہین ایسی قصون سی اوکو کچھہ تعلق نہین
فانها علی ما یروبها القصاص من انه علیه السلام دخل ثمانیات یوم محرابه واغلق بابه وجعل یصلی ویقرا الزبور
چنانچہ قصاص داود علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاص کی کہ داود علیہ السلام فی اکبر و ذی محراب مین داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا اور نماز اور زبور کی تلاوت مین مشغول ہوئے
فبینما هو کذلک اذ جاء الشیطان فی صورة حمامة من ذهب فمد یده لیاخذها لابن له صغیر فطارت فامتد
وہ اسی حال مین تھے کہ ناگاہ شیطان سونے کا کبوتر بنکر گیا سو داود علیہ السلام کی چھوٹی بیٹی کی کھیلنی کی واسطی اوسکی پکڑنی کو ہاتھہ لپکایا وہ اوڑ گیا پھر ہاتھہ لپکایا
الیها فطارت فوقعت فی کوة فتبعها فابصر امرأة جمیلة فلما نفضت شعرها غطی بدنها وهی کانت امرأة رجل
وہ اوسکو تاڑ کر تاہدان مین گر پڑا اور اوسکی پیچھی گئی تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنی اپنی بال کھول کر بدن ڈھکہ لیا نظر پڑ گئی اور وہ ایک شخص کی جورو تھی
یقال له اوریا وکان من غزاة البلقاء فکتب الی صاحب بعث البلقاء وهو ایوب بن صوریا انا ابعث
نام اوسکا اوریا اور بلقا کی غازیون مین تھا پھر داود نی بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکھا کہ مین اوریا کو بھیجتا ہون
اوریا فقدمه علی التابوت وکان من یتقدم علی التابوت لا یحل له ان یرجع حتی یفتح الله تعالی علی یده او یستشهد
سو تو اوسکو تابوت پر پیش کر دینا اور قاعدہ یون تھا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تھا اوسکو حلال نہین تھا کہ بدون فتح کی ہوئی چلا آوی یا شہید ہوجاوی
ففتح الله تعالی علی یده وسلم وامره ان یرده مرة اخری وثالثة حتی قتل واتاه خبر قتله ولم یحزن کما یحزن علی
سو اللہ تعالی نی اوسکی ہاتہہ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پھر اوسکو حکم دیا کہ اوریا کو دوبارہ اور تیسرا رہ روانہ کری آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو
الشهداء فتزوج امراته فهذا وامثاله افک مبتدع تجب الاسماع ومنکر تخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم
شہداء پر ہوتا تھا پھر اوسکی بی بی سی نکاح کر لیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی قصے جو فان کہڑی ہین کہان سی ہی انکار کرتی ہین اور جو بجا بناتی ہوئی ہین طبیعتون کو اونسی نفرت ہوتی ہی
العلم بما یجب ویستحیل ویجوز فی حق الانبیاء فویل لمن ابتدعه واشاعه وبنا لمن اخترعه وذاعه اذ یقبح
العلم بما یجب ویستحیل ویجوز فی حق الانبیاء فویل لمن ابتدعه واشاعه وبنا لمن اخترعه وذاعه اذ یقبح
ان یحدث به عن بعض المتسمین بالصلاح من افراد المسلمین فضلا عن بعض اعلام الانبیاء والمرسلین ولذلک
تعجب ہی کہ ایسی بات مسلمانون مین ہی کسی صالح ہی منقول ہو چہ جائی کہ بزرگ انبیاء اور مرسلین سی اسی لئی علی کرم اللہ وجہہ نی کہا ہی
قال علی کرم الله وجهه من حدث بحدیث داود النبی علیه السلام علی ما یرویه القصاص جلدته مائة وستین
کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بابت موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو مین اوسکو ایک سو ساٹھہ کوڑی مارونگا

وهذا حد الغريبة على الانبياء وروى ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فلما
اور انبیاء پر تہمت لیکن یہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنے یہہ ہی بیان ہوا اور اسکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اسنے
المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك
اوس قصی کو سمجھیا یا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا سبب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کریں کہ اوسکی سوا اور کچھ بیان ہو
وان كانت على ما ذكرت فقد كفف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ کیا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہیں ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا
لسماع هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
یہہ بات مجکو سب سوا تو نی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمیں بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور داود
في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع
نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگتی ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اور یا کی
راى امراة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فسأله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان
جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اوسکا دل آگیا سو داود نبی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی تو اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی تو اوسنی نکاح کر لیا
النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير محل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم ان ينزل له
اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اوسکی شریعت مین جایز اور امت مین مروج تہا اور خلاف مروت نہا کہ کوئی کسیکی بی بی کو اوسکو پسند آئی تہی تو کہدیتا تہا کہ تو میرکو دیدے
عن امراته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه
السلام
کر اپنی بی بی میری لئی چہوڑدی پہر وہ نکاح کرلیتا اور انصار ابتدا اسلام مین اسہی طرح بی طمن وطنز مہاجرین کی ساتھ طریق مروت برتتی تہی
لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له
ان داؤد علیہ السلام کو
سب عظیمت منزلت اور رفعت قدر ت اور علو شان کی مناسب نہا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی
الا امراة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
پاس ایک ہی بی بی ہی کہ میری لئی چہوڑدی پہر اونہی نکاح کر لین باوجودیکہ اونکی پاس بی بیان بہت ہین بلکہ اونکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی
على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده
اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی
فلذا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل
سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ سب آدمی کی بس مین نہین ہی
اور یہہ تمام عتاب انہی
هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون باد نى شئ
کو اوسکی پاس دشمنی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسسی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہوجاتا ہی
كان عنهم مما لا يؤخذ بذلك غيرهم بل بعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى
کو اور انسی ایسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اور درجہ کی حق مین بڑا عمل اور نیک ترہہ تہا کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو
قومه الى الايمان وابوا عن قبوله وصمموا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عجل صبره ولم
ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچادی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہوگیا اور
يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال
طاقت صبر کی نہی تو اونہین سی خدا کی واسطی غصہ ہوکر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مؤمن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه

شمار میں آتا ہی پر حضرت یونس کا اونہیں سی چلا جانا جو بدون حکم اللہ تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل

کہ صبر ہی کرتی اور اللہ تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچھلی کی پیٹ مین بمقدار مشیت الہی قید رہی حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم

کہ انبیا نبوت کی زمانہ مین کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہین اور عمدا صغایر سی ہی لیکن اونسی صغیرہ کا سہو ہو جانا

سهوا وعلى سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل ويسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد

از روی سہو یا بہول کر یا تاویل مین چوک کر جایز ہی اور اوسکو زلہ کہتی ہین یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل

چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی کہ زلہ مین وہ فعل خاص مقصود نہین ہوتا اوسمین وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زلت الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع

کیونکہ لفظ زلہ کا انکی اس محاورہ سی لیا ہی آدمی کیچڑ مین پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ کرنیکا نہین ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گر پڑنی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن التحرز عنه عند التنبه واما المعصية حقيقة وهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره

اگرچہ اوس سی راہ مین قصد چلنی کا پایا گیا اور انبیا اسی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمین بہی کچھ نہ کچھ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر تنبہ رہی تو بچ سکتا ہی اور رہی معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کرنی سو ایسی بات انبیا سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ما يوهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القرآن والاحاديث والآثار فالجواب عن تلك القصص جملا ان كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة

اور یہہ جو زمانہ نبوت مین گناہ ہونیکا وہم اونکی قصون سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار مین آئی ہین تو ان قصون کا بجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاسی منقول ہین اونکو رد کرنا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لگانا دینا انبیا کی طرف خطا لگانی سی اسان ہی

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل خر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة

اور جو قصی بالتواتر منقول ہین پہر جبتک اونکی اور معنی بن سکین تو ظاہر سی پہیر کر ایسے محمل کرین کہ جو عصمت کی دلایل کی موجود ہین

وما لا يوجد له محمل يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا ونسيانا

اور جنمین کوئی محمل نہین ہی تو اونکو یہہ قیاس کرین کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ انسی سہو یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

بناء على تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا استغفار عنهم كما في قصة

یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر ہونا اسکی منافی نہین ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت مین تا مغفرت کی تحکم آمیز جو اگاہی ہوئی تہی وی اور جو بہی ہی اور تمناوی کی استغفار

داود النبي ولا اعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن

داود نبی علیہ السلام کی قصہ مین اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ مین کہ بیشک وہ اگرچہ اوروں کی حق مین حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكونه حسنات الابرار سيئات المقربين ولهذا

انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہین کیونکہ حسنات ابرار کی مقربون کی حق مین بمنزلہ سیات کی ہوتی ہین اور اسہی لئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتركت همته بالتصرف في نهاره لتدبره يفطر في ليلة

اہل عرفان کہتی ہین کہ جو شخص اللہ تعالی سی قرب رکہتا ہو اور دنیا مین اوسکی ہمت صرف ہونا کہ آتا پیدا کرنی کدورات کو روزہ افطار کرتی

ذكر ما يجوز للواعظ ان يذكره من فضائل الصابرين وما لا يجوز

تکتب لہ خطیئۃ لان ذلک من قلۃ الوثوق بفضل اللہ تعالی وقلۃ الیقین برزقہ الموعود وھن مرتبۃ الانبیاء
تو اسکی حق میں خطا لکھی جاتی ہی کیونکہ اسمیں فضل الٰہی پر بھروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہیں ہی اور یہہ رتبہ انبیاء
والصدیقین والاولیاء المقربین المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ
اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی تراسی مجلس اس بیان مین کہ اللہ تعالی اس امت کی لئی
علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد الدین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث
ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین ازسر نو قایم کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی
لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ ابوھریرۃ والمراد
اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثونمین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور مراد
من راس کل مائۃ سنۃ وفیھا من ھجرۃ النبویۃ والمراد من تجدید الدین للامۃ احیاء ما اندرس من العلم بالکتا
ہر صدی کی سری ہی صدی کی ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنیسی امت کی لئی زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی
والسنۃ والامر مقتضاھما فان المبعوث علی راس المائۃ والمجدد للدین قیل یلزمان یکون رجلا مشھورا بالعلم
اور اوسکی موافق امر کرنا مراد ہی پس صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہونا کہتی ہین کو ضرور ہی کہ وہ شخص علم مین مشہور اور فضیلت مین
معروفا بالفضل مشارا الیہ فی الدین وان ینقضی المائۃ وھو حی ولا یعلم ذلک المجدد الا بغلبۃ الظن من
معروف اور دین مین مشار الیہ ہو اور ساری صدی مین زندہ رہی اور وہ مجدد اپنی ہم عصر علماء مین سی گمان غالب سی
عاصرہ من العلماء بقرائن احوالہ ولا شک ان جمیع ذلک ان المجدد للدین لابد ان یکون عالما بالعلوم الدینیۃ الظاھرۃ
یوسیلہ قرایں احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم
والباطنۃ ناصرا للسنۃ قامعا للبدعۃ وان یعم علمہ اھل زمانہ وانما کان التجدید علی راس کل مائۃ سنۃ
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکہنڈنیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اصلی ہوتی ہی
لانخرام العلماء فیہ غالبا واندراس السنن وظھور البدع فیحتاج حینئذ الی تجدید الدین فیاتی اللہ تعالی من
کہ اس مدت مین اکثر علماء کم ہوجاتی ہین اور سنتین پرانی اور بدعتین ظاہر ہوجاتی ہین سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو اللہ تعالی
الخلق بعض من السلف اما واحدا ومتعددا فکان عند المائۃ الاولی عمر بن عبد العزیز وعند المائۃ الثانیۃ
خلق مین سی بعض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر
الامام الشافعی وعند المائۃ الثالثۃ ابن شریح والاشعری وعند المائۃ الرابعۃ الباقلانی وعند المائۃ الخامسۃ
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچوین صدی پر
الامام الغزالی وعند المائۃ السادسۃ الامام فخر الدین الرازی والرافعی وعند المائۃ السابعۃ ابن دقیق العید
امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتوین صدی پر ابن دقیق العید
وعند المائۃ الثامنۃ الحبر البلقینی والحافظ زین الدین وعند المائۃ التاسع الامام السیوطی وعند المائۃ
اور آٹھوین صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسوین
العاشرۃ لم یتبین من ھو قال السیوطی ونظیر ھذا الحدیث ما ورد ان راس کل مائۃ سنۃ یکون عندھا
صدی پر معلوم نہین کون ہی سیوطی کہتا ہی اسحدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی
امیر فکان عند المائۃ الاولی المجالج الذی عم ظلمہ وفسادہ فجدد اللہ تعالی بعمر بن عبد العزیز وکان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو اللہ تعالی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة الثانية فتنة المامون الذى خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلہ نے اسکو مخالط ہو پہنچکر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی
من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما فى الاقطار ومن لم يجب فيعضهم
اور بدعات اعتقادی کا قایل کرو یا یہان تک کہ اوسنی اس مسئلہ مین عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنی نہانا پھر بعضون کو
ضرب وبعضهم قيد وحبس وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن فى هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سی مارا اس امت مین اتنی برابر کوئی فتنہ نہین ہوا اور اس سی پہلی کسی خلیفہ نی بدعت کو اتنا رواج
شئ من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعى فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہین دیا سو اللہ تعالی نی اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور اونہون نی سب سی پہلی
بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة فى كثير من البلاد
واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قایل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہرون مین پہیلا
حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج فى المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى فى بير زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہان تک کہ مکہ مین جاکر حاجیون کو مسجد حرام مین بہت قتل کیا اور لاشین چاہ زمزم مین ڈالدین اور حجر اسود کو
بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقى عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پھر اوسکو اکھاڑ کر اپنی ملک کو لیگئے اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پھر اونسی تیس ہزار دینار کو خرید کر
بثلثين الف دينار واعيد الى مكة فى محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ مین لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتہی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچہہ نہین جو فساد
من الفساد بل هو اعظم شرا ممن كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه فى الخطبة و
کیا اوسسی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اوسنی لوگون کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ مین میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه فى الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اوسسی پہلی تہی کسینی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہین دیا تہا کہ جبکہ خطبہ مین میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچوین صدی پر اکثر شام کی شہرون پر
الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیون کا غلبہ ہوگیا یہان تک کہ اونہون نی بیت المقدس مین جاکر صرف وہان ستر ہزار آدمیونسی زیادہ قتل کر ڈالی
وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على الفرنج وبقى بيت المقدس فى ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیون کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ مین رہا
وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر اللہ تعالی انکی قبضہ سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چھوڑایا اور چھٹی صدی پر
السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا فى البلاد التى استولوا عليها
قوم ستار نی غلبہ کرکر فساد عام کردیا یہان تک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اونکی شہرون مین جن پر غالب ہوگئی تہی اختلاف کیا
هل هى من بلاد الاسلام اولا وقالوا البلاد التى فى ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصا
آیا وہ شہر دارالاسلام ہین یا نہین اور کہتی ہین کہ جو شہر آج اونکی قبضہ مین ہین بیشک وہ دارالاسلام مین کیونکہ دارالحرب سی متصل نہین ہین
بلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التى عليها والى مسلم من جهتهم يجرى فيها
اور نہ اونمین احکام کفر کی جاری کئی ہین بلکہ جس شہر مین اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمین قانون

الاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاۃ وترویج الیتمی لاستیلاء المسلم علیہا وطاعتہ للکفرۃ فاما مواد عۃ
عید کی پڑھنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جائز ہی کیونکہ ان شہروں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطور تغلب
او مخادعۃ واما البلاد التی علیہا ولاۃ کفار فیجوز فیہا ایضا اقامۃ الجمعۃ والعیدین والقاضی قاضی بترا
یا فریب کی ہی اور جن شہروں پر کفار حاکم ہیں سو وہاں بھی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بھی قاضی ہو گا مسلمانوں کی طرف سی
المسلمین اذ قد تقرر ان بقاء شیء من العلۃ یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان ہذہ الدیار قبل استیلاء
اسی اسلئے کہ یہہ بات طے ہوئی ہی کہ جبتک کچھہ علت باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف یہہ یقین کر چکی ہیں کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی
التتار من دیار الاسلام وبعد استیلائہم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحکم بمقتضی الشرع والفتوی نافذ
پہلی دیار اسلام تہی اور اوسکی غلبہ کی بعد برپا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی
بلا نکیر من ملوکہم فالحکم بانہا من بلاد الحرب لا جہۃ لہ واعلان بیع الخمر واخذ الضرائب والمکوس بریہم التتار
اوسکی بادشاہ کو اسمین کچھہ انکار نہیں پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا مواضع مسلم تتار کی ایسا ہی
کاعلان بنی قریظۃ فی المدینۃ بالہود وطلب الحکم من الطاغوت فی مقابلۃ رسول اللہ علیہ السلام ومع ذلک کانت المدینۃ
جیسی ہی قریظہ مدینہ میں یہود یت ظاہر کرتی تہی اور بتون سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تہی تیسہی ہی مدینہ بلاشبہ
بلدۃ الاسلام بلا ریب فان من قال لہم انا مسلم وشہد بکلمتی الشہادۃ یحکم باسلامہ لکن فی الخلاصۃ یجب التنبیہ
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمیں سی کہی میں مسلم ہون اور دونو کلمون شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہو دیگا لیکن خلاصہ میں ایک سئلہ ہی اسکی بابت
علیہا وہی ان اہل بلدۃ اذا کانوا یدعون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القرآن ومع ذلک یعبدون الاوثا
اطلع دینی چاہیئی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہون اور نماز پڑہتی ہون اور روزہ رکہتی ہون اور قرآن کی تلاوت کرتی ہون اور تیسر بت پرستی کرتی ہون
فاغار علیہم المسلمون وسبوہم واراد انسان ان یشتری من ذلک السبایا ان کانوا یقرون بالعبودیۃ لملکہم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کر کر گرفتار کر لاوین اور کوئی شخص اون قیدیون میں سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہین تو خرید لینا جایز ہی
وان لم یکونوا مقرین بالعبودیۃ لملکہم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیخان فی فتاواہ
اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبدیت کا نہیں کرتی تو خرید لینا عورتون اور بچون کا جایز ہی بڑی مردون کا جایز نہین قاضی خان اپنی فتاوی مین کہتا ہی
لانہما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان کانوا مرتدین فیجوز استرقاق نسائہم وصغارہم ولا یجوز استرقاق کبارہم
یعنی کہ جب اونہون نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو اونکی عورتون اور بچون کا غلام کر لینا جایز ہی اور بالغ مردون کا غلام کر لینا جایز نہین
لان یکونوا مقرین بالعبودیۃ لملکہم فیجوز استرقاقہم فاذا ملکہم السابی یجوز لہ بیعہم وکان عند الائمۃ
اون اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہون تو اب اونکا بیچ غلام کر لینا جایز ہی جب قیدکرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اوسی بیچ بہی جایز ہی اور سا تو ین
الثلثۃ علاء وقضاء عظیما فی دیار مصر والشام بحیث اکلت الحرب والبغال والکلاب فی کان عند المائۃ الثامنۃ فتنۃ
صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام مین اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہا لی اور آٹہوین صدی پر فتنہ
تمر لنک واما المائۃ التاسعۃ فقد قال العلامۃ الناصری لا اشک ولا ارتاب ان فتنۃ المائۃ التاسعۃ ہی فتنۃ السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نوین صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمین مجکو کچھہ شک اور شبہہ نہیں ہی کہ فتنہ نوین صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی
سلیم خان وحروبہ مع اخوتہ وقتلہ ایاہم واولادہم ثم حروبہ مع صاحب الشرف وکسرہ وقتلہ واخذ بلادہ ثم اجتماعہ
اور اوسکی لڑائیان بہائیون سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چھین لینا پہر
بعسکر مصر وقتر سلطانہا واکابر امراءہا ثم دخولہ مصر وفعلہ فیہا مع اہلہا ما فعل وفی المائۃ العاشرۃ ظہرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وانکی سلطان کو اور بڑی بڑی امیرون کو قتل کرنا پہر مصر مین جا کر وانکی باشندون کی ساتہہ جو کیا اور دسوین صدی مین بہت سی فتنی

کثیرۃ متوالیۃ غیر منقطعۃ الی الان حتی کان اھل الاسلام یتعاملون بعضھم مع البعض معاملۃ الکفار فی قتل بعضھم
پیاپی پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کوئی کسیکو مار ڈالتا ہی

بعضا وقد روی عن جریر انہ علیہ السلام قال فی حجۃ الوداع لا ترجعن بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض
اور حمریری سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجۃ الوداع مین فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری

یعنی ان شان الکفار ان یقتل بعضھم بعضا فلا تتشبھوا بھم ایھا المؤمنون فی قتل بعضکم بعضا ولا یکن فعالکم شبیھۃ
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہو کر آپس کی خون ریزی مین اونکی مثل نہو جانا اور تمہارا چلن مسلمانون کی

بافعالھم فی ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکرۃ انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان فحل احدھما السلاح علی
قتل مین اونکی افعال سی نہ ملتی لگی اور ابوبکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہین پھر کوئی اپنی ہتیار رہتا ہے

اخیہ فھما فی جرف جھنم فاذا قتل احدھما صاحبہ دخلاھا جمیعا فان القاتل یدخلھا بفعلہ والمقتول یدخلھا بسعیہ
تو وہ دونو دوزخ کی کیچین مین جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو وہ دونو دوزخ مین جاتی ہین قاتل تو اوسکو مار کر دوزخین جاتا ہی اور مقتول اپنی ہتیار کی قتل کی سعی سی

فی قتل اخیہ کما اجاب بہ النبی علیہ السلام فی حدیث اخر رواہ ابوبکرۃ ایضا انہ علیہ السلام قال اذا التقی المسلمان
دوزخین جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک اور حدیث مین دیا ہی وہ بھی ابوبکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابوبکرۃ قلت یا رسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصا
مقابل ہوتی ہین تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہین ابوبکرہ کہتا ہی مینی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بھی اپنی بہائی کی

علی قتل اخیہ وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی
قتل پر حریص تہا اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنون پہہ جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

کافرا او یمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینہ بعرض من الدنیا فکانہ علیہ السلام قال سیاتی فتن کاللیل المظلم لا یعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض کسی اسباب دنیا کی بیچیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ہے نزدیک ایسی فتنی آویگی جیسی اندہیری رات

طریق الخلاص منھا ولا یقدر صاحب الورد علی محافظۃ الوظائف والاوقات فیھا فاسرعوا بالاعمال الصالحۃ قبل ان یاتیکم الفتن
کیسکو خلاصی کا رستہ نہ ملیگا اور نہ ہمین صاحب ورد کو قدرت محافظہ وظائف اور اوقات کی زندگی سو جلدی کرو صالح اعمال مین اس سی پہلی کہ تمپر فتنی آجاوین

اذ عند مجیئھا لا یخلوا ان یقتتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منھما دم الاخری ومالھا فیکفر بھذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آویگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی سے باہی لڑینگی ایک دوسرے کا خون اور مال حلال سمجھیگا سو اس عقیدہ سی کافر ہو دیگا اور

ان یغلب الفسقۃ ویرتقون دماء المسلمین ویاخذون اموالھم بغیر حق ویزنون ویشربون الخمر ویلبسون الحریر ویعتقدون
یا فساق غالب ہو کر مسلمانون کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چھین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی

انہم علی الحق ویفتیھم بعض علماء السوء بجواز افعالھم وربما یقتلون السارق ویصلبونہ باعتقاد جواز قتلہ
کہ ہم حق پر ہین اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جایز ہین اور بعضی وقت جایز سمجھکر چور کو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی

وصلبہ ویکفرون بذلک الاعتقاد لان حد السارق لیس القتل والصلب بل حدہ قطع یدہ لقولہ تعالی والسارق
اور اسہی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہین ہی بلکہ چور کی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو مرد

والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما ولیس ذلک الا وقوع ما روی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال ان
یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور یہہ اوپر کی روایت کا ظہور ہی جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سی مروی

اللہ تعالی لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ علم یون نہین اوہٹا لیگا کہ آدمیون کی دلون سی نکال لی ایکن علماء کو قبض کر کر اوہٹا لیگا یہان تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہی گا تو لوگ جاہلون کو سردار بنا لینگی

رأوا وساجہلا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا فانہ علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان اللہ تعالی لا یقبض
جب اوسسے پوچھیں گی تو وہ جہالت سی فتوی دینگی پھر آپ بھی گمراہ ہونگی اور اوروں کو گمراہ کرینگی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو

العلم من بین الناس علی طریق محوہ من صدور العلماء ورفعہ من بینہم الی السماء فان ذلک وان کان جائزا فی قدرۃ
لوگوں میں سی یوں نہیں قبض کریگا کہ علماء کی دلوں سی یہلا دیوی اور اونکی اندرسی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اسطرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی

اللہ تعالی لا ان ھذا الحدیث یدل علی عدم وقوعہ بل الواقع انہ تعالی یقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانہ تعالی
پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ یوں ہوگا بلکہ یوں قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحین قبض کرکے علم کو اوٹھالیگا اور جب اللہ تعالی

اذا قبض ارواح العلماء ولم یترک عالما یبقی الجہال فیتخذہم الناس لکونہم فی زی العلماء قضاۃ ومفتین فیقضی قاضیہم
علماء کی روح قبض کریگا اور کوئی عالم چھوڑی گا تو جاہل باقی رہ جاوینگی سو لوگ اونکی سند پکڑینگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیوں کی صورت میں ہونگی پھر انمین سی

بغیر علم ویفتی مفتیہم بغیر علم فیکونون ضالین ومضلین فقال المذمر ھذا الحدیث بین ان المراد بقبض العلم وارواحہ
قاضی بدون علم کی حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ بھی گمراہ ہونگی اور اوروں کو گمراہ کرینگی فرمیری کہتا ہی یہہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹھہ جانی سی مراد احادیث

المطلقۃ لیس محوہ من صدور حفاظہ بل معناہ انہ یموت حملۃ ویتخذ الناس رءوسا جہالا یحکمون بجہالتہم ویفتون بجہالتہم
مطلقہ میں یہہ نہیں ہی کہ حافظون کی سینہ مین سی محو ہوجاویگا بلکہ یہہ مراد ہی کہ حافظ سب مرجاوینگی پھر لوگ جہال کو سردار بنالینگی کہ وہ اپنی جہالت سی حکم دینگی اور دینی معاملہ

فیضلون ویضلون قال القرطبی معنی الحدیث ان اللہ تعالی یقبض العلماء ویبقی الجہال الذین یتعاطون مناصب العلماء
فتوی آپ بھی گمراہ ہونگی اور اوروں کو گمراہ کرینگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹھالیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگی کہ علماء کی مناصب فتوی

فی الفتوی والتعلیم فیفتون بغیر علم ویعلمون من غیر علم وینتشر الجہل وقد ظہر ذلک ووجد ما اخبر النبی علیہ السلام فکان
اور تعلیم آپ لیلینگی پھر بغیر علم کی فتوی دینگی اور بغیر علم کی سکھلاوینگی اور جہل پھیل جاویگا اور بیشک ظاہر ہوچکا ہی اور نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تھی سو پائی گئی

دلیلا من ادلۃ نبوتہ خصوصا فی ھذہ الازمنۃ غیر النجباء فی الترمذی عن ابی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفع ھو العلم
سو یہہ بھی دلائل نبوت مین سی ایک دلیل ہی خاص کر اس زمانہ مین انتا ہی کہ ترمذی مین ابوالدرداء سی روایت آئی ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ علم اوٹھہ جاویگا

حیث قال کنا مع رسول اللہ علیہ السلام فشخص بصرہ الی السماء ثم قال ھذا اوان یختلس فیہ العلم من الناس حتی لا یقدروا
چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتھ تھی اور آپ نی آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا یہہ وقت ہی کہ اسمین لوگون سی علم اوچک لیجائیگا اتنا کہ جسپر قدرت پائی جاویگی

فیہ علی شیء فقال زیاد بن لبید الانصاری فی عرض کیا کیف یختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولنقرئنہ نساءنا وابناءنا فقال الثکلک
زیاد بن لبید انصاری نی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لیجائیگا اور ہم قرآن پڑھتی ہین اور بالضرور اپنی عورتون کو اور بچون کو پڑھائین گی تب علیہ السلام نی فرمایا

امک یا زیاد ھذہ التوراۃ والانجیل عند الیہود والنصاری فما ذا تغنی عنہم وظاہر ھذا الحدیث یدل علی ان الذی
ای زیاد تجھکو تیری ماردی یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہی پھر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی یون دلالت کرتی ہین

یرفع ھو العلم لا نفس العلم خلافا لما ظہر من الحدیث السابق فانہ صریح فی رفع العلم وقیل لا تباعد بینہما فان العلم اذا
کہ علم اوٹھہ جاویگا خود علم نہین جاویگا برخلاف اول معنوں کی جو پہلی حدیث سی معلوم ہوتی ہین بیشک اوس سی علم کا اوٹھنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہین ان دونون مین کچھ

ذھب بموت العلماء یخلفہم الجہال ویفتون بالجہل ویعمل بہ فیذھب العلم والعمل وان کانت المصاحف والکتب باقیۃ
مرتی علم جاتا رہا اونکی بعد جہال ہینگی اور جہالت سی فتوی دینگی اور جہالت سی یہ عمل ہوویگا پھر علم اور عمل دونو گئی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی سامنی دھری رہین

الناس کما کان ذلک اھل الکتابین ولذلک قال النبی علیہ السلام لزیاد لکلتک امک یا زیاد ھذہ التوراۃ والانجیل
جیسی حال دونو گروہ یہود اور نصاری کی ہوا اسی لیئی نبی علیہ السلام نی زیاد کو فرمایا تجھکو تیری ماردی یہہ توریت اور انجیل ہیں اور

عند الیہود والنصاری فما ذا تغنی عنہم فان علماءہم لما اقترضوا خلقہم جہالہم وخالفوا الکتاب وحرفوہ فجہلوا معناہ
یہود اور نصاری کی پاس ہین پھر کیا فائدہ دیگی کیونکہ اونکی علماء جب مرگئی تو اونکی پیچھی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف رہی گئی اور کتاب کو بدل ڈالا پھر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغير علم فارتفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا يسرنا
اور جس پر عمل کیا اور بغیر علم کے فتوی دیا پھر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابیں اونکی پاس بیفائدہ دہری ہ گئیں الٰہی ہمیں
الله تعالى عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من
عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان میں اور افضلیت سلام
بدا به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله تعالى من بدا بالسلام هذا الحديث من
پہلی کرنیوالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولی نزدیک اللہ تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث
حسان المصابيح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالى واقربهم اليها من بدا بالسلام
مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ لوگوں میں سی بڑا مستحق رحمت الٰہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہی جو سلام پہلی کری
وظاهره يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہیں رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب
والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تکو دعا دیوی کو تم ہی دعا دو اوس سی بہتر
منها اوردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا اورد وا امر وظاهره الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
یا وہ ہی کہو اولٹ کر اس آیت میں دونو لفظ فحیوا اور ڈوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پھر رد سلام واجب ہوویگا پر
على وجه التخيير الزيادة على السلام بذكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم الغير فقال السلام عليك
سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پھر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہو سی کہا السلام علیک
ل
يكون ذلك الغير مخيرا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقو
رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی تو دو سرا رد سلام مین مختار ہی تمین کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ یا انتا ہی کہی
وعليك السلام بغير زيادة شئ منهما وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول ردت
وعلیک السلام دونو مین سی کچھہ نہ بڑہاوی انتا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہیں ہی کہ ردکردی
عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قدر السلام فان اقل ما يتادى به سنة السلام اذا سلم على واحد ان
علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی
يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بل بالتنوين يصح لان احدهما يقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یوں کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بہی درست ہی کیونکہ ایکہی سریکی
مقام الاخر وبدونهما لا يصح ولا يكون سلاما ولا ولى ان يقول في السلام على الواحد السلام عليكم بحرف التعريف
جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہیں ہی اور سلام نہیں ہوتا اور بہتر یوں ہی کہ ایک شخص پر سلام کری ہوئی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی
او سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتنوين مع ضمير الجمع فيما يكون سلاما عليه وعلى ملئكته لان المسلم لا يكون
یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوپہر اور اوسکی فہم شتون پہ سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کہی نہیں
وحده بل يكون معه على اصح الاقاويل خمس من الملئكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتے ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف
يكتب السيات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكاره وواحد عند ناصيته يكتب ما
جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچہی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

یصلی علی النبی علیه السلام ویبلغه ایاه فینبغی ادخالهم فی السلام ومن یدخل بیته یستحب له ان یسلم علی اهل بیته لانهم
کہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑھی اور اوسکو پہنچاتا ہی سو اوسکو پہنچاتا ہی کہ اوسکو بھی سلام میں شامل کرین اور جو شخص اپنی گھر میں جاوی تو مستحب ہی کہ اپنی اہل پر سلام کرے کیونکہ
احق بالسلام من غیرهم وقد روی عن انس انه علیه السلام قال یا بنی اذا دخلت علی اهلك فسلم علیهم یکون
کیونکہ وہ اوروں کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر وہ
برکة علیك وعلی اهل بیتك وذکر فی فتاوی قاضیخان ان من اتی باب دار انسان یجب علیه ان یستاذن قبل
تجھ پر اور تیری اہل پر برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کرے اجازت
السلام ثم اذا دخل یسلم ولا تم یتکلم وان کان فی الفضاء یسلم اولا ثم یتکلم وحکی عن بعض الصلحین علما ذکر
طلب کی پہر جب اجازت چاہوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کر تماپہر بات کری اور بعضی صلحاء کی حکایت ہی چنانچہ
فی بستان العارفین ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال له کیف اصبحت فقال له الرجل الصالح ویحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچھا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجھکو یہ کیا کہا
فهلا قلت السلام علیکم فیکون لك عشر حسنات وارد علیك فیکون لی عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول ہمکو چاہیئے تہا کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیان ہوتین پہر مین جواب دیتا تو تیری لئی دس نیکیان ہوتین اور جب بیس نیکیان جمع ہوجاتین
حسنة یرجی عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمکروه فی کل حال لکل احد ما روی عن انس ان
تو ہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جھکنا سو ہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال یا رسول الله الرجل منا یلقی اخاه اینحنی له قال لا قال افیلتزمه ویقبله قال لا قال فیاخذ بیده ویصافحه
ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہای سی ملتا ہی تو اوسکو کہنی ہی فرمایا نہین تو اوسکو چمٹتا ہی یہ حدیث صحیح ہی سکی معارض کوئی
ولا مصیر الی مخالفته ولا ینبغی ان یغتر بکثرة من یفعله ممن ینتسب الی علم وصلاح فان الاقتداء لا یکون الا
حدیث مین ہی اور نہ تمکو اسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جسکتے دیکہے کہ وہ کرتا کہا جاوین کیونکہ پیروی تو نبی علیہ السلام ہی کی ہی
بالنبی علیه السلام لانه تعالی قال وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا وقال فی آیة اخری فلیحذر الذین
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتے رہین جو لوگ
یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم وقد قال الفضیل بن عیاض کلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتے ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو کچہہ مار اور فضیل بن عیاض کی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدی ولا یضرك قلة السالکین وایاك وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الهالکین واما المصافحة فسنة عند کل
اختیار کر اور کمتر چلنیوالون کی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچا رہ اور ہلاکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملتی وقت سنت ہی
لما روی عن البراء انه علیه السلام قال ما من مسلمین یلتقین فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یفترقا ویستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان یکون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روی عن البراء ایضا انه علیه السلام قال ان المسلمین اذا التقیا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء ہی سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحامدا بود ونصحة تناثرت خطایاهما بینهما وفی روایة انه علیه السلام قال اذا التقی مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونو کی بیچ مین جہڑ پڑتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمدا لله تعالی واستغفراه غفر لهما وفی حدیث آخر رواه انس انه علیه السلام قال ما من عبدین متحابین
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونو کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص آپس مین دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیتصافحه فیصلیان علی الا لو یفترقا حتی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
کہ دونو آمنی سامنی ہو کر مصافحہ کرین پھر درود نہیں بھیجیں ہوئی کہ اللہ تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہین مگر اتنی حد نہیں ہوئی

منهما وما تاخر وهذه المصافحة یکون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال تحیا تکم بینکم المصافحة
اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونہین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی ہے

والمراد من التحیة السلام والاصل فی السلام قوله تعالی یا یها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستا
اور تحیہ سے سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جا یا کرو کسیکی گہرون مین اپنی گہرون کی سوا جبتک نہ اجازت لیلو

جالیتا

نسوا ان تذکروا ولو تعلموا ما احتیرکم فان لم تجدوا فیها احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم وان قیل
جنی تمسے بیان کیا اس غرض سے کہ پند پذیر ہو اگر چہ جانا نہ ہو وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پھر اگر اوسمین کوئی نہ ہو تو مت گہسو اوسمین جبتک کہ ملے اجازت ہو تمکو کہ

یاذن لکم فان المانع من الدخول لیس الا طلاع علی العورة فقط بل وعلی ما یخفیه الناس عادة من ان التصرف فی ملک الغیر بغیر
اجازت دینی والا چاہی کیونکر روک اندر کی جانی سی کچہہ پہیہ ہی نہین ہی اطلاع عورت پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر

اذنه حرام واستثنی ما عرض من حرق وغرق او کان فیه منکر ونحوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو
اجازت کی حرام ہی یہ استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنیکا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہوا مانند نکی اور اگر تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ

ازکی لکم ای الرجوع اظهر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی له ان یسلم علی من کان فیه فان لم یکن
اسمین خوبی تمہارئی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہارئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر مین جاوی تو اوسکو لایق ہی کہ گہر والون پر سلام بہیجی اور اگر وہان

فیه احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا فسلموا
کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کہی گہرون مین تو

علی انفسکم فالایة تقتضی هذین الامرین جمیعا وهما التسلیم علی الاهل عند وجودهم وعلی نفسه عند عدم
سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اہلی نہ پر گردان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو

وجود احد منهم وادنی ما یتادی به الردان یقال وعلیك السلام بواو العطف حتی لو ترك الواو لا یصیر ردا
اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیکم السلام ساتہہ واو عاطفہ کی یہان تک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہوویگا

لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا یعتد به ولا یسقط الفرض برده ولکمال السلام ان یقال السلام
اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتہہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور نہ بدون اوسکی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہہ ہی کہ یون کہی

علیکم ورحمة الله وبرکاته لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم کتب الله له عشر حسنات ومن قال
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اوسکی لئی دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور جو شخص کہا

السلام علیکم ورحمة الله کتب له عشرون حسنة ومن قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتب له ثلثون
السلام علیکم ورحمة اللہ اوسکی لئی بیس نیکیاں لکھی جاتی ہین اور جس نی السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہا اوسکی لئی تیس نیکیاں لکھی جاتی ہین
حسنة فانه علیه السلام قرن فی هذا الحدیث ان فی السلام عشر حسنات وفی ضم الرحمة الیه عشرین حسنة
اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ سلام مین دس نیکیان ہین اور اوسپر رحمة کی ملانی مین بیس نیکیان ہین
وفی ضم البرکات الیهما ثلثین حسنة وهی النهایة لانتظامها الجمیع فنون المطالب التی هی السلامة عن المضار ونیل المنافع
اور اوسپر برکات ملانی مین تیس نیکیان ہین اور یہ انتہا کا درجہ ہی اسمین تمام اقسام مطالب آگئی یعنی سلامتی اسباب ضرری اور حصولِ منفعت کا
ودوامها ونماؤها ولا ینبغی ان یزاد علی ذلک لما روی عن ابن عباس انه قال لکل شئ منتهی ومنتهی السلام البرکات
ہمیشہ کو اور اوسکی افزایش اور ترقی اور سزاوار نہین ہی کہ اس سی زیادہ بڑہاوی اسلئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس نی کہا ہی ہر شی کا انتہا ہوتا ہی اور سلام کا انتہا برکات ہی
ثم ینبغی ان یعلم ان من یسلم علی احد انما یصیر مؤدیا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما یحصل به الاسماع
پہر سمجھنا چاہیئی کہ جو شخص کسی پر سلام بہیجتا ہی اوس ہی حق سنت جب ادا ہوتا ہی کہ اتنی بلند آواز سی کہی کہ وہ سن لی
فان لم یحصل به الاسماع لا یصیر مؤدیا حق السلام فلا یجب الرد لان الشرط فی ثبوت الحکم للشئ العلم به فاذا
اور اگر وہ نہ سنی تو اوس ہی حق سلام کا ادا نہین ہوتا اور جواب بہی واجب نہین ہوتا اسواسطے کہ کسی شئ کی حکم کا ثابت ہونی مین اوس شئ کا معلوم ہونا شرط ہی جب
لم یحصل العلم بالسلام لا یکون الرد فرضا وکذا من یرد السلام انما یکون مؤدیا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہوئی تو جواب بہی فرض نہین ہوتا الیسی طرح سلام کا جواب دیتا ہی اوس ہی فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہی کہ اواز اتنی بلند کری
ما یحصل به الاسماع فان لم یحصل به الاسماع لا یسقط فرض الرد فان من یسلم علی واحد یکون الرد فرضا علیه
کہ وہ سن لی اگر وہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہوگی پس جو شخص کسیکو سلام کرتا ہی تو اوسپر جواب فرض ہوجاتا ہی
حتی لو لم یرد یکون آثما ومن سلم علی جماعة یکون الرد فرضا علیهم حتی لو ترکه کلهم یکونون آثمین وان رد
یہان تک اگر جواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینی ایک جماعة کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتا ہی یہان تک اگر کوئی بہی جواب نہ دیگا تو سب گنہگار ہونگے
بعضهم یسقط الفرض عن الباقین لکن الافضل ان یرده کلهم ولو کان فیهم صبی ولم یرده الا الصبی لا یسقط
اور اگر کسی ایک نی بہی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سی فرض ساقط ہوجاتا ہی پر افضل یہہ ہی کہ سب جواب دیوین اور اگر اون جماعت مین بچہ نابالغ ہو اور اونہون نی جواب دیدیا تو
عنهم الفرض لان الصبی لیس من اهل الفرض ویشترط فی الرد ان یکون علی الفور حتی لو اخر بعذر او بغیر
کوئی جواب نہ دیوی تو اونکی ذمہ سی فرض ساقط نہین ہوتا اسلئی کہ بچہ کی ذمہ پر کچہہ فرض نہین ہوتا اور جواب کی ہیئت شرط ہی کہ ترت جواب دیوی اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہوگا
لمن سلم علی واحد واسمعه سلامه وتوجه علیه الرد بشروطه فلو یرد ان یجعله فی حل منه فیقول ابرأت من حقی
کیا جاتا اور جو شخص کسیکو سلام کری اور اوسکو سلام سنادی اور جواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرط سی لازم آجاوی پہر وہ جواب نہ دیوی تو مستحق ہوگا کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سی معاف
فی رد سلامی وجعلته فی حل منه او نحو ذلک فاذا قال هذا یسقط به حقه واذا دخل جماعة علی قوم یسن لجمیعهم
کردی یہہ کہدی کہ میں نی تجہ حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا میں نی اپنی طرف سی اوسکو معاف کیا یا مانند اوسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر ایک جماعة جمع ہوکر
ان یسلموا ویکره لهم ترک السلام فان سلم بعضهم یسقط الکراهة عن الباقین کان السلام سنة علی الکفایة
ایک قوم کی پاس آوی تو سب کو مستحب ہی کہ سلام علیک کرین اور سلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہی پہر اگر بعضون نی سلام علیک کرلی تو کراہت سبکی ذمہ سی اور گئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہی
کما ان الرد فرض علی الکفایة علی ما روی عن زید بن وهب انه علیه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم احد
جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہی چنانچہ زید بن وہب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب ایک جماعة ایک جماعة پر گذری اور ایک شخص
منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزاء عنهم واذا دخل واحد علی جماعة قلیلة یعمهم سلام واحد یکفی سلام احدهم
اونمین سی سلام علیک کری تو سبکو کافی ہی اور اگر ایک شخص جواب دیدی تو اونکی طرف سی کافی ہی اور اگر ایک شخص چھوٹی جماعت کی پاس آوی تو سبکو ایک سلام کری سب پر

علی جمیعہم وما نزاد من تخصیص بعضہم فہو ادب ویکفی فی الردان یرد واحد منہم فمن زاد منہم فہو ادب
اور خود زیادہ کرنی کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب ہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پھر اگر اونمین سی کسی اور نی جواب دیا تو یہہ
وان کان جمعا عظیما لا ینتشر فیہم سلام واحد کالجامع والمسجد العظیم فالسنة ان یسلم علیہم اذا شاہدہم
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان تک پہنچیگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ اونکو سلام کرتا جاوی جس سی ملتا جاوی
ویکون مؤدیا حق السلام فی جمیع من سمع وان اراد ان یجلس فیہم یسقط عنہ سنة السلام فیمن لم یسمع سلاما
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پھر یہہ شخص اگر انہین بیٹہنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیون کی
من الباقین وان اراد ان یجلس فمن لم یسمع سلامہ فقیہ وجہان احدہما ان سنة السلام علیہم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹہنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہ ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی بہلون پر سلام کرنی سی
علی اوائلہم لکونہم جمعا واحدا فالواحد السلام علیہم یکون ادیا والوجہ الثانی لکون سنة السلام باقیة فی حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پھر اگر اسمی انکو ہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام
من لم یبلغہم سلامہ والسنة ان یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والصغیر علی الکبیر والقلیل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کرے اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت
علی الکثیر ولو خالفوا وسلم الماشی علی الراکب والکثیر علی القلیل والکبیر علی الصغیر لا یکرہ بل یکون ترکا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو اوڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا
یستحقہ من سلام غیرہ علیہ ومن مر علی قارئ القرآن لا ینبغی ان یسلم علیہ کیلا یشغلہ عن القراءة فان
کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پھر اگر اسنی
سلم علیہ قال بعضہم لا یجب علیہ الرد وقال بعضہم یجب وہو اختیار فقیہ ابی اللیث ومن مر علی من اتی
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابواللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص اسی پاس پہنچا
الخلاء وہو یبتغوط او یبول ینبغی لہ ان لا یسلم علیہ وہذہ الحالة فان سلم علیہ قال ابو حنیفة رضی اللہ عنہ یرد علیہ بقلبہ
جو بیت الخلا مین یا خانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہئی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پھر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل سی جواب
لا بلسانہ وقال ابو یوسف لا یرد علیہ بقلبہ ولا بلسانہ ولا بعد الفراغ ایضا وقال محمد یرد علیہ بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہو کر جواب دی اور
لا یسلم علی احد وقت الخطبة فان سلم والخطیب فی الخطبة لا یجب الرد علی السامع ومن کان حاضرا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پھر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹہا ہوا تہا
ثم قام للذہاب فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن ابی ہریرة انہ علیہ السلام قال اذا انتہی احدکم الی المجلس فلیسلم
پھر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری
فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الاولی باحق من الاخری قال الامام النووی ظاہر ہذا الحدیث یقتضی ان یجب علی
پھر اگر پہر جانی لگا ہو دی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی
الجماعة رد السلام علی ہذا الذی سلم علیہم وفارقہم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پہ واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علما کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی
مفارقة القوم وذلک دعاء یستحب لہ الجواب لان السلام انما یکون عند اللقاء لا عند الانصراف وانکر ہذا لقولہ
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی وقت نہین ہوتا اور امام ابوبکر شافعی

الامام ابوبکر الشافعی وقال ھذا القول فاسد لان السلام کما کان سنۃ عند اللقاء کذلک ھو سنۃ عند الافتراق
اس بات سی انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ بات غلط ہی اسکا علی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی
علی ما دل علیہ الحدیث السابق ومن کتب کتابا وکتب فیہ سلاما علی احد او ارسل الیہ سلاما مع الرسول فبلغہ
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکھا اور اوسمیں کسیکو سلام لکھدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بھیجا پھر اوسکی پاس
الکتاب او الرسالۃ یجب علیہ الرد علی الفور لان السلام علی الغائب لا یکون الا بالرسالۃ او بالکتاب فعلیہ ان یرد بمثلہ
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اصلی کہ سلام غائب پر نہیں ہو سکتا مگر زبانی رسول کی یا خط میں سو اوسپر لازم ہی کہ طلبی ہی جواب دی
او باحسن منہ لکن ینبغی ان یعلم ان من بلغہ الغیر سلام احد ینبغی لذلک الغیر ان یرد علیہما ویقول علیک
یا اوس سی بہتر لیکن سمجھا جاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک
وعلیہ السلام لما روی ان رجلا قال للنبی علیہ السلام ان ابی یقرئک السلام فقال النبی علیہ السلام علیک
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخصنی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجھپر
وعلی ابیک السلام ومن سلم علی احد ثم لقیہ ثانیا او اراہ ثانیا یستحب لہ ان یسلم علیہ ثانیا لما روی انہ علیہ السلام
اور تیرے باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پھر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکھا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا دخل المسجد یسلم علی اصحابہ ثم اذا صعد المنبر واقبل علیہم یسلم علیہم ثانیا وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام
جب مسجد میں آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پھر جب منبر پر چڑھکر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال اذا التقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینہما شجرۃ او جدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ وکان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم میں سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پھر اون دونوں کی بیچمیں اگر درخت یا دیوار یا پہتر آجاوی اور پھر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ علیہ السلام اذا سار وا فی طریق فاستقبلہم شجرۃ او حجرۃ او اجتازوا بہا یسلم بعضہم علی بعض واذا التقی اثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑھکر آپسمیں سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملیں
وقال کل واحد منہما للاخر دفعۃ او علی الترتیب السلام علیکم قبل یصیر کل واحد منہما مسلما علی الاخر ولا یقوم ذلک
اور ہر ایک دونوں میں سی دفعۃً یا بترتیب سلام علیک کرے کہی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہو جاتی ہی اور پہر سلام جواب کی جگہ
مقام الرد بین یجب علی کل واحد منہما الرد والصواب علی ما ذکرہ النووی ان سلام احدھما ان کان بعد سلام الاخر
نہیں ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی
یکون ردا لکون ھذا اللفظ صالحا للرد ولا فلا ومن لقی احدا فقال لہ ابتدا علیکم السلام لا یکون ذلک سلاما
تو جواب ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سی ملا اور یہہ ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہیں ہوتا
حتی لا یستحق الرد لان ھذہ الصیغۃ مشروعۃ للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام علی الاحیاء بل ھی تحیۃ
یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہیں کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتدا کی واسطی نہیں ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام
الموتی علی ما روی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیک السلام یا رسول اللہ فقال النبی علیہ السلام لا تقل
موتی کا سا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخصنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام
علیک السلام علیک السلام تحیۃ الموتی فانہ علیہ السلام قد بین فی ھذا الحدیث ان ھذہ الصیغۃ لیست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسحدیث مین بیان کر دیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہین ہی
مما یسلم بہا علی الاحیاء بل انما یسلم بہا علی الاموات لان الاحیاء وضعہم فی الشرع عند السلام صیغۃ وعند الرد
کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صیغۃ فلا یحسن ان یوضع ما وضع للرد موضع السلام وأما الامرات فالمرد علیہم فیستری فی حقہم السلام
اور عبارت سوا چاہنیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لئی ہی وہ سلام کی جگہ استعمال کریں اور مردون پر تو جواب نہیں ہوتا پھر اونکی حق مین سلام
علیہم بالصیغتین لما روی انہ علیہ السلام کان یسلم علی اھل القبور بقولہ السلام علیکم دیار قوم مؤمنین
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تھی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی
ومن سلم علی اصم یستحب لہ ان یتکلم السلام بلسانہ لقدرتہ علیہ ویشیر بیدہ حتی یحصل الافہام فیستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبانسی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہسی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو
الرد ولو لم یجمع بینہما لا یستحق الرد ولو سلم علیہ اصم وامر ادان یرد علیہ یلزمہ ان یتکلم الرد بلسانہ لقدرتہ
اور اگر وہ نو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہین ہی اور اگر بہرہ کو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی
علیہ ویشیر بیدہ لیحصل الافہام ویسقط عنہ الرد ولو سلم علی اخرس فاشار الاخرس بیدہ یسقط عنہ الفرض
اور ہاتہسی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہ جاوی اور اسکی ذمہسی جواب ادا ہوجاوی اور گونگی کو سلام کیا اور گونگی نے ہاتہسی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہسی فرض ادا ہوجاتا ہی
لان اشارتہ قائمۃ مقام العبارۃ ولو سلم علیہ الاخرس بالاشارۃ یستحق الرد والنساء بعضہن مع بعض فی
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گونگی فی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتین آپسمین سلام علیک کی باب مین
حکم السلام کالرجال وأما الرجل اذا سلم علی امراۃ فان کانت زوجتہ اوجاریتہ اوکانت من محارمہ فعلیہا الرد
مانند مردون کی ہین اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی
وان کانت اجنبیۃ شابۃ لا یجوز لہا الرد ویکون الرجل مفرطا فی السلام علیہا ولکن المراۃ ان سلمت علی رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہین اور وہ مرد اس سلام مین بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری بہر اگر
کانت زوجتہ اوجاریتہ اوکانت من محارمہ اوکانت عجوزا لا یخاف منہا الفتنۃ فعلیہ الرد وان کانت شابۃ تمیل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڈہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہین تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ
الیہا النفس یکرہ لہ الرد وتکون المراۃ مفرطۃ فی السلام علیہ وأما الصبیان فالسنۃ ان یسلم علیہم لما روی عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوتی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام مین بیجا پر ہی اور نابالغ بچون کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی
انس انہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال کان النبی علیہ السلام یفعلہ وفی روایۃ انہ علیہ السلام مر علی غلمان
کہ وہ لڑکون پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تھی اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکون کی پاس آگئی
فسلم علیہم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحیح وجوب رد سلامہ لقولہ تعالی واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا أو ردوہا
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یون ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوسی
بہتر
المبتدعۃ ومن اقترف ذنبا عظیما ولم یتب منہ فینبغی ان لا یسلم علیہم ولا یرد سلامہم قال البزازی یسلم علی لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو جو بڑی گناہ کرتی ہین اور اوس گناہ سی توبہ نہین کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی
الشطرنج عند الامام لیشغلہ عن مراعاۃ الرد لا عندہما لان المجاہر بالفسق فی معتقدہ ولو مجتہدا لا یستحق الاکرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ وہ بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد مین اگرچہ اجتہاد کے
وقال التوکی فمن اضطر الی السلام علی الظلمۃ اذا دخل علیہم وخاف ان یترتب علیہ فی دینہ ودنیاہ ضرر ان لم یسلم
ہو سزاوار عزت کا نہین ہی اور نودی کہتا ہی جو شخص ظالمون کو سلام کرنہین لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر اونکو سلام نہین کرتا تو دین کا یا دنیا کا
علیہم یسلم علیہم وینوی ان السلام اسم من اسماء اللہ تعالی لیکون المعنی ان اللہ علیکم رقیب فیجازیکم بما
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ اللہ تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

تستحقون وأما اھل الذمۃ فیکرہ للمسلم ان یسلم علیھم ابتداء لما روی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام
اور یہی ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کرے کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال لا تبدءوا الیھود والنصاری بالسلام قال قاضیخان فی فتاواہ ھذا اذا لم یکن للمسلم حاجۃ الیہ وأما
کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ لگی ہو
اذا کانت فلا باس ان یسلم علیہ ومن سلم علی من لم یعرفہ فبان انہ ذمی یستحب لہ ان یسترد سلامہ فیقول
اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنیمین کچھہ ڈرنہین ہی اور اگر کسینی کسی نا واقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی پر کہی
رُدَّ علی سلامی لما روی ان عبد اللہ بن عمر سلم علی رجل فقیل لہ انہ یہودی فتبعہ فقال لہ رُدَّ علی سلامی
ہٹا دی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچھی جاکر کہا میرا سلام ہٹا دی
واذا سلم ذمی علی مسلم ینبغی للمسلم ان لا یزید فی الرد علیہ علی قولہ علیک لما روی عن انس انہ علیہ السلام
اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کرے تو مسلمان کو چاہیی کہ جواب مین اس سی کچھہ زیادہ نہ کہی کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولوا وعلیکم قال الخطابی ھکذا یرویہ عامۃ المحدثین وعلیکم بالواو وکان
جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور
سفیان بن عیینۃ یرویہ علیکم بغیر الواو وھو الصواب اذ بغیر الواو یصیر ما قالوہ بعینہ مردودا علیھم وبالواو
سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اوپر مردود ہوگا اور واو
یقع الاشتراک معھم والدخول فیما قالوہ لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال المؤلف اتفقوا علی لزوم الرد
سی اوسکی ساتھہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہوتا ہی کیونکہ واو حرف عطف ہی دو شی کو جمع کردیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علماء متفق ہین
علی اھل الکتاب لکنہ لا یذکر السلام بل یدرونہ بان یقال وعلیکم بالواو او علیکم بدونھا اذ قد جاءت الاحادیث
کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام مذکور نہ کری بلکہ بدون سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو کی اور علیکم بدون واو کی اسلمی کہ حدیثین واو کی ساتھہ بھی
باثبات الواو وحذفھا واثباتھا اکثر فعلی ھذا یکون فی معناھا وجھان احدھما کونھا للعطف والتشریک لانھم
آئی ہین اور بدون واو کی بھی اور واو کی ساتھہ زیادہ ہین اب اوسکی معنی دو طرح پر ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ
کانوا یقولون للمسلمین السام علیکم وقد فسر السام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم فیہ سواء کلنا نموت والثانی کونھا
وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تھی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ
للاستیناف لا للعطف والتشریک فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم او نستحقہ او ما تریدون بنا وقیل اذا
کہ واو استیناف کا ہو اور شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی عطف اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لائق ہو یا جو تم ہماری ساتھہ ارادہ کرتی ہو اور کوئی
لم یکن منھم تعریض بالدعاء علینا یکون اثبات الواو فی الرد علیھم دعاءھم بالاسلام لکونہ مدارا للسلام فی الدارین
کہنا ہی اگر وہ نیت مین ہمپر بددعا کرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اوسکی لئی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون فی بیان ھجران اخیہ المسلم فوق ثلثۃ ایام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چھوڑدینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

وسلم لا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا وخیرھما الذی یبدأ بالسلام
حلال نہین ہی سیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چھوڑی رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہو جاوی اور وہ ادہر کو اور دونین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کرے

ھذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ سعد بن ابی وقاص وھو بمنطوقہ یدل علی حرمۃ ھجران المسلم اکثر من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چھوڑدینا مسلم کا زیادہ

ثلثة ایام وما جاز ھجرانہ ثلثة ایام فانما یدل علیہ بمفھومہ لا بمنطوقہ فمن لم یلتزم حجیۃ المفھوم جاز لہ

تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑنیکا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہیں معلوم ہوتا پھر جو شخص مفہوم کو حجت نہ مانتا ہی اوسکو

ان یقول ان الاذی مجبول علی الغضب وسوء الخلق فرخص لہ فی الثلث لقلتھا حتی یذھب عنہ ذلک الغضب

جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غصب خلق عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی

ولم یرخص لہ فیما فوق ذلک لکثرتہ فقولہ علیہ السلام یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا بیان کیفیۃ ھجرانھما

اور اس سی زیادہ کی اجازت نہیں دی پھر وت زیادہ ہی اپ یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہین پھر یہہ اوہر ہو جاتا ہی اور وہ اوہر یہہ چھوڑنی کی کیفیت کا بیان ہی

وقولہ وخیرھما الذی یبدأ بالسلام حث علی ترک الھجران فانہ یزول بالسلام علی ما ذھب الیہ الجمھور وتخصیص

اور یہہ جو اوہین اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص

الاخر بالذکر یشعر بالغلبۃ والمراد بہ الاخر فی الدین دون القراءۃ بدلیل قولہ علیہ السلام فی حدیث اخر لا یحل

اخ کو ذکر کرنا تفہیما معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادر ہی قراءت کا مراد نہین بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث مین کہ مسلم کو

لمسلم ان یھجر مسلما فوق ثلث لیال فانھما ان کان عن الحق ما داما علی صراطھما او وھما فما یکون سبقتہ بالفی کفارۃ لہ

حلال نہین ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑی رکہی بیشک یہہ دونو جبنک لڑتی رہین حق سی گروہین اور اوہین سی پہلی باز آنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی

ومروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال تفتح ابواب الجنۃ یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرک باللہ

اور ابوہریرہ سی مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہین ہر ہر شریک بندہ کو اللہ کی ساتہہ کچھہ شریک نکرتا ہو بخشا

شیئا الا رجلا کانت بینہ وبین اخیہ شحناء فیقال انظروا ھذین حتی یصطلحا وفی روایۃ انہ علیہ السلام قال اترکوا

جاتا ہی سوای اوس شخصکی کہ اوسین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو پھر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسین صلح کرین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام

اعمال الناس فی کل جمعۃ مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینہ وبین اخیہ شحناء

کہ ہر ہفتہ مین لوگون کی عملون کو پیش ہوتی ہین پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو

فیقال اترکوا ھذین حتی یفیئا والمراد بالجمعۃ ایام الاسبوع بدلیل انہ علیہ السلام بینہا بقولہ یوم الاثنین

حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک طلاق کرلین اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہین اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور

ویوم الخمیس علی طریق التعبیر عن الشیٔ باحد جزئیہ والشحناء العداوۃ والمعنی اترکوا اغفرھا حتی یرجعا من

جمعرات کی دن تعبیر کیا جسطور ایک شی کا اخیر جزء بیان کرنی ہین اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین چھوڑدو اوسکی بخشش کو جبتک یہہ

العداوۃ الی الصداقۃ لان الاخوۃ الدینیۃ تقتضی الصداقۃ وتنافی العداوۃ فان المؤمنین اخوۃ من حیث انھم

دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آوین اسواسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمنین بہائی ہوتی ہین اسواسطی کہ وہ

ینتسبون الی اصل واحد ھو الایمان الموجب للحیوۃ الباقیۃ کما ان الاخوۃ من النسب ینتسبون الی اصل واحد ھو

سب ایکہ اصل کی نسبت رکہتی ہین یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہین یعنی

الاب الموجب للحیوۃ الفانیۃ فالاخوۃ الدینیۃ اقوی من الاخوۃ النسبیۃ لان الاخوۃ النسبیۃ اذا خلت عن الاخوۃ

باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئی کہ نسبی برادری جب دینی برادری نہیں ہوتی

الدینیۃ لا تعتبر لا تری ان المسلم اذا مات وکان لہ اخ کافر یکون مالہ للمسلمین لا لاخیہ الکافر فعلی ھذا یجب

ہی تو اسکا کچھہ اعتبار نہیں ہوتا دیکہتا نہین کہ مسلمان اگر مرجاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانون کو ملیگا کافر بہائی کو نہیں ملیگا اس لیئے

علی المسلم ان یترک ما بینہ وبین الاخوۃ الدینیۃ الموجبۃ للصداقۃ والمزیلۃ للعداوۃ فلما روی عن ابی ھریرۃ ان علیہ السلام

کی موافق مسلمانون پر واجب ہی کہ مخالفت دینی برادری کا ترک کری جو دشمنی کو واجب اور دوستی کو زائل کرتی ہی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلث فمن ھجر فوق ثلث فمات دخل النار یعنی انہ استحق ان یدخل النار لانہ
مسلم کو حلال نہیں کہ اپنی بھائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑ دی اور جس نے تین سے زیادہ چھوڑی کہا پھر وہ مرگیا تو دوزخ میں جاوے گا مراد یہ ہے کہ اس
مات عاصیا غیر تائب وذلک یستدعی ان یکون من اھل النار ھذا اذا کان الھجران لامر دنیوی کالتقصیر فی
کے گناہ کا بن توبہ مرا ہی اس سے لازم آتا ہے کہ دوزخی ہووے ہم اس صورت میں ہے کہ یہ ترک ملاقات دنیا ہی کے سبب سے ہو
حقوق الصحبۃ والعشرۃ واما اذا کان فی حق الدین لفسق ومعصیۃ فالزیادۃ علی الثلث مشروع فان ھجران
جیسی حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سے زیادہ بھی جایز ہی کیونکہ یہ کاروں کا
اھل العصیان بجوز ان یزول عنھم ذلک العصیان ویظھر توبتھم لانہ من قبیل الامر بالمعروف والنھی عن المنکر و
ترک کرنا جایز ہی جبتک کہ وہ یہ کاروں کا ترک کریں اور انکی توبہ ظاہر ہووی کیونکہ یہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور
قال اللہ تعالی لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم
اللہ تعالی فرماتا ہی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو ایمان رکھتی ہوان اللہ پر اور پچھلی دن پر پھر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی پڑی ہووے
وابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم وقرئت ھذہ الایۃ علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب ھجرہ
چاہے باپ یا اپنی بیٹے یا اپنی بھائی یا اپنی کہرابی والے اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالی کی ترک ملاقات واجب ہی
وان کان من الاقرباء لاسیما ان حق من ظلم للغیر وعصی اللہ تعالی بہ فان عدم الاعراض عنہ احسان
اگر چہ سگا سودر ہو خاص کر ایسی کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص سے اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہی
الیہ فلا یحسن الاحسان الیہ بل الاحسان الیہ اساءۃ للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاۃ والتقویۃ
سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہیں ہی کیونکہ احسان مظلوم کی ساتھ بدی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل
قلبہ بالاعراض عن الظالم احب الی اللہ تعالی من تقویۃ قلب الظالم وقد ھجر النبی علیہ السلام الثلثۃ الذین
توڑنا اوس ظالم کی مدد سے بہتر ہی اللہ کو بہت محبوب ہی تمام کاروں کی دلداری کرنی سے اور بیشک نبی علیہ السلام نے تین شخصوں کو جو
تخلفوا عن غزوۃ تبوک ولم یتکلم معھم خمسین یوما وامر الناس بھجرھم حتی انزل اللہ تعالی توبتھم ومروی انہ
تبوک کی لڑائی سے پیچھے رہی تھے چھوڑ دیا تھا اور پچاس دن تک اوسنسے نہیں بولی تھی اور لوگوں کو فرمایا تھا کہ انکو چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اوسکی توبہ قبول کی
علیہ السلام لما اعتل بعیر صفیۃ قال لزینب اعطیھا بعیرا وکان عندھا فضل بعیر فقالت انا اعطی تلک
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا تو زینب سے کہا تو اوسکو اونٹ دیدی اور اوسکی پاس بڑھتی اونٹ تھا سو زینب نے عرض کیا
الیھودیۃ فغضب النبی علیہ السلام فھجرھا ذا الحجۃ والمحرم وبعض صفر قیل لم یوجد فی السنۃ مدۃ الھجر اکثر
میں اوس یہودیہ کو دونگی پھر نبی علیہ السلام غضبناک ہوی اور اوسکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چھوڑی کہا گیا ہی میں کہ اس سے زیادہ مدت ترک کی نہیں ہی
من ذلک لکن قد وجد من السلف من ھجر اخاہ المسلم فی امر مکروہ من امور الدین السنۃ والسنتین ومنھم من
ہیں ملتی لیکن بعضی متقدمین ایسی گذری ہیں کہ اپنی بھائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چھوڑی رکھا ہی اور بعضی ایسی ہیں
ھجر صلبہ وذلک مدۃ عمرہ وراوا نفسھم فی فسحۃ من ذلک مالم یرجع الھجر عامر تلک وکان الامام احمد ممن
کہ اپنی صاحب یعنی مسلم کو اپنی بات تمام عمر چھوڑی رکھا ہی اور اپنی تئیں اوسکے باب میں بی قصور جانتی تھی جبتک کہ وہ مجرد اوس عرصی نہ باز آیا اور امام احمد بھی اہل معاصی
یھجر اھل المعاصی ومن یقارن الافعال الردیۃ فانہ ھجر بعض اصحابہ ممن کان یتعلم منہ وکان یتردد الیہ ولا
کو اور جو کرا افعال ناکارہ کرتا چھوڑ دیا کرتی تھی بیشک انہوں نی ایک شاگرد کو جو اوسنسے پڑھتا تھا چھوڑ دیا تھا وہ آتا جاتا تھا پر
یکلمہ فلم یزل یسئلہ عن تغیر حالہ ولا یذکرہ حتی قال لہ یوما بلغنی انک کمنت حائط دارک من جانب الشارع
بات نکرتی تھی وہ ہمیشہ پوچھتا رہتا کہ آپ کیوں بیزار ہیں اور وہ کچھ نہ کہتی آخر ایک روز یہ کہا میں نی سنا ہی کہ تو نی اپنی گھر کی دیوار شارع عام کی

فقد اخذت قد سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصح لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابنه الى ان مات واصل
طرف سی یہی ہی سو تونی برابر دل گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سی لیا تو تاکہ علم سیکھائی کی نہیں ہی اور ابن عمر نی اپنی بیٹی کو مرتی دم تلک چھوڑی رکھا اور
ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر كراهة ذلك
اصل سکی یہہ ہی کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہو اور ہاتہہ اور زبانسی منع نہیں کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہی کہ بیزاری کی علامات ظاہر کری تو اوسکو یہہ ہی لازم ہی
اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئے کہ مؤمن کو یہہ اچہا نہیں ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی سہنی دی کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہی کہ اوسکو
ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سی دیکہی اور اوسکی منکر میں مبتلا ہوتی کو اپنی حال پر مصیبت سمجہی اور غمگین اور حزین ہووی کہ یہہ اب عقاب الہی میں
الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہو کر اوسکی بچانی کا قصد کری مقتضی رحمت کا یہہ نہیں کہ اوس سی بیزار نہو اور اوسکو منع نکری
له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ويرد دائي الشخص الغرور والصراط المستقيم والا تنقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور غیریت اور راہ راست پر لانا اوسکی حق میں کمال رحمت ہی ورنہ ہمیں تو دنیا میں اوسکی دوستی
عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی جیسا کہ اللہ تعالی اوسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جنتی دوست ہیں اوسدن دوسرے ہونگی مگر جو ہیں ڈروالی بیشک ہر
واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم يويلتى ليتنى لم اتخذ فلانا خليلا ليت بينى وبينه بعد المشرقين
ایک دوست ناپہر ہیزگار اوس روز کہی گا خرابی میری کاشکی میں فلانی کو دوست نکرتا کاشکی میری اور اوسکی پچہیں مسافت مشرقین کی
فبئس الانسان من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعروه من يسعى في خسارة اخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی درستی میں کوشش کری اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کردی اگرچہ
كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنی
شديد العقاب فمن رأى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه بالتعلية بينه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکہا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی امداد کی کہ اوسکو منکر پر قایم رکہا اور اعتراض نکیا
وروى عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له مالك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا وہ کہی گا تو کون ہی مجکو کہا ہی نی مجہکو
بلى قد رأيتني يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمران رجلا يؤمر به الى النار ويؤمر لجليسه ايضا فيقولون
کبہی ہمیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تو نی بیشک مجہکو ایکدن منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ ایک کو دوزخ کا حکم ہوگا اور اوسکی ہمنشینوں کو بہی سو وہ عذر کرینگے
مالنا فيقال لهم كنتم تامرونه ولا تنهونه فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر فلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہی جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتی تہی اور اوسکو منع کرتی نہی وہ کہینگی نہیں پہر حکم ہوگا کہ اوسکی ساتہہ ہمنشینوں کو دوزخ میں لیجاؤ یہہ بیشک بڑی مشکل کی جگہ ہی
عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغيرها يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبي
اس سی کہ بچا جاتا ہی اسلئے کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہی اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہتی ہیں کیونکہ نفسوں کو منکرات کی محبت ہی اسی لئی بنا علیہ
في حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر المؤمن في هذا الحديث
نی فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سی ہی پاس مت بیٹہہ سوا مؤمن کی اور کہا تا متقی ہی طعام پرہیزگار کی بیشک علیہ السلام اسی حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطتهم لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون
نا پرہیزگار کی پاس بیٹھنی اور ملنی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹھنی اور ملی جلی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پھر ضرور ہی کہ وہ بھی ہو
كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من
جیسی علیہ السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابو ہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹھیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بناتا کہا ہی اور یہ بھی
يريد ان يعرف حال نفسه فلينظر الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصلحين وان كان مبتدعا
جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکھلے پھر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بھی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست
فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والاقتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدري
فاسق ہی تو وہ بھی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چوراتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی
الانسان ومشاهدة المنكر يهون امر المعصية في القلب ويذهب نفرته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان الذي
اور منکر کو دیکھتی دیکھتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل سی جاتی رہتی ہی پھر اوسمین ضعیف ایمان ہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی
فيها روى عن ابي سعيد انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان
ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکھی تو ہاتھ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی
لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فماذا يرجى ان يوجد فيه المجلس
اور اگر طاقت نہو تو دل سی برا جانے اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پھر اگر اوسمین ضعیف ایمان بھی نہو تو پھر کیا توقع ہی کہ اوسمین ایمان ہوگا چہ جائیکہ
السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
مجلس ستاسی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وفي تحذير
بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جھوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث صحاح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور آئین
من الظن ونهي عن التجسس اما الظن فهو في الشريعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم الذي
ظن سی ڈرانی ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی ہی جو مذموم ہی
هو عقد القلب وحكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقتضي ذلك واما الخواطر وحديث النفس التي لا يمكن
یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کے جس سی ثابت ہوجاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع
دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فيعفو عنها لان العبد انما يكلف بما في وسعه لا بما ليس في وسعه واحد الظن
نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور مستمر نہوین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہوسکی اور بدگمانی کی
السيئ حمل فعل المؤمن على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا ينقسم الى قسمين الاول هو الذي يكون
حد یہہ ہی کہ مؤمن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچھی وجہ پر بھی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی
منشاؤه سوء اعتقادك فيه حتى لو صدر منه فعل له وجهان يحملك سوء اعتقادك فيه على حمله على الوجه
خود مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام دو جہتین ہووی تو اپنی بداعتقادی ہی اوسکی برائی پر قیاس کری
الاردء من غير علامة تخصصه به وهذا جناية عليه بالقلب وهو حرام في حق كل مؤمن القسم الثاني هو
بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مؤمن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی
الذي يستند الى علامة فانها تحرك الظن تحريكا ضروريا لا يقدر الانسان على دفعه والذي يميز الظنون
جسکی کچھ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو بالضرور ایسی حرکت دی گی کہ آدمی اوسکو ہٹا نہین سکتا اور وہ قاعدہ جس سی ظنون واجب جنمین

التی یجب اجتنابها عما عداها ان کل ظن لم یظهر له علامة صحیحة ولم یعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سی الگ ہوجاوین یہہ ہی کہ جسکا گان کی کئی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ ایسکا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
واجب الاجتناب وذلک اذا کان المظنون به ممن یشوهد منه الخیر والصلاح فی الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان ہو کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سی خیر و صلاح دیکہنی مین آتی ہون آ
حرام بخلاف من اشتهر بین الناس بتعاطی الریبة والمجاهرة بالمعاصی فان حسن الظن به لا یجوز اذ للظن جاتا
گان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی بخلاف ایسی شخصکی جو لوگون مین غریب باز مشہور ہو اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسیکی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ
الاولی ان یقع فی القلب شیء ویعرف ویقوی بوجه من وجوه الامارات فیجوز الحکم به لان اکثر احکام الشرع مبنیة
گان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دلمین کچھہ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سی قوی ہوجاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی اسلئی کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر
علی غلبة الظن کالقیاس وخبر الواحد وغیر ذلک من قبیل المتلفات وارش الجنایات والحالة الثانیة ان یقع فی النفس
مبنی ہین جیسی قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسی قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر
شیء من غیر دلالة علی کون ذلک الشیء اولی من ضده فلا یجوز الحکم به بل هو منهی عنه لقوله تعالی یا ایها الذین امنوا
کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سی اولی ہو تو اوسپر حکم جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سی اے ایمان والو
اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا فانه تعالی قد نهی فی هذه الآیة عن
بچہی بہو بہت تہمتین کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور بدگمو بہتیرے پیچہی ایکدے سو کو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بد گمانی
الظن السیء ثم عن التجسس ثم عن الغیبة لان اول ما یقع فی قلب الانسان الظن السیء ثم یحتاج الی التجسس ثم یشرع
سی ممانعت کی پہر تجسس سی پہر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بد گمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت
فی الغیبة وسبب تحریم ظن السیء ان اسراره الانسان لا یعلمها الا الله تعالی ولیس لاحد ان یعتقد فی غیره سوءا الا اذا
کرنی شروع کرتا ہی اور بد گمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری اگر
انکشف له حاله بوجه لا یحتمل التاویل فعند ذلک لا یمکنه ان لا یعتقد فیه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعینه
اوسکا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہوجاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس سی نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور آنکہون سی دیکہا
وسمعه باذنه واما ما لم یعلمه بامارة ولم یشاهده بعینه ولم یسمعه باذنه بل وقع فی قلبه من غیر سبب ظاهر فهو شیء
اور کانون سی سنا اور جبتک نشان سی معلوم نہین ہوا اور نہ آنکہون سی دیکہا اور نہ کانون سی سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی
القاه الشیطان فی قلبه فینبغی له ان یکذب به لانه افسق الفاسقین وقد قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا ان جاءکم
کہ شیطان نی دلمین ڈالدیا ہی تو چاہیئی کہ اسکو جہوٹہ مانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تمہارے پاس
فاسق بنبإ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین ترکی فی سبب نزول هذه الآیة انه علیه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جانہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پہر کل کو پچہتانی پڑی ہی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی
والسلام بعث ولید بن عقبة مصدقا الی بنی المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ کان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہانی کو بنی المصطلق پاس بہیجا ہانجب ہونی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ
بینه وبینهم عداوة فرجع وقال لرسول الله علیه السلام انهم ارتدوا وامنعوا الزکوة فهم رسول الله علیه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی ہی سو اوسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہوگئی اور زکوۃ بندی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
بقتالهم فنزلت هذه الآیة ببیان وجوب الاحتراز عن الاعتماد علی قول الفاسق لان من لا یحامی الفسق لا یحامی
اوسپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لی کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پرہیز نہین کرتا جو دوسری

الذی یوقع منه بل یرید القاء الفتنة بین الناس وفیها کالة علی ان یفعل شیئا یجبانه من غیر ان یتعرض حقیقة
کہ وہ ہی ایک قسم کا فتنہ ہی بلکہ لوگوں میں فتنہ پہیلا یا چاہتا ہی اور اسمیں یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجھی حقیقت حال کی
الحال یصیر نادما البتة ولو بعد زمان والمندم هم دائم علی ما وقع معه تمنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
کرمیٹھتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچھ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید میں کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علماء کہتے ہی
الواقع فی الایة والحدیث التهمة کمن یتهم بالفاحشة او شرب الخمر او نحو ذلك ولم یظهر علیه ما یقتضی ذلك فان
ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت یعنی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شراب خوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگادی بیشک
من حکم بالظن علی غیره بشر یبعثه الشیطان علی ان یتطاول علیه باللسان بالغیبة والبهتان او یقصر فی القیام
جوشخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان اوبھارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کرے اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کرے
بحقوقه او یتوانی فی اکرامه ان ینظر الیه بعین الاحتقار ویری نفسه خیرا منه وکل ذلك من المهلکات ولذلك منع
کہ حقارت کی آنکھہ سی دیکھی اور اپنی آپکو اوس سی بہتر سمجھی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی
النبی علیه السلام من التعرض لمواضع التهم فقالوا اتقوا مواضع التهم حتی انه علیه السلام احترز من ذلك اذ رءاه
فرمایا ہی بچیو سو تہمت کی جگہہ سی بیان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ
عن علی بن الحسین ان صفیة بنت حیی قالت ان النبی علیه السلام کان معتکفا فاتیته فتحدثت عنده فلما انصرفت
علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بن حیی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تہی مین اوسکی پاس آکر باتین کرنی لگی جب مین واپسی چلی تو پیغمبر علیہ السلام
قام ومشی معی فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضیا فدعاهما النبی علیه السلام فقال انها صفیة بنت حیی فقالا
میری ساتھہ چلی اسمین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کرکر چلی پھر نبی علیہ السلام نی اونکو بلاکر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونوں نی عرض کیا
یا رسول الله ما نظن بك الا خیرا قال ان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یدخل علیکما فانظر
یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچھہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی مانند ایسا پھرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کرجاوی اب دیکھیو
انه علیه السلام کیف اشفق علیهما بل علی جمیع الامة وعلمهم طریق الاجتناب عن التهمة حتی لا یتساهل العالم المعروف
کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاؤ کا طریقہ سکہادیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور رہو
بالصلاح فی حاله ویقول لا یظن بمثلی الا الخیر عجبا بنفسه فان من کان من المؤمنین اورع الناس واتقاهم واعلم
اپنی احوال مین سہل انگاری نکری کہ اپنی عجب مین پڑکہنی لگی کہ مجہہ سی شخص سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی ایسا ہی مؤمن سب سی بڑا پرہیزگار
لا ینظر الیه الناس کلهم بعین واحدة بل ینظر الیه بعضهم بعین الرضی وبعضهم بعین السخط فعلی هذا یجب علی المؤمن
اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مؤمن پر
الاحتراز عن مواضع التهم لئلا یتهم الناس بالمنکرات ودلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الایة والحدیث ورود النهی
واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا ہی کا ہی
بعده عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یتجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر
بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی دلمین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہوجاوی
تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع فی قلبه خاطرا لا یقنع بالظن بل یطلب التحقیق
کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دلمین کچھہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی
فیشتغل بالتجسس فنهی الله تعالی ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها
تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی وہ تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی اور جنسی یقین ہوجاوی

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس واورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پھر اگر کوئی علامت یقینی یا ظنی بلا تلاش حاصل ہو جاوی اور اوس سی یقین ہو جاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور رہی اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز

فیه اصلا وقد روی عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلي بن الحسين اراض انت عن سهيل فقال له سهيل
رخصت نہیں ہی اور عبد اللہ بن مبارک سی روایت ہی کہ اونہی علی سہیل کی باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا تجکو

اليس قد نهاك الله عن التجسس فصرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك
اللہ تعالی نی تجسس سی منع نہیں کیا پس عبد اللہ اپنی دلین شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کری اور تیری یا پر اوسکی آگاہی دشوار گذری

مطالعتك اياه واسروه منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره ليسمع
اور وہ تجسسی اوسکو چھپاوی پس وہ ہی تجسس ہی اہل ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہیں چاہیی کہ غیر کی گہر پر کان لگاوی تاکہ باجون کی اواز سنی

صوت لاوتار وان يتعرض للشم ليدرك رائحة الخمر ولا ان يمس لسانه ثوبه ليعرف حلاوة ولا ان يستنجر الجيران
اور نہ سوکھنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پاوی اور نہ مٹھی جو کپڑی تلی کو کہ رکھا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ اوس کی خبر لیتا پھری

بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس ومذمة قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين و
اونہیں بھگا نہ اگر اسمیں کی کچہہ بہی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت میں داخل ہوگیا اور اس آیت کی مذمت میں اور جو لوگ تہمت لگاتی ہیں مسلمان مردون کو اور

المؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا وروى عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى
عورتون کو بن کئی کام کی تو اوہ بہتان یا اوہنون نی بوجہہ جہوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پھر بلند آوازی

بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہوا اور دلون مین ایمان کا اثر نہیں ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی

عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته
پوشیدہ عیب ڈہونڈہ بیشک جو شخص اپنی بہائی کی چھپی عیب تلاش کرتا ہی اللہ تعالی اوسکی چھپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چھپی عیب اللہ ظاہر کرتا ہی تو خوار کر دیتا ہی اگرچہ

وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہیی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر کہ گمانون کا دروازہ بند کر دی کیونکہ جو شخص کہ گمانی سی بچ رہتا ہی

التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تو تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جہوٹ سی بچا اور جو جہوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا

فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساد لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها ما روى انه عليه السلام
پھر اگر کسی مسلمان سی البتہ علامت ظاہر ہو جاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹھا لینا اور اوسکی سبب سی بد گمانی جایز نہیں ہی اسلی کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستهم ظن السوء الا بما يستباح
نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بد گمانی کرنی حرام کر دی ہین پس بد گمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح

به المال وهو يقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر کسیکی بد گمانی تجکو خیال سی گذری اور تجکو اوسپر یقین نہیں ہی تو تجکو لازم ہی کہ

تدفعه عن نفسك وتقرر عليها ان حاله مستور عندك فما رايته منه من العلامة يحتمل الخير والشر فليدفعه
اوس خطرہ کو دلمین سی دور کر دی اور اوسکو یون ٹہراوی کہ اسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آئی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکہتی ہی

تحكم عليه بالشر واما اذا اخبرك به عدل وقال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پھر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اسکی خبر کو کوئی عادل تجکو سناوی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلی کہ اگر تو اوسکو جہوٹا کہی

جانبا علیه حیث ظننت به الکذب وهذا من سوء الظن ایضا فلا ینبغی لک ان تحسن الظن باحد و
تو اسکا کہنا جو تا ہی اسوہ اعلیٰ کہ اسکی حق میں گمان جھوٹ کیا یہہ بھی ایک بدگمانی ہی سو تجھکو لایق نہیں ہی کہ ایک کی حق میں گمان اچھا اور
تسیئ بالآخر بل ینبغی لک ان تبحث عن حالهما هل بینهما عداوة ومحاسدة وتغنت احدهما فان کان بینهما
دوسری کی حق میں برا کرے بلکہ تجھکو یہہ چاہیئے کہ ان دونوکہ حال دریافت کرے کہ آیا ان دونو میں دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہیں پہر اگر ان دونوں میں
شیٔ من هذه یتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الابن العدل للتهمة فکیف ان تتوقف عند ذلک ولا تحکم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت کی راہ پائی اور شرع نے تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کے سبب سے نہیں مانا اب تجھکو چاہیئے کہ کچہہ یقین نکری نہ جہوٹ اور نہ سچ
علیه بکذب ولا بصدق وتقول عادکر من حاله کان فی ستر الله تعالی عندکا وکان امره مجهولا عنی وقد بقی کما
اور اوسکی حال مذکور کو کہنا چاہیئے کہ وہ مجہسی اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی میں ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی رہے جیسا
کان لم یتکشف لی من امره شیٔ هذا اذا خبرک عدل واحد وما اذا خبرک عدلان فذا مجال لذی من علم تقصد
تہا مجھکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہیں یہہ اوس صورت میں ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر مجھکو دو عادل خبر دیویں تو اب تصدیق کرنی ہی مجھکو کوئی علاج نہیں
لانهما حجتا الشرع لکن ینبغی ان یعلم ان الانسان لعدم کونه خالیا عن الخطاء والنقصان لا یوجد احد
کیونکہ یہہ دونو شرع کی حجت ہیں لیکن جاننا چاہیئے کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہیں ہوتا تو جو مؤمن ہوگا
من المؤمنین الا وله محاسن ومساوی فمن غلبت محاسنه علی مساویه فهو یعد من الصلحین ولذلک قال
اوسکی حسنات ہی ہونگی اور جرایم ہی پہر جسکی خوبیاں برائیوں سی زیادہ ہوں وہ صلحا میں شمار کیا جاتا ہی اسی لئی
الامام الشافعی ما احد من المسلمین یطیع الله تعالی ولا یعصیه ولا احد من المؤمنین یعصی الله ولا یطیعه
امام شافعی نی کہا ہی کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہوا اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ اطاعت نکرتا ہو
فمن کان طاعاته اکثر من معاصیه فهو عدل فی حکم الشرع فاذا کان مثل هذا عدلا فی حق الله تعالی فکونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہوں تو وہ شرع میں عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ میں عادل ہووے تو تیری نظروں میں
عدلا عندک اولی واحری وروی ان رجلا اثنی علی رجل عند النبی علیه السلام فلما کان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہوا اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا
والله لقد صدقت علیه بالامس وما کذبت علیه الیوم فانه ارضانی بالامس فقلت فی حقه احسن ما علمت فیه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی میں نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہوں کل تو اوسنی مجھکو خوش کیا تہا سو میں نی اوسکی حق میں جو نیک معلوم تہا
واغضبنی الیوم فقلت فی حقه قیم ما علمت فیه فقال النبی علیه السلام ان من البیان سحرا فکانه علیه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجھکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی کا یا نبی علیہ السلام کو مبالغہ
کره ذلک وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ویمکن تحسین حاله وتقبیحها بما یوجد فیه من الخصال المحمودة والمذمومة
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ اوسکی حال پر بمجاظ علانیہ کے اوسکی تحسین یا تقبیح نہو سکی

المجلس السابع والثمانون فی بیان النهی عن المصاحبة والمواکلة مع الفاسق قال رسول
شتاسی مجلس ممانعت کی بیان میں فاسق کی صحبت اور مصاحبہ کہانی سی رسول
الله صلی الله علیه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی هذا الحدیث من حسان المصابیح
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہاوی سواء پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی
رواه ابو سعید والمراد بالمؤمن المذکور فیه المؤمن الخاص الذی یقابله الفاسق کما فی قوله تعالی افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث میں وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابلہ میں فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت میں پہلا ایک جو

کان مؤمنا کمن کان فاسقا لایستوون فکانه علیه السلام قال لاتصاحب الاصالحا ولاتخالل الاتقیا فانه
جو ہی ایمان پر برابر اوسکی جو بی حکم ہی نہیں برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا مت ساتھہ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کے بیشک
علیه السلام قد حذر المؤمن فی هذا الحدیث عن مصاحبة من لیس بتقی وزجره عن مخالطته ومواکلته
نبی علیہ السلام نے اسی حدیث میں مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتھہ کھانی سی منع کیا
لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون کما قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه
اسلئے کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پھر یہہ ہی ہوکر رہی گا جیسا نبی علیہ السلام نے حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت
ابوهریرة یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل یعنی ان من کان صدیقه صالحا یکون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹھیگا اب ہرکیے خیال کرلی کسکو دوست بنا رکھا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بھی صالح ہوگا
ومن کان صدیقه فاسقا یکون فاسقا فیدخل فی عموم قوله تعالی الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بھی فاسق ہوگا پھر اس آیت کی عام مضمون مین داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ہین ڈر والی
فان کل واحد من الاخلاء الغیر المتقین یقول یوم القیمة یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یالیت بینی وبینه بعد
بیشک ہر یکدوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی تیسی فلانی کی دوستی کیسطرح مجھہ مین اور اوسمین فرق ہو
المشرقین فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان لایتخذ خلیلا الا من یثق بدینه وامانته ویعرف صلاحه وتقواه اذ لا یصلح
مشرق اور مغرب کا سا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسہی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد دکلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ برے
الصداقة کل احد بل لابد ان یکون فیمن یؤثر صداقته عدة خصال اولی العقل اذ لاخیر فی صداقة الاحمق ان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ تو جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچھہ خوبی نہین ہی
احسن حاله ان یضرك وهو یرید بك نفعك وترجع الی القطیعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها وذلك
اوسکا اچھی سی اچھا حال یہہ ہوتا ہی کہ بھلائی کرنمین نقصان کردی اور اسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوی اسمین کئی
قیل لعمرو العاقل خیر من الصدیق الاحمق والمراد من العاقل من یفهم الامور علی ما هی علیه اما بنفسه او بتعلیمه
کسیکا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجھتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجھہ کر
وتفهیمه وقد روی عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الی الله تعالی وقال عیسی النبی علیه السلام انی
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین مین
ما عجزت من احیاء الموتی وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانیة حسن الخلق اذ لاخیر فی صداقة من لا خلق له
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہوگیا ہون دوسری حسن خلق اصلی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نرہی
نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان کان یدرك الاشیاء علی ما هی علیه لکن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پر جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار
یطیع نفسه ویفعل ما یقتضیه هواه والثالثة الصلاح اذ لاخیر فی صداقة الفاسق لان من یرتکب الکبیرة لایخاف الله
ہوویگا اور وہ ہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچھہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا
ومن لایخاف الله تعالی لایؤمن غائلته ولا یوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لاخیر فی صداقة الکذاب لان
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بھروسہ اور چوتھی صدق کیونکہ جھوٹی کی دوستی مین کوئی بھلائی نہین ہی کیونکہ
مثله مثل السراب یقرب الیك البعید ویبعد منك القریب وتکون منه دائما علی الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دھوکہا جسمین دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہی گا اور پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

في صداقة الجبان لانه يترك نصرتك واعانتك عند الشدة ويخوفك بل يختفي ويغيب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھہ رہی گا اور تجھکو ڈرا دیگا بلکہ جب کچھ غالب ہو جائیگا چھپی وفا سو واسطی
لاخير في صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله كان
ہیو وفا کی دوستی میں کچھہ فائدہ نہیں ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دایمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی
ما يكون الغرض من الاغراض يزول بذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما يبنى في الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء في
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بہی ہو لیتی ہی پہر وفا کہان کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا میں داخل نہیں ہی ایکو وفا
حق صديقه مراعاة جميع اصدقائه واقاربه والمتعلقين به لان مراعاتهم او قمع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
داری اوست کی یہہ ہی ہی کہ اوسکی تمام دوستوں اوسکی سمدہی اور علاقہ داروں کی رعایت کری کیونکہ ان لوگوں کی رعایت اوسکی دلمیں بہت جگہ کرتی ہی یہ ثابت
فرحه بتفقدهم يتعلق به اكثر لانه على تعدي المحبة الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في باب رصديقه
اپنی رعایت کی پہر اوسکی خوشی اوسکی متعلقوں پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہو گی کیونکہ اسکی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑہ کہ متعلقوں تک پہنچی ہی یہانتک کہ کہتی ہیں کہ جو کتا دوست کی
ينبغي ان يتميز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا يصادق عدو صديقه فذكر الامام الشافعي اذا طاع صديقك عدوك
دروازی پر ہو جاہی کہ دلمیں وہ بہی برنسبت اور کتوں کی ممیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافع کہتی ہیں جب تیرا دوست تیری دشمن کا
فقد شاركك في عداوتك ومن الوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صديقه وان ارتفع شانه واتسعت ولايته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی میں شریک ہیں اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوستی تواضع کرنیمیں حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور رتبہ عظیم ہو
ومن الوفاء ان يتورع عما يوجب الفرقة بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الورع من المفارقة ولذلك قال بعض السلف
اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسہی لیی بعضی متقدمین نی کہا ہی
وجدت جميع مصيبات الزمان هينة سوى مفارقة الاحباب قال ابن المبارك الذ الاشياء مجالسة الاخيار ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتون کو سہل پاتا ہون سوا جدایی دوستون کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستون کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ
فيما لا يخالف الحق وانما يخالف الحق فيما يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتنبيه على الحق كما
جوحق کی برخلاف ہو اوسمین ساتھہ دینی ہی صرف وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمین رفاقت کرنی وفاداری نہین ہی بلکہ اوسمین مخالفت کرنی اور حق کی جتونی ہین وفا
حكي عن الامام الشافعي انه براخي محمد بن الحكم وكان يبره ويقبل عليه ويقول ما يقيمن بمصر غيره فلما راى الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کری ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکہتی تہی اور اوسکو پاس بٹہاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجکو مصر مین اوسکی سوا کوئی نہین رکہتا
مودتهم ظنوا انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعدك
جبلوگون نی صدق مودت اسقدر دیکہا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسہی کو کریگی سو لوگون نی اول ہی مرض الموت مین پوچہا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کریگا
وكان محمد بن الحكم عند رسه واستشار تلميذ له اليه فقال الشافعي سبحان الله يجالس مجلسي ابو يعقوب البويطي ويقال اصحاب الشافعي
اور اوسوقت محمد بن الحکم ہی سرانی کہڑی تہی سو اپنی ہوی شاگرد اوسکی طرف اشارہ کر دین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹہی اور شافعی کی تمام شاگرد
الى البويطي فانكر له محمد بن الحكم معانه كان حمل عنه مذهبه كله الا ان البويطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہو گئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ انسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص
من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غيره افضل منه اما مطلقا او بخصوصية فيه لكن لا ينقطن ذلك كثير من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہو جاتا ہی بعضی وقت اور شخص اوس سی افضل ہوا کرتا ہی یا باہر اب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اسبات کو اکثر لوگ سمجہا نہین کرتی
فيعرضون عن غير المشهور ويشتغلون بالمشهور عندهم فيفوتهم تحصيل فضيلة من ليس بمشهور عندهم فلهذا الامام الشافعي
تو اسیغیر مشہور کو چہوڑ کر جو اونمین مشہور ہوتا ہی اوسہی اوس غیر مشہور کی فضیلت محصل ہو جاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانون کی

لله تعالى وللمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفي الامام
منفعت کی لئی خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضامندی اللہ کی رضامندی پر اختیار نکی پھر جب امام شافعی کی وفات کی
الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك وأما البويطي فأثر الزهد و
تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پھر کر اپنی باپ کی مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین
الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه
مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایق وہ ہی ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہون
هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في
پھر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہون تو پھر تمام خلقت سی الگ ہو کر اپنی گہر کی اندر بیٹھا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین
هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيت وقد قال ابو سليمان الخطابي وهو الراغبين في صحبتك وتلتمس منك
سوائی خاموشی کی اور گہر مین بیٹھہ رہنی کی کوئی پناہ نہین ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکے ہین جو تیری ہمنشینی اور شاگردی کا
فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السريرة القوك محبوك واذا غبت عنهم اغتابوك من اتيك
کہ ظاہر مین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بھائی ہین باطن مین دشمن جب ملین تعریف کرین اور جب تو اونسی غایب ہو دی تو غیبت کرین پس ایسون
منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر باجتماعهم لديك وتملقهم بين يديك
اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہا نا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہین اور تیری ثنا
فاغراضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا في حاجاتهم وان قصرت في غرض من اغراضهم
خوشامد کرتی ہین سو اونکی غرض علم نہین ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہہ کا گدہا بردار بنالین اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا
يكونون اشد اعداءك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا اليك ويعرضون عليك ان تبذل
تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہین اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجھین اور خواہش کرین کہ تو اپنی
لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا نفيسا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال
آبرو اور دین اونکی لئی کھو دی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر سی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
الشيخ في قومه كالنبي في امته وانما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما تعلم كل نبي امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس لئے تہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی ہی اور شاگرد پر استاد کا حق
المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روى عن ابي هريرة انه
کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن مین اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك
علیہ السلام نی فرمایا مین تمہارے لئی ایسا ہون جیسے کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچھا باپ وہ جو تجکو علم سکہاوی وجہ اسکی یہہ ہی
ان المعلم يقصد لانقاذه من نار الاخرة وهو هم من انقاذ الابوين لولده من نار الدنيا وكذلك كان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تہا ہی اس سی کہ باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہین اور ایسی ہی اوستاد کا حق ہی باپ کی حق سی
من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحياة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحياة الاخروية
بڑہی کیونکہ باپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہین لیکن اگر اوستاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی
الدائمة لساوى ما حصل من جهتها الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجري المتعلم مجرى ابنه ويشفق
تو بیشک جو باپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی قدیم کو ہلاک کردیتا پھر جب اوستاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجھی اور بہت شفقت کری

علیه ویمنعه عن تجاوز مرتبته الی مرتبة لم یستحقها ولم یجئ اوانها ویبین له ان المقصود من العلم تحصیل سعادة
اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابھی مستحق نہیں ہی اور اوسکا ابھی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی
الاخرة لا طلب الرياسة والمفاخرة كما حكي ان ابا يوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غير اعلام ابی حنيفة ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام فی اوسکی پاس آدمی بھیجا
اليه ابو حنيفة رجلا ليسئله عن عدة مسائل من جملتها انه ساله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا هل يستحق
تاکہ اوسسی چند مسئلہ پوچھا آدمی اوسنین ایک یہہ مسئلہ پوچھا ایک دھوبی ہی کپڑی سی منکر ہوگیا پھر دھو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
الاجر ام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال الرجل خطأت فقال لا يستحق فقال اخطأت فحير ابو يوسف فقال الرجل ان كانت
یا نہین ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخصنی کہا غلط پھر کہا مستحق نہین پھر اوس شخصنی کہا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کہا
القصارة قبل الجحود يستحق والا فلا وهكذا اخطاه فی كل ما اجاب عن سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصوره فعاد الی
اگر انکار کرنی سی پہلی دھو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہین تو نہین اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی کرنی سی اب ابو یوسف اپنا قصور پہچانگی پھر اما حنیفہ کی پاس
ابی حنيفة وحين جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسئلة القصار فانك ثبت قبل ان تحضر سبحان الله
حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجھکو صرف دھوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو نی انکو پہچانگی سبحان اللہ سی پہلی تو
من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسئلة في الاجارة ثم قال من ظن انه استغنى عن التعلم فليبك
ایک شخص مجلس بناکر اللہ کی دین مین گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بی ٹھیک نہین آتا پھر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکھنی کی محجکو حاجت نہین تو وہ
على نفسه وكان سبب انفراده على ما ذكر في مناقب الكردري انه مرض مرضا شديدا فعاده الامام فقال لقد كنت
اپنی جان کو روی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہو بیٹھا موافوج مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اوسکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو یہہ سی اندیشہ ہی
اؤملك بعدی للمسلمين ولاين اصبت ليموتن علم كثير فلما برا اعجب بنفسه وعقد مجلس الاملاء ولم يتفطن ان في قو
کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاویگا پھر جب وہ اچھی ہوگئی تو اپنی دلمین خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نہ سمجھی کہ امام کا یہہ قول
الامام لقد كنت اؤملك بعدی للمسلمين اشارة الی ان المتعلم لا ينبغی له ان يستبد بنفسه فی زمن استاذه بلا
مجکو اپنا قائم مقام کہا کری کہ میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہین چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی
منه ثم لما علم قصوره ترك مجلسه وعاد الی ابی حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا يزال المرء عالما ما
پھر اوسکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تیار چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑہنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالی فی الاحياء كل متعلم استبد برايه واختياره ولم يراجع اختيا
جبتک علم طلب کرتا ہی پھر جب یہہ خیال ہندا کہ میں سیکھ چکا تو جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رائی تجویز کرکے علاوہ
المعلم فالحكم عليه بالخسران المجلس الثامن والثمانون فی بيان افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله
اوستاد کی رائی کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجھہ لو اٹھاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برائی خدا اور بغض برائی خدا ہی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچھی ہی اچھی عمل سہ دوستی اور سہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی
رواه ابوذر وفيه اشارة الی ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم فی الله تعالی واعداء يبغضهم فی الله
ابوذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی لئی ضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا ہو اور بعضی دشمن کہ برای خدا
فانه اذا احب لاكونه مطيعا لله تعالی فلا بد لمن يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالی ان يكون محبوبا بالسبب
اوسکو محبوب رکھا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کافرمان بردار دیکھہ کہ محبوب رکھیگا تو پھر ضرور اوسکو مبغوض رکھیگا جسنی اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سی

فبالضرورة یکون مبغوضا لضدہ وھو مطرد فی الحب والبغض لکن کل واحد منھما دون فی القلب انما یتزشح
محبوب ہوجاتا ہی تو بالضرور اوسکا خلاف کہ نہیں مبغوض ہوجاوے گا اور آدمی محبت اور بغض مین یکسان ہوتا ہی لیکن حب اور بغض دونو اوسکی دلمین کڑی ہوتی ہین
عند الغلبۃ اذ عند غلبۃ الحب یظھر افعال المحبین من المقاربۃ والموافقۃ وبسمی مولاۃ وعند غلبۃ البغض
اور غلبہ کی حالت مین ظاہر ہوجاتی ہین اسلئے کہ محبت کی غلبہ مین دوستون کی سی افعال جو نی لگتی ہین مقاربت اور موافقت انہی کو دوستی کہتی ہین اور بغض کی حالت مین
یظھر افعال المبغضین من المباعدۃ والمخالفۃ وبسمی معاداۃ فان قیل بأی طریق یمکن اظھار البغض فالجواب
عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہین دوری اور مخالفت اسکا نام دشمنی ہی اگر کوئی پوچھی بغض کو کسطور پر ظاہر کری تو جواب یہہ ہی
ان اظھارہ لا یخلو اما ان یکون فی القول او فی الفعل اما فی القول فیکون تارۃ بکف اللسان عن مکالمتہ ومحادثتہ
کہ بغض کا اظہار دو حال سی خالی نہین یا تو گفتگو مین ہوگا یا کار وبار مین گفتگو مین تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور بات چیت سی رکنا
وتارۃ بتغلیظ القول علیہ وأما فی الفعل فیکون تارۃ بقطع السعی فی اعانتہ وتارۃ بالسعی فی اساءتہ وافسادہ
اور کبھی سخت بولنا اور کار وبار مین کبھی تو اوسکی امداد مین تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بگاڑ کی اوراوسکا مقصد خراب کرنی کی سعی
فیما یفسد علیہ طریق المعصیۃ لانھا لا یؤثر فیہ وھذا اذا صدر عنہ المعصیۃ علی طریق القصد کبیرۃ کانت او
اسطرح کہ اوسکی لیئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی ایسا افسار کرنا طریق معصیت مین اثر نکری اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ معصیت قصد کرتا ہو کبیرہ ہو یا
صغیرۃ واما اجری مجری الھفوۃ التی یعلم انہ نادم علیھا غیر مصر علیھا فلا اولی فیہ الا الاعراض والستر لا سیما اذا کانت
صغیرہ اور جوگناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہین کرتا تو اسمین اولی یہہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر اوس
معصیۃ بالجنایۃ علی حقك او حق من یتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عن ظلمك واساءتك الیك
کرو معصیت تیری حق مین یا تیری کسی تعلق کی حق مین ظلم ہو تو اب اوسکی درگذر کرنا ایسی ہی جو تجہہ پر ظلم کری اور تیری ساتھہ برائی
من اخلاق الصدیقین وأما من ظلم غیرك وعصی اللہ تعالی بہ فعدم الاعتراض عنہ احسان الیہ فلا یحسن الاحسان
کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اور پر ظلم اللہ تعالی فرمانی کری تو اب اوسپر پرسش نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہین ہی
الیہ لان الاحسان الیہ اساءۃ الی المظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاۃ وتقویۃ قلبہ بالاعراض عن الظالم احب
کیونکہ اوسپر احسان کرنا مظلوم کی حق مین برا ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کرکر قوی کرنا خوب
الی اللہ تعالی من تقویۃ قلب الظالم وقد اتفق السلف علی اظھار البغض والعداوۃ للظلمۃ والمبتدعۃ وکل من عصی اللہ
اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہین کہ ظالم اور بدعتیون کی ساتھہ اور اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو
بمعصیۃ متعدیۃ منہ الی غیرہ وأما من عصی اللہ تعالی فی حق نفسہ فقد اختلفوا فیہ فمنھم من نظر الیہ بنظر
کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچی اوسکی ساتھہ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور یا وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمین اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف نظر
الرحمۃ ولم یعرض عنہ ومنھم من شدد الانکار علیہ واختار المھاجرۃ عنہ لقولہ تعالی لا تجد قوما یؤمنون باللہ
رحمت دیکہتے ہین بیزار نہین ہوتی اور بعضی اوسپر سخت تشدد کرکر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہین بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکہی گا کوئی لوگ جو یقین رکہتے ہون اللہ
والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم فدلت الایۃ علی ان
اور پچہلی دن پر پہر دوستی کرین اوسکی سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور چہ وہ اپنہ باپ ہون یا اپنی بیٹے یا اپنی بہائی یا اپنی کہرانی کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی
من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب ھجرہ ولو کان من الاقرباء ویکون ھذا الھجر علی وجہ العقوبۃ والتادیب
کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ سگا سوتیلا برادر ہووے اور یہہ چھوٹ چھٹا و بطور سزا اور تادیب کی
بمنزلۃ التعزیر وأما النظر الیہ بنظر الرحمۃ فیفضی الی المداھنۃ لان اکثر الوساوس علی الاعضاء علی العاصی
بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکہنا دین مین سستی پیدا کرتا ہی اسلئے کہ اکثر وسواس گناہ کی اعضا کی پیدا کی ہوئی ہین مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ويحك فلذلك انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سی خوف کرنا اب احمق ناسمجھ یہہ خیال کرتا ہی کہ میری طرف نظر رحمت سی دیکھتا ہی اور اسکا استخوان یہہ ہی کہ اگر
كان يترحم عليه عند جناية على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سی رحمت کرکر یہہ کہتا کہ تقدیر سی یوں ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سی نہین بہاگا جاتا
يصير له ان يترحم عليه عند جناية على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضائقہ نہین کہ اوسپر حقوق الہی مین تعدی کرنی پر رحم کری اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ وغصہ کرتا ہی اور اللہ تعالی کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور مكيد للشيطان فالتقيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہی تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچہی گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا م لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجہ کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی حکم کا مخالف دو حال سی خالی نہین ہی یا تو اعتقاد مین ہی
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہی اور جو اعتقاد مین مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہی تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہی اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا باعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة نكاد تنتهي الى
ذمی ہی تو اوسکا ستانا جایز نہین ہی مگر کم تو جہی سی اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سی اور سخت مکروہ ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم لا انبساط معه ولا استرسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسی دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اور کو بدعت سکہاوی بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يساهم بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس سی کافر ہو جاتا ہی تو اوسکا حال ذمی سی بدتر ہی اسلیے کہ یہہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہی اور نہ ہر دا ذمی ہونی کی کرتا ہی اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر فان شر
ایسی نہین ہی جو کافر کردی تو اوسکا معاملہ اللہ سی بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سی مشارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہیئی اسلیے کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اور مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہہ کر اوسکا کہا مانتی نہین اور مراد بدعتی جو اور لوگون کو بدعت سکہاوی اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
کہی جو مین کہتا ہون حق ہی سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه بدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في الملا فترك الجواب اولى تنفير الناس عنه وتقبيحا لبدعته
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سی متنفر کرنا مستحب ہی اور اگر مجمع مین سلام کری تو جواب دینا بہتر ہی تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العالم الذي
اسلیے کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر ادنی غرض سی ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہی اور تیسرا گمبیل بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام نصب عينه
اور کو نہین سکہاسلتا تو بہتر یہہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہیئی کہ اوسکو نرمی سی نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
القلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتأكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نافع اور اوسکی نظر مین کم تو جہی سی بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب اور ہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطے

البدعة اذا لم یبالغ فی تقبیحها تشیع بین الخلق ویعم فسادها ولذلك قال الشیخ علاء الدین السمنانی فعل الرجل مسلم
کہ بدعت کو اگر خوب قبیح نہ کریں تو مخلوق میں مروج اور اوسکا فساد پھیل جاتا ہی اوسواسطے شیخ علاء الدین سمنانی کہا ہی کہ مرد مسلمان کو لازم ہی
اذا رای رجلا یقاطع شیأ من الاهواء والبدع ویتهاون بشیء من السنن ان یهجره ویتبرأ منه ویترکه حیا ومیتا ولا
کہ جب کسیکو کچھ معاملہ ہو اوس ہوس اور بدعت کا کرتا دیکھو یا کسی سنت میں سستی کرتا پاوی تو اوسی الگ رہی اور بیزار ہوجاوی اور جیتا مرتا سب چھوڑدی
یسلم علیه اذا لقیه ولا یجیبه اذا ابتدا بالسلام علیه الی ان یترك بدعته ویرجع الی الحق وان مات لا یشیع جنازته
اور جب ملے تو سلام نکری اور اگر وہ سلام کری تو اوسکا جواب نہ دی یہانتک کہ بدعت سی باز آوی اور حق کی طرف متوجہ ہووی اور اگر وہ مرجاوی تو جنازہ کو
والنهی عن الهجران فوق ثلث لیال انما هو فیما یقع بین الرجلین من جهة التقصیر فی حقوق الصحبة والعشرة
اور ممانعت ہجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت مین ہی کہ دو شخصون مین بسبب کج ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوی
دون ما کان فی حق الدین فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الی ان یتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و
اوسمین نہین جو واسطی حق دین کے ہو بیشک مشارکت اہل ہوا اور بدعتیون کی ہمیشہ کو ہی یہان تک کہ توبہ کرین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور
اتباعهم وعلماء السنة علی هذا مجتمعین منفقین علی معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل فی تفسیر قوله تعالی
تبع تابعین اور علماء اہل سنت اوس حکم پر مجتمع اور متفق ہوچکی ہین کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہئی اور اونکو چھوڑنا چاہئی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر مین
لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لا
آیا ہی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ پر اور پچھلی دن پر پیر دوستی کرین اوسکی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی کہ کہا جسنی اپنا ایمان صحیح کیا اور
یجالس مع مبتدع ولا یواکله بل یظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالی عنه
توحید بدعتی کی ساتھہ نہ بیٹھی اور نہ مواکلہ کہاوی بلکہ اپنی طرف سی اوسکی حق مین دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتھہ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سی
حلاوة الیقین ومن اجاب الی مبتدع لطلب العز والغنی فی الدنیا اذله الله تعالی بذلك العز وافقره بذلك الغنی
حلاوت یقین کی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول کہا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت مین خوار اور اوس تونگری مین مفلس کریگا
ومن ضحك فی وجه مبتدع یغزع الله تعالی نور الایمان من قلبه وعن الثوری من سمع من مبتدع لم ینفعه الله تعالی
اور جو شخص بدعتی کو دیکھکر خوش ہوتا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دلمین سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سی
بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضیل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالی عمله واخرج نور الاسلام
فائدہ نہین دیتا اور جو اوس سی مصافحہ کرتا ہی تو توڑدیتا ہی نور اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکھی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہی اور اسلام کا نور
من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اخر وقال الفضیل
اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اوسی سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سی بچو اور اسیسی روایت ہی اگر تو بدعتی کو کسی راہ مین دیکھی تو اور راہ اختیار کر اور فضیل
من زار صاحب بدعة خرج نور الایمان من قلبه وأما العاصی بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذی یغش فی نفسه بشرب
کہتے ہین جو شخص بدعتی سی ملنی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دلمین سی نکل جاتا ہی اور گنہگار فعل اور عمل مین بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو اپنی ذات سی بہ کاری شراب
الخمر او ترك الواجب او مفارقة محظور یخصه ولا یتعدی منه الی غیره فانه ان صدر وقت مباشرة المنکر یجب منعه
پیکر یا کوئی واجب ترک کرکے یا امر محظور کو چھوڑکر جو اوسکی ساتھہ خاص ہو اور وہ فسق اور مین اثر نکرتا ہو ایسی شخصکو اگر عین اوس عمل منکر مین پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہی
بما یمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لکون النهی عن المنکر واجبا ووجوبه لا یختص بالولاة بل یجوز
جسطرح منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی ممانعت کچھہ نری حاکم پر واجب نہین ہی بلکہ
لکل واحد من احاد الرعیة اقامته بالقول والفعل علی حسب استطاعته سواء کان حرا او عبدا او امراة لکن ینبغی
عوام رعایا مین سی ہر ہر شخصکو ضرور ہی کہ ممانعت کری زبانسی اور ہاتھہ سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہئی

ان يكون بالتدريج من الاغلظ الى الاغلظ بحسب حال المنكر كما ذكر في المحيط ان من رأى غيره مكشوف العورة
کہ تدریج کی ساتھ ہووے کہلی کچھ سختی پھر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط میں مذکور ہی کہ جسنی کسیکو کہلا ہوئی دیکھا
ينكر عليه برفق ولا ينازعه ان لم يرتدع وفي الخزانة ينكر عليه بعنف لا يضربه ان لم يرتدع وفي السوءة يضربه وان لم يقتله
تو نرمی سی منع کردی اوس سی نہ پھرا تو نرمی کی اگر وہ اصرار کری اور ران کہلی ہوئی ہی سختی سی منع کری اور مارے نہیں اگر وہ درشتی کری اور شرمگاہ ہی اوسکو مارے اور اگر درشتی کری تو قتل کری
وهكذا الحكم في سائر المنكرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة ينبغي ان يكون حزينا مغتما اذ
اور تمام معاصی میں بروقت طاقت کی یہہ ہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت میں چاہیئی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی اسلئی
قد ورد في الحديث انه عليه السلام قال يأتي على الناس زمان لا ينكر فيه المؤمن فيه كما يذوب الملح في الماء لكثرة ما
کہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل اوس میں ایسا کھل جاویگا جیسی نمک پانی مین گل جاتا ہی معاصی کی کثرت
يرى من المنكرات ولا يقدر على دفعها وروى عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له
جو دیکھی گا اور منع کرنی کی قدرت نہو گی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہوگا اور وہ اوسکو نہ پہچانتا ہوگا کہیگا تو
مالك تتعلق بي وما رأيتك قط فيقول لي قد رأيتني يوما على منكر فلم تغيره فهذا مما يقطع السلامة اذ يظهر
مجسی کیون لپٹتا ہی مین نی تجکو کبھی نہین دیکھا وہ کہیگا ہان تو نی مجکو ایکدن معصیت پر دیکھا پر منع نہین کیا اسسی بہہ بات بڑی مشکل ہی اسسی نہین بچا جاتا کیونکہ
في كل حين وزمان كثير من المنكرات فلا تغيير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولهذا قال بعض العلماء والله
ہر وقت وہر دم بہتیری منکرات عمل مین آتی ہین اور کہچہ روک نہین بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصی دلون مین مانوس ہوگئی ہین اسلئی بعضون نی کہا کہ
لا ابالي بكثرة المنكرات والبدع وانما ابالي واخاف من تأنيس القلوب بها لان الاشياء اذا توالت مباشرتها انست النفس
ہی مجکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچہ خوف نہین مجکو تو یہہ خوف ہی کہ دلین محبوب ہوجاوین کیونکہ جو چیزین بار بار عمل مین آتی ہین تو نفس کو محبوب ہوجاتی ہین
والنفس اذا انست شيئا قل ان تتنازله ويوضحه الحديث الوارد في تغيير المنكر وهو ما روى عن ابي سعيد انه
اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چھوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغیر منکرات مین آئی ہی ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك
علیہ السلام نی فرمایا کہ کوئی تم مین سی منکر دیکھی تو لازم ہی کہ ہاتہہ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ
اضعف الايمان فانه عليه السلام اخبر في هذا الحديث ان التغيير بالقلب ضعف الايمان وهو ما يجده المؤمن
تغیر ایمان ہی بیشک ہی علیہ السلام نی اسی حدیث مین یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دلین اوس کام کی
في قلبه من البغض لذلك الفعل المرئي وانزعاجه وقلقه وهو في الغالب انما يحصل فيما يندر وقوعه واما
مشاہدہ کی بغض اور اوسکا اوکہاڑنا اور دفع کرنا پاتا ہی اور ایسی حالت دلی اغلب اوس کام مین ہوتی ہی جو کبھی کبھی کاہی ہوتا ہووے اور
الاشياء التي تتشاهد في كل حين وزمان فتستأنسها النفس فلا يوجد في القلب قلق ولا انزعاج الذي هو اضعف
جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھنی مین آتی ہین سو نفس سی مانوس ہوجاتی ہین پہر اوسکا کچہہ قلق اور دفعیہ کرنا وہ اضعف الایمان ہی
الايمان واذا لم يوجد في القلب اضعف الايمان فما ذا يرجى ان يوجد فيه ويزيده ايضاحا ما ذكر في قوت القلوب
وہ ہی دلین نہین رہتا اور جب دلین اضعف الایمان ہی نہوا تو پہر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب مین مذکور ہی
ان الحسن البصري قال اول بدعة رأيت بكت الدم ثم بعد ذلك بلت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمانه
کہ حسن بصری نی کہا پہلی بدعت جو میں دیکھی تو لہو موتا پہر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پہر اسکی عادت پڑگئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان کی
ورؤيته والم يعهد قوي انزعاجه حتى تغير مزاجه وظهر اثره في مائه فان مزاج الانسان اذا تغير يظهر اثره في مائه
بدعت خلاف دیکھکر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہوکر اوسکا اثر پیشاب مین ظاہر ہوگیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب مین

الا ترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولو يقدر على تغييرها تغير

کیا نہیں جانتا کہ طبیب لوگ دکھیا کی مرض پر پیشاب ہی استدلال کرتی ہیں پھر جب بدعت قرار پکڑ گئی اور روک کی قدرت نہیں ہوئی

ذلك الانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار

تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دلمیں اوسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہگیا وہ اتنا ہی تغیر ہوا سو اتنی کدورت کا

بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنعه ولا يقصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع

انکار کیسطرح نہیں جاتا اسلئے کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہی کرتا ہی جو ضعیف الایمان ہووے

الانكار باليد واللسان اولم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى مع ضعف الايمان

ہاتھ سے اور زبان سے کرسکتا ہو یا نہ کرسکتا ہو لیکن بیقدرتی کی حالت میں گناہ نہیں ہوتا ایمان میں ضعف بدستور رہتا ہی

فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشئ لا يأثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال

بیشک معصیت جب کثرت سے ہوتی لگیں اور مؤمن کو ممانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہوکر کچھ نہ کہی تو گنہگار نہیں ہوتا اسلئے کہ تکلیف موافق طاقت

الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جو کچھ اوسکو گنجایش ہو گی مجلس اس بیان میں کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی میں لازم ہی اسمیں مخالفت

والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم

جایز نہیں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تمکو میں منع کروں تو اوس سے پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کروں تو اوسکو جہان تک ہوسکے عمل میں لاؤ

فان الهلاك الذين من قبلكم لكثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح مرواه

کیونکہ پہلی امتیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ اپنی انبیا سے بہوجہ کہ خلاف کرتی تھیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی

ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة مختص بالموجود الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله

روایت سی اور اسمیں خطاب جو ہی تو خطاب آمنا سامنی کا ہی اور آمنا سامنی کا خطاب اوسپر ہوتا ہی جو اوسوقت میں موجود اور حاضر ہوتی ہیں

لغيرهم ممن كان غائبا ومن سيوجد بعدهم الى يوم القيمة ليس بطريق الحقيقة بل بالطريق تغليب الفريق

اوروں پر جو غایب تھی اور جو اوسکی بعد قیامت تک پیدا ہونگی بطور حقیقت کی نہیں ہوتا بلکہ اوسپر بانو بطور تغلیب فریق

الاول على الثاني او بطريق تنزيل حكمه له بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف

اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سی عام کردینی سی ہوتا ہی کیونکہ اس امر پر اجماع ہوچکا ہی کہ اس امت کی آخر پر بھی وہی حکم ہی

بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيمة والحرام ما جرى على

جو اول پر تھا چنانچہ اسحدیث میں یہہ ہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر

لساني الى يوم القيمة فان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة

آچکا ہی پھر وہ حدیث جو سابق میں مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد میں سی

من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والندب والحرمة والكراهة والاباحة لان

بڑی قاعدہ ہی اسواسطے کہ جملہ احکام یعنی وجوب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہی مدار ہی کیونکہ

النهي يتناول الحرمة والكراهة كما يتناول الامر ما عداهما فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما

نہی میں حرمت اور کراہت داخل ہی جیسی امر میں ان دونوں کی سوا داخل ہیں سو یہہ حدیث موافق اس آیت کی ہی سورہ واسدسی

استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتيان جميع المامورات الا انها مقيدة

جہان تک ہوسکو اسلئے کہ تقوی اگرچہ تمام منہیات سی اجتناب اور تمام ماموروں پر عمل کرنیکو کہتی ہیں مگر اتنا ہی کہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة وکما قولہ تعالی اتقوا اللہ حق تقاتہ فالصحیح الصریح الذی جزم بہ المحققون ان قولہ تعالی فاتقوا اللہ
گلا دی ہی اور یہ آیت ڈر لی رہو اللہ سی جیسہ چاہی تو صحیح صحیح اب جو مختار محقق لوگوں کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اللہ سی

ما استطعتم بمعنٰی ومبین للمراد بہ لانہ تعالی لم یکلف عبادہ الا بالمستطاع حتی قال لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
جہان تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس ہی جو مراد ہی کہہ دیتی ہی اسکی کہ اللہ تعالی اپنی بندون کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہین دی ہی یہان تک کہ فرمایا

وقال فی آیۃ اخری وما جعل علیکم فی الدین من حرج وبیان الذھبی فی قولہ علیہ السلام ما نھیتکم عنہ فاجتنبوہ
اگر جو اوسکی گنجایش ہو یہ آیت ہین فرمایا ہی اور نہین رکھی تیرون مین کچھہ مشکل پہر نہی جو احدیث مین ہی کہ جو مین تمکو منع کرون تو اوس سی پہر ہیز کرو

یقتضی ترک جمیعہ ما نھی عنہ مطلقا اذ لا یحصل الامتثال الا بذلک بخلاف الامر فی قولہ علیہ السلام وما امرتکم
یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل مین نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہین ہوتی برخلاف امر کی اسحدیث مین اور جو مین تمکو امر کرون

بہ فافعلوا ما استطعتم فانہ لا یقتضی الا ثانیا ما یقدر علیہ فمان من کان مریضا اذا لم یقدر علی القیام فی الصلوٰۃ
تو جسقدر تمسی ہو سکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز مین کھڑا نہین ہو سکتا تو بیٹھہ کر پڑھ لی

یصلی قاعدا برکوع وسجود وان لم یقدر علی الرکوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ
رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہین ادا کر سکتا تو بیٹھہ کر اشارہ سی پڑھ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

لیتحقق التفرقۃ بینہما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء مضطجعا او مستلقیا ولکنہ اذا کان راکبا علی الدابۃ
تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹھہ بہی نہین سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول علی نفسہ او دابتہ من سبع او لص او کان فی مصر مثل ذلک او طین یغیب وجہہ فیہ ولا یجد مکانا
اور اوترنی مین اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا میہنہ کی رہ پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین منہ دہسجاوی اور کوئی

جافا او کان عاجزا عن النزول والرکوب لکبر سنہ او ضعف مزاجہ او کان دابتہ جموحا لا یمکنہ الرکوب بلا معین
خشک جگہہ نہ ملی یا سوار ایسی اوتر عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا سواری ایسا کھوڑا ہو کہ بدون مددگار کی نہین چڑہ سکتا

او کانت قافلۃ فی البادیۃ سیر وقف علی نفسہ او دابتہ او متاعہ لو نزل فانہ یصلی علی الدابۃ بالایماء کیفما یمکنہ وکذا المرأۃ
یا قافلہ جنگل مین چلا جاتا ہو اور اگر اوترے تو خوف ہی جان کا یا کپڑون کا تو یہہ بہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑھ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم یکن لھا محرم ولم تستطع النزول والرکوب بنفسہا یصلی علی الدابۃ بالایماء فبذلک یحصل الامتثال فی
جب اوسکی ساتھہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ سی اوترنہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑھ لی ان تمام صورتون مین اتنی ہی مین امتثال

جمیع ذلک وکذلک لو لم یجد من الثیاب ما یستر بہ عورتہ ومن الماء ما یغسل بہ اعضاء وضوئہ مرۃ واحدۃ
ہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت کو ڈہک سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضو کی ایک ایک بار دہو لی

او عجز عن استعمال الماء فی بعض اعضائہ فی الوضوء والغسل او عن اتیان بعض ارکان الصلوٰۃ او بعض شروطہا
یا وضو مین یا غسل مین بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکی

فبالتیان الممکن یحصل الامتثال وقولہ علیہ السلام فانما اھلک الذین من قبلکم کثرۃ مسائلہم وجاء ملینا
تو پہر جتنا ادا کر سکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلون کو کثرت کی پوچہا پاچہی نی ہلاک کر دیا مسلم مین

فی کتاب مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ علیہ السلام فقال یا ایہا الناس قد فرض اللہ علیکم الحج
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو بیشک اللہ نی تمپر حج فرض کر دیا ہی

فحجوا فقال رجل اکل عام فسکت النبی علیہ السلام حتی قالہا ثلاثا فقال النبی علیہ السلام لو قلت نعم لوجبت ثم
سو حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کہ کیا ہر سال پہر نی علیہ السلام چپ ہو رہی یہان تک کہ اوسنی تین بار عرض کیا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر مین یہہ کہدیتا کہ ہان

قال النبی علیه السلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم
نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں تمکو چھوڑ رکھا ہی جو لوگ ہلاک ہوئی ہین تو بہت پوچھا پاچھی سی اور اپنی انبیاء کی خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی
بشئ فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شئ فدعوه فانه علیه السلام صارکانه قال اترکونی فی مدة ترکی
سو جسمین تمکو کوئی بات کہا کرو تو اوسکو جتنا تمسی ہوسکی کیا کرو اور جب منع کیا کرون کسی بات سی تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نے گویا یہ فرمایا یون ہی رہنے دیا کرو
ایاکم من الامر بالشئ والنهی عنه ولا تلحوا علی فی السؤال ولا تتعاطوا فی الاستقصاء والا یشدد علیکم کما شدد علی
جسنے تمکو کسی بات کی امر مین یا ممانعت مین چھوڑی رکھون اور خواہ مخواہ بھی سوال مت کیا کرو ورنہ پورا کرنی مین حد سی بڑھ کر اور نہین تو تمپر ایسا تشدد ہوجیگا
بنی اسرائیل حین وقع فیهم فبتیس وانما مر امن قتل وسالوا موسی النبی علیه السلام ان یبینه لهم فقال لهم موسی ان الله
جیسی بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تھا جب اونمین ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پھر اونہون نے نبی علیہ السلام سی پوچھا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نے
ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فیحیی ویخبرکم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرة
اونسی کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہی کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردی سی لگادو وہ زندہ ہوکر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہون نے حضرت موسی سی یہہ بات سنی
میتة یضرب ببعضها میت فیحیی فیخبرکم بقاتله فشرعوا فی السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتی امرأ بن بحم بقرة علی صفة
کہ مردہ کا ایسا گوشت مردہ سی لگائین تو مردہ زندہ ہوکر اپنا قاتل کا نام بتا دیگا پس اب اونہون نے اوسکا حال اوصفت اور عمر اور رنگ پوچھنا شروع کیا اخر کو ذبح کرنیکا
لم توجد تلك الصفة الا فی بقرة واحدة ولم یبعها صاحبها الا بملء جلدها ذهبا فاشتروها بذلك وذبحوها وضربوا
حکم ہوا کہ ویسی ایک ہی گای ہتی اور اوسکا مالک نی بیچی تو اوسکا چمڑا سونی سی بھرا لیا پھر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا ٹکڑا مردہ سی لگایا
القتیل ببعضها فحی وسمی بهم قاتله فانظروا فی ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة ایة بقرة کانت لکانوا ممتثلین لامر الله تعالی
بہرہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتی ہی کوئی سی گای ذبح کردیتی تو فرمان الہی ادا ہوجاتا پر وہ اپنی اوپر سختی دینی کو
لکنهم شددوا علی انفسهم بالاستقصاء فی السؤال شدد الله تعالی علیهم وقد اشار النبی علیه السلام الی ذلك
سوال کرگئی اللہ تعالی نی اونپر شدت کی اور میشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اودہر ہی اپنا رہ کیا ہی
بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم والمعنى كان كثرة السؤال والاختلاف على الانبياء
کہ جو قسمی پہلی گذری ہین بہت سوال کرنیسی اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر
سببا للهلاك ان الله تعالی انما بعثهم لیعلم الناس ما یحتاجون الیه فی دینهم ویبتهجوا فیه مصالح دنیاهم واخراهم
اسلئے ہلاک ہوگئی کہ اللہ تعالی نی انبیاء کو اسلئے بھیجا ہی کہ لوگون کو وہ حاجت کی باتین دین کی سکھاوین اور جس امرمین اونکی دنیا اور دین کا بھلا ہو جتلاوین
وجعل کلامهم امینا علی موادته ولا یجوز لهم ان یسکتوا عند الحاجة او یتکلموا علی خلاف المصلحة وکثرة السؤال
اور اللہ تعالی نی ہر یک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہی اور اوسکو جایز نہین ہی کہ حاجت کی وقت چپکے رہین یا برخلاف مصلحت کچھ کہہ اوٹھین
علی من کان شانه هذا والاختلاف علیه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شك ان سوء الظن
اور ایسی ہمکو نسی بات بار بار سوال کرنا اور اوسی خلاف کرنا نشانی بی اعتقادی کی اونکی کہنی پر اور علامت بدگمانی کی ہی اور بلاشک بدگمانی
بالنبی یوجب الهلاك وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فیه لا یفلح ابدا فما ظنك بمن لا یتادب بین یدی الرسول
ہلاک کردیتی ہی اور مشایخ کا قول ہی جو کوئی اوستاد کی سامنی کہی کیونکر اوسکا کبھی بھلا نہین ہوتا پھر آدمی تو درکنار ہر نہال ہی اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی سامنی
وجاوز مقام التسلیم والقبول ثم انه علیه السلام اشار بذلك الی ان بعض السؤال لا یضر وهو ما کان
ادب نکری اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سی بڑھ جاوی پھر نبی علیہ السلام نی کثرت سوال کی ذکر کرنی مین یہہ اشارہ فرمایا ہی کہ بعضا سوال نقصان نہین کرتا ہی یعنی
بقدر الحاجة واما السؤال عما لا یعنیهم ولا یلیق بهم فهو تضییع للعمر ودلیل علی التردد وقد یکون سببا للوقوع فی
حاجت کی موافق ہو اور ہی وہ سوال ہو جسمین اونکو نہ کچھ غرض ہو نہ اونکو لایق ہی سو یہہ عمر کا ضایع کرنا ہی اور تردد کی نشانی ہی اور کبھی ایسا سوال

Marfat.com

الزیغ والبدع لسوء الفہم وضعف البصیرة ومن اجل ذلک ضل من کان قبلہم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب ناہی اور ضعف بصیرت کی بھی اور بدعتوں میں جا پہنتا ہی اور اسی سبب سی تمنی پہلی امتیں گمراہ ہوکر ملعون ہوگئیں اور اونکی
والمسخ وغیر ذلک من البلایا والمحن وقولہ علیہ السلام واختلافہم معطوف علی الکثرة لا علی السوال لان الاختلاف
صورتیں بدل گئیں اور سوا رسکی اور بہت بلائیں اور محنتیں ہیکیں اور حدیث کا لفظ واختلافہم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہیں اسلئے کہ انبیاء
علی الانبیاء غیر جائز قلیلا کان او کثیرا لانہ تعالی لم یجعل احدا منہم مستعدا لنبوتہ واصیا لوحیہ الا وقد تکفل
کی مخالفت اصلا جایز نہیں ہی تھوڑی نہ بہت اسلئے کہ اللہ تعالی نی اونکو لایق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہی کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ لیا
لہ بالاصابة وایدہ بالہدایة الی الاصلح والارشد فعلی کل احد من امتہ ان یلقی سمعہ الیہ ویشہد قلبہ بین
ہوا ہی اور امور اصلح اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ اونکی بات کان لگاکر سنی اور دلسی اونکی سامنی گواہی دی
یدیہ ویغتنم کلامہ اذا تکلم وسکوتہ اذا سکت ویسد عندہ باب الاختلاف ولا یفتح علیہ باب الاعتراض بل یتبعہ
اور اونکی کلام کو جب وہ کچھ فرماوین اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہین غنیمت سمجھی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبھی نہ کہولی بلکہ اطاعت کی جاوی
اذ فی معنی نبینا محمد علیہ السلام غیرة من الانبیاء وقد قال اللہ تعالی فی حقہ واتبعوہ لعلکم تہتدون وتحامی دین
کیونکہ اور سب انبیاء اطاعت مین بمنزلہ ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور بیشک اللہ تعالی نی اونکی حق مین فرمایا ہی اونکی تابع ہو شاید تم راہ پاوٴ اور
الصحابة ضرورة انہم کانوا یتبعونہ فی جمیع افعالہ واقوالہ من غیر توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فیہ دلیل علی
صحابی کی معاملات دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال مین اونکی اطاعت کرتی تہی اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تہا ان مگر کوئی دلیل
اختصاصہ بہ فانہم قد خلعوا نعالہم حین خلع نعلہ ونزعوا خواتمہم حین نزع خاتمہ وکانوا یحتذون بحذائہ اعظما
کسی کا رکی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی خاص ہی یہ امر ہوجاتی ہی شدت صحابہ تنگی پاتو ہوجاتی ہی جب نبی جوتی تعالین اور انگوٹھیان نکالڈالتی جب نبی انگوٹھی نکالتی
عن ہیئة جلوسہ ونومہ وکیفیة اکلہ وشربہ وغیر ذلک لیقتدوا بہ وانہم حیث اراد والتسل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانی اور پینی وغیرہ کی اسیمین بہت بحث اور پوچہا چہی کہتی تہی تاکہ اونکی پیروی کرین اور جب صحابہ نی یہ عزم کیا
للعبادة لیلا ونہارا قال لہم اما انا فاکل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی فانظر کیف
رات دن صرف عبادت ہی کی ہوگی ہمین تو آپ نی فرمایا مین کہاتا ہی ہون اور پیتا ہی ہون اور سوتا ہی ہون اور عورتونسی نکاح ہی کرتا ہون پہر جو میری سنت سی پہر جاوی وہ میرا نہیں ہی تو
ردہم بفعلہ عما قصدوہ مع انہ قبل التامل یری انہ من اکبر الطاعات وافضل العبادات ولذلک قال ابوبکر الصدیق
اب دیکہو تو نبی صلعم نی صحابہ کو اوس ارادہ سی اپنا کام بتا کر کیونکر ہٹادیا ہی باوجودیکہ تامل سی پہلی ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور اسی ابوبکر
دیننا مبنی علی المنقول لا علی مناسبات العقول وقال الامام الغزالی فی اصول الدین ایاک ان تتصرف بعقلک
صدیق نی کہا ہی ہمارے دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہین ہی اور امام غزالی اصول الدین مین کہتی ہین بچتا رہ عقلی تصرف سی کہ
وتقول ما کان خیرا ونافعا فہو کلما کان اکثر کان انفع فان عقلک لا یہتدی الی اسرار امور الالہیة وانما
تو یہ نہ کہنی لگی جو بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الٰہی کی اسرار کو تیری عقل کہان پاسکتی ہی اون اسرار کو
یہتلفہا قوة النبی علیہ السلام فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لا تدرک بالقیاس ولو عاتریک کیف نودیت الی
قوت نبوی ہی اوٹہا سکتی ہی سو تجکو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس ہی معلوم نہیں ہوتی دیکہا تو نہیں جانتا کیونکر تجکو واسطی نماز کی بلایا
الصلوة ونہیت عنہا جمیع النہار وامرت بترکہا بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلک ینتہی الی
اور تین ہی وقت پڑہنی کی ممانعت کی اور بعد صبح کی . اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہ سب تمام نا شد
قدر ثلث النہار کیف وتر الفساد ظاہر فی قیاسک ہذا فانہ کقولک الدواء نافع للمریض فکما کان کذا نفع ومن المعلوم
بقدر بتائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری اس قیاس مین تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سود مند ہوتی ہی پہر جتنی زیادہ ہوگی دوا کا

کثرة

اکثر ۃ الدواء ربما یقتل وقال فی الاحیاء اعلم ان الطبیب الحاذق کما یطلع فی المعالجات علی اسرار یستبعدها
کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیا میں کہا ہی کہ طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہیں
من لا یعرفها فکذلک الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحقوق الاخرویة فلا تتحکم علی سنتهم بعقلک
ایسی انبیاء دلوں کی طبیب ہیں اور اخروی زندگی کی اسباب سے واقف ہیں سو تو اونکی وضع پر عقلی حکمی مت لگا
فربما هلک کم من شخص یصیبه عارض فی اصبعه فیقتضی عقله ان یطلیه حتی یتبرهه طبیب حاذق ان علاجه
تو ہلاک ہو رہی گا بہت شخص ہوتی ہیں کہ اونکی اونگلی دکھنی لگتی ہی اور کی عقل میں آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیی یہاں تک کہ کسی طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج
ان یطلی الکتف من الجانب الاخر من البدن فیستبعد ذلک من حیث انه لا یعلم کیفیة انشعاب الاعصاب فکذا
بدن کی دوسری طرف کی مونڈہی پر لیپ کرنا چاہیی وہ حیران ہوتا ہی اسسی کہ پٹھوں کی راہ اور کیفیت سی واقف نہیں ہی ایسا ہی
الامر فی طریق الاخرة دقائق سنتهم لیس فی وسع العقل الاحاطة بها کما ان فی خواص الاحجار امورا غاب عنا
حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیقی عقل کی احاطہ میں نہیں سما سکتی جیسی پتھروں میں بعضی ایسی خواص ہیں کہ ہم نہیں جانتی
علمها حتی لا نعرف السبب الذی به یجذب المغناطیس الحدید والعجائب فی العقائد والاعمال اکثر مما فی الادویة
یہانتک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہیں کہ مقناطیس لوہی کو کیوں کہینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہیں
فکما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویة مع ان التجربة سبیل الیها فکذلک العقول تقصر عن ادراک
جیسی عقلیں دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہیں ہیں باوجودیکہ تجربہ کو بھی اودہر راہ ہی ایسی ہی عقلیں حیات اخروی کی سعید شی کی سمجھ سی قاصر ہیں
فائدة العبادة فی الحیرة الاخرة مع ان التجربة غیر متطرقة الیها وانما یکون ذلک لو رجع الینا بعض الاموات فاخبرونا
باوجودیکہ تجربہ کو بھی اودہر کوئی راہ نہیں یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پھر ہمکو بتا دیتا
عن الاعمال المقربة الی الله تعالی والمبعدة عنه وکذا العقائد وذلک مما لا مطمع فیه فیکفیک من منفعة العقل
کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کردیتی ہیں اور کونسی دور ڈالدیتی ہیں اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہیں ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی
ان یهدیک الی صدق النبی علیه السلام ویفهمک موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف والزامه الاتباع فانه
کہ تجھکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجھا دیتی ہی پھر عقل کو تصرف سی بیکار رکھکر اتباع لازم کرتی تیری
لا تسلم لانه قال بعض العلماء العقل یوصلک الی صدق النبی علیه السلام ثم تترکه وتقتدی بالنبی علیه السلام
سلامتی اسمیں ہی ہی بعضی علماء کہتی ہیں عقل تجھکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پھر تو اوسکو چھوڑ اور افعال اور ترک افعال میں نبی کی
فی افعاله وترکه کالفرس فی سفرک الظاهر فانه یوصلک الی البحر ثم تترکه وترکب السفینة وتقتدی بالملاح فی
پیروی کی جیسی گھوڑا ظاہری سفر میں دریا تک پہنچا دیتا ہی پھر تو اوسکو چھوڑ کر کشتی میں سوار ہوجا اور اوسکی چلانی اور ٹھہرانی میں ملاح کی پیروی کر
مجریها ومرسیها وقال الشیخ الکلاباذی ان الله تعالی لم یبن امور الدین علی عقول العباد ولم یعتد ولم یوعد
اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہیں رکھی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید
علی ما یحتمله عقولهم ویدرکونه بافهامهم او یقیسونه بارائهم بل وعد ووعد بمشیته وامر ونهی
موافق عقل احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجھ لیں اور جانچ لیں بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی
بحکمته وعلمه ولو کان کل ما لا یدرکه العقول مردودا لکان اکثر الشرایع مستحیلا علی موضوع عقول العباد و
اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہیں ہوسکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہوجاتی اور
ذلک ان الله تعالی اوجب الغسل بخروج المنی الذی طاهر عند بعض الصحابة وکثیر من فقهاء الامة واوجب غسل
وہ یہہ امور ہیں کہ اللہ تعالی نی منی کی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذی لا خلاف بین الامۃ وسائر من یقوم بہ العقل من غیرھا علی نجاستہ و
اور پاخانہ کی نکلنی سی صرف ہاتھہ یا توڈ وغیرہ اعضا وضو کا دھونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کسیکو امت میں سی
قدارتہ ونتنہ وأوجب بریح تخرج من موضع الحدث ما اوجبہ بخروج الغائط الکثیر الفاحش فبای عقل
ورتمام عقلاء ورا امت کو اصلا خلاف نہیں ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بھی وہ ہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنی پر جو نہایت فاحش ہی ہم کونسی عقل
نستقیم ھذا وبای رای یجب صلاۃ مریح لیس لھا عین قائمۃ لما یقوم عینہ ویزید علی الریح نتنا وقذارۃ
سی یہہ درست ہوسکتا ہی اور کونسی رای میں ہوا جسکی کچھہ جسمیت قایم نہیں ہی برابر ہوسکتی ہی اوسکے ساتھہ جو مجسم ہی اوسپر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری
واوجب قطع یمین مؤمن بسرقۃ عشرۃ دراھم وعند البعض بثلثۃ دراھم ادون ذلک ثم یسوی بین ھذا القدر
اور دس درہم چوری پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چوری پر داہنا ہاتھہ کا ٹنا واجب کیا ہی پہراتنی مقدار مال سی بڑہ کر
من المال وبین مائۃ الف دینار ویکون القطع فیھما سواء واعطی الام من ولدھا الثلث ثم ان کان للمتوفی اخوۃ
لاکھہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتھہ کا ٹنا برابر ہی اور ماکو بیٹا بیٹی کی ترکہ میں سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اولی دو بہائی ہیں ہوں
جعل لھا السدس من غیران یرث الاخوۃ من ذلک المیت شیئا فای حق یدرک ھذا الا تسلیما وانقیادا بسرنا
تو اکی لی چھٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی نہیں ہی میت کی کچھہ وارث نہیں ہوتی اب یہہ کونسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی انہی حکم کما ھیتہ
اللہ تعالی بلطفہ وکرمہ تسلیما وانقیادا المجلس التسعون فی بیان سبق رحمۃ اللہ وغلبتہا علی غضبہ و
اپنی لطف وکرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کردی قوتی مجلس رحمت الہی کی سبقت میں اور اوسکی غلبہ میں غضب پر اور دونو کی حقیقت میں
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فھو عندہ فوق عرشہ ان رحمتی سبقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالی خلقت کو پیدا کرچکا تو ایک حکم لکھا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غضب سی
غضبی فی روایۃ ان رحمتی غلبت غضبی ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوھریرۃ ومعناہ ان اللہ تعالی
سابق ہی اور ایک روایت میں ہی بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی ہیں کہ اللہ
لما خلق الخلق حکم حکما جازما وعدا وعدا لازما ان رحمتہ سبقت وغلبت غضبہ فالرحمۃ عبارۃ عن
جب خلقت کو پیدا کرچکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا
ارادۃ الاثابۃ للمطیع والغضب عبارۃ عن ارادۃ الانتقام من العاصی فعلی ھذا کان کل واحد منھما صفۃ من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار کی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو
صفات اللہ تعالی راجعۃ الی الارادۃ ومن المعلوم قطعا ان صفاتہ تعالی کلھا قدیمۃ لا یوصف بعضھا بکونہ
اللہ تعالی کی صفتیں ہیں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قدیم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہوسکتی ہی
سابقا او غالبا علی الاخر فلزم ان یقال المقصود من ھذا الکلام بیان سعۃ رحمۃ اللہ تعالی وشمولھا علی الخلق
اور نہ غالب اب لاچار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر
لانھا تتعلق بالمطیع والعاصی والصغیر والکبیر وأما الغضب فلا یتعلق الا بالعاصی ثم ان قسط الخلق من الرحمۃ اکثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور یہ غضب سو فقط عاصی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت میں سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی
من قسطھم من الغضب لانھم یتقلبون الرحمۃ من غیر استحقاق ولا یتقلبون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمۃ
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بھی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت
کانھا السابقۃ الغالبۃ بالنسبۃ الی الغضب ثم ان الرحمۃ تقتضی دفع المضار عن الغیر وایصال المنافع الیہ وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت غیر کی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

کرهها نفسه وشقت علیها وهذه هی الرحمة الحقیقیه الا تری ان الاب کان من رحمته بولده ان یمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند نکری اور آپسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا نہیں جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹی کی حق مین یہ ہی کہ اوسکو شہوات سی بند کری
ویکرهه علی العلم والادب بالضرب وغیره ومتی اهمل ذلك من ولده کان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من
اور علم وادب مار مار کر سکھلاوی اور یہہ طریقہ اگر بیٹی سی موقوف رکھی گا تو یہہ آپسپر بی رحمتی ہی اگرچہ بیٹا یہہ سمجھی
رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل کرحمة الام ولذلك کان من رحمة الله تعالی بعباده ان یبتلیهم
کہ بڑی رحمت ہی کہیو نکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سی ہی جیسی ماکی رحمت اوسی ہی رحمت الٰہی بندون پر یہہ ہی کہ اوکو اوامر اور نواہی مین
بالاوامر والنواهی لا لحاجة منه الیهم بما امرهم به ولا لبخل منه علیهم بما نهاهم عنه بل لیهتدوا الی صراط مستقیم
آزماتا ہی نہ موبہ مین اوسی اللہ تعالی کی کوئی غرض نہیں ہی اور نہ محمودات مین اوسی کچھ بخل ہی بلکہ اسلئے کہ سیدہی راہ چلین
ویدخلوا فی النعیم المقیم ومن رحمته ایضا انه نقض علیهم الدنیا وکدرها وسلط علیهم البلاء فیها حمیة لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش مین داخل ہون اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہی کہ دنیا کو اوسپر مکدر اور کدورت اور بلا اوسپر مسلط کر رکھی ہی کہ دنیا سی بچین تا کہ دنیا مین
یطمئنوا بها ویالفوا محبتها وینقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالی ساقهم الی تلك المنازل بسیاط الابتلاء فمنعهم
باطمینان شاد ہو کر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل اخرہ سی الگ نہ ہو رہین بیشک اللہ تعالی نی اوکو اون منازل پر ابتلا کی تازیانون سی روانہ کیا ہی سو اوکو
لیعطیهم ویبتلاهم لیعافیهم واماتهم لیحییهم فان العبد متی ابتاع یضع سورة نفسه ویذهب صفات بشریته
بند کیا تا کہ عطا کری اور مبتلا کیا تا کہ درگذر کری اور موت دی تا کہ یہہ زندہ کری کیونکہ بندہ جب مبتلا ہو جاتا ہی تو اوسکی نفس کی تیزی کہٹ جاتی ہی اور صفات بشریت جاتی رہتی ہی
وینقطع عنه مواد الهوی ولذة الدنیا ویتوجه عند کل سراء وضراء الی مولاه ویالف الاقبال علیه ویستوطن
اور ہوا وہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہو جاتی ہی اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہی اور اوسکی طرف توجہ سی الفت پکڑ کر اوسکا ساکن
بالصبر والرضی بین یدیه الی ان یرفعه الی درجة الاولیاء ولا حباب لان البلاء یسبك العبد فکانه تعالی یسبك
صبر اور رضا کا وطن کرلیتا ہی یہان تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سربلند کر دیتا ہی کیونکہ مصیبت بندہ کو سونے مین اوتارتی ہی
عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدرات اخلاق البشریة لیصلح لولایته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا اللہ تعالی اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ مین ڈالتا ہی تا کہ اخلاق بشری کی میل سی صاف ہو کر قابل ولایت اور محبت کی ہو جاوی اور سعادت عظمی
العظمی والکرامة الکبری لکن وقع الجهل من بنی ادم وطلبوا السعادة والکرامة بالدین الفاسد والدنیا الفانیة وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی لیکن بنی آدم سی بڑی جہالت ہوی کہ اونہون نی سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سی طلب کی اور یہہ دونو
فی الحقیقة ضد المطلوبة فنالتهم ضد مطلوبهم من حیث قصدوه ووقعوا فی الالم من حیث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التی
حقیقت مین مطلوب کی ضد ہین سو اونکا مطلوب جس راہ سی طلب کیا تھا فوت ہو گیا اور بچنی ہوئی الم مین اپڑی اور یہہ اسواسطی کہ اوکے جو اعمال
یعملها الناس اما ان یتخذوها دینا او لا واما ان یکون دینا حقا او لا فالنعیم المقیم لا یکون الا فی الدین
کرتی ہین یا تو اوکو دین سمجھتی ہین یا نہین سمجھتی اور جسکو دین سمجھتی ہین یا وہ دین حق ہوتا ہی یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتا ہی
الحق واهله هم اصحاب النعیم المقیم کما اخبر الله تعالی به فی کتابه فی موضع عدیدة من جملتها قوله تعالی فی حق المتقین
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہی انمین سی ایک یہہ آیت ہی پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین
المهتدین اولئك علی هدی من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالی فمن اتبع هدای فلا یضل ولا یشقی وقوله تعالی
اونہون نی پائی ہی راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچی اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ نہ وہ بہٹکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت
فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون وقوله تعالی ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم والقران مملو من هذا
تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہو گا اونکو اور نہ اونکو غم اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہین آرام مین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اس وعدہ

النعیم المقیم لاهل الهدایة والعمل الصالح فی الاخرة وبوعید الجحیم لاهل الضلالة والعمل السیئ فیها وذلك مما
اور وعید سی پر ہی کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والوں کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہوں اور بد کاروں کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر
اتفق علیه الرسل من اولهم الی اخرهم واما المصائب التی تصیبهم فی الدنیا فان لم یکن لهم ذنب تکون تلك
تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑ جاتی ہین اگر یہ لوگون خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی
المصائب لرفع الدرجات فی العقبی علی ما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله
مین رفع درجات ہو دیگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخصکا اللہ کی منزلہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کرسکتا
فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکره حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی کثیرة وان کان لهم ذنب تکون
پھر اللہ تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکھتا ہی آخرہ وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ
تلك المصائب بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فتکون تلك
مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو بڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا ہو گا یا تمہاری ہاتھون نی پہرہ وہ مصیبتین
المصائب کفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه السلام قال اذا کثرت ذنوب العبد
اونکی گناہ صاف کردیتی ہین موافق روایت ام المومنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین
ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال
اور کفارہ ہوتا نہین تو اللہ تعالی غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کردی اور ایک اور حدیث مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیها من خطیئة الا ان البغض
ہمیشہ اوس مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ اللہ تعالی کی ہان صاف ہوکر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ
منهم مع کونهم مبتلون بالاثام بظن انه قائم علی الدین الحق بالتمام ویتهم ربه بجهله ولا یعلم احسانه الیه
نہین رہتا یعنی بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتے ہین پھر گمان یہ کرتے ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتے ہین یہ نہین جانتے
ویقول اذا اصابه نوع من البلاء یا رب بما ذنبی حتی فعلت بی هذا ویعتقد ان السلامة والراحة فی الدنیا للصالحین
کہ میرا کیا قصور ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الٰہی میری کیا خطا ہی جو تو نی میری ساتھ ایسا کیا اور یون سمجھتا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام
والمحنة والمشقة فیها للطالحین ویعتمد علی ذلك الاعتقاد وذلك اعتقاد فتنة عظیمة صدت کثیرا من الخلق
صلحا کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارون کی اور اسہی پر بھروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم ہونی
عن القیام علی الدین الحق واصله الجهل بحقیقة الدین الحق ومن هذا الجهل یتولد الاعراض عن القیام علی
سی روک دیا ہی اور اصل مین یہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی مارمی دین حق پر
الدین الحق حتی فسد بذلك الاعتقاد کثیر من عابد جاهل لا بصیرة له فی امور الدین وناسك منتسب الی
قایم نہین رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجھہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم بگڑ
العلم لا معرفة له بحقائق الدین اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان کان مؤمنا بما جاء النبی علیه السلام
حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو
الا انه محتاج الی بالا بدیهة من جلب النفع ودفع الضر فاذا اعتقد ان القیام علی الدین الحق فیه فی ذلك ومن یتمسك
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا
به یتعرض بلا یقدر علیه من البلاء ویفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ویلزم من ذلك اعراضه عن حال
تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پر

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل دخوله فی زمرة الظالمین بل فی زمرة المنافقین حتی
متوجہ نہو بلکہ یہ رہست والوں کی حال پر بھی جو داہنی طرف والی ہیں بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالموں کی زمرہ میں داخل ہو بلکہ منافقوں میں یہان تک
یسمع من بعضهم یقول اذا تبت الی الله تعالی وعملت عملا صالحا یضیق صدری ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یوں کہتی ہیں کہ جب میں اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہوں تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پر
المعصیة واعطیت نفسی مرادها یتسع رزقی ویحسن معیشتی وهذا من جهله بدین الله ووعده ووعیده وما
نفس کی مراد ہوا ہوس پوری کرتا ہوں تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئے کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا
معه من الدین الحق حیث یظن انه قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر به ویترك ما نهی عنه مع انه کثیرا ما یترك
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کرتا ہی کہ میں دین حق پر قایم ہون اور مامور بہہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی
کثیرا من الامور الواجبة علیه لعدم علمه بها ولا بوجوبها فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یترکها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی سے یا غیر واجب سمجھکر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجھکر
بها وبوجوبها اما کسلا وتهاونا او لنوع من التاویل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغیر ذلك
ترک کرتا ہی یا تو مارے سستی اور کاہلی کی یا کوئی جھوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہمی کی ہہ اوس سے یہی ضروری کام مین لگے ہین یا اور کسی وہم سی
بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بترك ما هو واجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مع قدرته علیه ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی زمہ واجب ہی قدرت ہوتی ہوئی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یوں ہی
انه متقرب الی الله تعالی بترك ما لا یعنیه ویظن انه قائم علی الدین الحق ولا یعلم انه من امقت الخلق الی
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کرتا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود
الله تعالی وابغضهم له بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بما حرمه الله تعالی علیه ویعتقد انه طاعة وعبادة وحا
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال
فی ذلك شر من حال من یفعل ذلك ویعتقد انه معصیة وذنب کاصحاب التغنی الذین یتقربون الی الله تعا
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجھکر کرتا ہی جیسے گویہ زادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین
ویظنون انهم اولیاء الله تعالی واحباؤه وکثیر من الناس اذا غلب علیه عدوه وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کررہی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین
وعدوه من الفاسقین وفی ظنه انه من کل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم یقول ان اهل الحق فی
اور اوسکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہر حال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین
الدنیا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر فی الحقیقة لیس کذلك بل قد یکون معه
مغلوب اور مقہور رہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یوں نہین ہی بلکہ کبھی وہ خود ہی
نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونه مجبولا علی حب نفسه وعلی
کچھہ نہ کچھہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدائشی رکھتا ہی
بغض خصمه لا یری الا محاسن نفسه ومساوی خصمه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساوئها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچھہ نہین سوجھتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو بھی حسنات سمجھتا ہی
ویشتد بغضه لخصمه حتی یری محاسنها مساوی وهذا من جهله المفرون بالظلم والهوی وبعد عمله بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بھی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہوا مین ملی ہوئی ہی اور اللہ تعالی کا وعدہ

الله تعالی ووعیده وطاعته من الدین الحق فانه تعالی قد ضمن فی کتابه نصر دینه الحق والقائمین به علما
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہیں ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن
وعملا ولم یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه علی الحق وکذا کل من الرفعة والرفعة انما یکون لاهل
ہوا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کرے اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطے دینداروں کی ہی
الدین الذی به بعث الله رسله وانزل کتبه کما قال الله تعالی ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین وقال
جسکو واسطے اللہ تعالی نے رسول بھیجے اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اسکی رسول کا اور ایمان والون کا اور فرمایا
الله تعالی وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الایمان وحقائقه
اللہ تعالی نے اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو تو آدمی کی لئی عزت اور رفعت اتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففی مقابلة ما فاته من حقایق الایمان علما وعملا وکذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پھر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچھ کم کٹ جاتی ہی سو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری
التام والتائید الکامل انما یکون لاهل الایمان الکامل وقد یقع الغلط فی کثیر من الناس ویعتقد انه تعالی
امداد اور کامل تائید اوسہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگون کو غلطی ہوجاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی
لایؤید صاحب الدین الحق ولا ینصره ولا یجعل له العافیة فی الدنیا بوجه من الوجوه بل یعیش فیها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسیطرح دنیا مین ارام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر
عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهرا وباطنا وانه تعالی عما نهی عنه ظاهرا وباطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجود یکہ اموریہ کی ظاہر و باطن مین اور اجتناب کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی
اهل الدین الحق یکونون فی الدنیا اذلاء مقهورین فاذا ذکرنا بما وعده فی القرآن یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یثبت
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی رہتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہیگی کہ یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد الله تعالی بنصر دینه واهله فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالی بین فی کتابه انه ینصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونو مین مدد کرتا ہی اور یہہ اوسکی نا فہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی لی
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد وقال تعا
نے مؤمنون کی دنیا اور آخرت مین مدد کرینگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی نے
ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پیٹہ پھیرتے پھر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلے ہی اور نہ تو دیکھیگا
لسنة الله تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القائمین بحقائق الایمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالی
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنون کو ہی جو حقایق ایمان پر ظاہر و باطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے
والعاقبة للمتقین والمراد بالعاقبة العافیة فی الدنیا قبل الاخرة لانه تعالی ذکر ذلک فی سورة الاعراف حکایة عما
اور آخر بھلا ہی ڈرو الون کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نے اسکو سورۂ اعراف مین موسی نبی علیہ السلام کی
قال موسی النبی علیه السلام لقومه استعینوا بالله واصبروا ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده
زبانسی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کرتی ہی جسکو چاہی اپنی بندون مین سی
والعاقبة للمتقین بل ذکر مثل ذلک فی سورة هود عقیب قصة نوح النبی علیه السلام ونصره علی قومه
اور آخر بھلا ہی ڈرو الون کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کرکر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
یہ بعضی چیزیں ہیں غیب کی کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف انکو جانتا تھا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹھہرا رہ البتہ آخر بھلا ہی
للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و
ڈرنیوالوں کا سو اب معنی یہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتھیوں کی ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتھیوں کی ہوئی تھی اور
قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن تقصر
فرمایا اللہ تعالی نے اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والوں کی اور فرمایا اللہ تعالی نے پھر زور دیا ہمنے اونکو جو یقین لائے تھے اونکے دشمنوں پر پھر ہوگئے غالب پھر جسکی
عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہیں اوسکا حصہ ہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسہیئے کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا
ماله وغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب وفعل محرم ثم ان ههنا امورا لابد من معرفتها
مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سب گناہوں کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل میں آتا ہی پھر یہاں کئی بات ہیں سمجھنی چاہئیں
الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية
اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الہی اور حکمت ربانی کی
والنشاة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و
طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیمار یاں اور غم وغصہ
الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا
جو آدمی پر گذرتا ہی یہاں تک کہ بچوں اور جانوروں پر پھر اگر خیر شر سی اور نفع ضر سی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہوکر ی
العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذه النشاة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدائش اور ہوجاوی سوا اس پیدائش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی ملن سار ہوتا ہی آپسمیں
يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها
زندگی نہیں کرسکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیوں کی ساتہہ رہا کری اور اون لوگوں کی کچھہ کچھہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہیں کہ اونمیں دوسرا کو اپنی موافق
وان لم يوافقهم يؤذونه ويعيبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
کیا کرتی ہیں اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہیں اور ستاتی ہیں اور اگر دشمنی واقع ہوا اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا
وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المترتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة
اور اسمیں کچھہ شک نہیں ہی کہ باطل میں مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اوسکی موافقت سی ہووے پھر تھوڑا سا الم کہ اوسکی پیچھے بڑی لذت
عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی یہہ نسبت اوس تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی پیچھے الم دائمی ہووی تیسری بات جو ہلا کہ آدمی پر جو حق کی راہ میں گذرتی ہی
الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشدها الاقسام ما كان
اس حال سی خالی نہیں ہی کہ اوسکی جان پہ ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسموں میں سی بڑی سخت وہ ہی
في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
جو جان پر ووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہوجاوی اور یہہ موت سب موتوں میں اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئے کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی
مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم نزل تلقى ما هو معتاد لبني آدم عند موتهم على فرشهم ولا
جیسی پسو کا کاٹی یا چٹکی اور شہید کی قتل میں کوئی الم زیادہ اسمیں نہیں ہوتا جو بنی آدم کی کئی بستر پر مرتی ہوئی دستور ہی اور کوئی موت اجل مقرری پر مقدم نہیں ہوتی

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیة ان المیت مقتول باجله فمن قر من الموت او من القتل وظن انه
یسلمی کہ عقاید میں کی کتابوں میں یہہ لکھا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پھر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمر دراز
بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاؤں گا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال میں جھٹلاتا ہی تو کہہ کہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی
من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بین فی هذه الایة ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنی سی یا ماری جانی سی اور پہر بھی پہل نہ پاؤگی مگر تہوڑی دنلون پس اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کردیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچہ فائدہ نہیں دیتا
الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابدیة
مگر کچہ تہوڑا کیونکہ موت سی کسیکو مخلصی نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس سی بہاگنی میں جو موت بہتر ہی اوسکہ سی جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی
التی تحصل للشهید عند ربه وان من اختار فی الدنیا الراحة علی التعب فی سبیل الله تعبه الله تعالی اضعافا
کہ رب کی یہاں شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا ارام پسند کرتا ہی اللہ کی رستی کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی
فی ما ناله فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لادم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوسکو میں اوٹہاتا ہی کیا نہیں دیکہتا کہ ابلیس نی جو آدم ہی علیہ السلام کی سجدہ سی دولت سی بچنی کو بازار تو اللہ تعالی نی اوسکو
جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیره خادما لفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلک کل من یمتنع
سب سی زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت میں سی فساق اور فجار کا خادم بنادیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو
ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لابد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سی بچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ میں
وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالی ولذلک قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوسکی جان اور بدن اوسی کی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اسہی لئی بعضی عارف کہتی ہیں جو شخص
من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فیتعزل عن خدمة الخالق الی خدمة المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سی حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ ناچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرنی لگتا ہی اس بیان کی موافق
الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادة الله تعالی فی طاعته ویترک الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کری اور کسیطرح کا اعتراض نکری اور اوس حکم پر راضی رہی اوسکی یہانسی جو
جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کری شاید تمکو
شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتی اور یقین کرجانی کہ اللہ تعالی اپنی بندون پر اس کہانی
الوالدة بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والہی کی ماں اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سی زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آوی تو اپنا حساب لیوی
فیما صدر منها حتی استحق ذلک اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمیں اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور معاف کردیتا ہی بہت
فانه تعالی بین فی هذه الایة ان ما اصاب العبد من مصیبة ای مصیبة کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہون کا وبال ہی جو آپ کمائی ہین

بنفسه والله تعالى يعفو عن كثير منها فلا يعاقب عليها في الدنيا واما في العقبى فهو في مشيئة الله تعالى
اور اللہ تعالیٰ بہتیری گناہ معاف کر دیتا ہی سو اونہیں دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبیٰ میں اگر تو یہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی
ان لم يتب عنها فانه تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه في جهنم
بیشک اللہ تعالیٰ چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اور چاہی گنا ہوں کی موافق دوزخ میں عذاب دیوی
بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة قال علي للمؤمن عند الله تعالى خمس نقمات فاولها مرض
پہر دوزخ سی نکال کر جنت میں داخل کری حضرت علی کہتی ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی ہان پانچ عقوبت ہیں پہلی تو درد کہ
تم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كانت اكثر من ذلك يحبس على الصراط وان
پہر مصیبتیں پہر اگر اسکی گناہ اس سی بہی زیادہ ہوئی تو گور میں عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہیں تو پلصراط پر رکہیگا اور اگر
كان اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرجه منها بالتوحيد المجلس الحادي والتسعون
اس سی بہی زیادہ ہیں تو گونا ہوں کی موافق دوزخ میں رہ کر پہر توحید کی برکت سی نکالیگا اکیانوین مجلس
في بيان ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اس بیان میں کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ام المؤمنين صفية
بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی
والمراد بالشيطان ههنا وسوسته لانفسه فالمجرى يحتمل ان يكون اسم مكان فيكون المعنى ان كيد
اور شیطان سی مراد اسکیہہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہی پس اب لفظ مجری میں احتمال ہی کہ اسمظرف ہووی اب معنی یون ہوجائینگی ن
الشيطان ووسوسته يجري في الانسان كجريان الدم فان الدم كما يجري في اعضاء الانسان من غير احساس الانسا
کہ شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان میں لو ہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا میں پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہیں ہوتی
بجريانها فكذلك وسوسة الشيطان تجري في اعضاء الانسان من غير احساس الانسان بجريانها وقيل يجري
ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا میں پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایئہ ہی
ان يراد بالشيطان نفسه لا وسوسته فانه لكونه غير كثيف لا يبعد ان يجري في عروق الانسان لان غير
کہ عین شیطان مراد لیں وسوسہ نہ مراد لیں اسلئی کہ شیطان مادی جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگون میں پہرتا ہو اسلئی کہ فی مادہ شی
الكثيف يدخل في الكثيف كالهواء النافذ في البدن فجري الشيطن في الانسان مجرى الدم ويصادف نفسه
مادی میں گس جاتی ہی جیسی ہوا بدن میں سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر
ويسلها عما تحبه وتريده فاذا عرف مقصودها ومرادها يستعين بها على الانسان في اضلاله واخراجه
پوچہتا ہی تجکو کیا پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پہر اوسکا مقصود اور مراد پاکر راہ سی بہکلا نی میں اور طریق مستقیم سی نکالنی میں
عن الطريق المستقيم فانه يورده الموارد التي يتخيل اليه ان فيها منفعة ثم يصدره المصادر التي فيها علمية
انسان کی مدد کرتا ہی پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاٹ لگاوتا ہی جہان یہہ خیال ہو کہ اسمیں یہہ فائدہ ہی پہر ایسی جگہ پہنچاتا ہی جہان عطا تہنہ آدمی
ثم يتبرأ منه ويسله ويقف يتمت به ويضحك منه فانه يامره بالسرقة فاذا سرق امره بالزنا وقتل النفس ثم يدل عليه
پہر اوس سی الگ ہوکر اوسکی کی حوالہ کر دیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی کہ آدمی بیہودہ چلی تو چوری اور زنا اور خون کرا دیتا ہی پہر ظاہر کر کر
ويفضحه كما فعل بالراهب الذي زنا بامراة فلما ولدت امرة بقتلها وقتل ولدها ثم دل عليه اهلها وكشف
فضیحت کر دیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

لھم امرہ فلما اراد واصلیہ امرہ بالسجود لہ لیتخیبہ فلما سجد لہ فرمنہ وترکہ وفیہ نزل قولہ تعالی
اور اسکے حال کھول دیا جسکو گو اسکو صورلی دینی لگی تو اپنی تئیں سجدہ کرا یا کہ بچا دوں گا جانے دینی سجدہ کیا تو اسکو چھوڑ کر بھاگ گیا اسی قصہ میں یہہ آیت اوتری ہی
کمثل الشیطن اذقال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین وکان
جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہی میں الگ ہوں تجھسی میں ڈرتا ہوں اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور
یختص ھذا بالذی ذکرت ھذہ القصۃ عنہ بل ھو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امرہ بالکفر والعصیان
شیطان کا یہہ مکر کیھہ اوس سی خاص نہیں ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہوا بلکہ علی العموم ہر کسی سی جو شیطان کا کفر اور معصیت میں مطیع ہی
لینصرہ ویقضی حاجتہ ثم یتبرأ منہ ویسلمہ کما یتبرأ من جملۃ اولیائہ یوم القیمۃ ویقول
تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پھر اوسکو ایسی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستوں سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر
لھم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانہ یوھم المواردی فی الدنیا ثم یتبرأ منھم یوم القیمۃ فعلی ھذا ینبغی للعاقل
میں نہیں قبول رکھتا جو تمنی مجکو شریک ٹھہرایا تھا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستوں کو دنیا میں ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پھر اوسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اسی طرح عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دلیلوں سی اسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسکی لہ انسان پر شیطان کا غلبہ نہ ہو اور زور سی نہیں ہی بلکہ معاصی کی نیت دینی اور
ان یجتھد فی دفع وسوستہ عن نفسہ اذ لیس تسلطہ علی الانسان بالقھر والالجاء بل تسلط علیہ بالتزیین
والاغواء کما روی انہ علیہ السلام قال خلق ابلیس مزینا ولیس الیہ من الاضلال شئ فانہ علیہ السلام
بھکانی سی ہی کہہ کر یہہ وہ بیت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار میں نہیں ہی بیشک نبی علیہ السلام نی
مبین فی ھذا الحدیث ان الشیطن لیس بمسلط علی بنی ادم بحیث یامرھم بالمعصیۃ ویلجئھم علیھا اذ لو کان
اسحدیث میں فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطرح غالب نہیں ہی کہ معصیت کا حکم کر کر گناہ پر لاچار کر دی اگر یہہ حال ہوتا
الامر کذلک لما انجا من شرہ احد بل شانہ ان یوسوس فی صدورھم ویزین المعصیۃ الیھم ولیس بیدہ اکثر
تو اسکی مدبیری کوئی بھی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہی
من ذلک کما اخبر اللہ تعالی عنہ انہ یقول لاھل النار یوم القیمۃ وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم
اس سی زیادہ کچھ مقدور نہیں ہی چنانچہ اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیوں سی یوں کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تھی مگر میں نی تمکو بلایا
فاستجبتم لی فلا تلوموانی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القھر والالجاء ولا
پھر تمنی مان لیا سو مجھکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئیں مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا نکو باطل پر کچھہ بطور قہر اور لاچار کر نہیں تھا اور نہ
بحجۃ وبرھان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقۃ دعوتی اھواءکم واغراضکم
کسی حجت اور دلیل سی تمکہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضوں کی موافق دیکھہ کر مان لیا
ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوۃ مقرونۃ بالحجج والبینت لعدم موافقۃ دعوتہ اھواءکم
اور اپنی رب کا کہا یہہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتھہ بلایا تھا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی
واغراضکم فان عدو اللہ تعالی لما امتنع عن السجود لادم النبی علیہ السلام واخرج من زمرۃ الملئکۃ المقربین
مطابق نہ تھی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی جا جنت میں سی نکالا گیا
ومن الجنۃ وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیہ ادم النبی علیہ السلام وذریتہ للجزاء وانظر الی یوم الوقت
اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی اور اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹھائی جاوین مہلت ملی پھر اوسکو اوسوقت
المعلوم الذی ھو وقت النفخۃ الاولی التی علم اللہ تعالی ان من فی السموت ومن فی الارض یصعق عندھا
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہی اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین میں ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال ربّ بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادك
مگر جنکو اللہ بچاركہی تو شیطان نی بیہہ کہا ای رب جیسا تو نی مجھکو راہ سی کہیا ہین اوسکو ہمہ اور راہ ہی کہہ دونگا سیکھو گمراہ جو تیری
منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالی لطاعته وعبادته وطهّرهم عن تاثیر
چنی بندی ہین اور اوسی اون بندون کو جد کیا جنکو اللہ تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور اونکو اوسکی بہکاوی اثر سی
اغوائه فیهم فلما استثناهم وکان طریقهم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علیّ مستقیم
پاک کر کہا ہی پہر جب اونکو جد کیا اور اونکا چلن اللہ تعالی کو پسند تہا تو اللہ تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجھہ تک سیدہی
ان عبادی لیس لك علیهم سلطان الا من اتبعك من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده
جو میری بندے ہین مجھکو اونپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی
الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لعدوه علیهم سلطان بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر
جو خاص طاعت اور عبادت کی لئی ہین اونپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری
فی ایة اخری ان عباده المؤمنین المتوکلین لاسلطان له علیهم فقال انه لیس له سلطان علی الذین امنوا
آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہین اور
علی ربهم یتوکلون انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدهما
اپنی رب پہر بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور اونہی پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ
نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوّضون امرهم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته
کہ ایمان والون پر اور جو لوگ اپنی کار بار اللہ پر حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پر غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ
لاتؤثر فیهم ودعوته غیر مستجابة عندهم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرك وعلی الذین یتخذونه ولیا
اونپین اثر نہین کرتا اور اونکا بولا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین
ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیهم تسلطه علیهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة
اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولا مانتی ہین اونپر غلبہ جو ہی تو اوسی سی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی
لاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من کل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطان
کہ زبردستی چاہین کہ یہ کرو نکا اور نہ لاچار کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بہی نہین ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجھکو تمپر حکومت نہی تہی
الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتك
مگر میں نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مخلص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی
لاغوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین وثق بقوله تعالی
مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ جب شیطان کو یہہ بہروسی ہی
وما منعك الا تسجد اذ امرتك قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطك المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
اور تجہکو مانع تہا تمکو سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تو نی مجہی بدراہ کیا ہی مین بیٹہون گا اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آونگا اگلی سی اور پیچہی سی
وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولاتجد اکثرهم شاکرین قال جهمور المفسرین والنحاة کلمة علی ههنا ونصب صراطك
اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاوے گا تو اکثر اونمین شکر گذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہانسی لفظ علی کا محذوف ہی اور بر صراطك
علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطك المستقیم ثم لاتینهم من جمیع جهاتهم وهذا تفصیل لما اجمله
حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطك المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آونگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فمعزتك لاغوینهم اجمعین و تمثیل لوسوسته الیهم ما امکنه وقدر علیه اذ ما من
جو اس عبارت میں ہی تم تیری عزت کی میں سبکو گمراہ کردونگا اور تمثیل وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اوپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو
طریق خیر الا والشیطان قاصد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه یبتدأ من نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلتی والوں پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کرکر
لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاحجام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت میں سی اوسپر کونسی غالب ہی کیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکھتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوہر کی
فی تشبیطه واضعاف همته وارادته عن الماموربه ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة
ہمت پست سستی کا بڑھانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پھیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی
او یقتصر فیه ویهون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل الماموربه عنده ویوهم انه
یا اوسمیں قصور کرتا ہی یا اوسمیں سستی کرتا ہی اور اگر دیکھتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر میں گھٹانا شروع کرتا ہی اور وہم میں ڈالتا ہی
لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وتزیادة ویقصر بالاول یتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف امر الله بامر لا
کہ بجکو کافی نہو گا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول میں تقصیر ہوتی ہی اور دوسری میں بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو
وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر او الی فرط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من
حکم کی سو اوسمیں شیطان کی دو جھکی ہیں یا طرف کوتاہی اور تقصیر کی یا طرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہیں کرتا کہ اوسپر فتحیاب ہوا ور اکثر
الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق
لوگوں پر شیطان نے اون دونو میدان میں رہ زنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگوں میں سی اوس
الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا اذ منهم الذین یبنون المساجد والمدارس
راستہ پر قایم ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہیں اسلئے کہ بعضی ایسی شخص ہیں کہ مسجدیں اور مدرسے
والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہیں کہ جو ظلم سی اور جبریں چھیٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم
استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها
اسکی بدلہ میں اللہ کی طرف سی سراوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہیں اور یہہ نہیں سمجھتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہیں اوسکی مال کی جمع کرنی میں ہی اور خرچ کرنی میں
اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
ہی سو اسطرح کہ اوسپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع کرتی پہر اگر اونہوں نی اس وجہ سی جمع کرنی میں نافرمانی کی تو اوسپر یہہ واجب تہا
علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی ورد ها الی اصحابها ان امکن ولا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب
کہ توبہ اور رجوع کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو پہنچا دیتی اگر ہو سکتا اور نہیں تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہیں تو یہہ واجب تہا
علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم
کہ فقرا پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کے ہان امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر
تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویهلله
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال میں سی لئی جاویگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہیں اور زبانی ہر روز سبحان
بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی
سو سو مرتبہ پڑہتی ہیں پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہیں گالیان سناتی ہیں اور اونکی بی آبروئی کئی جاتی ہیں اور خلاف رضامندی خدا تعالی کی

طول نهاره من غیر حصر ولا عد ویظن ان حسناته اکثر من سیاته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصیه
تمام دن بی انتہا اور بی شمار باتیں بکی جاتی ہیں اور گمان یہہ رکھتی ہیں کہ ہماری حسنات گنا ہوئی زیادہ ہیں کیونکہ اپنی نفس کا محاسبہ اور گناہوں کی تلاش نہیں کرتی
ویکون نظره الی عدد تسبیحه وتهلیله ویغفل عن هذا انه الذی لو کتب لکان مثل تسبیحه وتهلیله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور یہہ جو باتوں کا اگر لکھی جاویں تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاویں
مرة بل الف مرة وقد کتبه کرام الکاتبین ووعد الله تعالی علی کل کلمة عقابا حیث قال ما یلفظ من قول الا لدیه
کچھ خیال نہیں اور بیشک کراماً کاتبین اوسکو لکھہ چکی ہیں اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس
مرقب عتید فهو ابتاطل فی فضائل التسبیحات والتهلیلات ولا یلتفت الی ما ورد فی عقوبة المغتابین للمؤمنین
ایک راہ دیکھتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ہرگز خیال نہیں کرتا کہ غیبت کرنیوالوں اور سخن چینوں
والکذابین وغیر ذلک ممن لا یحترز من آفات اللسان ولعمر الله لو کان الکرامون الکاتبون یطلبون منه اجرة لما
اور جھوٹوں کی لمبی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبانی آفات جن سی احتراز نہیں ہی اور قسم ہی اگر کراماً کاتبین اوسی اجرت لیا کرتی تو کہ جو
یکتبون مرة هذا انه الذی زاد علی تسبیحه وتهلیله الف مرة لکان یکف لسانه حتی جدة جماة من محاماته وکان یعد
اوسکی یہہ وہ باتیں کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ لکھتی ہیں تو بیشک اپنی زبان بند رکھتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجھتا اور بولنی کو
ما نطق به فی فتراته ویحسبه ویوازنه بتسبیحاته حتی لا یفضل علیه اجرة الکتابة فیا عجبا من یحاسب نفسه
اپنی لغزش میں گنتا اور حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکھتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پھر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب
ویحتاط خوفا من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلی جنة المأوی فی الاخرة ولیس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا نوکری کہ کوئی کوڑی اجرت میں نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکرتی کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت میں نہ پہنچہ
الغفلة الا مصیبة عظیمة لمن یتفکر فیها وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیه نکون من الکفرة الجاحدین وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمیں کوئی فکر کریں اور ہم ایسی بلا میں آگئی ہیں کہ اگر اسمیں شک کریں تو منکر کافر ہوتی ہیں اور اسکی تصدیق کریں
به نکون من الجهلة المغرورین ولیس هذا عن صدق بما جاء به القرآن ورسول رب العالمین المجلس الثانی و
تو جاہل مغرور ہیں اور یہہ کام اوسکا نہیں ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی باونوین مجلس
التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة مالم تعمل بها او تتکلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچھہ مواخذہ نہیں ہی جبتک عمل میں نہ آوی اور یا زبان پر نگذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ان الله تعالی تجاوز عن امتی ما توسوست به صدورها مالم تعمل به او تتکلم هذا الحدیث من صحاح المصابیح مرویه
بیشک اللہ تعالی نے میری امت کو معاف کیا ہی جو اوسکی دلوں میں خیالات آویں جبتک عمل نکریں یا زبان پر نلاویں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی
ابوهریرة وفیه دلیل علی ان المرفوع عن هذه الامة لم یکن مرفوعا عن الامم السالفة لان التخصیص بالذکر لا بد له
ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتوں کو معاف نہیں تھا اسلئے کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکی کوئی فایدہ چاہیئی
من فائدة والمعنی انه تعالی عفی عن هذه الامة ما لم یخطر فی قلوبهم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہہ ہیں کہ اللہ تعالی نے اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اوسکی دلوں میں گذرتی ہیں معاف کردی ہیں پہر دلمیں جو خیالات کسی
القلب من الخواطر الدنیة المذمومة یسمی وسوسة وما یقع فیه من الخواطر المرضیة الحسنة یسمی الهاما ثم الوسوسة
بدگذرتی ہیں وسوسہ کہلاتی ہیں اور دلمیں جو خیال اچھے پسندیدہ ٹیک آتی ہیں الہام کہلاتی ہیں پہر وسو
اما ضروریة او اختیاریة فالضروریة هی الخواطر التی تدخل فی القلب من غیر اختیار وهذا معفو عن جمیع الامم لکونه
یا تو ضروری ہوتا ہی یا باختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہیں جو دلمیں بی اختیار آجاتی ہیں اور یہہ تو تمام امتوں کو معاف ہوئی ہیں اسواسطی

خاطر جاعن حد الاستطاعۃ والاختیاریۃ ھی الخواطر التی تدخل فی القلب وتستجلبھا الطبع وتتبعھا النفس وتردد ھا
کہ جسکا دفع کرنا ہماری طاقت کی باہر ہی اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دلمیں آتی ہیں اور طبیعت اوسکو کھینچ لاتی ہی اور نفس اوسکی پیچھی لگا رہتا ہی اور بار بار پھیرتا ہی
وتتلذذ بھا فتمیل الی العمل والتکلم بھا وھذا النوع ھو الذی عفی عن ھذہ الامۃ دون سائر الامم نشریفا لنبینا وتفضیلا
ہی اور لذت اوٹھاتا ہی پھر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہہ ہی وہ قسم ہی جو اس امت موسوی کے علاوہ تمام امتونسی بسبب شرافت ہمارے نبی اور فضیلت اوسکی امت کی
لامتہ وأما العقائد الفاسدۃ ومساوی الاخلاق وما ینضم الیھا من اعمال القلوب فھی بمعزل عن الدخول فی جملۃ ما
معاف ہوجاوی اور یہی فاسد عقیدے اور عادات بد اور جو انمیں ملی ہوئی ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی میں داخل ہونیسی الگ رہیں
وسوست بہ الصدور بل ھی من اعمال القلوب التی یواخذ بھا الانسان والحاصل ان ما یقع فی القلب علی خمس مراتب الاولی
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہیں جنمیں انسان سی مواخذہ ہوگا اور حاصل یہہ ہی کہ دلکی خیالات پانچ درجہ پر ہیں پہلا تو
الھاجس وھو ما یقع فیہ ابتداء ثم الخاطر وھو جریان ما یقع فیہ ثم حدیث النفس وھو التردد فیما یقع فیہ ھل یفعل
ہاجس کہ وہ دل میں پہلی ہی آنا ہی پھر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دلمیں آیا ہی پھر حدیث النفس یعنی اوسمیں تردد جو دلمیں آیا ہی کہ کروں
ام لا ثم الھم وھو ترجیح جانب الفعل ثم العزم وھو القطع علی الفعل والجزم بہ وھذہ الخواطر ان کانت فی المعاصی فھی
یا نہیں پھر ہم یعنی کرنے کی جانب کو غالب کرنا پھر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو اسمیں
تفصیل أما الھاجس فلا یواخذ بہ احد اجماعا لانہ لیس من فعل العبد وانما ھو شیء ورد علیہ لا قدرۃ لہ علی دفعہ ولا
تفصیل ہی ہاجس کی تو متفق علیہ کوئی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہی یہہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آجاتی ہی اوسکو قدرت نہیں کہ دفع کردی یا
علی منعہ وأما الخاطر الذی بعدہ فالعبد قادر علی دفعہ بصرف الھاجس اول ورودہ ومع ھذا ھو وما بعدہ من حدیث
روکدی اور خاطر جو اوسکی بعد ہی سو آدمی کو اوسکی دفع پر قدرت ہوتی ہی کہ ہاجس کو آتی ہی پھیر دی تسپر ہی یہہ اور اوسکی بعد کا یعنی حدیث النفس
النفس مرفوع عن الامۃ بالحدیث الصحیح الوارد فی ارتفاع حدیث النفس عن ھذہ الامۃ وھو قولہ علیہ السلام عفی عن امتی
اس امت کو سب معاف ہیں بدلیل حدیث صحیح کی جو اس بات کی ہی کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی
ما حدثت بہ نفوسھم فاذا ارتفع حدیث النفس یرتفع ما قبلہ بالطریق الاولی وھذہ الثلثۃ لو کانت فی الحسنات لا
جو باتیں کی نفس حدیث کرتی ہیں پھر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوسی پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینوں اگر حسنات میں ہیں تو اسکا
یکتب لہ بھا اجر لعدم القصد وأما الھم فقد ورد فی الحدیث الصحیح ان الھم بالحسنۃ یکتب حسنۃ وان لم تفعل لظھور
کچھ ثواب نہیں ہوتا کیونکہ قصد نہیں ہی اور ہم سو حدیث صحیح میں آیا ہی کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہی اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل میں
مانع ولھم بالسیئۃ لا یکتب سیئۃ بل ینتظر فان ترکھا العبد للہ تعالی یکتب علیہ حسنۃ وان فعلھا یکتب علیہ
نہ آوی اور بد ہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہی اگر آدمی نے اوسکو بسبب ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی اور اگر بیٹھا تو تنہا عمل کا گناہ
اثم الفعل وحدہ لا اثم الھم لان الھم مرفوع عن ھذہ الامۃ وأما العزم علی السیئۃ فبعض العلماء وان جعلہ من الھم المرفوع
ہوتا ہی ہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ یہہ اس امت کو معاف ہی اور ہاں عزم بدی کا سو بعضی علماء نے اوسکو اگرچہ اوس ہم میں داخل کیا ہی جو معاف ہی
لا ان المحققین علی کون العبد مواخذا بہ لکن ان ندم علی عزمہ وترک الفعل خوفا من اللہ تعالی یکتب لہ حسنۃ
پر محقق اسپر ہیں کہ اسمیں بندہ ہی مواخذہ ہوویگا لیکن اگر اپنی عزم پر نادم ہوا اور اللہ کی خوفسی وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی
لان عزمہ علی السیئۃ وان کان سیئۃ لکن امتناعہ عنھا حسنۃ فیکتب حسنۃ وأما اذا فات عنہ الفعل بعائق او
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن اوسی باز رہنا نیکہ عمل ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا
ترکہ بعذر لا لخوف من اللہ تعالی یکتب علیہ سیئۃ لان عزمہ فعل اختیاری من افعال القلوب فیوخذ بہ
کسی عذر کی یا ری نہیں ہوا کچھ اوسکو خوف الٰہی سی نہیں چھوڑا تو اب گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب میں سی فعل اختیاری ہی سو عازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل مؤمنا
اسلئے کہ حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پر محشور ہونگے اور بیشک کچھ شبہ نہیں ہی کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کرکے کہ صبح ہوتے ہی کسی مسلم کو قتل
او یزنی بامراۃ او یشرب خمرا او یرتکب غیر ذلك من الذنوب فمات اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی
یا کسی عورت سے زنا کروںگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پھر وہ اوسی شب میں مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پر اوٹھی گا
نیته معان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل الدال علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا التقی
باوجودیکہ اوسکو صرف معصیت کا عزم ہی تھا کچھ عمل نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پر یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان
المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں کسیںنے عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہوا اب مقتول نے کیا کیا فرمایا اسلئے کہ یہہ بھی اپنی
صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یوخذ العبد بالنیة
یار کی قتل کا ارادہ رکھتا تھا اور یہہ نص ہی کہ مقتول نری ارادہ سی جہنمی ہی باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہی پھر کیونکر آدمی سی نیت کا مواخذہ نہیں ہی
والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة وتنقض العزم بالندم حسنة فذلك یکتب
اور عزم اور جو جو آدمی کی اختیاری ہی سو اوسکا مواخذہ ہونا ہی ان اگر نیک کام سی اوسکا بدلا کردی تو خیر اور ندامت سی عزم کا توڑ دینا ہی نیک کام ہی آہی لیتی
حسنة واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنة فذلك یکتب سیئة فیوخذ بها فکیف لا یوخذ العبد باعمال القلوب
ثواب ہوتا ہی اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سی عمل فوت ہوجاوی سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسلئے گناہ ہوتا ہی پھر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب
والکبر والعجب والریا والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد کل
اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پر نہوویگا اور جتنی خباثت ہیں سو اعمال قلوب ہیں اور بیشک اللہ تعالی نے فرمایا ہی بیشک کان اور آنکھ اور دل اسکے
اولئك کان عنه مسئولا فانه تعالی قد بین فی هذه الایة ان العبد یکلف ما یتمکن من تلك الاعضاء یکون مسئولا فیما یتعلق
اوس سی پوچھہ ہی اب اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کیا کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی پوچھہ ہوگی جو جو کام اسکی اختیار میں ہیں
تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة بغیر اختیار منه لا یوخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون
مثلاً اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کے بی اختیار نگاہ پڑجاوی تو اس نگاہ کا کچھہ مواخذہ نہیں ہی پھر اگر دوبارہ نظر ڈالی تو اس دوسری نظر کا
مواخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها کذلك خواطر القلوب تجری هذا الجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه
مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمیں اختیار رہتا ہی ایسی ہی دلکی خیالات اسی کی قایم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کیونکہ سبکی اصل ہی
الاصل فان من حکم قلبه لشئ وکان مخطأ فیه یصیر مخرتبا به ان خیرا فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه منظم حضر
بیشک جسکا دل کسی چیز کی نسبت پر حکم کرے تو ویسی ہی بلا غلطی اگر نیک ہی تو نیک اور اگر برہ ہی تو برہ جیسے کسی گمان کیا کہ میں باوضو ہوں اور
الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متظم یکون مثابا بفعله وان ترکها ثم تذکر یکون معاقبا علی ترکه ومن وجد علی فراشه امراة
جاکر جمعہ کی نماز ادا کی پھر یاد آیا کہ پاک نہیں ہی تو بھی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پھر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنے اپنی بستر پر عورت پائی
فظنها زوجته فوطئها لا یکون عاصیا بوطیها وان کانت اجنبیة وان ظنها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا
اور گمان کیا کہ میری بی بی ہی پھر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ خیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجھا پھر اوسی سمجھی خیال پر جماع کیا تو اس جماع سی
یوطیها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا
گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہیں ہی کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی ہی جبتک
لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تکون مرفوعة بل یوخذ به العبد فیلزم علیه نقضها بالندم والاستغفار
عزم کا مرتبہ نہ پاوی پھر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پھر معاف نہیں ہی بلکہ اسپر آدمی سی مواخذہ ہونا ہی سو لازم ہی کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سی توڑ دی

حتی تنقلب حسنۃ لکن ینبغی ان یعلم ان الوسوسۃ قد تکون من جھۃ تلبیس ابلیس فان الشیطان قد تلبس علی
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ یعنی وقت ابلیس کی فریب سی ہو تا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہ شبہ ڈالتا ہی

الانسان فیقول العمر طویل والصبر علی ترک الشھوۃ طول العمر الم شدید فکیف تترک اللذات والشھوات فعند ذلک
کہتا ہی کہ عمر بہت درازہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کریگی اب ایسی وقت آدمی کو

یلزم العبد ان یذکر عظیم ثواب اللہ تعالی والیم عقابہ ووعدہ ووعیدہ ویجرد ایمانہ ویقینہ ویقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اللہ تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور ازسرنو ایمان اور یقین کو سنبھالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشھوۃ شدید لکن الصبر علی النار اشد فلابد من اختیار احدھما فاذا تذکر العبد ذلک یخنس الشیطان ویھرب اذ لا یستطیع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہیی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت ہیاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان یقول لیس الصبر علی النار اشد من الصبر علی المعصیۃ ولا یمکنہ ان یقول المعصیۃ لا تفضی الی النار لان
یہہ طاقت نہیں ہی کہ کہوی آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہیں ہی اور نہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ میں نہ لیجا ویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ایمان العبد یدفعہ وینقطع عنہ وسوستہ بنور الایمان فان العبد اذا کان ایمانہ حقیقیا لا لسانیا بل
ایمان اوسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نہ زبانی نہیں ہوتا بلکہ

قلبیا یقینیا یدفع عن نفسہ وسوسۃ الشیطان ویتخذہ عدوا امتثالا لقولہ تعالی ان الشیطان لکم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دلسی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوہ عدوا فانہ تعالی بین فی ھذہ الایۃ ان الشیطان عدو لبنی آدم وامرھم ان یتخذوہ عدوا لانہ
سو تم سمجھہ کہو اوسکو دشمن اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بھی اوسکو دشمن سمجھین کیونکہ

یرید اضلالھم لیجرھم مع نفسہ الی النار فعلی ھذا ینبغی للعاقل ان یعرف عدوہ ویجتھد فی دفع وسوستہ
اوسکو گمراہ کیا چاہتا ہی تا کہ اپنی ساتھہ دوزخ مین کھینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہیی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی

ولا یدفع وسوستہ الا بمخالفۃ الھوی فمن منع نفسہ عن الھوی یکون من عباد اللہ الذین لا یتسلط علیھم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہیں ہوتا پر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکھا تو وہ اون لوگون مین ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہیں ہوتا

الشیطان علی ما اخبر اللہ تعالی بذلک وقال ان عبادی لیس لک علیھم سلطان فدلت الآیۃ علی ان الشیطان
موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی مین تو نہیں تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا یتسلط علی من کان من عباد اللہ تعالی وانما یتسلط علی من لم یکن من عباد اللہ تعالی فمن یتبع الھوی لا یکون
اونپر جو اللہ کی عبادت کرنیوالی مین غلبہ نہیں کرسکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہیں ہین پس جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد اللہ تعالی بل یکون من عباد الھوی اذ قال اللہ تعالی ارءیت من اتخذ الھہ ھویہ اشارۃ الی کون
اللہ تعالی کا عابد نہیں ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی بھلا دیکھہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی جاوٗ کا یہہ اشارہ ہی کہ

الھوی الھہ ومعبودہ وفی کونہ من عباد الھوی لا من عباد اللہ تعالی فمن لم یکن من عباد اللہ تعالی بل کان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہیں ہی پر جو شخص اللہ کا بندہ نہودی بلکہ ہوا کا

من عباد الھوی یتسلط علیہ الشیطان بواسطۃ الھوی الذی یتشعب منہ الشھوات فکما ان الشھوات
بندہ ہودی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمین سی شہوات کی شاخین نکلتی ہین غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتین انسان کی

سادیۃ فی لحم الانسان ودمہ کذلک سلطنۃ الشیطان سادیۃ فی لحم الانسان ودمہ ومحیطۃ بہ من
گوشت پوست اور خون مین پھیلی ہوئی ہین ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو مین سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گھیری ہوئی ہی

جمیع جوانبه ولذلك قال النبی علیه السلام ان الشیطان لیجری من ابن ادم مجری الدم فضیقوا مجاریه
عیسیٰ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں مثل خون کی پہر تا ہی اب تم اوسکی آمد کا رستہ بہوک سے بند کرو
بالجوع وانما امر النبی علیه السلام بتضییق مجاری الشیطان بالجوع لان تسلط الشیطان علی الانسان لیس
اور نبی علیہ السلام نے شیطان کا رستہ بہوک سے بند کرنی کو اسلئے فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی
الا بواسطة الشهوة والشهوة تنکسر بالجوع فمن یرید ان یسلم من تسلط الشیطان علیه فعلیه الملازمة بالصوم حتی تسلم
نہیں ہوسکتا اور شہوت بہوک سے ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ میں شیطان کی غلبہ سے سلامت رہون تو اوسکو روزی رکہنی چاہئیں
من تسلط الشیطان علیه فان من یتبع مقتضی الشهوة المنشعبة عن الهوی یظهر تسلط الشیطان علیه بواسطة
تاکہ شیطان کی غلبہ سے سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہے پڑا رہتا ہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتا ہی
الهوی لان الهوی مرعی الشیطان ومرتعه ولما لم یکن احد خالیا عن الشهوة المنشعبة عن الهوی لم یوجد احد
کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہین ہی تو ایسا بہی کوئی نہین ہی
خالیا عن ان یکون للشیطان فیه تسلط ولذلك قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه ابن مسعود ما منکم من
کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی حدیث مین جو ابن مسعود سی روایت ہی تم مین سی ایسا کوئی نہین کہ
احد الا وله شیطان قالوا وانت یا رسول الله قال علیه السلام وانا الا ان الله تعالی اعاننی علیه فاسلم فلا یامرنی
اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور مین بہی پر اتنا ہی کہ اللہ تعالی نے اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوائے
الا بخیر یعنی انه علی ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان الشیطان لا یتصرف فی الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
خیر کی کچہہ نہین کہتا اسکی تفصیل بموافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ شیطان انسان مین بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہین کرسکتا پہر جسکی
اراد الله تعالی علی کسر شهوته حتی یصیر لا ینبسط الا حیث ینبغی والی الحد الذی ینبغی شهوته لا لتدعوه
اللہ تعالی نے شہوت توڑ نی پر ارادہ کی یہان تک کہ ایسا ہوجاوے کہ اودہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو ضرور ہی سو اوسکی شہوت شرکی طرف نہین بلاتی
الی الشر والشیطان المتدرع بها لا یامر الا بالشر فعلم من هذا الحدیث ان بنی ادم لا یتصور ان ینفک الشیطان عنهم
اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا شر کی نہین کہتا اسحدیث سی معلوم ہوا کہ خیال مین نہین آتا کہ کوئی نوعی شیطان سی جدا ہو
ولما یتمیز بعضهم عن بعض بموافقتهم ایاه ومخالفتهم ایاه فمن یغلب علیه مقتضیات الشهوة یجد الشیطان
اور پہر بعضون ایک دوسرے سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان کی کتنا موافق ہی یا اوس کی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کا غالب ہین اوسمین شیطان
فیه مجالا فیتسلط علیه ولا کذلك من غلبت علیه الشهوات للانسان من جوانبه قال ابلیس علی ما اخبر الله تعالی عنه لاقعدن
چہی قدرت پاتا ہی اور اوسپر تسلط کرلیتا ہی اور انسان کو جو شہوات نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہی مین بیٹہونگا
لهم صراطك المستقیم ثم لآتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم
وینکی تاک سین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اونمین سی اکثر
شکرین فانه یاتی الانسان من جمیع جهاته بانواع مکائده ویحبب الیه الفعل الذی یضره حتی یخیل الیه
شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر یک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتا ہی اور وہ کام اوسکو پسند کرا دیتا ہی جو مضرری یہان تک کہ وہ خیال کرتا ہی
انه من انفع الاشیاء الیه ویکره الیه فعل الذی ینفعه حتی یخیل الیه انه من اضر الاشیاء الیه ویمهد الطریق
کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرا دیتا ہی جو نافع ہو یہان تک کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی
کاد کثیرا من الناس حتی القاهم فی اللهوات المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الی الکفر والضلال واوقعهم فی الاثم
بہت لوگون کو فریب دیتا ہی یہان تک کہ اونکو مختلف لہوون اور الگ الگ راہنی مین لگا دیتا ہی اور کفر اور گمراہی مین پہنچا دیتا ہی اور گناہ اور وبال مین

والوبال ومع هذا یعدهم الفوز بالجنان مع الکفر والفسوق والعصیان ویخوف المومنین من جنده واولیائه
ہنسا دیتا ہی اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور فقاسی اتنا ڈراتا ہی
حتی لایجاهدهم ولا یامرهم بالمعروف ولا ینهونهم عن المنکر وهذا من عظیم کیده لاهل الایمان وقد اخبر الله
کہ وہ انہم جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو بیہ بڑا ہی دم دی رکھا ہی اور اللہ تعالی
بذلک فی کتابه فقال انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاءه فلا تخافوهم وخافون ان کنتم مؤمنین والمعنی عند جمیع
اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستونکی سو تم اونسی مت ڈرو اور مجھی ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو اور تمام مفسرانکی
المفسرین انه یخوفکم باولیائه فلا تخافوهم قال قتادة یعظمهم فی صدورکم وهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان کنتم
نزدیک یہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقون سی ڈراتا ہی سو تم اونسی مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں کہ وہ بڑا اور بہادر کا کرکہ دکھاتا ہی اسی واسطی کہا تم اونسی مت ڈرو اور مجھی ڈرو سو اگر تم
مؤمنین فان ایمان المؤمنین کلما کان قویا یزول عنه خوف اولیاء الشیطان فیامر بالمعروف وینهی عن المنکر
مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقون کا خوف دور ہوتا ہی پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی
وکلما کان ضعیفا یقوی فیه خوف اولیاء الشیطان فلا یامر بالمعروف ولا ینهی عن المنکر ومن کیده ایضا انه یخدع
اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقون کا خوف قوی ہوجاتا ہی پھر نہ امر بالمعروف کرتی اور نہ نہی عن المنکر اور یہ بھی اوسکا کید ہی کہ اوکو فریب دیتا ہی
الذین احکموا العلوم الشرعیة العلمیة والعملیة حتی انهم کانوا یشتغلون بها ویتمقون فیها لکنهم یهملون تفقد
جنہون نی علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کی ہیں یہان تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کی جاتی ہیں پر لیکنہم بھولون تفقد
الجوارح ولا یحفظونها عن المعاصی ولا یستعملونها فی الطاعات ویظنون انهم بلغوا عند الله تعالی من العلم مرتبة
نہیں رکھتی اور نہ انکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہ کرتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہان وہ مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
لایعذبون ولا یطالبون بذنوبهم بل یقبل فی الخلق شفاعتهم فانهم لوتاملوا العلم ان العلم علمان علم المعاملة
کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہون کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہ لوگ اگر تامل کرین تو جانین کہ علم دو ہوتی ہین ایک علم معاملہ
وعلم المکاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهی علوم لاتزاد
یعنی ظاہر کی اور علم مکاشفہ کا باطنی علم معاملہ کا تو یہ ہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہ ایسی علم ہین کہ انمین عمل ہی محمل
الا بالعمل ولا حاجة الی العمل لم تکن لهذه العلوم قیمة فکل علم یراد للعمل لایکون له قیمة بدون العمل فمن احکم
مقصود ہی اور اگر عمل کی طرف حاجت ہوتی تو ان علوم کی یہہ قدر نہوتی اب جسکو کہ عمل کی ہی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کے نہین ہوتی پھر جسنی علم
علم الطامات ولم یفعلها ولاحکم علم المعاصی ولم یجتنبها واحکم علم الاخلاق المحمودة ولم یزین نفسه بها واحکم علم
طامات کا خوب سیکھا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکھا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اپنکو اخلاق سی مزین نکیا اور علم
الاخلاق المذمومة ولم یطهر نفسه عنها فهو مغرور یکید له الشیطان اذ یقول له الشیطن مطلبک القرب
اخلاق ذمیمہ خوب از بر کیا اور اپنی آپکو اونسی پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب مین پھنسا ہوا ہی آگی کہ شیطان یون سمجھاتا ہی کہ تیری غرض تو قرب الہی
من الله تعالی وسبل ثوابه والعلم یقربک من الله ویوصلک الی ثوابه ویتلو علیه الایات والاخبار الواردة
ہن اور ثواب حاصل کرنا سو یہ علم اللہ تعالی سی قریب اور ثواب حاصل کرتا ہی اور اسکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضایل مین آئی ہین پڑھ سناتا ہی
فی فضائل العلم فمن کان من اهل الهدی یرید ذلک موافقا لهواه فیطمئن الیه قلبه ویهمل العمل ومن کان
پھر جو شخص اہل ہدایت سی ہی اوسکی تو یہ غرض ہوتی ہین اوسکی تو مجھی ہوئی عمل سی کچھ کام نرکیا اور جو عالم
من اهل التقوی یقول للشیطان اتذکرنی ما ورد فی فضائل العلم واتذکرنی ما ورد فی العلماء التارکین للعمل
ڈرولی ہوتی ہین تو شیطان سی کہتی ہین تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل مین ہین اور وہ یاد نہین دلاتا جو علماء تارکین عمل کی حق مین آئی ہین

فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التوراة
بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بد کار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنپر لادی توریت
ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا وقال الله تعالى في اية اخرى فمثله كمثل الكلب فاي خزي اعظم
پہر نہ اوہانی اونہون نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹ پر لٹکتا ہی کتابین اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مثال بہت سی
من التمثيل بالحمار والكلب وقال النبي عليه السلام اشد الناس عذابا يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب مین قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی
عليه السلام في حديث اخر من ازداد علما ولم يزدد هدى لم يزدد من الله الا بعدا وبعد ورد امثال تلك
علیہ السلام نی ایک اور حدیث مین فرمایا جو شخص علم مین بڑہا اور ہدایت مین نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہین بڑہیگا اور بعد وارد ہوئی
التشديدات مما لا يحصى في حق العالم التارك العمل كيف يعتقد انه على خير مع تاكد حجة الله تعالى عليه
ایسی ایسی شدایدہ سی شمار کی عالم تارک العمل کی حق مین کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی
واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى وصفاته واسمائه فمن احكم هذا العلم ثم اهمل العمل وضيع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا
الله تعالى فهو مغرور ايضا فغروره يدل على انه لم يحصل من معرفة الله الا الاسامي دون المعاني لانه لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب مین ہی پس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہین ہوا معانی تک نہین پہنچا کیونکہ اگر
عرف الله تعالى حق معرفته لخشيه واتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء نسال الله تعالى
عالم بالله ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہ ہی ہین اوسکی بندون مین جسکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہین
ان يجعلنا ممن يخشى الله تعالى المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطان لمة بابن ادم و
کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنا دی تراسوین مجلس اس بیان مین کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور
للملك لمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لمة بابن ادم وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد
فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو
بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق بالحق فمن وجد ذلك فليعلم انه من الله تعالى
برای کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جو شخص دین یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرفسی ہی
فليحمد الله تعالى ومن وجد الاخرى فليتعوذ بالله تعالى من الشيطن الرجيم هذا الحديث من جسان المصابيح
اب اللہ کی حمد کری اور جسنی دوسہ پایا تو شیطان رانده سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی
رواه ابن مسعود واللمة المذكورة فيه من الالمام وهو القرب فان كل واحد من الملك والشيطان يقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث مین آیا ہی الہام سی مشتق ہی یعنی قرب ہر ایک سی ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہیں دونو کا کام کی
من الانسان لهذين الامرين وهما الايعاد بالشر وتكذيبه والايعاد بالخير وتصديقه فهما لمتان للذات يقع في القلب احدهما
ہی انسان کی ساتہہ ہوتی ہین یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونو سی مراد وہی دو الہام ہین جو کیفی دفعہ آتی ہین ایک
ابواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان فما يقع بواسطة الملك يسمى الهاما وما يقع فيه بواسطة الشيطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی پس جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی اوسکو الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی
يسمى وسوسة والقلب محل لهما لانه يتاثر بهما فتارة يصدق لقبول الاثر الملكة واثار الشياطين
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونو مین جاکی کا زنار ہوتا ہی اسلئے کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتونکا اثر ہی لی سکتا ہی اور شیطان کا اثر ہی

صلاحا متساویا لا یترجح احدهما علی الآخر الا باتباع الهوی والاکباب علی الشهوات او بمخالفة الهوی والاعراض
برابر برابر کسی جانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوات پر اوندھا گرنی کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی
عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضی الشهوة والغضب یظهر تسلط الشیطان علی قلبه بواسطة الهوی یصیر
منہہ پھیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتا ہی اور اسکا دل
قلبه عرش الشیطان ومقره تکون الهوی مرعی الشیطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم یتبع مقتضی الشهوة و
شیطان کا مسجد اور مقام ہوجاتا ہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیہڑہی اور اگر اپسی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور
الغضب یکون قلبه مستقر الملئکة ومهبطهم لکن لما لم یکن قلب من القلوب خالیا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہوجاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل ایسا نہیں ہی شہوت اور غضب اور حرص
والطمع وغیر ذلک من الصفات البشریة المنشعبة عن الهوی لم یتصور ان یوجد قلب خال من ان یکون فیه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ
للشیطان جولان بالوسوسة ولا یزول وسوسته الا بذکر شئ سوی ما وسوس به فیه اذ عند حصول ذکر شئ
کا گذر ہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبھی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات کے جز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی ان
فیه ینعدم ما کان فیه من قبل الا ان کل شئ سوی ذکر الله تعالی وما یتعلق به یجوز ان یکون مجالا للشیطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سوا ذکر الہی کی اور جو اسی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہوسکتا ہی
فذکر الله تعالی هو الذی یؤمن جانبه ویعلم انه لیس مجالا للشیطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سو اسیکا تو ذکر الہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دل کی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا
کثیرة والشیطان یرید ان یدخل فیه من کل باب ویملکه ویستولی علیه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتا ہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی اگر مالک اور مستولی ہوجاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور
یقدر علی حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخلة الصفات المذمومة
اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور بہسنی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ ہین
فلیس للادمی صفة من صفات المذمومة الا وهی قوت من اقوات الشیطان وسلاح من اسلحته وباب من
سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون
ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل کثیرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وکلها
مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ ہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب
مفتوحة للشیطان ولیس للملک فیه الا باب واحد وقد یلتبس ذلک الواحد بهذا الکثیر فالعبد فیه مثاله
کھلی ہوئی ہین اور دلین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبھی یہہ ایک دروازہ ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کیا وقت ایسی ہی
مثال المسافر الذی بقی فی بادیة کثیرة الطرق غامضة السالک فی لیلة مظلمة فلا یکاد یفلح الا بعین بصیرة وطلوع
جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چار طرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات ہین سو نہیں مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی
شمس مشرقة والمراد بعین البصیرة ههنا هو القلب المصفی بالتقوی والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان قلب تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو
کتاب الله تعالی وسنة رسوله اذ بهما یعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التی یدخل منها فی القلب الامراض
کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہی دونون سی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی

المحتاجة الی العلاج وعلاج الشئ لا یکون الا بضدہ وضد جمیع الوساوس الشیطانیة ذکر اللہ بالاستعاذة
محتاج دل ہین اسکی جو شیطانی کمی ہین اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اللہ کا ذکر ہی ساتھہ اعوذ باللہ کی

والتبری من الحول والقوة بان یقال اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطرح پڑہی پناہ لیتا ہون اللہ کی شیطان مردود سی اور نہ پھرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی

فالتقیل ھل یکفی فی الدفع مجرد ذکر اللہ تعالی ام لا بد فیہ من العلاج فالجواب ان العلاج فیہ سد
اگر کہی پوچہی آیا دفع کی لئی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اسمین کچھہ علاج بہی چاہئی پہر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ ہمین علاج یہہ ہی

مداخلہ بتطہیر القلب من الصفات المذمومة وتعمیرہ بالتقوی حتی یتمکن الذکر فیہ ولا یقدر علی ذلک
کہ اوسکی آمدکی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کرکر بند کردی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر ہوا ہتقیین کی

الا المتقون الذین طہروا قلوبہم من الصفات المذمومة وعمروھا بالتقوی وغلب علیہم ذکر اللہ تعالی فان
کیونکی قدرت ہتقین کو جنہون نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کرکر رکہی ہین اور اوسپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی

الذکر لا یتمکن فی القلب الا بعد عمارتہ بالتقوی وتطہیرہ من الصفات المذمومة فلا بد من تطہیرہ لیتمکن الذکر
دلمین جب ہی قایم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہوچکی اب اوسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم ہی

فیہ لان الذکر لو لم یتمکن فیہ یصیر حدیث النفس فلا یدفع وسوسة الشیطن ولذلک قال اللہ تعالی ان الذین
اسلئی کہ اگر ذکر دلمین قایم نہوا تو وہ حدیث النفس ہوگا پہر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہین ہوسکیگا اور اسہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا اذا مسہم طئف من الشیطن تذکروا فاذا ہم مبصرون فانہ تعالی قد خص ذلک بالمتقین فان القلب اذا
ڈر رکہتی ہین جہان پڑگیا اوسپر شیطان کا گذر چونکہ کئی پہر تہی اوسکو سوجہہ آگئی بیشک اللہ تعالی نی اس بات کو پرہیزگار دلسی خاص کیا کیونکہ دل اگر

تطہر من الصفات المذمومة لا یکون للشیطن فیہ استقرار بل نما یکون فیہ احتمار ویمنعہ من الاجتیاز
صفات مذمومہ سی پاک ہوجاتا ہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہین ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت بہی ہی اوسکو ذکر الہی بند کردیتا ہی

ذکر اللہ تعالی فمثالہ مثال کلب جایع یقرب منک فان لم یکن بین یدیک شئ من الطعام یزجر بقولک اخسأ فیجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی ہو کا کتا تیری پاس چلا آوی پہر اگر تیری سامنی کچھہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنی سی چلا جاتا ہی ادب پس صرف

الصوت یدفعہ وان کان بین یدیک شئ من الطعام لم یجز بمجرد الکلام فالقلب الخالی عن الھوی
دہنکار اوسکو دفع کرتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دہنکار سی نہین جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو

ینزجر الشیطن عنہ بمجرد الذکر لانہ لا یطرقہ الشیطن الا عند غفلتہ وخلوہ عن ذکر اللہ تعالی فاذا عاد الی الذکر
تو شیطان وہانسی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت دلمین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتا ہی پہر جب وہ ذکر کرتا ہی

انخنس الشیطن فاما القلب المعلق بالھوی فذلک الھوی قوی الشیطن یستقر فیہ الشیطن ولا ینفع فیہ الذکر
پچھلی پانو بہاگتا ہی اور جو دل ہوا مین لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہین ہٹتا

والحاصل ان القلب مہما علیہ مقتضیات الھوی یجد الشیطن مجالا فیوسوس فیہ وبھما اشتغل بالذکر یتخل
خلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہوجاتی ہین تو شیطان کا گذر ہوجاتا ہی پہر اوسمین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان

عنہ الشیطن ویقبل الیہ الملک فیہ ویلہمہ فیہ والتطارد بین جندی الملک والشیطن فی معرکة القلب
وہانسی چلدیتا ہی اور فرشتہ وہان آکر الہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ وہکا پیل رہتی ہی

دائم الی ان یفتح القلب لاحدھما فاکثر القلوب قد فتحہا الشیطن وملکہا فامتلأت بالوساوس الداعیة الی البوار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہوجاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کرکر مالک ہوگیا ہی پہر وہ ایسی وسوسون سی پر ہوگئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنیا والطمع الاخرة ومبدء امتناعها اتباع الهوی ولا یمکن فتحها بعد ذلک الا بتخلیتها عن الهوی وتحلیتها بذکر
اور اسکے کرنی آخرت کی بلاتی ہین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہین ہی بدون اسکی کہ ہوا سی خالی کر کر ذکر الہی سی رونق پائی
الله تعالی وذلک لا یتیسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فیها فان الخواطر الداخلة فیها تنقسم الی ما یعلم قطعا انه داع
اور یہہ حالت میسر نہین ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دلون
الی الخیر فلا یخفی فی کونه الهاما والی ما یعلم قطعا انه داع الی الشر فلا یخفی فی کونه وسوسة والی ما یتردد فیه فلا
کی اندر ہوتی ہین کیونکہ ان خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی
اب وہ بلاشبہ الہام ہی دوسرا یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہر وہ بلاشبہ وسوسہ ہی تیسری قسم کی خطرت ہی جو دونی نہین
یدری انه من لمة الملک او من لمة الشیطان اذ من مکائد الشیطان ان یعرض الشر فی معرض الخیر وتمییز ذلک
معلوم کہ وہ فرشتہ کی طرف سی ہی یا شیطان کی طرف سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بھی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت
غامض وبه یهلک کثیر من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنیاء وسائر اصناف الخلق هم یکرهون
دشوار ہی اور اس کمی سبب بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ
ظاهرا بان ینذر ولا یرضی لانفسهم الخوض فی المعاصی الصریحة فان الشیطان لا یقدر ان یدعوهم الی الشر الصریح
ظاہر ہوگیا کہ لوگون کو پہنچا دینا اور اپنے لیے خوض کرنا گناہ صریح مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتے تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلا ہی اسلیے اوس گناہ کو
فیصوره بصورة الخیر وتلبیسه انه من هذا الجنس لانه یأتیها ووکائده فیما تتعلق بالعقائد والاعمال لا تحصر فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور صحیح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کی مکر جو عقاید اور اعمال کی متعلق رکھتی ہین بیشمار ہین بیشک
تلبیسه فی الاعتقادات والعبادات قد انتشر فی البلاد وشاع بین العباد فینبغی للعبد ان یقف عند کل هم یخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہیئے کہ ہر ہر خیال جو اوسکی دلمین گذرتا ہی
بباله لیعلم انه من لمة الملک او من لمة الشیطان ویُبعِّر النظر فیه بعین البصیرة لانه یری البصیرة لا یهوی الطبع لان الوسوسة یجاذب
تامل کر کر سوچی تاکہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نوری اوسمین غور کرکری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلیے کہ وسوسہ دلکو کھینچکر
القلب وینازعه ویلهیه عن ذکر الله تعالی فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخر لها الی الموت ولا یتخلص
جبکر تا ہی اور اللہ کی ذکر سی ہٹاکر لہو مین ڈالدیتا ہی سوا وسہ سی مجاہدہ ضرور چاہیئی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بھر شیطان سی لڑتی
احد من الشیطان ما دام حیا فانه ما دام حیا فانوابه القلب الشیطان منفتح غیر متغلقة ومهما کان الباب
نہین چھوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کھلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازا
مفتوحا والعدو غیر غافل لا یدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلک لما قال ابو حفص الحسن یا ابا سعید انام ابلیس تسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسی لیے جب کسی شخص نے حسن سی پوچھا کہ ای ابوسعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کر کر
وقال لو کان ینام لوجد راحة فان قیل هل یواخذ العبد بجمیع وساوس القلوب وخواطرها او لا یواخذ بجمیعها
بولا ابلیس سویا کرتا تو ہم لوگون کی پوچھی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہووینگا یا اسکا مواخذہ نہین ہی
بل بعضها فالجواب ان ذلک غامض لا یوقف علیه ما لم یعلم تفصیل وساوس القلوب وخواطرها من مبدئه ومنتهاه فیما
بلکہ کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتدا پیدا ہونی سی معلوم نہووی
الی ان یظهر فی الجوارح اثارها فان ما یقع فی قلب الانسان کما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء علی اربع مراتب الاولی
یہان تک کہ اعضاء پر کیا اثر ظاہر ہوا انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی
ان یرد علی قلبه ابتداء من غیر قصد وهو الخاطر ویسمی حدیث النفس کما لو خطر علی قلبه النظر الی امراة کانت
کہ اوسکی دل پر چھوٹتی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اگر دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو دیکھ لیتا

وراء ظهره في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها
راستہ میں ہی دیکھنا چاہئی ایسا کہ اگر منہہ پھیری تو البتہ دیکھہ لی اور دوسرا مرتبہ دلمیں اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی
وهو حركة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالثة حكمه بان هذا الفعل
اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال ہی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہین تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام
الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو ينبعث الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي
یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہئی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونو کی پیچھی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہین اور چوتھا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا
هو النظر اليها ويسمى هذا هما وقصدا ونية وهذا الهم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا صفى القلب الخاطر حتى
یعنی عورت کو دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہین اور اس ہم کا مبدا کبھی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہان تک
طالت ثم حدثته النفس تأكد هذا الهم ويصير ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا
کہ آپسمین بت کہا دلنفس کی دراز ہوجاوی تو ہم پکا ہوتا ہی اور ارادہ بالجزم ہوجاتا ہی جب یہہ معلوم ہوچکی تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ خیال
يدخل تحت الاختيار ولكن الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
اختیاری نہین ہی اور اسیطرح میل یعنی جوش شہوت کا آدمی ہی مواخذہ نہین ہی کیونکہ اختیار مین نہین ہی اور اسی حدیث مین یہہ ہی مرادہی
المراد بقوله عليه السلام عفي عن امتي ما تحدثت به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع
اسلئے کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہین جو دلمین بی قصد آجاتی ہین اور اونپر
میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی
في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يسمى العزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمردد بين ان
کچھہ عزم نہین ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہین کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہین ہی
يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ به الاختياري ولا يؤاخذ بالاضطراري واما الرابع وهو الهم فيؤاخذ
یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری مین آدمی ہی مواخذہ ہی اور اضطراری مین مواخذہ نہین ہی اور رہا چوتھا مرتبہ یعنی ہم سو آدمی
به العبد الا انه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان
بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہوکر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطے کہ ہم انسان کا اگرچہ
سيئة لكن امتناعه ومجاهدة نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
بدی پر اوس سی باز رہنا اور اپنے نفس کا مجاہدہ حسنات مین ہی جسکی عوض مین انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام
الفعل بعائق وتركه لعذر لا خوفا من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري للقلب فيؤخذ به صاحبه
کسی اور مانع کی سبب نہو سکا اور کسی عذر سی نکیا کچھہ خوف الہی سی نہین چھوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی
فان من عزم على معصية وتعذر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل نہوا ہوگیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہین رہا اب اوسکو ثواب
له حسنة وقد روي انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل
کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتون پر اوٹھینگی اور اسمین شک نہین ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی قتل کرونگا
مسلما او يزني بامراة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من المذاهب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنب
قتل کردن کا یا خانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پھر اوسی رات مین مرگیا تو گنہگار گناہون پر ڈٹا ہوا مریگا
ويحشر على نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روي انه عليه السلام قال اذا
اور اپنی نیت پر اوٹھی گا باوجودیکہ اوسی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچھہ ہی نہین ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یارسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہین تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہین کسینے عرض کیا یارسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئے کہ وہ بہی
ان یقتل صاحبه وهذا نصر فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یارہ کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ ہی مقتول ہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہین
العبد بالنیة والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة او نقض العزم بالندم حسنة
ہوگا اور جو بات اختیاری ہی سو اوسپر ضرور مواخذہ ہوگا یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کردی اور عزم کا ندامت سی توڑنا ہی حسنہ ہوتا ہی
فذلك یکتب حسنة وما فوت المراد بعائق فلیس بحسنة فذلك یکتب بسیئة فیواخذ بها العبد فکیف لا یواخذ
اسلیئے ثواب لکہا جاتا ہی اور اسکا کام کا فوت ہونا کسی مانع سی یہہ حسنہ نہین ہی اسی لئے گناہ لکہا جاتا ہی اور آدمیکو اوسی سی مواخذہ ہی اب آگے یہی
العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی
افعال قلب یعنی کبر اور خود بینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خبائث تمام اعمال قلوب سی ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہی
ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسؤلا فانه تعالی اخبر فی هذه الایة ان العبد یکل واحد من
بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سب کی اوستی پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی فی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ آدمی سی ہموض ہر ہر عضو کی
تلك الاعضاء یکون مسؤلا عنه فیما یدخل تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی محرم بغیر اختیاره لا یواخذ بهذه
جو باتین اختیاری ہین پوچہہ ہوگی مثلاً اگر بی اختیار جاپڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ
النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون مؤاخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها وکان لذلك خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی
هذا جری بل القلب اولی بالمواخذة لانه لا اصل فان من حکم قلبه بشئ وکان مخطئا فیه یصیر مجزیا به ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک
فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متظهر وحضر الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کر لی کہ مین پاک ہون اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ مین پاک نہتا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نہتا
ترکها ثم تذکر یکون معاقبا بترکه ومن وجد علی فراشه امرأة فظن انها امرأته فوطئها بهذا الظن لا یکون عاصیا بوطئها
یون ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینے اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اسی جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار نہوگا
وان کانت اجنبیة وان ظن انها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا بوطئها وان کانت زوجته کما فی ذلك بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوتی یہہ تمام باعتبار عزم
الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة من هذه الامة اذا لم یبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
دل کی ہی جوارح پر نہین ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچے معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچی
فلا تکون مرفوعة بل یواخذ بها العبد فیجب علیه ان ینقضها بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنة والا یکون
تو پہر معاف نہین ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہین تو
الشیطان مستولیا علی مملکة القلب وبئس اللعین وعده الذی حکاه الله تعالی عنه حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجکو ڈہیل دی
یوم القیمة لاحتنکن ذریته الا قلیلا وتالمعنی انك ان اخرتنی حیا الی یوم القیمة لاقودنهم حیث شئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دیلون مگر تہوڑی اور معنی یہہ ہین کہ اگر تو مجکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ مین اونکو جہان چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولین علیهم استیلاء قویا الا القلیل منهم وهم المخلصون من عبادك الصالحین وهذا کقول اللعین لاغوینهم
اوپر غالب ہوجاؤنگا مگر کچھ تھوڑوں پر جو تیری بندی مخلص صالح ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ میں

اجمعین الا عبادك منهم المخلصین وانما عرف اللعین حصول هذا المطلب له مع انه لا یعلم الغیب استدلالا بامارات
اونکو بہکاؤنگا مگر تیرے مخلص بندوں کو اور یہہ اسلئے کہا کہ لعین کو اس مطلب کا پاجانا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی اس دلیل ہی جان گیا

فی الارض ولا غوینهم اجمعین وانما عرف اللعین حصول هذا المطلب له مع انه لا یعلم الغیب استدلالا بامارات
کہ اونمیں آثار بدی کی بہت پائی اور مبدا خیر کا ایک کیونکہ انسان کے بعض میں قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی

فیهم من کون مبدأ الشر متعددا ومبدأ الخیر واحدا ذی نفس الانسان قوة بهیمیة شهوانیة وقوة سبعیة
اور یہہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدائش ہی غالب ہوتی ہیں شر کیطرف بلاتی ہیں اور ان

غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلثة مستولیة علیه من اول الخلقة داعیة له الی الشر وبعد هذه
اور قوت وہمی شیطانی

الثلثة فیه قوة عقلیة ملکیة وهی ان کانت داعیة الی الخیر لکنها انما تکمل بعد استیلاء الثلث الاول علی القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہوچکیں

فلما رای اللعین ذلك علم ان ما یریده یمکن حصوله فان الشهوة والغضب قد ینقادان للانسان انقیادا تاما
پہر جب لعین نے یہہ حال دیکھا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر

فیعینانه علی طریقه الذی یسلکه ویحسنان له فی سفره الذی هو بصدده وقد یستحیان علیه استعصاء
جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی دریپی ہوتا ہی اوسمیں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کبھی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت

ونزد حتی یملکانه ویستعبدانه ویدیه هلاکه وانقطاعه عن سفره الذی به وصوله الی سعادته الابدیة فینبغی له
اور تمردی کرتی ہیں یہانتک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کرلیتی ہیں اور اوسمیں انسان ہلاک ہوجاتا ہی اور اوس سفر سے جسمیں سعادت ابدی وصول ہوتی وہ چھوٹ جاتا ہی

ان یستعین علیهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما علی نفسه یهلکها هلاکا بینا ویخسر خسرانا عظیما و
اب انسان کو یوں تدبیر کرنی چاہئی کہ اوسپر عقل سی مدد پہونچے اور اگر عقل سی مدد نلی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر ہلاکی اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹھایا اور

ذلك حال اکثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم فی استنباط الحیل لقضاء الشهوة وکان من حقهم ان یکون
اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلیں قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہیں اور اونکو یوں چاہئی تہا کہ

شهواتهم مسخرة لعقولهم فیما یفتقر الیه العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبه خاطر الهوی فیدعوه الی الشر فیلحقه
عقلوں کی مطیع ہوتی جہاں عقل کی حاجت ہی پہر مومن کی دلمیں کبھی خطرہ ہوا کا اگر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اونکو اونکی شہوت

خاطر الایمان فیمنعه عن الشر ویدعوه الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرة خاطر الشر فیقوی داعی الهوی ویحسن القبیح
خطرہ ایمانی بدیسے روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بدخطرہ کی قوت کو اوبھارتا ہی سو خواہش اسکو اکسی زور پر کرجاتی ہی اور دنیا کی لذتوں سی

والتنعم بملاذ الدنیا فیمیل النفس الیها فینبعث العقل الی نصرة خاطر الخیر ویوبخ النفس ویقبح فعلها وینبهها الی الجمل و
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اوسپر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹھہ کر نیکی دلمیں ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی برائی کہمکر اصل عقل کیطرح

یشبههما بالبهائم فی هجومها علی الشر وعدم اکتراثها بالعواقب فیمیل النفس الی نصح العقل فیحمل الشیطان علی النفس حملة و
نسبت بیکر دونگی تمیں ملاتی ہی کہ جملو برائی کی کثرت اور انجام سی بی پروائی ہی انمیں کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر کیطرح حملہ کرکر سمجہاتا ہی

یقول لها مالك تستمعین عن هواك وهل یوجد احد من اهل عصرك یخالف هواه ما ترین ان اکثر علماء زمانك لا
تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کونسی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکھتا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

یتحرزون عن الهوی ولو کان شرا لامتنعوا عنه فترکهم ملاذ الدنیا یتمتعون بها وتبقی محرومها مغتما یضحك علیك
عیش رانی سی پرہیز نہیں کرتی اگر عیش وارام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت مین محروم رہی تجہپر تیری ہمسر

۷ کو وہ چین اور تو بین ۴

اهل وتلك فيميل النفس الى وسوسة الشيطان فيحمل العقل على النفس حملة ويقول لها هل هلك الا من اتبع هواه ونسي
اب نفس کو وسوسہ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی پھر عقل نفس پر حملہ کر سمجھاتی ہی کہ وہی خراب ہوا جو ہوا کی پیچھی لگا اور
الاخرة وما اوآه ان يقنعين بلذة يسيرة وتتركين لذة الجنة التي لا يتناهي نعيمها ابد الآباد ام تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی ٹھکانیکو بھول گیا کہ تو اس تھوڑی لذت پر قناعت کر کر جنت کی بی انتہا لذت جو کبھی تمام نہو دی چھوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کا خندا بکا ہوا جاتا ہی
بغفلة الناس وابتاعهم اهواءهم ان عذاب النار لا يخف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجھہی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکھہ تو اگر تمام خلقت
يوم الصيف وكان لك بيت بارد اكنت تساعدهم على القيام في الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ مین کھڑا ہونا اور تیری لئی سرد خانہ ہو تو کیا تو انکی ساتھہ دہوپ مین کھڑا رہی گا یا انکی برخلاف تو دہوپ مین سی کہر کی سایہ مین چلا جاویگا
فانك اذا كنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى راي العقل وهي لا تزال
پھر تو جب انکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پھر کیونکر انکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پھر اب اس فہمایش عقلی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتی ہی
تتردد متجاذبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلبه الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی دودلی مین کبھی ادہر کبھی ادہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین
يميل الى الشر ويجري على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہو اور اوسکی اعضا بھی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اللہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین
يميل الى الخير ويظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعات والمعاصي اذا ظهرت تكون
تو خیر کیطرف جھکتا ہی اور اوسکی جوارح بھی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین
علامات يعرف بها سوابق القضاء والقدر وهي انما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ
فمن خلق للجنة تيسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار يسرت لها المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین
لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصي ثم عرف الخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اللہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر کر طاعات مین لگا دی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر کر معاصی مین لگا دی ہین پھر خلقت کو اوسکی جنتی اور
فقال ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی نشانی جی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین آئی ہمکو جنتی کرنا اور نہ کردان ہمکو اہل نار مجلس
الرابع والتسعون في بيان ظهور الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چوراونوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا ہی اور پھر ہوجاویگا جیسا ظاہر ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین
الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تھا پھر غریب ہوجاویگا جیسا شروع ہوا تھا سو غربیون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی
الاسلام في ابتدائه ظهر في حاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلال
یعنی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تھوڑا پھر پھیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پھر اوسپر نقصان اور خلل آویگا
حتى لا يبقى الا في حاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني
جانیگا مانی ہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تھوڑا یعنی غربا مین اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ تھوڑی ہین قبیلون مین سی یعنی

انهم الذين كانوا قليلا فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان
یہہ وہ لوگ ہیں جو تھوڑی تھی سو ہر قبیلہ میں انمیں سی سوا ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک بھی انمیں کا قبیلوں اور شہروں میں نہیں ہوگا
كما كان كذلك في اول الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون بالسنة
جیسا کہ اول اسلام میں نہیں تھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہہ وہ لوگ ہیں جو بھلائی کرتی ہیں جب لوگ بگڑ جاتی ہیں مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتی ہیں
في زمن فساد الناس وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون ما افسده الناس بعدي من سنتي فهم كالغرباء المدحوون
جس زمانہ میں لوگ فساد کرتی ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہہ وہ لوگ ہیں جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غرباکی ہی
المغبوطون وقلتهم في الناس جدا سموا غرباء وهم قسمان احدهما من يصلح نفسه عند فساد الناس والثاني من يصلح
جسکی مدح ہوئی اور انکی بھی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہیں تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہیں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاوینگے دوسرے
ما افسده الناس من السنة وهو اعلى القسمين وهم القائمون بوظيفة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فهؤلاء اقل الناس
جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرینگے اور یہہ دونوں میں اعلی درجہ کی ہیں یہہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہو نگی سو یہہ لوگ
في آخر الزمان ولذلك وصفوا بالغربة لقلتهم كما جاء في بعض الروايات انهم قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير من
آخر زمانہ میں بہت کمتر ہونگی اور اسہی لئے غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہیں چنانچہ بعضی روایات میں آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کمتر بری قوم کی اندر
يبغضهم اكثر ممن يطيعهم وفي هذا اشارة الى قلتهم وقلة المستجيبين لهم وكثرة المخالفين لهم والعاصين لامرهم وهذا
جو بہت ہوں انکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالوں کی بہت زیادہ اور اسمیں انکی اور انکی تواضع کی قلت کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہی اور اس
الفضل العظيم الموعود لاهل الغربة انما هو لغربتهم بين الناس وتمسكهم بالسنة بين ظلم الاهواء فاذا رأى المؤمن ما كان
فضل عظیم کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسی لئی کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور ہوا ہوس کی تاریکی میں وہ سنت کو پکڑتی ہیں پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی
عليه الناس في هذا الزمان من البدع والضلالات وعدولهم عن الصراط المستقيم الذي كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم
حال دیکھی یعنی بدعتیں اور بے راہیاں اور سیدہی راہ سے الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واصحابه ودعاهم اليه وقدر فيما هم عليه من المنكرات فهناك تقوم قيامتهم وينصبون له الحبائل ويجلبون
اور اسکی اصحاب تھی اور اوسکو اور اس مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو توڑی پس اونپر قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچھاوینگی اور اوسپر
عليه بخيلهم ورجلهم فهو غريب في دينه لفساد اديانهم غريب في تمسكه بالسنة لتنسكهم بالبدع غريب في اعتقاده
اپنی سوار اور پیادی چڑہاوینگی اب وہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہیں اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرتی میں غریب ہی کیونکہ وہ لوگ بدعتوں
لفساد عقائدهم غريب في طريقه لفساد طرقهم غريب في معاشرته معهم لانه لا يعاشرهم في اهوائهم ولا يجاملهم
تمسک کرتی ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہی کیونکہ اونکی سے طریق فاسد ہیں اونکی ساتھ معاشرت میں غریب ہی کیونکہ اونکی ساتھ نہیں
فهو غريب في امور دنياه واخرته لا يجد مساعدا ولا معينا وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا
کہ وہ تمام امور دنیا میں اور اخروی میں غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بے شک اللہ تعالی فرماتا ہی آپسمیں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد
على الاثم والعدوان فهو عالم بدينه بين قوم جاهلين بدينهم صاحب سنة بين اهل بدع داع الى الله تعالى ورسوله
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتی اپنی دین کا عالم ہی بہ عیتیں میں صاحب سنت ہی اللہ اور اوسکی رسول کی طرف
بين دعاة الى البدع والضلال امر بالمعروف ناه عن المنكر بين قوم المعروف عندهم منكر والمنكر معروف وهذا قال النبي عليه السلام
بلاتا ہی اوس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلاتی ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اول لوگوں میں کہ معروف اونکی عندیہ میں منکر ہی اور منکر اونکی عندیہ میں معروف ہی
يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي يدخل النار
لوگوں پر ایک زمانہ آویگا کہ اوسمیں دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی انگارہ ہوتی ہیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص دوزخ میں جائیگا

بالکف کما لا یمکنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشدید فکذلک من یتمسک بالسنة ویعض بها فی آخر الزمان لا یمکنه التحفظ
جیسی اوسکو کہ کانٹا بدون سخت صبر کی سہل نہیں ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرنا ہی آخر زمانہ میں اوسکو دین کی محافظت
علی دینه بالسهولة الا بالصبر الشدید ولذلک کان اجره کثیرا کما قال النبی علیه السلام من تمسک بسنتی عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہیں ہی اسی واسطے اوسکا ثواب بھی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کا اختیار کرے جب میری امت
امتی فله اجر مائة شهید وذکر فی عن ابی امامة انه علیه السلام قال ان لکل شئ اقبالا وادبارا ومن اقبال الدین کنتم
فاسد ہوجاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہرشی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہ ہی
علیه من العمی والجهالة وما بعثنی الله به وان من اقبال الدین ان تفقه القبیلة باسرها حتی لا یوجد فیها الا الفا
کہ تم سب اندھی اور جاہل تھی محمکو اللہ نی بھیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہوگیا یہاں تک کہ اوسمیں فاسق سوای ایک
والفاسقان فهما مقهوران ذلیلان وان من ادبار الدین ان تجفوا القبیلة باسرها حتی لا یری فیها الا الفقیه او الفقیهان
یا دو کی نہیں ہی سوئی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ میں دڈھونڈہ پہر تو اوسمیں سوای ایک یا دو فقیہوں کی نہ ملی
وهما مقهوران ذلیلان لا یجدان علی ذلک اعوانا ولا انصارا فانه علیه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقیه
اور وہ بھی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مدد گار اور نہ یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو
فی الدین بانه یکون فی آخر الزمان عند الناس مقهورا ذلیلا لا یجد معینا ولا نصیرا ولذلک قال الثوری اذا رایت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ میں جب تمام لوگ فاسد ہوجاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسی لئی ثوری نی کہا ہی جب تو یکھی کہ عالم کی
کثیرا لاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق بغضوه وعن کعب الاحبار انه قال لیاتینکم زمان تکره فیه الموعظة
بہت دوست ہیں تو سمجھ لہ کہ وہ خالص نہیں ہی کیونکہ اگر وہ حق کو لتا تو اوسکی دشمنی ہوجاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا جسمیں
حتی یختفی المؤمن بایمانه کما یختفی الفاجر بفجوره ویعیر المؤمن بایمانه کما یعیر الفاجر بفجوره وانما یعظم ذل المؤمن فی
ایمان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چھپتا پہریگا جیسے بدکار بدکاری لیکر چھپتا پہرتا اور مؤمن اپنی ایمانی میں مطعون ہوگا جیسے بدکار فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر
آخر الزمان لکثرة اهل الفسق والظلم والبدع ویکون بینهم غربیا کلهم یکرهونه ویؤذونه لمخالفة طریقه طریقهم
زمانہ میں اسی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہوجاوینگی اور وہ اونمیں تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا راستہ
ومبانیة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فیامرهم علیه لاسیما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منکر کما قال حذیفة
اونکی سرتسی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہوویگا اور اوسکی چال چلن سی موافق نہیں ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بیہودی سی منع کری
الیمانی یاتی علی الناس زمان یکون فیهم جیفة حمار احب الیهم من مؤمن یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر وروی عن ابن عباس
بن الیمان نی کہا ہی کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتادی اور گناہ کا منع کری اور ابن عباس سی
انه علیه السلام قال یاتی علی الناس زمان یدوب فیه قلب المؤمن کما یذوب الملح فی الماء قیل ابو ذلک یا رسول الله قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کہنی عرض کیا اسکی یا رسول اللہ فرمایا
مما یری من المنکر فلا یستطیع تغییره فمن لم یستطع تغییره فمن کان من السلف من رای منکرا فلم یقدر علی ازالته قبل دماغه ثم من بعدهم من مرض
اسلئی کہ منکرات ایسی ہیگا اور بدن نہ سکیگا جیسکو بعضی متقدمین نی منکر کو دیکھا اور طاقت کی قدرت نہیں ہوئی تو دماغ پھٹ گیا اور بعضا مدت
الماما وقد قال النبی علیه السلام اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون فکما ان الانبیاء لم یخلوا عن الابتلاء بالجاحدین
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگوں سی زیادہ بلاء میں انبیاء ہیں پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکروں کی ابتلا سی خالی نہیں ہوتی
کذلک لا یخلو العلماء والصلحاء والآمرون بالمعروف والناهون عن المنکر عن الابتلاء بالمصدین علی المعاصی فان من
ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کا حکم کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگوں کی ابتلا میں ہیں جو معاصی پر اڑی ہوئی ہیں بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونہی عن المنکر فی ہذا الزمان یکون قائما بالرکن الاعظم فی الدین والمہم الذی بعث اللہ بہ جمیع
اس زمانہ مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کہا تو یہ سبھی دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکہا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لئی اللہ تعالی نی تمام رسلین کو بہیجا ہی
المرسلین ولذلک قال النبی علیہ السلام من امر بالمعروف ونہی عن المنکر فہو خلیفۃ اللہ فی ارضہ وخلیفۃ
اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین مین اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب
کتابہ ورسولہ وانما کان کذلک لان الانبیاء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنہی عن المنکر وذلک وظیفتہم التی
اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسکے ہی کہ انبیاء اسہی واسطی بہیجی گئی ہین کہ نیک بات بتاوین اور یہہ ہی منع کرین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو
جاءوا بہا فمن تبعہم فیہا وامر ونہی یکون نائبا عنہم فی ہذا الامر العظیم وتلی منزلتہم منزلتہم فی ہذا الخطب الجسیم
لیکر آئی ہین پہر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب مین اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکی مرتبہ کی اس کا بزرگ مین قریب ہوجاوینگا
کما اشیر الیہ فی قولہ تعالی ان الذین یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون
چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت مین ہی جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سی اور مار ڈالتی ہین نبیون کو ناحق اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہی
بالقسط من الناس فبشرہم بعذاب الیم فانہ تعالی ذکر الذین یامرون بالعدل بعد الانبیاء فی الترتیب وقد
انصاف کو لوگون مین سی سو اونکو خوشخبری سنا دکہہ ڈالی مار کی سو اللہ تعالی اون لوگون کا حوصلہ کا حکم کرتی ہین بعد انبیاء کی ترتیب سی ذکر کیا اور اس
ذکر فی تفسیر ہذہ الایۃ انہ علیہ السلام قال قتلت بنو اسرائیل ثلثۃ واربعین نبیا فی اول النہار فی ساعۃ واحدۃ
آیت کی تفسیر مین مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ بنی اسرائیل نی تینتالیس نبی اول روز کی ساعت مین قتل کئی ہین
فقام مائۃ واثنا عشر رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروہم بالمعروف ونہوہم عن المنکر فقتلوہم جمیعا فی اخر
ایکسو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا
النہار وہم الذین ذکرہم اللہ تعالی فی قولہ ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فان اہل الدین من الامرین
یہہ وہ لوگ ہین جنکا ذکر اللہ تعالی نی اس آیت مین کیا اور مار ڈالتی ہین جو کوئی نہین انصاف کو لوگون مین سی بیشک دینمدار امر بالمعروف
بالمعروف والناہین عن المنکر قلما ینفک عن ضروب الاذی وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعایۃ
اور نہی عن المنکر کرنیوالی اقسام تکلیفون سی اور انواع بلیات سی بہت کم بچتی ہین شہر اونسی نکالی جاتی ہین
الی السلاطین والحکام والشہادۃ علیہم بالکفر والخروج عن الدین ونسبتہم الی ما یوجب فسقہم من البدع والمعا
سلاطین اور حکام کی ان اونکی جہلی کہاتی ہین اور اونپر کفر کی اور دین سی بی دینی کی گواہی دیتی ہین اور ایسی بولی نسبت کردیتی ہین جسسین اونکا فسق واجب
وغیر ذلک مما ہو خیرہم فی الدنیا والاخرۃ فعلی ہذا ینبغی للآمر بالمعروف والناہی عن المنکر ان یوطن نفسہ علی الصبر
ہوجاوی بد عقبی اور معاصی وغیرہ جوکہ اونکی حق مین دنیا اور آخرت مین بہتر ہی سو اسپر یہہ حال کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہوا اوسکو لازم ہی
علی ما یصیبہ من اذی الخلق لانہ تعالی قد ذکر الصبر فی موضع من کتابہ وامر بہ فی بعضہا وقال یلقہا الا الذین
کہ خلقت کی ایذا سی جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اللہ تعالی کہ اللہ تعالی نی صبر کو اپنی کتاب مین کئی جگہہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا اور بیان والو
امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون وقال فی ایۃ اخری واصبروا ان اللہ مع الصبرین
ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو اور لگی رہو اور ڈرتی رہو اللہ سی شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت مین فرمایا اور ٹہری رہو اسکا ساتھہ ہی ہے خیر والون کی
وقد جمع اللہ تعالی للصابرین من الاجور ما لم یجمعہا لغیرہم وقال اولئک علیہم صلوت من ربہم ورحمۃ و
اور اللہ نی صبر کرنیوالون کی لئی اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اورون کی لئی جمع نہین کیا اور فرمایا ایسی لوگ اون ہی پر شاباشین ہین اپنی رب کی اور مہربانی اور
اولئک ہم المہتدون قال العلماء کفی بالصبر اجرا ان الاعمال کلہا تضاعف بعشر امثالہا الی سبعمائۃ الا
وہ ہی ہین راہ پر علماء کہتی ہین صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہوجاتی ہین سات سو تک سوا

الصبر فان اجره یوفی بغیر حساب کما قال الله تعالی انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب وقد رجاء لاهل
صبر کی کہ اوسکا ثواب بی حساب ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی شہر نیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیک اللہ کرنیسے اور بیشک صبر کا حکم
بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهی عن المنکر مصرحا فی قوله تعالی وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت مین صاف ہوا ہی اور سکھلا یہی بات اور منع کرو برائی سی اور سہار جو
اصابك ان ذلك من عزم الامور وفی هذه الایة اشارة الی ان من یامر بالمعروف وینهی عن المنکر قد یوذی فاذا
تحقیر بڑی بیشک یہہ ہین ہمت کی کام اور اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہین جب
اوذی یجب علیه ان یصبر ویعلم ان ما یجری علیه من اذی الخلق فهو بمشیة الله تعالی وقضائه وقدره فیراه کالنار
اوسکو تکلیف دیون تو اوسکو واجب ہی کہ صبر کری اور سمجھی کہ جو اوسپر خلقت کیطرف سی تکلیف گذرتی ہی سو موافق مشیت اور تقدیر اللہی کی ہی سو اوسکو ایسا سمجھی جیسی
بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا یستریح ویتیقن ان ذلك کائن لا محالة لان ماشاء الله تعالی یکون ویجب وجوده
تکلیف گرمی جاڑی کی اور کہہ بیماری کی جب یہہ سمجھیگا تو ریح پہنچیگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تھی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہی سو ہوکر رہتا ہی اوسکا وجود ہی
وما لم یشا لا یکون بل یمتنع وجوده فلیس للجزع منه وجه بل لا بد له فیه من الصبر لان من لا یصبر علی ما یصیبه
اور جو نہین چاہتا ہر گز نہین ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہی اب گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ آہین صبر ضرور ہی ہی اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر بالا ختیار صبر نہین کرتا
اختیارا وهو محمود یصبر علی اکثر منه اضطرارا وهو مذموم فینبغی له ان یصبر ویترك الانتقام لانه ان لم یترك
حال اگر محمود ہی تو وہ اوسکی بڑی مصیبت پر لاچار ہوکر صبر کرتا ہی اور یہہ مذموم ہی سو یہہ ہی چاہئی کہ صبر کرکر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف
الانتقام بل اشتغل به یعقبه الخوف والذل والندامة اذ یحصل بسبب العداوة والعاقل لا یامن من عدوه ولو کان
نکریگا بلکہ انتقام مین مشغول ہوویگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہوویگی اسلئی کہ عداوت پیدا ہوجاتی ہی اور مرد عاقل دشمن کا اگرچہ حقیر ہو دی کو ستاہی پہتاہی
حقیرا فاذا غفر وعفی ولم یشتغل بالانتقام یامن من حصول العداوة ویتحصل من وقوع الندامة معان فی العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچھ خوف نہوگا اور ندامت سی بچیگا باوجودیکہ عفو مین
عزة اذ قد صح انه علیه السلام قال ما زاد الله عبدا یعفو الا عزا فلیس ینبغی له ان یقابله بالاحسان الیه لانه قد
بڑی عزت ہی اسلئی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوسکو چاہئی کہ اوسپر کچھ احسان کردی کیونکہ اوسنی
اهدی الیه حسناته ونقلها من صحیفته الی صحیفته ویری ان اساءته الیه نعمة من الله تعالی علیه حیث
اپنی حسنات تحفہ دی ہین اور اپنی نامہ اعمال مین سی اوسکی نامہ اعمال مین بدل دی ہین اور یہہ سمجھی کہ میری ساتھ اسکی برائی میری حق مین اللہ کی نعمت ہی کیونکہ
جعله مظلوما یرتقب النصر فی الدنیا والاجر فی العقبی ولم یجعله ظالما یرتقب التلقف فی الدنیا والاخرة والعاقل لو
مجھکو مظلوم بنایا کہ دنیا مین اوسکی نصرت ہی اور عقبی مین ثواب اور ظالم نہین بنایا کہ دنیا اور آخرت مین ہلاکت ہوتی اور جس عاقل کو
خیر بین هاتین الحالتین لاختار ان یکون مظلوما لان ما یصیبه من اذی الخلق تکون کفارة لخطایاه واذا یصیب
ان دونو حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلئی کہ اوسکو جو تکلیف خلقت کی پہنچی گی اوسکی گناہون کا عوض ہوویگی کیونکہ مؤمن کو
المؤمن همّ ولا غمّ ولا اذی الا کفر الله تعالی به من خطایاه وذلك فی الحقیقة دواء یستخرج به ادواء الخطایا لان ما
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی تو اللہ تعالی اوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہی اور حقیقت مین یہہ اوسکی دوا ہی کہ اوسی گناہون کی دکھہ نکلتی ہین کیونکہ
یصیبه من اذی الخلق یکون له کالدواء المر الکریهة فینبغی له ان لا ینظر الی مرارة الدواء وکراهته ولا الی من
اوسکو جو مخلوق خلقت سی تکلیف پہنچتی ہی گویا وہ مزہ دار دوا ہی سو چاہئی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پہ نظر نہ کری اور نہ اوسپہ جو کی طرف سی آتی ہی
یصل الیه من جهته بل ینبغی له ان ینظر الی نفعه ووصوله الیه من جهة من ینفعه بضه تبه المجلس الخا مس
بلکہ چاہئی کہ نفع پہ نگاہ کری اور جسکی طرف سی آی وہ اپنی مضرت سی فائدہ دیتا ہی پچانوین مجلس

والتسعون فی بیان نعمۃ الصحۃ والفراغ وبیان مغبونیۃ صاحبہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اس بیان مین کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان مین کہ صحت اور فراغت والے کو کیا غبن ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابن عباس

دو نعمتین ہین کہ لوگون اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتے ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سے

ومعناہ ان الصحۃ والفراغ نعمتان عظیمتان لکن لا یعرف کثیر من الناس قدرہما ما داموا فیہما حیث لا یعلمون

اسکے یہہ معنی ہین کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتین ہین پر اکثر لوگ انکی قدر نہین جانتے جبتک تندرست اور فارغ رہتے ہین کیونکہ نہ اعمال صالح

الصالحات ولا یتہیأون لیوم الممات فان الانسان فی حال صحتہ یقدر علی کسب الخیرات ببدنہ وماللہ

کرتے ہین اور نہ موت کے دن کا کچھ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت مین اپنے بدن اور مال دونو سے خیرات حاصل کرسکتا ہی

واذا مرض یضعف بدنہ عن العمل ویقصر یدہ عن مالہ فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی الطاعۃ ببدنہ ولا علی

اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سے تھک بیٹھتا ہی اور ہاتھ تہائی مال کی زیادہ کا کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ

النصف فی مالہ الا مقدار ثلثہ فینبغی لہ ان یغتنم صحتہ ویجتہد فی اکتساب الخیرات ببدنہ ومالہ وکذا فی

مال پر قابو سوا ہی تہائی حصہ کی سو لایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جانکر بدن اور مال سے خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغہ یقدر علی الطاعۃ بلا مانع فاذا بدل الفراغ بالاشتغال یظہر الموانع فلا یقدر علی الطاعۃ فان

فراغت مین طاعت پر بی روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی مین لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پہر طاعت کا اختیار کہان رہتا ہی کیونکہ

الانسان قد یکون صحیحا لکن لا یکون متفرغا بل یکون مشتغلا بامر المعاش وقد یکون مستغنیا لکن لا یکون

انسان کبہی بیلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہین ہوتا بلکہ کمائی کی کاروبار مین لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تو نکر ہوتا ہی پر تندرست نہین ہوتا

صحیحا فاذا اجتمع فیہ الصحۃ والفراغ فغلب علیہ الکسل عن الطاعۃ فہو مغبون بنیان ذلک ان الدنیا مزرعۃ

اور جب اوسکو صحت اور فراغت دونو ہون پر تندرستی کی بدی طاعت سے نکری تو وہ ٹوٹی مین ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کھیتی

الاخرۃ وفیہا التجارۃ التی یظہر ربحہا فی الاخرۃ فمن استعمل فراغہ وصحتہ فی طاعۃ اللہ تعالی فہو المغبوط کالتاجر

ہی اور دنیا مین ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت مین ملتا ہی پر جسنے اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالی کی عبادت مین صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی

الفارغ یعقبہ الشغل والصحۃ یعقبہا السقم ومن استرسل فی الصحۃ مع نفسہ الامارۃ بالسوء الخالدۃ الی الراحۃ

کہ فراغت کی بعد کاروبار لگجاتی ہین اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت مین ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی بی مہابہ برتا

فترک المحافظۃ علی الحدود والمواظبۃ علی الطاعات یکون مغبونا وکذلک اذا کان فارغا فان المشغول قد یکون

اور نگہبانی حدودپر اور ہمیشہ طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹھاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہو تو کیونکہ کاروباری کو بعضی وقت

لہ معذرۃ بخلاف الفارغ اذ یرتفع عنہ المعذرۃ ویقوم علیہ الحجۃ فینبغی لہ ان یغتنم فراغہ ویسعی فی

عذر ہوتا ہی پر خلاف فارغ کی اسکی کہ فارغ کو کوئی عذر نہین ہوتا اور سیر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یہان ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجھکر صالح اعمال مین

تحصیل الاعمال الصالحات ولا یضیع عمرہ فیما لا یعنیہ فان کل نفس من انفاس العمر جوہرۃ نفیسۃ لا قیمۃ لہا لانہا

خوب سعی کرے اور عمر کو بیہودہ برباد نکرے کیونکہ عمر مین سی ہر ہر دم ایک نفیس بی بہا جوہر ہوتا ہی اسواسطے

صالحۃ لان توصلہ الی سعادۃ الابد وتنقذہ من شقاوۃ الابد فای جوہرۃ انفس من ہذہ الجوہرۃ فاذا ضیعہا

کہ اونسے اوسکو ہمیشہ کی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سے بچ سکتا ہی پہر اس جوہر سی کونسا جوہر بہتر ہوگا پہر اگر اسکو غفلت مین کھوبیٹھا

فی الغفلۃ فقد خسر خسرانا عظیما واذا صرفہا الی المعصیۃ فقد ہلک ہلاکا مبینا فان عمر الانسان عبد ان لا عمل لہ

تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹھایا اور جب اسکو معصیت مین لگایا تو بیشک ظاہر ہلاک ہوگیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی لئی فارغ عبدان ہی

الصالحة المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
جو اللہ تعالیٰ سے نزدیک اور قیامت کی دن بڑائی ثواب واجب کردی اور یہہ ہی ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئی
للانسان منها الا ماسعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح
اسمین سی وہتا ہی ہوتا ہی جو کہ چکی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کمایا پہر جو دم زندگی کا عمل صالح سی خالی گذرتا ہی
يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة يأتي على العبد لا يذكر الله تعالى فيها الا كانت
اوسپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ اوسمین اللہ کی یاد نہین کرتا وہ ہی اوسپر
عليه حسرة وفي رواية عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر آدمی مرتا ہی سو ادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی
الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان مسيئا ندم ان يكون نزع وفي رواية عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکوکار ہی تو یون نادم ہوگا کہ زیادہ کیون نکیا اور اگر بدکار ہی تو یہہ ندامت ہوگی کہ شکی مین باز آتا اور ابن عباس سی روایت ہی
في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازداد احسانا ويلوم
کہ نفس لوامہ کی تفسیر مین کہا ہی ہر کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیون نکمی اور بدکار
المسيئ نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة واجتهد في تحصيل متعة الاخرة قبل
اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ بدی سی باز کیون نہ آیا سو ای عاقل اپنی عمر غفلت مین مت کھو اور آخرت کا سامان حاصل کرنیمین کوشش کر اوسوقت سی پہلی
ان يجئ يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمرك في غير طاعة
کہ ایسا دن آجاوی کہ تو اوس روز کچھ حاصل نہ کرسکیگا اور بیشتر جلد اوس دن کو دیکھہ لیگا اور گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سی خالی گئی ہی
ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان شغل يمنعه من العمل واحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اوسکو نہ نفع دیگا اور ندامت سی کچھ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دھندہ مین لگا رہتا ہی اور وہ مشغلہ عمل سی روکنے والا ہی اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر ملتوی
وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العقلاء وقد
رکھکر کہے کہ فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہی دو وجہ سی ایک دنیا کو پسند کرنا آخرت پر یہہ عقلا کی شان سی نہین ہی اور
قال الله تعالى بل تؤثرون الحياة الدنيا والاخرة خير وابقى وثانيهما تسويفه العمل الى اوان فراغه وانه قد لا يجد مهلة
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کوئی نہین تم آگی کہتی ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہی اور رہنی والا اور دوسری وہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت مین رکھنا کیونکہ بعضی وقت
بل يختطفه الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد
فرصت نہین ملتی بلکہ موت فرصت سی پہلی اچکلیتی ہی یا دھندہ بڑہ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپسمین ملی ہوئی مسلسل ہوتی ہین پہر یہہ شخص معاد کی لئی خالی توشہ رہ جاتا ہی
فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله
پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کرے کیسا ہی وقت ہووی موت سی پہلی اور فوت ہونی سی اگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و
اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہلاؤ ی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگارون کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجھا جاتا ہی
اخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا مین سی حاجت سی زیادہ کھانا پینا لباس حاصل کرچکتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہوتی ہی ان اگر اوسی طاعت الہی کی استداد لی
طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله تعالى يعذب
تو مضر نہین کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کرلیتا ہی تو ضرور اوسی جدا ہووینگا اگر اوسکی محبت سوا اللہ کی اور وجہ سی تھی تو اوسکا فوت ہونا

به بفوته اذ یحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه یکفیه وهو فارغ القلب فلو وجد مائة
یہی عذاب ہوویگا اسکی کہ وستا ہی الم ہوتا ہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پر اگر سو

دینار یتبعث من قلبه عشر شهوات یحتاج کل شهوة منها الی مائة دینار فلا یکفیه ما وجده بل یحتاج
اشرفیان اوسکو ہاتھ لگ جاوین تو اوسکی دلین شہوتین کی اس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی پس جو آتہ آیا ہتا کافی نہین ہوتا بلکہ

الی تسعمائة اخری وقد کان قبل وجود المائة مستغنیا فالان وجدها وظن انه صار غنیا بها ولا یشعر انه
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہ سو نہ تہا تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتا ہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الی تسعمائة اخری لیشتری دارا او یعمرها ویشتری جاریة ولباسا فاخرا لها ولنفسه وکل منها
کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان عمدہ سی یا چہنڈوی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی سنہری سنہری کپڑے بنلوی اور ہر یک کی لئی

یستدعی ما ینا سبه ویلیق به مما لا آخر له فیقع فی هاویة اخرها قعر جهنم ولا اخر لها سواه وقد حکی ان واحدا
لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہ ایسی گڑہی ہین گرتا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراؤ ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوک حمل الیه قدح من فیروزج وکان ذلک القدح مرصعا بالجواهر ولم یر مثله ففرح به الملک فرحا شدیدا
بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور ایسا بہین جواہر جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہنی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وکان عنده حکیم فقال له الملک کیف تری ذلک قال اراه علیک مصیبة وفقرا قال کیف قال لان کل ما یملکه
اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجکو تمہاری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان فی الدنیا لا یدوم فهذا القدح ان ضاع او انکسر تصیر محتاجا الیه ولا یوجد مثله ویکون علیک مصیبة
دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پس یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اوسکی حاجت ہووگی اور ایسا نہین ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہوویگی

لاجبرها وقد کنت قبل ان یحل الیک فی امن من المصیبة والفقر ثم فی یوم من الایام قد انقض القدح فانکسر فعظمت
جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور میشک تم اسکی پہلی کیسہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقاً وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فیه مصیبة الملک وقال ما قال الحکیم کان حقا لانه لم یحل الی وامثال هذه المصیبة بل اعظم منها تنزل بکل
بادشاہ کو بڑا ہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سی بہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنیا فانهم معذبون بالحرص علیها والتعب العظیم فی تحصیلها والحسرة الشدیدة عند فواتها
علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ ہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جسقدر دنیا ہی

وهذا قال بعض السلف من احب الدنیا فلیوطن نفسه علی تحمل المصائب فان محبتها لا تنفک عن ثلث مصائب
اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتون کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتون سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضی فلو لم یکن فیها من العذاب للعاجز الا هذا یکفی له مصیبة فکیف اذا جبر
فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ ہونا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جبکہ یہہ

بینه وبین محبوباته ولذاته کلها بالموت وصار معذبا بنفسه کان متلذذا به علی قدر لذاته التی شغلته عن
اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات بین موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا مواخذہ اوسہی لذت کی جسنی زاد آخرت کی سعی سی روک رکہا تہا

سعیه فی طلب زاده لیوم معاده اذ لو کان لاحد الف محبوب ینزل به عند الموت فی وقت واحد الف مصیبة لانه
اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہون تو بہی وقت اکیدم مین اوسپر ہزار مصیبتین پڑ جاوینگی کیونکہ اوسکی

کان یحب جمیعها ویسلب عنه فی لحظة واحدة کلها ویبقی فی حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما یلقاه عقیب
محبوب ہتی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی ہیش آویگا

موته من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل

علاوہ اوسی جو اللہ تعالیٰ کی دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہی لوگوں کی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکھتی ہیں اور پسند کرتی ہیں خلاصہ یہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل

کہ سوا اللہ کی جو کسی شی کو محبوب رکھتا ہی اور اوسکی محبت واسطے اللہ کی نہو اور نہ اسلئے کہ وہ طاعت الہی پر امداد کرتی ہی تو ایسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به

اوسکو اوسسے ضرر کہ وہ شی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ پاتا آپی تو غصہ میں رہتا ہی اور تعب سی آرام نہیں پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال

تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير

دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کردی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا

گویا کچھ نہ پاتا تمام کوئی عیش ہتا اور نہ کچھ لذت نہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاویگی اور دوہرا عذاب

بنفس فاكان منعايه من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له

ہوگا جسکا آرام پاتا تھا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی سی بڑا لگاؤ تھا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

واردوام فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من

اور دوام کی لئی تھا حاصل نہوا سو محبوب اتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و

ہیگی اسلئے کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيآن العلم والعمل وهما للعبد من المخلوقات والباقيات الصالحات ويوصلانه

آدمی کی ساتھ مرتی دم دو ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ ہی آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض

دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل دار الربوبية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله

یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت آلہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب

اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص اللہ اور کتاب اللہ

الله تعالى وسنة رسوله تم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقائه وصحته لا يتيسر الا

اور سنت رسول کی موافق ہو پھر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بدون باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه

بدون کھانی پینی اور گرمی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پھر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی فی دنیا میں سی

العبد من الدنيا لاخرته لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه فرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة

آخرت کی لئی بہہ اکٹھی تو یہہ شخص دنیا دار وں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کھیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتین من احوال الانسان فالقریب الدانی یسمی دنیا وھو کل ما ینقضی لذتہ قبل الموت والمتاخر

انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سے پہلی ہوتی اور پچھلی حالت

یسمی اخرۃ وھو کل ما لا ینقضی لذتہ بعد الموت فعلی ھذا ان جمیع ما یکون للانسان الیہ میل ویکون لہ

دوسری کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام ہووی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کہ آدمی کو اوسپر رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل لیس من مومل کل ما کان لہ فیہ حظ عاجل قبل الموت ولا یبقی لہ ثمرتہ بعد الموت فھو من الدنیا فی حقہ

حظ اوہی ہی سب مذموم نہیں ہیں بلکہ جسمیں کہ اوہی حظ ہووی موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی وہ ہی اوسی حق میں دنیا ہی

وکل ما یکون لہ فیہ حظ عاجل قبل الموت ویبقی ثمرتہ بعد الموت کالطاعات والعبادات وما یکون لہ اعانۃ علیھا فھو

اور جسکا حظ اوہی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہیں سو وہ

لیس من الدنیا فی حقہ بل ھو من الاخرۃ اذ روی انہ علیہ السلام قال حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء

اوسکی حق میں دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسواسطے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو تمہاری دنیا میں سی تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں

وقرۃ عینی فی الصلوۃ فانہ علیہ السلام جعل الصلوۃ من جملۃ ملاذ الدنیا ولذلک اضافھا الیھا لان التلذذ بتحریک

اور ٹھنڈک میری انکھوں کی نماز میں ہی اسی علیہ السلام نے نماز کو دنیا کی لذتوں میں شمار کیا اسی لیے دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئے کہ تلذذ انہ یا تو بولنا ہی کا

الجوارح فی الرکوع والسجود انما یکون فی الدنیا وکل ما یدخل فی الحس والمشاھدۃ فھو من علم الشھادۃ فیکون من الدنیا

رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہدہ ہوتی ہی وہ عالم شہادت کی ہی سو وہ عالم ظاہر کی ہی دنیا ہی کی ہوگی

لکن لا یعد منھا بل یعد من الاخرۃ لبقاء ثمرتہ بسرنا اللہ تعالی المجلس السادس والتسعون فی بیان ما یحل من اکل

لیکن آخرت میں شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی اللہ تعالی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چھیانوین مجلس پیچ بیان مما لفت اوس شخص کی جو

ما فیہ رائحۃ کریھۃ من دخول المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن

بودار چیز کھاوی مسجد میں آنی سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت بدبوی کا وی تو ہماری مسجد کی نزدیک

مسجدنا فالملئکۃ تتاذی مما یتاذی منہ الانس ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوھریرۃ واسم لا اشارۃ

ہرگز آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہین جس سی آدمیون کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ بعض نسخہ

الرائحۃ فیہ اشارۃ الی جنس ما لہ رائحۃ کریھۃ والمعنی ان من اکل شیئا مما لہ رائحۃ کریھۃ فلا یقربن مسجدنا والظاھر من

ہذہ جو اسمیں دیا ہی اشارہ اسی کی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کھاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت کا

الاضافۃ ان یکون المراد من المسجد مسجد النبی علیہ السلام لکن الجمھور قالوا ھو عام لکل مسجد لقولہ علیہ السلام

ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن تمام علما کہتی ہین کہ یہہ سب مساجد کی حق مین عام ہی اسلئے کہ ایک اور

فی حدیث اخر فلا یقربن المساجد بل الحق بہ کل مجمع الخیر کمجلس العلم ومصلی العید والجنازۃ وغیرھا لوجود العلۃ

حدیث مین یون آیا ہی وہ مسجدون کی نزدیک نہ آوی بلکہ علما وی تمام انہوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کا مساجد مین داخل کیا ہی کیونکہ علت

التی ھی تاذی الملئکۃ والناس فیھا شرعا سواء دخول المسجد وحضور الجماعۃ لان الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ فتشبہ

موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیون کی تکلیف پہونچہ مسجد مین آنی سی اور جماعت مین ملنی سی علت نہین ہوئی ہی اسلئے کہ جماعت سنت موکدہ واجب طنی ہوئی ہی

الواجب فلا ینبغی ترکھا باستعمال ما یمنع من حضورھا بل ھو نھی عن تناول ما یمنع من دخول المسجد وحضور الجماعۃ

سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال کی جو جماعت کی حاضر ہونی سی بند کرے نہین ہی بلکہ یہہ نفس ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد مین آنی اور حضور جماعت سی منع کرے

وقد روی انہ علیہ السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او الثوم امر بہ فاخرج الی البقیع وھذا قاف

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص مین سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع مین نکال دیتی اسلئے فقہا کہتی ہین

الفقہاء کل من وجد فیہ رائحۃ کریھۃ یتاذی بہ الانسان یلزم اخراجہ من المسجد ولو بجرہ ذیلہ او رجلہ

جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھہ یا پاؤں کھینچکر

دون اللحیۃ وشعر راسہ فعلی ھذا یلزم ان یمنع من قربان المسجد من یتناول الدخان الذی ظھر فی ھذا الزمان

پر ڈاڑہی اور سر کی بال نہ کھینچی سواس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کھینچتے ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبیل الکفرۃ العدوۃ لاھل الایمان وابتلی بہ کافۃ الانام من الخواص والعوام لکراھۃ رائحتہ اشد من کراھۃ

کفار کی طرف سکا جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بو سی بترہی

رائحۃ البصل والثوم بل یلزم اخراجہ من المسجد ولو بجرہ من یدہ او رجلہ کما ھو رای الفقہاء فی کل من یوجد

بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھہ یا پاؤن سی کھینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رای ہی ہر شخص مین کہ ایسی بدبو آتی ہو

فیہ رائحۃ کریھۃ یتاذی منھا الخلق وأما عند عدم اتیان المسجد فھل یحل استعمالہ کما یحل اکل البصل والثوم ام لا

کہ خلقت کو ایذا ہوتی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کھانا حلال ہی

لاشک انہ لیس کالبصل والثوم لانھما من مصلحات الطعام وھما یکونان للفقراء الغذاء والادام وھذہ الدخان

اسمین کچھہ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن ہی تو کہانا سنوتا ہی اور فقراء کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز

لا یصلح شیئ من ذلک اصلا وقد کثر فیہ الاقاویل والحق الذی علیہ التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف

کچھہ بھی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی

ان لم یترتب علیہ فائدۃ دینیۃ او دنیویۃ فھو دائر بین العبث واللعب واللھو وفی کتاب اللغۃ لم یفرق بین ھذہ الثلثۃ

اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچھہ فرق نہین

لکن لا بد من الفرق لعطف بعضھا علی بعض فی القرآن وھو علی ما ذکرہ بعض المحققین وکان حقیقا بالقبول ان العبث

بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہیی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پہ عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی

الفعل الذی لیس فیہ لذۃ ولا فائدۃ وأما الذی فیہ لذۃ بلا فائدۃ فھو لعب ومثلہ اللھو الا ان فیہ زیادۃ حط

جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس

النفس بحیث تشتغل بہ عما یھما والکل حرام لانھا لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمۃ اللعب واللھو

زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضرور ی کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اوسواسطی کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق مجو کی آئی ہین پھر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمۃ استعمال الدخان لدخولہ اما فی اللعب او العبث او فی اللھو بل ھو بالعبث انسب لخلوہ

اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بھی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین

عن اللذۃ التی فی اللعب او اللھو للھم الا ان یستلذہ نفوس بعض المستعملین لہ بتسویل شیطان فحینئذ یدخل فی

لذت نہین ہی یا الہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بہ سبب تسویل شیطانی کی کچھہ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او فی اللھو مع کونہ عاریا عن الفائدۃ الدینیۃ وھو ظاھر وعن الفائدۃ الدنیویۃ ایضا لانہ لا یصلح لشیئ من

یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیا وی سی بھی کیونکہ ہرگز کچھہ نہین بن سکتا

الغذاء والدواء اصلا بل ھو مضرۃ اتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام

نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسپر آسمی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہ ہوتا

لعاش ابن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثۃ وعلیکم باربعۃ ولا حاجۃ لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن

تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز اپنی اوپر لازم کرو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی وہ تین اور غبار اور بدبوہی مجر

وعلیکم بالدرسم والحلوی والطیب والحمام وذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه
اور چکنائی اور مشائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دھوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور آمیں
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء واذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية
کچھ تھوڑی ناریہ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جب تمام قسم کا دھوان مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون مورثا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكرنى نصاب الاحتساب
پھر تو اسکی بہت سی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہیں ہی اسلئے کہ شرعی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہی پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضی طبیب کبھی کبھی بعضی مرضوں کا کسی قسم کی دھوئیں سی علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا فایدہ ظاہر ہوتا ہی
فكيف يحرم المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان
پھر ممانعت تمام قسم کی دھوئیں سی کیونکر درست ہی سوجواب یہہ ہی کہ وہ دم بھر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ دھوں خشکی پیدا ہو بطوری پھر اگر
قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر فى البلغمى لكثرة رطوباته والتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی
ان حل الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالمزجة والقدر الذى ينتفع به ولا قائل
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی جو مزاجوں سی واقف ہو اور اول مقدار کا معلوم کرنا جسمیں نافع ہو ضرر چلا ہی درمیں تو بینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعاقل ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عاقل اشخاص جو حقہ پیتی ہیں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذى جانب الحق اليه اقرب لمزيد دیانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اسمیں شک ہی لیکن فریق اغلب جسکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يحدث فى ابتداء قوة فى الجسم وحدة فى البصر ونشاطا فى الاعضاء وهضما فى الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة فى البصر وثقلا فى الاعضاء وامساكا فى الهاضمة وضعفا فى البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا میں بوجہہ اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلئے کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی ساتھہ خشکی کرتا ہی
فينبغى فى ابتدائه ما ذكروه اولا وفى انتهائه ما ذكروه اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد الضرر يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی اگر نفع ثابت بھی ہو تو بعد نفع کی بیماری ہی آملی کہ اب
يكون دواء وكما يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہیں ہی اسلئے کہ بعد مرض نہیں ہوتا جسی دور کرتی تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکھہ تو شراب نطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سی اسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجھسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فایدہ بھی لوگوں کو اور انکا گناہ فایدہ سی
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحكم جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان فى شىء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز وجه
بڑا ہی لیکن نفع کی جانب جب مضر کی مقابل پڑتی ہی تو مضر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم فى معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
وجہ ہی عدم جواز اور حرمت لازم آتی ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو ترجیح دیں گے پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی اچھی وجہ کہ جسکی

الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال

اوکاصل کی طرف یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین شرعت سے پہلی کسیطرح کا ظاہر حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل للشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی

اشیاء سب حرام ہین سوائی اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کرے دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوائے اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمته والثالث هو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی

دلالت کرے اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ مضر ہی چیزین حرام ہین یعنی اصل اوسمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اس قول

هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فانه تعالی ذکر فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز کما انه تعالی قال هو

وہ ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی اوسکا امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالی کو یہہ

الذی خلق لاجلکم جمیعا فی الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه

فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام چیزین مین منافع ہین تمہاری لئے پیدا کی ہین تاکہ اوسے بھی فایدہ لو اور اسہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بھی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو کان نافعا کان فیه اباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الاجمل فیکون الاصل فیه الحرمة

اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اوسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بین والحرام بین و

بلکہ اگر اوسمین شک ہووی تو بھی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کان

انکی بیچمین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذا الشبهات فذهب بعضهم الی حرمته لانه

ایسا ہی جیسی چرواہا بیڑی کی گرد چراتا ہوا بھی بیڑی کی اندر جا پہنچیگا اور علما کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلی کہ نبی

اخبر فی هذا الحدیث ان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما مما یفسده

علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا اوس جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترك بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حکمه

سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجیا من العیب و

اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پر جسنی چھوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

اللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهة الملحاء فی حدیث اخر انه علیه السلام

بچا ہوا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علما کراہت کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه واما اختلف فیه فرد علم ما یریبك الی ما لا یریبك

امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی نیکی تجھ پر ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہی سو اوسی بچا رہ اور ایک وہ امر کہ جسمین اختلاف ہی سو چھوڑ شک مین پڑنیوالی کو

ولا شك ان امر الدخان مما اراد واقع فی الاضطراب فالقول باباحته لکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل

طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچھ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈال رہا ہی اسکا حکم کم سی کم رتبہ کراہت کا ہی اور یہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

کثیر مما یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وترتیبه

ان دلائل سی کہ اکثر مبتلا ہی کرتی ہین کہ فایدہ کرتا ہی اور ہر درد کی دوا ہی اور یہنی بی کہ اپنی امراض کو مفید پایا اسلئے کہ یہہ تقریر ہین شیطانی تلبیس ابلیس کی ترتیب کی

لهم حتی تتولد من تکاثفه الادواء فی عاقبة امره لان تکراره یؤدی ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء
تاکہ تمہکر اوسکی کثافت سی بیماریان پیدا ہوجاوین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہی پہراوسی حرارت پیدا ہوجاتی ہی آخر کو مرض ہوجاتا ہی

لا دواء ثم یلزم علی قولهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد لان یکون
دوا نہین ہوتا پہر اوسکی قول کی موافق لازم آتا ہی کہ تمام لوگ بیمار ہون اور اونکا مرض ہی تمام چارون فصلون مین ایک ہی طرحکا ہووی اور اونکا

بتمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان وهو ان
خریدنا ہی اب اسراف ہوتا ہی جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی نی دیار حجاز مین ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو دہوئین کی باب مین ہی یعنی

استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشب والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حیث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل ہی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزا مین ملی ہوتی ہین اور وہ باعتبار اجزاء ناری کی

الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فذکر النصر
استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اب اس نص سی

علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس علیه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان بہی حرام ہوا جو آگ سی نکلتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی دہوئین کو عذاب کی اسباب مین مقرر کیا ہی چانچہ یونس علیہ السلام کی

لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا فان العذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی آیة اخری فارتقب
قوم کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہولد یا ہمنی اونپہری ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی کیونکہ جو عذاب اونپہری دفع ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی

یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الآیة معناه الحقیقی علی قول
سو تو راہ دیکہہ جس دن لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو یہہ ہی دکہہ کی مار اور دخان سی اس آیت مین جو مذکور ہی ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہین

وعلی هذا القول یکون النظم الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وقائله التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہی کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہی اور جس شی مین تعذیب واقع ہوتی ہی اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء

قد نفقوا علی وجوب الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم وادٍ اهلک الله تعالی
متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا چاہئی جیسی بطن محسر محسر اس فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی ایک جنگل کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو

فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی وثمان المستعملین له ترتهم انه یحرم
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا تو جس شی سی عذاب ہوتا ہو اولی تر بہاگنا واجب ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی کہ اوسکی حق

من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبیه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشراط کما جاء فی الخبر انه یکون فی اخر
اور ناک سی دہوان نکلتا ہی اور اسمین دور خیون کی مشابہت ہی اور اونکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین

الزمان دخان یملاء الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فینخر منه فی انفه واذنیه
دہوان پیدا ہوکر تمام زمین کو بہر دیگا لوگون پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک مین سی اور کانون مین

وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
اور آنکہون مین سی دہوان نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ۔۔۔ جلسا ہوجاگا اب مؤمن کو لایق نہین ہی کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہئی کہ ایسی چیز برتی

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہی اور تانبی کی انگوٹہی پہنی مکروہ کہتی ہین کیونکہ حدیث مین ثابت ہوچکا ہی

الحدیث انها حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہ تو نورِ دوزخیوں کی زیور ہیں اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کھانا مکروہ جانتے تھے
ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا وهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء نارية کما مر فلولم یکن فی استعماله
اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگ کہانی نہیں بتائی اور یہ دخان تو اولیٰ ترکہ وہی اسلئے کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پھر اگر اسکی استعمال میں
الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصل الی اضرار اهل الایمان لکان بالعنا للعاقل
کچھ نہ ہوتا سوا رواج دفق طریقہ کفار کی جنہوں نے ایجاد کر کے بلاد اسلام میں پھیلایا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہووے اتنا ہی عاقل کی واسطے اجتناب کرنیکو
علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه بل لولم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکان
بڑا باعث تھا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع بنا بلکہ اسکی استعمال میں اگرچہ نہوتا سوا سیاہ ہوئی کپڑوں اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بھی
زاجرا للعاقل عن استعماله لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم مما ان نحو
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیوالا موجود تھا لیکن اس زمانہ کی طبیعتیں اکثر کند غیر مطیع ہیں ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہیں اگر بھلی بات کہو مانی
کا یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا بما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اور اگر سکھاؤ نہ سیکھیں اور اگر سمجھاؤ تو نہ سمجھیں اور اگر سمجھیں تو اسکی موافق کبھی عمل نکریں یہ اون لوگوں میں ہیں اگر دیکھیں راہ ہدایت کی
لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه
وہ نہ پکڑیں راہ اور اگر دیکھیں راہ ضلالت اسکو پکڑیں راہ اسکو ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک مالا یعنیه من القول والفعل قال رسول الله صلی الله

ستانوین مجلس اس بیان میں کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابوهریرة ومعناه ان
علیہ وسلم فی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہ ہیں
اسلام الرجل لا یکون کاملا وحسنا الا اذا ترک من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فیه اصلا لا فی الدنیا ولا فی الاخرة
کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہیں ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چھوڑ دی جنمیں ہو کچھ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا
ومما منفعة له فیه اصلا الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی
اور جسمیں ہرگز کچھ منفعت نہیں وہی حقہ ہی جو اس زمانہ میں کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہی اور اوسی
بصه کافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر فی اوائل القرن الحادی عشر وصار فتنة عظیمة علی عامة البشر
پیچی میں تمام خلق خاص وعام مبتلا ہوگئی ہی بیشک حقہ گیارہویں قرن کی اول میں نکلا اور تمام خلق پر بڑی فتنہ ہوگیا ہی
اذ شاع تناوله فی البلدان بین الرجال والنساء والصبیان فلزم علی علماء الدین بیان حکمه للمسلمین هل یحل استعماله
اسواسطی کہ اسکا پینا شہروں کی اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں میں پھیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانوں کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی
ام یجب اجتنابه واستمعوا یا اولی الالباب ما یقال لکم فی هذا الباب فقد کثرفیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان
یا اسی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب میں مذکور ہوتا ہی سنو اسمیں بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہی سو یہ ہی
الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو داخل بین العبث واللعب
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمیں کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی تو اسمیں تفصیل یہ ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا
اللهو وفی کتب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة لکن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکره
لہو اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں بیان کیا پر فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفجرة لو کان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة وأما الذی فیه لذة بلا فائدة
بعضی علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمین نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت اور جس کام مین لذت ہو وی بلا فائدہ
فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانهما تذکر فی القرآن
تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو انتا ہی کہ اسمین نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ لہو مین ضروری کار بہی رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسلئے کہ انکا ذکر قرآن مین
الا علی طریق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او فی اللهو او فی
جہان آیا ہی سو بطور مجرم کی ہی پہر جب ان تینون کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئے کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی
العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو لهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له
عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ مین وہ لذت نہین ہی جو لعب اور لہو مین ہوتی ہی یا آپہی شاید کہ بعضی پینی والون کو شیطان کی تسویل یعنی دہوکہ سی
بتسویل شیطانی فحینئذ یدخل فی اللعب او اللهو علی وجه کان فهو عار عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة
لذت حاصل ہوتی ہو پہر لعب یا لہو ہوگا اور بہرصورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ ہی بہی
الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشیء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لا تفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر
خالی ہی کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہین ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان مضر ہوتا ہی
قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم بار بعة ولا حاجة
شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد وغبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیزسی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب
لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار واللبن وعلیکم بالدسم والحلو والطیب والحمام وذکر فی القانون ان جمیع
کی کچھہ حاجت نہین ہی دہوئین اور غبار اور بدبودسی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون مین مذکور ہی
فی اصنا الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان مجففا یکون
کہ دہوئین کی سب قسمین جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور اسمین کچھہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین کہ سب دہوئین کا اجمالی قسم خشکی کرتی ہین بعضہ
هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنیة فیکون مودیا الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب صیانة
بدنی رطوبات کو خشک کرتا ہی اب اسمین بہت امراض پیدا ہوجاوینگی سو اسکا پینا جایز نہین ہی کیونکہ مفرشی سی نفس کا بچانا واجب ہی
النفس عن لحوق الضرر وقد ذکرنا فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء قد یعالج بعض
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبھی کبھی بعضی
الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهدون نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انهم یعالجون
بیمارون کا علاج کسی قسم کی دہوئین سی کیا کرتی ہین اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ ہم ہیرکی
به لحظة یسیرة لاعلی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فانقیل واذکر من التجفیف لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته
لئی علاج کرتی ہین مداومت کی نہی نہین کرتی تاکہ اوس سی خشکی پیدا ہووی اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ اوسمین رطوبات بہت ہوتی ہین
وانتفاعه بتجفیفها فما وجه المنع عن هذا الدخان قالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلابد فی معرفة ذلک من طبیب
اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ کی وجہ ممانعت کی کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہین ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی
حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه حرام مطلقا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان
جو مزاجون کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی جسمین فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہین تو اودہر کو قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور مرض مین تردد ہی
العدول من مستعمليه قد اختلفوا فیه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شک فیه لکن
عادل لوگ حقہ پینی والی اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین کرتا اور بعضون کو اسمین شک ہی لیکن

التفریق الاغلب لدی جانب الحق الیه اقرب قال انه یحدث فی ابتدائه قوة فی الجسم وحدة فی البصر ونشاطا فی

فریق اغلب جبکی جانب قریب حق ہی کہتی ہیں کہ حقہ پہلی پہلی جسمیں قوت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط

الاعضاء وهضما فی الطعام فاذا حصلت المداومة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر

اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی پھر جب ہمیشہ ہوتا رہتا ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجھ اور نظر پر پردہ

وامساکا فی الهاضمة وذلك لانه کما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ماذکروه لا فی انتهائه

اور ہاضمہ میں امساک پیدا کرتا ہی اور یہ ثابت ہی اطبا کو کہ یہ حرارت کی ساتھ تجفیف کرتی ہی سو اول میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ماذکر اخرا علی انه لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه حینئذ یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد

جو پہر بیان کیا علاوہ یہ ہی کہ اگر نفع ثابت بھی ہووے تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسکا کہ اب دوا ہووے گا اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں ہی

زوال المرض لانه اذا لم یجد عرضا یزیله یاخذ من البدن فیودی الی الضرر وما یودی الی الضرر یمنع من استعماله الا تری ان

یعنی کہ دوا جب بیمار کو نہیں پاتی کہ جسی دور کرتی تو بدن میں اثر کرتی ہی پھر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہووے اسکا استعمال جائز نہیں ہی دیکھہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القرآن بنفعها کما قال الله تعالی یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس

شراب حرام ہی ووے اسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ اللہ فرما تا ہی جسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوا کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی ہیں لوگو کی

لکن جانب النفع اذ قابل جانب الضرر یحکم جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شئ وجوه کثیرة توجب الحل والجواز

لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پہنچتی ہی تو نقصان کا حاوی ہی یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہی لازم آتا ہو

ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدّعون انهم یجدون

اور ایک وجہ بھی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہیں کہ ہم حقہ پی کر

عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتاولین له لتجربة نفعه

بدن میں خفت پاتی ہیں اب ہی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والوں کی جو نفع خود کا تجربہ کر چکی ہیں یہ ہی

وضرره ان المستعملین له یحصل لهم حال استعماله الهمس ید وعند فراغهم عنه یتبین من ذلك الالم ویحصل لهم

کہ حقہ پینی والوں کو حقہ پینی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہیں تو دوسی الہسی غائب اور راحت ہوتی ہی

راحة فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله

سو یہ بیچاری یوں سمجھتی ہیں کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی ہے نہیں سمجھتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وحسن یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم بعد

یہ شیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ مستقل رجوع اصول ہی یہ ہی کہ حق یوں چاہیئے کہ نبوت سی پہلی اشیاء میں کوئی حکم نہووے اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة

علماء کی مختلف تین قول ہیں قول اول یہہ کہ اشیاء سب حرام ہیں مگر اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہو جاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دلیل الشرع علی حرمته والثالث هو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان

کہ سب اشیا مباح ہیں مگر اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام ہیں

الاصل فیها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی هو الذی خلق لکم ما فی الارض

اصل اوسمیں حرمت ہی اور نفع کی چیزیں سب مباح یعنی اصل اوسمیں اباحت ہی بدلیل اس آیت کی وہ ہی جسی خدا بتایا اور واسطے ہووے تمہارے جو کچھ

جمیعا فانه تعالی ذکر فی معرض الامتنان ولا یکون الامتنان الا بالنافع المباح فکانه تعالی قال هو الذی خلق لاجلکم

سب کچھ زمین اللہ تعالی نے بہ طریق احسان کی جملہ میں فرمائی اور احسان جسی ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو اب گویا اللہ تعالی کا یہہ ارشاد ہی کہ اللہ ہی جسنی تمہاری

جمیعا فی الارض من المنافع لتستنفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یحرم حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان
فائدہ کی لئی جو زمین مین ہی پیدا کیا تا کہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسمہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم ہی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر
نافعا فکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو کان فی الاجل فیکون الاصل فیه
نافع ہوتا تو اصل اسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضری اگر چہ بہ انجام کو ہو سو اصل اسمین
الحرمة ثم لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة آذر دی انه علیه السلام قال الحلال بین والحرام
حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمین شک بہی ہو تو یہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی ہی اسواسطی کہ رویت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حقا ظاہر ہی
بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات
اور حرام ظاہر ہی پاوران دونو کی بیچمین مشتبہات ہین اکثر لوگ نہین جانتی پہر جو شخص مشتبہات سی بچتا رہا اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات مین پڑ گیا
وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمته لانه
حرام مین مبتلا ہوا جیسی چوپایان بہتر کی گرد ہی بہتر کی اندیکس جاویگا اور علما کہ ان مشتبہات کی حکم مین اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی
علیه السلام قال اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما
علیہ السلام نی اسحدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہین ہی تو اسکا دین صاف اور نقصان سی
مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه
اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت بچی اور جسنی نہ چھوڑا بلکہ عمل مین لایا تو وہ حرام مین واقع ہوا اور حقہ کا حکم ہی مشتبہ ہی
حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجیا من العیب
اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت مین عیب
واللوم بین الانام ومن لم یترك بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهته لما جاء فی حدیث آخر
اور ملامت سی صاف ہی اور جسنی نہ چھوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام مین واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہین اسلئی کہ اور حدیث مین آیا ہی
انه علیه السلام قال لامور ثلثة امرتنی ربی لک مرشده فاتبعه وامر تنی لک عیبه فاجتنبه وامر اختلف فیه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو تو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوسی پر ہیز کر اور ایک وہ جسمین اختلاف
فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما اراب واوقع فی الاضطراب وادنی مراتبه الکراهة والاظهر
ہو وہی سو چھوڑ شک مین ڈالنی کو اور لی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین شک نہین ہی کہ حقہ نی بہی شک مین ہمارا اضطراب مین ڈال رکہا ہی اور احکام کی کم درجہ کراہت کا ہی
انه ینتهی الی مرتبة الاباحة تنعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم
اور یہہ گمان نہین ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی اس دلایل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہین کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمنی حقہ پی کر اپنی بیماریون کی لئی
لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من اکثافه فی عاقبة امره الادواء فان تکراره یسود ما یقابله
سفید پایا کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزیین ہی تا کہ اسکی کثافت سی آخر کو بیمار ہو جاوین اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی
فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء کالدواء ثم یلزم علی زعمهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون
پہر اوسی حرارت پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہین ہوتا پہر لوگون کی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہووی اور اونکا
مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون معالجتهم فیها بشئ واحد علی جهة واحدة وبطلانه
مرض بہی تمام چاروں فصلون مین ایک ہی طرح کا ہووی اور لوں سبکا علاج اون فصلون مین ایک شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان
غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم معنتن رائحة
کسی عاقل پہ پوشیدہ نہین ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ مہنگی قیمت دیکر لیتی ہین اب اسراف حرام مین داخل ہوا باوجودیکہ اسکی بو

واذیته لشامة الذین لا یستعملونه وقد جاء فی الحدیث کل مؤذ فی النار وقال المکناسی الرائحة المنتنة
حقہ نہ پینی والوں کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ ایذا دینی والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو نتھنوں کو
تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی علیه السلام من اکل من هذه الشجرة
پہنچکر دماغ میں جس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنی اس درخت میں سی کہا یا
فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا بریحه والمراد من هذه الشجرة جنس ماله رائحة کریهة یتاذی بها الانسان
تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ مجکو اپنی بوسی ستاتا ہی اور مراد اس شجرہ سی جنس ہی جسمیں ایسی بدبو ہووی کہ آدمی ایذا پاوین
بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا مما له رائحة کریهة یتاذی بها الانسان فلا یقربن مسجدنا
اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نے بدبو کو علت ٹہرایا اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کہا یا کہ جسمیں ایسی بدبو ہووی کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی
لانه یؤذینا برائحته الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او
اسلیئے کہ مجکو بدبو سی ستاتا ہی اور صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر سی شخص میں سی پیاز یا لہسن کی بو آتی
الثوم امر به فاخرج الی البقیع وهذا قال الفقهاء کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من
تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتے اور اسیسلیئے فقہا، نے کہا ہی کہ جسمیں ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد میں سی نکالدینا لازم ہی
المسجد ولو بجره من یده اورجله دون لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد
اگرچہ اوسکا ہاتہہ یا پانو سی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کھینچی اس روایت کی موافق بہتیری امام اور مؤذنون کا مسجد
والجامع فی هذا الزمان لوجود الرائحة الکریهة فیهم بسبب ملازمتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل انهم قد
اور جامع مسجد میں سی اس زمانہ میں نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمیں بسبب ملازمت بدبو حقہ فروشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ
یستعملونه فی داخل المسجد والجامع فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة
کبھی کبھی مسجد اور جامع کی اندر پیتے ہین سلطے حکم حقہ میں کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار میں
جوابا عن سوال یتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله کان اصله الحشیش والنار لکونه اجزاء
ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ کی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسی اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل گڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء
من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حیث اجزائه النادیة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی ان الذین یاکلون
لکڑی ہی اجزاء نار یسی ملی ہوئی سو وہ باعتبار اجزاء نار کی جو دوزخ میں ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین
اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا قال النصر علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی
یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اس نصر نے معلوم ہوتی ہی سو دہان ہی جو آگ کی وجہ سی حرام ہی اور اللہ تعالی نی
جعله مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس اتبوا علیه السلام لما منوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
اسکو عذاب کی اسباب مین ہی بہڑایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق مین کہتا ہی جب یقین لائی کہولدیا یعنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی
فان العذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی آیة اخری فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا
بیشک جو عذاب کہ اون پر سی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی سو تو راہ دیکھہ جدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح گہیرلی لوگون کو
عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة حقیقة الدخان علی قول وعلی هذا القول یکون النظم الکریم جاریا
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ کا سر اب ہین صحیح ہی
فی کون الدخان عذابا الیما وعابه التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب الحذر من محل العذاب کبطن
کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سی تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہا، متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن

محسّر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من
محسّر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا
محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی واحری ثم ان المستعمل ان له ترسیما انه یخرج من انوفهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشوں کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی
وفیه تشبیه باهل النار وبالذین یملکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث انه یکون فی اخر الزمان دخان
اور آخیر مین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان
یملأ الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من منخریه واذنیه
پیدا ہوویگا کہ زمین کو پر کردیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہی گا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور ہاکا فزا اونکی نتہنون مین سی اور کافرون
وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالرأس الخنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر بھلا ہوا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور نہ یہ لایق
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما جاء فی
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق تو ہی اوسکی انگہوٹی کو مکروہ کہتی ہین اسلئے کہ حدیث مین آیا ہی
الحدیث انهما حلیة اهل النار وصرح علماؤنا کره البلالی فی مختصره لاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دوزخیون کا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ کہتی تہے
ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان ولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء نارية کما مر فلو لم یکن فی
اور فرمائی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بنائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذشتگا اور اگر اسکی
استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکفی زاجرا للعاقل عن استعماله بل لو لم یکن فی استعماله
استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اوسکی استعمال کا بڑا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین
الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل الایمان لکفی باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا اوسکے دقیقہ کفار کی جو اوسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لئی
علی اجتنابه وملفا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما یعتادونه
اوسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اوسکی اختیار کرنیکا بڑا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ
ان نصحوا لم یقبلوا وان علوا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجیئی تبہی نمانین اور اگر سیکہا ؤ تو کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہا ؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین
لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیة
سنوار کی راہ وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہراوین راہ اٹہاوین مجلس مین بیان وصیت کا
فی حق النساء حال المعاشرة لهن قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی خطبة حجة الوداع اتقوا الله
عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو
فی النساء فانکم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله ولکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احدا
عورتون کی حق مین شتی اللہ کی امن مین لیا ہی اور اونکی فروج کو کلمۃ اللہ کی حلال کیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نہ رکہین جس کی
تکرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غیر مبرح ولهن علیکم رزقهن وکسوتهن بالمعروف هذا الحدیث من
تم ہیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہنا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواہ جابر فکانہ علیہ السلام قال اتقوا اللہ فی امر النساء فلا تؤذوھن بالباطل یا عاشروھن
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی ہے گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا ڈرو اللہ سی عورتوں کی باب میں سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتھ

بالمعروف کما قال اللہ تعالی وعاشروھن بالمعروف فانکم اخذتموھن بعھد اللہ الذی عھد الیکم فیھن من الرفق بھن والشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق میں تمہاری ساتھ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتھ

علیھن واستحللتم فروجھن بامر اللہ تعالی وحکمہ فان نقضتم عھدہ الذی عھد الیکم وخنتم فی امانتہ ینتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلیں ہیں اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتھ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت میں

منکم اللہ تعالی فاذا تزوجتموھن بامر اللہ تعالی وحکمہ یکن عندکم امانة وودیعة من
خیانت کی تو اونکی تمنی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتیں اللہ تعالی کی لونڈیاں ہیں جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑو بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت ہیں اور

اللہ تعالی فاذا ذیتموھن بالباطل وظلمتموھن وعاشرتموھن بالمعروف فکانکم نقضتم عھدہ تعالی وخنتم فی امانتہ فینتقم منکم
اللہ کی طرف سی سپرد ہیں پھر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت میں خیانت کی سو اونکی لئی تمنی انتقام

لھن ولکم علیھن من الحق ان لا یاذن احدا ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاھجروھن ضربا غیر مبرح
لیوگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندیں کہ تمہاری گہروں میں تمہاری بی ہی آسکی اور اگر وہ آنی دیں تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی

بحیث یولمھن ولا یکسر عظمھن ولا یدمی جسمھن وھن علیکم من الحق ان ترزقوھن وتکسوھن بالمعروف فعلم من ھذا
اسطور کہ دکھہ پہنچے اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہولہان ہو جاوی اور تمہارا اونکا حق یہہ ہی کہ اونکو کھانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا

ان لھن الزوجین حقوقا یجب علی کل واحد منھما اما ما کان علی الرجل من حقوق للنساء فالانفاق علیھن بالمعروف آنفا قال الفقھاء
کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہیں تو اونکا خرچ بہ دستور کی موافق اسلئی کہ فقہا کا قول ہی

یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بھا او لم یدخل بھا وسواء کانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناھا
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی یا نہ کی بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا نگلی ہو یا تونگر اوسکا حق نفقہ کا

لا یبطل حقھا فی النفقة علی زوجھا سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیہ نفقتھا
جو ہاونہ پر ہی باطل نہیں کردیتی برابر ہی کہ کمسن ہو یا نا بالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہیں ہی

والنفقة الواجبة علی ما روی ھشام عن محمد الطعام والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والملح والدھن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہا تو آٹا اور پانی اور نمک اور چکن پہر اگر

قالت المراة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیھا الطعام المھیأ ویاتیھا
عورت کہی میں سالن نہیں پکاتی اور نہ روٹی پکاؤں قاضی خان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی کہ مرد نی روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کرکہا

بمن یکفیھا علی الطبخ والخبز ھذا فی القضاء واما فی الدیانة فیجب علیھا ان تفعل کل خبزة فی داخل الدار من الطبخ والخبز
لاوی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کا بار کہر کی اندر ہووی جیسی سالن روٹی پکانا

وغسل الثیاب وغیرھا حتی لو لم تفعل شیأا منھا تکون اثمة وان لم یجبر علیھا وان کان لھا خادم یجب علی زوجھا نفقة
کپڑی دہونی اور سواء اسکی تمام کیا کری یہاں تک کہ اگر کچہہ بی نہ کریگی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپر زور نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہووی تو خاوند پر اوسکی

خادمھا ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقتہ لان نفقتہ فی مقابلة خدمتہ فاذا
خادم کا بی خرچ واجب ہی جبکہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ نہ سالن پکائی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہیں ہی اسلئی کہ خادم کا خرچہ خدمت کی بدلہ ہوتا

لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقتہ بخلاف المراة فان نفقتھا لیست فی مقابلة الخدمة بل فی مقابلة الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اپنی کو روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فان كانت نفقتها على زوجها ويتبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
سو وہ ہا ہی۔ آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہو ویگا اور خاوند کو چاہئی کہ خرچ میں بی بی پر فراخی کردی جب خدا وسکو زیادہ عنایت
ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها
کرے اور اوسمیں اعتدال رکھے بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہا ؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضرور یہ لازم ہی کہ اوسکو کھلا ئی
من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يأمرها بالتصدق
کہانا دیا کرے اور اوسکی خاطر براطریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کرے کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہیں ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اوسکو یہہ عادت
ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها لهما بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين
دی کہ بچہا کھانا اور جو چیز رہنیہی سی بگڑ جاوی خیرات کردیا کرے اور کپڑا کیا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو دوڑ ہنی اور ایک لحاف ہر سال میں اور درعین
والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح
اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی دونوں کا باریک ہو جو گرمی کی لایق ہی اور جاڑیکا گاہڑہ جو سردی کو دفع کری
لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج
اور موزی اور جوتی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر پہر نیکی سامان کا نہیں ہی
ولهم يذكر السراويل ايضا ولا بد منه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل
اور پائجامہ کا بھی ذکر نہیں کیا اور جاڑون میں اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تک کہ قاضیخان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی یہہ لباس اونکی چین کا ہی اور ہمارا ملک سو ایسا
وثياب اخر كالجبة والفراش الذي يبنام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لائقا
اور اور کپڑا جیسی کرتہ اور بستر جسپر سوتی ہیں اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کو بھی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ
تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكوني فحقها
واجب ہی کیونکہ خادم کو کار بار کی لئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاسنی اور کسی کام کو بھیجی اور خادم کی لئی اوڑہنی کی حاجت نہیں اسلئی کہ اوسکی بال عورت نہیں ہیں اور
في الدار بين على حدة تامن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة واخت
مکان سکونت میں اوسکا حق احاطہ کی اندر علحدہ کوٹھری چاہئی جسمیں اوسکا اسباب بحفظ رہی اور خاوند کی سات معاملہ میں غیر سی پردہ ہی اور اگر خاوند کا کوئی بہا ئی احباب
وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها ولا تستحي عن المعاشرة معهم زوجها
یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد اب بی بی کہی کہ مجکو گہر علحدہ تجویز کردی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلئی کہ اوسکو اسباب کی کم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتھ معاشرت میں شرم
ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن
نہیں کرتی اگر مکان ایک ہی کو ٹہا ہو دی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہیں کہ اور
في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم
کوٹہی طلب کرے ہاں اگر احاطہ کی اندر جسمیں خاوند کی بہائی بند ستانی والی ہون مگر اوس صورت میں کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی
صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم
کہ مجکو ایسی صلحا قوم میں مکان دلوی کہ اسکی بھلی برائی کو جانتی ہون سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو کہرک دیوی اور تعدی سی منع کردی اور اگر
يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت
یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس کہر کی ہمسایون کو پوچھی اگر وہ صلحا ہون تو اونسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی
يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين
تو اوسکو کہرک دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اوسکو اوسی گہر مین رہنے دی اور اگر ہمسایہ صلحا نہون

او کانوا یمیلون الیہ یامرہ ان یسکنہا بین قوم صلحین کی یعرفوا احوالہ فی حقہا ویخبروا عن ذلک عند الحاکم اذ لا
یا خاوند کی طرف دار ہوں تو خاوند کو یہ حکم دی کہ بی بی کو کسی صلحا، قوم میں گھر بخوبر کردی تاکہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق میں دیکھتی رہیں اور حاکم کو خبر دیا کریں
یجوز للرجل ان یتعدی فی حق النساء بل یلزمہ حسن الخلق معہن واحتمال الاذی منہن وعدم الالتفات الی
اسواسطے کہ مرد کو جائز نہیں ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری بلکہ مرد کو عورتوں کی ساتھ خوش خلقی برتنی چاہئی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور اونکی یعنی عیبوں پر
بعض معائبہن مالم یکن اثما او ترحما علیہن لقصورعقولہن بل ینبغی لہ ان یزید علی احتمال الاذی الملاعبۃ فیما
جبتک عیب گناہ کی نہوں اونپر رحمت کی لی توصہ کری کہ عورتیں بی وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہئی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبۃ بڑہادی پھر ایسی ملاعبت کیا کری
بما لا اثم فیہ فان ملاعبۃ الرجل مع نسائہ لیست من اللہو الباطل الذی نہی عنہ فی الدین بل ہی من اللہو الجائز بل حسن
جسمیں گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتھ لہو باطل کی قسم نہیں ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی دین میں اسکی اجازت ہی
فیہ فی الدین فانہ علیہ السلام کان یمزح مع نسائہ وینزل الی درجات عقولہن حتی روی انہ علیہ السلام کان
کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتھ ہنسا کرتی تہی اور اونہون کی وضع پر کام کرنی لگتی یہان تلک کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی
یسابق مع عائشۃ فی العدو جاء فی الخبر انہ علیہ السلام کان من افکہ الناس مع نسائہ ای من اطیبہم واعظمہم
ساتھ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب ہی زیادہ ازواج کی ساتھ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اور انسی ملی جلی رہتی
وروی انہ علیہ السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مؤمن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خیرکم خیرکم لاہلی فلکن ینبغی لہ ان لا ینبسط معہن فی حسن الخلق والملاعبۃ الی حد یفسد خلقہن ویسقط
فرمایا تم میں اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو پس مکین مرد کو یون چاہئی کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکری کہ عورتون کی عادت بگڑ جاوی اور انمیں
بالکلیۃ ہیبتہ عندہن بل یراعی الاعتدال فی ذلک فلا یدع الہیبۃ تماما بالانقباض فلعلہا رای منکرا ولا یفتح بالمساعدۃ
ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہی سو ہیبت اور دہمکی کو اوڑہانڈی جب برسی بات دیکہی اور برسی باتون میں امداد کا دروازہ
فی المنکرات البتۃ بل لعلہا رای منہن ما یخالف الشرع بتمرد ویغضب لان اللہ تعالی جعلہ قواما علیہن حیث قال
ہرگز نہ کہولدی بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہی تو منع کردی اور غصہ کری اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی
الرجال قوامون علی النساء فیلزمہ ان یقوم علیہن بالامر والنہی ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی خوالہا
مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیون پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کاموں میں غفلت نکری جنکی انجام کا خوف ہووی
بل ینبغی لہ ان یکون صاحب غیرۃ لکن لا یبالغ فی التغنت واساءۃ الظن وتجسس البواطن وقد روی انہ علیہ السلام نہی
بلکہ یون چاہئی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش ہی نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
ان یتتبع عورات النساء وفی لفظ اخر ان یتغنت النساء فان غیرۃ الرجل علی اہلہ من غیریبۃ یبغضہا اللہ تعالی
عورتون کی عیب ڈہونڈہنی یعنی منع کیا ہی اور دوسری عبارت میں کہ عورتون کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو
کما جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال غیرۃ یبغضہا اللہ تعالی وہی غیرۃ الرجل علی اہلہ من غیریبۃ لان ذلک من
ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ
سوء الظن الذی وقع النہی عنہ فان بعض الظن اثم واما الغیرۃ فی محلہا فلا بد منہا وہی محمودۃ فلا روی انہ علیہ السلام
بد باطنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت جو ٹہیک محمود ہو تو ضرور چاہئی اور تحمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ
قال ان اللہ یغار وان المؤمن یغار وغیرۃ اللہ ان یاتی المؤمن ما حرم اللہ علیہ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مؤمن وہ عمل کری جو اللہ نی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام

انی لعلمہ بما امرہ الا بغیار الامنکوس القلب والطریق المغنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیھن رجل ولا یخرجن الی
تمنے بہت غیرت دلائی ہے کوئی جو غیرت مند ہی ہو اور دل بھی رکھتا ہو اور جس میں بینائی ہی ہو سمجھ سکے گا کہ مرد نہ آوے گھر میں اور عورتوں پر نہ پھریں
الطرقات لان خروجھن یعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان یمنع زوجتہ عن الخروج من البیت ولا یاذن لھا
کیونکہ اونکا نکلنا بے غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گھر میں سی نکلنے نہ دی اور سوائے کئی خاص جگہ کے نکلنے کی اجازت نہ دی
بالخروج الا فی مواضع مخصوصۃ وھی ما قال صاحب الخلاصۃ نقلا عن مجموع النوازل یجوز للزوج ان یاذن لھا
وہ جگہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو
بالخروج الی سبعۃ مواضع زیارۃ الابوین وعیادتھما واحدھما وزیارۃ المحارم وتعزیتھم وبعد بیان ھذہ
سات جگہ جانی کی اجازت دیوی ماباپ کی ملاقات اور دونو کی بیمار پرسی اور دونو کی یا ایک کی تعزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہہ سات جگہ بیان
السبعۃ قال فان کانت قابلۃ او غسالۃ او کانت لھا حق علی اخر او لاخر علیھا حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
کر کر کہا ہی پھر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئی یا اوسکا کسی پہ حق آتا ہو یا اوسکا کسی پہ حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت
وفیما عدا ذلک من زیارۃ الاجانب وعیادتھم والولیمۃ لا یاذن لھا ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن
اور انکی سوائے غیروں کی ملاقات کی ولیمی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ مین جانی کی اجازت نہ دی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت
قد یکون بالسکوت وھو کما لو قیل لان انھی عن المنکر فرض وان اردت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
کبھی چپ رہنی سی بھی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئے کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی
لھا ذلک الا ان تقع لھا نازلۃ وامتنع الزوج من السؤال لھا فحینئذ یسعھا الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
تو یہہ اختیار نہیں ہی ان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچھہ دیوی تو اب مضایقہ نہیں ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئے کہ علم کی تلاش
فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمۃ فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج عن العالم واخبر ھا بذلک لا یسعھا
حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند کی سی عالم کی پوچھہ کر بتادیا تو اب نکلنی کا اختیار نہیں ہی
الخروج وان لم یقع لھا نازلۃ لکن اردت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلۃ من مسائل الوضوء والصلوۃ ان
اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہیں آیا پر مجلس علم مین اسلئی جانا چاہتی ہی کہ کچھہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکھہ لی اگر
کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرھا عندھا فلہ ان یمنعھا وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لھا احیانا
اوسکا خاوند مسائل یاد رکھتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نہ جانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہیں آتی تو بہتر ہی کہ کبھی کبھی جانے دیا کری
وان لم یاذن لا شئ علیہ ولا یسعھا الخروج ما لم یقع علیھا نازلۃ وان خرجت من بیت زوجھا بغیر اذنہ یلعنھا
اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچھہ گناہ نہیں ہی اور نہ اوسکو جایکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گھر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی
کل ملک فی السماء وکل شئ تمر علیہ الا الانس والجن فمن زوجھا من بیتہ بغیر اذنہ حرام علیھا قال ابن الھمام فحیث
تو آسمان وزمین کی فرشتی اور ہر شی جسپر گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہین سوائے انسان اور جن کے سو عورت کا نکلنا خاوند کی گھر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی
ابیح لھا الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینۃ وتغییر الھیئۃ الی ما لا یکون داعیا الی نظر الرجال واستمالتھم فقال اللہ
اور جو یہ حکم جہان جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور یہ دون ایسی صورت کی جس سی مردون کو اور ہر دیکھنی کی رغبت اور چاہو ہو اسپر سکی اللہ تعالی فرماتا
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی والتبرج علی ما ذکرہ فی الصحاح اظھار المرأۃ زینتھا ومحاسنھا للرجال فالمرأۃ کلھا
اور دکھاتی نہپھرنا جیسی دیکھا نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنے مردون کی سو عورت سب
کانت محفیۃ من الرجال کان دینھا اسلم لما روی انہ علیہ السلام قال لابنتہ فاطمۃ ای شئ خیر للمرأۃ قالت ان
مردون سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئے کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچھا عورت کی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لاتری رجلا ولا یراها رجل واستحسن قولها وضمها الیه وقال ذریة بعضها من بعض وکان اصحاب
نہ وہ کسی مرد کو دیکھے اور نہ کوئی مرد اسکو دیکھے اور آپنی اولاد کا قول پسند کر کر سینہ سی لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک ہی ہی اور اصحاب
النبی صلی الله علیه وسلم یسدون الثقب والکوی فی الحیطان لئلا تطلع النساء علی الرجال وتری معاذ امراة
نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جھروکی بند کر دیا کرتی تہی تاکہ عورتین مردون کی سامہنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا
تطلع فی کوة فضربها فینبغی للرجل ان یفعل کذلك ویمنع امراته عن مثل ذلك ثم ان کان فی قلبها بدعة یزیلها
کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اسکو مارا اب مرد کو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہووی تو دفع
ویلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ویعلمها من احکام الصلوة والحیض والنفاس ما تحتاج الیه وان تساهلت
کری اور اسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتا دی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہا دیوی اور اگر عورت دین کی
فی امر الدین وکانت تارکة للصلوة یؤدبها لکن یتدرج فی تادیبها فیقدم الوعظ والتخویف بالله تعالی
باب مین سستی کری یا بی نماز نہ ووی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہادی اور خدا سی ڈروی
فان لم ینجع یولی الیها ظهرها فی المضجع ویفرد عنها بالفراش وهجرها الی ثلث لیال فان لم ینجع یضربها ضربا
اگر وہ نمانی نو سوتی ہووی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر پیٹہہ کر دی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تنک چہوڑی رہی پہر بی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری
غیر مبرح ولا یضرب وجهها لورد النهی عنه فان لم ینجع بطلقها کما قال فاضیحان فی فتاویه رجل له امراة
کہ ہڈی نہ ٹوتی اور مہنہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نہ مانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ فاضیحان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی
لاتصلی یطلقها وان لم یکن له مال یوفی مهرها وقال البزازی لان یلقی الله تعالی وهرها فی عنقه اولی من
بی نماز ہی طلاق دیدی اگر چہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کر دی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری
ان یطئ امراة لاتصلی وقد مدح الله تعالی اسمٰعیل النبی علیه السلام بقوله وکان یامر اهله بالصلوة والزکوة
اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا
وقالوا حل اهل بیته علی الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان یضرب المراة علی
اور کہتے ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازہ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتون پر
اربع خصال وهی فی معنی الاربع احداها خروجها عن منزله بغیر اذنه بعد ایفاء مهرها والثانیة ترك الزینة
مارے یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا
اذا اراد الزوج الزینة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهی طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة
اگر خاوند کا دل سنگار کرو چاہی تیسری کہانا نہ مانا جبکہ خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام
ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحیض ثم انه ان اراد ان یتزوج باخری وعلم انه یعدل بینهما یجوز له ذلك
ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونو مین عدالت کرونگا تو ایسا امر جایز ہی
لکن ان لم یفعل فهو ماجور لترکه ادخال الغم علیها لاسیما اذا کانت امراة صالحة فان صلاحها وعفتها نعمة عظیمة
لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک نیو رت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہی
لایکافیها شکرا وان خاف انه لایعدل بینهما لایجوز له ان یفعل ذلك لان الله تعالی وان جعل له ذلك حلالا لاحیث
اسکا شکر ادا نہین ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہووی کہ دونو مین عدالت نہوسکی گی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال تو کر دیا ہی چنانچہ
قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع الا انه تعالی عقیب ذلك قال فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدة
فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نہ کرسکو گی تو ایک ہی بس ہی

فان من کانت له امرأتان او اکثر یجب علیه ان یقسم ویعدل بینهن سواء کان صحیحا او مریضا فیکون عنده
بیشک جسکی نکاح مین دو عورتین یا زیادہ ہون تو اسپر واجب ہی کہ اونمین وقت کی تقسیم اور عدالت کرے برابر ہی کہ اچھی یعنی تندرست ہون یا بیمار سو ہر ایک کی پاس
کل واحدة منهن یوما ولیلة او ثلثة ایام ولیالیها ولا یقیم عند احداهن اکثر من ذلک الا باذنهن والثیب فی
ایک ایک دن رات یا تین دن رات رہا کرے اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نہ رہا کرے مگر اور دن کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت مین
البکر والمرهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والکتابیة والصحیحة والمریضة سواء فی القسم ولکن
راندہ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی یعنی تندرست اور بیمار سب برابر ہین اور البتہ ہی
الجدیدة والعتیقة سواء فی القسم عندنا سواء کانت الجدیدة بکرا او ثیبا فانه ان اقام عند الجدیدة ثلثة ایام
نئی اور پرانی قسم مین ہمارہی نزدیک برابر ہین برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا راندہ اگر چاہے کہ نئی کی پاس تین دن
او سبعة ایام یقیم عند العتیقة کذلک ولا یمیل الی بعضهن لما روی انه علیه السلام قال من کانت له امرأتان
یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نرکہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح مین دو عورتین ہون
فمال الی احداهما دون الاخری وفی روایة ولم یعدل بینهما جاء یوم القیمة وأحد شقیه ساقط یعنی ان احد جنبیه
ہون پس ہر ایک طرف بیمار کہی سوا دوسری کی اور ایک روایت مین ہی اور دونون مین برابری نکری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہوگی مراد یہہ ہی کہ ایک
یکون مجروحا ساقطا بحیث یراه اهل العرصات لیکون له هذا زیادة فی التعذیب فان الافضاء اشد العذاب
کروٹ زخمی ہوگی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکہین گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہو وی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی
لکن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب فی العطاء والمبیت دون الجماع والوقاع لان الجماع لا یدخل تحت الاختیار
لیکن جاننا چاہئی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی مین اور سونی مین واجب ہی صحبت مین اور صحبت مین واجب نہین ہی اسلئی کہ صحبت اختیاری نہین ہوتی
والوقاع یبتنی علی النشاط فلا یقدر علی التسویة فیهما روی انه علیه السلام کان یقسم بین نسائه فیعدل ثم
اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونون مین برابری اختیار مین نہین ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین عدالت سی قسمت کرتی تہی
یقول اللهم هذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک قیل اراد به الحب لان عائشة رضی الله عنها کانت احب نسائه
پہر فرماتی الہی یہہ میری تقسیم ہی جسمین مین مختار ہون سو مجھکو ملامت نکر تو جسکا تو مالک ہی اور مین مالک نہین ہون کہتی ہین پس نبی مراد ہی صحبت سی اسلئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب ازواج سی زیادہ محبوب تہین اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تہین لیکن نبی علیہ السلام سب کو دنی مین اور سونی مین برابر برابر رکہتی تہی یہان تک
الیه وکانت سائر نسائه یعرفن ذلک لانه علیه السلام کان یقسم بینهن ویعدل فی العطاء والمبیتونه حتی
فی مرضه الذی توفی فیه اذ روی انه علیه السلام کان یطاف به محمولا فی مرضه فی کل یوم ولیلة فقیمیت عند کل
اوسی مرض مین یہی جسمین وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز وشب اوٹہائی پہرتی تہی یہر اونہین سی ایک ایک کی ہان شب باشی ہوتی
واحدة منهن وکان یقول این انا غدا فعلمت ازواجه انه یرید یوم عائشة فاذن له ان یکون حیث شاء فقا
تہی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجہہ گئین کہ عائشہ کی باری پوچہتی ہین پہر سب نی اجازت دیدی کہ جہان چاہین رہین پہر آپنی
فقد رضیتین بذلک فقلن نعم قال حولونی الی بیت عائشة فکان فی بیتها حتی مات عندها وما یجب علی المرء من
یوچہا تم سبہر راضی ہو سب نی عرض کیا ہان فرمایا مجھکو عائشہ کی گہر لی چلو سو عائشہ نگی گہر ہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق فی کا خاوند پر
حقها ان یؤدی الیها هو کما لا ان کان قادرا علی اداءه وان لم یکن قادرا علی اداءه ینوی ان یؤدی الیها اذا قدر
یہہ ہی کہ اوسکا ہر پورا ادا کردی اگر ادا کرسکتا ہی اور اگر ادا نہین کرسکتا تو ادا کرنی کی نیت رکہی جب طاقت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
لانه تعالی قال واتوا النساء صدقاتهن نحلة ای فریضة من الله تعالی فان اعطاء النساء مهورهن مما فرضه الله تعالی
اور دی دو اوعورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بیشک عورتون کا مہر دینا اللہ تعالی نی ملت اور دین مین

فی الملة والدین فمن نوی ان لا یؤدی ایها مهرها یجیء یوم القیمة زانیا لما روی انه علیه السلام قال ایما رجل تزوج
فرض کیا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکریگا تو قیامت کی دن زانیون کی صورت مین آویگا اسلئی کہ رویت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت
امراة علی اقل من المهر او اکثر ولیس فی نفسه ان یؤدی ایها حقها لقی الله تعالی یوم القیمة وهو زان ولا یطیب منها
سی نکاح کریگا مقدار مہر کی کمتر پہ یا اتنی زیادہ پر کہ ادسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہووینگا جیسا زانی اور بی بی سی ادا مہر کی
المهلة لاداء مهرها الا ان یکون فقیرا وتوجله المرأة طوعا او کرها ولا یکلفها ان تهب له مهرها الا ان الله تعالی بعدها
لی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی تو زوری نہین اور بی بی کو تکلیف بخشو لی اسواسطی کہ اسہ تعالی بعد اس آیت کی
قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا فمعناه علی ما قیل التیسیر والانوار
اور دی ڈالو عورتون کو مہرا نکی خوشی سی پہر اگر وہ اوسمین سی کچہہ چہوڑدین تمکو خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سواسکی معنی موافق تیسیر اور انوار
التنزیل انهن ان وهبنا لکم بعضا من الصداق عن غایة الرضا وطیب القلب بلا اکراه ولا افتداء من سوء العشرة فاشتغلوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچہہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدعاملگی کی بخشدین
به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستئثار فی الاستیهاب مکروه لانه تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
پیچہی نہپڑو اس سی معلوم ہوا کہ ہبت کہہ کہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی چاہی
یمسکها وان شاء یرسلها بلا اختیار منها کذلک جعل حلقة سلسلة المهر فی رقبته وذمته فعقد النکاح بیدها الیه
عورت کو رکہی اور چاہی چہوڑدی عورت کو کچہہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند
وسلسلة المهر بیده لیها فاستیهاب کل المهر لابطال لحقها وابقاء لحقه وفیه ترک المعادلة وهو نوع من الظلم ولا یطلقها
کیہچنا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کیہینچی ہی سو تمام مہر کا بخشوانا اوسکی حق ملغی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی النصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغیر ضرورة الا ان تکون سیئة الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة فان الطلاق وان کان مباحا لکنه من البغض
بی بی کو طلاق نہ دی ہان اگر بدخو بدین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان
المباحات عند الله تعالی فانه من ایذاء للغیر ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة لان ایذاء الغیر من جنایاته فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچہہ خطا ہووی پہر اگر کسی
علی تطلیقها بسبب الضرورة ینبغی له ان یراعی عدة امور احدها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه لان الطلاق فی الحیض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یہہ ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین
والطهر الذی جامعها فیه حرام والثانی ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع الثلث لانه بدعی قبیح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کردی اسلئی کہ طلاق تینیج ہی اور ایک طلاق مین بہی
بعد انقضاء العدة تفید المقصود مع انها بعد من الندم لتمکنه من التدارک بالرجعة فی العدة وتجدید النکاح بعد
بعد گذر جانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچہ ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما یندم ولا یمکنه التدارک الا بالحلة وعقد الحلة منهی عنه ویکون هو المساعی فیه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق تین دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بہی ہوسکتا نہین حلالہ کی اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ساعی بنتا ہی
ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه معلقا بزوجة الغیر یرجو ان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آویگی یہہ تمام خرابی
ذلک فی الواحدة الجمع وفی الواحدة یحصل المقصود من غیر محظور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ویطیب قلبها بان یعطیها شیئا زایدا علی مهرها علی سبیل المتعة وهی درع وخمار وملحفة عوضا عن ایحاشها
اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر سی زیادہ کچھ جوڑہ وغیرہ بطور متعہ کی یعنی کرتا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم کی بدلہ مین دیدی

والرابع ان لا یفشی سرها ثم انه ان طلقها علی مال وهو خلع یکره له ان یاخذ ذلک المال ان کان النشوز من
اور چوتھی یہہ کہ اوسکا بھید نہ ظاہر کری پھر اگر آپسی مال کی بدلہ طلاق دی جسی خلع کہتی ہین تو خاوند کو مکروہ ہی کہ اوس مال کو لیوی اگر بدخوئی ناسازگاری

جانبه لانه اوحشها بلا مهر مال فلا یزید فی ایحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالی وان اردتم استبدال زوج مکان
خاوند کی طرف سی ہی اسلئی کہ اوسکو چھوڑنی سی ایک تو رنج دیا پھر اوسکا مال لیکر وحشت نہ بڑہاوی اور اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ

زوج واتیتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شیئا فانه تعالی نهی عن التشفی عن یسیر من القنطار الذی هو المال
دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچھہ بیشک اللہ تعالی نی قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا بھی لینی سی منع کیا ہی

الکثیر فضلا عن الکثیر وان کان النشوز من جانبها یکره له ان یاخذ الزائد علی ما دفع الیه من المهر ثم انه ان
بہت یعنی کا تو کیا بانٹیی اور اگر نافرمانی عورت کی جانب سی ہی تو اوس سی زیادہ لینا جو مہر اوسکو دی چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد نی

اکرهها علی الخلع والتزمت ان تعطیه مالا للخلاص منها واسقطت ما علیه من المهر ونحوه یقع الطلاق بلا لزوم
اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نی اپنا پلہ چھڑانی کو مان لیا کہ مال دونگی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تہا ساقط کردیا تو یہ دون لازم ہونی

ما التزمته من المال ویلا سقوط ما علیه من المهر ونحوه لان الرضا شرط فی لزوم المال وسقوطه والاکراه یعدم
مال مانی ہوی کی اور بدون ساقط ہونی مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تہا طلاق پڑجاوی گی اسلئی کہ مال لازم ہوجاتی ہین اور ساقط ہونی ہین رضامندی شرط ہی اور

الرضا علی ما بُیّن فی موضعه هذا الذی ذکرنا فی هذا ما کان علی الزوج من حقوق الزوجة واما ما کان علی الزوجة
زبردستی مین رضامندی نہین ہوتی جسنکیہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی یہان تک وہ حقوق بیان ہوئی جو بی بی کی خاوند کی ذمہ ہین اور یہی خاوند کی حقوق

من حقوق الزوج فالقول الشافی فیه ان النکاح نوع رق والزوجة رقیقة الزوج کما قال النبی علیه السلام
جو بی بی کی ذمہ ہین سو قول شافی اوسمین یہہ ہی کہ نکاح غلامی کی قسم ہی اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہی جیسا کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

النکاح رق فلینظر احدکم این یضع کریمته فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الاحتیاط فی حقها اهم
کہ نکاح غلامی ہی سو تم دیکہلیو کہ اپنی پیاری بچی کو کہان دیتی ہو بیشک نبی علیہ السلام نی اسی حدیث مین بیان فرمایا کہ عورت کی حق مین احتیاط ضرور تر ہی

لکونها رقیقة بالنکاح لا تخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطلیق الزوج واما الزوج فهو قادر علی الخلاص منها
کیونکہ وہ نکاح کی سبب سی لونڈی ہوجاتی ہی بدون خاوند کی چھوڑی کسیطرح نہین چھوٹ سکتی اور یہ خاوند سو طلاق دیکر عورت سی آپ چھوٹ سکتا ہی

بتطلیقها فاذا کانت المرأة رقیقة الزوج یلزمها ان تصبر علی غیرته وترجو علی ذلک من الله الثواب فان ذلک
پہر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر صبر کری اور سمجہہ اللہ تعالی سی ثواب کی امیدوار رہی اور بیشک اسکا یہہ ہی

جهاد هکما ورد فی الحدیث ان جهاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعلیها ان تطیعه فی کل
جہاد ہی اسلئی کہ حدیث مین آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہی یعنی خاوند کی سہانہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی طاعت کری

ما یامرها مما لا معصیة فیه اذ قد ورد فی عظیم حقه علیها اخبار کثیرة من جملتها ما روی انه علیه السلام قال
جو کہی جسمین گناہ نہووی اسواسطی کہ حدیثین بہت وارد ہوئی ہین کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی ازان جملہ وہ کہ رہا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه علیها وقالت عائشة اتت هذا
اگر مین کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکی لئی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کری کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین ایک جوان عورت

الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت یا نبی الله انی فتاة اخطب فما حق الزوج علی الزوجة فقال النبی علیه السلام لو
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا کہ یا نبی اللہ کی مین جوان عورت ہون نکاح کیا چاہتی ہون سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام فرمایا

كان من قزمه الى قدمه صديد فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سرسی پاؤں تک پیپ بہتی ہو پھر بی بی چاٹ لی تو بھی اوسکا شکر ادا نہیں کیا اور ابن عباس کہتی ہیں ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی
وقالت يا نبي الله اني امراة ايم واني اريدان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی میں عورت بی خاوند ہوں میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی پر کیا حق ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا
على المراة اذا اراد ها في نفسها وهي على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطي شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر میں سی اوسکی بی جاوے
فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
پھر نیکی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکھی اگر روزہ رکھی گی تو بھوکی پیاسی رہوگی
ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروي
اور قبول نہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر میں سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک پھر آویگی اوکو فرشتی لعنت کرتی جاوینگی اور روایت ہی
انه عليه السلام قال اني رايت ليلة اسري بي امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبريل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو میں نی ایک عورت دیکھی کہ زبان کو پکڑ رکھی ہی میں نی پوچھا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت
كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و
زبانسی اپنی خاوند اور ہمایوں کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی پستان کو سوتی ہی وہ ایسی ہی کہ خاوند کی اجازت دودہ پلاتی تہی اور
رايت اخرى معلقة برجليها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة بيديها وهي التي تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکھی کہ پاؤں پر لٹکتی تہی وہ خاوند کی بی اجازت کہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکھی کہ اپنی ہاتھ سوں ستی ہی وہ ایسی ہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی
وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نانی پہر وہ اوٹھنے پر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت
حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابى الا
کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نہ مانی تو
كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان میں ہی اوس سی بیزار ہوگا جبتک خاوند راضی نہووی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور اپکو اوسکی حوالہ کردی
ولا تشغل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فورا ظلمه ان كانت طاهرة عن الحيض وان في حال الحيض فتجتهد
اور حیض کا بہانہ نکری اوسکی حکم پہر پر نہ رہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہووی اور حیض کی حالت میں اپنا حال
عن حالها وتلبس اخلاق شيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
جتاوی اور پہانی کپڑی پہن لی تاکہ خاوند کا دل اور ہر نہو جاوی اور حالضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی تو وضو کرکر کہر میں
مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روي انه عليه السلام قال استغفرت
نماز کی جہونسری پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور للا الا اللہ پڑہا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بخشا گیا عورت
الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطي لها الكا
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہوجاتی ہیں اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی
حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتطهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی ہر رگ کی شمار پر حج اور عمرہ کیا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک ہوسکی

المودۃ الی زوجہا ما استطاعت وتکون ضعطرۃ متنظفۃ فی نفسہا ومستعدۃ فی الاحوال کلہا لاستمتاع الزوج
خاوند سی پیار ظاہر کیا کری۔ اور محشمہ اور پاکیزہ اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لئی جب وہ صحبت کری تیار رہا کری

بہا متی شاء وتکون قاعدۃ فی قعر بیتہا ملازمۃ لعزلہا من حین دُفت الیہ الی ان ترف الی القبر ولا تخرج من بیتہا
اور گہر کی اندر تنہا بیٹھی رہا کری اوسدن سی کہ خاوند کی ہان گئی ہی تا ایک کہ قبر مین جاوی اور گہر مین سی خاوند کی بی اجازت

الا باذن زوجہا واذا خرجت باذنہ تخرج مخفیۃ فی ہیئۃ رثۃ وتطلب المواضع الخالیۃ دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کری اور اگر باجازت جاوی تو چپ کر بری صورت بناکر اور خالی اوجاڑ رستی کو جاوی سڑک اور بازارون مین کو

ولا تخرج عطرۃ متبرجۃ ولا تحدث مع رجل فی الطریق لمکروی ان عمر رای امراۃ مع رجل یتحدثان فی الطریق
اور خوشبو لگاکر زیب زینت سی نہ جاوی اور رستہ مین کسی مرد سی بات نکری کیونکہ روایت ہی کہ عمر رضی ایک عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی ہوئی دیکہا

فضربہما بالدرۃ فقال رجل یا امیر المؤمنین ہی امراتی فقال لہ عمر لو کانت امراتک فلم لم تدخلہا فی بیتک
سو دونو کو تعزیر دی اوس مرد نی عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہی عمر نی جواب دیا اگر تیری بی بی ہی تو اپنی گہر مین کیون نہین بیٹہالتا

حتی لا یتہمہا احد فی الطریق ولا تخرج الی الحمام وان اذن لہا زوجہا لما روی عن عائشۃ انہ علیہ السلام قال الحمام
تا کہ رستہ مین تجہہ پر کوئی تہمت نہ لی اور حمام مین نہ جاوی اگرچہ خاوند اجازت دیدی کیونکہ عائشہ رضی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حمام

حرام علی نساء امتی فان اقتضت الضرورۃ الی دخولہا فی الحمام لعذر المرض والنفاس یشترط ان تدخل بمیزر لکی تکون
میری امت کی عورتون پر حرام ہی اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام مین جانیکی ضرورت آ لگی تو شرط یہہ ہی کہ ازار پہین کر جاوی اور حمام مین کوئی

فیہ احد من النساء ملکشوفۃ العورۃ ولا تخرج بزینۃ فاذا لم یوجد واحد من ہذہ الشروط لا یحل لہا الخروج الی الحمام
عورت ننگی نہو وی اور سنگار کر کر نہ نکلی اور ان شرطون مین سی ایک بہی فوت ہووی تو حمام مین جانا حلال نہین ہی

ولکن لا یحل لہا الخروج الی المقابر لما ذکر فی نصاب الاحتساب وسئل عن جواز خروج المراۃ الی المقابر فقال لا
اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہین کیونکہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ قاضی سی کسینی پوچہا کیا عورت کو گورستان مین جانا جایز ہی جواب دیا

تشل عن الجواز فی مثل ہذا وانما نسل عن مقدار ما یلحقہا من اللعن فانہا لما نوت الخروج کانت فی لعنۃ اللہ تعالی
اس باب مین جواز کو کیا پوچہنا ہی یہہ پوچہہ اوسپر کتنی لعنت پڑتی ہی کیونکہ عورت جب جانیکا ارادہ کرتی ہی تو خدا کی اور فرشتون کی

وملئکتہ واذا خرجت تحفہا الشیاطین من کل جانب واذا ات القبر یلعنہا روح المیت واذا رجعت کانت فی
لعنت مین ہوتی ہی اور جب چلی تو ہر طرف سی شیطان اوسکی ساتہہ ہوتی ہین اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب لوٹتی ہی تو

لعنۃ اللہ تعالی وملئکتہ حتی تعود الی منزلہا وفی الخبر ایما امراۃ خرجت الی مقبرۃ یلعنہا ملئکۃ السمٰوٰت
اللہ تعالی کی اور فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر مین آئی اور حدیث مین ہی کہ جو عورت گورستان مین جاتی ہی تو اوسپر سو فرشتے ساتون آسمان

والارضین السبع وتمشی فی لعنۃ اللہ تعالی وایما امراۃ دعت للمیت بخیر ولو تخرج من بیتہا یعطیہا اللہ تعالی
اور زمین کی لعنت کرتی ہین اور خدا کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹہی ہوئی مردی کی حق مین دعا خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجۃ وعمرۃ وعن سلمان وابی ہریرۃ انہ علیہ السلام ذات یوم خرج من المسجد توقف علی باب دارہ فاتت
اور عمرہ کا دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ کا روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہہر گئی پہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

فاطمۃ فقال لہا من این جئت قالت خرجت من منزلہ فدانۃ التی ماتت فقال علیہ السلام ہل ذہبت
آپ نی فرمایا تو کہان سی آئی عرض کیا فلانی عورت جو مر گئی ہی اوسکی گہر سی آئی ہون پہر نبی علیہ السلام نی پوچہا کیا اوسکی قبر پر بہی گئی تہی

قبرہا قالت معاذ اللہ افعل بعد ما سمعت منک ما سمعت فقال علیہ السلام لو زرت قبرہا لم تر عرفہا رائحۃ الجنۃ
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپسی سنکر جو سنا ہی ایسا کرتی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہتی

وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن الجنازة فقال لهن اتحملن معهن
اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئی تو ایک جنازہ کی ساتھ چلی پیر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہین آپ نی اونسی پوچھا کیا تم سب کی ساتھ
یحملن فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین مع من یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن مازورات
جنازہ اور بھاڑگی عرض کیا نہین پیر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتھ نماز پڑہو گی عرض کیا نہین پیر آپنی فرمایا گنہگار ہو کر پی ثواب جاؤ
غیر ماجورات فدل ذلك علی ان المراة لا یباح لها الخروج الی المقبرة ولا تشیع الجنازة بل یکره لها ان یکون من همتها
اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری
اصلاح شانها وتدبیر منزلها ولا تتحمل فی بیت زوجها من یکره دخوله فیه من الرجال والنساء وتقدم حقه علی
بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام اپنا حال درست اور گہر کا کاروبار کیا کری اور خاوند کی گہر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی
حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تکون منفعتها عن کسبه اذا
اور اپنی اور تمام سکی سودہرو نکی حق مقدم رکہی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی مین سی نکری
کان حراما اذ قد کانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وابنته ایاك وکسب الحرام فانا
کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گہر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہدیتی شیطان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بھوکہ پر صبر ہو سکتا ہی اسکے پر
نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار وتکون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالی ولا تکلفه ما لا یطیقه ولا تدخل
صبر نہین ہو سکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کی طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کی عرض ہنڈالدی
علیها فی امر النفقة بل تکون صابرة متوکلة کما حکی ان رجلا من السلف هم بالسفر فکره جیرانه سفره فقالوا له ارجع
بلکہ صبری توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخصنی سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا
لم ترتضین بسفره ولم یدع لك نفقة فقالت زوجی عرفنه اکلا وما عرفته مرزاقا ولی رزاق بید هب لا کل ویبقی
تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگی اور کچھہ تیری لئی خرچ نہین دیتا جاتا اوسی جواب دیا مین یہ کہا کہ فی دلا جانتی ہون رزاق ندیتا نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہوا کا اڑا جاتا ہی
الرزاق ولا تنفد خزائنه فلما رجع الیها قال تکون کما رای عن الاصمعی انه قال دخلت البادیة فرایت امراة من احسن الناس وجها
اور رزاق باقی ہی اور اپنی جال پر ناز کیا کری بلکہ ایسی سی جسی اصمعی کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس
تحت رجل قبیح الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلك تحت مثله فقالت یا هذا قد اخطات فی قولك لعله احسن
ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکہی مین نی کہا کیا عجب ہی تجسی پری ایسی دیو کی آگی وہ بولی ای شخص تو نی بیجا کہا شاید کہ اسی اپنی خالق کی
فیما بینه وبین خالقه فجعلنی ثوابه ولعلی اسأت فیما بینی وبین خالقی فجعله عقوبتی افلا ارضی الله لی وممما
کوئی عبادت کی ہی سو مجکو بہکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹہرایا ہی اور شاید مجسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پہر اسسی
یجب من حقه علیها دیانة ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل
کیونکہ نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بالجملہ یہ ازروی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گہر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچھ
شیئا منها تکون الشقاوة ان لم تجبر علیها وتری تقصیرها فی خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
ہی نہ کرگی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمین کچھہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپکو مقصر سمجھتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق کی خواہش نکری کیونکہ جو اوسکی قسمت کا ہی
تمنعه عن نکاح ثلث سواها لانه تعالی جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء
سو ہیگا اور خاوند کو اوتین تک کی سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین
مثنی وثلث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر علی غیرة الضرائر راجیة من الله تعالی الثواب کما صبرت
دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نہ کرسکو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کر اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواجہ النبی علیہ السلام حتی وھب سودۃ نوبتہا لعائشۃ حین ایست وعلمت محبتہ علیہ السلام لعائشۃ ولا
ازواج نبی صبر کیا یہاں تک کہ سودہ نبی بڑھاپے میں اپنی باری عائشہ کو دے دی جب اوسکو عائشہ کی محبت معلوم ہوئی اور

تسال الطلاق من غیر باس وفاتہ لما روی انہ علیہ السلام قال ایما امراۃ سالت زوجہا الطلاق فحرام علیہا
بدون ناامیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو عورت اپنی خاوند سے طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحۃ الجنۃ ولا تظہر زینتہا لغیر زوجہا ومحارمہا لانہ تعالی قال فی حق المؤمنات ولا یبدین زینتہن
اور نہ کہولیں اپنی سنگار اور محرموں کی اپنا سنگار نہ دکہاوی اسلئے کہ اللہ تعالی نے مؤمنات کی حق میں فرمایا ہی اور سوا اپنی خاوند

الا لبعولتہن او اٰبائہن او اٰباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن
مگر اپنی خاوند کی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی بیٹے کی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجوں کی یا اپنی بہانجوں کی

او نسائہن والزینۃ ما تتزین بہ المراۃ من الثیاب والحلی وغیرہا وھی ظاہرۃ وباطنۃ فما الظاہر فلا یجب
یا اپنی عورتوں کی اور زینت وہی جو عورت کپڑوں اور زیور وغیرہ سے سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہیں ہی

سترہا ولا یحرم الاجنبی النظر الیہا لقولہ تعالی ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا لکن اختلف فیہا فقیل ہی
اور اجنبی مرد کو اوسپر دیکہنا ہی حرام نہیں ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ دکہاویں اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمیں اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثیاب وھذا قول ابن مسعود وقیل ہی الکحل والخاتم وھذا قول ابن عباس وروی عن اصحابنا انہ اراد بہما
ظاہری صرف کپڑے ہیں یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علما سے روایت ہی کہ ان دونوسے مراد

الوجہ والکفین کان الکحل من زینۃ الوجہ والخاتم من زینۃ الکف فلما ابیح النظر الی زینۃ الوجہ والکف کان
چہرہ اور دونو ہاتہہ ہیں اسلئے کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی اور انگوٹہی ہاتہہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحۃ النظر الی الوجہ والکف وھذا اذا کان النظر بغیر شہوۃ واما اذا کان بالشہوۃ فلا یجوز الا عند العذر وھو
اباحت چہرہ اور ہاتہہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت میں ہی کہ بغیر شہوت نظر کرے اور اگر نگاہ شہوت سے ہووی تو جایز نہیں ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضی والشہادۃ من الشاہد والعلاج من الطبیب وکذلک اذا اراد الرجل ان یتزوج امراۃ فیجوز
قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کرے تو اوسکو جایز ہی

لہ ان ینظر الیہا لکن لا یجوز لہ ان ینظر الیہا حاسرۃ ولا الی شیء مما ہو عورۃ فی حقہ بل انما یباح لہ ان ینظر الی وجہہا
کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہیں ہی کہ نکی کر کر دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق میں عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وکفیہا فقط لانہا لیست بعورۃ فی حقہ وذکر فی شرح الکرخی ان النظر الی وجہ الاجنبیۃ لیس بحرام لکن یکرہ
اور دونو ہاتہہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حقمیں عورت نہیں ہی اور شرح کرخی میں مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا منہہ دیکہنا حرام نہیں ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغیر حاجۃ اذ لا یؤمن عن الشہوۃ وذکر فی نصاب الاحتساب ان الحرۃ تمنع من کشف الوجہ والکف والقدم فیما
اسلئے کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ حرہ کو منہہ اور ہاتہہ پاؤں کہولنا جسیر اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

یقع علیہ نظر الاجنبی لانہا لا تامن عن شہوۃ بعض الناظرین الیہا الا ان یکون عجوزا فحینئذ یجوز النظر الی وجہہا
کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سے نظر کرینگی ہاں اگر بڑہیا ہو تو اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ویحل مصافحتہا عندنا لامن عن الشہوۃ لکن لا تخلو برجل شاب او شیخا لان الخلوۃ بالاجنبیۃ وان کان معہا غیرہا
اور بی شہوت اوسی مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہمراہ کسی مرد کی خلوت میں نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئے کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگرچہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مکروہۃ تحریما لما روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال لا یخلون رجل بامرۃ الا ومعہا محرم
عورتیں ہوں مکروہ تحریمی بہی ہی کیونکہ ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کی ساتہہ خلوت میں نہووی مگر اوسوقت کہ اوسکی ساتہہ

واما الزینة الباطنة فهی القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف فی السوار قوی عن عائشة رضی انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن میں اختلاف ہی سو عائشہ رضی سے روایت ہی کہ کنگن
الزینة الباطنة وهو لا شبه لمجاورتها الکف وهذه الزینة الباطنة یحرم ان ینظر الیها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت میں ہی اور یہ ہی لائق حق معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کفنی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہیں
لانه تعالی قد سوی فی ذلک بین الزوج ومن ذکر معه فاقتضی ذلک اباحة النظر الی مواضع الزینة لهؤلاء المذکورین
اسواسطی کہ اللہ تعالی نے اس باب میں خاوند کو اور جو اوسکی ساتھ آیت میں مذکور ہیں سبکو برابر کردیا ہی یعنی ان لوگوں کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی
کالزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض لیس للمسلمة ان تبدو بین نساء اهل الذمة ولا تبدی
جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد وسنا سوں کی مؤمنات ہیں ابن عباس رض کہتی ہیں مسلمہ کو جایز نہیں ہی کہ اہل ذمہ کی عورتوں میں کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی
للکافرة الا ما تبدی للاجانب الا ان تکون امة فلها ان تظهر زینتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لم یکن لها
سامنی وسنامی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ان اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مردوں کی ظاہر کردی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکھاوے تو حرام
حرمة کما روی عن ابی بکر الاعمش انه خرج الی بعض الرستاق وکانت النساء علی شط النهر کاسفات الرؤس والذراع
نہیں ہی جیسا کہ ابوبکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر میں گیا وہاں عورتیں نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور بانہیں کھولی ہوئی تھیں
وهو جعل یحاظهن ولا یتحامی عن النظر الیهن فقیل له کیف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشک فی ایمانهن
اور یہ اوسکی ساتھ مل رہا تھا اور اوسکی دیکھنی سی پرہیز نہیں کرتا تھا کسینی اوس سی کہا تو نی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہیں ہی مجکو انکی ایمان میں شک ہی
کلهن حربیات وروی عن عمر انه هجم فی المدینة علی نائحة وضربها بالدرة حتی سقط خمارها فقیل له یا امیر المؤمنین
یہہ تمام حربی عورتیں ہیں اور عمر رض سی منقول ہی کہ وہ مدینہ میں کسی نوحہ کرنی عورت کو جا پکڑا سو درہ سی اوسنا مارا کہ اوسکی اوڑھنی اوتر گئی کسینی کہا یا امیر المؤمنین
قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها فی الشریعة فقوله لا حرمة لها فی الشریعة قیل معناه انها لما اشتغلت بما لا یحل
اوڑھنی اوتر پڑی ہی تو اوسکی جواب دیا کہ اوسکی شریعت میں کچھ حرمت نہیں ہی پس اس عبارت سی کہتی ہیں مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت فی الیسا کام کیا جو
فی الشریعة اسقطت نفسها والتحقت بالاماء فلا یلزم الاحتراز عن النظر الیها المجلس التاسع والتسعون والمائة
شریعت میں حلال نہیں ہی تو اسی اپنی حرمت آپ کھودی لونڈیوں میں مل گئی سو اوسکی دیکھنی سی احتراز ضرور کی نہیں ہی
فی بیان قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم استوصوا بالنساء خیرا
اچھی وصیت پکڑو عورتوں کی حق میں آنحرنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتوں کی باب میں اچھی وصیت پکڑو
فان المراة خلقت من ضلع وان اعوج شیء فی الضلع اعلاه فان ذهبت تقیمه کسرته وان ترکته لم یزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی میں ٹیڑھی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدھا کرنا چاہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسی حال پر رکھا تو ٹیڑھی رہی گی
هذا الحدیث مرویه عن ابی هریرة ومعنی الاستیصاء قبول الوصیة فکانه علیه السلام قال انی اوصیکم بالنساء
یہہ حدیث بقیہ انہی کا ابوہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصا کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا میں تمکو عورتوں کی باب میں
خیرا فاقضوا وصیتی فیهن وافعلوا فیهن خیرا ولا تعضلوا علیهن اذا فعلت فعلا غیر مرضی عندکم مالم تکن فیه
اچھی وصیت کرتا ہوں اوسکی حق میں میری وصیت پوری کرو اور اوسکی ساتھ بھلائی کرو اور اگر تمہاری خلاف مرضی کوئی کام کریں تو اوسپر غصہ مت کرو جبتک اوس کام میں
اثم فانهن خلقت من شیء اعوج وهو اضلع لما ثبت فی الاخبار ان النساء وهی لغة خلقت من ضلع ادم النبی علیه
گناہ نہو کیونکہ عورتیں ٹیڑھی چیز سی پیدا ہوئی ہیں جیسی پسلی کی اسلئی کہ حدیثوں سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
کما قال الله تعالی خلقکم من نفس واحدة ویستحق منها زوجها فیکون فی هذا الحدیث اشارة الی المراة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی کی بنایا اوسکا جوڑا سو اسحدیث میں یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدایش ہی

فیہ اعوجاج لا یستطیع احد ان یقیمہا او یغیرہا عما خلقت علیہ فلا ینکر اعوجاجہا لانہا من ابتداء خلقتہا
کہ جسمین کجی ہی کسیکی یہہ طاقت نہین ہی کہ اوکو سیدہی کردی یا اوکی عادت بلدی سواوسکی کجی بری نہین ہی کیونکہ ابتداء پیدائش

واصل فطرتہا مرکب فیہا الاعوجاج فلا یمکن الانتفاع بہا الا بمداراتہا والصبر علی اعوجاجہا اذ لو شرعت ان تقیمہا
اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہین ہوسکتی اسلئے کہ اگر تو اوکو راست

وتجعلہا مستقیمۃ فی افعالہا واقوالہا لا یمکنک الانتفاع بہا بل یؤدی الی کسرہا وہو طلاقہا فلما علم من ہذا
درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہی بنادی تو ممکن نہین کہ تو اوسی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی ہر جب اس حدیث سی عورتون

الحدیث حال النساء فی ابتداء خلقتہن لزم للرجل حسن المعاملۃ معہن ورعایۃ حقوقہن والانفاق علیہن بالمعروف
کی ابتداء پیدائش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتھہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچھی طرح اوٹھاوی

اذ قال الفقہاء یجب علی الرجل نفقۃ زوجتہ سواء دخل بہا او لم یدخل بہا وسواء مسلمۃ او ذمیۃ او حقیرۃ او غنیۃ
اسواسطے کہ فقہاء کہتے ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غناہا لا یبطل حقہا فی النفقۃ سواء کانت کبیرۃ او صغیرۃ قابلۃ للوطی وان لم تکن قابلۃ للوطی لا یجب علیہ
اسلئے کہ تو انکر ہی سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہین ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہین

نفقتہا والنفقۃ الواجبۃ الطعام والکسوۃ ولسکنی علی ما روی عن ہشام انہ قال سالت محمدا عن النفقۃ فقال ہی الطعام
ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا

والکسوۃ والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والحطب والملح والدہن فان قالت المرأۃ لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی
اور کپڑا اور رہنیکا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی کہ مین سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یاتیہا بطعام مہیأ او یاتیہا بما یعمل لہا عمل الطبخ والخبز ہذا فی القضاء و
فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہین ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا تیار کہانا حاضر کری یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کردیا کری

اما فی الدیانۃ فیجب علیہا ان تفعل کل خدمۃ فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرہا حتی لو لم تفعل شیئا
اور رہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر پی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہہ بھی نہ کیا کری گی

منہا تکون آثمۃ وان لم تجبر علیہا وان کان لہا خادم یجب علی زوجہا نفقۃ خادمہا ان کان الخادم یطبخ ویخبز لان نفقۃ
اسکا خرچ اوس پر واجب ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاوے تو اوسپر خرچ نہین بروقوف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ مجہہ خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

فی مقابلۃ خدمتہ واذا لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقتہ بخلاف المرأۃ فان نفقتہا البتہ فی مقابلۃ الخدمۃ بل فی
اوسکا خرچ عوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاوے تو اوسپر خرچ نہین بروقوف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ مجہہ خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

مقابلۃ الاحتباس فقد حبست نفسہا لحق زوجہا فکانت نفقتہا علی زوجہا وینبغی ان یوسع علیہا فی النفقۃ اذا وسع اللہ
رکے رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنے تئین خاوند کو دی چکی اب اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جسطرح اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالی علیہ ویعتدل فیہا بلا تقتیر ولا اسراف اذ قال اللہ تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا واہم ما یجب علیہ ان یطعمہا من
بہی بڑہا دیوی اور بدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رکہی یعنی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر یہہ ہی کہ اوسکو

الحلال ولا یدخل مداخل السوء لاجل نفقتہا وان ذلک خیانۃ علیہا لا عایۃ لحقہا وینبغی لہ ان یامرہا بالتصدق
حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی راہ بقہ یعنی چوری چکاری نہ اختیار کری کیونکہ یہہ اوسکی حق کافی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اجازت دی

بیقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوۃ فقدرہا بعشرین درہما بدرہمین وخمارین وملحفۃ فی کل سنۃ وامرہ بالمرمۃ
بچتا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کردیا کری اور کپڑا کیا اندازہ امام محمدی یہہ کہا ہی کہ دوکرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادر ہر سال اور مرمت کرنی

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي فما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ونحو ذلك
اور دوپٹہ جو بہنتی ہیں گرمی کا باریک ہو جو گرمیوں میں کام آوے اور جاڑے کا وہ جو گاڑھا ہو جسمیں سردی دور ہو اور موزی

لخفين والنعلين ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ ظاہر ہے باہر جانیکی بی بی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہیں ہی کہ باہر پہر بیٹھا سامان تیار کیا کری اور ازار کا بھی ذکر نہیں کیا اور ازار جاڑے میں

حتى قال فاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم وأما في ديارنا فيجب السراويل وثياب الخز كالجبة والفراش الذي تنام عليه
ضرور چاہیئے یہاں تک کہ قاضی خان نے اپنی فتاوی میں کہا ہی یہہ اونکا چلن ہی اور ہمارا ملک سو اونکا پہننا واجب ہی اور اونپر بڑی جسمی جبہ اور بچھونا جسپر سووی

واللحاف ولا بد لدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخفان لانها تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اوڑھنی کرمی جاڑے دفع ہو اور خادم کی واسطے قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کاروبار کی واسطے باہر جانے کی حاجت ہی

في البويت وهو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة وأما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تامن على متاعها
جیسے بی بی ماں باپ کی پاس بھیجے اور مانند اسکی اور اسکی لئی اوڑھنی واجب نہیں ہی کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہیں ہیں اور رہنی کا گہر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹھالی اپنی بیٹھک

ولا تستحي عن غيرهم في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على
کی قدیری اور خاوند کی ساتھ رہنی میں غیر کی حیا نہ کرے اگر خاوند کی اخیافی بھائی ہوں یا نہیں ہو یا اور بی بی کی اولاد ہو اور بی بی کہی بھیجکر اور گہر تجویز کردی

كان هذا ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا
تو بی بی کا حق ہی اصلی کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہی اور خاوند کی ساتھ رہنی میں حیا آتی ہی اگر وہ کوٹھا احاطہ میں ایک ہی ہووی اور اگر کئی کوٹھی ہوں

فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها ان تطلب بيتا الخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون
اور سکو ایسا کوٹھا حوالہ کیا جسمیں کہولنی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور گہر مانگی اگر اوس احاطہ میں خاوند کی بھائی بند رہتا ہو الی نہ ہو مگر اوس صورت میں

الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي
کہ خاوند اوسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ہاں فریاد کر کر یہہ کہی کہ مجھکو ایسی صالح قوم میں مکان دی کہ اسکی بھلائی برائی دیکھتی رہیں پہر قاضی کو

ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى حيران الدار فان كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی سی منع کردی اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اوسکی گہر کی ہمسایوں کو دیکھی اگر وہ

قوما صالحين يسكنها هناك لانهم كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا
قوم صلحا ہوں تو اوسمیں یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پہر اگر وہ گواہی دیں کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی سی منع کردی اگر وہ

ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه باهوائهم لا يسكنها بين قوم
یہ کہیں کہ عورت سچی نہیں ہی تو اوسی گہر میں رہنی دی اور اگر وہ بھی ایسے صلحا نہیں ہیں یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اوسکو حکم دی کہ اوس عورت کو صلحا

صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجال ان يتعدى في حق النساء لما روي انه عليه السلام قال الله
مہربان بتلادی کہ وہ بھلی کرے یا بری کی ہر کہ اگر اوسنی کہ مرد کو جایز نہیں ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عورتوں کی باب میں

الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حذر
سو سے ڈرو اللہ سے ڈرو بیشک عورتیں تمہاری مددگار ہیں تمنی اوسکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اونکی فروج حلال کیں ہیں بیشک نبی علیہ السلام نے اسحدیث میں

عنه في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام اتقوا الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في
بی مضمون عورتوں کی ساتھ بدمعاملگی کی ڈرایا ہی اسلئے کہ قول علیہ السلام اتقوا اللہ فی النساء بمنزلہ اس قول کی ہی عورتوں کی باب میں اللہ سی ڈرو

امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايديكم كالاساري بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن
سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وی تمہاری قابو میں قیدیوں کی مثال میں بلکہ اونکی ساتھ خوبی سی گذران کرو جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو اونکو

بالمعروف

بالمعروف فانکم اخذتموھن بعھد اللہ الذی عھد الیکم من الرفق بھن والشفقۃ علیھن واستحللتم فروجھن
معقول کیونکہ عورتوں کو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالی نی اونکی حمایتہ نرمی کا اور اونپر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فروج کو اللہ کی

بامر اللہ تعالی وحکمہ فان نقضتم عھدہ الذی عھد الیکم فی حقھن وختم فی امانتہ ینتقم منکم لھن
حکم سی حلال کیا ہی پھر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری حمایتہ اونکی حق مین کیا ہی اور اونکی امانت مین خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا

وذلک لانھن اماء اللہ تعالی فمن تزوجھن بامر اللہ تعالی وحکمہ تکن عندہ امانۃ وودیعۃ من اللہ تعالی
اور یہہ اسلئے کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پھر جسنی اونکو اللہ تعالی کے حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپرد کی ہین ہین

فاذا اذلھن بالباطل ولم یعاشرھن بالمعروف یصیر کانہ نقض عھدہ تعالی وخان فی امانتہ ینتقم منہ لھن
پھر جسنی اونکو ناحق ستایا اور نحوبی سی گذران نکی نہ کیا تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا

فعلی ھذا یلزم الرجل حسن الخلق معھن واحتمال الاذی منھن وعدم الالتفات الی بعض معایبھن مالم یکن اثما
اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی حمایتہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہی جبتک گناہ نہون تو چشم پوشی

ترحما علیھن لقصورھن فقولھن وقد کان بعض العلماء یقول الاحتمال علی اذی واحد من المراۃ فھو فی الحقیقۃ احتمال
کیونکہ عقل ہونی ہین اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذاون کی برداشت ہی

علی اذیۃ کثیرۃ اذ فی ذلک الاحتمال الواحد نجاۃ الولد من الطمۃ والقدر من الکسر والثوب من الخرق بل ینبغی لہ ان
کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانیسی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پھٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی

یزید علی احتمال الاذی الملاعبۃ معھن فیلاعبھن ملاعبۃ الرجل مع نسائہ لیست من المھر
کہ ایذا کی برداشت پر اونکی حمایتہ نیک چلنی برتی سو اونکی ساتھہ وہ کھیل کیا کری جسمین گناہ نہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتھہ لہو باطل مین داخل

الباطل الذی نھی عنہ فی الدین بل ھی من اللھو الجائز الذی رخص فیہ فی الدین فانہ علیہ السلام کان یمزح مع
نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتھہ خوش طبعی کیا کرتی تہی

نسائہ ویلزل الی سر جتہ یمقولھن حتی روی انہ علیہ السلام کان یسابق مع عائشۃ فی العدو وجاء فی الخبر الصحیح
اور اونکی ہی موافق بنجاتی تہی یہان تنگ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتھہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام

کان من اخلقہ الناس مع نسائہ ای من اطیبھم وامزحھم معھن وروی انہ علیہ السلام قال خیرکم خیرکم لاھلہ
ازواج کی ساتھہ زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتھہ بہت خوش طبعی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچھا وہ ہی جو اپنی بی بی کی

وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم باھلہ لکن لا ینبغی لہ ان ینبسط
اچھا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مؤمنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتھہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا بھی نہ چاہیئی

معھن فی حسن الخلق والملاعبۃ الی حد یفسد خلقھن ویسقط بالکلیۃ ھیبتہ عندھن بل یراعی الاعتدال فی
کہ اونکی ساتھہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونپر سی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکھی

ذلک فلا یدیع الھیبۃ والانقباض مھما رای منھن منکرا ولا یفتح باب المساعدۃ البتۃ بل مھما رای منھن ما یخالف الشرع
سرد بھی اور ذرا موقوف بھی اگر اونسی کچھہ بری بات دیکھی تو دروازہ امداد کا بالکل نہ کھولدی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکھی

یغتضب لان اللہ تعالی جعلہ قواما علیھن حیث قال الرجال قوامون علی النساء فیلزمہ ان یقوم علیھن بالامر والنھی
تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی جسنی فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتھہ قایم رہی

ولا یتغافل عن مبادی الامر التی یخشی عواقبھا بل ینبغی لہ ان یکون صارما غیورا لکن لا یبالغ فی التعنت واساءۃ
اور ایسی کام کی مبادی کی غفلت نکری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہیئی کہ غیرت کی ساتھہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بد گمانی

الظن وتجسس البواطن اذ روی انه علیه السلام نهی ان تتبع عورات النساء وفی لفظ ان یتعنت النساء فان غیرة

اور باطن کی تلاش نکرو اسواسطے کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سی کہ عورتوں کی چھپی باتیں تلاش نکیجاویں اور ایک روایت میں ہی کہ عورتوں کی عیب جوئی نکریں

الرجل علی اهله من غیریبة یبغضها الله تعالی کما جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال غیرة یبغضها الله تعالی

کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اللہ تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی

وهی غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة لان ذلك من سوء الظن الذی وقع النهی عنه وان بعض الظن اثم واما الغیرة

یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف گمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت

فی محلها فلا بد منها وهی محمودة کما روی انه علیه السلام قال ان الله یغار وان المؤمن یغار وغیرة الله ان یاتی

جو ٹھیک محل پر ہووے تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله علیه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال انی لغیور وما امرء لا یغار لا منکوس القلب والطریق

کہ مؤمن ہوکر حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اوندہی دل اور وہ طریق

المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن مرجل ولا یخرجن الی الطرقات یعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته

کہ بغیر قرابتی کے بچاوی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بغیر قرابتی ہی مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البیت ولا یاذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما فصله صاحب الخلاصة نقلا عن مجمع النوازل

بی بی کو گھر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا رکھی جگہ کے نکلنی کی اجازت ندی وہ جگہ ہین جو خلاصہ والی نی مجمع النوازل مین سی نقل کی ہین

یجوز للزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما واحدهما وزیارة المحارم

خاوند کو جایز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماباپ کی ملاقات کو بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو

ویعد بیان هذه السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کان لها حق علی اخر ولا حق علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن

اور یہہ سات جگہ بیان کرکر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اسکا حق کسی پر یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو بیا جازت اور بلا اجازت چلی جاویگی

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن قد

اور ایسی موقع کی سوا اجنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعض

یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان اراد ت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس لها

وقت خاموشی سی بھی ہوجاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان یقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج کان طالب العلم فیما

تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچہہ کر بتاوی بس اب بی بی رضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت

یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبر بذلك لا یسعها الخروج وان

کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچہہ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ہی اور اگر

لم یقع لها نازلة لکن اراد ت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان کان الزوج یحفظ المسائل

وسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہے بی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ویذکرها عند رها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا وان لم یاذن لا شئ علیه ولا یسعها

اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی ہی کہ کبھی کبھی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اسپر کچھہ الزام نہین ہی اور نہ وہ

الخروج علیه یقع لها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها کل ملك فی السماء وکل شئ تمر علیه الا الانس والجن

جاسکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت ملی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل

والحاصل ان خروجہا من بیت زوجہا بغیر اذنہ حرام علیہا واذا خرجت باذنہ تخرج مخفیۃ فی ھیئۃ رثۃ وتطلب
خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پرد یسی بری ہیئت بنا کر نکلی اور واجاڑ
الموضع الخالیۃ دون الشوارع ولا تسوق ولا تخرج عطرۃ متزینۃ ولا تحدث مع رجل فی الطریق لما روی ان عمر رای
رستہ سی جاوی مشک اور بازاروں مین کو نہ جاوی اور خوشبو لگاکر بن ٹھن کر نجاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک
امراۃ مع رجل یتحدثان فی الطریق فضربھا بالدرۃ فقال الرجل ھی امراتی یا امیر المؤمنین فقال لہ عمر لو کانت امراتک
عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکہا تو درہ لونی کی کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المومنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رض نی جواب دیا اگر تیری بی بی تی تو
فلم لم تخلھا فی بیتک حتی لا یتمتع بھا احد فی الطریق ولا تخرج الی الحمام وان اذن لھا زوجھا لما روی عن عائشۃ انہ علیہ
کہر مین کیون نہ بیٹہائی تاکہ رستہ مین کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگر چہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ
السلام قال الحمام حرام علی نساء امتی فان اقتضت الضرورۃ الی دخولھا فی الحمام لعذر کالمرض والنفاس یشترط ان تدخل
السلام نی فرمایا میری امت کی عورتون پر حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جاینگی کوئی ضرورت آلگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی
بمیزر ولا یکون فیہ احد من النساء مکشوف العورۃ ولا تخرج بزینۃ فاذا لم یوجد واحد من ھذہ الشروط لا یحل لھا
نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور ننگا کر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا
الخروج الی الحمام وکذا لا یحل لھا الخروج الی المقابر لما ذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراۃ الی
حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہین ہی آسی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچہا کہ عورت کو گورستان مین جانا
المقابر فقال لا تسئل عن الجواز فی مثل ھذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقھا من اللعن فانھا لما نوت الخروج کانت فی
جایز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبسی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی
لعنۃ اللہ تعالی وملئکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب واذا ماتت القبر یلعنھا روح المیت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین کہیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہٹی ہی
یکون فی لعنۃ اللہ تعالی وملئکتہ حتی تعود الی منزلھا وفی الخبر ایما امراۃ خرجت الی مقبرۃ یلعنھا ملئکۃ السموت
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک اور حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتون آسمان
السبع والارضین السبع وتمشی فی لعنۃ اللہ تعالی وایما امراۃ دعت المیت بخیر او تخرج من بیتھا یعطیھا اللہ تعالی
اور ساتون زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹہی ہوئی مردہی لئی دعا خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی
ثواب حجۃ وعمرۃ وعن سلمان وابی ھریرۃ انہ علیہ السلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب حجرہ فاتت فاطمۃ
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہہر گئی وہین فاطمہ آگئین
فقال لھا من این جئت قالت خرجت الی منزلۃ فلانۃ التی ماتت فقال ھل ذھبت قبرھا قالت معاذ اللہ ان افعل
آپ نی پوچہا تو کہانسی آئی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مر گئی ہی پہر آپنی پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی
شیئا بعد ما سمعت منک ما سمعت فقال لو زرت قبرھا لم تریحی رائحۃ الجنۃ وروی انہ علیہ السلام لما قدم المدینۃ
بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہون جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی
خرج الی جنازۃ فرای النساء یتبعن فقال ھن المحملن معھن محمل فقال لا فقال علیہ السلام انصلین معھن یصلی
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا سب المقبرۃ
فقالن لا فقال انصرفن مازورات غیر حاجرات فذل ذلک علی ان المراۃ لا یباح لھا تشییع الجنازۃ ولا الخروج الی
پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا کیا ہٹوکی گنہگار ہوکر پی ثواب اسی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا بد لها ان تكون قاعدة في بيتها ملازمة لغزلها من حين انفت الى ان زوجها الى ان تزف الى قبرها ولا تخرج من
بلکہ عورت کو یہ لازم ہی کہ گھر کی اندر بیٹھی ہو سوتی تاکہ اری جب سے کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک کہ گور مین جاوے اور گھر سی باہر
بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون
بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتی ہین عورت کو جہان جانا مباح ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنا ئی کہ اوسپر نظر کو
داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحاح اظهار
نظر کی رغبت اور میلان ہووی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دکھاتی نہ پھر و جیسی دکھاتی تھی پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح کی
المرأة زينتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما بين آدم ونوح عليهما السلام فنهى
دکھلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردون کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ
الله المومنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهن فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لما
السلام تک ہی سو اللہ تعالی نی مؤمنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور اونکو حکم دیا کہ اپنی گھرون مین بیٹھی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوہنکا دین
روى انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل فاستحسن قولها
سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپ نی اونکا قول
وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا
پسند کر کر سینہ سی لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشن دان بند کر دیا کرتی تہی تاکہ
تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته تظلع في كوة فضربها فينبغي للرجال ان يفعل كذلك وبهذا امرأته عن مثل ذلك
عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا پھر کہا کہ ایسا ہی کیا کری اپنی بی بی
ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس
منع کری پھر اگر عورت کی دلمین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی
ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاركة ليصلوة يؤدبها لكن بتدريج في تاديبها فيقدم الوعظ والتخويف
اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکہا دیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن کوئی ادب دینی مین آہستگی برتنی پہلی نوبت زبانی پندی اور نصیحت
بالله تعالى وان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجع يضربها ضربا
ڈراوی اگر پانہ نہ آوی تو سوتی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کر دی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پھر بہی نہ باز آوی تو انتا ماری
غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما
کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہووا اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن بہی لہو لہان نہ ہووی اور موہنہ پر نہ ماری اگی ممانعت آئی ہی اب بہی نماننی تو طلاق دیدی چنانچہ
قال قاضيخان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يرونها مهرها وقال البزازي لان يلقى الله
قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی نماز نہ ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کر دی اور بزازی کہتا ہی اگر مرد مہر
ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسماعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يأمر
گردن پر لیکر اللہ کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا
اهله بالصلوة والزكوة وقالوا لحل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان
اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ
يضرب المرأة على اربع احدها لخروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية ترك الزينة اذا اراد الزوج التمتع
بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری نہ مانتی ہے جبکہ خاوند جماع کی رغبت کرے اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتھی نماز نہ پڑھنی ہے اور جنابت اور حیض ہی غسل نہ کرنا ہی قایم

عن الجنابة والحيض ثم قال انه ان امر الرجل يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو جائر
مقام ترک صلوۃ کی ہی پھر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونو میں عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نکریگا تو ثواب ہوویگا

لترك ادخال الغم عليها لا سيما عند كونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافيها شكر وان خاف ان لا يعدل
کیونکہ بی بی کو غم ہی پہنچا یا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہوسکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى قال فان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث
نہ کریگا تو جایز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسلئے کہ اللہ تعالی نی اگرچہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین

ورباع الا انه تعالى عقيبه ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر يجب عليه
اور چار چار پر اللہ تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایکہی بیشک جسکی بس دو عورتین ہون یا زیادہ تو اوسپر واجب ہی

ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام وليالیها
کہ اونمین برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بیمار ہی یا بیمار پھر اونمین سے ہر بیک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری

ولا يقيم عند احدهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکی پاس اس سی زیادہ نہ ٹہرا کری ہان اونکی اجازت سی مضایقہ نہین اور رانڈ اور کواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة والمريضة سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہین اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی

ايام يقيم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روى انه عليه السلام قال من كانت له امراتان فمال الى
تو قدیمی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسلئے کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتین ہون پھر ایک کی طرف

احديهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقطة يعني ان احد جنبيه يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات
رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت مین آویگا کہ اوسکی ایک جانب گری ہوئی ہوگی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہوگی کہ اہل عرصہ سب دیکھینگی

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الاقتصاص اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب
تاکہ یہہ اوسکی واسطے زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی مین سخت ترعذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ رہنی مین یہ

في الاعطاء والهبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتنى على النشاط فلا يقدر على التسوية
اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور جماع مین واجب نہیں اسلئے کہ محبت اختیاری نہین ہوتی اور جماع نشاط دلی پہ موقوف ہی انہین برابری کی قدرت نہین

فيما ما روى انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك
ہی اسواسطے کہ نبی علیہ السلام اپنی اذواج مین قسم اور عدالت کیا کرتی پھر کہتی یا الٰہی مجہسی یہہ ہوسکتا ہی جسکا مجہی اختیار ہی سو مجہکو ملامت مت کرنا

ولا يملك قلبه لانه عليه السلام كان يحب عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام
جسپر مجہکو اختیار ہی اور مین مختار نہین کہتی ہین کہ اس سی میری محبت مراد ہی اسلئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تہین اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیہ السلام

كان يقسم ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روى انه عليه السلام كان يطاف به
دینی مین اور رات کی رہنی مین قسم اور عدالت کیا کرتی تہی یہان تک کہ مرض الموت مین بہی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز اوہانسی پہرا کرتی

محمولا في مرضه كل يوم وليلة فبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا فعلمت ازواجه انه يريد
تہی پہر شب کو ہر بیک کی ہان رہا کرتی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس سی اذواج سمجہگئین کہ عائشہ کی باری

یوم عائشۃ فاذن لھا ان یکون حیث شاء فقال ھل رضیتی بذلک فقلن نعم قال علیہ السلام حولونی الی بیت عائشۃ
پوچھتی ہیں پیر سب نی اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پیر آپنی پوچھا تم سب کو پیر راضی ہو عرض کیا ہاں علیہ السلام نی فرمایا مجھکو عائشہ کی گھر پہونچا دو

فکان فی بیتھا حتی مات عندھا وممایجب علی الزوج حق ھا ان یؤدی الیھا مھرھا کملا ان کان قادرا علی اداءہ والم
پیر عائشہ کی گھر رہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا چھ حق خاوند پر واجب ہی یہ ہی کہ اوسکا پورا مہر ادا کردی اگر قدرت ادا کی رکھتا ہو اور

یکن قادرا علی اداءہ ینبغی ان یؤدیہ اذا قدر واذا قال اللہ تعالی او النساء صدقتھن نحلۃ ای فریضۃ من اللہ تعالی فان
ادا کی قدرت نہین ہی تو ادا کی نیت رکھے جب قدرت پاوی ادا کی اللہ تعالی فرمتا ہی کہ عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا ہی بیشک

اعطاء النساء مھورھن مما فرض اللہ تعالی فی الملۃ والدین فمن نوی ان لا یؤدی الیھا مھرھا یجی یوم القیمۃ زانیا لما
عورتون کو مہر دیدینا دین وملت مین اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی پیر جسکی یہ نیت ہو کہ بی بی کا ادا نکری تو قیامت کی دن زانی ہو کر اوٹیگا اسلمی

روی انہ علیہ السلام قال ایما رجل تزوج امراۃ علی ما قل من المھر او کثیر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیھا حقھا لقی اللہ تعا
کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ جس شخصی کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر کا کمتر پر یا بیشی زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنی کی نیت نہین تو اللہ کی پاس

وھو زان ولا یطلب منھا المھلۃ لاداء مھرھا الا ان یکون فقیرا ان توھبہ المراۃ طوعا اکرھا ولا یکلفھا ان تھب لہ مھرھا
زانی ہو کر اوٹیگا اور مہر ادا کرنیکی واسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی کچھ زور نہین ہی اور یہہ زیادہ نہ ڈالی کہ

لانہ تعالی بعد ما قال او النساء صدقتھن نحلۃ قال فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا فغناہ
پیر بخشدی اسلمی کہ اللہ تعالی اس آیت کی بعد اور دی ڈالو عورتون کو اونکی مہر فرماتا ہی پیر وہ اگر دیدین تمکو کچھ چھوڑ دین تمکو دل کی خوشی سی تو وہ کہاؤ چباؤ

علی ما ذکر فی التفسیر وانوار التنزیل ان لھن ان یھبن لکم بعضا من الصداق عن غایۃ الرضاء وطیب القلب بلا اکراہ ولا اکتراہ
آیت کی معنی تفسیر وانوار التنزیل یہہ ہین بیشک اگر عورتین تمکو کچھہ مہر مین سی بخشدین عین رضا اور دل کی خوشی سی بی زباؤ اور نہ بد معاملگی کر نیسی

من سوء العشرۃ فتنتفعوا بہ بلا تبعۃ فعلم من ھذا ان استکنائی ایتھا مکروہ لانہ تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
سو وہ کہاؤ پیو ہرواں بیجھی پر تی اس آیت سی معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانی کی مکروہ ہی اسلئی اللہ تعالی نی جیسے عقد نکاح خاوند کی اختیار

یمسکھا وان شاء یرسلھا بلا اختیار منھا کذلک جعل حلقۃ سلسلۃ المھر فی قبضتہ ودعتہ فعقد النکاح یجر ھا الیہ وسلسلۃ
مین رکھا ہی اگر چاہی بی بی کو روک رکھی اور اگر چاہی اوسکو چھوڑدی عورت کو کچھ اختیار نہین ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گرون مین ڈالدی ہی اوسکا عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المھر تجرہ الیھا فانسیھا ب کل المھر ابطال لحقھا وابقاء لحقہ وفیہ ترک المعادلۃ ونوع من الظلم ولا یطلقھا بغیر ضرورۃ
خاوند کو عورت کی طرف کھینچتی ہی سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکھنا ہی اور اسمین بی انصافی اور ایک طرح کا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت

الا ان تکون سیئۃ الخلق فاسدۃ الدین فانہ لا ان الطلاق وان کان مباحا لکنہ من ابغض المباحات عند اللہ
طلاق نہ دیوی ہان اگر بد خو بد مزاج بی دین بی نماز ہووی تو چیر اسلئی کہ طلاق اگر چہ مباح ہی پر مباحات مین سی اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فیھا من الایذاء والایحاش بلا ضرورۃ الا بجنایۃ من طرفھا فاذا عزم علی تطلیقھا بسبب الضرورۃ ینبغی لہ ان
ہی کیونکہ اسمین ایذا دی ہی اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی مگر عورت کی خطا پر پھر جب کسی ضرورت مین طلاق دینی کا ارادہ کرلی تو چاہیئی

یراعی علۃ امور احدھا ان یطلقھا فی طھر لم یجامعھا فیہ لان الطلاق فی الحیض والطھر الذی جامعھا فیہ حرام لما تلی
کہ کئی بات کا لحاظ کرلی ایک تو یہہ کہ ایسی طہر مین طلاق دی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین اور ایسی طہر مین کہ جماع کر چکا ہو حرام ہی دوسری یہہ

ان یقتصر علی طلقۃ واحدۃ ولا یجمع بین الثلث لانہ یدعی فیہ والطلقۃ الواحدۃ بعد انقضاء العدۃ تفید المقصود مع انہ
کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق اکٹھی نہ دی کیونکہ یہہ بیفایدہ ہی اور ایک طلاق سی ہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہو تا ہی

ابعد من الندم لتمکنہ من التدارک بالرجعۃ فی العدۃ وتجدید النکاح بعد العدۃ وامااذا طلقھا ثلثا فربما یندم ولا یمکنہ التدار
باوجودیکہ ندامت سی بہت الگ ہی کیونکہ اوسکا تدارک کرسکتا ہی عدت مین تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی دفعہ خاوند

الا بالعلة وعقد المحلة منهي عنه ورفيه للغز ويكون هو الداعي فيه ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه متعلق
اوسکا تذکرہ نہیں ہوسکتا اور حلالہ کی لعنت آئی ہی اسمیں لعنت دار رہوئی ہی اور اسمیں یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا اسلئے حال

بزوجة الغير فيرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من
مین دل لگیگا جو رو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ طلاق دی گئی بعد عدت کی میری پاس آویگی یہہ سب خرابیان بین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین

غير مخاطرة الثالث انه يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسرا یہہ کہ طلاق دیتی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطرح کہ مہر کی سوا کچھ اور بھی

طريقة المتعة وهي ربع دينار ملحفة عوضا عن ايحاشها والرابع لا بشفي سرها ثم ان طلقها على مال وهو الخلع يكره له
بطور امداد وفائدہ کی او نکو دیدیگا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہیدنہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دیگی جو خلع

ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من جانبه كانه اوحشها بالامساك فلا تزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله
کہنا تاہی تو مہر دکہو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بدمزاجی ہوئی ہی اسلئے کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اللہ تعالی فرماتا

وان اردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى فهي عن اخذ شيء
ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کی اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیرا تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچھ کیونکہ اللہ تعالی تمہو اوسمین سی بہی منع کرتا ہی

يسير من القنطار الذي هو المال الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره ان ياخذ الزايد على ما دفع
قنطار مین سی جو بہوت مال ہوتا ہی بہت یعنی کاتو کیا مائیگی اور اگر عورت کی طرف سی بدمزاجی ہوتو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی

اليها من المهر ثم ان اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه او اسقطت عليه من المهر ونحوه كان الرضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی منا نہا تسلیم کیا تاکہ اوسکی پیچہہ سی بچی مامہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کردیا تو اسلئے

شرطي في لزوم المال وسقوطه ولا كراهة عدم الرضاء على ما بين في موضعه وان مات زوجها واراد ان تكون في
کہ مال لازم ہوجاتا ہی اور ساقط ہوتا ہی مین رضامندی شرط ہی اور اگراہ مین رضا مندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہہ مین بیان ہوچکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مجاوی اور

الاخرة زوجته ينبغي لها ان لا تتزوج زوجا اخر لان المرة تكون في الاخرة لاخر زواجها على ما روي ان ابا سفيان خطب
بی بی پہہ آرزو کری کہ آخرت مین مین اسی خاوند کی بی بی ہونون تو اسپر سیدہ میری کہ اور خاوند نہ کری اسلئے کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہوگی مطابق اس

ام الدرداء بعد وفات ابي الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن النبي عليه السلام ان المرة لاخر
ام درداء بہی بعد وفات ابو درداء کی نکہا کیا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ میں ابو الدرداء سنا ہی کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت

ازواجها في الاخرة وقال لي ارديت ان تكون زوجتي في الاخرة فلا تتزوجي بعدي وقيل هي في الاخرة لاحسن ازواجها
مین پچہلی خاوند کی بی بی ہوگی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک عادت

خلقا لما مر وي ان ام حبيبة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم سالت النبي عليه السلام
خاوند کو ملی اسلئے کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ نبی علیہ السلام کی زوجہ نی نبی علیہ السلام سی پوچہا

ان المرة تكون لها زوجان فلايهما تكون في الاخرة فقال عليه السلام تخير فتختار احسنهما خلقا معها تمت
جسں عورت کی دو خاوند ہون تو آخرت مین کسکو ملیگی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدينا الله والصلوة على نبيه اشرف الكائنات
واكمل الموجودات محمد صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفي عنه ساكن قصبه شكاپور ضلع نظر نگر عرض كرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی تہریر کہتی تہین کتاب مجالس الابرار و مسالک الاخیار
فی علم الوعظ والنصیحة یتضمن فوائد کثیرة من باب اسرار الشرایع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب سرد البدایع

نفع الطالبین کا اردو میں ترجمہ ہوا ہی اور اسکا نام مجالس الابرار رکہا ہی اور اسکا ترجمہ بہی ہوا ہی اور اسکی بہی دو جلدین ہوئی ہین

والعادات الشنيعة لاعلم لنا بحال مصنفه الا مايكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه ونفقته
في العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لاتنظر الى من قال واسمع الى ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم
بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل انتهى ردبدعت بين باشل اور فن نصايح اور وعظ بين بي نظير اور تحقيق حقايق ديني مين بي مانند اور غير
مسائل علمي مين لاثاني دلي سبحان الله جو حوالجات مصنف كي قلم سي نكلتي ہي سو بدلل آيات صريح اور جو مضمون اوسكي زبان پر آتا ہي سو مبرہن بالحاديث وروايات صحيح
كوئي مطلب ايسا نہين جسكي سند آيت يا حديث نہو كوئي ذكر ايسا نہين كہ اوسكا حامي كسي بزرگ كا قول قديم يا حديث نہو نواب صاحب مستغني عن الاوصاف جناب مولانا والمنا
مولوي حاجي محمد قطب الدين خان صاحب كو واسطي فاضله عام اور فيض تام كي اوسكي ترجمه كا خيال آيا كہ اس كتاب كي مضامين علم سے بہرہ جاوين اور علم صغير وكبير جو اردو
پڑہ سكتا ہو سب فيض اوٹہاوين اور اپني تئين كم وصت ديكہ كس نا كارہ بيچيز سكو ارشاد فرمايا مين نے باوجودي سالمي كي بعزاي الامور معتدر ترجمه لكہنا شروع كيا اخر بيسوين
ربيع الثاني سنه ١٢٩٠ سو ناتمام چھوڑين لكہ كہ تمام كيا فجاز بجزاه الله كما يحب ويرضي النواظر دربستي الفليل وطيشي العليل وشيخ الاذان وحيد الزمان اور اسكا نام خزينة الاسرار
في ترجمة مجالس الابرار تجويز كرا كر جناب موصوف كي خدمت مين پيش كيا مولانا صاحب في سعادي ترجمه كو بالاستيعاب ملاحظه فرمايا اور پسند كركر اجازت طبع كي دي
اب ناظرين با صفا اور كاملين بي رياسي اميد ہي كہ بنظر اصلاح غور فرماكر ديكہين اور تحقيق نظر مطالعه كرين اور جہان سقم پاوين اصلاح ديكر درست كردين وما توفيقي
الا بالله عليه توكلت واليه انيب ٥ اشتہار احقر العباد وسبحان بخش مترجم مجالس الابرار كا صاحبان مطبع كي خدمت مين عرض كرتا ہي
كہ مين نے حق ترجمه كا اپني كا شيخ محمد حسين ولد حاجي غلام حسين عطار دہلوي سي ليكر اسكي طبع كا ہميشه كو مالك كرديا آينده كو كوئي صاحب بدون شيخ محمد حسين موصوف كي اجازت
اور رضامندي كي اسكي چھاپي كا اور نہ مكررين ميري اجازت اور رضامندي اصل معتبر نہين آيين محمد حسين جو كچھ ترجم كا دي چكا اور ١٢٨٥ سنه ١٨٦٨ ع بغير اجازت ميري كي
كتاب كو حسب منشاء قانون يازدہم سنه ١٨٣٥ ع بغير اجازت ميري كي نہ چھاپي نہين تو ہو جب اس قانون كي شرہ پاوے ليكن فقط صورة ما قرظه الفقير محمد حسين
صانه الله عن سوء وشين سجدة الاقدام بارض حمره موجة لعز الجباه وصفايح القلوب بنور ثنائه مفتضة لبياض العز والجاه
صنيعته البليغة تقلب الليل والنهار ورحمته العميمة تنزل على مجالس الابرار وتهدي الفجاج الى التوبة والندامة واه استغفار والصلوة والسلام
الاتمان من الله العزيز الرحمن على صاحب عرج منتهى القصر العلي فاستوى ثم دلى فتدلى خاتم الانبياء والمرسلين شفيع العصاة رحمة للعالمين
منشور فضائله الم نشرح لك صدرك ورفعنا لك ذكرك وعلى اله وصحبه الباذلين في سبيل الله واعلاء كلمة الله انفسهم
واموالهم وعلى الذين اتبعوهم باحسان واحسنوا اعمالهم وبعد فيقول العبد الحقير محمد حسين الفقير الراجي رحمة الغفار عفا الله عما هو مستخف
بالليل ومستتر بالنهار ويوم تكون سرابيل الجرمين من قطران وتغشى وجوههم النار نادر منشور يليق ان يدرج في حق الصدور سراج لجاج
المحصنات الاخيار مصباح لمجالس المتقين الابرار تذكرة لعرعريان للغافلين مذكر مبين للناس كلهم اجمعين انيس نفيس للمواعظين رياض
ذات افنان وانهار للناصحين جواهر منيفة تصلح لاعناق عرائس حفظ العلماء وبواقيت ثمينة تتسابل لتزصيع تاج الوعاظ الاذكياء اعني
تحفة الاخيار الكتاب المستطاب المسمى بمجالس الابرار رحم الله من صنفه ورحمه والفه وجعل جنة الفردوس مثواه وواصله الى ما كان تمناه
رضي الله عنه وارضاه هو الذي في هذا الاوان احد الكتب المعتبرة في ادب الارشاد والترغيب والترهيب كاف للناصحين فانا اعجب كتابه هذا
وما احسن وحاشا لله ان يودع فيه نادرات الزمن بمجلد البدعة من لا ذاق وبثبت السنة السنية النبوية ويتمم حسن الاخلاق حوى من فوائد
لطيفة خلت عنه الاذهان واحرز نكات رشيقة لم تنزع الاعيان لا يصفر مثله بمرور الدهور والزمن اذ فيه ما تشتهيه الانفس وتلذ
الاعين اكب عليه العلماء الفحول وكابر بعد كابر تلقاه بالقبول امرية في كونه كافيا للواعظ ولا ريب في ان استحضاره مغني الحافظ لعمر طويل
لحري ان يوسم باقلام غصون الطوبى وجدير بالكتابة على ورق شمس الضحى لابل على خدود الحور باقلام النور ينبغي ان تكون خطوط الشعاع
خيوط المسطر ويصرف في مداده مياه السلسبيل الكوثر لكن لم يكن تيسير المشتاقين لقلة النسخ في ديارنا الان لا تعان كان عند احاد الندرة
يشار اليه بالبنان فتوجه عنان العناية الحبر الاديب والفاضل الكامل الاريب العالم البارع ذو الباع الواسع واقف اسرار المعضلات كاشف اللثام عن وجوه
المشكلات مزين عرائس العربية بالترجمة الهندية المولوي المعنوي مولانا سبحان بخش الشكاوتي عظمه الرحمن وادامه
بالفيضان فغرم مغلقاته بالترجمة الهندية باحسن ما يكون وسهل مقاماته بحيث يغبطه الناظرون اجاد غاية الاجادة في بسطها

وضبطها

وضبطها على حسب محاورات اهل اللسان وبرعها نهاية البراعة في حل لغاته مع اختصارها كالترجمة القاموسية للقرآن ثم عمم انه عند
كتابته للطبع بالنظر المكرر لان كل تكرر نقرر فحمله بحمد الله المستعان كما تهدي الانفس وقلوب نوع الانسان بسط الله نور فيض موليها
على القابسين مادام بقاء السموات والارضين فحقق المشتاقين بغيتهم وتيسر للطالبين منيتهم فبادروا اليه ايها المشتاقون لعلكم بعد
ايام لا تجدون وقد زين عند طبعه بكتابة كاتبه محمد منصور على اليوسفي البيري البركزوي الحنفي عفى الله عنه الولي
جعل الله الخلق منتفعا به انه قريب مجيب وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب قطعة تاريخ طبعه جاء نا النور من مجار الطبع
اعني هذا الكتاب بالاسراء ينبغي ان يكون في الافاق كالسراج لمنزل الاخيار عام خمس بليغه من آن ١٠٠٥ قرعة شمع مجلس الابرار

مزيل الاغلاط كتاب مجالس الابرار

صفحه	سطر	غلط	صحيح	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	ص	صفحه	س	غ	صحيح
٤	٤	سعادتمند	سعادتمند	٤٣	٢١		جيح	٩٩	٢		جاتي	١٤٠	٢٣		متيقظا
٧	١٣	احمق	احمق كا	٤٤	١٧		لم يخبر	١٠١	٣٣		كي كي ہي	١٤١	٢٥		تذكر
١٠	١٧	الظلمات	الطاعات	٤٩	٢٣		نورہم	١٠٢	٢		سني اي		٢٩		سؤلبته
″	٢	وصولها	اصولها	٥٦	٣٢		نہوگا	١٠٥	٦		دريافت	١٤٦	١٧		احدها
١١	٤	كي	سي	٥٩	١٦		پہلي مين	١٠٦	٣٠		علم الم	١٤٩	١٣		پيدا ہو
″	٢٩	للاحكام	لاحكام	″	″		ہوگي	١١٤	٢٧		وجود وجب	١٥٠	٢١		الوقعة
١٣	٢٨	سنزا	سزا كي	″	١٨		مين ہوتي	١١٥	١		وما بالنظر	″	٢٩		مستعلة
″	٣٢	توجه	توجه	٦٠	٦		پہلي ہوگي	″	٦		بكلمه	١٥١	١١		الذين الذي
١٤	٢	چاہئي	ہو	٦٣	١٥	الله	لله	″	١٩		فقہا	١٥٣	٢٨		معصيت
″	١٥	الهام	الالهام	٦٧	٨		اسرار	″	٣١		تعظيم	١٥٤	٢٦		دنيا مين
١٥	٢٤	وسوسوں	وسوسہ	″	١٨	لا الا الله	لا الا الله	١١٦	٤		معجزہ	١٥٥	١٠		وہ بھي
″	٣	تكليف	تكليف	٦٩	٦		عليہ	١١٧	١٥		القي	″	٣		اوجاجي
١٦	١١	زلا	ازلا	″	١٧		اوعالا	″	٣١		فتحيل	″	٣٢		شيطان
١٧	٢٠	ذكر دل	ذكر كا دل	٧١	٣٢		اسباب مين	١١٨	١٢		اور كہا	١٥٨	٨		مرحومين
١٩	١	ممن ادخل	ممن يدخل	٧٢	٥		بذالحاجة	١١٩	٣		يقربوا	″	١٤		پہرچت
٢٠	٢٢	ہوتي	ہين	٧٦	٦		دشوار ضروري	″	١٩		جبته جملة	″	٣٢		كہراہو
٢٣	٣٠	شخص	شخص حج	٧٨	١٤		اپني كي كہا	″	٢٠		اسلئے ہين	١٦٠	٥		فعل الرجل
″	٣١	لمرافقة	لمرافقة	٧٩	٣٢		ثواب	١٢١	٣		الموافق	١٦٢	١٤		وہ ہمارا
″	″	حكم	حكم ہي	٨٠	١٨		كہ تبديل	١٢٦	٩		زيادتها	″	١٧		سبيله
٢٦	٤	طرف	طرف ہي	٨٤	٣٢		دو محال	١٣٠	٢		لوگ كم	١٦٤	٢٨		كم كهل
٣٣	٩	يقضي	يقتضي	٩٣	١٨		كا پيہ	١٣١	١٠		انكسا	١٦٧	٨		پڑي
٣٦	١٦	عقل	عقلي	″	٢		ماضي	١٣٢	٢٩		ہمكيف	١٦٨	٢٣		بلد
٤٠	١٧	بہم	لہ	″	٣٢		كريگا	″	٣١		اتفقوا	١٦٩	٢٧		ريفس
″	٢٩	فا	فيما	٩٤	٢٦		آيتي	١٣٤	١١		قوله	١٧١	١٨		محرم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	صفحہ	س	غ	ص	صفحہ	س	غ	ص
١٧٢	١٠	کہ دعوہ	کہ تنہا ہی	٣٤٣	٢٠	دنیا	دنیا ہی	٣٩٧	١٤	کیا گمان	کیا گمان کریں	٣٤٥	٦	کی دوستر	کی پردہ	٣٤١	١٦	اپنی آگی	اپنی آگی	٢٧٥٢٧	جھجھ	جو
١٧٣	١٦	جن	جن دنوں																			
	٢٧	بین رمضان	بین رمضانین	٣٤٤	١٩	کہ تنہا	کہ تنہا ہی	٣٩٩	١٢	تنہا ہی	تنہا ہی کر رہا	٣٥١	٣	بیتزہ	بیتزہ	٣١٣	٢	لیا	لیا	٥٣٤	١١	فقاوا
١٨٢	٨	پھانس آمی ہو	بچا سی ہو																			
١٨٣	١٦	اور پہیڑ لیں	اور دلیل	٣٤٦	٢٣	دہو	دہو	٣٥١	١٦	پہیہ	پہیہ	٣٥٦	١٦	پہیہ	پہیہ	٣٤٠	١٢	واطرفہ	خوانخوارہ	٢٥٤٣		
	٢٦	پہیہ حکم	پہیہ ہی حکم	٢٩٤	٢٩	الفطر	الفطر	٣٥٥	١٠	اسپر سی	اسپر سی	٣٥٧	٢٠	ہر سہ ہی	ہر سہ ہی	٣٤٤	٢٧	البطار	البطار	٥٣٩	٣	اور
١٨٩	٣	عبدتہ	عبدتہ ہی	٢٤٩	٢	روزہ	روز	٢٩	١٤	الفصل	الاول	٣٥٩	٣	مہ سہ	مہ سہ ہی	٣٤٤	١١	تنا	تنا ہنا	٥٥٤	١٦	الحاج
١٩٣		دلیلاً	دلیل	٢٥٠	٢٠	حدیثین	حدیثین ہی	٣٦	١	الخاتمہ	الفتح	٣٢		دعوا	نماز جنازہ	٣٤٢	٢٦	خیانت				
	١	تمام ہمینی		٢٥٥	١٥	اعظم	اعظم	٥		متعددہ	متعددہ	٣٦٢	١٦	انگہنگی	انگہنگی	٣٤٣	٢	صوتہ	صوتہ ہی	٥٥٦	٨	جوجھ
١٩٨		فرمایا ہی	فرمایا ہی	٢٥٦	٣٢	پہلوتہ	پہلوتہ ہی	٣٠٧	٣٢	عدا	عدا	٣٦٣	٨	اوپری	اوپری ہی	٣٤٤	٣٠	مضطر	مضطر	٥٥٨		دوہ
	٢٠	یقصر	یقصر	٢٥٨	١٣	یستیہ	یستیہ	٣٥٩	٧	لیکھو	لیکھو	٣٦٩	٢٢	فاحشہ	فاحشہ ہی	٣٤٧	٢٢	اجرا	اجرا	٥٦١	١٧	تکون
		بین سی	بین سی ہی	٢٦٥	٢٠	سیر	سیر	٣١	٣٨	مسافر	مسافر	٣٢	٢	طلاق	طلاق ہی سی	٣٤٨	١٩	کا ذکر	کا ذکر	٥٦٤	١	تلبس
		کی سجب	کی سجب ہی	٢٦		لیا	لیا ہی	٣٤	١٢	النجاح	النجاح	٣٧٤	٩	انا	دانا	٣٥٢	١	اہی	اہی اس	٥٦٩	١٦	ان
٢٠٦		یہ	یہ	٢٦٩	١	نحوہا	نحوہا	٣١٨	١٩	فلیہ	فلیہ	٣٤٧	١٨	انہی	انہی ہی	٣٤٦	٩	للصبح	للصبح			
٢٠٧		تاکہ اصل	تاکہ اصل ہی	٢٦٩	٢	اینہ کاری	اینہ کاری	٢٩		کلمتہ	کلمتہ	٣٧٥	٢٢	بسبب	بسبب	٣٤٤	٧	البیع	البیع	٥٦٩	٢٠	گدر
٢٠٨		حاصل ہوگی	حاصل ہوگی	٢٧٤	٦	اشجع	اشجع	٢١٩	١١	ہاشم	ہاشم	٣٧٧	٣	حرکہ	حرکہ			العدد	العدد			
		پہاڑ کا	پہاڑ کا اور																			
		تمام قسم	تمام قسم	٢٧٤	٨																	
٢١٣		ہکو کانی	ہکو کانی																			
٢١٤		کاسا ایا	کاسا ایا	٣٢	٢٠	جونس	جونس	٣٢٥	٣٢	تحریر	تحریر	٣٥٩	١٠	پستر	پستر	٣٧٩	٢٦	لئی	لئی	٥٨٣		
		برتی کو	برتی کو	٢٧٦	١٥	جمع	جمع	٣٢٧	٣٠	بعقدہ	بعقدہ	٣٧٩	٢٠	بعد	بعد	٣٩٣	١٦	پکڑ	پکڑ			
٢١٦		لیکن جو	لیکن جو	٣٩		صلی اللہ علیہ	صلی اللہ علیہ	٣٨	٩	ایک	ایک	٣٨٩	١٠	ترکہ	ترکہ	٣٩٣	٢٤	غلام	غلام	٤٠	١٦	پہ
٢١٧		بستر فی	بستر فی	٥٢٤		بالفظہ	بالفظہ	١٣		واعتقاد	واعتقاد	٣٩١	٣	ابن عباس	ابن عباس	٣٩٩	٢	تحریر	تحریر	٤١		پہ
٢٢٩		بشارہ تھا	بشارہ تھا	١١		براعی	براعی	٣٣٣	٢٢	پر کہ	پر کہ	٣٩٣	٦	کیا	کیا	٥٣	١٠	بزایہ	بزایہ	٢٢		کہ
٢٣١		المعاصی العاصی		٣١		فمن	من	٣٣٧	٢١	الحسنا	الحسنا	٣٩٥	١٥	الحسنات	الحسنات	٥٣٤	٣	علامۃ	علامۃ	٦٣	٤	جاؤ
٢٣٥		ملازم	لازم	٣٨٧	٤	یسیٰ	یسیٰ	٢٣		عندہ	عندہ	٣٩٦	٦	گنہگار	گنہگار		١١	ب الظہر		٦٥	٨	سرکہ
٢٣٦		تفریح	تفریح	١١		بحیلہ	بحیلہ	٢٦		بقولہ	بقولہ	٢١		لمحبت	لمحبت	٥٠٥	٢٠	فصوخ	فصوخ			
٢٤٠		دیم	فہم	٣٨٩	٣٢			٢٨		پانو	پانو	٣٩٦	٢٢	نارسی	نارسی	٥١١	٣	صوت	صوت	٤٦	٤	مردہ
٢٤٢		جزافی	جزافی	٢٩٤	١٨	آمرکہ	آمرکہ	٣٣٥	٣	سب	سب	٣٩٨	٧	تجوا	تجوا	٥٢١	٢٢	حسن	حسن	٦		یسی
٢٤٣		ایام محرکہ	ایام محرکہ	٢٩٧	١٣	بخصنا	بخصنا	٣٠٤	٢٢	جاتر	جاتر	٤٠٩	٨	ہتکی	ہتکی	٥٢٢	٦	سلام	سلام			
		تیتیہا	تیتیہا			الاکی	الاکی	٣٢٤	١٢	الذکی	الذکی	٤١٠	١٠	کرسی	کرسی	٥٢٣	١٠	بقولہ	بقولہ	١٦		کردہ

فہرست طبع ہذا الکتاب فی المطبع المصطفائی وختم فی الخیبات وختم بخیر آمین